جلد اول

سوانح عمری

لارڈ لارنس مرحوم سابق ویسرائے و گورنر جنرل ہند المخاطب بہ حافظ الملک

SWANAH-I-UMRI LORD LAWRENCE

OR

URDU TRANSLATION OF THE LIFE OF LORD LAWRENCE.

VOL. I.

BY

R. BOSWORTH SMITH, M. A.

LATE FELLOW OF TRINITY COLLEGE, OXFORD &c., &c.,

PUBLISHED

AT THE SUGGESTION OF A. J. LAWRENCE ESQUIRE C. S., BY MUNSHI NEWUL KISHORE

DEDICATED TO

His Excellency the Right Honorable Sir Frederick Temple Hamilton Temple Earl.
of Dufferin K. P., G. C. B., G. C. M. G., P. C., F. R. S., D. C. L. G. M. S. I.,

VICEROY AND GOVERNOR GENERAL OF INDIA.

جسکو فاضل جلیل مسٹر باسورتھ اسمتھ صاحب سابق ممبر ٹرنٹی کالج آکسفورڈ نے بزبان انگریزی دو جلدوں میں مرتب و رقم کیا

اور

حسب الایماے اے - جے - لارنس صاحب بہادر جو لارڈ مرحوم کے بھتیجے ہیں اور فی الحال منصب جلیلہ کمشنری الہ آباد پر حکمران ہیں

منشی نول کشور صاحب نے

اس نادر الوجود تصنیف کے ترجمہ و اشاعت کا ذمہ لیا اور منشی صاحب ممدوح کی فرمایش سے

منشی سید زوار حسین صاحب مترجم اودھ اخبار نے

کمال عرق ریزی اور احتیاط کے ساتھ بمشورت جناب مسٹر جان سی نسفیلڈ صاحب بہادر انسپکٹر سررشتہ تعلیم صوبہ اودھ و ڈاکٹر تھیبو صاحب پرنسپل بنارس کالج اسکا ترجمہ کیا
اور آنریبل راجہ شیو پرشاد صاحب بہادر سی ایس آئی - رئیس بنارس نے کل ترجمہ کی نظر ثانی فرمائی اور مترجم کی لیاقت اور جانکاہی سے اعتراف
کیا اور اس ترجمہ کو مستند کیا

بہ پذیرائی نذر نظر ہز اکسلنسی رایٹ آنریبل سر فریڈرک ٹمپل ہیملٹن ٹمپل ارل آف ڈفرن
کے پی - جی سی بی - جی سی ایم جی - پی سی - جی ایم ایس آئی - ایف آر ایس - ڈی سی ایل
ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند

سنہ ۱۸۸۴ع

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوئی

Lahore, 4th November, 1886.

To

MUNSHI NEWUL KISHORE.

MY DEAR SIR,

I have much pleasure in conveying to you the Viceroy's permission to dedicate to His Excellency the Urdu Translation of Mr. Bosworth Smith's Life of Lord Lawrence. It is a work which has been read with interest in England and I have no doubt that it will be read with not less interest by the educated Natives of India. Here in the Punjab where the illustrious subject of the Memoir spent the best years of his life the name of John Lawrence has become a household word and will be long remembered with veneration even when those who knew him personally will have passed away. The respect which he enjoyed in his lifetime and the veneration in which his memory is enshrined do honour alike to the man himself and to the people among whom he lived and laboured, for he was at all times the severe and uncompromising representative of order and good Government. The personal confidence which he inspired and the enormous influence which he enjoyed were shewn in the time of the Mutiny when, with the assistance of a few men of the same vigorous stamp as himself, he not only prevented all serious disturbances in the Province committed to his charge but sent forward large bodies of loyal troops to the British army before Delhi. When order had been reestablished he returned to England to enjoy a well earned repose but he was soon called upon to undertake administrative duties on a larger scale than before as Viceroy and Governor General, and he filled that exalted position for the ordinary term of five years, with honour to himself and benefit to the Empire. A graphic and instructive account of this long and illustrious career will be found in these volumes, and in causing them to be translated into Urdu you have rendered I venture to say, a valuable service to your Indian fellow subjects.

Yours faithfully,

D. MAKENZIE WALLACE,

Private Secretary to the Viceroy.

ترجمہ چٹھی صاحب پرایوٹ سکرٹری حضور وایسراے

مشعر پذیرائی نذر ترجمہ سوانح عمری

از پیشگاہ

ہز اکسلنسی وایسراے وگورنر جنرل کشور ہند

بنام منشی نول کشور

مقام لاہور مورخہ ۴ ۔ نومبر ۱۸۸۶ع

مائی ڈیر سر

مین نہایت خوشی سے آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ عالیجناب حضور وایسراے بہادر نے اردو ترجمہ سوانح عمری لارڈ لارنس
مصنفہ مسٹر باسورتھ اسمتھ کی نذر پذیرائی فرمائی یہ وہ کتاب ہے جسکو اہل انگلستان نے ذوق کے ساتھ پڑھا ہے اور مجھکو کوئی شبہہ
اس امر مین نہین ہے کہ تعلیم یافتہ اشخاص ہند بھی کتاب مذکور کو اسی ذوق وشوق سے پڑھین گے۔

اس ملک پنجاب مین جہان جلیل القدر صاحب سوانح عمری نے اپنے بہترین زمانہ زندگی کو گذارا ہے ہر کہ ومہ کی زبان پر
جان لارنس کا نام جاری ہے اور ایک عرصہ تک انکا نام تعظیم وتکریم کے ساتھ یادگار اور جو لوگ بذات خاص انسے آگاہ تھے
اُن لوگون کے بعد بھی قائم وبرقرار رہیگا۔ مرحوم کی جو قدر ومنزلت حالت حیات مین کی جاتی تھی اور اب جو تعظیم وتکریم وفات کے
بعد مرحوم کے نام نامی سے وابستہ سمجھی جاتی ہے اُس سے لارڈ مرحوم اور اُن اشخاص دونون کی یکسان عزت افزائی متصور ہے جنکے
مابین مرحوم نے اپنی زندگی بسر کی اور جنکے لیے جانکاہی کرتے رہے۔ کیونکہ لارڈ مرحوم ہمیشہ امن خلائق اور حسن انتظام کے
سخت کوشش اور موکد وکفیل رہے۔ اپنی جانب سے لوگون کے دلون مین مرحوم نے جو اعتماد پیدا اور اپنا جو رعب اُنپر پیدا
کیا تھا اُسکی تصدیق ایام غدر مین بخوبی ہوگئی جب معدودے چند اشخاص کی حمایت سے جو مرحوم ہی کے ایسے جری اور
بہادر تھے لارڈ آنجہانی نے نہ صرف اُس صوبہ کے سخت فسادات کو جو لارڈ مرحوم کے تحت حکومت تھا دور کیا بلکہ بیشمار خیر خواہ سپاہ
برٹش فوج مقابل دہلی کی مدد کو روانہ کی۔ بعد تسلط لارڈ مرحوم انگلستان کو گئے کہ جو فرصت اس خوش اسلوبی سے حاصل کی تھی اُس سے
مستفید ہون لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بہ نسبت سابق اور بھی زیادہ اعلیٰ اختیارات کے ساتھ بحیثیت گورنر جنرل مرحوم کو
ہندوستان مین آنا پڑا اور اس منصب جلیلہ پر لارڈ مرحوم معمولی پنجسالہ مدت تک اسطور سے فائز رہے کہ مرحوم کو بھی ناموری حاصل ہوئی
اور سلطنت کو بھی فائدہ پہونچا۔ اس طویل اور عظیم الشان ایام زندگی کے حالات مفیدہ نہایت توضیح اور تفصیل کے ساتھ ان دونون
جلدون مین پائے جاتے ہین اور مین کہہ سکتا ہون کہ آپ نے اردو زبان مین انکا ترجمہ کراکے اپنے ہموطنون کی ایک گرانقدر خدمت انجام کی۔

آپ کا دوست صادق
ڈی ۔ میکنزی والس
پرایوٹ سکرٹری وایسراے ہند

PREFACE.

It is three years since Munshi Newul Kishore the energetic Manager of the Newul Kishore Press Lucknow undertook at my suggestion, the translation into Hindustani, and publication of Mr. Bosworth Smith's Life of the late Lord Lawrence.

The Munshi naturally entertained the idea that the Princes and people of this country would wish to read, in their own language, the story of one who knew them so well, and who had done so much for them.

As yet there has been little or no response to the advertisements of the more elaborate addition of the Life.

The Munshi must therefore look to the masses for that support, which the classes have failed to afford him. But book buying is not an Indian custom. The non-existence of books worth buying, the general poverty, and the habits of the richer classes account for this.

The Munshi is however actuated more by the desire of making known to his countrymen what manner of man the late John Lawrence was than by the hope of gain. His wellwishers, and those who think that his efforts deserve encouragement will join me in hoping that he may not fail of material reward.

ALLAHABAD,
31st August, 1886.

A. J. LAWRENCE.

دیباچہ

تین سال کا عرصہ ہوا کہ منشی نول کشور اولو العزم مہتمم مطبع نولکشور لکھنؤ نے میرے ایما سے سوانح عمری لارڈ لارنس مرحوم مصنفہ باسورتھ اسمتھ کو ہندوستانی زبان مین ترجمہ کرا کے شائع کرنے کا ذمہ کیا تھا۔

منشی صاحب کو پہلے خیال تھا کہ اس ملک کے رؤسا و عمائد خاص اپنی زبان مین اُس شخص کے حالات پڑھنے کی خواہش کرینگے جو اُنکو بقدر جانتا تھا اور جسنے اُنکے بارے مین ایسے ایسے کام کیے تھے۔

ابتک اُس کتاب کے ایسے عمدہ ترین طبع کے اشتہار پر لوگون نے توجہ بہت کم بلکہ کچھ بھی نہ کی۔ اسلیے منشی صاحب کو اُسی اعانت کے لیے جسمین خواص قاصر رہے عوام کیجانب نظر کرنا پڑیگی۔

اہل ہند مین کتابون کے خرید کرنے کا دستور نہین ہے اور عمدہ کتابین جو تیار نہین ہوتی ہین تو اُسکی وجہ یہی ہے کہ عوام مفلس ہین اور اہل دول خرید کتب کے عادی نہین ہین۔

لیکن منشی صاحب کو اس کتاب کی اشاعت مین کچھ اپنا نفع مقصود نہین تھا بلکہ زیادہ تر اس بات کی خواہش تھی کہ اُنکے ہموطن اس بات سے واقف ہو جائین کہ جان لارنس کس طریقہ کے آدمی تھے۔ منشی صاحب کے بہی خواہ اور وہ لوگ جنکا خیال ہے کہ اُنکی کوششین ہمت دلانے کے قابل ہین اس امید مین میرے شریک ہونگے کہ وہ اسکے اصلی نعم البدل کے پانے مین ناکام نہ ہونگے۔

اے ۔ جے ۔ لارنس
مقام الہ آباد مورخہ ۳۱ - اگست ۱۸۸۶ع

صفحہ

فہرست مضامین جلد اول

باب اول

اوائل عمر ۱۸۱۱ء لغایت ۱۸۲۹ء

باب دوم

زمانۂ قیام دہلی ۱۸۲۹ء لغایت ۱۸۳۳ء

باب سوم

زمانۂ قیام پانی پت کے حالات اور واقعات ۱۸۳۳ء لغایت ۱۸۳۷ء

صفحہ

باب چہارم

قیام گوڑگانون و اٹاوہ کے حالات اور واقعات سنہ ۱۸۳۳ء لغایت سنہ ۱۸۴۰ء

باب پنجم

رخصت فرلو اور شادی سنہ ۱۸۴۰ء لغایت سنہ ۱۸۴۲ء

باب ششم

اول جنگ افغانستان ۱۸۳۸ء لغایت ۱۸۴۲ء

باب ہفتم

مجسٹریٹ دہلی اور جنگ اول سکھ ۱۸۴۳ء لغایت ۱۸۴۶ء

باب ہشتم
کمشنر علاقہ آنرو ستلج - ۱۸۴۶ع

باب نہم
قائم مقام رزیڈنٹ لاہور ۱۸۴۶ع لغایت ۱۸۴۸ع

باب دہم

سکھون کی دوسری لڑائی ۱۸۴۸ء

باب یازدہم

پنجاب بورڈ کی کارگزاری ۱۸۴۹ء لغایت ۱۸۵۳ء

باب دوازدہم

ہنری و جان لارنس ۱۸۴۹ء لغایت ۱۸۵۲ء

باب چہاردہم

جان لارنس کے تعلقات اُنکے اعلیٰ افسر اور ماتحتون سے

سنہ ۱۸۵۴ع لغایت سنہ ۱۸۵۶ع

باب پانزدہم ۱۵

جان لارنس اور افغانستان۔ طوفان غدر کی شنشنا

سنہ ۱۸۵۶ء لغایت سنہ ۱۸۵۷ء

توضیحات جلد اول

باب اول

اوائل عمر ۔ سنہ ۱۸۱۱ء لغایت سنہ ۱۸۲۹ء

جزائر برطانیہ کی حد مین کوئی مقام ایسا نہین ہے جہان کے باشندون کی خصلت مین باشندگان شمالی و شمال مشرقی آئرلینڈ سے زیادہ لطمت یا زور یا استحکام پایا جاتا ہو۔ اسکاچ اور آئرش (اسکاٹلینڈ اور آئرلینڈ کے باشندون) کی اس مخلوط نسل سے جو لوگ پیدا ہوے ہین وہ اپنے عیوب ظاہری سے معرا نہین ہین۔ اور ظاہر ہے کہ جس قوم مین یہ شہزوری اور ساتھ ہی اس کے اس طرح کی آمیزش ہوگی وہ ان عیوب سے کبھی پاک نہوگی۔ ایک طرح کی تنک اور احتیاط جو اکثر خود غرضی پر محمول ہوتی ہے ایک قسم کی ہوس جسمین خاموشی بھی اسیقدر ہوتی ہے جسقدر تیزی پائی جاتی ہے اور ایک طور کی کاہلانہ اور نامستحسن مآل اندیشی یہ چند نقائص ان مین ایسے پائے جاتے ہین جنکو ان کے برے جاننے اور ماننے والے بھی قبول کر لینگے۔

پھر ان مین ایسے لوگ بھی پائے گئے ہین جنھون نے طرح طرح کی حالتون مین برطانیۂ اعظم اور اس دوسرے برطانیۂ اعظم مین جو آنرو سے بحر اٹلانٹک واقع ہے (یعنے امریکہ) اور ہمارے وسیع اور منتشر مضافات اور بالآخر (نہ بدرجۂ آخر) اس مملکت مین جو ہمارے تمام مقبوضات محروسہ سے زیادہ بھاری ہے یعنی سلطنت ہندوستان مین بطور جرار سپاہیون قوی منتظمون اور عاقل اور دور اندیش مدبرون کے عمدہ ترین خدمات ملک انجام دی ہین۔ اس اسکاٹو آئرش (یعنے باشندگان اسکاٹلینڈ اور آئرلینڈ کی مخلوط) نسل مین ایسے لوگ بھی پائے گئے ہین جنکی ذات مین خاص الخاص آئرش باشندون کی ظرافت اور محبت تبناشت اور ذکاوت جودت اور سخاوت اور خاص الخاص اسکاچون کے ص ۲
تحمل اور دانائی وفاداری اور خود اعتباری خلق عمیم اور صاف باطنی کی صفتین یکجا جمع ہوئی ہین۔ بعض خاندانون مین خاص الخاص قومی خصلت کی ان صفتون مین ایک صفت غالب ہے اور دوسری صفتین بالکل نہین

پائی جاتی ہین - باقی گھرانون کے لوگ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہین - یعنے ایک خاندان مین خاص الخاص اسکاچ اور دوسرے مین خاص الخاص ایرش صفتین پائی جاتی ہین تاہم ہر ایک مین کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہے جو بالکل ایک اور ہی طور کی معلوم ہوتی ہے - چنانچہ یہی موخر الذکر حالت اُس خاندان کی بھی ہے جو اتبک بہت کم لوگون مین مشہور تھا اور جسکا نام سر ہنری اور جان لارنس نے ایسا بالا کر دیا کہ جہان جہان انگلش قوم کے لوگ ہون گے وہان گھر گھر مشہور ہوگا اور جسکی نسبت بلا تامل پیشین گوئی کیجا سکتی ہے کہ جب تک انگلستان مین اعلیٰ اور اشرف شئے کی قدر باقی ہے اسوقت تک اس خاندان کے نام کی محبت اور عزت ضرور رہوگی -

آلگزینڈر لارنس اور لیٹیشیا کیتھرین ناکس کی تزویج سے جو ہماری اور نامی گرامی خاندان پیدا ہوا اسمین ہنری لارنس کے ایرش تھے لیکن اُن مین کسیقدر وہ مستحکم اور پرزور صفتین بھی پائی جاتی تھین جو علی العموم اسکاچون سے منسوب کیجاتی ہین اور جان لارنس پکے اسکاچ تھے مگر اُن اوصاف حمیدہ اور صفات پسندیدہ سے بھی متصف تھے جو خاص الخاص آیرش لوگ رکھتے ہین - اگر مشیت ایزدی یہ ہوتی کہ جسطرح اُن کے دادا اُن کے سامنے قلیل علائق کے ساتھ قصبہ کولرین مین ایک حال پر معمولی طور کی زندگی بسر کرتے رہے اور عمر بھر اسی حال مین رہنے کے بعد راہی عدم ہوے اسی طرح ان دونون کی حیات اور ممات گذرتی تو بھی ان دونون بہرہ مند بھائیون کی خلقی خصلت کا دریافت کرنا سلطنت بحساب کسے خالی نہ ہوتا - مگر یہ بات ہونے والی نہ تھی - کچھ عجب طرح کے انقلابات سے جو دنیا مین اہل دنیا پر گذرا کرتے ہین یہ دونون بھائی جو اپنی اپنی صلاحیتون اور طبیعتون مین ایک دوسرے سے کہین مختلف تھے اور آغاز عمر مین علاحدہ علیحدہ ہوگئے تھے ہندوستان مین آکر گویا اس بات کے لیے ایک جگہ جمع ہوئے کہ ایک صیغہ فوج مین اور دوسرا سول سروس مین بھرتی ہو مگر دونون ایک ہی کونسل بورڈ مین نشست کرین اور اُس عظیم الشان اور جنگجو صوبہ پر جسکی طرف سے دو ایک برس پیشتر ہماری سلطنت ہندوستان ہی کے قیام مین لالے پڑگئے تھے باہمی اتفاق سے فرمانروائی کرین - گو ایک دوسرے کی طبیعت مختلف تھی مگر اس عظیم الشان صوبہ پر دونون نے اسطرح سے فرمانروائی کی کہ علی الاتصال کامیابی ہوتی رہی - آخر کو جب یہ باہمی اختلافات اگلے زمانہ کے اکابر اور اُن کے اصاغر خاندان کی طرح برداشت نہو سکے تو دونون اپنے اپنے اختلافات کے اظہار پر متفق ہوے - دونون نے اپنی اپنی راہ اختیار کی مگر اُسپر بھی اپنے اپنے خلوص مقصد اور سادہ روی اور اہل ہند کی محبت مین دونون کا رخ ایک ہی جانب تھا - ہر ایک دوسرے کے اوصاف کا قدردان اور ہر ایک دوسرے کے مقاصد کا مدح و ثنا خوان رہا اور جیسا کہ مین کمال خوشی کے ساتھ آگے چلکر بیان کرونگا ہر ایک باوصف اس امر کے کہ اکثر رنجش ہو ہو گئی مرتے دم تک دوسرے سے وہی برادرانہ محبت کرتا رہا -

ہر ایک کو ایک طور سے کچھ دنون کے لیے اپنے خاص پیشہ کو چھوڑ کر دوسرے کام پر جانا پڑا - بڑے بھائی کو

جو توپخانہ کا ایک سرگرم افسر تھا نسبت اضافی کے ساتھ اوائل عمر ہی مین فن سپہ گری کو چھوڑ کر سِوِل سَروِس کا صیغہ اختیار کرنا پڑا اور اُسکے مقدر مین تھا کہ اپنی عین حیات مین پہلے اس شرط پر گورنر جنرل ہند نامزد کیا جائے کہ اگر لارڈ کیننگ کے عہد حکومت کے ختم ہونے تک اُسکی زندگی وفا کرے تو ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر ہو مگر آخر مین اپنے صوبہ کی دارالسلطنت کو خوفناک باغیون سے بچانے کی حالت مین سپاہیون کی موت مرجاے اور ایسا ہر دل عزیز ہو جاے کہ ہندوستان مین اگر آج تک نہ کوئی ایسا ہر دل عزیز سپاہی پیشتر ہوا ہوا ور نہ اُسکے بعد گذرا ہو۔

چھوٹا بھائی جو پیدائشی سپاہی تھا مگر قضا و قدر نے چاہا کہ سِوِلین ہو اُسکی تقدیر مین لکھا تھا کہ اپنی ذیشان حکومت پنجاب کے زمانہ مین جب ہم پر ایک بڑا گاڑھا وقت تھا وہ کار نمایان کرے کہ کبھی مجرد سپاہی سے نہو سکتا اور بڑے بڑے بہادر جنرلون پر ثابت کردے کہ جس بات کو تم ناممکن سمجھتے ہو مین اُسکو کرکے دکھائے دیتا ہون۔ ہزارہا مسلح آدمیون کو اسطرح سے طلب کرے کہ گویا وہ زمین سے نکلے چلے آتے تھے۔ یکے بعد دیگرے اُن کو اُس دور دراز مقام پر بھیجے جسکو اُسنے اپنے وقوف باطنی سے دریافت کرلیا تھا کہ قیام یا زوال سلطنت اُسی کے قبضہ مین رہنے یا نہ رہنے پر منحصر ہے اُسکے بعد اُس سلطنت پر جسکے بچانے مین اُسنے اسقدر کد کی تھی حکومت کرے اور آخر مین اپنی عمر طبعی کو پہونچکر اپنے گارہے پیارون مین وفات پائے تمام ملک اُسکا غم کرے اور وہ وِسٹ منسٹر ایبی مین اس اعزاز کے ساتھ دفن کیا جاے کہ اُسکے پیشتر شاید کسی اینگلو انڈین کے لیے وہ بات نہ حاصل ہوئی ہو۔ یہ وہ شخص تھا جو کبھی بہاؤ پر نہین بہا بلکہ چڑھاؤ پر موجین کاٹ کاٹ کر چلتا تھا۔ اُسکو عوام و خواص کی تعریف کی مطلق پروا نہ تھی اور مرتے دم تک اُس بات سے جو اُسکے نزدیک واجب اور جائز معلوم ہوئی کبھی انحراف نہین کیا۔ جن لوگون کی زندگی مین ایسے حیرت انگیز پیچ در پیچ واقعات گذرے ہون اور جو مستجمع تواریخ نہین بلکہ خود تاریخ مجسم ہون اُنکی سوانح عمری اعلیٰ درجہ کے لطف اور فائدہ کے اعتبار سے بھی بیشبہ بمنزلہ تواریخ کے ہے۔

ص ۴ ہنری لارنس کی سوانح عمری کامل یا اقل درجہ اُسکا بھاری حصہ مدت ہوئی کہ ایک ایسے شخص نے لکھا تھا جو اُن کے حالات سے بخوبی تمام واقف و ماہر تھا۔ لیکن جان لارنس کی سوانح عمری مین طبع آزمائی کرنے کا کام ایسی افسوسناک حالتون کے ساتھ میرے حصہ مین آیا کہ مین ہی خوب جانتا ہون اور شاید اس سوانح عمری کے پڑھنے والے بھی اُن حالتون پر صرف سرسری نگاہ سے نظر نہ کرین گے۔ کیونکہ جو زمانہ لارڈ لارنس کی مہمات اعظم کا تھا اُس زمانہ مین اُن کے حالات سے مین اُسیقدر واقف تھا جسقدر اکثر انگریز اسوقت اُنکو جانتے ہین لیکن خوشی کا مقام ہے کہ جب چند سال اُنکی وفات مین باقی رہ گئے تھے تو اسوقت مجھکو اُن کے حالات دریافت کرنے کا بہت اچھا موقع ملگیا۔

مین بے کم و کاست بیان کرتا ہون کہ مجھکو یہی معلوم ہوتا رہا اور ابتک یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص نے

ایسے کارنمایان کیے ہون اور ظاہر مین معلوم ہوتا ہو کہ وہ اُنسے محض لاعلم ہے یا جس کا سینہ معلومات ہندوستان کا ایسا گنجینہ ہو اور وہ اسطرح سے اُن باتون کو بیان کرتا ہو جیسے کوئی متعلم نہ کہ معلم بیان کرے یا جو دیو کا سا بہادر اور شہزور اور اُکھڑ ہو مگر اُسپر بھی عورتون کے مانند رقیق القلب اور معصومون کی طرح بھولا ہو اُس سے باتین کرنے کا موقع اگر کسی ایسے ویسے آدمی کو ملتا تو اُسکا خیال ہی بدل جاتا۔

اگر مین کسی درجہ تک جان لارنس کا حال اس امر کے اعتبار سے بیان کر سکا کہ مین نے اُنسے اکثر خود ملاقات کی ہے اور اپنے نزدیک اُن کی طول طویل خط کتابت پر عبور حاصل کرنے اور اُنکے عزیزون دوستون اور مخالفون سے آزادانہ طور پر مباحثہ کرنے سے اُنکا حال مجھپر بہت کچھ منکشف ہوگیا ہے تو مین سمجھتا ہون کہ میری محنت رائگان نہ جائیگی۔ اسمین شک نہین کہ جو شخص برخلاف میرے اُنکی تمام عمر کے حالات سے آگاہ ہوتا اور معاملات ہند کے متعلق باستثناے جان لارنس سب سے زیادہ واقفیت رکھتا وہ اُنکی سوانح عمری زیادہ قابلیت اور آگاہی کے ساتھ لکھ سکتا لیکن جسقدر ذمہ داری اور سچی دلسوزی سے مین لکھ رہا ہون شاید کوئی دوسرا شخص اُسطرح نہ لکھتا

اور اس مقام پر مین صرف ایک مرتبہ اُس بات کو بیان کیے دیتا ہون جسپر عمدہ سوانح عمری کے لکھنے والے کو تکیہ کرنا چاہیے بعد اُسکے پھر اُس کا ذکر کسی مقام پر نہ کرون گا۔ اور وہ بات یہ ہے کہ مین نے جس جوش کے ساتھ اپنی اس سوانح عمری کے حالات سے واقفیت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے وہ ایک ایسے شخص کا جوش ہے جسکو بالکل سادی اور سچی کیفیت کے بیان کرنے مین کوئی باک نہو۔ جان لارنس مین سارا وصف سچائی کا تھا اگر وہ نہوتا تو کوئی وصف نہ تھا۔ اُنکا ظاہر و باطن آئینہ کی طرح صاف تھا اور میرا مقصد سب سے زیادہ یہ رہا کہ ایسے شجاع اور صاف باطن شخص کی شان مین جو کچھ بیان کرون وہ حرف حرف صحیح ہو اور اسمین مبالغہ کا نام تک نہ آنے پائے جہانتک مجھسے ان باتون کا نباہ ہو سکا وہانتک مین نے نباہ کیا اور میرے نزدیک اُنسے احتراز کرنے مین کوئی بےلطفی نہین پیدا ہوئی۔ مین نے اُنکی خصلت ہر رنگ مین بیان کردی ہے۔ جن لوگون کو بعض مورخون نے بڑی خوشی سے کامل اور دنیا سے نرالے آدمی بیان کیا ہے اُنسے (اور مین یہ بھی کہ سکتا ہون کہ ایسے بے ذوق آدمیون سے) یہ ممکن نہ تھا کہ وہ لارڈ لارنس کی ایسی زندگی بسر کرتے۔ اگر یہ امر جسکو ایک ایسے شخص نے بیان کیا ہے جو لارڈ لارنس سے شاید چندان ہمدردی نہین رکھتا تھا صحیح ہے کہ "انقلابات عظیم چربی کے کارتوسون سے نہین پیدا ہوتے" تو یہ بات بہت کم صحیح ہو سکتی ہے کہ اگر وہ اپنی عمر بھر تکلفات کے قواعد کی پابندی رکھتے یا جن لوگون کا زمانہ دیکھتے اُنھین کے مطابق اپنی راے قائم کرتے اور اُسی طرح کا برتاؤ رکھتے تو جو کام اُنھون نے کیا ہے اُسکا نصف بھی کر سکتے۔ اگر جان لارنس اپنے عمدہ ترین ایام مین دیو کی ایسی قوت اور ہمت رکھتے تھے تو اُنکے مزاج مین ظرافت بے انتہا شوخی اور اُس قسم کی وحشیانہ اولوالعزمی بھی موجود تھی جو علی العموم اہل نارو مین پائی جاتی ہے۔ اور بڑی خوشی کی

بات ہے کہ یہ امور اُنکی سوانح عمری لکھنے کے لیے نہایت دلچسپ ہین - وہ ہمیشہ وہی مُنہ سے کہتے تھے جو اُنکے دل مین ہوتا تھا چنانچہ جو بہت سی چٹھیاں مین محول کرون گا اُنسے ثابت ہو جائیگا - وہ ہمیشہ وہی کرتے تھے جو اپنی زبان سے کہتے تھے چنانچہ اُنکی زندگی کی ہر ایک کارروائی سے یہ امر صاف ظاہر ہے - اُنکے دشمن بہت سے پیدا ہو گئے تھے جیسا کہ ہر ذی اختیار حاکم زبردست منتظم اور نامی گرامی شخص کے ہوا کرتے ہین - لیکن اُنھین کارروائیون اور اُنھین سببون سے ہزارہا آدمی اُنکے معتقد اور خیر خواہ دوست بھی ہو گئے تھے - پس جو لوگ جان لارنس کو اُنکی اصل کیفیت کی نگاہ سے نہین دیکھتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ اُنکو ایسا اور ویسا ہونا چاہیے تھا وہ راہ راست سے انحراف کرتے ہین اُنکے مقدس چہرے کا ناہموار لکیرین اور گہری شکنین جو ظاہر مین دکھائی دیتی تھین اور جنکی تصویر مین ابھی کھینچے دیتا ہون اُنکو جو شخص دیکھتا وہ معلوم کرتا کہ اُنسے کیسی عظمت اور سطوت مترشح ہوتی تھی -

جان لارنس کے والد بزرگوار ویسے ہی شخص تھے اور اُسیطرح اُنھون نے اپنی زندگی بسر کی تھی جو ایسے فرزند کے باپ کے شایان حال تھی - وہ عمر بھر اپنی قسمت کے ہاتھون سے تنگ رہے دریا کی طغیانی سے اور میدان جنگ مین کئی مرتبہ اُنکی جان جاتے جاتے بچ گئی - بیشمار بہادری کے کام کیے جنکی بابت اُنکے اعلیٰ افسرون نے اکثر اُنکی مدح و ثنا کی مگر اُنکا صلہ اُنکو بہت کم یا یہ کہیے کہ کچھ بھی نہین ملا - مختلف قسم کی آب و ہوا مین موسم کی صعوبتین اور زخمون کی تکلیفین اُٹھاتے اُٹھاتے اُنکے جسم مین بیماری کا مادہ جمع ہو گیا - عرصہ تک افلاک اور پریشانی مین مبتلا رہنا پڑا - اُنکو اس بات کا بخوبی خیال تھا کہ میری قدر نہوئی اور اگرچہ وہ بالطبع بڑے آزاد منش شخص تھے لیکن آخر کو مجبور ہو کر اُس بات کے لیے جو اُنکا حق تھا اُنکو استدعا کرنا پڑی اور انگلستان مین جن لوگون کی ملازمت کی تھی اُنکو توجہ دلانا پڑی حالانکہ اُنکو خود توجہ کرنا لازم تھا - الغرض اُنکی سخت اور موسم زدہ عمر مین اسی طرح کی باتین واقع ہوتی رہین جنسے اُنکی زندگی تلخ ہو گئی - ہان ایک بات مین وہ البتہ خوش نصیب تھے یعنے یہ کہ اُنکو اولاد بہت اچھی ملی تھی - اُنکی نسبت بیٹون کو اپنی اپنی خدمتون کا معقول صلہ ملا اور اُنکے شکر گزار ہموطنون کو اُنکے حالات زندگی اسطرح سے یاد ہین کہ وہ اسوقت اور آیندہ زمانہ مین بھی ضرور اپنے دلون مین یہ خیال کرینگے کہ جس باپ کے یہ بیٹے ہین وہ کیسا ہوگا -

سر ہربرٹ ایڈورڈس نے جو سوانح عمری سر ہنری لارنس کی لکھی ہے اُسمین الگزینڈر لارنس کے مختلف عہدون کی طول طویل فہرست درج کی ہے اور یہ سوانح عمری سر ہربرٹ نے اپنے ہی پرطیش قلم سے تیار کی ہے - پس اس مقام پر بجز سرسری طور پر نظر کرنے کے زیادہ غور و فکر کی حاجت نہین ہے - الگزینڈر لارنس دس ہی برس کے سن مین یتیم ہو گئے تھے اور مقام گول رین مین اپنی ہمشیر کی نگرانی مین رہتے تھے - اُنسے ایک مقام پر مقید ہو کر رہنے کا صبر کیا اولو العزمی جوش پر تھی چنانچہ سترہ برس کے سن مین بغیر اس کے کہ وہ کسی عہدہ پر مقرر کیے جاتے بطور والنٹیر ہندوستان کو چلے گئے اور حالانکہ اُنمین لیاقت موجود تھی لیکن جب چار برس گذر گئے تو سرکاری عہدہ پایا کیونکہ اس چار سال کے

عرصہ مین اُنھون نے ایسے ایسے معرکے دیکھے اور وہ کڑیان جھیلین کہ اگر آج کل کا زمانہ ہوتا تو وہ مستحق اس امر کے ہوتے کہ اپنے وطن مین واپس آکر ایک درجن تلوارین انعام مین اور ایک درجن اڈریس مبارکباد حاصل کرتے اور بیشمار سرکاری دعوتون مین شریک کیے جاتے۔ انھون نے لفٹنٹی کے عہدہ پر سری رنگ پٹن کو چھین کلمبو دریاے کنوتی اور جنگ سداسیر مین داد شجاعت دے کر ناموری حاصل کی۔ بالآخر سری رنگ پٹن کے مشہور دھاوے کے وقت انکو پورا موقع اس بات کا حاصل ہوا کہ جو ہمت اور بہادری انمین کوٹ کوٹ کر بھری تھی اُسکو ظاہر کر دین۔

۴۔ مئی سنہ ۱۷۹۹ع کو انھون نے تین اور لفٹنٹون کے ساتھ اس موہوم کارروائی مین شریک ہونیکی ازخود التجا کی کہ ٹیپو سلطان کی مشہور دار الریاست پر دھاوا کیا جاے۔ ان چار لفٹنٹون مین سے اکیلے وہی زندہ باقی رہے اور انکا بچنا اتفاقیہ تھا کچھ انھون نے اپنی جان بچانے کی کوشش نہین کی تھی۔ جب وہ قلعہ کے نشیب پر پہونچے تو اُسکے بازو مین ایک گولی لگی اور وہ گولی مرتے دم تک نہ نکلی۔ لیکن جسوقت انھون نے دیکھا کہ یہ دھاوا کرنے کا وقت ہے اور میرے سپاہی گولیان مارنے کے لیے صف بستہ خاموش کھڑے ہین تو وہ آگے بڑھے حالانکہ زخمی تھے لیکن عقب کا فوج کے داہنی جانب سے بائین جانب حرکت کرکے فوسے مارنے اور فوج کے دل بڑھانے لگے۔ جب اسکا کچھ اثر نہوا تو صف پھاڑ کر آگے آئے اور زور سے یہ نعرہ بلند کیا کہ قلعہ کی دیوار مین جس مقام پر رخنہ ہو گیا ہے اُسطرف بڑھنیکا وقت یہی ہے۔ جب اُسکے نیچے پہونچے تو دوسری گولی لگی جس سے ایک انگلی اڑ گئی اور دوسری پاش پاش ہو گئی۔ لیکن اسپر بھی انھون نے دم نہ لیا تاآنکہ اُنکے آدمی اندر داخل ہو گئے۔ اب اس عرصہ مین اسقدر خون بہا کہ وہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اور جلتی بیساکھ کی تپتی ہوئی زمین پر اسی جگہ پڑے رہے۔ جب لڑائی ختم ہو گئی اور انھین کے رجمنٹ کے ایک سپاہی نے جو گھومتا ہوا ادھر نکلا تھا انکو دیکھا اور وردی سے پہچانا کہ یہ کوئی افسر ہوگا تو اُسنے سر پھیر کر چہرے پر نگاہ کی۔ جب اُسنے پہچانا کہ یہ انگر ہنڈرڈ لارنس ہین اور انمین ابھی کچھ کچھ جان باقی ہے تو وہ جسطرح بنا اپنے کاندھے پر لاد کر انکو کیمپ مین اٹھا لیگیا۔ اور جب راہ مین تھکا تو قسمین کھا کھا کر کہنے لگا کہ مین اور کسی شخص کے لیے یہ کبھی نہ کرتا۔

انکی فوجی کارروائیون کا مزید حال لکھنا زائد از ضرورت معلوم ہوتا ہے۔ اپنی ابتدائی لڑائیون کے زمانہ مین ایک مرتبہ شب کو مرطوب زمین پر پڑے رہنے سے انکو تپ آگئی۔ اسکے بعد جب تک وہ زندہ رہے باوقات مختلف یہ تپ اکثر انکو بیچین کرتی رہی۔ سنہ ۱۸۰۹ع مین پندرہ سال کی سخت ملازمت کے بعد اس صورت سے وہ انگلستان کو واپس آئے کہ انکی تندرستی مین بالکل فرق آگیا تھا اور ابتک کپتان کے سوا اور کوئی منصب انکو نہین ملا تھا۔ انکی لیاقتون نے انکو دو ایک عہدے انگلستان مین بھی دلواے اور جب سنہ ۱۸۱۵ع مین وہ آسٹنڈ کے درمیان ایک کار آزمودہ پلٹن کے لفٹنٹ کرنل تھے تو ضرور واٹرلو سے وہ اتنے فاصلہ پر ہونگے جہان گولون کے چلنے کی آواز اُنکے کانون تک پہونچتی ہوگی۔ جس شخص نے سری رنگ پٹن ایسے قلعہ پر دھاوا کرکے اُسکی دیوارون کو روزن بنا دیا ہوا اور اب

اس معرکہ جنگ مین شریک ہونے کی درخواست دے کر اُسکی اجازت نہ پائے اُسکو اس رعایت سے جسقدر تعلق گذرے
وہ تھوڑا ہی۔ اُنکی حالت اور بھی ردی ہونے لگی اور آخرکار جب اُنھون نے کوئی چارہ نہ دیکھا تو مجبور ہوکر اپنے کمیشن کے
فروخت کرنے پر آمادہ ہوے کیونکہ اُنکے پاس سواے اُسکے اور کوئی مالیت نہ تھی اور اُنکو خیال ہوا کہ اگر مین مرگیا تو میرے
اہل وعیال اُس سے محروم رہ جائینگے۔ اُسوقت اُنکے زخمی ہونے کے صلہ مین سو پونڈ سالانہ کی پنشن مقرر ہوئی
اس مختصر وظیفہ سے کیا شادی تھا اس سے تو اُنکے ڈاکٹر کی فیس بھی ادا نہین ہوسکتی تھی چنانچہ اُنھون نے خود بھی ایک
مرتبہ غصہ مین آکر یہی کہا تھا۔ اس امر کے بیان کرنے سے لوگونکو خوشی خواہ رنج معلوم ہو لیکن آخر کو اس پنشن کی تعداد
(گو بغیر اسکے نہین کہ جب تک متواتر عرضیان نہ دی گئی ہون) بہت بڑھا دیگئی تھی۔ اور اس بہادر سپاہی نے اُسوقت
انتقال کیا جب اُسکے پانچون بیٹے جو اُسی کے ایسے جری اور بہادر تھے اُس ملک کو جہان اُسنے اپنی ساری عمر بسر کی تھی ص
یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے۔ اُنکے فرزند جارج سینٹ پیٹرک جو بعد کو سکھون اور افاغنہ مین عاقلانہ بہادری اور بہادرانہ
عقلمندی کے لیے ضرب المثل ہوگئے تھے جسوقت انگلستان سے روانہ ہونے لگے تو اُنھون نے کسیقدر درشتی کے
ساتھ اُنسے کہا تھا کہ "سنو صاحب اگر کبھی فوجی عدالت مین تمہارے پیش ہونے کی نوبت آئی تو تم پھر مجھکو اپنی صورت نہ دکھانا"
اس درشت مزاج سفر کے مارے جہاندیدہ سپاہی نے اپنے ہر ایک بیٹے کو اُس ملک کی طرف جسنے سوتیلی مان کی طرح اُسکے
ساتھ سلوک کیا تھا روانہ کرتے وقت اُس سے زیادہ اثر پذیر اور اُسکے برابر سچی نصیحت کی ہوگی جو ورجل نے جنگ ٹروجن
کے غازی کو کی تھی کہ (ترجمہ شعر زبان لیٹن) بیاموز ای پسر از من شجاعت را مشقت را ۞ ولے از غیر از من رہنمونیہاے
قسمت را ۞ الگزنیڈر لارنس کے حالات قیام انگلستان کا صرف ایک واقعہ اس مقام پر مجھکو اور بیان کرنا ہے سنہ ۱۸۰۹ء
یعنی ہندوستان سے واپس آنے کے تھوڑی ہی زمانہ کے بعد وہ اپنی رجمنٹ نمبر ۱۹ کے میجر مقرر ہوے جو رچمنڈ واقع
یارک شائر کے ایک چھوٹے قصبہ مین اُسوقت تعینات تھی یا آنکہ کچھ دنون کے بعد وہان تعینات ہوئی ۔ اور یہ مقام
وہی ہے جہان ۴ - مارچ سنہ ۱۸۱۱ء کو جان برڈ اُنکے چھٹے بیٹے خواہ آٹھوین لڑکے پیدا ہوے تھے - پس کوئی تعجب کا مقام
نہین ہے کہ جان لارنس جب اسکے پچاس برس بعد غدر کو رفع کرکے اور دنیا بھر کی ناموری حاصل کرکے وطن کو واپس
آئے اور شائد اس بات کا بھی خیال کیا کہ میری زندگی کی کارروائیان ختم ہوگئین اور اب میرے آرام کا زمانہ آیا ہے تو اُنھون
نے اپنے ایک معتمد دوست سے کسیقدر حسرت کے ساتھ کہا کہ مین پہلے اُس مقام کو جاؤنگا جہان مین پیدا ہوا تھا۔ اور
یہ بھی کوئی حیرت کی جگہ نہین ہے کہ چونکہ وہ ایک انگلش ٹون (انگریزی شہر) مین پیدا ہوے تھے اس سبب سے بہتیرے
انگلش مدبرون نے وفات لارڈ لارنس کے قومی جوش مین جو پہلے پہل محرک ہوا اُس "انگلو آیرش مین" کو خاص
اپنا ہمقوم (یا بہرحال مخلوط النسل ہمقوم) قرار دیا اور شستہ ورفتہ تقریرون مین بیان کیا کہ اُسکی ذات مین برٹش جزائر کے
بہترین اوصاف اخلاقی ومعاشرت یعنی ایرلینڈ والون کی بہادری اسکاٹلینڈ والون کی احتیاط اور انگلستان والون کی

جفاکشی ممزوج تھی ۔

اب جان لارنس کی والدہ ماجدہ کے اوصاف حمیدہ کا کچھ بیان اور اس بات کا ذکر کرنا ضرور معلوم ہوتا ہی کہ انھون نے اپنے بیٹے کی کس طرح سے تعلیم اور تربیت کی تھی۔ اور یہان بھی مین محض وہم و قیاس سے کام نہ لون گا۔ کیونکہ اُسکے چند سال بعد کا کچھ احوال مسٹر ہربرٹ اڈورڈس نے اُنکے ایک بیٹے کی زبانی کر کے ص۹
بیان کیا ہی جسکو مین نے اندرونی شہادت سے دریافت کیا ہے کہ اُسکے بیان کرنیوالے خود جان لارنس ہونگے۔ مسٹر ہربرٹ لکھتے ہین کہ "مجھکو بیان کرنا چاہیے کہ مجھ مین جو کچھ مادہ ہے وہ میرے باپ کے سبب سے پیدا ہوا ہے۔ میرے والدین مین بڑے بڑے اوصاف موجود تھے۔ میری مان مین انتظام کی بڑی لیاقت تھی وہ سارے خاندان کو ایک جگہہ سنبھالے ہوے تھین اور قلیل آمدنی سے ہم سب لوگون کی پرورش کر کے اُنکو تعلیم و تربیت دی۔ خرچ اُنھین کے ہاتھ تھا اور وہی سارے گھر کا بندوبست کرتی تھین۔ جب مین ہندوستان کو روانہ ہونے لگا تو میری غریب ضعیف والدہ نے مجھسے یہ الفاظ کہے تھے۔ "مین جانتی ہون کہ تجھکو نصیحت بھلی نہین لگتی اسواسطے مین تجھسے زیادہ نہ کہون گی۔ مگر میری دو باتین یاد رکھنا۔ ایک تو یہ کہ جس عورت کی مان نیک نہو اُسکے ساتھ شادی نہ کرنا اور دوسرے یہ کہ اپنے دل کا بھید یکبارگی کسی سے نہ بتا دینا کیونکہ تیرے باپ کی ساری آرزوئین اسی آخری بات کے خلاف عمل کرنے سے خاک مین مل گئین"۔ اس موقع پر دو ایک باتین اور بھی قابل بیان ہین۔ جس مان کی یہ باتین بیان کی گئی ہین وہ خاندان ناکس سے تھین اور ڈونیگل کے ایک پادری کی بیٹی تھین لیکن اصل مین وہ اسکاٹلینڈ کے رفارمر (مصلح ملک) کی نسل سے تھین۔ اُنکو اپنے نسب پر بڑا ناز تھا۔ اور چونکہ وہ کفایت شعار سیدھی سادی اور خداترس تھین اس سبب سے ہم کہہ سکتے ہین کہ رفارمر مذکور سے خاندانی قرابت ہونے کے علاوہ اُسکے اور اوصاف بھی اُنمین پائے جاتے تھے۔ وہ وہی عقل سلیم اور استقلال مزاج رکھتی تھین جسکے لیے اسکاچ جو السٹر مین آکر آباد ہوے کثرت سے مشہور ہین۔ پس اگر جان لارنس کا یہ قیاس صحیح تھا کہ اُنمین جو کچھ مادہ یعنی یہ کہ جو بہادری فوجی لیاقت ثابت قدمی اور اولوالعزمی تھی وہ سب اُنکے باپ کی طرف سے تھی تو یہ امر بھی گو وہ خود اس سے واقف ہون یا نہون اس سے کچھ کم صحیح نہین ہے کہ اُنکی سمجھ بوجھ تنفر تمکنت و اسراف اور اُنکے مضبوط مذہبی خیالات جو خاص کر کے اُنکے آخری ایام مین ظاہر ہوے (گو اصل یہ ہے کہ عمر بھر اُنکے یہی خیالات رہے) مان کی طرف سے تھے۔ یہ مان وہ تھی جسنے اپنے کسیقدر ضدی اور آزادمنش شوہر کا ساتھ عشرت و عسرت ہر حالت مین جوانی سے بڑھاپے تک نباہ دیا اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ آنے دیا جس مان نے بارہ لڑکون کو قلیل آمدنی سے پال پوس کر تیار کر دیا اور جس مان نے باوصف اس امر کے کہ اُسکو مجبوراً ایک مقام سے دوسرے مقام کو گھومنا پڑتا تھا تمام اہالیان خاندان کو ایک جگہہ جمع رکھا اور جب جس مقام مین یکے بعد دیگرے سکونت اختیار کی اُسکو اپنے خاص وطن کا ذاتی مکان بنا دیا

اُسکے اثر کا اندازہ ان باتون کے خاص اور ظاہری نتیجون سے نہین ہوسکتا ہے۔ مرد لوگ اس بات کو بہت کم سمجھتے
اور شاید وہ سمجھ ہی نہین سکتے ہین کہ گھر کی بی بی کو سارے خاندان کے خوش رکھنے اور اُسکی خبرگیری کرنے مین کسقدر ص۱۰
جانفشانیان اُٹھانا اور دنیا بھر کا جھگڑا بکھیڑا اپنے ماتھے منڈھنا اور ہزارہا باتین سُننا پڑتی ہین۔ جب اُسکو ان باتون
مین کامیابی ہوتی ہے تو اُسکی کوششون کا حال کسیکو معلوم ہی نہین ہوتا کہ کیا اسنے کیا اور کیا نہین کیا تھا۔ اُسکی
کامیابی کی کوششین کوئی نہین دیکھتا۔ اور اُسکی خواہش بھی بجز اسکے اور کچھ نہین ہوتی ہے۔ اور اگر ناکامی ہوتی ہے
(کیونکہ اسکو اکثر ہونا لازم آتا ہے) تو الزام اُسی کے سر پڑتا ہے۔ تاہم ایسی عورت کا اثر بہت قوی اثر ہے۔ یہ ظاہر مین
محسوس نہین ہوتا باطن مین معلوم ہوتا ہے لوگ ظاہر مین اُسکے مقر نہین ہوتے مگر باطن مین معترف ہوتے ہین
یہ اثر خاندان کے تمام لوگون پر موثر ہوتا ہے بلکہ جسوقت وہ یعنے گھر کی بی بی مرجاتی ہے تو بھی اُسکا اثر باقی رہ جاتا ہے
اور جو لوگ اُس اثر کے فیضان سے تعلیم و تربیت پاتے ہین وہ عمر بھر اُسکے مقر و معترف رہتے ہین اور دل ہی
دل مین اُسکا خیال رکھتے ہین۔ اسی طرح کے ایک اثر کا اور وہ نہایت ہی مقدس اور عزیز ترین یادداشت سے ہے
ہماری اس کتاب کے پڑھنے والون کو بھی آگاہی ہوگی اور اسیطرح کا اثر لیٹیشیا ناکس مین بھی تھا چنانچہ جو چٹھیان مجھکو
دستیاب ہوئین اُنسے یہ امر بخوبی ظاہر ہوگیا۔

کچھ یہ بات نہین ہے کہ جان لارنس کی والدہ کا طریقہ بہت ہی مرغوب یا دل پسند ہو یا جو خاندان اُنسے
مترتب ہوا تھا وہ ایسا ہو کہ آج کل کوئی خاندان اُس قسم کا نہ پایا جاتا ہو۔ مگر یہ کہ خانگی انتظام بہت پختہ تھا جو قاعدہ بندھا
تھا اُس مین سر مو فرق نہین ہونے پاتا تھا۔ اسراف کا تو نام نہین تھا بلکہ یہ کہیے کہ آسایش اور آرام کا سامان بھی نہ تھا
سوا اسکے اور کوئی بات ممکن نہ تھی۔ بوڑھے کرنیل کا کتب خانہ بالکل مختصر طور کا تھا۔ جان لارنس تواریخی
حالات کے شائق اور تحقیق کے طلبگار تھے اور ہنری لارنس منطقی خیالات اور دلائل و براہین کی طرف متوجہ تھے
پس اس کتب خانہ سے اُنکی نوجوان طبیعتین کسیطرح سیر نہین ہوسکتی تھین۔ کرنیل کے کتب خانہ سے تو اُنکی زندگی کی
داستانین زیادہ پُرماجرا تھین اور جان لارنس کی زبانی ہم نے سنا ہے کہ جب اُنکے بڑے بھائی نہین ہوتے تھے
اور دیہات مین کہین جانیکا اتفاق ہوتا تھا تو وہ اکثر یہ قصے اپنے باپ کی زبانی سنا کرتے تھے۔ انسے زیادہ تر لطیف
وہ مکان ہوگا جہان دایہ ضعیفہ مسماۃ مارگرٹ بچون کے فائدہ کے لیے غذا کے اُن سخت اور ناگوار قواعد کو شکست
کر دیتی تھی جو اُنکی تندرستی کے لیے مان باپ نے مقرر کیے تھے اور ان سب باتون سے زیادہ اُنکی فرشتہ خصال خالہ
کا نیک اثر پڑا ہوگا جنھون نے کئی سال تک لارنسون کے ساتھ سکونت اختیار کی اور اُنکے کمرے مین گھر بھر کے لوگ
بڑی خوشی سے جا کر بیٹھا کرتے تھے۔ یہ وہ نیک محضر بی بی تھین جنھون نے اپنی ابتدائے عمر سے نیک کامون کی
طرف رغبت کی اور اپنی جوانی اُن پر تصدق کر ڈالی اور اب اُنکی ساری خوشی یہ رہگئی تھی کہ دوسرون کی خوشی سے ص۱۱

وہ مسرت حاصل کرین۔

الگزینڈر لارنس اور اُنکی زوجہ کی عکسی تصویرین اب تک موجود ہین اور قطع نظر اُس دلچسپی کے جو اس بات کا خیال کرکے پیدا ہوتی ہے کہ مان باپ سے لڑکون کا چہرہ کہانتک ملتا ہے ان تصویرون مین ہر ایک اپنا اپنا اثر الگ الگ دکھاتی اور اپنی اپنی داستان جدا جدا یاد دلاتی ہے۔ اس بہادر تجربہ کار سپاہی کی شبیہ مین جو اُسکے سب سے بڑے فرزند حی القائم سر جارج لارنس کے پاس موجود ہے علاوہ چہرہ کی اُن شکنون کے جو خاندان لارنس کی شناخت کی علامت ہے اور جن کا حال تمام دنیا کو معلوم ہے کہ صاحب سوانح عمری ہذا کے چہرہ پر بھی پائی جاتی تھین عارض راست پر تلوار کے اُس گہرے زخم کی نشانی پائی جاتی ہے جو اُنکی ابتدائی لڑائیون مین ایک مرتبہ اُنکے لگا تھا اور چونکہ داہنے ہاتھ کا صرف ایک حصہ باقی رہگیا تھا اسوجہ سے تصویر مین اُس ہاتھ کو دیکھکر یاد آتا ہے کہ قلعہ سری رنگپٹن کو گولون سے اوڑا کر اُنھین نے فتح کیا تھا مان کا مرقع بڑا ہے اور اُنکے سب سے چھوٹے بیٹے جنرل رچرڈ لارنس کے پاس ہے جنکا حال مین آگے بیان کرونگا کہ غدر کے زمانے مین بمقام سیالکوٹ و لاہور اپنی مستعدی اور بہادری سے اُنھون نے کیسے کیسے کار نمایان کیے۔ چونکہ یہ بی بی مزاج کی بڑی سیدھی تھین اور اُنکے بیٹے جو کچھ دیا کرتے تھے صرف اُسی سرمایہ سے اپنی ضعیفی مین سب کاروبار چلاتی تھین اس سبب سے اُنھون نے اپنی تصویر کبھی نہ اتروانے دی حالانکہ اُنکا گھر بھر اُنکی منت و آرزو کرتا رہا۔ شاید اُنکے ذہن مین یا تو یہ بات آئی ہوگی کہ تصویر کھچوانے مین مفت روپیہ برباد ہوگا یا جان ناکس کی نسل مین ہونیکی وجہ سے اُنکو یہ خیال گذرا کہ تصویر کھچوانے مین ایک طور کی نخوت و خودنمائی متصور ہے لیکن جس بات کو اپنے لیے اُنھون نے گوارا نہین کیا وہ بچون کے لیے کرنے پر رضامند ہوگئین۔ چنانچہ اُنکی بیٹی اُنکے پہلو مین بیٹھی اور مصور نے اپنا کام تمام کیا لیکن جب تصویر بنکر تیار ہوئی تو اُسکو دیکھکر وہ سخت متحیر ہوئین کہ بیٹی کی تصویر تو نہین خود اُنھین کی تصویر بنائی گئی ہے اور اپنے دل مین خیال کیا کہ بیٹی کا بٹھالنا محض دہوکا تھا۔ فی الواقع یہ ایک قسم کا جائز فریب تھا اور ضعیف لیڈی بخوبی تمام اُس فریب پر راضی ہوگئی تھین۔ مرقع مین وہ سیدھی بیٹھی ہین مصور کیطرف یا اُنکے تماشائی کی جانب نگاہ ہے صورت سے صفائی اور ستھراپن اور چہرہ سے سنجیدگی اور متانت مترشح ہوتی ہے ٹوپی اونچی قبہ دار اور چوڑا کالر اور شال پہنے ہوے ہین جو کاندھون پر الپینون کے سہارے تھما ہوا ہے۔ یہ اُنکی جوانی کے ایام کی وضع تھی اور وہ وضع اُنھون نے انقلاب ایام کی وجہ سے بدلی نہین تھی ہاتھ مین کوئی شے لیے بن رہی ہین اور بالکل اپنے کام مین مصروف ہین اسکی کچھ خبر نہین کہ جس شخص کی طرف وہ دیکھ رہی ہین وہ اُنکے ساتھ کیا فریب کر رہا ہے۔

یہ ایک مسلم الثبوت امر ہے کہ بھائیون اور بہنون کے کسی بڑے کنبہ مین اگر کوئی بہن سب مین بڑی ہوتی ہے ص ۱۲
تو اُسکا ہونا بہت غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ وہ اگر بزرگی کی لیاقت رکھتی ہے تو اُسکے اثر سے تمام خاندان کے لوگ نیک راہ اور بردباری سیکھتے ہین خراب باتون کو چھوڑ دیتے ہین اور اپنے اطوار درست کرکے عروج حاصل کرتے ہین۔ وہ

ایک مرکز ہوتی ہے جسکے گرد تمام خاندان کے لوگ محیط ہوتے ہین - اگر وہ کچھ بھی کسی امر مین اُس سے اتفاق کرتے ہین تو اُنکا اتفاق یہ ہے کہ اُسپر کامل بھروسہ کرنے لگتے ہین چنانچہ یہی بات خاندان لارنس کے حصہ مین بھی آئی تھی - سب سے بڑے بیٹے نے تین برس کے سن مین قضا کی اور جس روز اُسنے قضا کی اُسی دن لیٹیشیا پیدا ہوئی گویا بہن بھائی کے قائم مقام ہوکر آئی اور فی الواقع وہ اس قائم مقامی کے قابل تھی - وہ اپنے سب سے زیادہ نامور بھائی کے مانند ہمت اور حکمرانی کی قوت رکھتی تھی لیکن ان صفتون کے ساتھ اُسمین عورتون کا حلم اور رقیق القلبی بھی شامل تھی وہ دنیا کی اور عورتون کی ایسی نتھی جو اکثر دیکھنے مین آتی ہین کہ مردون پر اپنا دباؤ ڈالنے مین اپنا بڑا فخر سمجھتی ہین اور اس بات مین خوشنود ہوکر دوسری عورتون کی عادتین ایسی بگاڑ دیتی ہین کہ ہر شخص اُنکی جانب سے منھ موڑ لیتا ہے اور کوئی اُنکی طرف رغبت سے نہین دیکھتا ہے ایسی عورت لیٹیشیا اور اُسکے بھائیون کو بھی مکروہ معلوم ہوتی - اُسکی بھاوجون پر بھی جنمین بعض بعض نہایت ہی نیک اطوار اور عدیم المثال تھین اُسکا اثر پڑتا تھا اور اُسنے آخر وقت تک اپنا واجبی اثر جو اپنے بھائیون پر قائم رکھا اُسکی وہ کبھی شاکی نہین ہوئی وہ کل خاندان کی مشیر اور رہنما تھی - اُسکی مرضی قانون کا اثر رکھتی تھی اور اسکا سبب کچھ یہ نتھا کہ اُسکے مزاج مین ضد ہو بلکہ باعث یہ تھا کہ اُسکے مزاج مین خود مطلبی نہ تھی - جسطرح قدیم زمانے مین لوگ اہل ہنود فِل سے غیب کی باتین دریافت کرنے آتے تھے اسیطرح اُسکے مستقل مزاج بھائی اُسکی صلاح لینے آیا کرتے تھے چنانچہ اُسکے بھائیون کے اطوار زیادہ اُسیکے درست کیے ہوئے تھے جیسا کہ مین آگے چلکر بیان کرونگا - جب بھائی بہن سے گفتگو کرنے لگتے تھے تو اُسوقت اُنکی سختی اور درشتی سب جاتی رہتی تھی - اُسکے وقت وفات تک اُسکے بھائی ہمیشہ اپنی ہر ایک مشکل بیان کرتے رہے اُسکے ہر رنج و راحت مین شریک رہے اور برابر شفقت اور کشادہ دلی کے ساتھ اُس سے خط کتابت کرتے رہے - سر ہنری لارنس کا جو خیال اُسکی طرف اور اسکا جو خیال سر ہنری لارنس کیطرف تھا وہ اُن لوگون پر مخفی نہین ہے جنھون نے دونون کی باہمی تحریرات کو پڑھا ہے - سر ہربرٹ اڈورڈس نے ان تحریرات کا اکثر حوالہ دیا ہے اسیطرح

ص ۱۳ جان لارنس نے بھی باوصف عدیم الفرصتی اور کثیر الاشتغالی ہمیشہ بہن سے خط کتابت جاری رکھی اور جان لارنس کا جو خیال بہن کے بارے مین تھا وہ اس بات سے بخوبی ظاہر ہے کہ جب اُنھون نے بہن کے انتقال کی خبر سنی تو جوش غم مین آکر کہنے لگے کہ اگر مین جانتا کہ اب بہن مجھکو پھر دیکھنے کو نہ ملیگی تو مین ہرگز دلیر اسے ہوکر ہندوستان نجاتا - بھائی بہن کے درمیان جو خط کتابت ہوئی تھی اُسکو دونون نے بڑی حفاظت سے تبرک کیطرح رکھ چھوڑا تھا اور جب جان لارنس ہندوستان سے وطن کو واپس آئے تو دیدہ و دانستہ اُن چٹھیون کو نیست و نابود کر ڈالا -

اُنھون نے ان چٹھیون کی اشاعت مین عذر کیا اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی خانگی چٹھیون کی اشاعت کوئی شخص قبول نکریگا لیکن راقم سوانح عمری ہذا کو اس سے جسقدر نقصان پہونچا ہو وہ تھوڑا ہے کیونکہ اُسکا قصد تھا کہ اس بارے مین جو مصالح اُسکو مل سکے اُس کے ذریعہ سے لارڈ لارنس کے باطنی اوصاف اور حلیمانہ صفتون کے حق مین زیادہ

انصاف کرے۔ دو چٹھیاں جو مجھکو کسی نہ کسی طرح دستیاب ہوئی ہین اُنسے بیشک یہ باتین ثابت ہوتی ہین۔ مین پھر کہتا ہون
کہ اُن چٹھیون کے ضایع ہونے سے مصنف سوانح عمری ہذا کا بڑا نقصان ہوا لیکن ایک بڑی دقت سے البتہ چھٹکارا ملا اور
وہ یہ ہے کہ یہ تمام چٹھیان ایسی نایاب اور بیمثال ہونگی کہ اُن مین سے ایک کو شایع کرتے اور دوسرے کو چھوڑتے مجھے بن نہ پڑتا
الغرض خاندان لارنس کی عام کیفیت اور اُنکے رہنے کے مکان کی حالت یہ تھی۔ کہ وہ ایک چلتا پھرتا گھر تھا
جو ۱۸۰۹ء سے ۱۸۱۲ء تک رچمنڈ ۱۸۱۲ء سے ۱۸۱۵ء تک گرنزی ۱۸۱۵ء سے کرنیل کی وفات تک آسپنڈ اور کلفٹن رہا۔ الگزینڈر لارنس کے ہندوستان
سے انگلستان واپس آنیکے بعد یہی جگہین صدر مقام خاندان رہین۔ پہلے پہل ۱۸۱۳ء مین اس خاندان کے لوگون مین
تفرقہ پڑا۔ الگزینڈر جارج اور ہنری یہ تینون بڑے بیٹے مقام گرنزی لنڈن ڈیری کے فری گرامر اسکول کو بھیجے گئے۔ یہ مدرسہ
سینٹ آگسٹین گرجاگھر کے متصل مشہور میڈن فورٹریس کی چاردیواری کے اندر واقع ہے اور اُنکے ماموں پادری ناکس
اُس زمانہ مین اُسکے مہتمم تھے۔ اُسوقت یہ مدرسہ ایک انقلابی حالت مین تھا کیونکہ دوسرے برس اُسکے متولیون نے ایک
ایسی نظیر قایم کی کہ آج تک لنڈن کے بڑے اسکولون کے مہتمم اُسکی تقلید شروع کرتے جاتے ہین اُنھون نے اختیار دیا
کہ مدرسہ مذکور شہر کے اندر سے منتقل کیا جائے اور ڈاکٹر ولیم ناکس کی مساعی جمیلہ سے جو اُسوقت ڈیری کے بشپ تھے
اُنھون نے یہ مدرسہ ایک نہایت ہی عمدہ مقام پر از سر نو قایم کرایا۔

یہ جگہ جو اسکول کے لیے منتخب کی گئی تھی ایک پہاڑی پر واقع تھی جہان سے مذکورۂ بالا تاریخی قلعہ اور دریا
فوائل کے ڈھالو کنارے اور اُسکے اُس پار کے خوش سواد گانوں صاف دکھائی دیتے تھے۔ اس دریا کا پاٹ بہت
چوڑا تھا اور اُسی کے اعتبار سے اس مدرسہ کا نام فوائل کالج رکھا گیا۔ جو لڑکے یہان تعلیم پاتے تھے اُنکی اعلی طبعی گرمی
اور تاریخی ذوق کے اُبھارنے کو یہ جگہ بہت ہی موزون تھی۔ لیکن سب سے زیادہ بوڑھے کرنیل کو یہان اپنے لڑکون کے
بھیجنے کی اسوجہ سے رغبت ہوئی کہ ہیڈ ماسٹر یعنے افسر مدرس اُنکے عزیز ہین اور اسوجہ سے لڑکے سال بھر وہان رہسکینگے یعنے
یہ کہ اُنکو کبھی تعطیلون مین چھٹی نہ ملا کریگی۔ جب تک وہ وہان رہے میرے نزدیک اُسوقت تک گورنسی سے لنڈن ڈیری
کے آنے جانے مین کبھی اُنکا وقت یا روپیہ بیکار صرف نہین ہوا۔

خیر اب ہم ان تینون بڑے بھائیون کا ذکر چھوڑ کر اُنکے چھوٹے بھائی کا ذکر کرتے ہین کہ اس زمانہ مین اُنکی کیا
حالت رہی۔ اُنکے بارے مین ایک یا دو حقیقتین بطور یادگار باقی ہین۔ اُنکی بہن لیٹیشیا بیان کیا کرتی تھین کہ میرے دل مین
اُنکی طرف سے پہلے پہل مادرانہ محبت اُس روز سے پیدا ہونے لگی جب مین نے ایک دن اُنکو زار زار روتے دیکھا اور وجہ
دریافت کی تو یہ معلوم ہوا کہ کسی طرح سے ایک چنگاری اُنکی ٹوپی کے تسمہ اور گال کے درمیان آگئی تھی اُنکا سن اُسوقت
بہت چھوٹا تھا اور بچپن کی ٹوپی پہنے تھے اس چنگاری سے اُنکے رخسار پر داغ ہوگیا تھا اور اُسکا نشان اُنکی تمام عمر رہگیا۔
ایک اور افسوسناک واقعہ اُس مصیبت کی مماثلت سے جو بڑھاپے مین اُنپر پڑی تھی اس مقام پر قابل بیان ہے

ہو ہو وہی سانحہ تھا جو سن شیب مین اُنپر گذرنیوالا تھا۔ جب وہ پانچ برس کے تھے تو ایک مرتبہ بڑی شدت سے اُنکو آشوب چشم کا عارضہ ہوا جس سے سال بھر تک اُنکو ایک تاریک کرہ مین مقید رہنا پڑا۔ وہ کوچ پر لیٹے رہتے تھے اور اپنا ہاتھ اپنی بہن یا دایہ پر رکھے رہتے تھے جو زور زور سے اخبار خواہ کتابین اُنکو پڑھ پڑھ کر سنایا کرتی تھین۔ اس زمانہ مین ان لوگون نے اُنکی جو خبر گیری کی تھی اُسی سے وہ اپنے آخری ایام مین دونون کے معتقد رہے اور کہا کرتے تھے کہ گو یہ کسی وقت اور کسی مقام مین ہون مگر مین اُنکے ہاتھون کو چھو کر پہچان لونگا۔ اُنکو اپنے بچپنے کی باتون مین بعض بعض حالات اُس مشہور زمانہ کے بھی یاد تھے جب واٹرلو مین تین دن تک لڑائی رہی تھی اور چارون طرف گولون کی آواز گرجتی تھی۔ اُنکے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی سوانح عمری کا ایک حصہ مجھکو ملگیا ہے جسمین اُنھون نے بیان کیا ہے کہ چونکہ بڑے بھائیون کے مکان پر نہ رہنے سے مجھکو باپ کی صحبت کا موقع زیادہ تھا اسواسطے جب کبھی وہ سیر کرنے جاتے تھے تو مین بھی اُنکے ساتھ ہو لیا کرتا تھا اور اُن عبرت انگیز لڑائیون کے حالات سنا کرتا تھا جن مین اُنھون نے انتہاے مرتبہ کی اولوالعزمیان ظاہر کی تھین اور اُنکا کچھ صلہ نہ پایا تھا۔ شاید اس حرمان زدہ کار آزمودہ سپاہی کے دل مین یہ خیال نگذرا ہوگا کہ انھین قصّون سے لڑکون کے دل مین وہ وہ فوجی امیدین اور ولولے پیدا ہو جائینگے جو کسیطرح رفع نہو سکینگے۔ کیونکہ اُسنے اپنی مایوسی کی حالت مین ٹھان لیا تھا کہ اگر میرا قابو چل سکا تو مین اپنے کسی بیٹے کو اُس صیغہ کی ملازمت مین نہ آنے دونگا جسکا صلہ مجھکو اچھا نہین ملا۔

جان لارنس کے ابتدائی ایام کا ایک واقعہ جو اُسکی دلپسند دایہ مسماۃ مارگرٹ سے تعلق رکھتا ہے مین اس مقام پر اُنکی چھوٹی بیٹی مسماۃ ماڈ کی زبانی اور قریب قریب اُنھین کی عبارت مین بیان کرتا ہون۔ وہ بہت شوق سے اس قصّہ کو بیان کیا کرتے تھے اور ایسے لوگ شاذ ہی ہونگے جنھون نے **لارڈ لارنس** کے مُنھ سے کوئی قصّہ سنا ہو اور اُسکو فراموش کر گئے ہون۔ **جان لارنس** کہتے ہین کہ۔

جب مین چار پانچ برس کا تھا اور اپنے والدین کے ساتھ مقام آسٹنڈ مین رہتا تھا تو ایک روز میری دایہ مارگرٹ اُس دن کا کھانا پینا خریدنے کے لیے بازار کو بھیجی گئی اُسکو پانچ پونڈ کا نوٹ دیا گیا تھا کہ جو سودا درکار ہو وہ خرید کرے اور باقی نقد پھیر تی لائے جب مین نے سنا کہ میری دایہ بازار کو جاتی ہے تو مین اُسی وقت دوڑا ہوا اپنی مان کے پاس گیا اور اُنسے اجازت مانگی کہ اگر آپ کہین تو مین بھی دایہ کے ساتھ بازار جاؤن اُسکے ساتھ جانیکا مجھکو بڑا شوق رہتا تھا کیونکہ وہ مجھسے نئے نئے طرح طرح کے قصّے جادوگرون کے بیان کیا کرتی تھی اسوجہ سے مین اُسکے پہلو مین چلتا تھا اور وہ راستہ بھر مجھکو محظوظ کرتی گئی جب ہم بازار مین پہونچے تو اُسنے بہت سی چیزین خریدکین ایک جگہہ دو چڑیان ایک جگہہ ترکاری خریدی ایک مقام پر روٹی پایا آٹا اور دوسری جگہہ اور ضروریات کی چیزین مول لین۔ اب سنیے کہ اگرچہ مارگرٹ روز یہان آیا کرتی تھی اور سب لوگ اُسکو اچھی طرح سے جانتے تھے لیکن اسقدر روپیہ لیکر پہلے کبھی وہ نہین آئی تھی۔ اس سے شبہہ پیدا ہوا نوٹ کا روپیہ کسی

ص ۵۱

دیا اور اکثر لوگون کو خیال ہوا کہ دال مین کچھ کالا ہے آخر کار اس کا ایک ہنگامہ مچ گیا دوکانداروں نے اُسکو متہم کرنا شروع کر دیا اور وہ یہی کہتی رہی کہ مین بیقصور ہون۔ انجام کار یہ رائے قرار پائی کہ اُسکو مجسٹریٹ کے پاس لیجائین اور وہان اُسکا اظہار لیا جاوے۔ جب لوگ اُسکو مجسٹریٹ کے اجلاس مین لیگئے تو اُسنے سوال کیا کہ تم کون ہو اور تمھارے مالک کا نام اور تمھارا پیشہ کیا ہے وہ بالکل حواس باختہ اور خائف ہوگئی اور ایک بات بھی اُس سے نہ کہی گئی اتنا تو اُسنے کہا کہ مین کرنل ص ۱۶
لارنس کی نوکر ہون اور اُنکا یہ چھوٹا لڑکا میرے ساتھ ہے مگر سوا اسکے اور کچھ نکہا گیا۔ جب مین نے اپنا نام سُنا تو اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ مجھ سے کچھ کیون نہین پوچھا جاتا ہے حالانکہ سب کے پہلے مجھ ہی سے سوال کرنا تھا مین سوچا کہ تبتک جو مین مارگرٹ کے پیچھے کھڑا رہا تو اسکا موقع نہین تھا اور اب مجھکو آگے بڑھکر گفتگو کرنا چاہیے چنانچہ مین آگے بڑھا اور جسقدر میرے گلے مین سکت تھی اُس قدر زور سے چلا کر یہ کہنا شروع کیا کہ "صاحب یہ کیا بات ہے۔ یہ تو ہماری پرانی دایہ مارگرٹ ہے یہ نہایت ہی نیکبخت عورت ہے۔ اور جو کچھ وہ کہتی ہے سب سچ کہتی ہے مین اُسکے ساتھ بازار مین کھانے کی چیزین خریدنے آیا تھا اور یہ نوٹ اُسکو ابا جان نے دیا ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ اگر تم اُسکو چھوڑ دوگے تو تم بہت واجبی بات کروگے کیونکہ میرے ابا جان خوب جانتے ہین کہ مین جو کچھ کہتا ہون سب سچ کہتا ہون"۔ اب مجسٹریٹ کو صاف صاف معلوم ہو گیا کہ یہ معاملہ بالکل صاف تھا اس سبب سے اُسنے کچھ تعرض نکیا اور ہمکو آشتی کے ساتھ گھر جانیکی اجازت دی جب ہم وہانسے چلنے لگے تو مجسٹریٹ نے مجھسے کہا کہ "شاباش میان صاحبزادے شاباش تمنے اپنی دایہ کی خوب ہی وکالت کی"۔ مجھکو اس بات پر بہت ہی فخر و ناز ہوا اور مارگرٹ کے ساتھ یہ سوچتا ہوا مکان کی طرف واپس چلا کہ مین بھی بڑا جلیل القدر شخص ہون مارگرٹ میری خبرگیری کرچکی اب مین خود اُسکی خبرگیری کرونگا۔

سنہ ۱۸۰۹ع مین جب یہ تینون بھائی فوائل کالج سے واپس آئے تو جان لارنس کو پہلے پہل اپنے بھائی ہنری کی صحبت نصیب ہوئی یہ بھائی وہ تھا جسکے سوانح اور خصائل ایک دوسرے سے نہایت متحد تھے اور اسپر بھی ہنری کی اور جان لارنس کی باتون مین زمین و آسمان کا فرق تھا۔ یہ دونون بھائی گریٹن کالج واقع برسٹل کو مسٹر گف کے اسکول مین پڑھنے کے لیے بھیجے گئے جو دن کے پڑھنے کا مدرسہ تھا اور جان جو بقول خود ایک "آٹھ برس کے چھوکرے تھے" اپنے بھائی ہنری کے ساتھ جو اُس زمانہ مین ایک تیرہ برس کا لحیم شحیم لڑکا تھا اُس پہاڑی سے جو کلفٹن اور برسٹل کے درمیان واقع ہے دن بھر مین چار بار آیا جایا کرتے تھے۔ جان لارنس کی بہن کو یاد ہے کہ جب وہ دن بھر کی محنت کرنے اور اتنی دور جانے آنے کے بعد تھکے ماندے آتے تھے تو رات کیوقت آتش خانہ کے قالین پر پانون پھیلا کر لیٹ جاتے تھے اور دوسرے دن کا سبق یاد کرتے تھے۔ اس طالبعلمی کے زمانہ کا ایک قصہ سر ہربرٹ اسٹوارٹ کے حوالہ پر خاص جان لارنس کی عبارت مین منقول ہو چکا ہے۔ لیکن چونکہ یہ حالات نہایت مستند ذریعہ سے دریافت ہوئے ہین اسواسطے اُسی کے متعلق پھر ہم ایک واقعہ بیان کرتے ہین۔

مجھکو یاد ہے کہ جب ہم دونون آدمی برسٹل کے اسکول مین تھے تو اُسوقت اسکول کا چپراسی اوفلاہارٹی نامے ایک غریب آیرشمین تھا اُسنے ہیڈماسٹر کا کوئی قصور کیا تھا جسپر ماسٹر موصوف نے تمام لڑکون کو بلایا اور بینچ پر کھڑے ہوکر ایک طول طویل تقریر کی اور اُسمین اوفلاہارٹی کی نسبت بیان کیا کہ یہ میری آستین کا سانپ ہے اور بعض لڑکون کی نسبت جنھون نے اوفلاہارٹی کی شرکت کی تھی کہا کہ وہ بمنزلہ قاتل کے ہین جنھون نے میرے گہرے زخم لگائے۔ اُس زمانہ مین میری عمر صرف آٹھ برس کی تھی یہ باتین کچھ میری سمجھ مین نہ آئین لیکن جب مین ہنری کے ساتھ جنکی عمر اسوقت چودہ برس کی تھی گھر کو جانے لگا تب مین نے اُنکی طرف خطاب کرکے کہا کہ یہ قاتل کون ہے جسنے ہمارے ماسٹر صاحب کے زخم لگائے ہین۔ ص۱۱

ہنری نے بہت ہی آہستہ کہا کہ "وہ قاتل مین ہون"۔ اس خاص جھگڑے کی بابت مجھکو خوب یاد ہے کہ ایک روز ہنری کو بہت تڑکے بیدار ہوتے دیکھکر (کیونکہ ہم دونون بھائی ایک ہی کمرہ مین سوتے تھے) مین نے پوچھا کہ تم کہان جاتے ہو۔ اُنھون نے جواب دیا کہ براَنڈن ہل کو ٹامس سے لڑنے جاتا ہون۔ اور یہ ٹامس وہ تھا جسنے اسکول کے سارے لڑکون کو تنگ کر رکھا تھا۔ مین نے پوچھا مین بھی تمھارے ساتھ چلون۔ اُسنے کہا کہ تمھارا دل چاہے تو چلو۔ مین نے پوچھا تمھارا الکی کون ہے۔ ہنری نے جواب دیا کہ اگر تم چاہو تو تمھین ہو۔ الغرض ہم لوگ براَنڈن ہل کو ٹامس سے مقابلہ کرنے گئے مگر ٹامس اُس اکھاڑے پر جہان کی برابری ہوتی تھی نملا اور اس سبب سے ہم فتح کی جھنڈی اوڑاتے ہوے واپس چلے آئے اور ٹامس کو اسکول مین ہار ماننا پڑی۔ پیدایش کے اعتبار سے تو ہنری ایک بڑا قوی ہیکل جوان تھا مگر ظاہر املک بہار کے بخار نے اسکو چور کر ڈالا اور وہان سے واپس آنیکے بعد وہ عمر بھر لاغر اندام اور ضعیف ہی رہا —

ایسے اسکول مین نرمی کا برتاو ممکن نہین ہے اور شاید قمچی بہترین آلہ نصیحت ہے۔ بہرکیف اسکے برسون کے بعد ایک شخص نے لارڈ لارنس سے جب پوچھا کہ کیا آپ کے اسکول مین قمچی کا استعمال بہت ہوتا تھا تو اُنھون نے کہا اور مجملاً تھا (اور مین نے بہت تلاش و تجسس سے اس بات کو بخوبی دریافت کرلیا ہے کہ جس مدرسہ کا یہ ذکر ہے وہ فوائل یارا گزال نتھا بلکہ کالج گرین تھا) کہ وہ مجھپر اسکول مین روزمار پڑتی تھی ایک روز بچ گیا تھا تو دوہری مار پڑی اب اُس اسکول مین اُنکے جانیکا وقت آیا جہان نرمی کا برتاو تھا اور سنہ ۱۸۲۳ء مین جب اُنکی عمر بارہ برس کی تھی تو فوائل کالج مین اپنے مامون کے سپرد ہوے۔ اس اسکول کو گذشتہ دوسو برس سے شمالی ایرلینڈ کے ساتھ وہی مناسبت ہوتی چلی آئی تھی جو یوزٹن اسکول کو دوسو برس تک ڈیون شائر اور کارنوال سے رہی یعنے تعلیم تو ہوتی تھی مگر اُس گرد و نواح کے جیسے رؤسا زادے تھے اُنکے موافق اعلیٰ درجہ کی تعلیم نہ تھی اور اگر مندرجہ بالا بیان کے مطابق تصور کیا جائے کہ خاندان لارنس کے لڑکون کے حوصلے اسی اسکول سے بڑھے تو دیکھنا چاہیے کہ اُس زمانہ کے لڑکون کی ترقیان کیا تھین اُس زمانہ کے لڑکون مین بھی وہی جوش پیدا ہونا چاہیے۔ جب سے السٹر کی آبادی ہونے لگی اسی زمانہ سے برابر اس

اسکول سے نامی گرامی طلبا نکلنے لگے۔ اور غالباً اتنے بڑے اسکول کے برابر اُس زمانہ کا کوئی اسکول ایسا نہو گا جو اس بات کے لیے مشہور ہو کہ اُس زمانہ مین فوایل کالج کے برابر اُس اسکول سے نامی گرامی طلبا تیار ہو کر نکلے ہون۔ انہین سر جارج لارنس شیر دل اور بہادر قیدی افاغنہ و سکھ سر ہنری لارنس سر جان لارنس اور سر رابرٹ منٹگمری ایسے لوگ تیار ہو کر نکلے تھے۔ یہ بھی ایک عجیب اتفاق کی بات ہے کہ سر جان لارنس اور سر ہنری لارنس اور منٹگمری نے ایک ساتھ پنجاب کی فرمانروائی کی اور ان بہادرون کی جد و جہد مین جنھون نے ہماری سلطنت ہندوستان کو بچا لیا یک دل اور یک زبان ہو کر کارہاے نمایان انجام کیے۔

جان لارنس کے مرنے کے بعد انکے چند ہم مکتبون سے جو زندہ باقی رہگئے تھے بہت خبرداری کے ساتھ مین نے استفسار حال کیا لیکن اُنکے بیان سے مجھکو یہ دریافت نہو سکا کہ اسوقت تک بھی جب انکی ساری کارگزاری ختم ہو چکی اور انکے حالات پر ازابتدا تا انتہا لحاظ کرنیکا موقع حاصل ہے اُنکے نزدیک وہ کبھی ہونہار پائے گئے ہون یا وہ یہ سمجھتے ہون کہ اُس زمانہ مین پائے جاتے تھے انکی موجودہ کیفیت سے انکی آیندہ حالت کبھی معلوم ہی نہین ہوئی رابرٹ منٹگمری انکی طالبعلمی کے زمانہ مین اور اس زمانہ کے بعد اور جنوبی کنشنگٹن مین بھی اُنکے جانی دوست اور رفیق رہے ہے انکو صرف یہ یاد آتا ہے کہ " وہ ثابت قدم اور تند مزاج شخص تھے اور جب ہم دونون آدمی ساتھ ساتھ ٹہلنے جاتے تھے تو وہ مجھسے محاصرون اور لڑائیون کے بڑے بڑے قصے بیان کیا کرتے تھے "۔ **جان لارنس** خود کہا کرتے تھے کہ مین نے اپنے لڑکپن اور جوانی مین غیر مسلسل طور پر بہتیری تواریخین اور سوانح عمریان پڑھ ڈالین۔ اور چونکہ وہ عمر بھر ایک کاروباری شخص رہے اسلیے انکو اسی قسم کی تعلیم ہوئی اور اسی کے وہ طلبگار تھے۔ جب سے اُنھون نے ہندوستان مین قدم رکھا اسوقت سے انکو دم بھر کی فرصت نہین ملی جو اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے لیے درکار ہے۔ ساری عمر کام ہی کرنے مین بسر ہوئی اس کے اعتبار سے انکی تاریخدانی قابل داد ہے۔ زمانہ سابق و حال کے نامی گرامی جنرلون نے جو جو معرکہ آرائیان کی تھین یہ اُن سب کے حالات سے واقف تھے۔ اور زبردست منطقیون اور اصل واقف کارون کی طرح اُنپر بحث کر سکتے تھے مجھکو خوب یاد ہے کہ اپنی وفات کے چند روز پیشتر باتون باتون تاریخ قدیم کے ایک زمانہ یعنے ہنی بال کی لڑائیون کا جسکا مین نے اُس زمانہ مین مطالعہ شروع کیا تھا ایک مرتبہ جو ذکر آیا تو اُنھون نے اسکے ایسے مفصل حالات بیان کیے کہ مین دنگ ہو گیا۔ پلوٹارک کی سوانح عمری اسکول اور گھر پر ہمیشہ اُنکے ہاتھ مین رہتی تھی۔ اور اپنے آخری زمانہ مین وہ کچھ ظرافت اور متانت سے کہا کرتے تھے کہ جب مجھکو کسی اہم معاملہ مین کوئی شک ہوتا تھا تو مین اس کتاب کی ورق گردانی کرتا تھا تاکہ میرے مطلب کا کوئی فقرہ اسمین نکل آتا تھا اور سوانح عمری پلوٹارک کی اس مشورت سے وہ ایک تدبیری وہ کاربراری ہوتی ہے جسطرح قرن اوسط کے طلبا ورجیلیا نایا اس زمانہ کے ناخواندہ عیسائی انجیل مین فال نکالتے ہین۔ لیکن مین یہ اپنے ذاتی قیاس سے کہتا ہون۔ ص ۱۹

بہرحال اُس طالبعلم کے لیے جو تاریخ کا شوق یا فن سپاہگری کا ذوق رکھتا ہوگا لندن ڈیبری اور اطراف

لنڈن ڈیری کیا ہی عمدہ مشق کی جگہ ہوگی قدیم زمانہ کی نفیس کلورن توپون کے درمیان جن مین گولون کے صرف ہو جانیکے بعد سیسہ کی منڈھی ہوتی اینٹین غنیم پر چلائی گئی تھین اس تاریخی شہر کی فصیلون پر گھومنا اُس کیتھیڈرل کی جو محاصرہ کی پرانی یادگارون اور نشانون سے معمور تھا سیر کرنا اُس کے برج پر جہان سے سنتری لوگ دریاے فوائل کیطرف جھانک جھانک کر اُن جہازون کے بادبانون کو دیکھتے تھے جن پر معہودہ رسد آنیوالی تھی اور جو آئی بھی تو ایسے وقت آئی کہ اُنکی نگاہ سے پھر غائب ہوگئی چڑھنا پھر کشتی کے ذریعہ سے اُس مقام پر جانا جہان جہاز "سوئفٹ جا سے" اور "فینکس" آخر کو بڑی مشکلون سے راستہ نکال کر اُن فاقہ زدہ سپاہیون کے لیے غذا لے آئے جو لڑکھڑاتے ہوے بھی آگے نہ بڑھ سکتے تھے کہ اپنی خشکیدہ انگلیون سے کھانیکو تھام سکین اُس منبر پر کھڑا ہونا جہان خوشامدی بشپ ازیکیل ہاپکنس وعظ کہتا تھا کہ حکام وقت کی اطاعت فرض ہے اور جارج واکر وطن دوست بہادر گرج گرج کر کہتا تھا کہ ہم مرتے دم تک اطاعت نہ قبول کرینگے اُس پھاٹک سے جس کو لنڈی نامے دغاباز نے کھول دیا تھا گذرنا اور اُس مقام کو جہان سے جو دُس کی طرح اندھیرے مین وہ دیوار کے اندر چلا گیا تھا اور آخر کو گرفتار ہوا جانا اور پھران کارآموز لڑکون کا شریک ہونا جو پریم نامے مشہور تہوار مین مصروف تھے اور اپنی قوم اور فرقہ کے شیطان کی تصویر ابتک لٹکائے ہوے تھے الغرض ان سب باتون کو دیکھکر بالکل بے ذوق لڑکون کو بھی اسکول مین تاریخی جوش پیدا ہوتا ہوگا بلکہ آجتک اس کے گرد ونواح کے سنجیدہ مزاج پیورٹین لوگون کے دلون مین بھی وحشیانہ جوش خروج کرتا ہے -

طلبا سے فوائل کالج کا کھیل تماشا بھی قرب وجوار کی پرجوش کیفیتون کے اعتبار سے اولوالعزمی اور ولولہ کا باعث ہوتا تھا - اسکول مین قریب قریب سئولڑکے تھے - جو طلبا شب وروز اسکول ہی مین رہتے تھے وہ خاصکر کے اطراف کے پادریون اور شریفون کے بیٹے تھے اور دن کے پڑھنے والے طالبعلم اصل باشندگان شہر ڈیری کے لڑکے تھے - ان رات دن اور صرف دن کے حاضر رہنے والون مین اکثر لڑکے خود بہت امتیاز رکھتے تھے چنانچہ فوائل کی اُس نقلی جنگ سے بخوبی ثابت ہے جو کبھی دونون فریقون کے ایک ایک آدمی اور کبھی اُنکے مجموعی گروہون کے درمیان ہوا کرتی تھی - نقل

اِن مُوتَرکی سی لڑائیون کا ایک احوال مین اس مقام پر ڈاکٹر کینیڈی کی عبارت مین بیان کرتا ہون جو جان لارنس کے ہمعصر اور نسبتی بھائی تھے اور وہ بھی ان لڑائیون مین شریک ہوتے تھے جیسا کہ آگے کے بیان سے ظاہر ہوگا اُن لڑکون نے جو روز وشب اسکول مین رہا کرتے تھے مدرسہ کے پیچھے کھیت مین ایک ٹیلہ پر سخت مٹی کا ایک قلعہ بنایا اس مین قاعدہ کے ساتھ رات دن پہرے کے سپاہی مقرر ہوا کرتے تھے رات کی کارروائیان کئی ایک باتون کے اعتبار سے خطرناک تھین کیونکہ بدلی کے وقت جو لڑکے سپاہیون کے طور پر جاتے تھے اُنکو اسکول کی کھڑکیون سے رینگ کر باہر نکلنا پڑتا تھا تاکہ اُنکے ماسٹرون کو اُنکے جانیکی اطلاع نہونے پائے اور دن والے طلبا بعض

اوقات آدھی رات کو سب کے سب یکبارگی خواب سے بیدار ہو کر ڈیری سے حملہ کرنیکے لیے کوچ کرتے تھے ڈاکٹر کینیڈی بیان کرتے ہین کہ۔

رات کو مہتاب کی روشنی اور تارون کی چمک مین غنیم کے بڑے بڑے خوفناک حملے ہوتے تھے اور ادھر سے ہم اپنے قلعہ کے بچانے مین جان لڑا لڑا کر کوششین کرتے تھے مگر اتنا غنیمت تھا کہ آلات حرب کے بدلے لاٹھیون کا استعمال نہین ہوتا تھا بلکہ گوبھی کی پیڑی سے کام لیا جاتا تھا جسکو ہم لوگ "کیل رنٹ" کہتے تھے۔ اگر کوئی طاقتور آدمی پتلے کنارہ کی طرف سے پکڑ کر اور ہاتھ گھوما کر مارتا تو یہ بھی لاٹھی کے برابر کام دیسکتی تھی۔ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ لوگون کے زخم زیادہ نہین لگتے تھے یا زخمیون کی فہرست طول طویل نہین ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ کی لڑائی مین کچھ دنون تک میرا ہی کام بند ہو گیا تھا بلکہ اصل تو یہ ہے کہ قریب قریب میرا کام تمام ہی ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ کی مشہور لڑائی مین ہم اپنے ساتھیون سمیت قلعہ سے دھاوا کرنے نکلے۔ بوقت بازگشت ہماری راہ بند ہو گئی اور مجھکو دو شخصون سے جنکے مین کاندھے تک تھا دست بدست جنگ کرنا پڑی مین موقع دیکھکر ایک اونچی آڑ کے پیچھے کے سرے پر چڑھ گیا جس سے مجھکو بہت اچھا موقع ملگیا لیکن میری پشت کی جانب سڑک تھی اور جس مقام پر مین کھڑا تھا وہان سے نیچے تک بخط مستقیم بارہ فیٹ کی پستی تھی۔ انھون نے للکار کر کہا کہ خبردار ہتیار ڈالدے مین نے اُس کے جواب مین اپنی گوبھی کی پیڑی حملہ آورون کے سر پر پھٹکارنا شروع کی۔ ایک شخص پر مین نے جب وار کیا تو اُسکے اور ساتھی مجھکو میرے پہرے کے مقام سے اور آگے نکال لیگئے اور میری ٹانگون پر ایک ایسی ضرب لگائی جس سے مین سر کے بل سڑک پر آرہا اُسوقت تک مین نے یہ کثرت نہین سیکھی تھی کہ اپنے کو سر کے بل نہ گرنے دیتا بلکہ اپنے بازوون کو آڑ کر دیتا اور اس سبب سے میرا سر ہی پہلے زمین سے جا کر ٹکرایا خوش قسمتی سے اُسکو کچھ زیادہ صدمہ نہین پہونچا اور میری گردن بھی ٹوٹتے ٹوٹتے بچ گئی۔ چنانچہ جب مجھکو آرام ہوا تو میرے حملہ آور نے کہا کہ تمھاری گردن آج تو بچگئی مگر آیندہ کے لیے ہشیار رہنا۔ مین بچ تو گیا مگر میرے دماغ کو سخت صدمہ پہونچا۔

الغرض لارنسون کے وقت کے کھیل اور تماشے جن سے بہادری اور جسمانی قوت کو ترقی ہوتی تھی یہ تھے اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کے طالبعلمون مین کسقدر صحرائیت پائی جاتی تھی جسکا اب کہین نام و نشان نہین ہے اور مین نے جو بیان کیا تھا کہ جان لارنس مین انگلش اور آیرش دونون قومون کی صفتین تھین اُسکی تمثیل بھی اس واقعہ سے پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ جب وہ پہلے پہل کلفٹن کے انگلش اسکول مین پڑھنے گئے تو اُنکے ہم مکتبون نے اُنکا نام "پیڈی" (آیرلینڈ کے عام باشندون کی کنیت) رکھا اور آیرش شخص سمجھ کر بہتیری لاتین مارین۔ اور جسوقت وہ آیرش اسکول مین پڑھنے کے لیے بھیجے گئے تو وہان کے طالبعلمون نے "انگلش جان" اُنکا نام رکھا اور یہان انگلشمین ہونیکی وجہ سے اور بھی زیادہ لاتین کھائین۔

فوائل کالج کے طرز تعلیم کا حال ہم نتائج اور اُن باتون سے جو اُن دونون بھائیون نے بسبیل تذکرہ اپنے

آخری ایام مین بیان کیے ہین دریافت کرسکتے ہین - یہ تو بہت قرین قیاس ہے کہ وہان اول درجہ کی تعلیم نہ تھی بیچ
سرہنری لارنس نے بیان کیا ہے کہ "میری تعلیم تو صرف لاتین تھین سوا اُنکے اور مجھکو کچھ نہین سکھایا گیا لیکن
لڑکے اکثر اپنے قصورون کو اگر کلاً نہین تو جزءً ضرور اپنے نزدیک کمال دیانت داری کے ساتھ اپنے اسکول ہی سے
منسوب کرتے ہین - اور جان لارنس نے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی سوانح عمری کے اس حصہ مین جو مجھکو دستیاب
ہوگیا ہے اور جسکا حوالہ مین ابھی اوپر دے آیا ہون غالباً اس کیفیت کو اور بھی زیادہ انصاف کے ساتھ اس طور پر
بیان کیا ہے - "اسکول اور کالج مین سلسلہ کے ساتھ علی الاتصال مین نے کام نہین کیا اور عمدہ تعلیم کا جو موقع مجھکو
ملا تھا اس سے فائدہ نہین اُٹھایا - میری تعلیم گندہ دار رہی ..... جب مین کالج (ہیلیبری) کو گیا تھا تو زبان لیٹن اور
علم ریاضی مین معمولی دستگاہ رکھتا تھا اور یونانی زبان مین خام تھا لیکن غیر مسلسل طور پر مین نے بہت سی کتابین
خاص کرکے تاریخین اور سوانح عمریان دیکھ ڈالی تھین اور بالعموم اپنے سن کے اعتبار سے اچھی واقفیت رکھتا تھا"
قانونی تعلیم سے مذہبی تعلیم مین زیادہ تاکید تھی - ہیڈ ماسٹر کی ایک نیک مضر بہن نے یہ تعلیم خاص اپنے ذمہ لی تھی
اور دو دو تین تین دن کے بعد خراب لڑکے کو اپنی عبادتون مین شریک کرنے اور دعائین مانگنے کو ساتھ لیجایا کرتی تھی
جان لارنس اور ہنری لارنس چونکہ شاگرد اور بھانجے بھی تھے اس سبب سے ان پر دوہری توجہ رہتی تھی -
اور سر رابرٹ منٹگمری کو خوب یاد ہے جسطرح وہ دونون اپنی خالہ کے کمرہ کے قریب سے دبے پاؤن نکلکر چلے
جاتے تھے کہ کسی ڈھب سے بچ جائین مگر اس امر مین اکثر انکو ناکامی ہوتی تھی کیونکہ یہ ہوشیار خالہ انکی تاک رکھتی تھی
اوراچانک دروازہ کھولکر اپنی وعظ سنانے کے لیے انکو پکڑ لیجاتی تھی - ایام تعطیل مین وہ سبکو زبردستی ایک جگہ جمع کرکے ص ۲۲
جب انکو وعظ و نصیحت کرتی ہوگی تو معلوم نہین انکو یہ امر کسقدر شاق گذرتا ہوگا -
گو جان لارنس مین مذہبی صلاحیت عرصہ سے موجود تھی مگر اسمین شک نہین کہ انکے عقائد اسیوقت سے
زیادہ تر مضبوط ہونے لگے - اور رجحان غالب ہوائل کالج ہی کے جابرانہ قاعدہ سے انکا مذہبی عقیدہ اس قدر پختہ
ہوگیا تھا کہ وہ ہمیشہ قانع اور نفس امارہ پر قادر رہتے تھے - وہ مذہب کا کبھی ذکر نہین کرتے تھے اور اپنے جانی
دوستون اور عزیزون سے بھی کوئی ایسی بات نہین کہتے تھے جو صراحتاً مذہبی ہوتی تھی - اس پر بھی ہر شخص انکے
باطنی عقیدہ سے واقف تھا - بدکاری اور لامذہبی انسے کوسون دور رہا کرتی تھی انکا مذہب ایسا پاک و صاف تھا کہ
عام تذکرون مین اسکی بابت کوئی کلام نہین کرسکتا تھا - انکا مذہب گہری جڑون اور نازک شاخون کا ایک پودا تھا
جسکو وہ خود چھونا گوارا نہین کرتے تھے - دوسرے شخص کو وہ کب ہاتھ لگانے دیتے - انکی خواہش تھی کہ یہ پودا اسیطرح
بڑھتا رہے اور اسکو کوئی ہاتھ نہ لگاسکے -
سنہ ۱۸۲۵ء مین جان لارنس ہوائل کالج سے نکلکر اپنی تعلیم کے پہلے حصہ کی تکمیل کے لیے ہیلیبری کو گئے

یہ نارتھ ولٹ شائر مین شہر باتھ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ طرز عمارت ملکہ الزبتھ کے وقت کے مکانون کی سی ہے اور چونکہ اُسکے اندر ایک بڑا بھاری دالان اور باہر پائین باغ اور اُسکے سوا اور بڑے بڑے باغات اُسی کے متعلق واقع تھے اس سبب سے وہان کے رہنے والون کو سیر و تفریح کی کافی جگہ تھی رابرٹ منٹگمری جو جان لارنس کے یار غار تھے اور اُنکے سوا اور دو ایک آیرشمین وہان اُنکے ہمراہ گئے۔ اُن ہمعصرون سے جو چند لوگ زندہ باقی رہگئے تھے اُنمین سے ایک شخص یعنی مسٹر ولنگٹن کو بہ متعلقہ سرائے لنکن سے باتین کرکے اُنکا مندرجہ ذیل حال معلوم ہوا۔

جان لارنس بڑے طویل القامت شخص تھے مجھکو اُنکا تکونہ چہرہ دیکھکر بڑی حیرت معلوم ہوتی تھی۔ وہ جہان مزاج کے اکھڑ تھے وہان رحم دل بھی تھے اور جہان تند مزاج تھے وہان نیک سیرت بھی تھے ہم اسکول مین بڑی تکلیف سے رہتے تھے ہمارے سونے کے کمرون مین ایسی سردی تھی کہ اگر پانی وہان رکھا جاتا تھا تو جم جاتا تھا اور ڈاکٹر صاحب کہا کرتے تھے کہ تم لوگ ایسے تندرست ہو تو کچھ تعجب نہین ہے کیونکہ ہر کمرہ مین تازہ ہوا آتی ہے یہ بات کسیقدر صحیح تھی کیونکہ ہماری کھڑکیون کے دروازے پتھر کے تھے بیچ مین ایک آہنی سلاخ آمد و رفت رُکنے کے لیے لگی تھی لارنس نے کسی ترکیب سے اُسکو ایسا ڈھیلا کر لیا کہ جب چاہا نکالا اور جب چاہا لگا دیا کسیکو اُسکی خبر نہونے پاتی اور جب رات کو گرمی زیادہ ہوتی تھی تو وہ شبخوابی کا کُرتا پہنے ہوے کھڑکی کی راہ سے نکل کے ناشپاتی کے درخت کے سہارے سے جو دیوار سے ملا ہوا لگا تھا زمین پر اُتر جاتے اور اُس جگہ ایک چشمہ جو بہتا تھا اُسمین نہاتے تھے۔

ہم سب لوگون مین بڑی گاڑھی دوستی تھی اور وہ ایسے محبتی آدمی تھے کہ میرا جو کام ہوتا تھا اُسکے انجام کرنے پر مستعد ہو جاتے تھے۔ مجھکو آشیانہ طیور سے بڑا شوق تھا چنانچہ ایک مرتبہ مین نے اُنسے اس کی فرمایش کی کہ ہمارے آتش خانہ کے اوپر ایک ابابیل نے گھوسلا بنایا ہے اسکو لا دیجیے۔ جان نے کہا اچھا مین تمکو انڈے لائے دیتا ہون اور یہ کہکر وہ گھوسلے کے پاس گئے اور آتش خانہ کے اندر سے چڑھنا شروع کیا۔ اُنکا جسم چوڑا اور آتش خانہ کا مُنہ تنگ تھا تھوڑی ہی دور پر جاکر معلوم ہوا کہ اندر سے چڑھنے کا راستہ نہین ہے۔ جان نے کہا کچھ مضائقہ نہین مین تمکو انڈے لائے دیتا ہون یہ کہکر اُسیوقت سیدھے کھڑکی پر چڑھ گئے مین اور میرے بھائی اُنکے ساتھ ساتھ کھڑکی سے نکلے اور بارہ فیٹ کی ایک اونچی دیوار پر جو مکان کے ایک کنارہ سے نکلکر آئی تھی اور دالان کے ایک طرف کی آڑ تھی چڑھکر ہمنے اُنکو اوپر اُٹھایا کہ جہانتک ممکن ہو چھت کے قریب پہونچ جائین وہ شبخوابی کا کرتا پہنے تھے پانون اور ٹانگین دونون ننگی تھین۔ اس سبب سے دیوار مین جس مقام پر کوئی گرفت پائی اُس کے سہارے سے وہ خود اپنے بل سے چڑھ گئے جب چھت پر پہونچے تو وہان تر چھے پتھر لگے تھے اُنپر گھٹنون کے بل چلے اور آتش خانہ کے کنارے جانے لگے لیکن اب ٹانگون مین اسقدر درد ہونے لگا کہ وہ کسیطرح برداشت نہو سکا اور چلا کر کہا کہ اُپنی ایسی تیسی مین جائے مجھ سے تو اب جایا نجائیگا۔ یہ کہکر اپنا ارادہ فسخ کیا۔

رکزال میں جو کھیل تماشے ہوا کرتے تھے وہ فوایل کالج سے بالکل مختلف ہوتے تھے ۔
یہاں ٹرائی اور کرکٹ (گوئے چوگان کا کھیل) وغیرہ بہت کم ہوتا تھا۔ گو یہاں پرزنرس بیس (کبڈی) اور پتنگ بازی یہ خاص کھیل تھے ۔ جان لارنس اول دو کھیلوں میں بڑے مشاق تھے اور کبڈی میں تو ہم اُن کو اسطرح دق کر رہتے تھے کہ بڑی دل لگی ہوتی تھی ۔ ہم لوگوں کے پاس ایک بڑا بھاری پتنگ تھا جسکو ہم سب لوگ یعنی پانچ چھ لڑکے ملکر سنبھالتے تھے ۔ پرانے اصطبل کا جو بڑی دور تک سلسلہ چلا گیا تھا اُس کے دروازے میں ایک بڑی بھاری زنجیر لگی جسکا کنارہ پکڑ کر ہم میں سے کوئی شخص تھام نہیں سکتا تھا ۔ پتنگ اس زنجیر سے باندھ دیا جاتا تھا جو بعض اوقات اسکو گھنٹوں کھینچے رہتا تھا ۔ اسکول میں جان لارنس اپنے ہم مکتبوں سے جو دلی مہربانی رکھتے تھے اُس کا حال اُنکے آخری ایام میں ایک قصہ سنکر پھر میری یاد داشت میں تازہ ہوگیا ۔ سوتھ گیٹ میں اُنکی بھانجیاں جس آتون کے سپرد تھیں اُسکی ایک بہن پیرس میں بیمار پڑی اور جان لارنس کو معلوم ہوا کہ وہ نہایت بے بسی کی حالت میں ہے اور کوئی اُسکا خبر گیراں نہیں ہے ۔ چنانچہ سر جان نے انگلش سفارت کے پادری کو لکھا کہ آپ اُسکو تلاش کر کے کسی ایسے مکان میں جگہ دیجئے جہاں اسکو آرام ملے اور اُسکے علاج کا معقول ترین بندوبست کر دیجئے اسمیں جو کچھ خرچ ہوگا وہ میرے ذمہ ہے ۔
رکزال کے ایک اور ہم مکتب یعنی ریورنڈ ایڈورڈ ایلسلی نے جو اُوبرن واقع بکنگھم شائر کے وکار (علاقہ پادری) تھے اُنکی بیان کی ہوئی دو چار باتیں اس مقام پر قابل ذکر ہیں ۔
رکزال میں لارنس کے پہونچنے کے بعد ہی میرے اُنکے بڑا ربط و ارتباط پیدا ہوگیا اور جسوقت ہندوستان کو ص ۲۴
جہاں وہ بھی جانیوالے تھے میرا جانا قرار پایا اور یہ معلوم ہوا کہ ہم لوگوں کو ایک ہی کام کرنا پڑیگا تو ہماری دوستی اور بھی مستحکم و مضبوط ہوگئی ۔ وہ بالطبع بہ نسبت ذہین تھے اور میری بھی یہی کیفیت تھی ۔ چنانچہ ہم دونوں آدمی باتیں کم اور غور و فکر زیادہ کرتے تھے ۔ مجھکو یاد ہے کہ ایک مرتبہ وہ نہایت بھولا چہرہ بنائے ہوئے غصہ میں میرے پاس آئے اور مجھسے بیان کیا کہ ماسٹر نے مجھ پر کچھ فاسد گمان کیا ہے ۔ میں حقیقت حال سے واقف تھا اور میں نے سمجھا دیا کہ اوتم بیشک بیقصور ہو لیکن سوا اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا ہے کہ تم اپنی گردن اونچی کر کے ثابت کرو کہ ایسی ناشائستہ حرکت میرے شایان نہیں ہے ۔ طالبعلمی کے زمانہ میں میرے اور اُنکے درمیان راہ و رسم کا پیدا ہو جانا بہت غنیمت تھا ۔ اُنکے اہالیان خاندان مقام کلفٹن میں جو میرا وطن ہے آکر مقیم ہوئے اور ایام تعطیل میں ہم لوگوں کا ہمیشہ ساتھ ہوتا تھا ۔ ایک روز ہم بال بال بچگئے ۔ اُسکی تفصیل یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایام تعطیل میں ہم لوگ کلفٹن کے گرم چشموں کے اُس پار دامن کوہ میں سیر کر رہے تھے ۔ جب ہم سینٹ ونسنٹ میں تھے جہاں فی الحال معلق پل بنا ہے تو ہم کو یہ عجوبانہ خیال پیدا ہوا کہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھیں جاڑے کی فصل تھی زمین پر دو تین انچ گہری برف جمی تھی اور ہم تھوڑی دور بھی نہ چلنے پائے تھے کہ ہمارے ہاتھ ٹھٹھرنے لگے کیونکہ پہاڑ پر سیدھا چڑھنا ممکن نہ تھا چٹانوں کو اور چٹانوں کے شگافوں کے اندر جو گھاس لگی ہوئی تھی اُسکو تھام کر چلنا پڑتا تھا

تھوڑی دیر مین ہمارے ہاتھ بالکل بے حس ہو گئے ہمنے کوشش کی کہ پلٹ چلین مگر پلٹنا کسیطرح سے ممکن نہین تھا۔ ہم نے ایک دوسرے کے چہرے پر نظر ڈالی اور اُسکے بعد ہمت باندھکر آگے بڑھے لیکن باربار دیکھتے جاتے تھے کہ ہمارے ہاتھون مین کوئی گرفت ہے یا نہین کیونکہ ہاتھون کے ٹھٹھرنے کی وجہ سے کوئی شئے محسوس نہین ہوتی تھی۔ کسی نہ کسی طرح سے ہم چوٹی پر پہونچے سنجیدگی سے ایک نے دوسرے کی طرف نگاہ کی اور چپ چاپ آگے بڑھے ہوے چلے گئے۔

جس ہونہار لڑکے نے اسطرح خاموشی اختیار کرکے دل ہی دل مین سونچنا شروع کیا تھا وہ (جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا) وہی شخص تھا کہ جسوقت غدر شروع ہو جانے کی خبر تار برقی کے ذریعہ سے اُسکو پہونچی تو اُسوقت بلکہ اُس تمام دن اُسنے اپنے اُس دوست اور جلیل القدر افسر سے جو اُسکے ساتھ تھا ایک بات بھی نہ کہی بلکہ اپنے دل ہی دل مین سونچتا اور اسس امر پر غور کرتا رہا کہ یہ معاملہ کسقدر نازک ہے اور اُسکے علاج کی کیا فکر کرنا چاہیے۔

سنہ ۱۸۲۷ء سے جان لارنس کی حالت زندگی مین انقلاب پیدا ہونے لگا۔ جان ہڈلسٹون جو اُس خاندان کے ایک بڑے قدیم رفیق تھے جسنے احاطہ مدراس مین اعلیٰ عہدہ پر عروج پایا تھا انگلستان مین واپس آنیکے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک ڈایرکٹر اور پارلیمنٹ کے ایک ممبر مقرر ہوے اور اسطور پر جو رسوخ اور لیاقت انکو حاصل ہوئی اُسکو اُنھون نے بلا رو رعایت اُن لوگون کی فائدہ رسانی مین استعمال کیا جنکے درمیان اُنکی عمر کے بہترین ایام بسر ہوے تھے۔ خاص کرکے دو کام اُنھون نے ایسے کیے جنکی بابت اُنکا نام اُن لوگونکے درمیان بشکوری قابل یادگار ہے۔ یہ دونون کام ایسے تھے جنکی نسبت شاید لوگ سوال کر سکتے ہین کہ دونون مین بھاری کون تھا اُنھون نے پارلیمنٹ اور دوسرے مقامون مین کوشش کرکے لارڈ ولیم بنٹنک کے ذریعہ سے رسم ستی موقوف کرا دی اور لارنسون کو ہندوستان بھجوا دیا۔ ص ۲۵

الگزینڈر جارج اور ہنری ان تینون بھائیون کو پہلے ہی عہدے مل چکے تھے اور وہ ہندوستان جا چکے تھے۔ الگزینڈر اور جارج رسالہ مین اور ہنری بخیال اس امر کے کہ مبادا کوئی یہ نکہے کہ لارنسون مین سے ایک بھی توپخانہ کا امتحان پاس نکر سکا اُس شاخ ملازمت مین جو علم حکمت سے زیادہ تعلق رکھتی تھی بھرتی ہوے۔ اب جان کی باری تھی لیکن انکو فوجی عہدہ کے بدلے ہندوستانی سول سروس مین جگہ دینے کا ایجاب کیا گیا جس سے انکو بڑی حیرت اور بیدلی ہوئی اُنکے والد بزرگوار سپاہی رہے تھے اور اسیطرح اُنکے تینون بڑے بھائی بھی سپاہگری کے کام پر مقرر ہوے۔ وہ اپنے باپ کی لڑائیون کو سن چکے تھے کتب سیر و تواریخ پڑھ چکے تھے اور لنڈن ڈیری اسکول کی صحبتین اُٹھا چکے تھے ان سب باتون کی وجہ سے اُنکا دل فوجی ولولون سے بھر گیا تھا اور اپنے دل مین ٹھانے ہوے تھے کہ اگر ہندوستان کو مین جاؤنگا تو سپاہی کی حیثیت سے جاؤنگا ورنہ اُدھر کا رخ بھی نکرونگا

انکے باپ سنے اپنے زخم دکھائے اور فوجی ملازمت کی تکلیفون کا ذکر کیا کہ یہ یہ مجہپر گذر چکا ہے اور اُسپر بھی سوائے ایک مختصر پنشن کے اور مجھکو کچھ نملا مگر انکی باتین کچھ سودمند نہوئین - اسیطرح ہنری لارنس نے جو ابھی ہاکی اول لڑائی مین بیمار ہوکر ہندوستان سے واپس آئے تھے اور اپنے ایسے اکثر اولوالعزم اور لائق نوجوان افسرون کیطرح اس بات کے شاکی تھے کہ اس صیغہ کے افسرون کی نالائقی اور تشدد پابندی قواعد سے ترقی کی راہ بالکل مسدود رہتی ہے ایسی ایسی دلیلین بیان کین جنسے بھائی پر بہت بھاری اثر پڑنیکا گمان کیا جا سکتا تھا یعنی یہ کہ سول سروس مین لیاقت زور طبیعت اور کارروائیان دکھانیکا بڑا بھاری موقع ہے لیکن انکی نصیحتین بھی بے سود ہوئین - جان لارنس اپنے ارادہ پر قائم رہے اور اگر انکے باپ اور بھائی سے بڑھکر گھر مین کوئی دباؤ ڈالنےوالا نہوتا تو احتمال یہی ہے کہ وہ آخر وقت تک اپنی ہی بات پر قائم رہتے اور ایک وقت ہندوستان کو اگرچہ ایک بڑا بھاری جنرل ملجاتا مگر ایک مدبر اس سے بھی زیادہ عظیم الشان اُسکے ہاتھ سے جاتا رہتا -

اسکا جو کچھ انجام ہوا اُسکا حال مین ایک چشم دید گواہ کی زبانی بیان کر سکونگا - یہ گواہ لارنسون کے ایک بڑے قدیم اور جدید رفیقون مین سے تھی جو اتفاق سے اس اہم معاملہ پر بحث ہونیکے وقت کلفٹن مین موجود تھی - جو اثر جان لارنس کی تمام زندگی پر پڑا اور جسنے انکو حوصلہ دلایا اُسکی شہادت اسی مسماۃ کے بیان سے پیدا ہوتی ہے - چنانچہ اسکا حال مندرجہ ذیل عبارت سے منکشف ہو جائیگا مسماۃ مذکورہ (مسٹرس پی بیان کرتی ہین) ص ۲۶

جان لارنس کی بڑی بہن عجب بی بی تھین دل اور طبیعت پر قادر تیز فہم اور اُسپر بھی صاحبہ عقل سلیم اور صائب الرائے روشن دماغ اور شائستہ اور ہر ایک پیاری اور عمدہ شے کی ازبس شائق تھین خلاصہ یہ کہ ان مین عورتون کے حلم اور نیکی کے سوا اپنے سپاہی پیشہ بھائیون کے اعلیٰ اوصاف بھی پائے جاتے تھے اور حسب اتفاق کبھی کبھی جن صحبتون مین انکو شریک ہونا پڑتا تھا انسے انھون نے بہت کچھ فائدے اُٹھائے مسٹر ہڈلسٹون کے مکان پر منجملہ اور نامی افسرون کے ولبر فورس اور تھارنٹن خاندان کے لوگون سے انکو اکثر ملاقات کا موقع ملا - وہ عرصہ سے یہان بیمار پڑی تھین اور ان لوگون کے ظریفانہ اور عاقلانہ کلام بستر علالت پر لیٹے لیٹے سنتی جاتی تھین - شاید انکا بھائی ہنری جو خصلت اور مزاج مین اپنی بہن سے بہت ہی مشابہت رکھتا تھا سب سے بڑھکر انکا کہنا مانتا تھا - لیکن جان لارنس بھی باوصف اس امر کے کہ انکی آزاد مزاجی جو آخری ایام مین ظاہر ہوئی وہ اوائل عمر مین ترقی حاصل کر چکی تھی انکو بہت مانتے تھے - ہم بلا مبالغہ کہہ سکتے ہین کہ جو کچھ بہن نے کہا یا تبایا جان لارنس نے اُسکو مٹھی مین باندھ رکھا اُسوقت فرض منصبی اور میلان طبعی کے درمیان جو سخت نزاع درپیش تھی اُسکے بارے مین بڑے شوق سے ارباب خاندان کی صلاح لیگئی - لیٹیشیا کے کمرہ مین اُسوقت جو کیفیت رہی تھی دیکھنے والے کبھی اُسکو فراموش

نکر ینگے۔ شاید جان لارنس کی زندگی کا یہ ایک بڑا گاڑھا وقت تھا۔ وہ مرضیہ کے کوچ کے پائینتی بیٹھے ہوے بڑی سرگرمی سے اس دقت طلب مسئلہ پر بحث کرتے تھے کہ سِوِلْ سَروِسْ کا جو عہدہ انکو دیا جاتا تھا قبول کرین یا نکرین۔ انھون نے اپنی "بالک ہٹ" کو کام مین لاکر کمال اصرار کے ساتھ اسطور پر کہ انکے قطعی ارادون مین کسی طرح کا شبہہ باقی نہ رہجائے اور شاید اس بات کی دلیرانہ کوشش مین کہ جس رضامندی کو وہ ضروری اور لابدی سمجھتے تھے وہ حاصل ہو جائے چلا کر یہ کہا کہ "مین سپاہی کے گھر مین پیدا ہوا ہون اور وہی پیشہ اختیار کرونگا"۔ باایں ہمہ عاقبت اندیش مشیر نے انکو اور ہی صلاح دی اور انسے اصرار کے ساتھ کہا کہ تم بلا تامل اس عطیہ کو قبول کرو کیونکہ اسمین ایسے ایسے فائدے ہین جو فوجی ملازمت مین کبھی نہین حاصل ہو سکتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ بہن کے کہنے کے سوا اور باتون کا بھی انپر ایسا اثر پڑا کہ اپنی ذاتی خواہشون اور ولولون سے باز رہنے پر وہ راضی ہوگئے لیکن طوعاً و کرہاً اس امر کو انھون نے اصل مین لِٹیشیا ہی کے کہنے سے قبول کیا۔ فی الحقیقت لِٹیشیا ہی نے جان لارنس کا خیال بدل دیا اور انکی آیندہ ناموری کی صورت قائم کر دی۔

بنا برآن جان لارنس ہیلیبری کو اور انکے رنگیزال کے دوست آیشلی تن نہا اِیڈ منگومنب کو گئے گو ایسٹ انڈیا کالج واقع ہیلیبری مین کچھ ہی عیوب کیون نہون لیکن اُس زمانہ مین اس کالج سے بڑے بڑے کام نکلے اور میرے نزدیک اتبک اُس کا قائم مقام کوئی کالج نہین پایا گیا۔ اُس سے لوگون مین فوجی جوش اور اُنکے ارادون مین اتفاق پیدا ہوا ہمیشہ کی دوستی کی بنا پڑی اور جو اہم کام کسی ملک یا کسی زمانہ کے نوخیز لوگون پر آپڑتے ہین اُنمین مشغول ہونیکا جوش اور ولولہ پیدا ہوا۔ یہ کالج اُس زمانہ مین اچھے اچھے معلمون سے معمور تھا ڈاکٹر جوزف ہیلیٹ بیٹن جو ٹرینٹی کالج واقع کیمبرج کے فلو تھے وہ اس کالج کے پرنسپل تھے اور اُنکی ماتحتی مین لائق پروفیسرون کا ایک گروہ مقرر تھا پروفیسرون کے ذیل مین ریورنڈ سی ڈبلیو لی باس ڈین اور پروفیسر علم ریاضی ریورنڈ ہنری والٹر دوم رنگلر پروفیسر علم طبعیات و علم کیمیا جو ایک بڑے ہوشیار اور عقیل شخص تھے ڈبلیو امپسن جو حال مین سر جیمیس میکنٹاش کی جگہ قانونی پروفیسر تھے اور بعد کو فرانسس جیفری کے داماد اور اخبار اڈنبرا ریویو کے اڈیٹر ہوئے۔ اور ریورنڈ ٹی آر مالتھس مشہور عالم پولٹیکل اکانومی جو اس علم اور علم تواریخ کے پروفیسر رہے تھے یہ سب لوگ شامل تھے مشرقی علوم کے استادون مین میرزا ابراہیم کا نام بالتخصیص قابل ذکر ہے جو ایک عالم متبحر اور ہر امر کے اعتبار سے ایک نامی شخص تھے۔ لوگ ان مشرقی استادون کے بہت مشکور تھے کہ اُس قلیل وقت مین جو ان زبانون کی تعلیم کے لیے مقرر تھا انھون نے عربی سنسکرت فارسی ہندوستانی بنگالی اور تلنگانی زبان سیکھ لی۔

اس بات کو لوگ فوراً یقین کر لینگے کہ ایسے نامی گرامی پروفیسرون کے ہونیسے ملک کے بڑے بڑے مشاہیر ہیلیبری کو جاتے تھے خاص کرکے یورپ کے تمام حکما اور مدبر مالتھس کے مکان مین جمع ہوا کرتے تھے

پھر یہ بھی بخوبی روشن ہے کہ پروفیسرون کو پڑھانیکے لیے بہت عمدہ شاگرد یعنی سولہ برس سے لیکر اٹھارہ برس تک کے نوخیز طلبا ملے تھے وہ اکثر اوقات اپنے شاگردون کی بتائی ہوئی باتون پر بحث کیا کرتے تھے اور ہندوستان کے دوراندیش سویلینون کا علی العموم یہ قول تھا کہ ایسی کم عمری مین ہیلیبری کے طالبعلمون کی تعلیم نہ ہوتی تو اس سے اور بھی زیادہ فائدہ ہوتا اور وہ بہت شوق سے وہان جایا کرتے -

جب جان لارنس ۲ - جولائی ۱۸۲۷ع کو پہلے پہل روانہ کالج مذکور ہوے تو اُنکے بڑے بھائی ہنری لارنس اُنکی خبرگیری کے لیے ساتھ گئے اور چونکہ خود بڑے شوقین اور مستعد تھے اس وجہ سے جان لارنس کے ساتھ کتب خانہ مین بڑی دیر تک ٹہلا کیے اور بہت سی راز کی باتین جنکو وہ سمجھتے تھے کہ آیندہ امتحان مین بکار آمد ہونگی سمجھاتے رہے - لیکن ہنری لارنس کو جسقدر سمجھا دینے کا خیال تھا جان لارنس کو اتنا سمجھ لینے کا خیال نہین تھا - ایک اور مشتاق شخص نے جب یہ کیفیت دیکھی تب ہنری سے کہا کہ ذرا میرے بیٹے کی طرف توجہ کیجیے چنانچہ ہنری نے اُسکا کہنا مان لیا اور جو باتین جان لارنس کو بتاتے تھے وہ اُسکو بتا دین جن سوالات پر ہنری نے بحث کی تھی اتفاق سے وہی سوال امتحان مین آئے اور اس مدد سے اُس طالبعلم کو امتحان مین جو کامیابی حاصل ہوئی اُسکا وہ بہت مشکور ہوا اور اپنے دل مین خیال کیا کہ اُسی سبب سے مجھکو کامیابی حاصل ہوئی - جان لارنس بھی امتحان مین غنیمت رہے مگر کوئی بڑی کامیابی حاصل نہ کی -

ص ۲۸

اُس زمانہ مین نوجوان سویلینون کی ہندوستان مین اسقدر ضرورت تھی کہ ہیلیبری مین رہنے کے لیے حسب معمول جو چار امتحان یعنے دو سال تک قیام کرنیکی مدت مقرر تھی وہ آدھی بلکہ اس سے بھی کم کر دیگئی تھی اٹھارہ برس کا جو طالبعلم ہوتا اور ضروری امتحان عمدہ طرح سے پاس کر سکتا اُسکے لیے اتنے دنون بھی پڑھنیکی لیے ضرورت نتھی - اس آخری شرط کو جان لارنس نے پہلے ہی سال پورا کر دیا تھا لیکن چونکہ اُنکی عمر سترہ برس کی تھی اسواسطے اُنکو مجبوری ہیلیبری مین رہنا اور اس بات کو دیکھنا پڑا کہ اُنکے ہمعصرون مین بیس شخص اور پاس ہوکر چلے گئے اس دو سال کے زمانے مین نہ تو اُنھون نے کچھ زیادہ سستی اور نہ بہت چستی ظاہر کی اُنھون نے چند انعام اور تمغے پائے مگر اسقدر نہین پائے کہ لوگون کا خیال اُنکی طرف متوجہ ہوتا یا یہ امر ثابت ہوتا کہ وہ آیندہ زمانہ مین کوئی بڑی بھاری کامیابی حاصل کرینگے - دوسرے امتحان مین اُنھون نے تواریخ اور بنگالی زبان کی بابت انعام پایا تیسرے امتحان مین پھر بنگالی زبان کی بابت انعام ملا اور سیاست مدن مین دوم نمبر رہا - چوتھے اور آخری امتحان مین تیسری مرتبہ بنگلہ زبان کی بابت انعام حاصل کیا (اس زبان سے اُنکو چندان فائدہ حاصل نہین ہوا کیونکہ آیندہ زمانہ مین اُنکو پنجاب سے سابقہ پڑا) - قانونی امتحان کی بابت طلائی تمغہ حاصل کیا ہیلیبری کے محنتی اور اولوالعزم طالبعلم کی سب سے زیادہ خواہش یہ رہتی تھی کہ پہلا امتحان خاص اپنے احاطہ کی

بابت پاس کر لے چنانچہ دو برس پیشتر چارلس ٹریولیین کو بھی ناموری حاصل ہوئی تھی۔ جان لارنس احاطہ بنگال کے لیے تیسرے نمبر مین پاس ہوے اور اسپر اُنکے دوستون اور خود جان لارنس کو دلجمعی ہوئی۔

اُنکے معاصرین ہیلیبری مین سب سے زیادہ نامی گرامی جان تھارنٹن (جو بعد کو جیمس ٹامسن کے سکرٹری کے نام سے مشہور ہوے) تھے۔ اور یہ صاحب ممالک مغربی شمالی کے بڑے نامور لفٹنٹ گورنر گذرے ہین اُنکے سوا یہ لوگ بھی بہت مشہور ہوے جیسے اڈورڈ تھارنٹن جان تھارنٹن کے بھائی جو جان لارنس کی حکومت پنجاب کے زمانہ مین اُنکے ایک بڑے لائق نائب اور ایک بڑے ہی نازک زمانے یعنے ایام غدر مین اُنکے شریک رہے تھے۔ میکیل پی ایجورتھ یہ بھی پنجاب کے کمشنر تھے۔ مارٹن گبنس مشہور کمشنر اودھ۔ ولیم فریر جو کونسل بمبئی کے ممبر ہوے تھے۔ جان میور جنھون نے اوائل عمر ہی مین بطور عالم متبحر علم سنسکرت کے یورپ بھر مین شہرت حاصل کی۔ ڈانلڈ میکلیوڈ جو لارنس کے نہایت ہی معتمد مددگار پنجاب اور اُنکے جانی دوست تھے اور بالآخر جے ایچ بیٹن پرنسپل ہیلیبری کے فرزند جو بعد کو کمایون کے مشہور کمشنر رہے تھے بیٹن ہیلیبری مین اُسی دن داخل ہوے تھے جسدن جان لارنس داخل ہوے تھے۔ وہ اپنا رفیق اُنھین کو کہتے تھے اور مین نے اُس زمانہ کے حالات ہیلیبری کو جو بیان کیا ہے تو اُنھین کی بدولت بیان کر سکا جن لوگون کے نام مین نے بیان کیے ہین اُنمین ایسے لوگ بہت کم تھے جن سے یہ امید نہوتی ہو کہ وہ اقل درجہ جان لارنس کے برابر ناموری حاصل نکرینگے۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ جان لارنس نے اپنے معاصرین پر بخوبی وہ نقش پیدا کر دیا تھا جسکو اڈورڈ تھارنٹن اُنکے حالات کے متعلق یاد رکھتے تھے اور وہ یہ ہے کہ اڈورڈ تھارنٹن نے اُنکو اکثر اُنکی عجیب ہیئت سے اُس دروازہ کے راستہ کے بیچ مین دیکھا جو درمیان کے مربع دالان سے پڑھنے کے کمرہ کو گیا ہے اور اپنی علو ہمتی سے وہ اس امر کی یہ تاویل کرتے ہین کہ جان لارنس کھیلنے کے کمرہ کی نسبت پڑھنے کے کمرہ مین زیادہ جاتے تھے اور شاید یہ بات بہت نادر اور فی الواقع کمال دلچسپ ہے کہ بیٹن سے جنھون نے آیندہ زمانہ کے گورنر جنرل کے ساتھ دوستی کی تھی اُنکے والد یعنے پرنسپل ہیلیبری کالج اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے بڑا افسوس معلوم ہوتا ہے کہ تم ہر وقت اس طویل القامت آئیرشمین کے ساتھ لگے رہتے ہو اور کسی باقاعدہ طالبعلم کے ساتھ نہین رہتے ہو جن لڑکون کو خود شوق تھا اُنپر زیادہ تاکید بھی نہین ہوتی تھی۔ ایک بجے لکچرون کا دینا ختم ہو جاتا تھا اور باقی حصہ دن کا زیادہ تر لڑکون کے اختیار پر چھوڑ دیا جاتا تھا کالج ایک سبزہ زار کے درمیان واقع تھا جہان تازہ ہوا مفت کی تھی یہ ایک ایسا ملک تھا جہان ہمیشہ سہ پہر کی کیفیت طاری رہتی تھی چنانچہ سر چارلس ٹریولیین نے بیان کیا ہے کہ یہ مقام سرگشتی کے لیے بہت موزون تھا اس شغل سے جان لارنس کو بڑا شوق تھا لیکن بعض اوقات وہ یہان سیر کرنیکے سوا قرب و جوار کے تین قصبون یعنے ہرٹفورڈ و یر اور ہڈسڈن کی سیر کو بھی جایا کرتے تھے جو کالج سے تھوڑی ہی دور برابر فاصلہ پر

ص ۲۹

ص ۳۰

واقع تھے اور وہان جانیکی نہ ممانعت اور نہ اجازت تھی ان ایام مین جان لارنس کی جو عام خصلتین اور طرز زندگی
تھا اُسکو مین اُنکے دوست جے ایچ بیٹن کی زبانی بہت اچھی طرح سے بیان کرسکتا ہون۔

جان لارنس کا چہرہ روکہا اور کچھ عجیب طرح کا تھا لیکن اُنکے طویل قد اور دُبلے بدن کے بدلے
ذکاوت اور ظرافت نے بہت کچھ اُنکا عیب کھو دیا تھا عام صحبتون مین کچھ اُنکا اثر بہت نہین پڑتا تھا اور اگرچہ
اور لڑکون کی طرح وہ بعض اوقات وینریا ٹہرفورڈ کو سوار ہوکر جایا کرتے تھے لیکن فی الجملہ درمیان کے مربع دالان
اور پڑہنے کے کمرہ مین رہنا یا قریب کے سبزہ زار مین اِدھر اُدھر گھومنا اُنکو زیادہ پسند تھا اکثر کالج آرٹس کے پشت
مختلف کھیل کھیلا کرتے تھے اور وہ خراب بیر شراب جو یہان اور قریب کے مسافر خانون مین میسر آسکتی تھی آخری
ایام مین جب وہ اپنا وطن چھوڑے ہوے بنگال مدراس بمبئی مین مقیم تھے تو اُنکو اکثر بافسوس یاد آیا کرتی تھی۔ اُس
زمانہ مین لارنس کے مزاج سے آیرش لوگون کی خو بو بہت ظاہر ہوتی تھی اور پہلے پہل اپنے رازدان دوست
سر چارلس ٹاڈ کے ساتھ جو تھوڑے دنون تک ہندوستان مین ملازمت کرنیکے بعد قضا کر گئے مجھ کو سنیٹ پیٹرس گرجا کی اونچی
عالیشان دیندار زندہ جاوید شاہ ولیم اور کار آزمودہ اطفال ڈیری وغیرہ تہوارون سے آگاہ کرنیکو وہی لیگئے تھے کند ذہنی اور
ناواقفیت زبان بنگلہ سے جسکا عذر قابل شنوائی نہین ہے اس آخری بات مین میرا نمبر چھٹا اور جان لارنس
کا تیسرا ہوا۔ اِس ناکامی کے متعلق مین ایک بہت دلچسپ قصہ بیان کرتا ہون ہمارے زمانہ تعلیم کالج کے اُس بڑے
آخری دن ۲۹ رمئی ۱۸۲۹ء کو میرے والد پرنسپل کالج کے مزاج مین عجیب ظرافت سمائی۔ باوصف اُس ناکامی کے
جسکا مین نے اوپر بیان کیا ہے مین نے ایک بڑے عظیم الشان جلسہ کے روبرو ایک مضمون پر جسکے لیے انعام مقرر
کیا گیا تھا کالج کے ہال مین ایک لکچر دیا اور وہ مضمون یہ تھا کہ "رومیون نے جو اقتدار مغرب مین حاصل کیا تھا وہی اقتدار
برٹش نے مشرق مین حاصل کیا"۔ میرے والد نے اپنا چہرہ خشن بناکر جان لارنس کے پاس جاکر دل لگی سے
کہا کہ "کیون بے بدمعاش تو میرے بیٹے پر سبقت لیگیا"۔ جان لارنس نے برجستہ یہ جواب دیا کہ "ڈاکٹر بیٹن صاحب
یہ اپنے اعمال ہین گستاخی معاف ہیملٹ میرے برابر مستعد نہین رہے"۔ پرنسپل نے کئی مرتبہ اپنے بیٹے کو
جو تنبیہ کی تھی کہ تم اس طویل اقامت آیرش کے ساتھ گو ماکرتے ہو اُسکو جان لارنس نے اُنپر خوب ہی ڈھالا۔

اِس بات پر مجھے ایک اور قصہ یاد آیا جب مین غدر کے سال ۱۸۵۷ء مین رخصت فرلو پر وطن مین تھا تو
اُس زمانہ مین ایک مرتبہ مسٹر لی ہاس کی ملاقات کے لیے جو عرصے سے ہیلیبری کالج کی پرنسپلی چھوڑ چکے تھے اور
اُس عہدہ پر میرے والد کے جانشین رہے تھے برائٹن کو گیا۔ جو لوگ اس شخص کو پہچانتے اور اُسکی طرفہ کرخت
آواز اور کان پر ہاتھ رکھے رہنے کی عادت کو جانتے ہین وہ آسانی سے اس احوال کا قیاس کرلینگے۔ انھون نے
مجھ سے کہا کہ "یہ جان لارنس کون شخص ہین جنکا اسقدر ذکر ہو رہا ہے"۔ مین نے جواب دیا کہ "آپ کو وہ دراز قد

ص ۲۱

لاغر اندام آیریش یاد نہین ہے جس سے مین اکثر صحبت رکھتا تھا اور جسنے ایک مرتبہ آیریش آتشبازی کے پٹاخے گھانس کے قطعہ پر حرف بی کے سامنے رکھے تھے اور آپ نے اسکی مستعدی اور ظرافت پر اسکو چھوڑ دیا تھا"۔ انھون نے کہا "ہان ہان مجھے یاد آیا وہ کوئی برا آدمی نتھا" اور اسکے بعد انھون نے بڑے زور سے ایک قہقہہ لگایا اور آخر مین یہ بات کہی کہ "لیکن ہمارے اور سب طالبعلمون کی کیا گت ہوئی جو اچھے کہلاتے تھے"

مسٹر چارلس ٹریولیین جو جان لارنس سے دو برس پیشتر ہیلیبری کالج سے نکل گئے تھے انکی ایک چٹھی سے چند دلچسپ باتین اس مقام پر درج کرنیکے قابل ہین ۔

ہیلیبری کی سب سے زیادہ عمدگی یہ تھی کہ وہان ساری کیفیتین دیہات کی تھین مجھے معلوم ہے کہ طلبا کالج کے پھاٹک پر شام کو آدھ آدھ گھنٹہ تک اکٹھا کھڑے رہکر قرب وجوار کے جنگلون مین بلبلون کی صدائین سنا کرتے تھے گرمی کے دنون مین رائی ہوس کے مرغزارون مین جاکر دریاے لی مین نہانا انکی ایک بڑی تفریح تھی اور مجھے یاد ہے کہ جاڑے کے دنون مین دو اعلی اور دو ادنی درجے کے طالبعلمون مین ہر روز گھنٹون گیند ہوا کرتا تھا اور آخر کو انمین مخالفت پیدا ہوئی اور موقوف کر دیا گیا لیکن ہوا خوری کے لیے ہر موسم مین ہم لوگ چارون طرف دور دور جایا کرتے تھے پہلوانی کی کثرت کا ان ایام مین ایسا دستور نتھا جیسا آجکل ہے اور اگر ہیلیبری مین یہ دستور کم تھا تو اسکی یہ وجہ ہے کہ جس پر فضا اور خوش سواد ملک مین وہ کالج واقع تھا اسکی طرف لوگون کو زیادہ تر ترغیب ہوتی تھی جس شیطنت کے لیے بعض طلبا زیادہ انگشت نما تھے وہ ٹینڈم (ایک طور کے ٹمٹم کا کھیل جو لڑکے ایک گھوڑا آگے اور ایک پیچھے جوت کر شیطنت کے لیے کھیلتے ہین) کا ہانکنا تھا۔ مجھکو ایک مرتبہ کا واقعہ یاد ہے جس سے اس زمانہ مین مین بہت محظوظ ہوا تھا اور یہان بھی اسکا ذکر قابل درج ہے۔ دو طالبعلم ٹینڈم ہانکتے ہوے چلے جاتے تھے راستہ مین انھون نے دیکھا کہ پادری لی باس چلے آتے ہین وہ سمجھے کہ پادری صاحب ضرور ہمکو بلائینگے اسوجہ سے وہ سوچنے لگے کہ اسوقت کیا کہنا چاہیے آخر کو جب تنبیہ کا وقت آیا تو انھون نے اپنی صفائی کے لیے یہ بیان کیا کہ "حضرت جسوقت دو گھوڑون کو برابر جوت کر ہانکتے ہین کوئی عیب نہین تو ایک دوسرے کو آگے پیچھے کرکے ہانکنے مین کیا مضائقہ ہے"۔ پادری لی باس سٹ پٹا کر رہ گئے۔ سواے اس کے اور کچھ کہتے نہ بن پڑا کہ "وہ ٹینڈم خود ہی شیطان کا چرخہ ہے" ۔

اس مقام پر یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ جو ہسپتال سرکاری اسکول بجاے قدیم انڈیا کالج واقع ہیلیبری کے قائم ہوا ہے اسمین کالج کے افتخار کے لیے کمرہ نمبر ۲۵ (نشان د) کی دیوار مین جہان پہلے ۱۸۲۹ عیسوی مین ص ۳۱
جان لارنس رہتے تھے ایک پیتل کی تختی لگائی گئی ہے اور اسمین یہ الفاظ کندہ ہین کہ "جان لارنس ۱۸۲۹ء" اور جن خوابگاہون مین وہ طالب علم رہتے تھے جو طلباے ہیلیبری کے نام سے موسوم ہین اور جنھون نے بعد کو ہندوستان مین ناموری حاصل کی مثلاً ٹریولیین ڈمنڈ اسٹون ٹامسن بارٹل فریر اور کانون یا قدیم کالج کے

نامی پرنسپلون مین ہیٹین لی باس ملول اُن سب مین ایسا نامی گرامی نام (مسکالے کا قول ہے کہ اس نام سے ہر طالب العلم واقف ہے) کسی کا نہوگا جو چیف کمشنر پنجاب اور گورنر جنرل ہند یعنے جان لارنس کا ہے جان لارنس ہیلیبری مین رہتے تھے تو موسم گرما و سرما کے ایام درس کے ختم ہونے پر ہمیشہ مسٹر اسٹونس اپنے خاندان کے قدیمی دوست کے مکان واقع چلسی مین ہفتہ عشرہ ٹھہرنیکے بعد اپنے خاص مکان واقع کلفٹن کو جاتے تھے۔ اور جو احوال اُنکے کالج مین رہنے کے زمانہ کا مین نے اوپر بیان کیا ہے وہ بھی مسٹرس بی کی بدولت مجھکو ملا ہے جو مسٹر اسٹونس کی بیٹی اور جان لارنس کی عمر بھر کی دوست تھین۔ وہ اسوجہ سے اور بھی قابل درج ہے کہ اُسکے باعث سے اب اتنے زمانہ کے بعد بھی اُنکی روکھی پھیکی خصلت سے کچھ باطنی اور اشرف اوصاف عیان ہوتے ہین۔ مسٹرس بی بیان کرتی ہین کہ۔

اُن دنون اور ہفتون کی ہر ایک یادآوری بغایت لطیف اور مسرت انداز ہے جب وہ ہمارے مکان واقع چلسی مین رہا کرتے تھے۔ فی الواقع وہان کی صحبت کچھ ایسی بیحد دلبستگی سے معمور تھی کہ ہمارے مکان کو اپنے آخری ایام مین وہ خود بڑے شوق سے "فرح بخش کوٹھی" کہا کرتے تھے۔ وہ ہر شخص کو محظوظ کرتے تھے حتی کہ ہنری بھی جنکے مزاج مین بڑی متانت تھی اپنے چھوٹے بھائی کی اُچھل کود دیکھکر دل مین خوش ہوتے تھے۔ اور ایک بزرگ اُسکا چچا لینیڈی جو ان بے اعتدالیون کی عادی نتھی مگر بیساختہ اُنپر فریفتہ ہو جاتی تھی وہ سوا سے اِسکے اور کوئی اعتراض نکر سکی کہ "جان لارنس ایک الماس ہین مگر ناہموار" اور یہ وہ محبت سے کہتی تھی۔ جب وہ گھر مین رہتے تھے تو کوئی کام نہین کرتے تھے اور کالج مین کسی شیطنت کے لیے بطور سزا اُنکو جو کام کرنے کو دیا جاتا تھا اُسکو وہ اپنے گھر کے دوسرے چھوٹے لڑکون کے سپرد کر دیتے تھے اور ان لڑکون سے جیسا بن پڑتا تھا اُسطرح فارسی حرفون کی نقل کر دیتے تھے۔ انعام کی جو متعدد کتابین وہ اسکول کی ہر ہر میعاد درس کے ختم ہونیکے بعد لایا کرتے تھے وہ مجھکو خوب یاد ہین۔ ان کتابون کا جب ذکر آتا تھا تو وہ کہا کرتے تھے کہ "یہ لیٹیشیا کی کتابین ہین اور سب کی سب اُنھین کو دی جائینگی اگر اُنکا باعث نہوتا تو مجھکو ایک کتاب بھی نہ ملتی مین اُنھین کے بھروسہ پر کام کرتا ہون اور اُنھین سے ایک ایک کتاب اُنھین کو ملیگی"۔ اسیطرح کی برادرانہ شکرگزاری کا اقرار اُس اعزاز (یعنے طلائی تمغہ) کے بارے مین اُنھون نے کیا تھا جو ہیلیبری کالج سے بیشتر ازبیش اُنکو ملسکتا تھا اور جسوقت وہ کلفٹن مین پہونچے تو شتابی سے قدیم کوچ کے پاس شکرگزاری کے ساتھ اُنکو ہدیہ دیا اور کہا کہ "لیجیے یہ سب آپ ہی نے حاصل کی ہین"۔ ص ۳۳

باب دوم

ایام ملازمت دہلی ۱۸۳۰ لغایت ۱۸۳۳ع

اب ہم اُن معدودے چند تحریرات کی مدد سے جو اتنے دراز زمانے کے بعد دستیاب ہو سکتی تھین

جان لارنس کی سرگذشت ابتدا سے لیکر اٹھارہ برس کی عمر تک بیان کر چکے - ان برسون مین کوئی ایسا واقعہ نہین گذرا جو بالتخصیص قابل یادگار ہو - اُنھون نے تین مدرسون اور ایسٹ انڈیا کالج واقع ہیلیبری کو طے کیا لیکن نہ اُن مدرسون کا کوئی خاص اثر اُنپر اور نہ اُنکا مدرسون پر ایسا ہوا جو زیادہ یادگار رہتا - اُنکو اپنے باپ اور تین بڑے بھائیون کے خلاف اپنا پیشہ اختیار کرنا بہت شاق گذرا اُنکی ایک عزیزہ نے جسکا حال ہم بیان کر چکے کہ وہ حد سے زیادہ جان لارنس پر حاوی تھی اُنکے مقدرات کی شکل متشکل کر دی (گو وہ یہی سمجھتے ہون کہ مین محروم کر دیا گیا) اور اب جان لارنس اسکو بستر علالت پر چھوڑے چلے جاتے ہین - وہ مستقل مزاج کھرے مجلسی خود پسند انتہا درجہ کے ظریف الطبع نیم تربیت یافتہ اور نیم تعلیم یافتگی سے کچھ ہی زیادہ متصف مزاج ہین اُنکے آیرش خو نے اس زمانہ مین انکا چونکہ خواص سے کچھ بڑھی ہوئی اور اس حیثیت سے وہ اپنے باپ کے گھر سے جنکی دوبارہ دیکھنے کی اُنکو اُمید نہین ہے ایک ایسے کام پر جاتے ہین جسکی اُنھون نے کبھی جستجو نہین کی تھی اور نہ جسکی نسبت اُنکا خیال تھا کہ مین اُس کام کی خاص لیاقت رکھتا ہون - بیسیون بلکہ سیکڑون نوجوان سویلینون مین کوئی شخص اسطرح سے ہندوستان کو روانہ ہوا ہوگا جس بیدلی اور ظاہری مایوسی کے ساتھ جان لارنس روانہ ہوئے -

اُنکے ساتھ اُنکے بڑے بھائی ہنری بھی گئے جو پانچ برس تک ہندوستان اور ہندوستان کی رزمگاہون کو دیکھ چکے تھے اور اپنی مدت ملازمت کے گذرنے کے پیشتر علالت کیوجہ سے انگلستان کو واپس بھیجدیے گئے تھے - اُنکو بخار نے اسقدر چور کر ڈالا تھا کہ اُنکی مان نے اپنے روزنامچہ مین درج کیا ہے کہ "وہ علالت اور تکلیف مرض کیوجہ سے ایسا زار و ناتوان ہو گیا تھا کہ دیکھنے مین اپنی عمر سے دونا معلوم ہوتا تھا" - جان ہڈلسٹون جنھون نے اپنی مہربانی سے یکے بعد دیگرے جان لارنس کے تین بڑے بھائیون کو ہندوستان کی ملازمت دی تھی جب پہلے پہل ہنری کے گھر سے روانہ ہونیکے وقت اُنکی شکستہ دل بہن کی تشفی کرتے تھے تو اُنھون نے کہا تھا کہ "میرے نزدیک آپکے سب بھائی اچھے رہینگے لیکن ہنری مین اسقدر ثابت قدمی اور ہمت ہے کہ آپ دیکھ لینگی کہ وہ جنرل ہو کر واپس آئینگے - وہ اپنی زندگی مین سر ہنری لارنس بنکر رحلت کرینگے" لیکن جہان تک مجھکو علم حاصل ہو سکا ہے جان کے بارے مین اُنکے کسی بجد بہی خواہ نے بھی ایسی پیشین گوئی کرنیکی جرأت نہین کی - اُنکے بڑے سے بڑے سرگرم دوستون اور اُنکے نہایت ہی قدردان معلمان ہیلیبری کالج کو اس بات کا گمان تھا کہ وہ اپنی زندگی مین سر جان لارنس کہلائینگے اور یہ خیال کہ وہ ہندوستان کے بچانیکے اصل باعث ہونگے اُس ملک کے گورنر جنرل مقرر ہونگے اور "لارڈ لارنس پنجاب" کا خطاب حاصل کرینگے بعد وفات کرینگے تو ویسا ہی لغو اور غیر معتبر معلوم ہوتا تھا جیسا ڈک ہوٹنگٹن کے طفلی کے قصون مین یہ پیشین گوئی باطل سمجھی جاتی کہ وہ ایک روز لارڈ میئر ہونگے بلکہ تین مرتبہ لندن کے لارڈ میئر کے رتبہ سے زیادہ عروج حاصل کرینگے -

جان لارنس نے ہیلیبری کالج کو ماہ مئی ۱۸۲۹ء میں پاس کرلیا تھا لیکن چار مہینے کے قریب قریب اس خیال سے انگلستان مین اور ٹھہرے رہے کہ اپنے بھائی کی صحبت مین سفر دریا سے فائدہ اٹھائین چنانچہ اُنھون نے خود بیان کیا ہے کہ جس زمانہ مین ہیلیبری مین میرا قیام تھا تو ہنری کے انگلستان مین موجود ہونے سے مجھکو بڑا فائدہ پہونچا وہ پہلے امتحان مین میرے ساتھ گئے اور مجھکو کوشش کرنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ آج کل کے زمانہ مین جب دخانی جہاز ہوا سے باتین کرتے ہین اور لوگ قلیل رخصت لیکر وطن کو جاتے اور تین مہینے کے بعد پھر اپنے کام پر واپس چلے آتے ہین یہ امر حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے کہ جان لارنس نے انگلستان مین صرف اس غرض سے چار مہینے اور توقف کیا کہ بحری سفر مین اُنکو بھائی کی صحبت سے فائدہ حاصل ہو لیکن اس زمانہ مین دخانی جہاز نتھے اور اُس سے بھی بدتر بات یہ تھی کہ خشکی کی راہ سے ہندوستان جانیکا راستہ نتھا اور کیپ کے گرد گھوم کر بعض اوقات پانچ مہینے مین یا اُس سے زیادہ عرصہ مین بحری سفر تمام ہوتا تھا چنانچہ ان دونون بھائیون کو بھی اسیقدر مدت صرف کرنا پڑی۔

دونون بھائی مع اپنی بہن ہونوریا کے جو بڑے بھائی سے چھوٹی اور چھوٹے بھائی سے بڑی تھین ۲- ستمبر ۱۸۲۹ء کو پورٹس متھ کی بندرگاہ سے روانہ ہوے۔ جان دریائی امراض یعنے دوران سر اور متلی وغیرہ مین سخت مبتلا ہوے اور آخری ایام مین بھی اُنکی یہی کیفیت ہوتی رہی۔ چند ہفتہ تک وہ جہاز پر اپنی کوٹھری سے باہر نہین نکلے ایک مرتبہ اُنکو اپنی زندگی سے بالکل مایوسی ہوگئی تھی چنانچہ اس بات کو وہ اکثر کہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جنوبی افریقہ مین ایسا سخت طوفان آیا کہ وہ کیپ آف اسٹارمس (راس الطوافین) کے معنی صاف عیان ہوگئے ص ۳۶ لیکن درمیان مین جب طبیعت درست ہوتی تھی تو دونون بھائی ہندوستان کی زبانون کے سیکھنے مین بڑی کوشش کرتے تھے گو دونون مین سے کسیکو اُنکا کام نہین پڑا لیکن وہ جانتے تھے کہ ہندوستان مین عمدہ کارروائی کرنیکے لیے اُنکا جاننا واجب و لازم ہے۔ ۹۔ فروری ۱۸۳۰ء کو کلکتہ مین پہونچے۔ یہان دونون بھائی جدا ہوگئے۔ ہنری اپنے پیدل توپخانہ کے کیمپ واقع کرنال مین شامل ہونے کو روانہ ہوے جو دہلی کے اُس طرف ایک بڑی فوجی چھاونی اور اُس زمانہ مین ہماری شمال و مغربی سرحد تھا۔ جان اُن دیسی زبانون کی تحصیل کے لیے جو قبل اسکے کہ وہ اپنی سول خدمتون پر مامور ہوتے سیکھنا ضرور تھی فورٹ ولیم کالج مین داخل ہوے۔ اس مقام پر یہ بیان کرنا دلچسپی سے خالی نہوگا کہ اسی سال جان لارنس کے ساتھ دو نامی شخص اور بھی وارد ہندوستان ہوے یعنے الگزنڈر ڈف کلیسائے اسکاٹلینڈ کے پہلے پادری جنھون نے شائد اسی قسم کی کارروائیان کین جو جان لارنس سے عمل مین آئین اور سر ہنری ڈیورنڈ جو چالیس برس کے زمانہ کے بعد وزیر صیغہ خارجہ (فارن سیکرٹری) اور بعدہ اُس نوجوان رائیٹر (کاتب) کی کونسل کا ممبر ہوا جسنے اُس زمانہ مین عروج حاصل کرکے گورنر جنرل کا عہدہ پایا تھا۔

جب تک جان لارنس فورٹ ولیم کالج مین رہے اُس وقت تک برابر علیل رہے - یہان کی آب وہوا
اُن کے موافق نہ آئی اُنھون نے اپنی خبرگیری بھی بہت کم کی اور اُنکی طبیعت اسقدر گھبرا گئی تھی کہ وہ انگلستان کو واپس
جانیکا خیال کرنے لگے تھے اُنکو لوگون نے اکثر یہ کہتے ہوے سُنا کہ اُس زمانہ مین اگر کوئی مجھکو انگلستان مین سو پونڈ
سالانہ دینے کو کہتا تو مین سیدھا وہان چلا جاتا - شہر کی صحبت باشندگان شہر کا آراستہ اور پیراستہ گاڑیون پر سوار ہوکر
ٹھنڈی سڑک پر نکلنا شام و صبح میدان مین گھوڑون کا دوڑنا رقص و سرود کی محفلین اور دعوتین اور ضیافتین جو اکثر
نوجوان سویلینون کو اسقدر مرغوب معلوم ہوتی ہین اُنمین سے کوئی بات اُنکی طبیعت کو حظ نہین دیتی تھی اور شاید
اس بے تکلف سیدھے سادے نوجوان آیرش کو جو پوشاک اور لباس کی کچھ پروا نہین رکھتا تھا دار السلطنت کی
صحبتون مین شریک ہونیکا موقع بھی بہت کم ملتا ہوگا وطن کا اشتیاق اور دوستون کی محبت جسکا مین اوپر بیان کر آیا
ہون اور ہندوستان سے نفرت کلی اُن لوگون مین بھی عام طور پر پائی گئی ہے جنکی تقدیر مین جان لارنس کیطرح
بزمانہ مابعد اپنی لیاقتون کے دکھانے اور اعلیٰ مرتبہ تک ترقی پانے کا بڑا موقع مقدر تھا - بلند حوصلگی اور ہندوستانی
زبانون کے سیکھنے کا شوق بھی اُس موسم کی جگر خراش تاثیرات اور محلات شہر کے قوت شکن ابخرات کو جب مقیاس الموسم　ص ۳
سایہ مین ۹۰ درجہ پر تھا روک نہ سکا - لوگ کہتے ہین کہ رابرٹ کلایو جب رائٹرس بلڈنگ واقع مدراس مین رہتے تھے
تو اُنھون نے دو مرتبہ بعید الوطنی کا خیال کرکے یکایک اپنی ہلاکت کا قصد کیا مگر تپنچہ سر نہوا آخر کو وہ اپنی افسردگی طبیعت پر
غالب آئے اور خیال کیا کہ مجھکو ابھی بڑے بڑے کام کرنا باقی ہین لیکن جب تک یہ نہ معلوم ہولیا کہ جس تپنچہ سے اُنھون نے
اپنی ہلاکت کا اقدام کیا تھا وہ اچھی طرح سے بھر گیا تھا اُسوقت تک اُنکو اطمینان نہوا - چارلس مٹکاف جو بعد کو لارڈ مٹکاف
ہوے وہ ہندوستان مین آنے کے بعد سال بھر تک برابر اپنے والد کو اس مضمون کی درخواستین بھیجتے رہے کہ مجھکو
قلیل وظیفہ پر انگلستان مین رہنا منظور ہے اور یہان کی جلا وطنی نہین قبول ہے پس جان لارنس پر بھی اگر اُسیطرح
کی مایوسی طاری ہوئی ہو تو کچھ تعجب کی بات نہین ہے - قصہ مختصر اُنھون نے اردو اور فارسی زبان کے ضروری
امتحانات پاس کیے اور فارسی کے تو وہ بعد کو زباندان ہی ہو گئے - اور پھر بالعوض اسکے کہ وہ نشیبی بنگال مین جہان
زیادہ تسلط اور امن وامان تھی کسی عہدہ کی درخواست دیتے جہان بمقابلہ اور مقامات کے صرف معمولی طور کا کام کرنا
تھا اُنھون نے خاص اپنی التجا سے دہلی کی ملازمت قبول کرکے اپنا نام گزٹ مین مشتہر کرایا - اس درخواست سے
کسی قدر اس بات کا حال ظاہر ہوگیا کہ وہ کس خمیر کے آدمی تھے جیسا کہ آگے چلکر معلوم ہوگا - اب سستی یا تذبذب یا آرام
کا وقت نہین تھا اُنھون نے راستے مین قدم رکھا اور پھر پیچھے پھر کر نگاہ نہ کی - اُنھون نے سامسن کیطرح اپنے بدن کو
حرکت دی اور کام کے لیے بیدار ہو گئے اُسوقت سے سرکاری ملازمت کے آخری زمانہ تک ہمارے علم مین وہ کبھی
اسطرح بلا شغل نہین رہے جس طرح ہندوستان کی روانگی کے قبل چار مہینے تک بیکار رہے تھے یا جسطرح کالج سے　ص ۳

[illegible]

[illegible]

ولایت روانہ ہونیکے پیشتر دس مہینے تک افسردگی کی حالت مین رہے تھے۔ اسوقت سے لیکر آیندہ زمانہ تک پھر اُنکو کبھی کسی بات مین پس و پیش نہین ہوا کہ کیا ہوا اور کیا ہوگا۔ اُسوقت سے عمر بھر اُنکا یہی مستقل اصول قائم رہا کہ نہ کبھی اُنھون نے نتائج پر لحاظ کیا اور نہ داہنے بائین جانب مڑکر دیکھا بلکہ جو کام سامنے آیا اُسکو قرار واقعی طور سے انجام کرنے اور اپنے مقدور بھر ہاتھ پاؤن چلانے مین سرگرم رہے اور اب ہم بیان کرینگے کہ اس اصول کی تعمیل مین اُنکو کہانتک کامیابی ہوسکی۔

نوجوان سویلینون کو امتحان پاس کرنیکے بعد چند مہینے کی مہلت دیجاتی ہے اور اُسکے بعد وہ اپنے عہدے پر آتے ہین لیکن جان لارنس معًا اپنے عہدہ پر کام کرنے لگے۔ اُس زمانہ مین سفر کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ تھا کہ لوگ دریاے گنگا کی راہ سے کشتی پر جاتے تھے لیکن جان نے پالکی کی ڈاک کا سریع السیر طریقہ پسند کیا اور ایسا بندوبست کیا کہ ۹۰۰ میل کا راستہ آٹھ دن مین طے کیا۔ جن وجوہ سے اُنھون نے اپنی ابتدائی کارگزاریان دکھانے کے لیے ضلع دہلی کو منتخب کیا اُنکا دریافت کرنا کچھ دشوار نہین ہے۔ یہ ضلع اُنھون نے کچھ اس خیال سے نہین پسند کیا تھا کہ وہان کا کام سہل اور سیدھا ہوگا یا آنکہ باشندے تربیت پذیر اور فرمانبردار ہونگے بلکہ برخلاف اِسکے وہان کا کام نہایت سخت اور دقت طلب تھا اور باشندے ایسے شورہ پشت اور مفسد تھے کہ کمپنی کی سلطنت بھر مین کہین کے باشندے ویسے نہین ہین۔ لیکن خاص اسیوجہ سے امید تھی کہ جو کچھ بعد کو ظہور مین آنے والا تھا اُسکے لیے تیار ہو رہنے کا موقع ملیگا۔ اور اب چونکہ ہم جان لارنس کا احوال اُس شہر غدار تک پہونچنے کا لکھ چکے جو مع اپنے ضلع متعلقہ کے آیندہ تیرہ سال تک اُنکی لیاقتون کی ایسی حیرت انگیز زیر مشق رہا (اُنکی لیاقتین اعلیٰ درجہ کی تھین مگر ابتک استعمال مین نہین آئی تھین) اور جہان ۲۵ برس کے بعد اُنکی زندگی کی بلند ترین کامیابی حاصل یعنے باغیون کے پنجے سے دہلی کی فتح ہوئی اسواسطے اُسکی گذشتہ اور آیندہ تاریخ کا مختصر حال اس مقام پر بیان کردینا مناسب ہے تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے کہ اس مقام اور وہان کے باشندون کی خاص خاص صفتون کا اُنپر کہانتک اثر پڑا اور کہانتک اُنکی کوشش اور مستعدی اُن چیزون کے متعلق کارگر ہوئی۔

تاریخ و جغرافیہ کی رو سے دہلی ہندوستان کا سب سے بھاری شہر ہے ناف شمالی ہندوستان مین دریاے ص ۳۹
جمنا پر واقع ہونیکی وجہ سے بتوسط دریاے گنگا جسمین جمنا گرتی ہے اور بذریعہ اُن بیشمار نہرون کے جو جال کی طرح پھیلی اور مغلون اور انگریزون کی اولوالعزمیون سے ملک بھر مین جاری ہین قریب ہر مشہور شہر سے جو اُسکے اور خلیج بنگالہ کے درمیان واقع ہے براہ راست شہر مذکور کی آمد و رفت جاری ہوسکتی ہے۔ یہ شہر ایسے مقام پر آباد ہے کہ ہندوکش پہاڑ کی گھاٹیون اور کوہ سلیمان سے (یاد رکھنا چاہیے کہ سرحد کا یہی ایک ایسا مقام ہے جہان سے اگر ہندوستان پر حملہ کیا جائے تو ہمیشہ اندیشہ کے قابل ہے) شمالی اور وسط ہند کو اسی مین ہوکر خط مستقیم آتے

نکلا ہے۔ دہلی کے چالاک مستعد اور متعصب باشندون مین ایک طرف تو بنگالیون کی سی بزدلی اور فرمان پذیری اور دوسری جانب ناتربیت پذیر افغانون کی سی صحرائیت اور درشتی پائی جاتی ہے فی الجملہ غور کرنے سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ اس مقام پر مشیت ایزدی یہی ہے کہ ایک مرتبہ اور لڑائی ہوگی جس مین یا تو سلطنت ہندوستان نکل ہی جائیگی یا اگر باقی رہیگی تو اسی مقام کی لڑائی مین باقی رہیگی۔ اُسکی تاریخ اور روایتین پندرہ سو برس قبل سنہ عیسوی تک معلوم ہوئی ہین جب اندرپرست کے نام سے سنسکرت کے اشلوکون مین اُسکا بیان کتاب مہابھارت مین درج کرنے کے قابل تصور کیا گیا ہے۔ اُس زمانہ سے یا تو اسی موقع پر یا اُسکے قریب قریب ایک شہر کے بعد دوسرا شہر آباد ہوتا رہا دولت وقوت مین ترقی کی یہانتک کہ دار السلطنت ہوگیا اور اُسکے بعد رفتہ رفتہ زوال پذیر ہوتا گیا یا جیسا کہ اکثر وقوع مین آیا ہے غارتگرون کے پاشنہ سے پامال ہوا۔ ان معدوم شہرون کے ویرانے پینتالیس مربع میل کے رقبہ مین محیط ہین اور اس وسیع میدان کے ایک گوشہ مین ایک شہر شاہجہان کا بسایا ہوا آباد ہے۔

ترکون۔ اور تاتاریون۔ ایرانیون۔ اور پٹھانون۔ مغلون اور مرہٹون نے یکے بعد دیگرے دہلی کو بالکل تباہ کر ڈالا اُسکی ساری دولت لوٹ لی باشندون کو قتل اور عمارتون کو مسمار کر دیا یا جب پانسہ پلٹا تو پھر ایک دراز سلسلہ نسل سلاطین کا پایہ تخت بنایا اور تمام مشرقی شان وشوکت کا اُسپر خاتمہ کر دیا اس لحاظ سے شمالی ہندوستان کی تاریخ مین کوئی نام مشہور بادشاہون مین ایسا نہوگا جسکو دہلی کے بسانے یا فتح کرنے زینت دینے یا غارت کرنے سے تعلق نہو۔ گیارھوین صدی مین جب محمود بت شکن نے ہندوستان پر متواتر حملے کر کے بعد افغانستان کو مراجعت کی تو سومنات کے صندلی پھاٹکون کی نسبت دہلی کے جواہرات سے اپنے شاہی محل غزنین کو زیادہ مزین کیا۔ بارھوین صدی مین محمد غوری نے اُسکو ہندوستان کے مسلمانون کی دار السلطنت بنایا چنانچہ باستثناے چند وقفات درمیانی اُسکی یہ حالت بعد اُس زمانہ کے آخری وقت تک قائم رہی اور اُسی نے غلامون کے مشہور خاندان کی بنیاد سلطنت قائم کر کے اُنکو اپنا باجگزار مقرر کیا۔ صح

چودھوین صدی مین تیمور لنگ نے اس شہر کو تاخت وتاراج کیا۔ دہلی ہی مین بابر نے شہنشاہی کا لقب اختیار کیا اور دہلی ہی مین ہمایون مدفون ہوا شاہجہان نے بھی جسکو تمام معمارون کا اُستاد کہنا چاہیے اور جسنے موتی مسجد اور تاج محل ایسی عمارتین بنا کر دنیا مین طرز عمارت کے عجائبات کھلا دیے بمقابلہ آگرہ کے یہی مقام پسند کر کے اُسکو اپنا دار السلطنت قرار دیا اور اُسکو از سر نو تعمیر کرا کے اپنے نام کے مطابق اُسکا نام شاہجہان آباد رکھا (۱۶۵۶ء) اٹھارھوین صدی مین ایران کے نامی حملہ آور نادر شاہ نے دہلی کے باشندون اور اُسکے مال ومتاع کی وہی گت کی جو اُسکے پیشتر تیمور لنگ نے کی تھی اور جو تھوڑی بہت بضاعت اور قدرت خاندان مغلیہ کی رہگئی تھی اُسکو آخر مین مرہٹون نے تصرف کیا۔ اب خاندان مغلیہ کا بادشاہ مثل کٹھپتلی کے اُنکے اختیار مین آگیا اور آغاز صدی ہذا (۱۸۰۳ء) مین وہ

ان تاجرون کی کمپنی کے اختیار مین آیا جنکی حکومت نہایت ہی حلیمانہ تھی - یہ وہ کمپنی ہے جو لیڈن ہال اسٹریٹ مین کاروبار تجارت اور حکمرانی کرتی تھی لیکن اُسکو اس بات کی بھی قدرت حاصل تھی کہ کلایو صاحب کوٹ صاحب لیک صاحب اور ولسلی صاحب ایسے قلعہ شکن جنرلون سے کام لے اور تلوارون کو نیام سے نکالنے کا حکم دے -

جب لارڈ لیک تہلکہ انگیز سلسلہ فتوحات کے بعد دہلی مین داخل ہوے تو اُنھون نے معزز بادشاہ کو پیرانہ سالی شکستہ بالی مفلوک الحالی اور فقدان بصارت کی مجموعی مصیبتون مین مبتلا ایک چھوٹے اور بوسیدہ چتر کے نیچے جو اُسکی شان شاہی کا ایک اکیلا یادگار رہگیا تھا بیٹھا ہوا پایا - لیکن فاتحین انگلشیہ ایسی واجب الرحم حالت پر ترس کھاکر جسمین ممکن نتھا کہ اُنسے کوتاہی ہوتی شاہ عالم کے ساتھ اُس عزت و توقیر کی غمخواری سے پیش آئے جبکو کسی جلیل القدر شخص پر جو بے بس ہوگیا ہو ظاہر کرنے مین اُنھون نے کبھی دریغ نہین کیا گو اور عیوب اُنمین کیسے ہی کیون نہون - اُنھون نے اُسکو اُسکا قلعہ جو شاہجہان کی نہایت بازینت تعمیرات سے ہے واپس کردیا اور شہر کے قرب وجوار کے وسیع اضلاع اُسکے اور اُسکے دربار کے مناسب گزارہ کیواسطے لگا دیے - ان اضلاع کا انتظام براہ دانشمندی اُنھون نے اپنے اختیار مین رکھا لیکن ایک لاکھ روپیہ (جسکی تعداد آخر مین بہت بڑھا دیگئی تھی) اندھے اور مجبور پیر مرد کے دامن مین ماہ بماہ انبار کردیا جاتا تھا قلعہ کے اندر جسکی عمارت بخوبی مستحکم اور بطور کافی اسقدر وسیع تھی کہ ایک فوج اور ایک دربار کے لوگون کو اُسمین رہنے کی جگہ مل سکتی بحیثیت فرمانروائے اعظم اُسکو سلطنت کرنیکا اختیار دیا گیا -

ص ۱۴۱

اگر انگریزون کو کچھ انصاف یا فیاضی دکھلانا تھی تو وہ ہرگز اس سے کم سلوک نہین کرسکتے تھے - اور اُسپر بھی یہ امر شبہہ سے خالی نہین ہے کہ خود اس محترم کٹھپتلی یا اُن رذِ خلائق لوگون کے بہترین حقوق جنھون نے سارے دربار کو گندہ اور بدنام کر رکھا تھا جس امر کے مقتضی تھے اُس سے زیادہ سلوک کیا گیا تھا یا نہین - سرگروہ کلیسائے روم جسکا تخت چھن گیا ہو اُس فرقہ کے ایک نہایت ہی معتقد فرمانروا سے جس شَے کے پانے کی اُمید کرسکے اُسکے مقابلے مین ویٹیکن اور ایک باغ اقل قلیل ہے لیکن ایک مشرقی بادشاہ پر جسکو نہ تو بادشاہی کے فرائض انجام کرنا تھے اور نہ بسبب اُس محافظت کے جسکی ذمہ داری ایک اعلیٰ دولت اجنبیہ نے کرلی تھی امن وامان کے متعلق کسی قسم کا ایسا خوف باقی رہگیا تھا جو تاجدارون کو ہوا کرتا ہے ایک قلعہ کا مع اُسکی آمدنی کے چھوڑنا اس امر کا ظن غالب پیدا کرتا ہے کہ وہ المضاعف فسق و فجور کا معدن بن جائیگا - چنانچہ ہمنے جان بجکر جو تجربہ ہندوستان مین حاصل کیا اُس سے بکرات و مرات اس امر کی تصدیق ہو چکی ہے - یہ وہ بے اعتدالی ہے جسکی اصلاح نہ تو شربت سے ہوسکتی ہے اور نہ زہر سے -

لیکن انگلش لوگون نے تباہ شدہ بادشاہ پر اپنی فیاضی ظاہر کرنے مین اس سے بھی بڑھکر کام کیا - اُنھون نے ایک طور کی مہربانی سے جو بمنزلہ ظلم کے تھی اور جو اُنکے دلون کے اعتبار سے قابل تعریف ہو تو ہو

اگر دماغون کے اعتبار سے ہرگز قابل تعریف نہ تھی تیمور لنگ کے کمزور وارث کو اُن تمام وسیع ملکون پر جنکو اُسکے بزرگون نے فتح یا جن پر اُنھون نے اپنا حق قائم کیا تھا موسومہ شاہنشاہی کا اختیار دیدیا یہ سچ ہے کہ اُنھون نے صرف ایک نام کی شاہنشاہی کا اختیار دیا تھا - لیکن مشرق مین یہی تسمیہ یا یادگار یا علامت اکثر اُس حقیقت سے جسکی یہ مجاز سمجھی جاتی ہے قوت مین زیادہ قادر اور اصلیت مین اُس سے فائق ثابت ہوئی ہے - ہمارے دو ایک دانشمند تر مدبرون نے اپنے سرون کو ہلایا اور بتدریج دست درازیان کرکے بے سمجھے بوجھے شاہی حشمت گھٹانیکی فکر کی - لیکن اُنکی کوششین کلاً نہین بلکہ صرف جزءً کامیاب ہوئین - پہلا انگریزی رزیڈنٹ جو ایک رحم دل اور تسر لقفیہ افسر تھا اس خیالی بادشاہ کے حضور مین گھٹنون کے بل حاضر ہوتا تھا اور یہ آداب وہ تھا جسکی بجا آوری مین ادنی اہل دربار بھی یورپین بادشاہ کے روبرو اکراہ کرتے - یکے بعد دیگرے ہر گورنر جنرل یا گورنر جنرلون کے نائب اُسکو نذرین دیا کیے جس سے ہندوستانیون مین عموماً اور ضعیف بادشاہ کے دل مین خصوصاً لامحالہ یہی خیال گذرا ہوگا کہ ہندوستان مین اعلی اقتدار اُسی کو نہ کہ انگریزون کو حاصل ہے - سکہ رائج الوقت ملک پر اس بادشاہ خاندان مغلیہ کی تصویر تو بیشک نہین ہوتی تھی کیونکہ اسکو کوئی دیندار مسلمان جائز نرکھتا لیکن مغلیہ بادشاہ کا کتبہ اور سنہ جلوس اُسپر ضرور کندہ ہوتا تھا - دیسی بادشاہ اپنے کو بلکہ انگلش فاتحون کو بھی مالک نہین سمجھتے تھے بلکہ ایک غیر دخیل کاشتکار جانتے تھے اور جب تک دربار دہلی سے اُنکے علاقون یا حقوق کا دعوی تسلیم نہین ہو جاتا تھا اُسوقت تک اُنکو اپنے تخت سلطنت پر دغدغہ رہتا تھا - اور اسیطرح ایک رزیڈنٹ کے بعد دوسرا رزیڈنٹ آتا تھا سیٹن کی جگہ منٹکاف اور منٹکاف کی جگہ آکٹرلونی اور پھر آکٹرلونی کی جگہ منٹکاف رزیڈنٹ مقرر ہوے تخت پر شاہ عالم کی جگہ اکبر شاہ بیٹھا اور اکبر کے بعد وقت معین پر بہادر شاہ نے تخت نشینی کی امید کی اور گو بعض مکروہ آداب وحقوق جو مغلیہ بادشاہ کو دیے گئے تھے رفتہ رفتہ مختصر کر دیے گئے تاہم اصل بنیاد فساد اُسی طرح قائم رہی اور اُسکا کچھ انسداد نہوا -

اگر یہ امر صحیح ہے کہ اُس بدعملی کے زمانہ مین جو باعث زوال سلطنت مغلیہ ہوئی دار السلطنت قرب وجوار کے ملکون کے بدمعاشون کا امن بنگئی تھی تو اُسیطرح یہ امر بھی صحیح ہے کہ انگریزون کی حفاظت کے زمانہ مین شاہی قلعہ شہر کے بدمعاشون کا امن ہوگیا تھا - خاص شہر اور اُسکے مضافات مین تو انگلش حکومت سے بڑی تیزی کے ساتھ قانون کی پابندی ہوتی جاتی تھی سکہ بیٹھتا جاتا تھا اور جان ومال اور آبرو کی حفاظت ہوتی جاتی تھی - لیکن محل کی چاردیواری کے اندر وہی اسراف بیجا اور بدمعاشی حسد اور دغابازی ابتک جاری تھی گو رزیڈنٹ کے خوف سے قتل اور ایذا رسانی مسدود تھی - نابکار باشندون یعنی قوم ساقون مخبرون حرمون خواجہ سراؤن کے وہی گروہ ابتک بکثرت موجود تھے - اور جن بدکاریون کو خود انگلش گورنمنٹ نے اپنے صادق ارادون سے جو تمام عالم مین مشہور ہین جائز کر دیا تھا اُنکے خلاف رزیڈنٹ کیطرف سے بھی سواے ایک نصیحت آمیز ممانعت کے اور کچھ نہین ہو سکتا تھا -

گو حکومت مغلیہ کا اگیا بیتال روز بروز مکروہ ہوتا جاتا تھا اور سلطنت مغلیہ کی مشعل بالکل گل ہوا چاہتی تھی صرف ایک ذراسی جھلملاہٹ باقی تھی لیکن ابتک وہ بجھی نہین تھی اور ممکن تھا کہ اُتنی ہی جھلملاہٹ سے پھر ایسا شعلہ مشتعل ہو جاتا جو تمام ہندوستان مین آگ لگا دیتا۔ یہ باتین ہمارے ملک کے دو ایک عقلمندون نے اُسیوقت سوچی تھین اور ابتو یہ مُشت بعد از جنگ ہر شخص کو یاد آتی ہے۔

پس آغاز ۱۸۳۱ء مین جان لارنس ایک مددگار رزیڈنٹ کے طور پر اس دار السلطنت مین وارد ہوے تو اُسکی عام گذشتہ اور موجودہ حالتین یہ تھین اور جو کچھ مین نے اوپر بیان کیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکالنا کچھ دشوار نہین ہے کہ ایک طرف تو دربار کی بدکاریون اور جماعت امرا کی بے اعتدالیون اور دوسری طرف عوام الناس کی مضطربانہ مصیبتون اور اُنکی عجیب وغریب صفتون کا اثر جان لارنس کی آخری کارروائیون کے زمانہ یعنے ایسے وقت مین کیا پڑا ہوگا جب اُنکی خواہش یہ تھی کہ مین محکوم نرہون بلکہ حاکم رہون معاملات کو بیٹھا ہوا دیکھا نکرون بلکہ اُنمین کارروائی کرون اور جو بدنامیان عائد کی جاتی ہین اُنکو سُنانہ کرون بلکہ یک قلم دور کردون۔ ص ۴۳

شہر دہلی اور ضلع دہلی اُسوقت سے جب لارڈ لیک نے اُسکو فتح کیا تھا برابر ایک انگریزی افسر کی زیر نگرانی رہتا چلا آیا جو رزیڈنٹ اور چیف کمشنر کہلاتا تھا۔ یہ عہدہ ایسا تھا جسکے لیے اعلیٰ اوصاف اور آن اوصاف کی تکمیل درکار تھی اور جو انواع واقسام کی خدمتین اُسکے متعلق تھین وہ اس منصب دار کے غیر معمولی خطاب ہی سے ثابت ہوتی ہین اسپر دو مرتبہ چارلس مٹکاف مقرر ہوے جو وہان کے حاصل کیے ہوے تجربہ سے اُسیطرح جسطرح جان لارنس نے اس مقام سے عروج حاصل کیا اعلیٰ مراتب پر ترقی پانے لگے اور قبل وفات یکے بعد دیگرے گورنر جنرل ہندوستان اور اعلیٰ حاکم جمیکا اور کنا ڈا رہے ہے۔

اُس زمانہ مین دہلی کی رزیڈنسی پر ٹامس تھیوفیلس مٹکاف مقرر تھے جو سر چارلس کے چھوٹے بھائی تھے یہان کا کام کچھ تو وہ تھا جو ہندوستان مین پولیٹکل کام کہلاتا ہے اور کچھ انتظامی کام تھا۔ پولیٹکل خدمات کے متعلق ابتدا مین اُنکا تعلق بادشاہ اور شاہی قلعہ سے رہا لیکن اُنکا اثر اُس وسیع ملک پر بھی پڑتا تھا جسکے جنوب مشرق طرف مانوہ اور شمال مغربی جانب پنجاب ہے اور دونون کے درمیان وہ خود واقع ہے۔ اسطرح سے اُن خیالات مین وہ بیشمار ریاستین جو قدیم اور معزز اور نہایت زبردست راجپوت سردارون کی جاگیرین تھین اور جو بشمول بیابانی اقطاع ریگستان کے اُس حصہ کو مترتب کرتی ہین جسکو گویا جغرافیہ کی اصطلاح مین مملکت متحدہ راجپوتانہ کہتے ہین شریک تھین۔ اُنمین جھنید۔ پٹیالہ کیتھل۔ اور نابھہ کی محروسہ ریاستین بھی شامل تھین جنمین اور بہت سے چھوٹے چھوٹے راجواڑے بھی حشرات الارض کیطرح برٹش علاقہ کے اندر داخل ہین۔

سول کمشنر کی حیثیت سے رزیڈنٹ کو خاص انگریزی علاقہ مین یہ کام مقرر تھے کہ وہ امن وامان قائم

رنگکے انصاف کا عمل درآمد کرے مالگزاری کی تحصیل وتقسیم کی نگرانی کرے اور جہانتک ممکن ہو اس ملک کی دولت
کو ترقی دے جسمین ابتک بہت ہی ناقص کوششین ہوتی آئی تھین اُسکے مددگار چار یا پانچ رہتے تھے عموماً ایک
خاندان کے لوگون کیطرح مکان یا احاطۂ رزیڈنسی مین رہا کرتے تھے اور کارآموزی کا ابتدائی زمانہ طے کرنیکے بعد
انکو مختلف خدمات مین سے جو خاص رزیڈنٹ کے متعلق تھین ایک نہ ایک خدمت پر مامور کر دیے جاتے تھے
اسطور پر وہ ابتدا ہی مین مجسٹریٹ کلکٹر اور جج کے کامون سے بہت جلد واقف ہو جاتے تھے۔
دہلی کا ضلع اُسکے تمام متعلقین کی خوبی قسمت سے ملک غیر آئین تھا۔ باوصف اس امر کے کہ غیر ملک کے
لوگون نے بارہا اُسکو فتح کر کرکے انواع واقسام کے انقلابات پیدا کیے لیکن بہ نسبت اور مقامات ہندوستان کے
یہان کی دیسی جماعتون مین تبدیلی بہت کم واقع ہوئی تھی۔ دیہات کی معزز جماعتون کو تو ہاتھ بھی نہین لگا تھا اور
انگریزی افسرون کا منشا خوش نصیبی سے یہ تھا کہ اُنکو برباد کیا جائے بلکہ اُنکو سلامت رکھنا اور اُنسے عمدہ کام لینا
مقصود تھا۔ قانون نیلام بقایاے لگان جسکو سر جان کے نے "دوا سرار بے انصافی" سے خوب ہی تعبیر کیا ہے
ابتک علاقہ دہلی مین جاری نہین ہوا تھا اور معدلت کا انتظام سخت اور سنگین قوانین پر نتھا بلکہ زیادہ تر دادرسی
کے طبعی اصولون پر تھا۔ ان وجوہات سے یہ کہنا بیجا نہین ہے کہ ہر ایک نائب رزیڈنٹ کو اپنے متعلقہ کامون
اور اُس آزادی اور جوابدہی سے جسکے برتاؤ کا اُسکو موقع دیا گیا تھا اپنی لیاقت دکھانیکا نہایت ہی بے نظیر موقع حاصل تھا۔
سنہ ۱۸۳۱ء کے نائب رزیڈنٹون مین چارلس ٹریویلین تھے جنھون نے اپنی اس مستعدی قابلیت اور بیباکی
سے اس ماتحتی کی حیثیت مین بھی بڑا نام پیدا کر لیا تھا۔ گو دنیا بھر طعن وطنز کرتی رہی مگر اُنھون نے مردانہ وار تمام
اعلیٰ مقامون کی بداطواریان دور کر دین اور آخر کو اسطرح سے اُنکو نیست ونابود کر دیا کہ پھر کبھی اُنکے سر اُبھارنے کی
اُمید نہین ہو سکتی ہے اور آنکی ان کارروائیون کا ایک زمانہ تعریف کرتا ہے۔ نووارد جان لارنس مین اُنھون نے
اپنی ہی سی ہمت پائی جنکے یہان بُلانے مین اُنھون نے خود ہی تحریک کی تھی۔ اور اسوجہ سے دونون مین ایسی
دوستی ہونے لگی جو پچاس برس تک برابر قائم رہی تا آنکہ موت نے دونون مین قطع تعلق کرا دیا۔ یہ دونون دوست
عرصہ تک ایک جگہ نہ رہنے پائے کیونکہ ٹریویلین دوسرے ہی سال کلکتہ چلے گئے اور جان لارنس اسی شہر مین
رہے جس سے اُنکو آیندہ اسقدر تعلق رہنے والا تھا۔
باایں ہمہ اُس خورد سال دوست نے اپنے سے بڑے دوست کی نسبت جسکو ہندوستان کی کارروائیون کا
ابھی تک ذرا بھی تجربہ نہین ہوا تھا ایک بہت واضح خیال پیدا کیا اور اُس زمانہ کے پچاس برس بعد جب ایک
مرتبہ مجھسے باتین ہوتی تھین تو اس صفائی کے ساتھ اُسنے اُسکو ظاہر کیا وہ جب مین نے پہلے پہل جان لارنس
کو دیکھا تو جائے حیرت ہے کہ اُس زمانہ مین بھی شکل سن رسیدگی کے وقت کے پایا نہین بلکہ مین تو کہتا ہون کہ

اُس زمانہ مین آخری ایام سے بھی ضعیف تر پایا کیونکہ اُنکے چہرہ کی شکنین کہین زیادہ گہری تھین - چہرہ مضطر اور پُرستردہ تھا مزاج
مین پارہ کی خاصیت معلوم ہوتی تھی میری غرض یہ نہین ہے کہ اُنمین بے ثباتی یا ایرِش لوگون کے عیوب تھے
بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اُنمین سرگرمی اور تیزی پائی جاتی تھی - مثلاً یہ کہ وہ سواری کے بڑے شائق تھے اور مین نے
اُنکو دیکھا کیا کہ سرپٹ گھوڑا دوڑاتے چلے جاتے ہین - اُس مرد کارکن کی ابتدا یہی تھی - اُس زمانہ مین مین نے اُن
علامتون کو جو عموماً فضیلت یا بزرگی سے تعبیر کی جاتی ہین نہ تو دریافت کیا اور نہ اُنمین پائین لیکن اب جو مین گذشتہ
کیفیت پر غور کرتا ہون تو مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ جو علامتین مین نے اُسوقت دیکھی تھین وہ اس قابل تھین کہ جو کچھ
مین نے اُنکی تعبیر کی تھی اُس سے زیادہ کرتا "

جان لارنس کا پہلا عہدہ رزیڈنٹ کی ماتحتی مین شہر اور مضافات شہر کے اسسٹنٹ جج مجسٹریٹ اور کلکٹر
کا تھا - قریب قریب آٹھ سو مربع میل کا رقبہ اور پانچ لاکھ کی آبادی اُنکے ماتحت تھی اُسمین سے دو لاکھ آدمی صرف
شہر مین تھے اور اُنھین کے محدود مقاصد اور مشاغل اور خفیف جرائم اور قضایا سے اسسٹنٹ مجسٹریٹ کا کام
خاص کر کے تعلق رکھتا تھا - شہر کے باشندون مین طرح طرح کی قومون کے لوگ تھے اس مسلمانون کی دار السلطنت
مین بیشک مسلمین ہند کی ایک بڑی بھاری تعداد تھی لیکن آبادی کا زیادہ تر حصّہ ہندوون سے شامل تھا جنمین سکھ
اور افغان بھی ملے ہوئے تھے -

سلطنت مغلیہ کے زوال اور مرہٹون کے عروج کے زمانہ مین جان و مال کا عام خطرہ اسوجہ سے
زیادہ پیدا ہو گیا کہ شمالی ہندوستان اور وسط ہند کے شورہ پشت لوگ بھیڑیا دھسان خلقت کے فطرتی قاعدہ سے
وہین آکر جمع ہو گئے - ظاہر ہے کہ اس قسم کی آبادی مین جرائم پیشہ اشخاص کی جمعیت زیادہ ہوگی اور اکثر قلعہ معلی
کے ذیل مجرم اس فوج کی جمعیت بڑھاتے رہتے تھے - قلعہ کے اندر انگریزی مجسٹریٹ کی کچھ دال نہ گلتی تھی - دستور
غلامی کثیر الازواجی اور کثیر الازدواجی جو مشرقی شخصی سلطنت کے ساتھ لازم و ملزوم ہین اُنکا ڈنکا بجتا تھا اور کوئی روک
ص ۴۷ نہ تھی - شاہی خاندان کے اجزا یعنے وہ لوگ جنکو نہ خدا کا خوف اور نہ انسان کا ڈر تھا اور جنکا قلعہ کے باہر ایک روپیہ
کا بھی اعتبار نہ تھا قلعہ کے اندر فضول خرچی شہوت پرستی اور ہر قسم کی بدفعلیون کی دھوم مچائے ہوئے تھے بعض
اوقات دو ایک نیم برہنہ لونڈیان جنکی پشت پر دُرّون کے نشان لگے ہوتے تھے اپنے زنبت وار قید خانہ کے
دریچون سے بھاگ آتی تھین اور صاحب رزیڈنٹ یا اُنکے نائب خوش ہو کر تعاقب کرنیوالے سپاہیون سے کہدیا
کرتے تھے کہ یہ بندیان انگریزی سرزمین پر قدم رکھتے ہی آزاد ہو گئین قلعہ کے اندر قدیم مغلیہ دربار کے تمام آداب
و قواعد بڑی احتیاط سے اُسیطرح باقی تھے - بعض اوقات یہ صاحب منزلت لوگ اپنے ہم جلیس عمّال پر بھی ہتّا
صاف کرتے تھے اور باہمدگر جو پردون مین جو اعتبار رہتا ہے اُسکو بھی ملحوظ نہین رکھتے تھے - کبھی یہ ہوتا تھا کہ اچانک

سر چارلس ٹریولین کے بیان کیے ہوے ایک واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے) ارتکاب جرائم کی مہارت اور
ناجائز طور سے حاصل کی ہوئی واقفیت جو انھون نے قلعہ مین بہم پہونچائی تھی اُسکو قلعہ کے باہر دور دور تک
کام مین لانیکا قصد کرتے تھے ۔ نواب صدر اعظم نے جو براے نام اس رتبہ سے موسوم یا اُسکے برابر کا امیر تھا
جعلی دستاویزات بنانیکا ایک باقاعدہ کارخانہ جاری کیا تھا ۔ یہ کام بہت آسان تھا کیونکہ عہدے کے اعتبار سے
بادشاہان سلف اور اُنکے بڑے بڑے عہدہ دارون کی تمام مُہرین اُسکے قبضہ مین تھین ۔ شہر کے تمام لوگ اچھی طرح
سے جانتے تھے کہ یہ کارخانہ قائم ہے اور بڑے بڑے معزز لوگ بھی جب دیکھتے تھے کہ اُنکی اراضیات مین کوئی
جھگڑا پیدا ہوا ہے تو جعلی حق قائم کرنیکے لیے اسی کارخانہ مین مُہرین بنوانے آتے تھے ۔ ایک روز راجہ بلبھ گڈھ کے
ایک وکیل نے ریزیڈنسی مین آکر یہ خبر دی کہ اسوقت میرے مالک کے علاقے کے ایک گانون کی بابت سابق صدر اعظم
جعلی دستاویز تیار کر رہے ہین ۔ کوتوال ایک پروانہ گرفتاری کے ذریعہ سے وہان بھیجا گیا اور اُسنے جاکر دیکھا تو حقیقت
وہی کارروائی ہو رہی تھی ۔ معزول صدر اعظم جسکے پاس سابق حکام دہلی کی کم سے کم سو مُہرین موجود تھین گرفتار کیا گیا
اور اُسکو پانچ برس تک سڑکون پر کام کرنیکی سزا دی گئی ۔

اُسکے چھبیس برس بعد تاریخ ضلع دہلی کے متعلق دہلی پر باغیون کا قبضہ ہو جانا ویسا ہی ہے جسطرح رومی
تواریخ مین یہ امر گذرا ہے کہ روم کو قدیم باشندگان فرانس (قوم گال) نے جلا ڈالا تھا دونون مین قدرے قلیل
ہی فرق ہے ۔ اُس زمانے کے قریب قریب تمام کاغذات جسکا حال مین لکھ رہا ہون جلا ڈالے گئے تھے لیکن
اُن کاغذات اور نیز کی تمام خانگی چٹھیون کی عدم موجودگی کی حالت مین بھی اس اعتبار سے کہ ہم جان لارنس
کے خیال اور کارروائی زمانہ مابعد سے واقف ہین بہت اچھی طرح سے یہ قیاس کر سکتے ہین کہ جسوقت کوئی بدعنوانی ص ۲
کی بات اُنکو معلوم ہوئی تو اپنے تئین جوکھم مین ڈال کر کس بہادری کے ساتھ اُنھون نے انسداد کیا مثلاً ایک لونڈی
کو اُنھون نے ایک ستمگار کے ہاتھ سے رہائی دی اور ایک بدمعاش کو جو اُسی زعفران زار مین پیدا ہوا تھا گرفتار کر کے
سزا دی اور یہ وہ شخص تھا جسنے قلعہ کی چار دیواری کے باہر اپنی بدعملیون کی مشق کرنا چاہی تھی ۔

لیکن اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے اشغال سب اسیطرح کے جوش انگیز نتھے اور نہ اُنکی سراغ رسانی صرف جرائم
پیشہ اشخاص تک محدود تھی ۔ جان لارنس بیان کرتے ہین کہ وہ دہلی کے اکثر سردار شہر مین باغات اور
مکانات رکھتے تھے جہان کچھ تو ریزیڈنٹ کے سلام کرنیکو اور کچھ عیش و تفریح کو جایا کرتے تھے تاکہ لوگون کی صحبت
سے حظ اُٹھاوین ۔ اُس زمانہ مین دہلی مین قدیم خاندانون کے ذی مرتبت لوگ بھی تھے جنھون نے ایک نہ ایک
حیثیت سے گذشتہ لڑائیون مین کام کیا تھا ۔ یہ وہ لوگ ہین جو سر آرتھر ولسلی یا لارڈ لیک کے زمانہ مین بقاعدہ طور
سے فوج کا کام کر چکے تھے اور اُن دلچسپ ایام کی داستانین بڑے شوق سے کہا کرتے تھے اور اُن لوگون کی

زبانون پر مسٹر سیٹن اول ریزیڈنٹ سر چارلس مٹکاف سر ڈیوڈ اکٹرلونی اور سر جان مالکم کے نام جاری رہتے تھے۔ اس قسم کے قصہ گویون کو جان لارنس ان قصون کے سننے والے بھی بہت اچھے ملے تھے جو خود قصے بیان کیا کرتے تھے اور اس فن مین اُنسے زیادہ مشق رکھتے تھے اور اسطور پر اُنکو اپنے ابتدائی عہدہ مین ایسا تجربہ حاصل ہوگیا جو ہندوستان کے اور حصون مین بتدریج حاصل ہوا چنانچہ اسطور پر اُنکو دیسی سردارون کے خاندانی حالات اُنکے خیالات اور خواہشین اور اُنکا عیب و ہنر بہت اچھی طرح سے معلوم ہوگیا اور یہ واقفیت مابعد زمانہ مین جب اُنکو ایک ذمہ دار فرمانروا کی حیثیت سے بیدخل اور غیر مطمئن سکھ سردارون کے ساتھ جو ایک نومفتوح صوبہ مین جا بجا منتشر تھے وسعت کے ساتھ برتاو کرنا پڑا تو بڑے کام آئی۔

جان لارنس چار برس کے قریب دہلی مین رہے اور اس زمانہ مین برابر مستعدی سے کام کرتے رہے کبھی کوئی تغیر اور تبدل نہین ہوا۔ ایک مرتبہ البتہ وہ بنڈیل کے شکار مین شریک ہوے تھے جسمین ٹریولین نے بہت سے دوستون کو جھاوکے جنگل مین دریاے جمنا کے کنارے مدعو کیا تھا۔ ایک یا دو مرتبہ وہ عجالتاً اپنے بھائی جارج کے پاس گئے تھے جنکے یہان اُس زمانہ مین بمقام کرنال ہنری لارنس اور اُنکی بہن ہونوریا جو ہندوستان سے آئی تھین یہ دونون آدمی میہمان تھے۔ ۴۔ مارچ ۱۸۳۱ء کو ہنری نے کرنال سے اپنی بہن لیٹیشیا کے نام ولایت کو یہ لکھا تھا کہ "آپ قیاس کرلینگی کہ جان نے جو دہلی مین اپنی تقرری کرائی اُس سے ہمکو کسقدر خوشی حاصل ہوئی وہ اب ہمارے یہان سے چند گھنٹے کی راہ پر ہے اور بہت اچھے شخصون کے پاس ہین۔ مہینے کے آخر مین میرے کرنال واپس آنے پر وہ یہان آئینگے"۔ اور ایک چٹھی مین جسکو بتاریخ ۱۸۔ فروری ۱۸۸۰ء ہونوریا نے (جنکی شادی مسٹر بارٹن کے ساتھ ہوئی اور جو اسوجہ سے اب مسٹرس بارٹن کہلاتی ہین) مقام برائٹن سے (اس بات کے دیکھنے سے بڑا لطف حاصل ہوتا ہے کہ اس بہن کو کسقدر خیال اس بات کا تھا کہ خاندان کے لوگ آئندہ کس حالت سے رہینگے) مجھکو لکھا تھا کہ "اُس پندرہ مہینے کے عرصہ مین جب ہم اپنے بھائی جارج کے ساتھ کرنال مین رہتے تھے جان کبھی کبھی ہماری ملاقات کو آیا کرتے تھے اور اُنکے آنے سے ہم لوگ بہت محظوظ ہوتے تھے وہ اپنے دہلی کے عہدہ سے خوش معلوم ہوتے تھے اور ہم کو معلوم ہے کہ کمشنر اور متعلقین کمشنر سے وہ بڑی گاڑھی دوستی رکھتے تھے"۔ یہ بات بھی بیان کرنیکے قابل ہے کہ گو کمشنر کو وہ بہت چاہتے تھے مگر مثل اور نائبون کے ایوان ریزیڈنسی مین نہین رہتے تھے بلکہ ایک علیحدہ مکان مین جو وہان سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا پادری ایورسٹ کے ساتھ رہتے تھے جنسے اُنھون نے نہایت دوستی پیدا کرلی تھی۔ اس بات کا بیان کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہین ہے کہ جو نوجوان افسر اسوقت دہلی مین موجود تھے اُنھین سے ایک افسر رابرٹ نیپیر بھی تھے جو اسی زمانہ مین سفر مینا کے ایک گروہ کی سرکردگی سے اُن قلعون کے استحکام مین مصروف تھے جنسے جان لارنس کے دور دراز صوبہ کی بھیجی ہوئی فوجون کا مقابلہ کیا گیا۔

ص ۶۲

باب سوم

قیام پانی پت کے حالات اور واقعات ۱۸۳۴ء لغایت ۱۸۳۷ء

ص ۴۹

دہلی مین چار برس کی کار آموزی کے ختم ہونیکے بعد جان لارنس شمالی قسمت علاقہ دہلی کے ایک ضلع کو تبدیل اور اُسکے حاکم مقرر کیے گئے - اُسکا صدر مقام پانی پت تھا جہان سے بیس میل کے فاصلے پر کرنال کی بڑی چھاونی واقع تھی لیکن ضلع پانی پت مین اس امر کے لیے چھاونی کی کوئی حاجت نہین تھی کہ وہ فوجی جوش قائم یا جنگی تعلقات پیدا کیے جائین جو اُس کی تاریخ کے ساتھ اس طرح پیوست ہوگئے ہین کہ کبھی علحدہ نہین ہو سکتے کیونکہ ضلع پانی پت کو تاریخ جزیرہ نماے ہند سے وہی نسبت ہے جو میدان اسٹڈرائلین کو ہیو دیون اور وادی انسکنگ واسکاٹلینڈ یا حال مین ملک بلجیم کو کل یورپ سے رہی ہے -

قطع نظر اُن چھوٹے چھوٹے قضیون اور بیشمار لڑائیون کے تین مرتبہ اسی ضلع کی حد مین کل جزیرہ نما سے ہندوستان کی قسمت آزمائی ہوئی - اسی مقام پر ۱۵۵۶ء مین مغلون کے سب سے بڑے بادشاہ اکبر نے جسکی عمر اُسوقت صرف تیرہ برس کی تھی بقول مشہور ایک عجیب و غریب طور کی ذاتی جرأت سے جسکے یقین کرنے یا نکرنے کا ہم کو اختیار ہے لیکن اُسپر یقین کرنا لازم ہے اپنے لائق سپہ سالار بہرام خان کی ہدایت سے جو برائے نام اُسکے زیر حکومت ملازم تھا وہ سلطنت جو اُسکے باپ ہمایون کے ہاتھ سے نکل جا چکی تھی پھر فتح کر لی - اسی مقام پر ۱۷۳۹ء مین نو دولت نادر شاہ نے جو متاخرین بہادران ایران مین سب سے زیادہ جنگجو پیدا ہوا تھا تخت ایران پر متمکن ہونے اور روسیون اور ترکون کو پچھم اور اُتر طرف مار کر ہٹا دینے اور پورب سے دکھن تک ہرات قندھار غزنی اور کابل پر قبضہ کر لینے کے بعد محمد شاہ بادشاہ خاندان مغلیہ کی سپاہ کو تتر بتر کر دیا اور اپنی جوانمردی کے صلے مین دہلی کا تمام مال و اسباب اُٹھا لے گیا - اسی مقام پر ۱۷۶۱ء مین احمد شاہ دُرّانی نے درۂ خیبر کی راہ سے ہندوستان پر متواتر حملے کرنیکے بعد آخرکار مرہٹون کے گروہون کو پسپا کیا اور ایسے کشت و خون کے بعد جو ہرگز قابل تعریف نہین ہے دکھن جانب نربدا پار باقی ماندہ لوگون کو ہٹا دیا اور شمال مین جو فتحمندیان انھون نے حاصل کی تھین اُنسے اُنکو بالکل محروم کر دیا - اگرچہ یہ زبردست فتح حاصل نہوئی ہوتی تو مرہٹے تمام شمالی ہندوستان کو اُسوقت سے جب ولسلی اُنکے روکنے کو اُٹھے تھے تیس برس بلکہ اُسکے بھی پیشتر تاخت و تاراج کر کے فتح کر چکے ہوتے -

ص ۵۰

شاید انھین تاریخی روایتون کے اثر سے ضلع پانی پت کے باشندے شورہ پشتی اور بغاوت مین قرب وجوار کے اور سب اضلاع سے بڑھے ہوے تھے - اور اگر ضلع دہلی سے جان لارنس کو ایسی واقفیت حاصل ہو گئی تھی جو اور مقامات مین رہکر ہر درجہ کے باشندگان شہر اور قدیم روسا کے بارے مین مشکل سے حاصل ہوتی تو یہ امر بھی یقینی ہے کہ بہت کم اضلاع کے ذریعہ سے باشندگان بہترین حصۂ ہندوستان کی خواہشون اور عادتون

زراعت پیشہ لوگون اور جاٹون کے حالات سے پوری پوری واقفیت حاصل ہوتی - جاٹون کا حال اس مقام پر بالتخصیص لکھنا ضرور تھا اس صوبہ کے بہترین باشندے یہی تھے جو چارون طرف منتشر تھے - پس جسطرح سے ہمنے شہر دہلی کا بیان کیا تھا اُسیطرح سے اُس قوم کی تواریخ اور خصائل کا بھی ہمکو مختصر ذکر کرنا لازم ہے جو مختلف نامون سے اُس بڑے حصہ ملک مین جہان جان لارنس کی محنت شاقہ کا زمانہ آنیوالا ہے آباد ہے جاٹون کی نسبت ٹاڈ صاحب مورخ راجپوتانہ نے لکھا ہے کہ وہ لوگ قدیم جٹائی یعنے سیدین نسل سے ہین - اسمین شک نہین کہ جٹائی اور جاٹ مین جو ظاہری مشابہت پائی جاتی ہے اُسی سے اِس فرقہ کی ابتدا سیدین قوم سے منسوب کی گئی ہے لیکن اُنکی وجاہت اُنکا نمودار قیافہ اور طویل اور جسیم قامت صاف صاف یہی شہادت دیتی ہے کہ وہ شمالی نسل سے ہین - وہ قریب قریب اُس تمام ملک مین پھیلے ہوے پائے جاتے ہین جو جہلم اور جمنا کے درمیان واقع بلکہ دکن جانب بھرتپور اور آگرہ تک چلا گیا ہے - شمالی حملہ آورون کے اور گروہون کیطرح جو دارا وغیرہ شاہان ایران کیوقت سے ہمیشہ وسط ایشیا کے صحراؤن سے نکل نکلکر ہندوستان مین پھاند پڑے اُنھون نے بھی اپنے وقت مین ملک کو فتح کیا اور اُسکی پیچ دپیچ تہذیب مین خلط ملط ہوکر اپنے اعتقادات اور رسمون مین قریب قریب برہمنون کے ایسے ہندو گئے - اصل تو یہ ہے کہ اسوقت ہندوستان مین وہی طریقہ مروج ہو رہا تھا جو یورپ مین چوتھی صدی عیسوی اور اُسکے بعد کثرت سے ہوا تھا اور نتایج بھی اُسی قسم کے ہوے - آسٹروگاتھ اور وزی گاتھ وانڈل اور فرنیک بلگرین اور سلاؤنین فرقون کے جن گروہون نے زوال پذیر سلطنت روم کو تاخت وتاراج کیا تھا وہ خود ہونہار دین عیسوی اور اُن سلطانی قانون کے پابند ہوے جو مغربی ممالک کے لیے نہایت ثمردار اور ابد قرار و متین ہین - لیکن ہندوون کے اختراعی مذہب سے جاٹون کی روحانی خواہشون کو ویسا اطمینان نہو سکا جیسا کہ دین عیسوی کے چند جامع اور مانع اصولون اُسکی ترقی کی بیحد صلاحیت اور مختلف زمانی ومکانی حالتون سے اُسکی موزونیت مغرب کی ترقی پذیر نسلون کی پوری پوری ضرورتین رفع کرسکی - اور جاٹ فرقہ کے لوگ اُس حد تک جو مشرقی لوگون مین بہت مشہور بات ہے ایک سربلند فرقہ کو دوسرے کے بعد جو اُنکے سامنے آ گیا جاننے اور ماننے لگے -

کبھی تو اُسطرح کی مذہبی اور معاشرتی جنبش ایک بڑے زور کے ساتھ اُنمین پیدا ہوئی جیسی مکہ معظمہ کے ایک شبان اُمی کے سینہ سے نکل کر نیم برہنہ عربون اور اُنکے مفتوح اور متبوع لوگون مین تمام پرانی سلطنتون اور مذہبون کے نیست ونابود ہو جانیکے بعد ایک ہی سلسلہ فتوحات مین جبرالٹر سے لیکر دہلی تک پہونچ گئی تھی - اور کبھی زاہد اور حلیم گرونانک کی مذہبی تعلیم کے مطابق اندرونی اصلاح کی شکل مین صلح اور آشتی کے ساتھ ظاہر ہوئی - اسطور سے اکثر جاٹ خاص کرکے جنوبی سندھ کے رہنے والے بڑے پکے مسلمان ہو گئے اور باقی لوگ اسکے کئی سو برس بعد خصوصاً اُن درمیانی اضلاع کے رہنے والے جو لاہور اور امرتسر کے آس پاس تھے اُسیطرح کے سرگرم سکھ

سے یہ گرو نانک کے چیلے بنے رہتے ہے۔

بادی النظر مین یہ امر نہایت حیرت انگیز معلوم ہوگا کہ ایک ہی فرقہ کے لوگ برابر سرگرمی کے ساتھ اس طرح کے دو مختلف مذہبون کو جیسا کہ مذہب اسلام اور گرو نانک فرقہ ہے قبول کر لین اور اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ دونون فرقون مین ایسی عداوت شدید ہو جاے کہ ایک نہایت ہی نازک زمانہ مین جان لارنس بلا خوف و خطر انہین مین سے ایک فرقہ کے ہاتھ مین اس بات کا پورا بھروسہ کر کے تلوار دیدین کہ اُس تلوار کو وہ اپنے مشترک مالکون ہی پر نہین بلکہ اپنے خاص بھائیون پر صاف کرینگے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اصولاً دونون مذہبون کے عقائد ایک ہین۔ دونون کی بنا بُت پرستی کی مخالفت ہے اور دونون کے سر برآوردہ اصول وحدانیت خدا اور انسان کی باہمی مساوات ہے۔ انسانی فطرت کے متعلق مغرب کی طرح مشرق مین بھی یہ ایک نہایت افسوس ناک بات پائی جاتی ہے کہ جن دو فرقون مین مذہبی اختلاف بہت کم ہوتا ہے عموماً عداوت انھین مین زیادہ ہوتی ہے تاریخ اقوام اور مذہبی امور کے لحاظ سے یہ امر نہایت دلچسپ ہے کہ جس مشرقی فرقہ نے اس حیرت انگیز طریقہ سے مذہبی معاملات مین اپنی سریع الاعتقادی ظاہر کر کے یکے بعد دیگرے ہندو اسلام سکھ ان تین مذہبون کو اختیار کر لیا ہو کیا ایسے وقت مین جب مناسب طور سے عیسائی مذہب قبول کرنیکا موقع دیا جاے تو وہ اُسکو قبول نکرینگے

دکھن جانب کرنال تک تمام جاٹون نے سکھون کے نام اور مذہب کو قبول کر لیا لیکن کرنال کے اُس طرف کے جاٹ ابتک مذہب مین ہندو ہین اور اپنے اصل نام کو قائم رکھے ہوے ہین۔ سکھون کا مذہب اصل مین صرف ایک اصلاح دیا ہوا ہندوون کا مذہب تھا مگر جیسا جیسا زمانہ بڑھتا گیا اُسی طرح اسمین بھی ترقی ہوتی گئی اور اب اُسکی تعریف یون کی جا سکتی ہے کہ وہ ایک اصلاح دیے ہوے پنتھ مین جنگی اور ملکی قوت زیادہ کر دی گئی ہے سکھ لوگ جسطرح بڑے ہوشیار اور کفایت شعار کاشتکار زمین مشہور ہین اُسیطرح کے مشتقی اور مہیب سپاہی بھی ہین۔ معاشرت اور تمدن کے بارے مین اُنکے خیالات بالکل سلطنت جمہوری کے طور پر ہین۔ اور گو وہ اپنی قوم کے سردارون کے گرد جمع ہوتے ہین مگر وہ اپنے کو ہمیشہ آزاد ہمنشین نہ کہ ملازم سمجھتے ہین۔ جن جاٹون نے نئے مذہب کو اختیار نہین کیا ہے وہ بالکل بیباک اور محنتی ہین لیکن بہ نسبت اُنکے سکھ بھائیون کے اُنکا میلان صلح آمیزی پر زیادہ ہے اگر اچانک کوئی شخص اُنکے حقوق مین دست اندازی کرنا چاہے تو وہ اپنی پر اثر دلیلون سے اُنکی حفاظت کرنا خوب جانتے ہین اور شمالی ہندوستان کے فتح کرنے مین صرف انھین لوگون کیوجہ سے ہم کو اصل مین مشکل لاحق ہوئی تھی۔ مثلاً لارڈ لیک کی فاتحانہ کارروائیون کو بھرتپور کے جس سردار نے ایک زمانہ تک منقلب کر رکھا تھا وہ اسی جاٹ فرقہ کا سردار تھا۔

پس جان لارنس کو اپنے نئے عہدہ کلکٹری و مجسٹریٹی ضلع پانی پت مین جس فرقہ سے سابقہ پڑا تھا

اسکے کفایت شعار محنتی اور آزاد باشندے اس طرح کے تھے جو اپنے گانٔون کی جماعتون اور اپنی موروثی اراضیات سے نہایت ہی مانوس تھے - اب دیکھنا چاہیے کہ اُنھون نے اُن لوگون کے ساتھ کیا برتاؤ کیا

مین اس مقام پر ایک ایسے اِنگلشمین کی پُر اثر اور بیتمیز شہادت بیان کرونگا جس سے بڑھکر ذاتی واقفیت کے ساتھ جان لارنس کے حالات پانی پت کو کوئی شخص بیان نہین کرسکتا - لیکن مین عام طور پر یہ بحث کرونگا کہ کلکٹر اور مجسٹریٹ کی خدمتین اسوقت کیا ہین اور اُس زمانہ مین کیا تھین کیونکہ جان لارنس کے بعد اُنمین بہت سے تبادلے واقع ہوے اور مین یقین کرتا ہون کہ ایک تبادلہ جسکی خواہش جان لارنس نے بڑے افسوس کے ساتھ کی تھی ضروری التعمیل پایا گیا یعنے یہ کہ کلکٹر مال سے جوڈیشل اختیارات علیحدہ کردیے جاتے - ہزارہا تعلیم یافتہ انگریزون کو جو جان لارنس کی بڑی قدر کرتے ہین اور اُنکو ایسے قومی بہادرون مین شمار کرتے ہین جن پر انگلستان کا فخر بجا اور سزا ہے اُس دراز اور دردناک زمانہ کا بہت خیال ہے جب ذاتی ہدایتون اور آزمایشون سے اُنکی کامیابی کا راستہ تیار ہوا تھا - اُنکو اس بات کا حال معلوم ہی نہین کہ جان لارنس کو کس کس طور کی محنتین کرنا پڑین اور اُنھون نے ایک طور پر اُن سب کو انجام دیا - وہ نہین جانتے کہ یہ محنتین کیسی بیدم کرنیوالی تھین مگر جان لارنس نے بشاشت کے ساتھ اُنکا اتمام کیا - وہ اس بات سے آگاہ نہین ہین کہ ایک اعلیٰ افسر کی جوابدہی پر ہر شخص آزادی سے کیونکر کام کرتا ہے - ہندوستان مین جو انگریز آئے اُنکی کارروائیان یہی رہین اور انھین کارروائیون سے باوصف اکثر غلطیون اور نقصون کے یکے بعد دیگرے سپاہیون مین سے ایسے ایسے مدبر اور مدبرون مین سے ایسے ایسے سپاہی تیار ہوے کہ اور کبھی کسی شاہی ملک مین نہ تیار ہوے ہونگے اور جنکی طول طویل فہرست مین سر جان لارنس کے برابر شاذ ہی نام ہونگے

ایک ضلع مین عموماً لاکھو کھا باشندون کی آبادی ہوتی ہے جو ہزارہا مربع میل کے علاقے مین منتشر اور صدہا گانٔون اور قصبون مین منقسم رہتی ہے اس وسیع رقبہ اور ان کثیر التعداد مقاصد پر کلکٹر ما بعض اوقات چند یورپین اسسٹنٹون کے ساتھ اور کبھی اُسطور سے جسطرح جان لارنس پانی پت مین رہتے تھے تن تنہا ایک قسم کے انسانی کارساز کیطرح حکمرانی کرتا تھا اُسکی اصل خدمت جسپر اُسکا نام دلالت کرتا ہے تحصیل مالگزاری ہے جسکے وقت پر وصول ہونے سے سرکار ہند کا دیوالہ نکلتا ورنہ نکل جاتا ہے اور اُسکے باشندون کی کامیابی اور مرفہ حالی ص ۴۸

اس بات پر منحصر ہے کہ ابتدا مین خبرگیری کے ساتھ اُسکی تشخیص واجبی شرح سے اُسکا تقرر اور اوقات معینہ پر سہولت کے ساتھ اُسکا ایصال ہو اور ہماری گورنمنٹ ہند زیادہ تر اسی بات کے لیے قائم ہے -

جن صوبون مین عرصہ سے بندوبست ہوگیا ہے وہان مالگزاری کے وصول کرنے مین کوئی دقت نہین ہے

ہان اگر قدرتی اسباب مانع ہون تو اُسکی اور بات ہے - ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب کے حیرت انگیز انتظام دیہات سے

جسمین خوش قسمتی سے ہمارے بڑے سے بڑے مربّون کو بھی اصلاح کی ضرورت نہین پڑی فی الحقیقت
ہم کہسکتے ہین کہ خودبخود مالگزاری وصول ہوجاتی ہے۔ انگلستان کے ٹکس وصول کرنیوالے شاید یہ سنکر متعجب
ہونگے کہ ان ملکون مین قبل از مطالبہ محاصل کا وصول ہوجانا ایک عجیب وصف ہے لیکن کلکٹر مال مجسٹریٹ
بھی ہے یا اسوقت نہین تو پہلے تھا اور وہ اپنے تمام ضلع مین عدالت گستری کا ذمہ دار ہے۔ ہر ایک مجرم ٹھگیت
یا ٹھگ سے لیکر خفیف چوری کے قیدی تک اُسکے روبرو پیش ہوتا ہے۔ اُس سے ہر ایک شکایت کی دادرسی
چاہی جاتی ہے مویشیون کی وبا اور زراعت کی ٹلی خوری سے لیکر بازار کی نالیون یا بلکہ غلاظت اندازی تک کا
دعویٰ اُسکے پاس ہوتا ہے ہر روز گھنٹون تک خواہ برسات کا موسلادھار پانی برستا اور زمین سے وبائی انجرات
پیدا ہوتے ہون یا آنکہ گرمی کی دھوپ بھٹیون کیطرح شعلہ افگن ہو اور لو ہے کیطرح ہاتھ پاؤن جلا ڈالے کلکٹر
حبس دم کیے ہوے کچہری مین بیٹھا رہتا ہے مقدمہ کی سماعت کرتا ہے اور فریقین کی تنبیہ تادیب تسکین کرتا ہے
یا سزا دیتا ہے —

کلکٹر کو پولیس پر بھی آنکھ گڑائے رہنا پڑتا ہے کیونکہ اُسکو بخوبی معلوم رہتا ہے کہ اگر دونون یا بلکہ ہزارہا آنکھون
سے اُسپر نگرانی رہیگی تو وہ کچھ کام کریگا ورنہ کچھ بھی نہین کریگا بلکہ کام نکرنے سے بھی زیادہ خرابی پیدا کریگا۔ آرچی بالڈ
نے اس بحث پر اخبار کلکتہ ریویو مین ایک بہت لطیف مضمون چھپوایا تھا جسمین وہ بیان کرتے ہین کہ وہ ہر امر
جو اگزیکیوٹیو گورنمنٹ کرتی ہے اسکو ایک نہ ایک حیثیت سے کلکٹر ہی کرتا ہے۔ مسافرخانون کا سربراہ کار عامل
نیلام ناظر عدالت معمار سڑک جنگلات کے ساکھو بیچنے والا سپاہیون کا بھرتی کرنیوالا درندون کا ہلاک کرنیوالا کتب فروش ص ۵۵
مویشیون کی ترقی نسل کا منتظم پوسٹماسٹر ٹیکا لگانیوالا ہنڈویون کا سکارنیوالا ان سب حیثیتون سے جو کام کرتا ہوتا ہے
وہی کرتا ہے۔ نئے تالابون کا بنوانا دریاؤن کا پل بندھوانا انہین نئی نئی نہرین کاٹنا یا پرانی نہرین بند کرنا نئی سڑکون
کا نکالنا نئے دواخانے شفاخانے مدرسے جیلخانے بنوانا جنگل کاٹ کر زمین نکلوانا یا انہین پانی پہونچانا پرانے
جنگلون کو کٹوانا نئے جنگل تیار کروانا زراعت مین نئی نئی فصلین پیدا کروانا اور نئے نئے طریقے نکلوانا یہ سب کام
کلکٹر کی جائز اور معمولی کارروائیون مین داخل ہین۔ اب کسکا دماغ ایسا ہے جو اتنے کامون کو انجام کر سکیگا
کسی شخص مین اس بات کا اتنا دماغ نہوگا لیکن ہم اپنے اُن منتظمون کی استعداد فراست پابندی اوقات انصاف
پسندی اور دلیریون کے اوضاع و اطوار سے واقف ہونگے جسمین سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کے وقت کے
ملازم پوری قابلیت رکھتے تھے شکریہ ادا کرتے ہین اور اس بات پر تعجب کرتے ہین کہ انہین سے بہت کم لوگ
اُن باتون کے حاصل کرنے مین جو بیچارے انسان کی طاقت مین ہین ناکام ہوے —
لیکن کلکٹر مجسٹریٹ کی زیادہ تر ضروری خدمتین صدر مقام کی حبس دم کچہری مین بیٹھکر انجام نہین ہوتی ہین

بلکہ دو بچھری پشت زین،، یا بلکہ ایسے خیمون مین انجام ہوتی ہین جو آسانی کے ساتھ ایک مقام سے دوسرے مقام کو منتقل ہو سکتے ہین اور جو سال مین پانچ مہینے تک مثل کلدار گھرون کے رہتے ہین - جب موسم موافق ہوتا ہے یعنے یہ کہ جب طوفان بارش یا آفتاب کی بے انتہا تابش موقع دیتی ہے تو وہ اپنے علاقے مین دورہ کرتا ہے اسکا یہ سفر شاہانہ نہین ہوتا کیونکہ اُسکے کامون کے مقاصد کے موافق خیمہ آج یہان اور کل وہان گڑا کرتا ہے - اس صورت مین لوگون کو اُس سے ملاقات کرنیکی ضرورت نہین رہتی بلکہ وہ خود لوگون کی ملاقاتین کرتا پھرتا ہے جو امر اول سے انسب ہے - وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مظلومون کی دادرسی کرتا پھرتا ہے - بلا حشم و خدم اور اکثر محض یکہ و تنہا اپنی عملداری کے ہر ایک موضع کو ملاحظہ کرتا ہے - وہ کسی کہنہ درخت کے سایہ یا کسی گاؤن کے کنوئین کے پاس اجلاس کرتا ہے اور یہان معززین دیہ اُسکے گرد شتابی سے جمع ہو جاتے ہین - وہ اُنسے گفتگو اُنکے قصون اور شکایتون کی سماعت اور موسم و فصل کی نسبت مباحثہ کرتا ہے اور پشتہا پشت سے جن حدبندیون کی بابت قلبی عداوتین اور مارپیٹ چلی آتی ہے اُنکا عین موقع پر کبھی تو دو باتون اور کبھی دس دس دن تک تحقیقاتین کرنیکے بعد تصفیہ کر دیتا ہے - اسطور پر وہ رعایا کا اور رعایا اُسکا حال جاننے لگتی ہے وہ اُنکے بہت سے قصورون سے جو اجنبیون اور ملک والون کے صدہا برس کے ظلم سے وقوع پذیر ہوتے ہین درگذر کرتا ہے اُنکی سادہ خصلتون کی قدر کرتا ہے اور جب وہ اپنی شکرگذاری اور ادب اور محبت ظاہر کرتے ہین تو وہ سمجھتا ہے کہ مجھکو اعلیٰ درجہ پر ترقی پانے سے زیادہ معاوضہ مل گیا ہے فی الواقع ایسا اکثر ہوا ہے کہ جب کسی مجسٹریٹ نے اعلیٰ درجہ پر ترقی پائی تو اُسوقت چارون طرف سے بہتان اور حسد ناشکری اور خود غرضی اور واٰب و آداب سرکاری کا نشانہ بنجاتا ہے اُسکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک انبوہ کے درمیان محض یکہ و تنہا ہے اور اُسوقت وہ پھر اپنی سادہ زندگی آسان قواعد اور اُن تسلی بخش صلون کیطرف جو کسی زمانہ مین اُسکو حاصل تھے پھر خیال کرنے لگتا ہے -

اور اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیے کہ چارلس رئیکس مصنف کتاب حالات ممالک مغربی و شمالی وغیرہ وغیرہ جو مثل چارلس ٹریولین کے جان لارنس کے ایک اور دوامی دوست تھے اپنی ذاتی یادداشت سے اُن خدمتون کے بارے مین کیا لکھتے ہین جو ضلع پانی پت مین انجام کرنا ضرور تھین اور جان لارنس نے کیونکر اُنکو انجام کیا -

آغاز ۱۸۳۵ء مین جان لارنس پانی پت کے قدیم اور مشہور تاریخی شہر مین تعینات کیے گئے - وہ ضلع مذکور کے قائم مقام مجسٹریٹ اور کلکٹر ہوے تھے - اس زمانہ مین اراضیات ضلع کی پیمایش ہو رہی تھی اُسکی نگرانی بھی اُنکے سپرد ہوئی - ہمکو ایک نظر اس بات پر ایک طرفۃ العین کے لیے ڈالنا بہت مناسب ہے کہ کس کس قسم کا کام اس نوجوان آئرش آدمی کو اسوقت سپرد ہوا تھا اور اُسکے فرائض منصبی کیا تھے - پانی پت دہلی کے

آٹھ اور پچھم طرف ستر میل کے فاصلے پر اُس سڑک کے کنارے جو دہلی سے پنجاب کو گئی ہے واقع ہے۔ اس ضلع مین مندرجۂ ذیل قسم کے لوگ آباد ہین۔ ہندو و مزارعین جو زراعت کے کامون مین مصروف رہتے ہین اور اراضیات سے بہت مستحکم تعلق رکھتے ہین۔ دوسرے گوجر جو مویشی پالتے ہین تیسرے رانگڑ (یعنی وہ راجپوت جو برائے نام مسلمان ہو گئے ہین) جو جاٹون کیطرح اپنی زمین پر جان دیتے ہین۔ چوتھے چور جو گوجرون سے بھی بدتر ہین اور جنکو قتل اور چوریون کی یکسان چاٹ ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ یہ لوگ اصل بھولے ہندوون کے سے نہین ہین بلکہ برخلاف اسکے طویل القامت قوی الجثہ اور بیباک شخص ہین جنکو اپنی زمین اور چوپایون کی بابت لڑنے اور مرنے مین کچھ اندیشہ نہین رہتا۔ اس زمانہ مین بغیر ڈھال تلوار لیے ہوے بلکہ کاندھون پر بندوق رکھے ہوے وہ ہل چلانے یا اپنی بھینسین چرانے نہین نکلتے تھے۔ الغرض اسطرح کی چار لاکھ آبادی پر جو آٹھ لاکھ ایکڑ زمین کے رقبے مین پڑے بڑے گاؤون مین

ص۴ تک منتشر تھی جان لارنس خودمختارانہ حکومت کرتے تھے۔ اُس زمانہ مین خود اُنکی قطع بہت کچھ جاٹون سے ملتی تھی کیونکہ وہ تناور بلند بالا قوی الاعصاب بلکہ کسیقدر رنگ کے سانولے تھے اور ایک آونس بھی تخم یا کم زائد اُنکے بدن پر نتھا اُنھون نے انگریزی اور ہندوستانی لباس کے بین بین ایک پوشاک اختیار کی تھی جسکو علی العموم وہ پہنے رہتے تھے ہتیار ہر وقت لگائے رہتے تھے اور اُن لوگون مین اسطور سے رہتے تھے جیسے چند مساوی درجہ کے آدمیون مین ایک شخص اول ہو۔ وہ اجنبیون کے طور پر نہین بسر کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص دلیری یا حماقت سے پوچھتا کہ اُنکے جائز اختیارات کیا تھے تو جواب یہی ملتا کہ وہ خودسر تھے لیکن ساتھ ہی اسکے اُنہین رحم دلی اور فرائض منصبی اور محنت شاقہ کرنیکی دل و جان سے مستعدی تھی۔ بہ حیثیت مجسٹریٹ پولیس کا کام بھی اُنکے سپرد تھا چند سوار جنکے پاس ہندوستانی گھوڑے اور تلوار اور پستول کے حربے تھے اکثر صدر مقام پر تعینات رہتے تھے اور کانسٹبلون کی معمولی سپاہ ضلع بھر کے مختلف تھانون مین تعینات تھی ہر تھانے مین ایک تھانہ دار ایک جمعدار ایک محرر اور دس بارہ برقنداز رہتے تھے جو تلوار یا سونٹا لیکر قواعد کراتے تھے۔ لیکن انمین ایک کم رتبہ مگر نہایت بکار آمد دیہاتی عہدہ دار یعنے چوکیدار بھی ہوتا تھا جو تھانہ دار کے پاس اگر تمام جرمون نا گہانی موتون یا گاؤن کے اور مشہور واقعات کو بیان کرتا تھا۔ یہ پولیس کے انتظام کا وہ خاکہ بیان کیا گیا ہے جو صدہا برس سے شہنشاہان دہلی کیوقت سے اسیطرح چلا آتا ہے۔ ایک منصف مزاج اور مستعد مجسٹریٹ کی ماتحتی مین یہ قاعدہ عامۂ خلایق کی حفاظت کے لیے وافی و کافی تھا اور طامع یا بدرجہ اولی بے پروا اور کاہل حاکم کی ماتحتی مین یہی قاعدہ جور و ستم کا ایک بھاری آلہ تھا۔ بس اسقدر کہنا کافی ہے کہ جان لارنس اس عہدہ کے اور یہ عہدہ جان لارنس کے قابل تھا اور اسکی وجہین یہ ہین کہ

اولاً۔ وہ ہمہ وقت اور ہر مقام پر حتی کہ اپنی خوابگاہ کے کمرہ مین بھی اسطور سے رہتے تھے کہ ضلع کے لوگ اُنکے پاس جا سکین۔ دیہاتی گنوارون سے قہقہے لگا کر باتین شہر کے مہاجنون سے گپ شپ اور دیسی رئیسون سے

مباحثہ کرنا یہ سب باتین انکو بہت پسند تھین - جب وہ اپنے کتون اور بندوق کو لیکر باہر جاتے تو معلوم نہین کسقدر سوالات اُنسے پوچھے جاتے تھے - علاقے مین سرپٹ گھوڑا دوڑا کر ادھر اُدھر گھوم آتے تھے - وہ ایک چارپائی پر آکر بیٹھتے اور گانون کے لوگون کا ایک بڑا ضروری لیوی دربار جسمین مقدم موضع سے لیکر حجام تک شریک ہوتا منعقد کرتے تھے - لوگون مین یہ مشہور تھا کہ "جان لارنس سب جانتا ہے" - اسی وجہ سے وہ ایک بڑے مجسٹریٹ اور مین کہسکتا ہون کہ وہ ایک بڑے نمودار اور بیش قیمت مالی افسر تھے -

ثانیاً وہ کبھی کام سے گبھراتے نتھے - مجھکو ایک مرتبہ قتل عمد کے ایک مقدمہ مین اُنکے سراغ لگانیکا کچھ حال یاد آتا ہے کہ جسوقت انکو اس جرم کی خبر ہوئی تو خود اُسکا پتہ لگانے نکلے - بہرحال جب انکو قتل عمد یا کسی ہنگامہ یا بھاری ڈاکہ کی خبر ملتی تھی تو خود گھوڑا کسوا کر موقع واردات پر پہونچتے تھے - زمین زراعت حقوق آبپاشی حدبندی وغیرہ کے ضروری معاملات مین وہ خود بڑی سہولیت مگر اُسیقدر جانفشانی کے ساتھ تحقیقات کرنیکے لیے عین موقع پر پہونچتے تھے "قضیہ زمین بر زمین" فارسی زبان کی یہ ضرب المثل ہر وقت اُنکی زبان پر جاری رہتی تھی - ص ۵۸

ثالثاً - چونکہ وہ خود ادھر اُدھر جا کر سن آتے تھے کہ ہر ہر شخص ہر ہر معاملہ مین کیا کہتا ہے اس سبب سے وہ چاپلوسون خوشامد خورون اور ایسے مخبرون کو اپنے یہان پھٹکنے نہین دیتے تھے جو موقع پاکر ہندوستانی حاکم کی کارروائیون کو زیروزبر کر دیتے ہین - جو شخص خود ہی ہر چیز کو جا کر اپنی آنکھون سے دیکھ آتا ہو اُسکے لیے مخبر کی کیا حاجت ہے -

یہی سب باتین ڈانلڈ میکلیوڈ رابرٹ منٹگمری اور جان لارنس کے اور دوستون کے بارے مین جو ہندوستان کے نامی مدبر گذرے ہین بیان کی جاسکتی ہین - لیکن جان لارنس مین علاوہ ان اوصاف کے ایک طور کی سختی بھی تھی جو درشتی کی حد تک تو نہین پہونچی تھی مگر شدت سے البتہ پاک نتھی اور اسی سے بدمعاش لوگ اُنکے نام سے کانپتے تھے - ظاہرا اُنکے دل مین یہ خیال رہتا ہوگا کہ مجھکو کوئی پسند کرے یا نکرے مگر میری تعظیم ہر شخص ہر حالت مین کریگا -

مین نے اس بات کے ثابت کرنیکو بہت کچھ بیان کیا کہ اپنی ابتدائی ملازمت ہند کے زمانے مین وہ ایک مستعد اور زبردست مجسٹریٹ تھے - اور مین اس بات کے ثابت کرنیکے لیے کہ اُس زمانے کی تعلیم کیسی تھی جسکی بدولت انکو آیندہ ایسی ناموری حاصل ہوئی اُنکا حال بہ حیثیت مالی افسر کے اپنے اوپر لازم سمجھکر بیان کرونگا - قدیم اور عمدہ ایسٹ انڈیا کمپنی جسکے وہ ملازم تھے اُن لوگون کو جو اُسکے صوبون پر حکمرانی کرنیکے لیے طلب کیے جاتے تھے "رایٹرز" اور اعلی عہدہ دارون کو جو اُسکی سلطنت کے لکھوکھا روپیہ کے وصول کرنے پر مقرر کیے جاتے تھے کلکٹر کہتی تھی - جان لارنس اُس زمانے مین کلکٹر اور مجسٹریٹ بھی تھے کلکٹری کا کام اس زمانے مین ایک انقلابی حالت مین تھا جسمین بڑی لیاقت اور محنت صرف کرنا پڑتی تھی اراضیات کی پیمایش اور بندوبست کا کام بڑی

دستور دوام سے جاری تھا حدبندی کا نشان کرتا تھا ہر ہر موضع کی پیمایش کرنا اور اُسکے نقشے بنانا اور رجسٹرون مین رقبہ اور زمین اور کاشتکارون اور لگان اور ٹکس خلاصہ یہ کہ تمام واقعات اور حسابات متعلقہ زمین کا درج کرنا تھا۔

مین نہین کہسکتا کہ جان لارنس کی نسبت اس سب کام کے انجام کرنیکی کیونکر امید کیجا سکتی تھی مین صرف اسقدر بیان کرسکتا ہون کہ جب مین انکی مدد کو بھیجا گیا تو مجھکو یاد نہین آتا کہ سوائے ہندوستانی اہلکارون کے جنکو اُس زمانہ مین صرف مالی محکمہ کے متعلق دفتر کے کام کے اختیارات حاصل تھے اور کوئی انکا ہاتھ بٹانیوالا ہو سات آٹھ مہینے تک وہ خیمہ مین زراعت پیشہ لوگون کے درمیان رہتے تھے اور اسطور پر مال کام کے متعلق تمام فروعی باتون سے وہ بخوبی واقف و ماہر ہوگئے تھے۔

مین جان لارنس سے عمر مین چھوٹا تھا اور جب اُسکے ماتحت پانی پت مین مقرر ہوا تو مجھکو صرف تین چار ص ۵۹
برس ہندوستان مین ملازمت کرتے گذرے تھے۔ پہلے پہل اپنے اعلیٰ افسر سے ملاقات کرنیکا حال مجھکو کبھی فراموش نہوگا کیونکہ اسکی معقول وجہین ہین۔ اب مین یہ کہنے کو تھا کہ وہ اُسوقت قمیص پہنے تھے لیکن مجھکو یقین نہین ہے کہ وہ اُس زمانہ مین قمیص پہنے ہون (میرے نزدیک وہ چپکن پہنے ہونگے) کیونکہ اُسوقت دلیسیون کا بڑا ہجوم تھا اُنکے رکھتے کتے پیرون کے پاس لیٹے ہوے تھے اور جان لارنس کچھ باتین کرتے اور کچھ سمجھاتے جاتے تھے یعنے یہ کہ وہ اُسوقت کچہری کر رہے تھے۔

مجھسے کچھ باتین کرنیکے بعد اُنھون نے خلاصتہً یہ ہدایت کی دو اب آپ اس نقشہ کیطرف دیکھیے۔ پانی پت کا ضلع نو تھانون مین منقسم ہے شمال مغربی کنارے کے یہ تین تھانے مع کرنال کی بھاری چھاؤنی کے مین آپ کو تفویض کرتا ہون۔ پولیس اور مال کا کام آپکے حوالے ہے۔ اس بات کا خیال رکھیگا کہ فوجی افسرون سے کوئی تکرار نہونے پائے۔ اگر آپ اُنکے ساتھ اچھا برتاؤ کرینگے تو وہ آپ کے ساتھ اخلاق سے پیش آئینگے۔ اگر آپ جرائم کا انسداد اور اپنے ضیعہ کی مالگزاری وصول کرسکے تو مین آپ کے کام مین دست اندازی نکرونگا۔ اگر آپ کو مجھسے مدد لینا ہو تو بلا تکلف میرے پاس چلے آیئے۔ آپ کے کُل تھانون کی رپورٹین آپکے پاس آئینگی۔ اُنکے بارے مین آپ جو کارروائی کیجیے فوراً مجھکو اطلاع ہو۔ چاہیے کہ زمینداروں پر سختی نہ کیجیے گا اسمین شک نہین کہ سرکار کی مالگزاری کا ادا ہوا واجب لازم ہے مگر سختی نہ کیجیگا بچھڑے کو وہی دودھ ملتا ہے جو گائے کے تھنون مین باقی رہجاتا ہے۔ کبھی کبھی آیا کیجیے گا اور مجھسے ملاقات کیا کیجیے گا"۔

الغرض لارنس نے اسطرح مجھپر اعتماد کیا اور مجھکو اپنی ذات پر بھروسہ کرنا سکھایا۔ سرکاری افسر بس اسوقت سے مین ہوا۔ مین نے اپنا کام لائق ترین معلم کی ماتحتی مین سیکھا اور اُسدن کو مین ہمیشہ شکرگزاری کے ساتھ یاد رکھونگا جسدن مین نوجوان مجسٹریٹ اور کلکٹر کا نائب مقرر کیا گیا تھا۔

جس ضلع کا حال اس شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا گیا ہے وہ دو سال کے قریب قریب (۱۸۳۴-۱۸۳۵ء) جان لارنس کے زیر انتظام رہا اور اس مدت کے بڑے حصہ مین بھی برٹش افسر سیاہ و سفید کے مختار رہے جب وہ اس ضلع مین وارد ہوے تھے تو یہان کا انتظام بہت خراب تھا کیونکہ جو افسر اُنکے پیشتر اُنکے عہدہ پر تھا وہ زیادہ لائق نہین تھا۔ علاوہ برین ۱۸۳۳ء و ۱۸۳۴ء کی خشکسالی سے اُسکے ایک حصہ کو نقصان پہونچا تھا چنانچہ جان لارنس بیان کرتے ہین کہ جو لوگ مفلس اور غیر مطمئن تھے اُنکو انتظام اور اطمینان سے رکھنا قسط بقسط اُنسے مالگزاری وصول کرانا اور ششماہی پشت سے جو عادتین اُنمین چلی آتی تھین اُنکو دور یا اقل درجہ کم کرنا جس بندوبست کا زمانہ منقضی ہوگیا تھا اُسکو از سر نو قائم کرنا اور ان سب کامون کے ساتھ عام انتظام اور اُسکی ترقی کرنا یہ کوئی سہل کام نہین ہے۔ اُنکے ماقبل افسر کے زمانے مین مالگزاری اکثر سکھون کے طریقہ سے بزور تیغ وصول کیجاتی تھی۔ سپاہی اور توپین بطور معمول کلکٹر کال کے ساتھ جایا کرتی تھین۔ جان لارنس کو یہ پسند نہ تھا اُنھون نے قصد کیا کہ بغیر سپاہیون اور توپون کے مالگزاری وصول کیجائے۔ ایک گانون جسکے گرد دیوار بنی تھی اور گڑھی کے طور پر تھا وہ اپنی شورہ پشتی کے لیے انگشت نما تھا۔ جان لارنس نے خاص اپنے پولیس کے لوگ لیکر رات کو اُسکا محاصرہ کیا۔ گانون سے جو جو راستہ چراگاہون کیطرف نکلکر گیا تھا ہر راستہ پر اُنھون نے چند آدمی مقرر کر دیے اور حکم دیا کہ صبح کو جو مویشی ادھر سے نکلے وہ گانون کیطرف پلٹا دیا جائے۔ پولیس نے حکم کی تعمیل کی اور چرواہون سے کہدیا کہ صاحب کا حکم ہے کہ جب تک مالگزاری ادا نہو جائیگی اُسوقت تک کوئی جانور چراگاہ کو جانے نپاویگا۔ چرواہون نے بکر بسہ کر جاکر شور و غل مچایا مگر کچھ نتیجہ نہ نکلا اس عرصہ مین مویشی اور بھوکے ہوے اور وحشت کرنے لگے آخر کو دیہات کے خاص خاص آدمی جمع ہوکر آئے اور صاحب سے ملاقات کرنیکی اجازت چاہی۔ اُنکی درخواست پذیرا ہوئی لیکن صاحب کو معلوم ہوگیا کہ معمولی عذر و معذرت کرنیکے سوا اور کچھ اُنسے ہونا نہین ہے کیونکہ اُنکے پاس روپیہ نہین تھا اور نہ وہ ادا کرسکتے تھے۔ صاحب نے کہا کہ اچھا ہم تم لوگون کو دو پہرے تک گانون سے جانیکی اجازت دیتے ہین اور اگر تم اپنے اپنے ذمہ کا واجب الوصول روپیہ لاؤ گے یا کسی مہاجن کا رقعہ لکھوا لاؤ گے کہ فلان دن تک روپیہ ادا ہو جائیگا تو اسمین خیریت ہے ورنہ مویشی جہان ہین وہانسے ہلنے نپاینگے۔ لوگون نے دیکھا کہ صاحب اسوقت غصہ مین ہین اسواسطے وہ واپس جاکر فوراً روپیہ لے آئے اور جو مویشی صبح سے بھوکے پڑے تھے اُنکو سہ پہر کے وقت تین بجے چراگاہون مین جانیکی اجازت ملی۔ اور اُس ضلع کے کسی حصے مین پھر مالگزاری وصول کرنیکی دقت نہین ہوئی۔ توپون سپاہیون بلکہ پولیس کی بھی حاجت نہین پڑی۔ یہ ایک اور قصہ سر رچرڈ ٹمپل نے مجھسے بیان کیا تھا اور اُس قصہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ افسر ضلع کی تبدیلی سے پانی پت کی کیفیت کیا بدل گئی تھی۔ جان لارنس کے پیشتر کا افسر جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون بد اطوارون

محیط نہین تھا جہان مالگزاری باقی پڑی تھی وہان جرمون کا بھی کثرت سے ارتکاب ہوتا تھا - اور جان لارنس نے یک قلم اصلاح کرنیکی جو کوشش کی اُس سے اُنکی تندرستی مین فرق آگیا - ایک روز اُنکا ہیلیبری کا ایک ساتھی جو اُسی نواح کے ایک ضلع مین کام کرتا تھا سوار ہوکر اُن کی ملاقات کو گیا اور اُنکو بستر علالت پر پڑا پایا - کسی شے مین اُنکی دلبستگی یا بیداری نہ پائی گئی باتون باتون جو بالکل اکطرفہ تھین اُنکے دوست نے حسب اتفاق یہ بیان ص ۱۱
کیا کہ ایک مقام پر جہان مین نے صبح کو اپنا گھوڑا بدلا تھا مجھکو ایک فقیر کی بنڈھی ملی اور مجھسے فقیر سے باتین ہونے لگین تو مین نے اُس سے پوچھا کہ اس علاقہ کی تازہ خبر کوئی ہو تو بیان کرو فقیر نے جواب دیا کہ وہان تازہ خبر تو یہی ہے کہ ہمارے صاحب چلے گئے ہر شخص کو اُنکا افسوس ہے کیونکہ کوئی لارنس صاحب اُنکی جگہ پر آئے ہین جو کچھ اور ہی ڈھب کے آدمی ہین" اور اسکے بعد وہ ایک خوفناک تصویر اس بات کی کھینچنے لگا کہ قواعد کا عملدرآمد کیونکہ کیا جاتا ہے بدمعاش لوگ کسطرح سزا پاتے ہین اور بقایاے مالگزاری کیونکر وصول ہوتی ہے - اس قصے کے بیان کرنے مین جان لارنس نے مجھسے کہا کہ اسطرح کے آدمی نے میری کوششون کی نسبت جو اس طرح کا خیال کیا تو یہ بات مجھپر نوشدارو کی تاثیر کر گئی اور اسیوقت سے مجھ مین اصلاح پیدا ہونے لگی - اسطور پر جان لارنس کے ہاتھ سے بخوبی تمام کام انجام ہونے لگا اور دیسی معلوم کرنے لگے کہ بادشاہی کسکی ہے - شام کیوقت اُنکا دربار ہوا کرتا تھا یعنی وہ اپنے خیمہ کے باہر نہایت ہی ڈھیلے کپڑے پہنکر بیٹھتا اور ہر وارد و صادر سے باتین کرتے تھے - ایک مرتبہ ایک معمر ہندوستانی رئیس جو بزعم خود بہت زمانہ دیکھ چکا تھا رات کو اُنسے یہ کہنے لگا کہ "آپ فرنگی لوگ بلا کے آدمی ہین - آپ کی قوم کے دو آدمی کوسون تک ملک کا انتظام کر رہے ہین - جب میری جوانی کے دن تھے تو ہم چار پانچ سوار ملکر اُسکے لوٹنے کو جایا کرتے تھے" پانی پت کے قیام کے زمانہ مین جان لارنس ہندوستانیون کی صحبتون اور سیر و تفریح مین اس کثرت سے شریک ہوا کرتے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنی آدمی زبان بھول گئے ہین - ایک نوجوان سویلین نے ایک مرتبہ دیہات کے دورہ مین عندالملاقات جان تھارنٹن سے کہا کہ جان لارنس نے مجھسے جو باتین کین اُنمین فارسی الفاظ اور اصطلاحات اسقدر مخلوط تھین کہ مین مشکل سے سمجھ سکا -

لیکن صرف ہندوستانی ہی اُنکے ہم جلیس نتھے اگر اُنکے پاس کوئی عمدہ گھوڑا یا کتا ہوتا تو اُنکو تنہائی کبھی نہین معلوم ہوتی تھی اور اس اعتبار سے وہ کبھی اپنے کو تنہا نہین رہنے دیتے تھے - اُس زمانہ مین اُنکی آمدنی قلیل تھی اور وہ اپنی ذات پر کبھی زیادہ صرف نہین کرتے تھے لیکن اگر کوئی عمدہ عربی گھوڑا اُنکے سامنے آجاتا تھا تو پھر یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ اُنکی آمدنی قلیل یا کثیر ہے - چنانچہ ایک مرتبہ کے قصے سے جسکو وہ خود بڑے شوق سے بیان کیا کرتے تھے اور جسکو سر ریچرڈ پالک نے مجھ سے بیان کیا ہے بخوبی اسکی تصدیق ہوتی ہے -

ایک دن ایک شیخ اُنکے صدر مقام مین چند گھوڑے لے آیا اور حسب قاعدہ کلیہ سب کے پہلے یہ کلکٹر اور
مجسٹریٹ صاحب ہی اصطبل مین پہونچے۔ ایک نفیس عربی گھوڑا جسکا نام چینڈا تھا بالتخصیص اُنکے پسند پڑا لیکن ص ۶۲
چونکہ اُسکی قیمت تین ہزار روپیہ طلب کی گئی اور مالک کسی تدبیر سے اُس قیمت کو کم کرنیوالا نہین تھا درحالیکہ
جان لارنس کی ساری پونجی دو ہزار تھی اسواسطے آخر کو مایوس ہوکر اُنکو واپس آنا پڑا۔ اثناء راہ مین اُنکو یہ خیال
گذرا کہ لاؤ ایک مرتبہ اور کوشش کر دیکھین اور مکان پر پہونچکر دو توڑے جنمین ہزار ہزار روپیہ بھرا ہوا تھا اُنھون نے
نکالے ایک کو گھی پر داہنی طرف اور ایک کو بائین طرف رکھا اور سیدھے شیخ کے پاس واپس آئے اُترتے
وقت اُنھون نے دونون توڑون کو خوب ہلا دیا کہ روپیون کی جھنکار شیخ کے کان تک گئی اور پھر ایک مرتبہ کہا کہ
یہ زر نقد مین آپکو دیسکتا ہون اس سے زیادہ میرے پاس نہین ہے۔ روپیون کی خوش آیند جھنکار سوداگر کے
لیے کافی تھی چنانچہ لارنس خوش خوش عربی گھوڑے کے مالک بنکر مکان کو واپس چلے آئے لیکن اب اُنکے
پاس ایک ٹکا بھی نہین رہگیا تھا۔

بہرحال یہ سودا کچھ برا نتھا ایک مرتبہ چینڈا نے اپنے مالک کی جان بچالی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جان لارنس
حسب عادت مستمرہ بڑی رات گئے دیہات سے چلے آتے تھے راستے مین ایک مقام پر اُنکا عربی گھوڑا یکایک
ٹھہر گیا اور اپنے مالک کو گردن تک اُچھال لایا۔ لارنس نے مہمیز کی گر چینڈا نے جنبش تک نکی اور جب جنبش کی
تو دور تک اپنے سوار کو پیچھے ہٹا لیگیا اور بڑی دور تک چکر لگا کر سمت مقصود کو چلنے لگا۔ رات تاریک تھی اور
لارنس جنھون نے اپنے گھوڑے کو یہ حرکت کرتے اسکے پیشتر کبھی نہین دیکھا تھا بہت متحیر ہوے۔ دوسرے روز
وہ پھر سوار ہوکر اُسی مقام کو گئے اور یہ دیکھکر نہایت خائف ہوے کہ وہ اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاے لیے ہوے یکایک
ایک زمین دوز تالاب کے کنارے پہونچگئے تھے جو تیس فیٹ کا گہرا تھا اس قسم کے تالاب اُس نواح مین کثرت
سے ہوتے ہین اگر ایک قدم اور آگے رکھا گیا ہوتا تو گھوڑا اور سوار دونون ہلاک ہو جاتے۔ اور اسکے بعد اکثر وہ
گھوڑے کے تیور دیکھکر اُسکی طرف توجہ کرتے تھے۔ اُسکی گول آنکھین باہر اُبھری ہوئی تھین اور جو شے انسان کو نہین
دکھائی دیتی تھی وہ فوراً معلوم ہوجاتی تھی۔ چنانچہ اُس اندھیری رات کو وہ عمیق خندق بھی گھوڑے کے پاؤن کے
متصل واقع تھی گھوڑے کو معلوم ہوگئی تھی۔ ایکبار ٹیٹرسال کے کارخانہ مین جب وہ ایک عمدہ گھوڑے کے
سر کا معائنہ کر رہے تھے تو کہا تھا کہ وہ یہ آنکھ اُسی طرح کی ہے جسنے میری جان بچائی تھی۔

ص ۶۳ عہدہ کلکٹری و مجسٹریٹی پانی پت جو اب تک صرف قائم مقامی کے لیے خالی تھا اب مستقل طور پر خالی ہوا
اور جان لارنس جنکی عمر اس بات کے لیے کم نہین خیال کی گئی تھی کہ وہ ایک قلیل تنخواہ پانیکی حالت مین ملک
کی بد انتظامی رفع کر سکینگے اب بد عملی رفع کرکے انتظام کر دکھانیکے بعد اس بات کے لیے کم عمر خیال کیے گئے

کہ وہ یہ کارروائی کرسکین اور مناسب تنخواہ پاسکین ۔ اور تکمیل مایوسی کے لیے اُنپر ایک اور سویلین کو ترجیح دی گئی
یہ صاحب ججی کے کام کو انجام کرنے مین قاصر رہے تھے اور جس عہدہ مین چندان دقت تھی اُس سے محروم
کر کے کلکٹری اور مجسٹریٹی پانی پت کے زیادہ دقت طلب عہدے پر مامور کیے گئے ۔ یہ ایک رنج کی بات تھی
لیکن گو جان لارنس نے اُسوقت جب وہ اپنے جوش کا اظہار کرنیکے قابل ہوے تو اظہار کیا بااینہمہ تمام
متعلقین کے لیے اس مایوسی کا اُنپر واقع ہونا بہتر ہوا ۔ پانی پت سے نکلکر جان لارنس نے اپنے اصلی عہدہ
اسسٹنٹ کلکٹر و مجسٹریٹ پر عود کیا اور ہندوستان کی ابتدائی پانچ سال کی کارروائی مین جو کچھ اُنھون نے دیکھا جو
کام انجام اور جو فائدہ حاصل کیا تھا اُسکو کئی برس کے بعد اُنھون نے خلاصۃً اسطور پر بیان کیا ہے ۔

مین نے اپنے عہد انتظام ضلع پانی پت مین سول افسر کے طور پر اپنی تربیت کی تکمیل کی ۔ اسمین شک نہین کہ
وہ کام بہت مشکل تھا مگر مجھکو کبھی ملال کی وجہ نہین ہوئی ۔ بعد کو جسطرح کے اور جیسے مشکل کام آئے سب اُس زمانہ کی
واقفیت سے سہل ہوگئے مین بڑے شہر اور زراعت کے بھاری ضلع کا انتظام کرنے مین بہت اچھی طرح واقف
و ماہر ہوگیا ۔ اعلیٰ ادنیٰ ہر قسم کے باشندگان ضلع سے میرا سابقہ رہا مجھکو اکثر جرائم پیشہ اشخاص سے واقفیت حاصل
ہوگئی اور اُنکے حرکات و سکنات سے بخوبی آگاہ ہوگیا مین نے اُس حصہ ہندوستان کی تمام زراعت پیشہ قومین یعنی
ہر ہر طرح کی اراضیات کی نوعیت زراعت ہندوستان کی حالتین نہرون اور آبپاشی کے کام رعایا کی حرکات و سکنات
اُنکے سوشیل دستورات اور خاص خاص صفتون سے بخوبی واقفیت حاصل کرنا سیکھ لی ۔ اس زمانہ مین مین نے
اراضیات دیہ کی تصریح اور تعین کی جنکی بابت پشتہا پشت سے جھگڑے چلے آتے تھے بندوبست مالگزاری کی ترمیم کی
ایصال مالگزاری کا اہتمام کیا خزانہ کا انتظام کیا بہتیرے مجرمون کا سراغ لگا کر اُنکے حق مین انصاف کیا پولیس کا انتظام
کیا اور اصل تو یہ ہے کہ مجسٹریٹ اور کلکٹر کے مختصر لقب کے ساتھ مین ایک طور کا مختار تھا جسکے گرد تمام ضلع کا انتظام گردش
کرتا تھا ۔ مین اپنی کثیر الاشکال خدمات کی انجام دہی مین جب کوئی اہم معاملہ ہوا تو موقع واردات کو اصالتاً معائنہ کرآیا ۔ ان ص ۶۴
تمام کامون مین سے اکثر کامون مین میرے مددگار متفرق تحصیلون کے تحصیلدارون کے سوا اور کوئی بھی نتھے ۔ علاوہ ان
فرائض کے جہانتک مجھسے ہوسکا مین نے مریضون کی تیمارداری بھی کی اُس زمانہ مین ڈسپنسریان (دوا خانے)
نتھین اور میڈیکل افسر کی سول خدمت صرف اسیقدر تھی کہ وہ جیلخانہ کو دیکھتا تھا ۔ اور جب دن بھر کا کام ختم کر چکتا تھا تو
ایک ہجوم خلائق مجھکو چارون طرف سے گھیر لیتا تھا یہ لوگ ہر قسم کے امراض مین مبتلا ہوتے تھے اور اُنکا علاج چاہتے تھے
بہتیرون کو مین اس خوف سے واپس کر دیتا تھا کہ مبادا اُن بیچارون کو کوئی ضرر نہ پہونچنے پائے ۔ دو برس کے قریب
میری یوہیہ سرگذشت یہ رہی اور قرب وجوار کے اضلاع مین میرے اور سویلین بھائیون کی بھی یہی کیفیت تھی ۔ ہمارا
نصف وقت خیمون مین گذرتا تھا اور ضلع کا ہر ایک حصہ ہمارے زیر اہتمام تھا ایک نہ ایک وقت مین قرار واقعی

اُنکا سامنا ہو جاتا تھا چنانچہ جب کوئی نیا واقعہ یا سنگین جرم وقوع مین آتا تھا تو ہم بہت صحت کے ساتھ اُسکے متعلقہ حالات مفصل اور مشرح طور پر دریافت کرسکتے تھے یہ بڑے خوشی کے ایام تھے۔ ہمارا وقت بالکل کامون مین صرف ہوتا تھا اور ہمارا کام اس قسم کا تھا جسمین ہماری تمام استعداد و ہمدردی اور قابلیت درکار تھی۔ کام کے مقابلہ مین ہمارے فوائد کم تھے لیکن جو تجربہ اور ناموری ہمنے حاصل کی وہ آخری ایام مین ہمکو بہت سودمند ہوئی۔ ان ایام مین مجھکو انگریزی صحبت مین شریک ہونیکا بہت کم اتفاق پڑتا تھا کیونکہ مین دیکھتا تھا کہ اُن صحبتون مین شریک ہونا اور پھر اپنا کام بھی کرنا یہ دونون باتین ایک وقت مین ناممکن ہین چنانچہ مین سوا اُس صورت کے جبکہ کوئی بڑی ضرورت کا کام ہوتا تھا چھاؤنیون مین بہت کم جاتا تھا اور اگر جاتا بھی تھا تو بطور قاعدہ کلیہ ایک ایک دن سے زیادہ نہین رہتا تھا۔ اُن دنون مین بہت سے عجیب عجیب واقعات پیش ہوئے اور کئی مرتبہ میری جان خطرہ مین پڑ گئی اور بعض اوقات تو جان پر آبنی لیکن اپنی خوش قسمتی اور ہوشیاری کے ساتھ انتظام کرنیکی وجہ سے مجھکو اُن سب باتون مین کامیابی حاصل ہوئی۔

آخر مین جو یہ صاف کلمات بیان کیے گئے ہین وہ بہت مذبذب ہین اُنسے خیال تو پیدا ہوتا ہے مگر اطمینان نہین ہوتا ہے۔ مجھکو ان دونون باتون کے معلوم کرنیکی بہت عمدہ وجہین ہین کیونکہ جان لارنس کے قدیم دوستون نے تحریرًا اور تقریرًا بھی مجھسے بیان کیا ہے کہ جب وہ پہلے پہل ہندوستان سے رخصت لیکر ولایت مین آئے تو وہ خفیۃً قتل ہونے دریا مین ڈوبنے اور درندون سے ہلاک ہونے کے متعلق صدہا قصے دریا سے تواج کیطرح بیان کیا کرتے تھے کہ مین ایسے ایسے موقعون پر بال بال بچگیا اسکے علاوہ بہت سے مجرمون کے ہلاک کرنے کثرت سے مویشیون کے چوری جانے ہنگامون اور حملون ڈکیتی اور قتل اور ٹھگون اور ڈکیتون اور اپنے مرغوب الطبع کتّون اور گھوڑون کے بارے مین اکثر قصے بیان کیا کرتے تھے جو خاص اُنکے تجربہ اور واقفیت کے متعلق تھے۔ اور پھر اسکے کئی برس بعد جب وہ اپنے نزدیک نوکری سے کنارہ کش ہو چکے تھے اور سوتھ گیٹ یا پرانکٹ ہال مین بچون کا ایک بڑا بھاری کنبہ مجتمع ہوتا جاتا تھا تو یہ معمول تھا کہ شب یکشنبہ کو کوئی نہ کوئی عجیب غریب قصہ بیان کیا جاتا تھا اور لڑکے اسکو سنتے تھے۔ وہ قصہ شروع کرنیکے قبل ہمیشہ یہ پوچھا کرتے تھے کہ "شکار رہزنی یا قتل عمد کس چیز کا قصہ تم لوگ سننا چاہتے ہو"۔ لڑکے اُس ہیبتناک خواہش کے ساتھ جو اُنمین ایک افسوسناک مسرت اور ضعیفون اور معصومون مین ایک عجیب تاسف پیدا کرتا ہے علی العموم قتل کے قصہ کو سب سے پہلے پسند کرتے تھے۔ لیکن اُن کے پاس ہر طرح کے قصون کا ایک بہت بھاری ذخیرہ جمع تھا جسمین سے وہ ایک نہ ایک منتخب کر لیتے تھے۔ ص ۶۵

بدقسمتی سے نہ تو اُنکے ابتدائی ایام مین جب بہت کم لوگ اس بات کا خیال کرتے تھے کہ وہ کوئی بڑے نامآور ہونگے اور نہ آخری ایام مین جب وہ اس مرتبہ کو پہونچ چکے تھے کسی شخص کے دل مین گذرا

کہ ان قصون کو قلم بند کر لے اور اس سبب سے اکثر قصے نیست و نابود ہوگئے اور اب اہل جہان کو معلوم نہین ہو سکتے لیکن مین نے سنا ہے کہ ضلع دہلی اور دوآبہ جالندھر کے پیر انہ سال لوگ ابتک ذکر کیا کرتے ہین کہ دیہات کے کنوون کے پاس بیٹھکر وہ کیسے کارہاے نمایان اور دانشمندی کی باتین کہا کرتے تھے اور اپنے پوتون اور نواسون وغیرہ سے یہ سب باتین کہتے ہین پس عجب نہین ہے اگر یہ سلسلہ آئندہ نسلون تک بھی جاری رہے اور انکی اقبال مندی اور کثرت کے ساتھ ان قصون کی ترقی ہو اور صدہا برس کے بعد شمالی مغربی حصہ ہندوستان کے جان لارنس کی ذات سے وہ فائدہ پہونچ سکے جو ٹر ڈلس اور جونٹس یا تہاز اور اوڈن کی ذات سے شمالی یوروپ کے مغموم اور غمگین باشندون کو پہونچا ہے - اور مشرقی گیتون اور قصون مین جہان گذشتہ زمانے کے بڑے بڑے بہادرون یعنی زال ورستم و سلیمان اور اسکندر ذوالقرنین کے نام یادگار ہین وہان انکا نام بھی ابتک قائم رہے - کیا خوب ہوتا اگر وہ لوگ بھی جنکے نام اسطور سے ابتک یادگار ہین اس یادگاری کے ایسے ہی مستحق ہوتے یعنی ایسے کامون سے انکی شہرت ہوتی جنکے لیے کوئی نادم نہو سکتا اور جنکے واسطے کوئی انسان بدتر نہ کہلاتا مگر بہت اکثر کہلاتے -

اگر جان لارنس مین اسقدر تحمل ہوتا کہ وہ اپنا روزنامچہ لکھتے جاتے تو انکے ان ابتدائی ایام کے سوانح کیا ہی عجیب و غریب ہوتے - لیکن خوش قسمتی سے اس زمانہ کے روزنامچون اور چٹھیون کا موجود نہونا اس امر کا باعث نہین ہے کہ انکے حالات انکے ہموطنون سے بالکل ضایع ہوگئے ہون - جب بعد وفات حضرت رسول عربی ایک سورہ کے معنی اور ایک حدیث کے واجب العمل ہونے نہونے کے مباحثات پیدا ہوے اور استخوان شانہ گوسفند یا استخوان صدف یا لکڑی کے ٹکڑون یا درختون کے پتون سے جن پر وحی پاک ابتدا مین لکھی جاتی تھی کوئی جواب نہ مل سکا تو مومنون کے سینون کیطرف رجوع کیا گیا اور وہان ایک خاطرخواہ جواب یا قابل اطمینان وجہ ہمیشہ دستیاب ہوگئی - اسی طرح مختلف مقامات کے معتبر اشخاص سے جس کدوکاوش کے ساتھ مین نے ص ۶۶
جان لارنس کے حالات دریافت کیے ہین کہ سکتا ہون کہ اسی مستعدی سے انھون نے بھی بلا تکلف بہم پہونچا دیے - منٹگمری اور کرنسٹ ٹریویلین اور ریکس تھارنٹن اور پاکٹ اور انکے دوسرے ابتدائی دوستون کے سینون انکے اہل و عیال کی یادداشتون اور انکے آخری ایام قیام انگلستان مین جو بہت سے لوگ انکے دوست ہوگئے تھے اور انکی جان نثار لیڈی سکرٹری سے بھی بہت کچھ مین نے انکی ابتدائی تاریخ اور زیادہ اولوالعزمی کے زمانے کی باتین متفرق طور پر جمع کین اور ان باتون اور انکی گفتگو سے جو مجھکو ابتک یاد ہے اور اسکے علاوہ پانچ چھ قصے جو انھون نے اپنی شادی کے تھوڑے ہی دنون بعد اپنی ہر وقت کی مستعد اور ایماندار معتمد کی املا سے لکھے تھے تھوڑا بہت احوال مجرمون کے پیچھے خطر سراغ رسان شیر افگن اور قوت و ہمت اکثر پایا

اور مہربانی شکار اور کچہری کے دیو کا (جو اُس زمانہ مین جان لارنس کی کیفیت تھی) بیان کرسکونگا۔

ذاتی شجاعت موٹی ظرافت اور مظلومون کی فریادرسی

کے قصے جسقدر آنکو معلوم تھے اسقدر سامسن ہرکیولس میلو آف کھران مین سے کسیکو بھی معلوم نہونگے۔ قوت جسمانی کے اعتبار سے وہ ہرکیولس کے مشابہ تھے چنانچہ مسٹر اوُلنر نے آدھے دھڑ کی عمدہ شبیہ اور مسٹر واٹس نے جو یادگار تصویر آنکی بنائی ہے اور جنکی نسبت یقین ہے کہ کسی نہ کسی روز وہ قومی پلک ہوجائین اُنسے ایسے لوگون کو جنھون نے جان لارنس کے دیکھنے کا موقع نہین پایا ہے بخوبی یہ حال معلوم ہوسکتا ہے۔ قوت جسمانی بلند قامتی جسم کی پھرتی جو صفات ہر مقام پر آثار قوت تصور کیے جاتے ہین ہندوستانیون پر عام اس سے کہ وہ ناتوان بنگالی ہون یا کرارے سکھ یا بے رحم افاغنہ مگر انکا اثر سب پر زیادہ پڑتا ہے۔ بنگالیون مین بذات خاص یہ اوصاف نہین ہین پس وہ اگر تعریف کرسکتے ہین تو دوسرے اشخاص مین ان صفتون کو دیکھکر تعریف کرسکتے ہین مگر سکھ اور افاغنہ جو خود ان صفتون سے متصف ہین اُنسے کبھی اس قدردانی مین کوتاہی نہوگی۔ اور جب ان قدرتی صفتون مین وہ اخلاقی اور دماغی اوصاف بھی جو صراحتاً اکثر ہندوستانی اقوام مین نہین پائے جاتے موجود ہون مثلاً یہ کہ قول وفعل مین صداقت اور عملی طور کی نیکی اور اسطرح کی فراست جو محض چالاکی ہی پر محمول نہو بلکہ اسمین صدق مقصد بھی پایا جاتا ہو اور انجام فرائض اور محنت شاقہ مین کمال غلو شامل ہو تو اسمین شک نہین کہ ان صفتون کا رکھنے والا ملک مین بڑا صاحب اختیار ہوگا۔ جس جہاز پر جان لارنس سوار ہوکر پہلے پہل روانہ ہندوستان ہوئے تھے اُس پر باوصف اس امر کے کہ بحری امراض کی وجہ سے وہ ضعیف ہوگئے تھے ایک توپ کے گولہ کو جو اُنکے ہمسفرون مین کسی سے اُٹھائے نہین اُٹھتا تھا ایک ہاتھ سے سیدھا اُٹھا کر آنکو متحیر کیا کرتے تھے اور جسوقت وہ جوش مین ہوتے تھے تو معلوم نہین کہان کی طاقت اُنمین پیدا ہوجاتی تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رات کے وقت کسی ہندوستانی گانون مین آگ لگ گئی۔ لوگون نے آگ بجھانے کی بڑی بڑی کوششین کین مگر کچھ فائدہ نہوا۔ ایک بڑھیا کے پاس اُس حالت مین ایک غلہ کا بھرا ہوا بورا تھا۔ مال ومتاع دنیا سے سوائے اسکے اور کچھ وہ نہین رکھتی تھی اور جب اُسنے دیکھا کہ نہ میرے اور نہ میرے متعلقین مین سے کسیکو اسقدر جرأت ہوسکتی ہے کہ اسکو اُٹھا لیجائے تو وہ اُسیطرح بورے پر جاکر بیٹھ رہی اور جسطرح قدیم رومی سپاہی ہوراشیو نے اپنے دل مین یہ ٹھان لیا تھا کہ بتون کے ساتھ ہماری جان ہے اُسیطرح اس بڑھیا نے بھی قصد مصمم کرلیا تھا کہ اگر بورا جلا تو اسکے ساتھ مین بھی اپنے کو ہلاک کردونگی۔ جان لارنس جو عین اس موقع پر آتے تھے اور جن مین اسوقت ایک عجیب قسم کا زور پیدا ہوگیا تھا سامسن کی طرح لپک کر بورے پاس جا پہونچے اور جسطرح سامسن نے دروازہ غزا کو اُٹھا لیا تھا اُسیطرح جلتے ہوے مکان سے اسکو اُٹھا کر اتنے فاصلے پر لاکر رکھدیا

جہان آگ پہونچ نہین سکتی تھی ۔ جب بڑھیا نے دیکھا کہ اُسکا بورا بچگیا تو وہ اپنی جان بچانے پر بھی راضی ہوگئی
اور جہان لارنس جب دوسرے دن اس مقام پر گئے اور بورے کو آزمایا تو ہرگز اُنکے اُٹھائے اُٹھ نہ سکا
لیکن یہ قصے صرف اُنکی جسمانی قوت ظاہر کرتے ہین ۔ ذیل مین ایک قصہ جو بیان کیا جاتا ہے اُس سے
کچھ اور حال بھی ظاہر ہوگا ۔

عہدۂ کلکٹری دہلی پر مقرر ہونے کے تھوڑے ہی دن بعد بیرونجات کے ایک مفسد ہندوستانی رئیس
نے جو ایک ریگستانی حصہ ملک مین رہتا تھا اپنی مالگزاری ادا کرنے سے انکار کیا ۔ جان لارنس ایک اردلی
کو ہمراہ لیکر (کیونکہ وہ ایک سے زیادہ بہت کم ساتھ رکھتے تھے) اس نیت سے علی الصباح اُسکے گانون کو
جو تقریباً تیس میل کے فاصلہ پر تھا سوار ہوکر روانہ ہوے کہ پہلے اس سے مالگزاری کا مطالبہ کیا جاے اور
اگر اسطرح نہ وصول ہو تو بجبر وصول کیجاے ۔ اس گانون کے گرد حصار بنا ہوا تھا پھاٹک بند تھے اور کسیطرف
کا راستہ کھلا ہوا نہ تھا اور آنکی قوت بھی اندر کی راہ نکالنے مین کار آمد نہین ہوسکتی تھی ۔ اب اس صورت مین وہ
کیا کرتے ۔ اگر واپس چلے جاتے تو وہ بمنزلہ اسکے تھا کہ اپنی شکست کے مقر ہوتے اور اسمین گرد و نواح
کے اور ہندوستانی رئیسون کو اُسی طرح کی شورہ پشتی کرنیکا حوصلہ ہوتا ۔ علاوہ برین جیٹھ بیساکھ کی گرمی تھی ۔ نہ
کوئی شے کھانے کی تھی نہ حفاظت کا کوئی مقام تھا چہار دیواری کے اس پار بجز ایک سوکھے ببول کے درخت
کے اور کوئی چیز سایہ دار بھی نہین تھی پھر تیس میل کے اندر کوئی سرکاری سپاہ بھی نہین تھی ۔ اُنھون نے اپنے
اردلی کو ایک رقعہ کے ذریعہ سے فی الفور دہلی کی طرف روانہ کیا اور اُسکے ذریعہ سے چند توپین طلب کین
اور خود صدر پھاٹک کے سامنے درخت ببول کے سایہ مین جا بیٹھے ۔ اس جرأت کو دیکھیے کہ تن تنہا ایک
مستحکم مقام کا محاصرہ کرکے اُسکو دھمکی دی ۔ ہندوستان مین دنکو دھوپ کی جو شدت ہوتی ہے اُسنے اپنا کام
تمام کیا اکتام ہونے لگی مگر توپین ابتک نہ پہونچین اور ثابت قدم کلکٹر اُسی طرح اپنی جگہ پر بیٹھا رہا ۔ آخر کو ایک قریب صح
کے گانون کا رئیس آیا اور عرض کی کہ اگر صاحب کی مرضی ہو تو مین رعایا کے مطیع کرنے مین مدد دون ۔
جان لارنس نے جو اس بات سے واقف تھے کہ مثل اور مقامات کے ہندوستان مین بھی روسا کے آپس مین
رشک و حسد بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے اُسکے التماس کو جس قابل تھا اُسکے مطابق قبول کیا ۔ جان لارنس
کے مستقل ارادہ کے ساتھ اس سپاہ کے سامنے آتے ہی سرکش سردار نے اطاعت قبول کرلی مالگزاری
کے سوا اُسکو جرمانہ بھی دینا پڑا کلکٹر صاحب مظفر و منصور دہلی کو واپس آے ۔ نہ ایک قطرہ خون کا گرا اور نہ
یہ خبر جبسے اکثر دلیسیون مین خوف طاری ہوتا تھا لوگون مین پہونچنے پائی کہ توپین آتی ہین ۔
اسکے کئی برس بعد جب کلکٹر دہلی کے عہدہ سے ترقی پاکر جان لارنس چیف کمشنر پنجاب مقرر ہوے

اور دہلی کو باغیون کے ہاتھ سے پھر فتح کیا تو اُن باغی سردارون کی ایک فہرست جنکی نسبت سزاے موت کا حکم صادر ہوا تھا اُنکے دستخط کے لیے پیش ہوئی۔ اس فہرست مین سب سے اول اُس گوجر رئیس کا نام تھا جسنے بیس برس پیشتر عین وقت پر اُنکو مدد دی تھی اس نام کو دیکھکر اُنکو خیال آگیا کہ یہ ہمارا مددگار تھا چنانچہ اُنھون نے اُسکا نام فہرست سے نکال کر اُسکی جان بخشی کی۔ یہ حالات تو ہمنے اس بات کے دکھانیکو بیان کیے کہ جَانْ لَارِنْسْ نے اپنے ضلع کے شورہ پشت زمیندارون کا کیا انتظام کیا تھا۔ اب ایک قصہ اِس بات کی تشریح کے لیے بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کس طریقہ سے مختلف درجہ کی ہندوستانی صحبتون مین جرائم کا پتہ لگاتے تھے۔ مین ابھی اس امر کو بیان کر چکا ہون کہ دہلی مین جرائم پیشہ اشخاص کس کثرت سے رہتے تھے اور مین نے اس بات کے ظاہر کرنیکی مین بھی کوشش کی کہ گذشتہ سَو برس سے کون کون حالتین اُنکو یہان لے آئین اور کیونکر اُنکے جرائم معاف ہوے یہ قصہ جو مین ذیل مین بیان کرونگا منجملہ اُن چار پانچ قصون کے ہے جنکو جَانْ لَارِنْسْ کی میم صاحبہ نے اپنے شوہر کے بتلانے سے موسم بہار ۱۸۴۵ء مین اپنے بچون کے خوش کرنیکو دہلی مین لکھا تھا۔ اس قصہ کو مین پورا پورا بیان کرتا ہون جس سے ظاہر ہوگا کہ جسطرح جَانْ لَارِنْسْ کام کرنے مین استعداد اور فراست رکھتے تھے اُسیطرح قصہ گوئی مین بھی اُنکو کمال تھا۔

دو بھائیونکا احوال

جب مین ضلع پانی پت واقع ممالک مغربی و شمالی ہند کا مجسٹریٹ تھا تو مجھکو یاد آتا ہے کہ ماہ جون ۱۸۳۵ء مین قتل عمد کی ایک واردات وقوع مین آئی۔ اس مقدمہ سے مجھکو ایسا تعلق رہا کہ اتنے برس گذر جانے کے بعد بھی اسوقت مجھکو کل مقدمہ کے حالات اسطرح یاد ہین کہ گویا کل کی بات تھی۔ جس رات کا یہ سانحہ ہے اُس شب کو بڑی گرمی تھی اور مین نے اپنا پلنگ بنگلہ کے باہر میدان مین بچھوایا تھا ہندوستان مین یہ عام دستور ہے کہ جب شب کو گرمی زیادہ ہوتی ہے اور موسم خشک ہوتا ہے تو لوگ رات کو باہر ہی رہتے ہین۔ اور اہل یورپ کے نزدیک یہ دستور چاہے جسقدر خطرناک ہو مگر ہندوستان مین اسکا مطلق لحاظ نہین کیا جاتا۔ مین مکان کے اندر اپنے کپڑے اُتار چکا تھا اور شب خوابی کا لباس جو اس حصہ ہندوستان مین پورا جوڑا ہوتا ہے اور سر سے پیر تک سب جسم کو ڈھانکے رہتا ہے پہنے ہوئے پلنگ کی طرف جا رہا تھا۔ آگے آگے میرا بوڑھا بیرا تھا جو ہاتھ مین موم کی بتی لیے چلا جاتا تھا۔ اتنے مین میرا خانساماں جسکا نام علی خان تھا گھبرایا ہوا آیا اور لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے بیان کیا کہ حضور مین ابھی شہر کیطرف جاتا تھا راستہ مین حضور کی کوٹھی کے قریب مین نے دیکھا کہ ایک خون ہوگیا ہے۔ خانساماں کے اس بیان پر پہلے تو مجھکو شک ہوا مگر جب اور باتین پوچھین تو مجھکو یقین ہوگیا کہ بیشک یہ معاملہ سچ ہے۔ علی خان نے بیان کیا کہ مین رات کا کام ختم کرکے اپنے گھر کو شہر مین جاتا تھا راستہ مین کچھ فاصلہ پر مین نے دیکھا کہ بہت سے لوگ جمع ہین اور آپسمین کچھ دنگہ ہو رہا ہے۔ مجھکو دہشت معلوم ہوئی اس سبب

ص ۶۹

مین علیحدہ جا کر دیکھنے لگا کہ کیا ہوتا ہے۔ تین چار آدمیون نے ایک آدمی کو اُٹھا کر دے مارا اور اُسکا گلا کاٹ ڈالا بعد اُس کے وہان سے چلدیے۔ یہ دیکھکر مین فوراً یہان دوڑا ہوا چلا آیا کہ حضور کو اس سے آگاہ کرون۔ یہ سُنکر مین نے کہا کہ "اے پاجی تو نے دوڑکر اُسکی مدد کیون نہ کی"۔ علی خان نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی ہتیار نتھا اور اس سبب سے کوئی مدد نہ لیسکا۔ اگر مین شور وغل کرتا تو وہ مجھکو بھی مار ڈالتے۔

یہہ سُنکر مین نے فی الفور اُسکو تو گارڈ کے سپاہیون کو بلانے بھیجا اور بیرا سے کہا کہ تو میرا تمنچہ لے آ اور مین خود اُسکے ہاتھ سے بتی لیکر وہی شبخوابی کے کپڑے پہنے ہوے اُس رخ دوڑا جدھر خانساماں نے پتہ دیا تھا۔ وہان پہنچکر کیا دیکھتا ہون کہ لاش اوندھی پڑی ہے۔ خون مین شرابور اور زخمون سے چور چور ہے۔ چہرہ پہ ہر طرف سے زخم لگے ہوے ہین اور گوشت تک کٹ گیا ہے۔ سر دھڑ سے قریب قریب بالکل جدا ہے اور ہاتھ اور بازو اور ٹانگین بھی زخمون سے بالکل چور ہین۔ لاش کو جو ابتک گرم تھی مین جھک کر دیکھنے ہی کو تھا کہ اتنے مین یکایک ایک جھونکا ہوا کا آیا اور بتی خاموش ہوگئی۔ مین نے دیکھا کہ جب تک مدد نہین پہونچتی ہے اسوقت تک کچھ نہین ہوسکتا ہے اسواسطے مین بیٹھ گیا۔ چند لمحے کے بعد جو مجھکو اضطراب مین ایک گھنٹہ کے برابر معلوم ہوے مین نے دیکھا کہ میرا بیرا تمنچہ لیے ہوے دوڑا آتا ہے۔ معلوم ہوتا تھا کہ بڑے میان کو ڈر لگتا تھا کیونکہ چند قدم آگے چلکر وہ ٹھہر جاتا تھا اور پیچھے دیکھ دیکھکر زور زور سے گارڈ کو پکارتا تھا۔ باینہمہ میرے آواز دینے پر اُسمین کچھ ڈھارس آئی اور دوڑا ہوا میرے پاس چلا آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد گارڈ کے کچھ لوگ مشعلین اور فلیتے لیے ہوے آئے۔ لیکن نہ وہ پورے ہتیار لگائے تھے اور نہ پوری وردی پہنے ہوے تھے۔ اب چاندنی نکلنے صح اور مہتاب کی روشنی پھیلنے لگی۔ اس سے ہمکو بہت مدد پہونچی۔ سب سے پہلے ہم نے زمین کا حال دریافت کرنا شروع کیا اور چونکہ مٹی نرم اور ریتیلی تھی اس سبب سے تھوڑے ہی فاصلہ پر جاکر بآسانی قاتلون کا پتہ لگ گیا۔ ہندوستان مین انسان خواہ جانور کے نقش قدم سے پتہ لگانا بڑی آسان بات ہے۔ اور مجھکو اس فن کے ایسے ایسے کامل لوگ معلوم ہین جو صدہا میل تک پتہ لگا سکتے ہین حالانکہ جو شخص اس فن سے ماہر نہو وہ کچھ تمیز نہین کر سکتا۔

ایک مرتبہ مین اہل دیہات اور ارباب پولیس کی ایک جماعت کے ساتھ چند ٹھگون کے تعاقب مین جاتا تھا جنھون نے اُسکے پیشتر کی رات کو پانچ مسافر قتل کر ڈالے تھے۔ زمین سخت تھی اور گھانس مین ڈھکی ہوئی تھی اور مجھکو جابجا یہ تو معلوم ہوا کہ یہان کسی لڑائی یا جھگڑے کے ہونیکی علامتین پائی جاتی ہین لیکن سواے اُسکے اور کچھ نہ معلوم ہوا باینہمہ جو لوگ ہمارے ساتھ تھے اصل موقع پر کافی تحقیقات کرنیکے بعد کئی میل تک نشانات کا پتہ لگاتے چلے گئے راستہ مین اُنھون نے مجھسے بیان کیا کہ جو جماعت اسطرف سے گئی ہے اُسمین اسقدر مرد عورتین لڑکے اور جانور تھے اور مقام حیرت یہ ہے کہ دوسرے روز جب وہ لوگ گرفتار ہوے تو معلوم ہوا کہ سراغ رسانون نے جو کچھ کہا تھا حرف بحرف صحیح ہے۔

المدعا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مقتول اپنے گھر سے جو شہر مین تھا میری کوٹھی کو آتا تھا وہ تن تنہا چلا آتا تھا کہ ایک مقام پر بہت سے آدمیون نے ملکر یکبارگی اُسپر حملہ کیا وہ کچھ دور تک بھاگا مگر ایک آدمی دوڑ کر اُسکی سدِ راہ ہوا اور باقی ماندہ لوگون کیطرف اُسکو پھیر دیا۔ یہان وہ کچھ دیر تک لڑتا رہا بعد اُسکے مارا گیا۔ ہمنے دو تین سو گز کے فاصلہ تک سراغ لگایا اور اتنی دور مین ہمنے ایک جوتا مقتول کا اور تین جوڑے اور لوگون کے ایک کاٹھی تلوار کی اور دو لاٹھیان جو تلوارون سے کٹ کٹ گئی تھین اور خون سے آلودہ تھین ڈھونڈھ نکالین ۔

اب بارہ[۱۲] بجے چاندنی خوب کھلکر نکل آئی ہوا خنک تھی اور ہم سب لوگ لاش کے گرد جمع تھے۔ مین نہایت ہی مضطرب تھا کیونکہ ہم لوگون کی تحقیقات کا کوئی نتیجہ نہین نکلا اور نہ قاتلون کا ٹھیک پتہ لگا۔ اور زخمون کی کثرت سے مقتول کا چہرہ ایسا بگڑ گیا تھا کہ اُسکی قومیت اور پیشہ ہی کا دریافت کرنا دشوار تھا۔ نام و نشان معلوم ہونا تو اور بھی مشکل بات تھی ۔ میرے وقت مین قتل عمد کے بہتیرے مقدمے ہو چکے تھے لیکن اس مقدمے سے میری عقل چکر مین آگئی تھی۔ جسوقت مین خیال کرتا تھا کہ میری کوٹھی سے چند گز کے فاصلے پر ایک آدمی مار ڈالا گیا اور قاتلون کا پتہ نہ لگا تو میرے کلیجہ مین ہوک اُٹھتی تھی ۔

مین ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور سپاہیون کو حکم دیا کہ مقتول کا چہرہ صاف کر کے غور کرو کہ وہ کون شخص اور کس فرقہ کا آدمی ہے۔ سب سے بھاری مشکل یہ تھی کہ اُسکے جسم پر سواے ایک دھوتی کے اور کچھ نتھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اس شب گرمی تھی اسوجہ سے مقتول لنگی ہی باندھے ٹہل رہا تھا (یہ دستور اس ملک مین ازا علیٰ تا ادنیٰ عموماً ہر درجہ کے لوگون مین جاری ہے)۔ اتنے مین گارڈ کے ایک آدمی نے جو کلکٹری کی کچہری پر تعینات تھا مقتول کا چہرہ مل کر صاف کرنیکے بعد کہا کہ "ارے یہ تو میرا ساتھی رام سنگھ ہے۔ مجھکو یقین ہے کہ یہ وہی ہے کیونکہ مین اُسکی سو چھون کے خم کو خوب پہچانتا ہون وہ ابھی کل رات کو میرے ساتھ حقہ پی رہا تھا"۔ دیر تک بحث و مباحثہ رہنے کے بعد اکثرون کی راے یہ قرار پائی کہ یہ رام سنگھ کی لاش ہے۔ گو بعضون کو ابتک شک تھا۔ باانیہمہ اس بات پر سب کے سب متفق ہوے کہ رام سنگھ مفقود الخبر ہے اور یہ لاش اُسی کے قد کے برابر معلوم ہوتی ہے۔ ہمنے یہ فرض کر کے کہ لاش رام سنگھ کی ہے اُسکے قاتلون پر قیاس دوڑانا شروع کیا ۔ صل ۲

مین نے کہا "اُسکے قاتل چاہے جو لوگ ہون مگر یہ صاف ظاہر ہے کہ اُنھون نے کینہ کشی سے مارا ہے ورنہ لاش اسطرح سے پارہ پارہ نہوتی"۔ ایک شخص کے مُنھ سے نکلا کہ "جس شخص نے رام سنگھ کو دوڑ کر پکڑ لیا اور اُسکو روکا وہ بڑا دوڑنے والا ہوگا کیونکہ رام سنگھ نہایت ہی تیز اور چالاک تھا"۔ دوسرا بولا "مین دیکھتا ہون کہ ایک جوتے مین نعل لگے ہین اور اسکی حاجت اُسی شخص کو ہوتی ہے جو ہمیشہ دوڑا کرتا ہے"۔ یہ سنکر مین غور کرنے لگا کہ دوڑنے والون کی ذیل مین کون شخص داخل ہو سکتا ہے۔ یک بیک میرے دل مین خیال گذرا کہ ملک مین پیادے لوگ ڈاک لیجاتے ہین چنانچہ مین نے

لوگون کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ ڈاک والے بڑے دوڑنے والے ہوتے ہین۔ انہین سے کسی شخص کے ساتھ تو اُس سے عداوت نہین تھی۔ ایک سپاہی نے یہ سنکر فوراً جواب دیا کہ "رام سنگھ کا ایک بھائی بلرام سنگھ تھا جو ڈاک والون مین نوکر تھا اور مین نے سنا ہے کہ رام سنگھ نے بلرام سنگھ کی بی بی سے آشنائی کی تھی"۔ دوسرے نے کہا کہ "اجی یہ کیا جانیے کب کی باتین ہین بلرام انکو خوب جانتا تھا۔ سواے اسکے یہ کب ہوسکتا تھا کہ اس بات کے لیے بلرام اپنے بھائی کو مار ڈالتا"۔ اب اس بات کا بیان کرنا بالتخصیص ضرور ہے کہ جاٹ فرقہ کے لوگون مین جسمین یہ دونون بھائی بھی داخل تھے ایسے تعلقات اکثر ہاکرتے ہین گو وہ ہماری نگاہ مین کیسی ہی عجیب کیون نہ معلوم ہون۔ اُن لوگون مین دستور ہے کہ جب بڑا بھائی مرجاتا ہے تو چھوٹا بھائی کو اسکی شادی ہوچکی ہو بیوہ کے ساتھ رہتا ہے۔ چنانچہ اسوجہ سے ایسے ناجائز تعلقات پر جو رام سنگھ اور اسکی بھاوج کے درمیان پائے جاتے تھے نہ تو انمین چندان خیال کیا جاتا تھا اور نہ ہم لوگون کے قیاس کے موافق انکی بابت تنبیہ کیجاتی تھی۔

گو یہ بات مین خوب جانتا تھا لیکن مجھکو فوراً اطمینان ہوگیا کہ آخر کو ہمنے پتہ لگا لیا۔ چنانچہ مین نے بڑا حصہ سپاہیون کا کوٹھی کو واپس کر دیا اور یہ حکم دیکر کہ ایک گھوڑا میرے لیے بھیجدیا جاتے مین خود سراغ لگانے نکلا۔ ہم فوراً شہر کو جو یہان سے نصف میل کے فاصلے پر تھا روانہ ہوے اور بلرام کے گھر کی طرف چلے۔ یہان ہمکو اسکی زوجہ ملی اُسنے بیان کیا کہ آج مین نے اپنے شوہر کو نہین دیکھا شاید وہ چوکی پہ ہوگا بھائی البتہ شام کو آیا تھا۔ میرے ساتھ کھانا کھاکر دس بجے شب کے قریب گھر سے گارڈ کو چلا گیا۔ اس عورت نے یہ بھی بیان کیا کہ جب رام سنگھ میرے پاس تھا تو ایک اور ہرکارہ جو میرے شوہر کا دوست ہے اسکو پوچھنے آیا تھا لیکن اسکو گھر مین نہ پاکر اُسوقت واپس چلا گیا۔

یہان سے مایوس ہوکر ہم ڈاک خانہ کی طرف چلے احاطہ مین پہونچکر کیا دیکھتے ہین کہ بہت سے ہرکارے زمین پر پڑے غافل سو رہے ہین اور بلرام یعنی وہ شخص جسکے ہم سراغ مین تھے ایک گوشہ مین چپکا بیٹھا ہوا ہے اور حقہ پی رہا ہے مین فوراً اُسکے پاس گیا اور اُس سے اِدھر اُدھر کی باتین کرنے لگا مگر اُسنے اس اطمینان اور استقلال کے ساتھ جواب دیا کہ مین خیال کرنے لگا کہ میری راے غلطی پر ہے اور اُسنے جرم کا ارتکاب نہ کیا ہوگا۔ تاہم ایک چراغ لیکر مین بغور اُسکا چہرہ دیکھنے لگا گو وہ جانتا تھا کہ میری نگاہ اُسپر ہے مگر اُسنے ذرا بھی جنبش نہ کی اور بظاہر بلا تکلف حقہ پیتا رہا۔ میری طرف اُسیطرح دیکھتا رہا اور ذرا بھی اُسکی آنکھ نہ جھپکی۔

میرے پاس جو سپاہی کھڑے تھے اُنمین سے ایک شخص نے چھیڑنے کے لیے یہ بات کہی کہ "بلرام تم دیکھتے نہین ہو کہ یہ حضور تمھارے سامنے کھڑے ہوے ہین اور تم اُسیطرح بیٹھے ہوے ہو"۔ بلرام نے ذرا بھی حرکت نہ کی اور یہ معلوم ہوا کہ گویا اُسنے بات ہی نہین سنی۔ مین نے اپنا ہاتھ بڑھاکر اُسکے شانہ پر رکھا اور کہا کہ "بلرام اٹھو تو ہم تمکو دیکھنا چاہتے ہین"۔ مین اُسوقت اُسکی طرف جھکا ہوا تھا اور وہ معمولی دیسی طریقہ سے اُکڑو بیٹھا رہا۔ اور اب مجھکو خیال آیا کہ

اُسکے اس حالت مین بیٹھے رہنے کی کوئی خاص وجہ ہے بلرام فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور چونکہ دھوتی کے سوا اور کوئی شے پہنے نہین تھا اس سبب سے اُسکے جسم کا بالائی حصہ برہنہ تھا۔ مین نے اپنا ہاتھ اُسکے دل پر رکھکر کہا کہ "کیا سبب ہے کہ تمھارا قلب بہت زور سے دھڑک رہا ہے" اُسنے جواب دیا کہ "مین نہار ہا تھا اور اسی خوف سے کہ مبادا ڈاک کی دیر نہو جائے راستہ بھر دوڑتا ہوا آیا ہون" - ہر چند کہ وہ بڑی سہولیت اور مستعدی سے جواب دیتا تھا لیکن اُسکے انداز سے میرے پہلے کے سب شبہات پھر قائم ہونے لگے - مین غور سے اُسکے چہرہ کیطرف کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اتنے مین مجھکو دفعتاً معلوم ہوا کہ اُسکی ران مین کچھ خون لگا ہوا ہے اور ظاہرا وہ دھوتی کے نیچے سے نکلتا ہوا چلا آتا ہے خون کی طرف اشارہ کرکے مین نے کہا "آہا - بلرام یہ خون کیسا ہے" وہ ایک لحہ بھر میری طرف دیکھتا رہا اور بعد اُسکے کہا کہ "آپ تکلیف نہ اُٹھائین مین نے اُسکو مار ڈالا" - مین نے ہاتھ اُٹھاکر ہر شخص سے اشارہ کیا کہ خاموش رہو اور اُس سے پوچھا کہ "تم نے کسکو مار ڈالا" اُسنے جواب دیا کہ "رام سنگھ اپنے بھائی کو مین نے قتل کیا" مین نے پھر پوچھا "کیون اُسنے کیا کیا تھا" - اُسنے جواب دیا "میری زوجہ سے اُسنے آشنائی کی تھی اس سبب سے مین نے اُسکو مار ڈالا" - اسپیر اُسکے ہتکڑیان ڈالدی گئین اور ڈاکخانہ سے نکلکر گھوڑے پر جو اس اثنا مین آگیا تھا سوار ہوا اور کوٹھی کو روانہ ہوا - راستہ مین مین نے اُس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ "تمھارے ہمراہی لوگ بھاگ گئے اور تمنے بھاگنے کا قصد نکیا" - اُسنے جواب دیا کہ "مجھکو کیا معلوم تھا کہ آپ اسطرح سے میرا سراغ لگائینگے وہ لوگ بھاگے نہین ہین بلکہ ڈاک خانہ مین بڑی سڑک کی طرف ہین" - اُن لوگون کا نام دریافت کرکے مین نے فی الفور چار سوار اُنکی گرفتاری کے لیے اُس مقام کو جو وہان سے چار میل کے فاصلے پر تھا روانہ کیے - کوٹھی پر پہونچ کے مین نے لوگون کا ضروری بیان اور بلرام کا اقرار قلم بند کیا - دو بجے رات کو میری آنکھ لگی ہی تھی کہ پولیس والے اور قاتلون کو لیے ہوے پہونچے اور مجھکو بیدار کیا - لیکن مین نے یہ سُنکر کہ اُنھون نے جرم سے بڑے شد و مد کے ساتھ انکار کیا اور اُنکے جسمون پر ایسی کوئی شے نہین تھی جس سے وہ مجرم قرار دیے جائین حکم دیا کہ وہ حراست مین رکھے جائین اور خود سونے کو چلا گیا - ص ۳۷

صبح کو قیدیون کا بلرام سے مقابلہ کرایا گیا - بلرام نے رات کو جو کچھ بیان کیا تھا اُسکی تائید کی مگر اور لوگون نے قطعی انکار کیا - اسی اثنا مین سراغ رسانون کا ایک غول آیا اور اطلاع دی کہ ہم لوگ پتہ لگاتے لگاتے نشانون کی سیدھ مین موقع واردات تک گئے جس سے معلوم ہوا کہ ایک شخص شہر کو آیا اور دو آدمی بڑا چکر لگا کر ڈاکخانہ مین آئے - اسکے بعد مین چند ہوشیار آدمی لیکر موقع پر گیا اور بڑی محنت اور تجسس کے بعد اُنھون نے ایک کچے مکان کے چھپر کے نیچے مقتول کی پگڑی مع تلوار اور دو لاٹھیان جو خون سے بھری ہوئی اور تلوار یا کسی تیز آلہ سے جابجا کٹی ہوئی معلوم ہوتی تھین ڈھونڈھ نکالین - اِن مین سے ایک جنیر قیدیون کے آگے جو ابتک منکر تھے

پیش کی گئی اور انہون نے بلرام کے بیان کی تصدیق کی۔ اُنمین سے ایک نے کہا کہ چونکہ ہم بلرام کے دوست تھے اسلیے اُسکے کہنے سے ساتھ ہو لیے تھے ورنہ مقتول سے ہمکو کوئی عداوت نتھی۔ صرف بلرام کی دوستی کا نباہ کیا۔ اُسنے یہ بھی کہا کہ مین دن کو بلرام کی بی بی کے پاس اُسکے شوہر کے دریافت کرنے کے حیلہ سے جو کچھ فاصلہ پر میرا منتظر کھڑا تھا گیا تھا۔ لیکن اصل مین یہ دیکھنے گیا تھا کہ رام سنگھ گھر مین ہے یا نہین اسکے بعد ہم لوگ سڑک کے قریب ایک خندق مین جا کر تاک مین بیٹھے۔ جب رام سنگھ اُدھر سے نکلا تو ہم اُسپر چڑھ دوڑے۔ گو ہمنے اچانک رام سنگھ پر حملہ کیا تھا مگر اُسنے بہادری سے ہمارا مقابلہ کیا تاآنکہ ہم نے اُسکو مغلوب کرکے زمین پر گرا دیا۔ اور جب وہ گرنے لگا تو اُسنے اپنے بھائی کی ٹانگ زخمی کر دی۔ جو خون مین نے دیکھا اور جسکو مین نے مجروح کا خون تصور کیا تھا وہ اسی زخم کا خون تھا اور اسی کے چھپانے کو بلرام اُسوقت تک برابر بیٹھا رہا جب تک مین اُس سے باتین کرتا رہا تھا۔ دنکو وہ کمبخت عورت جو اس خوفناک کام کی باعث ہوئی تھی آئی اور لاش کے دیکھنے کی اجازت چاہی۔ اُسنے لاش کو اپنی گود مین لیا بار بار مُنھ پر بوسے دیتی تھی پھوٹ پھوٹ کر روتی تھی اور اُسکی بیوقت کی موت کے سوا اور کسی بات کا اسکو خیال نہین تھا۔ بعد کو جو تحقیقات ہوئی اُسمین بہت سی باتین کھلین اور اُنسے بلرام کا جُرم خفیف معلوم ہوتا تھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اِن دونون مین سالہا سال سے آشنائی چلی آتی تھی اور شوہر اس حال سے بخوبی تمام واقف تھا۔ اسکے ایک سال پیشتر بڑا کال پڑا تھا اور اُس زمانہ مین رام سنگھ نے زوجہ اور شوہر دونون کی پرورش کی اور اُنکے ساتھ رہتا تھا۔ باینہمہ واردات قتل کے پیشتر بلرام نے منع کیا تھا کہ تم میری زوجہ سے ربط و ضبط نرکھو۔ اور اس بات پر بھائی نے وعدہ کیا تھا کہ مین کبھی گھر نہ آؤنگا زوجہ نے جب یہ سنا تو وہ فوراً شوہر کو چھوڑکر اپنے میکے چلی گئی۔ میکے والے اور اُسکا شوہر ہر چند سمجھاتا رہا مگر وہ کسیطرح سسرال نہ گئی شوہر اُسکا ارادہ دیکھکر اپنے بھائی کے پاس گیا اور اُس سے سب ماجرا بیان کرکے التجا کی کہ تم میرے ساتھ چلو اور اپنا دباؤ ڈالو اور یہ بھی کہا کہ "تم جسطرح آیا جایا کرتے تھے اسی طرح اب بھی آیا کرو کیا تم میرے بھائی نہین ہو اور کیا تمنے مجھکو فاقہ کشی سے نہین بچایا تھا"۔ اسپر زوجہ واپس چلی آئی اور اسی کے چند روز بعد وہ سانحہ گذرا جسکا مین نے اوپر بیان کیا ہے۔

قاتل دورہ سپرد کیا گیا جہان بلرام یعنی شوہر کو پھانسی کا حکم ہوا اور باقی دو آدمیون کو حبس دوام کی سزا ہوئی۔ الغرض میری داستان یہ ہے اسکی وجہ سے اُس زمانے مین بڑی ہلچل پڑ گئی تھی۔ رام سنگھ کے انجام پر ہر شخص کو افسوس تھا اور بلرام پر کسیکو ترس نہین آتا تھا۔ ظاہرا عوام کا خیال یہ تھا کیا رام سنگھ بلرام کا بھائی نہین تھا پھر کیونکر اُسنے بھائی کو مار ڈالا۔ مقام دہلی مورخہ ۴ مارچ ۱۸۴۵ء۔

گو جان لارنس کا ضلع بہت وسیع تھا مگر اُنکی سرگرمی اور مستعدی صرف اپنے ہی ضلع تک محدود نتھی بعض اوقات ضلع پانی پت کے باہر بھی اپنی کارروائی کرتے یا کرنا چاہتے تھے اور اُنکا نتیجہ بہتر ہوتا تھا مین

اس موقع پر اُسکی ایک مثال بیان کرتا ہون - چونکہ اس مقدمہ مین مقتول ایک اعلی درجہ کا شخص تھا اور سراغ رسانی قاتل عجیب و غریب طریقہ سے ہوئی اسوجہ سے مقدمہ مذکور پر اُسوقت ہر شخص کا خیال رجوع تھا - جان لارنس اس قصہ کو بہت شوق سے بیان کیا کرتے تھے - اور مین یقین کرتا ہون کہ وہ کئی مرتبہ چھپ چکا ہے - پچھلی مرتبہ جنوری ۱۸۷۸ء مین "بلیک وڈ میگزین" کے ذریعہ سے جو داستان شایع ہوئی تھی اور خاص جان لارنس کے بیان کے مطابق تھی اُسمین سے مندرجہ ذیل عبارت اقتباس کر کے مین اس مقام پر لکھتا ہون - وہ ایک باتین جنکو اور موقعون پر اس قصہ کے متعلق اُنھون نے بیان کیا تھا مگر بڑھاپے مین اُنکو یاد نہ آئین اور جو اس اخبار مین چھپین اُنکو مین اور بڑھا دونگا -

۲۲ - مارچ ۱۸۳۵ء کو جان لارنس دنکو کئی گھنٹے تک کام کرنیکے بعد نہانے جاتے تھے کہ اتنے مین پولیس کی ایک مختصر عرضی فارسی خط مین لکھی ہوئی اُنکے پاس آئی اور اُسمین لکھا تھا کہ دہلی سے خبر آئی ہے کہ کل شام کو جب ولیم فریزر کمشنر علاقہ کے کسی راجہ کی ملاقات سے ہو کے واپس آتے تھے تو ایک دلیسی سوار گھوڑا اوڑاتا ہوا اُنکے قریب آیا اور اُنکے جسم مبارک پر ایک بندوق سر کر دی - اور اُنکا کام تمام کر دیا -

ص ع

ولیم فریزر بڑے سلیم الطبع آدمی تھے اور ہر درجہ کے لوگ اُنکو عزیز رکھتے تھے - مگر چونکہ غربا کا وہ بہت خیال رکھتے تھے اسوجہ سے امرا سے چشمک رہا کرتی تھی - وہ جان لارنس کے بھی بڑے دوست تھے - جان لارنس کچھ تو اس سبب سے کہ اُنکو اپنے دوست کے مرنیکا بڑا قلق گذرا اور کچھ اس خیال سے کہ چونکہ وہ دہلی کے ہر ہر گوشہ سے واقف ہین اور اسوجہ سے قاتل کا پتہ لگانے مین مدد دے سکینگے فی الفور اپنا گھوڑا طلب کیا اور عین تمازت آفتاب مین دہلی کی طرف جو وہان سے چالیس میل کے فاصلہ پر ہے روانہ ہوئے وہان ٹامس مٹکاف اور سیمن فریزر بھی دو اعلی سول افسر رہ گئے تھے جنسے ابتک قاتل کا کچھ سراغ نہین لگا اور اگرچہ چند گوجرونکو (یہ قوم سراغ رسانی کے لیے مشہور و معروف ہے) اس بات مین کامیابی ہوئی کہ اُنھون نے موقع واردات سے دہلی کیطرف کچھ دور تک گھوڑے کے سمون کے نشان سے کچھ پتہ لگایا - مگر بعد اسکے ایک مقام کے آگے جہان بہت سی سڑکین آکر ملی ہین پتہ نہ لگ سکا -

اس سے کچھ امید نہین پڑی - اتفاق سے ایک شخص مسمی فتح خان نے ٹامس مٹکاف سے جو بیان کیا تھا کہ اگر میرے بھتیجے نواب فیروزپور کو اس قتل کا کچھ حال معلوم ہو تو کچھ عجب نہین اسکی خبر جان کو بھی پہونچی مٹکاف نے یہ خیال کر کے کہ شاید عداوتاً یہ بیان کیا گیا ہو اُس بات پر کچھ توجہ نکی لیکن جان لارنس نے اُسکو مٹھی مین باندھ لیا اور فوراً یہ امر دریافت کر کے کہ نواب مذکور اور ولیم فریزر سے کسی زمین کے بارے مین جھگڑا تھا وہ سیمن فریزر کو ہمراہ لیکر دہلی کے ایک مکان کو جو اُس رئیس کا تھا روانہ ہوئے -

انھون نے صحن مین کسی شخص کو نپایا اور باوصف متواتر آوازون کے اندر سے کوئی جواب بھی نہین آیا۔ سیمن فریزر تو گھر کے اندر گھسے اور جان لارنس میدان مین گھومتے گھومتے ایک جگہ پر پہونچے جہان ایک سرنگا گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اور اُسکے جوڑ بند دیکھنے لگے۔ گھوڑے کے سُم پر اُنکو کچھ نشان ایسے مقامات پر پائے گئے جہان عموماً وہ نہین ہوا کرتے ہین۔ اُنکو معاً یہ خیال آیا کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ڈک ٹرپن کبھی کبھی اپنے گھوڑے کے اُلٹے نعل لگا دیا کرتا تھا اور ساتھ ہی اسکے تعاقب کرنیوالے کوجرون مین سے ایک شخص نے ایک تنکا اُٹھا کر بڑی ہوشیاری سے گھوڑے کے اگلے اور پچھلے سُمون کو ناپا اور کہا کہ "صاحب جن سُمون کے نشان ہم سڑک پر دیکھ آئے ہین وہ ایسے ہی تھے اُنمین اِنمین ایک تنکے کا فرق نہین ہے اور قاتل اسی جانور پر سوار ہوا ہوگا"۔

ص یہان یہ دیکھ بھال ہو رہی تھی اتنے مین ایک سوار ننگے بدن آیا اُس سے دو ایک باتین پوچھی گئین جنکے جواب مین اُسنے کہا کہ مین نواب فیروزپور کا اردلی ہون میرے آقا نے مجھکو شہر مین ایک خاص کام کے لیے بھیجا تھا۔ جان لارنس نے کہا کہ "یہ تو بڑا عمدہ گھوڑا ہے" اُسنے جواب دیا "ہان گھوڑا تو بہت اچھا ہے مگر نہایت ناتوان ہے اور ہفتہ بھر سے نہ دانہ گھانس کھاتا ہے اور نہ سواری دیسکتا ہے" جان لارنس کو گھوڑے کی صورت دیکھکر خیال ہوا کہ یہ بات جھوٹ ہے۔ اور کچھ فاصلہ سے اُسکا زین اور باقی ساز کو زمین پر رکھا ہوا دیکھکر اُسکے پاس گئے اور یہ دیکھا کہ توبڑا دانہ سے بھرا ہوا گھانس کے نیچے رکھا ہے چپکے سے اُٹھا کر گھوڑے کے مُنہ مین لگا دیا۔ جانور جو مریض بیان کیا گیا تھا نہایت ہی رغبت سے اُسکو کھانے لگا۔ اب ایک امر اور رہگیا تھا چنانچہ بغیر اسطرح کی کسی بات کہنے کے جس سے سوار کو شبہہ ہوتا جان لارنس نے اُس سے کہا کہ ہمارے ساتھ کچہری تک چلے چلو اور وہان پہونچکر حکم دیا کہ یہ شخص فوراً گرفتار کر لیا جائے۔

اس اثنا مین سیمن فریزر مکان کے اندر جا کر ایک ڈول سے چند پرزے ایک چٹھی کے جو نکال لائے تھے اُنکو دونون آدمیون نے جوڑ کر درست کیا سیاہی پانی سے چھڑا ڈالی گئی تھی مگر بعض مقامات کے دبنے سے حرف پھر اُبھر آئے۔ اور فارسی زبان کی یہ عبارت نمودار ہوئی کہ "تم کو معلوم ہے کہ کس غرض سے مین نے تمکو دہلی مین بھیجا تھا مین نے تمسے متواتر بیان کیا کہ تمکو میرے لیے کتون کا خریدنا کسقدر ضرور ہے۔ اگر اتبک تمنے یہ کام نکیا ہو تو اب اسمین تاخیر نکرنا"۔ جان لارنس کو جو دو چار باتین معلوم ہوئی تھین اُنکی مدد سے غور و فکر کرکے اس امر کا فیصلہ کر لینا اُنکی ذکاوت کے آگے کچھ مشکل نتھا کہ کتون سے کمشنر صاحب مراد تھے جنکی جان عوض ہوا کہ یہ سوار لیگیا تھا اور جان لارنس کے کہنے سے نواب کے پاس یہ پیام بھیجا گیا کہ آپکا آنا دہلی مین ضرور ہے کیونکہ وسائل تمام آپکے ایک ملازم پر کمشنر کے قتل کرنیکا شبہہ کیا گیا ہے۔ نواب نے حکم کی تو تعمیل کی لیکن انکار کرنے مین سوار کی تائید کی اور قتل سے اپنی لاعلمی ظاہر کی۔

نواب دہلی مین روکے گئے اور اُنکے علاقہ مین تحقیقات شروع ہوئی جس سے ظاہر ہوا کہ اینامیو نامے ایک پیادہ بھی قتل کیوقت موجود تھا۔ یہ شخص ایک لوٹیرا تھا اور اُسکی شہ زوری اور تیز رفتاری مشہور عام تھی۔ یہ شخص اُسی رات سے غائب تھا اور اُسوقت سے ابتک اُسکا پتہ نہین لگا تھا۔ اُسکے سُراغ لگانیکا کام کرنل اسکنر کے سپرد ہوا جو غیر قواعدوان رسالہ موسومہ اسکنر کے افسر کمان تھے۔ اُس شخص کا پتہ بہت جلد معلوم ہوگیا جس سے خط کتابت شروع کی گئی اور وعدہ کیا گیا کہ اگر وہ اپنے تئین حوالہ کردے اور کافی ثبوت دے تو اُسکی جان بخشی کی جائیگی زیادہ عرصہ نہین گذرنے پایا تھا کہ رات کو ایک شخص آیا اور اُسنے کہا کہ اینامیو مین ہی ہون اور آپکے ساتھ جاؤنگا

اُسنے اپنا قصہ جلد بیان کردیا اور یہ قصہ اُسی طرح کا سچ تھا جیسا ہیرو ڈوٹس نے قدیم دربار ایران مین بیان کیا تھا یا جسطرح الف لیلہ کے قصے مشہور ہین کہ کہین ایک لفظ بھی صحیح نہین ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُسکو نواب نے یہ حکم دیکر بھیجا تھا کہ تم ہر وقت سوار کے ساتھ رہنا اور اگرچہ گمان نہین ہے لیکن شاید اتفاقاً باوصف اس امر کے کہ وہ ہروقت جان بکف رہتا ہے پہلی گولی مین کمشنر کو ہلاک نہ کرسکے تو تم فوراً دوڑکر جانا اور اُسکا کام تمام کردینا۔ وسائل خان کی پہلی ہی گولی کمشنر کے جسم مبارک سے صاف نکل گئی اور اسوجہ سے اینامیو کے کام کی حاجت نہین رہی لیکن وہ اپنے آقا کو اس بات کی خبر دینے کے لیے فوراً روانہ ہوا کہ جس کام کے لیے ہم گئے تھے اُسکو انجام کر آئے۔

اُس شب صبح تک اور بعد اُسکے کئی پہر تک دنکو وہ برابر دوڑتا ہی چلا گیا۔ اور شام کیوقت نواب کے قلعہ فیروزپور مین جو وہان سے نوے میل تھا پہونچا۔ سیدھا نواب کے کمرہ کو گیا اور فوراً باریاب ہونا چاہا اُسنے کہا کہ مجھکو ضروری خبر پہونچانا ہے۔

دیوانخانہ اور شاہ نشین کے درمیان صرف ایک گاڑھا پردہ حائل تھا اور اردلی کا اندر داخل ہونا تھا کہ اُسکو شبہہ ہوا جو اس پیشہ کے لوگون کو بالطبع ہوا کرتا ہے چنانچہ اینامیو نے پردہ کا ایک گوشہ اوٹھایا اور ہمہ تن گوش و چشم ہوکر متوجہ ہوا کہ دیکھیے کیا ظہور مین آتا ہے۔ اُسنے نواب کو یہ حکم دیتے سنا کہ اس کمرہ سے نکلنے کے بعد یہ شخص قلعہ سے باہر کسی طرح جانے نہ دیا جائے۔ اب اُسکو یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ چونکہ کام انجام ہو چکا تو میری موت بمقابلہ میری حیات کے میرے آقا کے حق مین زیادہ سودمند ہوگی۔ اور وہ سمجھ گیا کہ یہ حکم گویا موت کا فتویٰ ہے۔ جسوقت وہ اپنی داستان ختم کرچکا اور انعام کثیر کا اُس سے وعدہ ہو چکا (جسکے لیے اُسے صبح تک ٹھہرنے کو کہا گیا) اُسیوقت وہ چپکے سے ایک چور کھڑکی کی راہ قلعہ سے اسطرح باہر نکلگیا کہ کوئی شخص اُسکو دیکھنے نہین پایا۔ باہر نکل کر وہ اپنی جان بچانے کے لیے جنگل کی طرف بھاگا تاکہ وہ اپنی جھونپڑی مین جو وہان سے سات میل کے فاصلہ پر تھی جا چھپے۔

ص ۶۷ وہ قتنے میل دوڑ چکا تھا اور اس سبب سے تھک گیا تھا لیکن دہشت کیوجہ سے اور تیزی و توانائی آگئی اور عین وقت پر گھر مین اپنی جورو دون کے پاس پہونچا (اُسکے دو بی بیان تھین) انھون نے مکان کی سطح چھت پیال کے پولون کے نیچے چھپا دیا۔ کچھ دیر نہین گذری تھی کہ سوار جو انکا تعاقب کیے چلے آتے تھے اور جنکی آہٹ وہ اپنے پیچھے سنتا آتا تھا موقع پر آپہونچے۔ لیکن اُسکی دونون بی بیون نے راہب کیطرح اس راز کو خوب ہی مخفی رکھا اور اپنا میوورات بھر آرام کرنیکے بعد مجرون کیطرح پہاڑی کو بھاگ گیا۔ ہرچند جستجو کی گئی مگر وہ کسیکے ہاتھ نہ لگا تاآنکہ اُسنے ازخود اپنے تیئن کمان افسر رسالہ اسکنر کے حوالہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

وسائل خان کی قراین کے اتفاقیہ برآمد ہونے سے اور عجیب و غریب حالات مقدمہ کے ساتھ اُسکے بیان کی مزید تصدیق ہوگئی۔ دہلی کے کابلی پھاٹک کے قریب ایک کنوان تھا اسمین ایک عورت پانی بھر رہی تھی اسکی رسی ٹوٹ گئی اور ڈول کنوئین مین گر پڑا۔ اُسکے نکالنے کے لیے کانٹا ڈالا گیا تو اسمین بجاے ڈول کے گمشدہ قراین برآمد ہوئی۔ دوسرے لوگون نے شہادت دی کہ جس شب یہ قتل کی واردات ہوئی تھی اُس شب کو ہمنے سوار کو اُسکے گھوڑے پر واپس آتے ہوے دیکھا تھا (یہ وہی گھوڑا تھا جو نہ دانہ گھاس کھا سکتا تھا اور نہ سواری دیسکتا تھا) گھوڑا پسینے مین تر بتر تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ سرپٹ دوڑتا ہوا بڑی منزل طے کرکے آیا ہے۔ نواب اور انکا سوار اب بھی جرم سے اپنی لاعلمی اُسیطرح بیان کرتے رہے لیکن انکا مقدمہ ایک خاص کمشنر کے اجلاس مین تجویز کیا گیا جہان اُنپر جرم ثابت ہوا۔ اور کشمیری پھاٹک کے سامنے دونون کو ایک ساتھ پھانسی دی گئی۔ ایس قصہ کو جان لارنس بلاشبہ بڑے شوق سے بیان کرتے ہونگے۔ اور اس بات کا بیان کرنا بھی ایک عجیب و غریب اور افسوسناک دلچسپی سے خالی نہوگا کہ سیمن فریزر مقتول کے چچازاد بھائی جنھون نے سراغ لگانے مین مدد دی تھی وہی شخص تھے جو بائیس برس بعد دہلی کے کمشنر ہونیکی حالت مین ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو ایوان مغلیہ مین باغیون کے تیر غضب کا نشانہ ہوے۔ اس موقع پر جان لارنس کو اسیطرح اپنی فراست سے یہ دریافت کرنیکی حاجت نہین تھی کہ مقتول کے قاتل کون لوگ تھے کیونکہ اس ہنگامہ اور اُسکے دیگر حالات متعلقہ سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ ہماری سلطنت ہندوستان کی بیخ و بنیاد ہل جائیگی۔ لیکن اس بات کے لیے اُنکی فراست بہادری اور دوسرے مردانہ اوصاف کی البتہ حاجت تھی کہ جو آفتین باغیون نے پیدا کی تھین وہ نیست و نابود کر دی جائین اور اس موقع پر جو کارگزاریان اُنھون نے کین اُنکا حال اس سوانح عمری کی جلد دوم سے ظاہر ہوگا۔

ص ۶۹ ذیل مین ایک اور تعاقب کا قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ ہرچند کہ جو امر اُسوقت مقصود تھا وہ حاصل یعنی مجرم گرفتار نہین ہوا۔ لیکن گذشتہ معاملے سے مقابلہ کرکے وہ بہت سودمند معلوم ہوا۔ یعنی لوگون کو اس بات کا بڑا تعجب ہوا کہ ہندوستانی آدمی اپنے زبردست اور دیوزور فرمانرواؤن کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہین۔ ۴۰

ضلع پانی پت مین ایک بڑا مشہور ڈکیت تھا۔ جان لارنس کے دل سے لگی تھی کہ اُسکو کسیطرح گرفتار کرنا چاہیے۔ ایک مرتبہ وہ پکڑ بھی آیا تھا لیکن اُسکی زوجہ نے گارد کو رشوت دیکر اُسکو فرار کرا دیا۔ اُسنے بہت سے خون کیے تھے۔ ایک روز جان لارنس کو خبر ملی کہ آج شب کو وہ ایک جھونپڑے مین جو وہان سے بہت دور نہین تھا سوئیگا۔ اپنا ارادہ کسی پر ظاہر نہین کیا اور دس بجے رات کو کچھ پیدل اور کچھ سوار سپاہیون کی ایک جماعت کے ساتھ گانون کیطرف روانہ ہوے۔ رات بڑی سہاونی تھی چاندنی کھلی ہوئی تھی اور چند میل چلنے کے بعد راستہ مین ایک دریا ملا جس سے عبور کرنا ضرور تھا۔ لارنس کو امید تھی کہ یہان کشتیان ملینگی مگر اُس نواح مین کہین میلہ تھا وہان سب چلی گئی تھین۔ صرف ایک چھوٹی سی کشتی باقی رہگئی تھی۔ یہ کشتی پیدلون کے اُتارنیکو بخوبی کافی تھی مگر سوارون کے لیجانے مین البتہ کئی مرتبہ آنا جانا پڑتا۔ ضرورت شدید تھی۔ جان لارنس نے کہا "ہمکو اب پیر کر اُس پار جانا لازم ہے"۔ سا تھیون نے حیلہ حوالہ کیا اور کہا کہ اس دریا مین جابجا ایک ریگ روان پائی جاتی ہے اور دھارا بہت تیز ہے ہم سب کے سب بہجائینگے۔ جان لارنس نے کہا کہ "اچھا نامردو تمھارا جو جی چاہے کرو مگر مین تو جاتا ہون"۔ یہ کہکر گھوڑا بیچ دھارے مین ڈالدیا۔ یہ دیکھکر رسالدار کو بھی ہمت ہوئی اور اُسنے کہا کہ بڑے شرم کی بات ہے کہ صاحب تنہا آگے چلے جائین اور ہم لوگ رہجائین اُسنے پکار کر کہا کہ "مجھکو اندیشہ ہے کہ ہم دونون آدمی ڈوب جائینگے"۔ اور گھوڑے سمیت پانی مین کود پڑا اُسکی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی اُسکے ہمراہ چلے۔ لیکن اُسنے جو اندیشہ کیا تھا وہ بے بنیاد نہ تھا۔ کیونکہ سوار لوگ بحفاظت اُس پار پہونچ جانیکے قریب تھے کہ اتنے مین ایک مقام پر ریگ روان آگئی اس سے فوراً تمام لوگ منتشر ہوگئے۔ بعض لوگ تو پیر کر نکل گئے بعض گھوڑون سے گر پڑے سخت ایک تہلکہ مچ گیا۔ لارنس کا گھوڑا نہایت قوی تھا اور اس زور سے اُسنے ہاتھ پانون مارے کہ اُسکا سوار دریا مین گرتا اور بڑی دقت سے کنارے پہونچا۔ یہان آکر اُنھون نے دیکھا کہ سب سوار جمع ہین اُنسے جان لارنس نے کہا "دیکھو آخر ہم لوگ حفاظت کے ساتھ پار اُتر نہ آئے"۔ لوگون نے جواب دیا کہ "حفاظت سے کہان پار اُتر آئے رسالدار تو ڈوب گئے"۔ لارنس نے کہا کہ "سارے ہم سب لوگون مین وہی تو ایک بہادر شخص تھا۔ چلو پھر دریا مین پھاندین اور
ص
اگر ممکن ہو تو اُسکو بچا لائین"۔ لیکن کسی نے جنبش نہین کی۔ مشرقی باشندون مین جیسا دستور ہے کہ دوسرون کے انجام پر لاپروائی سے خیال کرتے ہین اسیطرح یہ لوگ بھی سکوت مین آکر ایک دوسرے کیطرف دیکھنے لگے۔ بلکہ ہم واجبی طور سے کہہ سکتے ہین کہ وہ خود اپنے بارے مین بعض اوقات ایسا ہی کرتے ہین گو اُسکے تجسس نے بہت کچھ تہدید کی لیکن اُنھون نے اپنے ساتھی کی جان بچانیکے لیے اپنے تئین خطرہ مین ڈالنا گوارا نکیا۔

جان لارنس پھر ایک مرتبہ پاپیادہ جاکر دریا مین کود پڑے اور فوراً معلوم کر لیا کہ رسالدار دریا کنارے سے تھوڑے فاصلہ پر نیم بسملون کیطرح ہاتھ پاؤن مار رہا ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کے نیچے آرہا تھا اور اگرچہ وہ

اپنا سر پانی کے اوپر کیے رہا مگر ظاہرا اُسکی قوت اور ہوش و حواس زائل ہوتے جاتے تھے۔ جان لارنس پیر کر اُسکے پاس گئے اور بڑا زور کر کے اُسکو سنبھالا تا انکہ اُنکا سائیس ایک رسا لے آیا اور اس رسّے کے ذریعہ سے جان لارنس اور اُنکا سائیس رسالدار کو کھینچکر خشکی پر لے آیا۔ اس ترکیب سے اُنھون نے رسالدار کی جان بچائی مگر گھوڑا جو بڑے زور سے ہاتھ پانون مار رہا تھا اُسکی لات البتہ زور سے اُنپر پڑ گئی۔

اسی شدید درد کی حالت مین وہ گانون کیطرف چلے وہان پہونچکر دیکھا کہ وہ نشیمن تو گرم ہے مگر چڑیا نکل گئی۔ اُسکے عیال و اطفال مکان کے اندر تھے لیکن ڈکیت نہین تھا۔ اصل مین رات کو گرمی بہت تھی اور یہ شخص اپنے مکان کے کوٹھے پر سونیکو گیا تھا۔

چند لمحے کے بعد یہ شخص چھاتی بھر اونچی دیوار سے جھانکتا ہوا نظر آیا۔ جان لارنس بھی چشم زدن مین جھپٹ پڑے تھے اور اُسکا ٹینٹوا دبانیکو مستعد ہوے۔ مگر وہ بھی بڑا شہ زور اور تن و توش کا آدمی تھا اور غضب کا دوڑنیوالا تھا چنانچہ کئی مکان جو ایک دوسرے سے ملے چلے گئے تھے اُنکی چھتون پر دوڑ کر بھاگ نکلا۔ جب اُسنے دیکھا کہ میرا تعاقب ہو رہا ہے تو ایک مقام پر جہان کی زمین کا حال اُسکو معلوم تھا نیچے اُترکو دپڑا۔ لارنس نے اُسکا تعاقب کیا لیکن وہ بہت فاصلہ پر نکل گیا اور چونکہ وہ نشیب مین کودے تھے اسوجہ اُنکے پیر کا گٹا اُتر گیا اور زیادہ تعاقب نہ کرسکے۔ ڈکیت یہان سے تو بچگیا لیکن کچھ دنون کے بعد پھر گرفتار ہوا۔ بہرحال جان لارنس کی اُنکے ساتھیون کے سامنے کچھ بیوقدری نہونے پائی۔ اُنکو اِن انوکھی اور خلاف قیاس باتو پنر رہکر تعجب ہوتا تھا کہ یہ شخص کیسی اُلٹی چالین چلتا ہے۔ اُدھر تو ایک راجہ کے پھانسی دینے مین ذرا بھی اندیشہ نہین کرے اور ادھر ایک رسالدار کے بچانے مین اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈالے۔

مین اس باب کے خاتمہ پر ایک اور مہم کا حال (ایک ڈکیت کی سراغ رسانی) بیان کرونگا۔ اور یہ قصہ بھی پیشتر کے قصہ سے دلچسپی مین کسیطرح کم نہین ہے۔ یہ وہ قصہ ہے جسکو مین نے خود جان لارنس کی زبانی سُنا ہے کیونکہ سواے اُنکے اور کوئی اس قصہ کو بیان نہین کرسکتا۔ لیکن مین بہتر سمجھتا ہون کہ اُسکو بہت صحیح صحیح جس حیثیت سے وہ میرے پاس پہونچا ہے من حیث ہو ہو بیان کرون یہ "دو بھائیون کے قصے" کی طرح اسکو بھی مسٹرس جان لارنس نے اپنے شوہر کے بتلانے مطابق موسم بہار ۱۸۵۸ء مین یعنی وقوع واقعہ کے پانچ ہی برس بعد قلمبند کیا تھا۔ خارجی طور پر اسمین بعض ذاتی حالات نہایت دلچسپ بیان ہوے ہین۔ اور لطف مزید یہ ہے کہ ہندوستانیون کی حرکات و سکنات کا حال بھی اُس سے ظاہر ہوتا ہے۔

بیوہ اور اُسکی روپیے کی تھیلیان

ہندوستان مین جہان ہر خواہشمند بقاے صحت علی الصباح پیدل خواہ سواری پر سیر کرنے نکلتا ہے میرا

معمول تھا کہ جیسا مشہور ہے اُسکے مطابق صرف فائدہ جسمانی ہی کے خیال سے نہین نکلتا تھا بلکہ کسی کام یا بہر حال دل بہلانے کے لیے باہر نکل جایا کرتا تھا۔ کوئی نکوئی بات ضرور ہوتی تھی۔ یعنے کسی گانون کا دیکھنا یا کسی نئی سڑک کا بنوانا یا کسی پرانی سڑک کا مرمت کرانا یا کسی موقع قتل کا معاینہ کرنا انہین سے کوئی نکوئی کام ضرور نکل آتا تھا۔ اگر مین اپنے ضلع کے اندر سالانہ دورہ کو نکلتا تھا جسمین ہر سال پانچ مہینے سے کم نہین لگتے تھے اور خیمون مین مقیم ہوتا تھا تو شغل کی بہت سی باتین نکل آتی تھین۔ ہر پڑاو پر جبتک سات آٹھ میل تک ادھر اُدھر کے گانون کو معائنہ نہین کر آتا تھا اسوقت تک وہانسے خیمہ نہین اُکھڑتا تھا۔ گانون کے واقع ہونیکی جگہ زمین کی نوعیت آبپاشی کے وسائل (جو مشرق مین ایک نہایت ضروری امر ہے) باشندون کی عام کیفیت اُنکے آپس کا برتاؤ ان سب باتون مین مَین بہت ذوق ظاہر کرتا تھا کیونکہ میری بومیہ خدمتون کی انجام دہی مین یہ سب باتین نہایت ہی مفید تھین۔

سچ تو یہ ہے کہ میرے پاس اس کثرت سے کام رہتا تھا یا چاہو اسکو اسطرح کہو کہ مین نے اپنے لیے اسقدر کام پیدا کیا تھا کہ گو ضلع بھر مین کوئی یورپین یا یہ کہیے کہ کوئی ایسا شخص نتھا کہ میری دیسی زبان سمجھ سکے اسپر بھی میرے نزدیک ایسا کبھی نہین ہوتا تھا کہ مجھکو کسی دن کام سے فرصت ملی ہو۔ بعض اوقات مین تنہا سوار ہوکر نکلتا تھا لیکن اکثر ایک سوار ساتھ لیتا تھا جو یا تو میری بندوق یا اپنا برچھا لیچلتا تھا۔ پس اگر کوئی شکار مل جاتا تھا تو موقع ہاتھ سے جانے نہین پاتا تھا اور اگر کسی قاصد کی ضرورت ہوتی تھی یا اور کوئی کام کرنا ہوتا تھا تو ایک تیز چالاک آدمی ہر وقت مستعد رہتا تھا اس طور پر مین بارہا ہرن کا شکار کر لایا اور اکثر بھیڑیے لکڑبگھے اور بنڈیل کا تعاقب کیا۔ اسمین شک نہین کہ اگر کوئی ساتھی ہوتا جسکے مقابلہ مین نیزہ بازی ہوتی اور شکارگاہ کے داؤن گھاتون کا واپسی کیوقت ذکر مذکور ہوتا تو اُس سے مزید لطف ہو جاتا۔ بااینہمہ جب مین اسوقت اُن دنون کے حالات پر غور کرتا ہون تو مجھکو تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اس ایک طور کی تنہائی مین مجھکو کسقدر لطف ملتا تھا۔

مین ہمیشہ ان موقعون پر تنہا بھی نہین رہتا تھا بعض اوقات میرے دو ایک دوست قریب ترین مقام سے ص ۸۲
آجایا کرتے تھے اور چھ سات روز تک میرے یہان رہتے تھے۔ یا ہم لوگ بندوبست کر کے اضلاع متحدہ کی سرحد پر سب لوگون کے جمع ہونیکے لیے کوئی مقام مقرر کر دیتے تھے اسوقت ہم لوگون کی چیخ و پکار اور دھما چوکڑی سے جنگل گونج اٹھتا تھا۔ ہاے وہ بھی کیا دن تھے۔ کاشکے وہ دن پھر آتے کیونکہ جس شخص نے عمر بھر کام کرنے مین بسر کی ہو اُسکو اس سہولت خاموشی اور بیکاری کی زندگی پسند نہین آتی۔ مین اپنے سب دوستون کو صلاح دیتا ہون کہ ہندوستان سے روانہ ہونیکے پیشتر یا بہر حال ایسے وقت تک جب وہ بالکل ضعیف اور بینائی کے محتاج نہو جائین دو مرتبہ سوچ سمجھ لین فی الجملہ اب ایسی چیزون کے خیال کرنے سے خوشی نہین بلکہ رنج معلوم ہوتا ہے۔

مین کیا بیان کرتا تھا اور کیا کہنے لگا خیر اب اصل قصہ سنیے۔ میرے اردلی کو حکم تھا کہ وہ مجھے ایک معقول فاصلہ پر

رہے تاکہ جو شخص مجھکو راستہ مین ملجاے کہ مین اُس سے بے تکلف باتین کر سکون۔ مین جس گانون کو جاتا تھا وہان کا ایک یا ایک سے زیادہ مقدم یا مالکان دیہ عموماً اپنی گھوڑیون پر سوار ہوکر دوسرے گانون تک مجھکو پہونچا دیتے تھے۔ وہ گویا راہبر کا کام کرتے تھے اور ساتھ ہی اُسکے راستہ کا غم غلط ہو جاتا تھا۔ اکثر لکار آمد چیزین بیان کیا کرتے تھے ورنہ ہنسی دلگی کی گپ شپ ضرور ہوتی تھی۔ ایک روز مین اسیطرح کی ایک مہم پر اپنے گھوڑے پر سوار جاتا تھا۔ زیادہ دور نہین جانے پایا تھا کہ مجھکو ایک قریب کے قصبہ کا کوتوال ملا۔ جو دبے پاؤن لپکا ہوا چلا آتا تھا۔ مجھکو دیکھکر حسب معمول اُسنے سلامی دی اور رپورٹ کی کہ کل رات کو قصبہ مین نقب زنی کی ایک واردات ہوئی ہے۔ اور عرض کیا کہ حضور اگر خود موقع کا ملاحظہ فرماتے تو بہت خوب ہوتا کیونکہ مجھسے اور میرے پولیس والون سے اس مقدمہ کا کچھ سراغ نہین مل سکا۔

مین فوراً چلنے پر راضی ہوگیا اور جب ہم دونون آدمی سوار ہوکر چلے تو دریافت ہوا کہ جسکے یہان چوری ہوئی تھی وہ ایک غریب بیوہ تھی جو قریب کے قصبہ مین ایک بڑے بھاری اور مضبوط مگر ویران مکان مین رہتی تھی۔ معلوم ہوا کہ اس چوری کے مقدمہ سے لوگون مین بڑی ہلچل مچگئی تھی کیونکہ بیوہ نے بیان کیا تھا کہ اُسکا بہت سا روپیہ اُٹھگیا حالانکہ اسوقت تک لوگ اُسکو بالکل مفلس تصور کرتے تھے۔ کوتوال نے کہا "ہمسایہ کے بعض لوگ بیان کرتے ہین کہ بیوہ کے یہان ہرگز چوری نہین ہوئی اور اصل تو یہ ہے کہ مجھکو بھی اسمین شک معلوم ہوتا ہے مین گمان کرتا ہون کہ اس معاملہ مین کچھ فریب ہے۔ ایسی بے بس بیوہ کو اسقدر روپیہ کہان سے ملجاتا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ وہ چوکیداری کے محصول سے اسی بنیاد پر بری کردی گئی تھی کہ وہ بالکل مفلس ہے اور اب اُسکا بیان ہے کہ میرے ایک ہزار پچاس روپیہ جاتے رہے" مین نے کہا "خیر معلوم ہوا ہم خود دیکھینگے کہ وہ کیا بیان کرتی ہے۔ تم یہ خیلہ حوالہ نکرو کہ اُسکے یہان چوری نہین ہوئی ہے مین خیال کرتا ہون کہ مکان کے قریب مداخلت بیجا کی کچھ علامتین ضرور ہونگی"۔ اُسنے جواب دیا "حضور ہان نشانات سے تو مین انکار نہین کرتا دیوار مین ایک سینہ ہے جس سے دروازہ کھولا گیا۔ صحن کے اندر پانون کے بھی دو نشان ہین مگر زمین ایسی سخت ہے کہ اُس سے کچھ پتہ نہین ملا۔ باینہمہ مین نے کھوجیہ (سراغ رسان) بُلایا ہے اور اگر کچھ حال دریافت ہوسکتا ہے تو مجھکو یقین ہے کہ اُس سے بڑھکر وہ اُنکا کوئی حال دریافت نہین کر سکیگا"

اب اس اثنا مین ہم مکان کے دروازہ تک پہونچ گئے یہان ہمنے کچھ پولیس کے لوگ کچھ ہمسایہ والے بیٹھے ہوے پاے۔ بیوہ بھی وہین موجود تھی۔ اور کھوجیہ مکان کو دیکھ بھال چکا تھا۔ اُسنے مجھکو اطلاع دی کہ پانون کے نشان کا پتہ لگانا دشوار ہے کیونکہ زمین سخت ہے اور لوگون کی آمد و رفت بھی ہوئی ہے۔ لیکن ایک بات سے البتہ میرا اطمینان ہوگیا ہے کہ چور دو تھے دونون مکان کے اندر داخل ہوے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے ایک ہی شخص گیا ہے مین اُن نشانون کی سیدہ مین دور تک گیا ہون جو ادھر اُدھر چکر کھانیکے بعد آخر کو ایک ایسے شخص کے مکان پر جاکر تمام ہوے ہین جسکو لوگ کہتے ہین کہ خود بیوہ کے بھتیجے کا ہے۔ اسکے بعد اُسنے بیوہ کے گھر کے اندر سے لیکر اُسکے

بھتیجے کی دہلیز تک وہ نشانات بنے ہوئے دکھلائے ۔ اسمین شک نہین کہ بعض نشانات بیشک معلوم ہوتے تھے مگر وہ ایسے خفیف تھے کہ مین کوئی راے نہین قائم کرسکا۔ کھوجیہ کو البتہ اُنپر کامل یقین معلوم ہوتا تھا۔ اُسنے کہا کہ ایک قدم کا نشان جو بوڑھی کے بھتیجے کے گھر تک گیا ہے چھوٹا اور سبک ہے اور دوسرے قدم کا نشان جو بڑا اور چوڑا ہے اُسکا پتہ صحن کے باہر نہین لگتا۔ بھتیجا طلب کیا گیا۔ اُسکا پانون نقش قدم سے ملایا گیا کھوجیہ نے اصرار کیا کہ دونون بالکل مطابق ہین اور فی الواقع جو نشانات اُسنے پیشتر بیان کی تھی وہی پائی گئی۔

اُسکے بعد ہم گھر کے اندر گیسے اور بغور اُسکے حدود کو دیکھا بھالا۔ معلوم ہوا کہ چورون نے دیوار مین ایک چھوٹا سوراخ جسمین آدمی کا ہاتھ جاسکتا کھود کر باہر کا دروازہ کھول لیا تھا۔ یہ بات صاف صاف معلوم ہو گئی کہ چوری کسی ایسے شخص نے کی تھی جو مکان کے ہر ہر مقام سے بخوبی واقف تھا کیونکہ روپیہ تین ہانڈیون مین بھرا ہوا ایک چھوٹے سے گڑھے کے اندر زمین کے نیچے گڑا تھا زمین عین اُسی مقام پر کھودی گئی جہان ہانڈیان گڑی تھین اور یہ کام آنًا فانًا ہوا ہوگا کیونکہ ہانڈیان سطح زمین سے کچھ ہی نیچے گڑی تھین۔ معلوم ہوتا تھا کہ بھتیجے کیطرف سے بڑھیا اور اُسکے ہمسایون کے دل مین شبہہ تھا۔ کیونکہ وہ ایک آوارہ اور اوباش آدمی تھا۔ مین نے کہا "کیون بڑی بی کیا اُسکو تمھارا خزانہ معلوم تھا اور کیا وہ جانتا تھا کہ فلان مقام پر تمنے روپیہ گاڑا" اُسنے جواب دیا "نہین۔ مین نہین کہسکتی کہ اُسکو معلوم تھا مین نے برسون سے اُسکو اپنے گھر مین آنے نہین دیا مگر ہان کبھی کبھی وہ دروازہ تک آیا اور مجھسے ربط وضبط پیدا کرنا چاہا۔ لیکن مجھکو اُسکی طرف سے اندیشہ تھا اور مین نے اُسکو اپنی دہلیز کے اندر قدم نہین رکھنے دیا"۔ مین نے کہا "یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ تمھارے یہان چوری ہوئی لیکن اس بات کا کچھ پتا نہین لگتا کہ کسنے چوری کی۔ اب رہا یہ کہ تمھارا نقصان ہوا سو مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ تم جھوٹ کہتی ہو کیونکہ مین نے سنا ہے کہ ابھی چند مہینے ہوئے تم بعذر مفلسی محصول چوکیداری سے بری کی گئی تھین"۔ بڑھیا نے جواب دیا "خداوند یہ سچ ہے کہ مین نے مفلسی کا عذر کیا تھا اور مین حقیقت مین غریب ہون باینہمہ میرے ایکہزار پچاس روپیے چوری گئے۔ میری سرگذشت تو یہ ہے اب حضور مالک ہین یقین کرین یا نکرین۔ چالیس برس یا کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ میرا شوہر ایک تاجر تھا اور اس شہر مین خوشحالی سے بسر کرتا تھا لیکن کچھ زمانے کے بعد اُسکے معاملات مین ابتری ہو گئی اور جب وہ مر گیا تو اُسکے قرضخواہون نے اپنے قرضہ کے بدلے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا صرف یہ مکان چھوڑ دیا مرتے وقت اُسنے مجھسے کہا کہ میرا کچھ روپیہ عرصہ سے متھرا جی مین باقی ہے۔ چنانچہ مین وہان گئی اور کچھ اوپر دو ہزار روپیہ وصول کیا وہ روپیہ لیکر مین یہان آئی اور اُسوقت سے لیکر اتبک اُسی مین گذارہ کرتی ہون"۔ مین بیچ مین بول اُٹھا کہ "کیا تم چالیس برس سے اُسی روپیہ مین بسر کرتی آئی ہو اور پھر اُسمین ایک ہزار پچاس روپیے یعنے نصف کے قریب قریب باقی رہگئے"۔ وہ بولی "ہان مین اپنا دفینہ مہینے مین ایک مرتبہ کھولتی تھی اور اُسمین سے دو روپیے نکال لیتی تھی۔ جو میرے اور میرے بھتیجے کے مہینے بھر کے گذارہ کو کافی ہوتے تھے"۔ مین نے کہا "اس حساب سے تکو یہ روپیہ اور چالیس

ص ۷۴

برس کے لیے کافی ہوتا پھر تم محصول کیون نہین دیسکتی تھین وہ تھا ہی کتنا" ۔ بڑھیا نے جواب دیا" دو پیسہ مہینہ لیکن یہ سب بیوون کو معاف ہے" ۔ ایک تماشائی نے جو اُس جگہ کھڑا تھا کہا" ہان معاف تو ہے مگر اُن لوگون کو جو مفلس ہین اور تم تو ایسی مالدار ہو جیسی لکشمی جی تھین ۔ مجھکو یقین ہے کہ تمھارے جھوٹو سے کالی دیبی نے تمکو ستیاناس کیا ہے کیا تم کو یاد نہین ہے کہ جب تم پر ایک آنہ تشخیص ہوا تھا تو تم کیسی روئی تھین اور اپنے بال نوچ ڈالے تھے اور کہا تھا کہ مین بھوکون مرتی ہون ۔ تم آپ اپنے منہ جھوٹی ثابت ہوئی ہو اور خوب ہوا کہ تمھاری یہ گت بنی ۔ مجھکو اُمید ہے کہ اگر کسیطرح تمھارا روپیہ ملگیا تو صاحب تم سے مع بقایا محصول وصول کر لینگے" ۔ بڑھیا نے ہاتھ جوڑکر کہا" ارے میرے روپیے مل جاتے تو مین زندگی بھر محصول دیا کرتی ۔

چونکہ مجھکو مختلف حالات مقدمہ سے جو منکشف ہوے تھے شبہہ ہوا کہ بھتیجا اس چوری مین کسی نہ کسی طرح شریک ہے اسلیے مین نے حکم دیا کہ اُسکی خانہ تلاشی کیجاے ۔ لیکن ایسی کوئی چیز برآمد نہوئی جس سے اُس کی ماخوذی لازم آتی پس مین مجرم کی سراغ رسانی سے مایوس ہوکر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور پولیس والون سے یہ کہکر کہ تم سراغ لگاتے رہنا اپنے خیمہ کیطرف روانہ ہوا ۔ مین اسبات کو اپنے دل مین سوچتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ میرے دل مین یہ خیال گذرا کہ کھوجیہ ایک ہی چور کے گھر سے باہر نکلنے پر اصرار کرتا ہے یہ کیا معاملہ ہے چونکہ دیوارین بہت اونچی تھین اور سواے ایک صدر دروازے کے اور دوسرا دروازہ نتھا اس سبب سے میرے دل مین خیال گذرا کہ ہو نہو چور ابتک مکان کے اندر ہوگا ۔ پھر مجھکو خیال گذرا کہ" توبہ توبہ یہ بھی کوئی بات ہے ۔ مکان کی تو ہم تلاشی لیچکے اور چور اگر ہوتا بھی تو ابتک اسمین بیٹھا ہوا کیا کرتا ۔ کھوجیہ مجھکو دھوکھا دے رہا ہے" تاہم میرا اطمینان نہوا اور تھوڑی دور آگے جاکر مین نے گھوڑے ص ۸۵
کی باگ موڑ دی اور پھر اُسکو سرپٹ دوڑا کر اُسی جگہ واپس آیا ۔ پولیس کے لوگ جو ابتک وہین موجود تھے اُنسے مین نے کہا کہ" ہمکو پھر تلاشی لینا لازم ہے" ۔ اور اسپر سپاہی تابعین مکان کے ادھر اُدھر چارون طرف پھیل گئے ۔ وہ لوگ تو اندر تلاشی لے رہے تھے اور یہان مین نے ٹہلنا شروع کیا اور مین مقر ہون کہ اُسوقت مجھکو کچھ ایسی بیتابی نہین تھی کیونکہ مین خیال کرتا تھا کہ مین ایک لاحاصل کام کے لیے یہان پلٹ آیا ہون ۔

یکایک مین نے ایک پولیس والے کو باواز بلند یہ کہتے ہوے سُنا کہ" مین نے اُسکو تو نہین دیکھا مگر اُسکی آنکھین دیکھ لین" ۔ اور جب وہ یہ کہتا تھا تو جس مقام پر وہ کھڑا تھا وہان سے احاطہ کیطرف اُنگلی اُٹھاے ہوے اشارہ کرتا جاتا تھا وہان جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ محراب مین ایک مقام پر ہوا کے لیے ایک روشندان بنا تھا اور یہ شخص اصرار کرتا تھا کہ اسی کی راہ مین سے ایک آنکھ چمکتی ہوئی دیکھی ۔ مین نے بڑھیا کی طرف مخاطب ہوکر اُس سے پوچھا کہ کیا زمین کے نیچے بھی مکان بنے ہین ۔ اُسنے کہا کہ ہان نیچے تہخانے ہین جو میرے شوہر کے وقت وفات سے ابتک کبھی کھولے نہین گئے تھے اور جب پہلے پہل مکان کی تلاشی ہوئی تھی تو مجھکو اُنکے بتانے کا خیال نہین رہا ۔ مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ تو

گائی فاکس" کا قصہ ہوا - اور بڑھیا سے مین نے تقاضا کیا کہ تم مجھکو دروازہ بتادو - مین کہ سکتا ہون کہ وہان کوئی نہ کوئی ضرور ہوگا - گو یہ کسی طرح میری سمجھ مین نہین آتا تھا کہ ایسا احمق کون ہوگا جو ابتک یہان بیٹھا رہا ہوگا - چنانچہ بڑھیا نے ایک مقام پر جو عرصہ سے اُسیطرح پڑا ہوا تھا اور ابتک کسی کی نگاہ اُسطرف نہین گئی تھی مجھکو ایک دروازہ بتایا - اُسکی راہ سے ہم نیچے اُترے اور وہان ایک بڑا وسیع تہ خانہ پایا اور تھوڑی دیر تلاش کرنے کے بعد اُسمین سے ایک آدمی کو پکڑکر باہر کھینچ لائے - روپیہ اُسکے پاس برآمد نہین ہوا لیکن کچھ دیر تامل کرنیکے بعد اُسنے وہ جگہ بتادی جہان ستون کی جڑ مین روپیہ پوشیدہ رکھا تھا - اُسنے اقرار کیا کہ مین قریب کے ایک گانون مین رہتا ہون - بڑھیا کے بھتیجے نے مجھکو اپنے ہمراہ چوری کرنے کی ترغیب دی - اُسکو عرصہ سے بڑھیا کے پاس روپیہ ہونے کا گمان تھا - معلوم ہوا کہ چور رات کو بڑھیا کے بھتیجے کے مکان مین سو رہا تھا اور چونکہ لوگ کثرت سے آتے جاتے رہے اس سبب سے سویرے موقع نہ ملا بلکہ کچھ رات گئے چوری کی - اور اسی وجہ سے مال مسروقہ تقسیم ہونے یا حفاظت کے ساتھ کہین جانے نہ پایا اور صبح ہوگئی - عجلت اور گھبراہٹ مین اُسکو یہی مناسب معلوم ہوا کہ تہ خانہ مین چھپ رہے کیونکہ خیال کیا گیا ہوگا کہ ادھر کسی کو توجہ نہوگی - بھتیجا اُسکو اپنے گھر چھپانے مین ڈرتا تھا اور اتنی رقم کثیر کا شہر سے باہر لیجانے مین بھی اندیشہ تھا کہ مبادا چوکی والے اُسکو بھانپ نہ لین اور اجنبی جان کر روکین اور تلاشی لین - جب بھتیجے کا اُسکے شریک سے مقابلہ کرایا گیا تو اُسنے بیحیائی سے اقرار کیا کہ مین نے دہلیز سے بڑھیا کو بارہا زمین برابر کرتے دیکھا تھا اور اسوجہ سے اور کچھ اس خیال سے بھی کہ وہ اکثر اسی جگہ رہا کرتی تھی مجھکو شبہہ تھا کہ اُسکا کچھ مال وہان گڑا ہے جسوقت روپیہ دکھلایا گیا تو عورت نے اپنی تھیلیون کو شناخت کیا - اور جسوقت وہ تھیلیان کھولی گئین اور روپیہ گنا گیا تو جسقدر بڑھیا نے بتایا تھا اُسیقدر یعنے ٹھیک ایک ہزار پچاس روپیہ نکلا - پس یہ عورت دو روپیہ مہینے کے حساب سے گذر کرتی آئی تھی اور اُس پر بھی کچھ عرصہ تک اسی مین اُسنے اپنے بھتیجے کی بھی پرورش کی تھی - جسوقت روپیہ گنا اور رسید لکھی جاتی تھی تو مین نے بڑھیا سے کہا "بہتر ہوگا کہ تم یہ روپیہ کسی مہاجن کے سپرد کردو جو تمکو سات آٹھ آنہ فیصدی سود دیا کریگا اور تمھاری جمع بھی حفاظت سے بنی رہیگی ورنہ اب بہت لوگون کو معلوم ہوگیا ہے کہ تم اسقدر مالدار ہو وہ تمکو تنہا اور بے بس سمجھکر تمھارا گردن کاٹ ڈالینگے" - اُس ہیضہ کی خالہ نے روپیہ کی تھیلیون کو خوب زور سے دباکر پکڑ لیا کہ مبادا مین اُس سے چھین نہ لون اور چلائی کہ "نہین نہین مین ایسے مقام پر اُسکو دفن کرونگی جسکا حال کسیکو نہ معلوم ہوگا" - مین نے اُس سے کہا کہ اچھا اپنا روپیہ لیجاؤ اور وہ تھیلیون کے وزن سے لڑکھڑاتی ہوئی چلدی -

ص ۸۶

ممکن ہے کہ میرے اس قصہ مین کچھ دلچسپی نہ ہو لیکن اُس زمانے مین میرے دل پر اس کا بڑا اثر ہوا تھا - بڑھیا کی حرص اور طمع جو قبر مین پانون لٹکائے تھی اور ایسا مال رکھتی تھی جس سے فائدہ اُٹھانے کی اُسکو امید نہ تھی لیکن اسپر بھی اُس سے دو پیسے چھینا نہین دیا جاتا تھا کہ اگر جان کی حفاظت نہین تو مال ہی کی حفاظت چاہتی - بھتیجے کی

بدمعاشی اور اُسکی ناقص العقلی اور بیشعوری کہ اپنے شریک کو اُسی مکان مین جہان چوری کی تھی چھپا رکھا۔ سراغ لگانیوالے کی تیز طبعی اور تمیز جسنے صرف مجہول نشانات قدم سے سارا حال بتادیا یہ سب باتین ایسی ہین جو فی الجملہ دلچسپی سے خالی نہین ہین۔ مجھکو پھر یہ نہین معلوم ہوا کہ بڑھیا کا انجام کیا ہوا کیونکہ اسکے تھوڑے ہی دنون بعد مین اُس حصۂ ملک سے چلا گیا لیکن اگر چوری سے وہ محفوظ رہی ہوگی تو اُسنے اپنے مال کو ایسی جگہہ چھپایا ہوگا جو اُسکے مرنیکے بعد بھی اُسکے وارثون کے ہاتھ نہ لگا ہوگا۔ اسمین شک نہین کہ اس طور پر ہر سال بڑی بڑی رقمین گم ہو جاتی ہین کیونکہ گو اس ملک مین مال کی بڑی حفاظت ہے اور سود بہت ملتا ہے لیکن لوگ زیادہ تر زر و جواہرات کے چھپا کر رکھنے کے عادی ہین غالبًا یہ عادت انھین ایام ماضیہ سے چلی آتی ہے جب کوئی سال ایسا نہین گذرتا تھا کہ مرہٹون اور پنڈارون کے گروہ کسی گانون یا قصبہ پر اوگاہن نہ لگاتے ہون یا اُسکو تاخت و تاراج نہ کرتے ہون۔ مقام دہلی مورخہ ۱۴ اپریل ۱۸۴۵ء

باب چہارم

جان لارنس کے سوانح اور مہمات متعلقہ گورگانون ۱۸۳۷ء لغایت ۱۸۴۲ء

۱۸۳۷ء مین جان لارنس پر انکی سخت کوشی اور کامیابی کے میدان یعنی ضلع پانی پت سے قطع تعلق کرنے اور پھر پایتختی کے عہدہ پر دہلی جانے مین جو مایوسی طاری ہوئی وہ ہندوستان مین ہر سیول حاکم کے لیے جو قائم مقامی کی حیثیت سے مقرر ہوتا ہے لازمی ہے۔ پس ایسے لوگ معدودے چند ہونگے جنھون نے ثابت کر دیا ہو کہ وہ اُس کام یا بلکہ اُس سے بھی اعلیٰ خدمت کے لائق ہین اور پھر بخوشی ادنیٰ عہدہ پر عود کیا ہو۔ اور عمومًا ہندوستان مین لوگون کے خیالات جو ان عارضی عہدون کے خلاف ہین تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔ با اینہمہ جان لارنس کا یہ خیال نہ تھا۔ کیونکہ ۱۸۴۲ء مین جب وہ اول اول رخصت فرلو کے ختم کرنے کے بعد ہندوستان کو واپس جاتے تھے تو راستہ مین ایک نوجوان سویلین کا ساتھ ہوا جو اُس زمانے مین پہلے پہل ہندوستان کو جاتا تھا۔ جان لارنس اور اُسکے درمیان بہت باتین رہین اور اُنھون نے نوجوان سویلین کو یہ گر بتایا کہ "اگر تمکو کبھی کوئی قائم مقامی کا عہدہ دیا جاے تو اُسکو ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ لوگ تم سے کہینگے کہ ایسے عہدون مین سواے کھٹراگ کے کوئی فائدہ نہین ہے اور اسواسطے اُنسے احتراز کرنا چاہیے۔ یہ سچ ہے کہ کبھی کبھی تمکو مایوسی ہوا کریگی اور اس سلسلہ مین تمکو علی الاتصال ترقی بھی نہوگی لیکن تجربہ اور مختلف کامون کی مہارت حاصل ہوگی جو اُس سے بھی زیادہ مفید ہے اور اس سے تم اس قابل ہو جاوگے کہ آئندہ جو کام تمھارے سامنے آئے اُسکو انجام کر ڈالو۔ مین نے قائم مقامی کی نوکری کرنے سے کبھی جواب نہین دیا اور اب مین بہت خوش ہون کہ مین نے خوب کیا۔

یہ نوجوان سویلین جنکو جان لارنس نے مانا اور اسکندریہ کے درمیان رخصت ہوتے وقت یہ گر بتایا تھا ڈبلیو پس سیٹن کار تھے۔ گو اُنکے چرن مشیر نے اُنکو یہ صلاح دی تھی کئی برس تک اُنکے کام کے مشاہدہ کرنیکا اُنکو

اتفاق نہین پڑا مگر جب وہ لارڈ ڈلہوسی کی ماتحتی مین ایک ادنیٰ عہدہ پر تھے تو جان لارنس کی ناموری بہت کچھ
سنی اور اُنکے بہت سے عاقلانہ رسالے مطالعہ کیے اور اُسکے کئی برس بعد جب جان لارنس منصب جلیلہ گورنر جنرلی
پر فائز ہوئے تو اُنکے فارن سکریٹری (وزیر معاملات خارجہ) مقرر ہوئے۔ اُسکے بعد جب جان لارنس ملازمت
ہندوستان سے کنارہ کش ہونیکے بعد ولایت گئے اور کوئینس گیٹ مین سکونت اختیار کی تو وہ ہر روز جان لارنس
کی ملاقات کو جایا کرتے تھے اور اُنکے جانے سے جان لارنس بہت خوش ہوتے تھے۔ چنانچہ دونون مین مرتے
دم تک یہ ربط وضبط رہا اور اس ملاقات کا خاتمہ جان لارنس کی وفات کے پیشتر والے ہفتہ کو ہوا اور اسکے
بعد جب سینٹ جیمس ہوس مین ایک بڑا بھاری جلسہ متوفیٰ شجاع کی قومی یادگار قائم کرنیکے چندہ کے لیے منعقد ہوا تو
انھون نے ایسی ایسی فصیح اور دلچسپ اسپیچین دین کہ شاید و باید۔ اور وہ فی نفسہ لارڈ لارنس کی یادگار مین تحریر
ہوا پاتین۔ اسکے بعد ایک مرتبہ اور (کیونکہ میرے نزدیک امر مذکور کے اعتراف کا یہ نہایت مناسب موقع ہے) اس
بھی بھاری ثبوت اس امر کا انھون نے بہم پہونچا دیا کہ وہ اپنے افسر سابق سے نہایت محبت رکھتے تھے۔ کیونکہ انھون
نے بڑی احتیاط سے ان جلدون کے ترمیم شدہ قلمی مسودات کو ملاحظہ کرکے بہت سی غلطیون کی درستی مین مدد دی
اور معتدل اعتراضات اور مفید رائین ظاہر کرکے مجھکو فائدہ بخشا۔

ادنیٰ درجہ پر عود کرنیکی خلش عرصہ تک قائم نہین رہی۔ کیونکہ قدیم عہدہ دہلی پر تین مہینے تک کام کرنیکے بعد
جنوبی قسمت علاقہ دہلی کے عہدۂ جنٹ مجسٹریٹی و ڈپٹی کلکٹری پر جان لارنس کی ترقی ہوگئی اور ساتھ ہی اسکے
خاص شہر کی مجسٹریٹی اور کلکٹری کی قائم مقامی بھی اُنکے سپرد ہوئی۔ اس آخری عہدہ کا کام جو دہلی کے ہر درجہ کے
لوگون سے اُنکی واقفیت سابقہ کی وجہ سے بہت آسان ہوگیا ہوگا انجام کرنیکے بعد جولائی ۱۸۳۶ء مین وہ اپنے
مستقل عہدہ قسمت جنوبی پر گئے۔ یہانکا کام ملک اور باشندون کی حالت شمالی حصہ سے کمین مختلف تھی اور اس
طور پر اُنکو انواع واقسام کے تجربے حاصل ہوئے جنکو مین اوپر بیان کرچکا ہون کہ جان لارنس بہت گران بہا
سمجھتے تھے۔ اس کا رقبہ دو ہزار مربع میل اور آبادی سات لاکھ تھی جسمین نصف ہندو اور نصف مسلمان تھے۔ پس ایک
طور سے وہ تمام قومین جنسے پانی پت مین اُنکا سابقہ رہا تھا اس آبادی مین شامل تھین۔

اُسکے علاوہ اور بھی بہت سی قومین تھین مثلاً مینا اور میواتی جنکے بارے مین شاید اُنکو پہلے کچھ علم نہ تھا۔ یہ لوگ
بڑے چور تھے بلکہ شمالی ہندوستان مین شاید اُنسے بڑھکر کبھی کوئی چور نہونگے۔ زمانہ سابق مین وہ مرتب گروہون مین منقسم
تھے اور چھوٹے چھوٹے لشکرون کے طور پر شہر پناہ دہلی تک ہر ہر گانون کو آگ اور تلوار سے غارت کرتے تھے اب تک
بھی باوصف اس امر کے کہ علانیہ زیادتیون سے رُکے رہتے تھے اور زبردست سرکار کی حکومت مین کچھ کچھ تربیت
پذیر ہوگئے تھے۔ اُنکی چوری کا شوق اُسی طرح موجود تھا اور بارہا اس امر کا کافی ثبوت ملا کہ اگر اُنکو موقع دیا جاتا تو پھر وہی

حرکتین کرنے لگتے شمالی اضلاع کے رانگڑون کیطرح یہ لوگ اورنگ زیب کے زمانہ مین ہندو سے مسلمان کیے گئے تھے۔ اور بلاشبہہ اُنمین اکثر دستور و رواج ہندوون کے باقی تھے۔ جان لارنس اُن اچھے قدیم دنون کی نسبت اکثر اُن لوگون سے ذکر کیا کرتے تھے۔ اور جس بے تکلفی سے جان لارنس اُن لوگون سے باتین کرتے تھے اُسیطرح وہ بھی بات چیت کرتے تھے۔ اور صاف صاف بیان کرتے تھے کہ جسوقت ہم اُن فتحمندی کے دنون پر خیال کرتے ہین جب ہم لوگ اس ضرب المثل کے مصداق تھے کہ "جسکی لاٹھی اُسکی بھینس" تو ہمکو نہایت افسوس ہوتا ہے۔

یہ ضلع اُنکی غارت گری کے برتاؤ کے لیے بالتخصیص موزون تھا۔ اُسکی شکل بےقاعدہ تھی۔ دو طرف تو خود مختار ریاستین واقع تھین درمیان مین بہت سی چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کے سلسلے وار پار نکل گئے تھے۔ بہت سے گہرے پہاڑی نالے لیسے واقع تھے جو برسات کے سوا سال بھر خشک رہتے تھے۔ اور عرب اور شام کے صحراؤن کے وادیون کیطرح قزاقون کے مامن تھے۔ جو مسافر اس راہ سے بدون کافی حفاظت کے نکلنے کا قصد کرتے تھے اُنپر یہ لوگ ٹوٹ پڑتے تھے۔ جان لارنس کہتے ہین کہ "یہ لوگ اپنے آبا و اجداد کی کارروائیون کے بہت سے عجیب و غریب قصے اسیطرح کے بیان کیا کرتے تھے"۔ ۱۸۳۲-۱۸۳۳ء کے قحط کے تھوڑے ہی زمانہ بعد ۱۸۳۷-۱۸۳۸ء مین جو مصیبت ناک خشکسالی شمالی ہندوستان کے اکثر بالائی حصون مین پڑی تھی اُس سے اس ضلع کے باشندے سخت مصیبتون مین مبتلا ہوے۔ حتّیٰ کہ جن مقامات مین لوگ دراصل فاقہ کشی سے نہین ہلاک ہوے تھے وہ بھی تکلیف مین مبتلا رہے مگر اُن مصیبتون سے باشندون پر حکومت کرنیکی مشکلین کچھ کم نہین ہوئین۔ اسکی زیادتی راجپوتانہ بھرتپور بندیلکھنڈ کی ہندوستانی ریاستون مین تھی مگر ممالک مغربی و شمالی کی قسمت آگرہ خصوصًا اضلاع آگرہ اور اٹاوہ اور مین پوری مین لوگون پر بڑی تکلیفین گذرین اور جانین بھی تلف ہوئین۔ جان لارنس کے ضلع حصار مین گو مصیبت زیادہ تھی لیکن جانون کا نقصان نہین ہوا۔ یہان کی زمین جو برخلاف شمالی ہندوستان کے دوسرے حصون کے لوہے کیطرح تپنے لگتی ہے ہلکی اور پولی ہے اور اُسکے لیے بارش کی زیادہ حاجت نہین ہے علاوہ برین اس ضلع مین چاہات اور جھیلین کثرت سے تھین جو آبپاشی کے کامون مین استعمال کی جاسکتی تھین چنانچہ اسی سے یہ امر ظہور مین آیا کہ جان لارنس اور اُنکے شریک نامی گرامی مارٹن گبنس کی متواتر کوشش اور مستعدی سے باوصف اس امر کے کہ عام باشندے مصیبت زدہ غارتگر اور جنگجو تھے اور ضلع بھر مین ایک سپاہی بھی تعینات نہین تھا ظلم و تعدی ایک معتدل حالت تک محدود رہی۔ اگر وہ اصل مین گھٹی نہین تو بڑھی بھی نہین اور بعض اوقات اور موقعون کی نسبت ہم صحت کے ساتھ کہہ سکینگے کہ سنگین جرمونکی جو ترقی نہوئی تو اُسکا سبب یہ ہے کہ اُنکے انسداد مین انتہا سے زیادہ کوششین ہوئین اور جسقدر کامیابی کی وہ کوششین مستحق تھین اُسیقدر کامیابی حاصل ہوئی۔ اور اس مقام

مجھکو ایک ایسا قصہ بیان کرنا مناسب ہے جس سے اُن دقتون کی پوری پوری تصویر کھنچ جاویگی جنکا انسداد مجسٹریٹ کو قریب قریب تنہا کرنا پڑتا تھا۔ اور وہ وقت ایسی ہے جو آجتک بالکل معدوم نہین ہوئی چنانچہ ملتان اور دیگر مقامات مین جو تازہ واقعات گذرے ہین اُنسے یہ امر بخوبی ثابت ہے۔ مین اسکو بہت اختصار کے ساتھ مگر حتی الامکان جان لارنس ہی کی عبارت مین بیان کرونگا کیونکہ اُس سے اُنکی پوری نوعیت اور بہت نمودار طور پر اُنکی ہمت مردانگی اور سچائی و طبیعتی تحمل کے ساتھ تعرض

تحمل کے ساتھ تعرض

موسم بہار ۱۸۳۸ء مین جب ہنوز وہ قحط رفع ہونے نہین پایا تھا جس سے باشندگان ممالک مغربی وشمالی ہند سخت مصیبت مین مبتلا تھے۔ میرا خیمہ ایک مقام پر جو ریواڑی سے چندان دور نہین تھا نصب ہوا تھا۔ اس پرگنہ مین جدید پیمایش ہوئی تھی اور مین وہان مالگزاری کا تیسؔ سالہ بندوبست کرنے گیا تھا۔ جب مین وہان تھا تو قصبہ کے مسلمانون اور ہندوون مین ایک جھگڑا پیدا ہوا۔ یہ جھگڑا ایسا تھا کہ اگر حکام سرکاری موقع پر پہونچکر دست اندازی نکرتے تو بلوہ ہوجاتا یا اگر بلوہ نہوتا تو خونریزی ضرور ہوتی۔ بنا رفساد ہندوون کا مشہور تعصب یعنے گاؤکشی کی مخالفت تھی جسکو وہ مقدس جانور تصور کرتے ہین۔ مسلمان لوگ اپنی طرف یہ چاہتے تھے کہ گاے کا گوشت کھانیکو ملتا کیونکہ بھیڑی یا بکری کے گوشت سے یہ ارزان تھا اور گو بمقابلہ کل آبادی کے مسلمانون کی تعداد بہت کم تھی لیکن اُنھون نے ٹھان لیا تھا کہ ضرور اپنا مقصد پورا کرینگے۔ وہ لوگ ہرسال اس ممنوع جانور کے ذبح کرنیکی اجازت طلب کیا کرتے تھے کہ خاص قصبہ کے اندر یا اُسکے باہر ایک مناسب فاصلہ پر اپنا کام انجام کرین۔ لیکن اُنکی کوششون کا کوئی فائدہ نہین ہوا کیونکہ ہندوون نے عہد کر لیا تھا کہ اگر اُنکے مذہبی عقائد سے لاپروائی کی گئی تو وہ زبردستی کرینگے اور اس سبب سے مسلمان لوگ کشیدہ خاطر اور دبے رہے۔ ص ۹۱

آخرکار مسلمانون کے سر برآوردہ اشخاص نے جب مین خیمہ مین تھا ایک تازہ عرضداشت قریب قریب اس مضمون کی دی۔ ”غریب پرور سلامت۔ حضور پرنور پر روشن ہے کہ اس قصبہ کے ہندوون نے برسون سے اس وقت تک حکام بالادست سے باطل اور مغالطہ آمیز بیانات کرکے مسلمانون کو گاؤکشی سے روک رکھا ہے اور یہ بہانہ کیا ہے کہ یہ جانور مقدس ہے۔ ہمارے خداوندان نعمت یعنے انگریزون کا ابتک یہ قاعدہ رہا کہ ایک قسم کی رعایا دوسرے گروہ پر ظلم نکرنے پائے اور ہر شخص کے ساتھ بلا امتیاز ذات مذہب رنگ و قوم ایک طرح پر انصاف کیا جائے۔ اصل تو یہ ہے کہ انکے سایہ حمایت مین سب لوگ یکسان فائدہ اُٹھاتے ہین اور بھیڑیا اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین۔ پس ہم مظلومون نے کیا قصور کیا ہے کہ جو فوائد اور لوگون کو حاصل ہین وہ ہمکو نہین ملتے۔ امید ہے کہ حضور ہمارے استغاثہ پر جلد لحاظ فرماکر یہ حکم صادر کر دینگے کہ ہم لوگ گاے کا گوشت کھاسکین۔ الٰہی آفتاب دولت و اقبال ہمیشہ تابان رہے“۔ یہ درخواست بار عام مین ہزارہا ہندوون اور مسلمانون کے سامنے پڑھی گئی۔ اور جو کچھ ہو رہا تھا اسکو ہر شخص دیکھ سُن رہا تھا کیونکہ خیمہ کی قناتین تینون طرف سے ہٹا دی گئی تھین۔

عرضی کے پڑھنے کے وقت تمام حاضرین اجلاس ادب کے ساتھ خاموش کھڑے رہے۔ مسلمان لوگ تو لگائے کھڑے ہوئے تھے کہ مین کیا فیصلہ صادر کرتا ہون اور ہندو لوگ بغور میرے چہرہ کو گھور رہے تھے کہ اگر ممکن ہو تو قیافہ سے دریافت کرین کہ مین کیا فیصلہ صادر کرنیوالا تھا۔ مجھکو اس موقع پر بیان کرنا چاہیے کہ دنیا بھر مین کہین کے آدمی ایسے نہین ہین جو ہندوستانیون سے زیادہ قیافہ شناس زود فہم یا رائے قائم کرنے مین مشاق ہون۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر حرکت اور اشارہ سے اندرونی حال دریافت کر لیتے ہین۔ یہ کچھ تعجب کی بات نہین ہے صدہا برس سے وہ ایسے لوگون کے تحت حکومت رہتے آئے جنکی مرضی ہی قانون تھی۔ لہذا عادت کا قیاس کرنا اور اپنے حاکمون کے خیال کو پہلے سے دریافت کر لینا انکی تعلیم کا ضروری حصہ ہو گیا ہے۔

مجھکو معلوم ہوا کہ قانون اور انصاف مسلمانون کی طرف ہے مگر یہ دیکھکر کہ ہندوون مین مخالفت کرنیکا خیال بہت قوی ہے مین نے صلاح دی کہ وہ ایک باضابطہ درخواست صاحب کمشنر کے حضور مین جو سپرنٹنڈنٹ پولیس کے اختیار رکھتے تھے پیش کرین۔ چنانچہ صاحب موصوف نے گاؤکشی کا حکم نافذ فرمایا۔ مین نے قصبہ سے پون میل کے فاصلہ پر اس کام کے لیے ایک جگہ مقرر کی تاکہ ہندوون کو اس سے جو کچھ صدمہ پہونچا ہے وہ کم ہو جائے۔ لیکن انکے غصہ اور طیش کی حد ہی نہ تھی اور جہان جہان مین جاتا تھا مستغیث مجھکو گھیرے رہتے تھے۔ جب انھون نے دیکھا کہ مین انکی شنوائی نہین کرتا تو وہ اپنے گھرون کو لوٹ گئے۔ اور فریق ثانی سے کچھ نہ بولے۔ انکے دلون مین یہ کینہ بھرا رہا۔ اور جب اس واقعہ کے چھ ہفتہ بعد محرم کے ایام آئے تو دفعتاً اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلمانون کے تعزیون پر یورش کی اور ہر طرح کے ہتیار اینٹ اور پتھر انکے خلاف استعمال کیے حتی کہ مردہ سور اور کتے جن سے اس مذہب کے لوگ نہایت ہی نفرت کرتے ہین انپر پھینکے۔

اس سے نہایت خوفناک طور کی شورش اور فساد پیدا ہوا اور گمان تھا کہ انجام کو نہایت ہی سخت ہنگامہ اور نقصان جان واقع ہوگا مگر خیریت یہ ہوئی کہ تحصیلدار نے جو ایک بڑا مستقل مزاج اور رعب دار ہندوستانی شخص تھا فوراً پولیس کو موقع پر طلب کر لیا اور گو وہ خود ہندو اور ذات کا برہمن تھا مگر مسلمانون کی طرفداری کر کے انکے تعزیے بحفاظت شہر سے نکلوا لیگیا۔ دونون فرقون کے لوگ جو ایک دوسرے سے جدا کر دیے گئے تھے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔ مسلمان لوگ اپنے بزرگون کی تربتون کی قسمین کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم اس توہین کا داغ قصبہ کے ہر ہر ہندو کے خون سے دھوئینگے اور اگر مر گئے تو شہادت پائینگے۔

تحصیلدار کو اپنی کامیابی پر بڑی خوشی ہوئی۔ اسکو خیال گذرا کہ مزید نقصان صرف مجسٹریٹ کے آنے سے رک سکتا ہے اور اسواسطے اسنے میرے پاس خاص قاصد بھیجے اور جہان میری موجودگی درکار تھی وہان تک گیا۔ مین دورہ پر تھا اور وہان سے چالیس میل کے فاصلہ پر میرا خیمہ پڑا تھا۔ راستہ تو سیدھا تھا لیکن درمیان مین بے راہ

کھڑی پہاڑیون کا سلسلہ چلا گیا تھا اور اسوجہ سے نشیب و فراز مین بیس میل کی مسافت اور بڑھگئی تھی اسلیے میرے
پاس دوسرے روز دوپہر کے وقت خبر پہونچی۔ یہ مجھکو ایک دلگی کی بات ملگئی باد سموم نہایت تیز چل رہی تھی اور اس
شدت کی دھوپ اور جلتی ریت مین ان دنون جانیکے لیے کچھ حوصلہ درکار تھا باینہمہ کچھ نکچھ کرنا ضرور تھا اور وقت
عجلت کا تھا۔ چنانچہ دس منٹ کے غور کرنیکے بعد مین نے قرب و جوار کے گاؤن والون کو طلب کیا۔ اور اُنسے
کہا کہ تم لوگ ان پہاڑیون کی راہ سے سیدھا راستہ بتادوگے اور اس مسافت کے طے کرنیکا کچھ بندوبست کردوگے
اُنھون نے جواب دیا کہ راستہ تو ہم لوگون کو بہت اچھی طرح معلوم ہے لیکن پیدل کا راستہ ہے بکریان جاسکتی ہین
مین نے جواب دیا کہ کچھ پروا نہین ہے مین جاسکتا ہون تم لوگ صرف مجھکو راستہ بتادو۔ ہندوستان کا قاعدہ ہے
کہ صاحب لوگون مین سے جب کوئی شخص کچھ کرنیکو کہتا ہے تو ہندوستانی پاس ادب سے مخالفت نہین کرتے اور
رضامند ہوجاتے ہین۔ ملازمون کو فورًا حکم دیا کہ کچھ کپڑا وغیرہ لیکر جسقدر جلد ممکن ہو کوچ کرین اور باقی ماندہ لوگ خیمہ
اور اسباب کے ساتھ پیچھے پیچھے آوین۔ اور ایک رہنما اُسیوقت روانہ کردیا گیا کہ پہاڑیون کے نیچے منتظر رہے تاآنکہ
ٹھنڈا وقت ہوجاتے اور مین میدان سے گذرنیکا ارادہ کرسکون۔

تین بجے دنکو مین اپنے سب سے عمدہ عربی گھوڑے پر سوار ہوا اور ایک سوار کو اپنی اردلی مین لیکر پہاڑی
کیطرف چلا جہان رہنما کو منتظر پایا۔ وہان ہم لوگ گھوڑون سے اُتر پڑے اور حکم دیا کہ گھوڑے پہاڑی پر چڑھائے
جائین۔ کچھ دور نہین گئے تھے کہ اردلی کا گھوڑا گر پڑا اُسکو ہمنے اُسکی قسمت پر چھوڑ دیا کیونکہ تاخیر کا موقع نہین تھا۔ ص ۹۳
اب بہت ڈھلاؤ کا راستہ آنے لگا۔ بعض مقامات سے تو گذر کرنا ناممکن معلوم ہوتا تھا اور اگر وہان اتنا راستہ ہوتا کہ مین
اپنے گھوڑے کا منھ پھیر دیتا تو میرا یہی ارادہ ہوگیا تھا کہ اپنا قصد فسخ کرکے واپس چلا جاؤن۔ باینہمہ ہم آگے بڑھتے
چلے گئے یہان تک کہ چوٹی پر پہونچے میرے غریب گھوڑے پر رنگ رنگ کر پہاڑی کے چڑھنے مین تو مصیبت
پڑہی چکی تھی مگر اب اسطرف اُترنیکی مشکل اور خطرہ اس سے بھی زیادہ تھا۔ اگر ذرا بھی اُسکا قدم لغزش کھاتا تو اوندھا
نیچے آرہتا لیکن جب وہ پھسلنے یا لغزش کرنے لگتا تھا تو ہم خبرداری سے اُسکو سنبھال لیتے تھے۔ آخرکار ہم پہاڑیون کے
نیچے پہونچ گئے اور کوئی ضرر نہین پہونچنے پایا۔ یہ کام چھ بجے تمام ہوا بس ایک گھنٹہ سے کچھہی زیادہ دن کی روشنی مین
چلنے کا وقت رہگیا تھا۔ اور تیس میل سے زیادہ ریگستانی اور بے لیک میدان کا راستہ طے کرنا تھا جسمین جابجا نالے
اور غار واقع تھے۔ سواے مغربی ستارے یا کسی گاؤن کے جو راستہ مین ملجاتا تھا اور کوئی رہنما نہین تھا لیکن اپنے
بہادر گھوڑے کی رفتار اور ثابت قدمی پر جسکو مین پیشتر بھی اکثر محنت کے ایام مین آزما چکا تھا بھروسا کرکے مین نے رہبر کو
رخصت کیا۔ اور گھوڑے کو پوئی پر ڈالدیا۔ دس بجے رات کو مجھکو ہزارہا چراغون کی روشنی جو ہندوستانی شہرون مین
جلائے جاتے ہین نظر آئی۔ اور شہر مین داخل ہوتے وقت مجھکو معلوم ہوا کہ سب لوگ بیدار ہین۔ اُنھون نے مجھکو

فوراً پہچان لیا کیونکہ میرے گھوڑے کو اور مجھکو وہ خوب جانتے تھے۔ ہر شخص کے مُنھ پر حیرت کے ساتھ یہ کلمہ جاری ہوا کہ لارنس صاحب آ گئے"۔ کیونکہ انکو معلوم تھا کہ ایک روز پیشتر مین ریواڑی مین تھا۔ اچانک میرے وہان آ جانے سے یہ لوگ ڈرے اور اپنے اپنے گھرون مین دبک رہے۔ تھوڑی دیر تک مین نے گلیون مین گشت کیا اور جب دیکھا کہ بہت لوگ خاموش ہو گئے ہین تو تحصیلدار کے پاس گیا اور اُس سے ایک روز پیشتر جو خلفشار مچگیا تھا اُس سب کی کیفیت سنی مین نے قرب و جوار کے اہالیان پولیس کی طلبی کا حکم بھیجا اور اسکے بعد شہر پناہ کے باہر جو خراب خستہ سرا تھی اُسمین قیام کیا۔ خوش قسمتی سے یہان پولیٹکل محکمہ کے ایک افسر یعنے کپتان آر۔ ل گئے جو علالت کیوجہ سے بمقابلہ خیمون کے یہان کے رہنے مین زیادہ آرام سمجھے کیونکہ مین نے سرا کے دو تین کمرون کی مرمت کرا رکھی تھی اور اُنمین کچھ سامان بھی جمع کر دیا تھا کہ اگر کوئی اشد ضرورت جیسی اسوقت تھی پیش آئے تو تکلیف نہو۔ گھوڑے کو اپنے سامنے ملوانے اور دانہ کھلوانے کے بعد مین سونے چلا گیا۔ صبح کیوقت مین نے پولیس کو پھاٹکون بازارون اور دوسرے صدر مقامون مین تعینات کیا کہ اگر ہنود ہتیار اُٹھائین تو یہ لوگ اُنکے روکنے کو تیار ہین اور یہ لوگ تین ہفتہ تک ان مقامات مین تعینات رہے۔

اسطور پر خطرہ گذر گیا کیونکہ اول تو اہل سلام خود ہی چست و چالاک اور جنگجو تھے پھر انکو پورب مین سپاہ نے مدد دی پس وہ اپنے مخالفین پر بخوبی غالب ہو سکے۔ ہندوون نے مجھکو ایک نئی عرضی دی یہ بالکل ہی انوکھا طریقہ عمل مین لانا چاہا کیونکہ مین نے انکی درخواست کی سماعت نہین کی اُنھون نے پیشتر سے منصوبہ باندھکر باتفاق رائے تدبیر کر رکھی تھی چنانچہ اب اُسی کے مطابق اُنھون نے ساری دُکانین بند کر دین ہر قسم کا لین دین اور کام موقوف کر دیا اور ظاہر کیا کہ جب تک یہ حکم منسوخ نہ کر دیا جائیگا اُسوقت تک ہم نہ کوئی چیز خریدینگے اور نہ فروخت کرینگے بلا اپنے فریق مخالف سے کسی قسم کی داد و ستد ہی رکھینگے تحمل کے ساتھ تعرض کرنے کی جو یہ تدبیر اُنھون نے نکالی وہ فی الحقیقت نہایت کارگر تھی۔ اس سے اُنکے مخالفین کا کام کاج بالکل بند ہو گیا اور مجسٹریٹ صاحب کو سخت تردد ہوا کیونکہ رسد رسانی مطلقاً اُنھین لوگون کے ہاتھ تھی اور اُسکا سبب یہ تھا کہ شہر مین تھوک فروشی اور خوردہ فروشی وہی لوگ کرتے تھے۔ دوسرے روز صبح کو مسلمان ہی نہین بلکہ ہندو لوگ بھی حسب معمول روزمرہ کی ضروریات کی چیزین خریدنے آئے تو اُنھون نے دکانین بند پائین۔ چونکہ یہ لوگ دن بھر کما کر شام کو جو کچھ لاتے تھے اُسی مین بسر کرتے تھے اسوجہ سے سخت مایوسی مین مبتلا ہوے اور میری قیامگاہ مین آ کر ملتجی ہوے کہ اگر آپ دکاندارون سے دکانین نہ کھلوا سکتے ہون تو ہم لوگ غلہ خانون کے قفل توڑ کر اپنا کام نکال لین۔ مین نے جواب دیا کہ بیوپاریون نے کوئی امر خلاف قانون نہین کیا ہے اور مجھکو کسی طرح سے اُنپر جبر کرنیکا اختیار نہین ہے مجھکو اس بات کا بھی خیال ہوا کہ اگر مین نے غلہ خانون پر یورش کرنے سے ان لوگون کو باز نہین رکھا تو بدعملی اور لوٹ شروع ہو جائیگی۔ باایں ہمہ لوگون کو غذا کا پہونچنا لازمی ہے اور اُسمین عجلت بھی درکار ہے۔

آخر کو مجھے ایک تدبیر سوجھی کہ اُس سے مین ہندوون سے حجت کرنیکا موقع پاؤنگا اور اگر اُس سے وہ راہ راست پر

ص ۹۴

آجائین تو بھی کچھ عجب نہین ہے۔ مین نے قرب و جوار سے بہت سے چھکڑے غلہ کے اپنی ذمہ داری پر منگوا کر جمع کیے اور مجھکو بھروسا تھا کہ جب گورنمنٹ کو اس تباہی کا حال منکشف ہوگا تو مجھکو قیمت ملجائیگی۔ یہ سب غلہ مین نے ایک مقام پر جمع کرایا اور بعض بعض لوگون کو منتخب کرکے گلیون مین انکو بٹھایا اور خوردہ فروشی کے لیے غلہ اُنکے سپرد کیا۔ اسطور پر وہ سب قلیل حاجتین جو اہل اینشیا کو ہوتی ہین رفع ہوگئین اور یہ سب بندوبست اس ہوشیاری سے کیا گیا کہ آخر کو گورنمنٹ کا کچھ بھی خسارہ نہین ہوا۔ اس اثنا مین مین نے اشتہار جاری کرا دیے کہ ہندو لوگ اپنے پنڈتون کے کہنے پر ناجائز کامون مین عمل نہ کرین ورنہ اگر کسی طرح کی زیادتی ظاہر ہوئی تو معًا اُسکا تدارک کیا جائیگا۔ بعض بعض جداگانہ صورتون مین مین نے اس کارروائی کا بھی اکثر موقع پایا کیونکہ اتفاق کا پیدا ہونا اب اُنہین ناممکن تھا۔ پہلے تو اُنھون نے صاحب کمشنر اور اُسکے بعد پہاڑ پر گورنمنٹ کو عرضیان بھیجین اور اُنمین میری اور تحصیلدار کی شکایت لکھی۔ معمولی وقت پر یہ عرضیان حسب ضابطہ میرے یہان کیفیت لکھنے کے لیے آئین۔ مین نے اپنی شکایتون کی نسبت تو جواب دینا مناسب نہ سمجھا لیکن تحصیلدار کی البتہ خوب تائید کی۔

بیس روز تک ہندو بیوپاری اُسیطرح ضد کیے گئے اور مین علی الاتصال نگرانی سرکوبی اور شکایتون کی جوابدہی کرتے کرتے عاجز آگیا۔ آخر کو اُن ہندوون نے جو زیادہ غریب تھے دیکھا کہ اسمین ہمارا اور مسلمانون دونون کا نقصان ہے۔ چنانچہ چار پانچ بتدریج دکانین کھلتی گئین اور بائیسوین دن کے ختم ہونیکے بعد شام کو ایک گروہ ہندوون کا بڑی عاجزی کی حالت سے میرے پاس آیا اور بیان کیا کہ ہمکو ہمارے پنڈتون نے بہکا دیا تھا۔ ہمارا قصور معاف کیا جاوے اور اب ہم لوگ قسم کھاتے ہین کہ پھر ایسی خطا نہ کرینگے اور دکانین ابھی کھولے دیتے ہین۔ مین اس امر پر راضی ہوگیا اور اسطور سے وہ یورش جس سے قصبہ بھر مین کھلبلی مچ گئی تھی موقوف ہوگئی اور شر و فساد نیست و نابود ہوگیا۔ اس معاملہ مین میری کسیقدر آزادانہ کارروائی پر گورنمنٹ نے جو باز پرس کی تھی اُسکی نسبت مین قرار واقعی گورنمنٹ کا اطمینان کرسکا اور تحصیلدار کی کارگزاری ایسی ثابت کردی جسکے صلہ مین اُسکا خاص شکریہ ادا کیا گیا۔ لیکن اس واقعہ کے بعد وہ بہت دن تک زندہ نہین رہا کہ جو واہ واہ اُسنے حاصل کی تھی اُس سے فائدہ اُٹھا سکتا۔ چند مہینے کے بعد اُسکو یکایک ہیضہ ہوا اور مر گیا۔

جنوبی حصہ ضلع دہلی سے جسکی نسبت مین اوپر بیان کر آیا ہون کہ ممالک مغربی و شمالی کے شدید قحط سے وہ بچگیا تھا جان لارنس یکایک ایسے ضلع کو تبدیل ہوگئے جہان ہر جگہ سے زیادہ قحط کی شدت ہوئی تھی یا ہ نوم ۱۸۳۹ء مین عہدہ مہتممی بندوبست اٹاوہ کے لیے رابرٹ مرٹنس برڈ نے اُنکو بالتخصیص منتخب کیا۔ ان صاحب کا نام عمومًا انگریزون مین بہت کم معروف ہے اور مین کہ سکتا ہون کہ اتنے عرصہ دراز کے بعد ممالک مغربی و شمالی کے دو کروڑ تیس لاکھ باشندون کو بھی جنکی مصیبت اور تباہی کے انسداد مین اُنھون نے اسقدر کوشش کی تھی ص ۹۵

بہت کم یاد ہوگا۔ لیکن اُنکی خدمات کا اندازہ اس امر پر موقوف نہین ہے کہ آیا دنیا مین اُنکی کچھ شہرت ہوئی یا نہین ہوئی اور اُنکو کچھ صلہ ملا یا نہین ملا۔ صاحب موصوف بیس برس تک ججی کا کام کرتے رہے بعد اُسکے یکبارگی محکمہ مال مین داخل ہوے۔ یہ محکمہ ایسا ہے کہ بہتیرے آدمی عمر بھر اُس مین در دسری کیا کیے اور پھر مایوس ہی رہے مگر اُنکے بارے مین بہت جلد اعتراف ہونے لگا کہ اس محکمہ کے کام مین وہ اعلی درجہ کی دستگاہ رکھتے ہین اور آیندہ تیرہ برس تک ایک نہایت پیچیدہ اور دشوار کام کی تدبیر اور اُسکا انصرام کرتے رہے اور باوصف اس امر کے کہ وہ ایک بڑا بھاری کام تھا درجۂ اتمام پر پہونچا دیا یعنی کل ممالک مغربی وشمالی کی پیمایش اور بندوبست کر ڈالا۔

تیس برس کی ملازمت کے بعد جب وہ اِنگلِستان کو واپس آئے اور جو لوگ اس بات سے واقف تھے کہ اُنھون نے کیا کیا کام کس کس طرح سے انجام دیے بدرجۂ غایت اُنکے مقر و معترف ہوے تو اُنھون نے خاموشی کے ساتھ زندگی بسر کی کسی کو اُنکا حال معلوم نہ ہونے پایا اور بغیر کسی ظاہری نشان امتیاز کے عروس اجل سے ہمکنار ہوے۔

ہمارے اکثر عمدہ ترین منتظمون کا مقسوم یہی ہوا ہے اور اس مقسوم پر بلا شکایت اُنکو شاکر رہنا پڑا ہے کوئی تو ترقی پاکر ناموری اور عزت حاصل کرتا ہے مگر باقی لوگ عمر بھر برابر محنت شاقہ کیا کرتے ہین اور اُنکو اپنے علاقہ کے اندر اسقدر اختیار حاصل رہتا ہے کہ یوروپ کے بہت کم سلاطین کو اُسقدر اختیار ہوگا اور اپنی رعایا کی بہبودی مین اسقدر مصروف ومشغول رہتے ہین کہ یوروپ کے سلاطین مین بہت کم اُسقدر تکلیف گوارا کرتے ہونگے۔ اُنکو اپنی زندگی کے نہایت ہی اثر پذیر زمانہ مین اپنے اطفال کو چھوڑنا پڑتا ہے اور اُنکی ازواج اکثر مجبور ہوجاتی ہین کہ شوہر کے حقوق پر اطفال کے حقوق کو ترجیح دین۔ پس ہندوستان کسی امر کے اعتبار سے اُنکا وطن نہین ہوسکتا اور آخر کو جب وہ انگلستان واپس جاتے ہین تو اکثر یہی ہوتا ہے کہ اُنکی تندرستی مین فرق آجاتا ہے کوئی شخص نہ تو اُنسے خبر ہوتا ہے اور نہ اُنکو جانتا ہے اُنکے لڑکے بالے ہی اُنکو اجنبی سمجھتے ہین اور ایک طور کی نیم شاہی حیثیت مین رہنے کے بدلے نیم جنگلی طور پر علحدہ سکونت اختیار کرتے ہین جہان پانچ چھ اُنھین کے ایسے سوبلینون کے سوا اور کوئی شخص ملاقات کے لیے نہین آتا۔ اور یہ وہ شخص ہین جو اُنکے ساتھ ہندوستان کا بار گران اُٹھاے اور وہان کی دھوپ برداشت کیے ہوے ہوتے ہین اور اب وقتاً فوقتاً اُن پرانے زمانہ کے حالات اور مقاصد پر گفتگو کرنیکے لیے جمع ہوتے رہتے ہین جو محض اُنھین سے تعلق رکھتے ہین اور جنکا حال اُنکے سوا دنیا کے اور لوگون کو کچھ معلوم نہین ہوتا۔ اسمین اُنکو حظ بیشک حاصل ہوتا ہے مگر وہ حظ ایسا ہوتا ہے جسکی قدر و قیمت اغیار کو کچھ نہین معلوم ہوتی۔

جس کار عظیم مین رَابَرْٹ بَرْڈ مصروف تھے اُسمین جَانْ لَارِنْس کا بطور اُنکے مددگار کے مقرر ہونا

بزمانہ مابعد ہمیشہ ایک ایسا امر تصور کیا گیا جس سے وہ اُن لوگون کے بھی سرتاج خیال کیے گئے جو اپنی یاوری بخت یا اور کسی سبب سے بہت جلد اپنے قدیم مربی پر فوق لیجانے والے تھے۔ جان لارنس جو بعد کو خود ہی ایک مسلم حاکم مال ہو گئے اُنکو یہ گوارا نہ ہوا کہ گورنگا نون مین اپنے سخت اور خوش آیند کام کو ترک کرین بلکہ اُنھون نے یہ خیال کیا کہ رابرٹ برڈ کی طلبی واجب التعمیل ہے۔ اُنھون نے ایک ہی مکتب مین تعلیم پائی تھی اور جو شریفانہ خیالات جان لارنس کے تھے وہی اُنکے بھی تھے اور جان لارنس نے اُنکی بہت سی باتین اختیار بھی کر لین پس راقم سوانح عمری جان لارنس پر دوگونہ فرض ہے کہ جس شخص کا جان لارنس پر اسقدر احسان تھا اور جسکو اُسکے ہموطن بہت کم جانتے تھے اُسکا کچھ حال دلسوزی کے ساتھ گو وہ کیسا ہی مختصر اور سرسری ہو یہ کیون نہو بیان کیا جائے۔ سر جان کے نے وکٹر جیکمنٹ نامے ایک باشندہ فرانس کا قصہ لکھا ہے کہ اُنسے اپنی قوم کے پوچ طریقہ پر ہولٹ میکنزی سے جو مال کے کام مین اعلیٰ درجہ کے واقفکار تھے یہ سوال کیا کہ مین آپ سے پانچ منٹ باتین کرونگا اسقدر وقت مین آپ مجھکو سمجھا دیجیے کہ ملک کے مختلف حصون مین مالگزاری اراضی کے قواعد کیا ہین اُس تجربہ کار سویلین نے جواب دیا کہ مین بیس برس سے اس امر کے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہون مگر ابھی تک جیسا چاہیے ویسا نہین سمجھا۔ سر جان کے جو یہ آگاہی دے گئے اُن بہتیرے لوگون کے بڑے کام آیگی جو بے سمجھے بوجھے اس میدان مین قدم رکھنے کی تیاریان کرتے ہین۔ لیکن مین ایک سہل اور خفیف امر کو بیان کرونگا۔ مین کسی ایسے امر کو جسکا بیان کرنا اور سمجھانا ناممکن ہے نہ بیان کرونگا بلکہ صرف عام طور پر اُن خرابیون کا اظہار کرونگا جن سے برڈ صاحب اور اُنکے شرکا نے ملک کو بچانے کی کوشش کی تھی اور نہایت ہی عام الفاظ مین ممالک مغربی و شمالی کے بندوبست متعلقہ برڈ صاحب کا ذکر کرونگا جسکا ایسا قوی اثر بعد کو لارنسون کے ذریعہ سے پنجاب پر پڑا تھا۔

ص ۹

جب اُنیسوین صدی کے آغاز مین سر آرتھر ولسلی اور لارڈ لیک نے شمالی ہندوستان کا اسقدر حصہ فتح کر کے ہمارے تابع کر دیا تو پہلا امر جسکے تصفیہ کی ضرورت پیش ہوئی یہ تھا کہ اس ملک کے انتظام کی بہترین سبیل کیا ہونا چاہیے۔ تمام مشرقی ریاستون مین یہ قاعدہ ہے کہ پیداوار اراضی کا کسیقدر حصہ جسکی تعداد مختلف ہوا کرتی ہے گورنمنٹ کا قرار دیا جاتا ہے اور ہندوستان مین اتنی بات اور بڑھی ہوئی ہے کہ اگر مالک وہ حصہ سرکار کو دیتا رہے تو اُسکے قبضہ مین فتور نہین آسکتا۔ لیکن مطالبات سرکاری کے وصول ہونے کا بندوبست کسکے ساتھ کیا جائے یا یون کہو کہ مالک جائز کون تھے بہرکیف بنگال مین آئندہ ہمیشہ کے لیے ہم نے ایک نظیر قائم کر دی تھی کہ یہ مسئلہ کبھی حل ہی نہ کیا جائے کیونکہ لارڈ کارنوالس کی رعایت سے ممکن ہے کہ بہت عمدہ نیت سے استمراری بندوبست مالگزاری کا کیا گیا ہو لیکن اُسکے نتائج نہایت ہی خراب نکلے یعنی یہ کہ سرکار اور اُسی طرح بہترین حصہ رعایا کا ہمیشہ کے لیے نقصان پیدا ہو گیا۔ یہ بندوبست بغیر اس امر کی قرار واقع تحقیقات کے عمل مین آیا تھا کہ اصل مالک

کون تھے اور آیندہ زمین کی کیا حیثیت رہیگی - بہرکیف یہ بات گورنمنٹ کو بالضرور زیادہ تر آسان معلوم ہوئی کہ متعدد چھوٹے چھوٹے آدمیون سے بجاے ایک شخص کے ساتھ جو زیادہ دولتمند اور صاحب اختیار ہو معاہدہ کیا جاے یعنی یہ کہ صدہا رعایا اور اُنکے قائم مقامون کے بدلے ایک زمیندار (اصطلاح بنگالہ) کے ساتھ بندوبست کر دیا جاے اور اس استمراری بندوبست کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک روز صبح کو جب وہ بیدار ہوے تو اُنھون نے دیکھا کہ سرکار نے ص ۹۵
انکو مالک زمین مقرر کر دیا ہے یعنی یہ کہ اصل موروثی مالکون پر اُنکو سبقت دیگئی اور جو اصل مالک تھے وہ بالکل غیر دخیل کاشتکار یا شاید اُنسے کچھ بہتر ہو گئے اور اکثر بحیثیت شرح سے اُنکا بندوبست کیا گیا - باایہمہ قانون نیلام کے جاری ہونے سے زمیندار بھی اپنی نوبت مین اس امر کے مستوجب کر دیے گئے کہ وہ بیدخل ہو جایا کرین اور دوسرے مالدار یا اولوالعزم لوگ جو اُن سے بھی کم انجام بین ہوتے ہین اُن اراضیات کو حاصل کر لین -

یہ امر تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ تجربہ حاصل ہونے سے یہ غلطیان اس امر کی باعث ہوئین کہ ممالک مغربی وشمالی کے بندوبست مالگزاری مین اُنکا ارتکاب نہونے پاے - تاہم اُنکی مدافعت مین ہمکو بہت تھوڑی کامیابی حاصل ہوئی - ہم اس امر سے آگاہ ہو گئے کہ کن کن خاص حالتون مین جن سے ہم واقف نہین تھے استمراری بندوبست فائدہ کے ساتھ عمل مین آسکتا ہے چنانچہ پہلے ہم حقیقت حال دریافت کرنے لگے - المختصر اُسی کے مطابق بندوبست کیا گیا مگر استمراری نہین بلکہ میعادی پختہ بندوبست ہوا اور یہ بندوبست اُسوقت تک عمل مین نہین لایا گیا جب تک اس بات کی کچھ تحقیقات نہین کر لی گئی کہ اصل مالک کون تھے - لیکن بدقسمتی سے وہ لوگ جنکو ہم نے مالک جائز قرار دیا تھا اکثر عندالتحقیقات ناجائز نکلے - قانون نیلام گویا یہ خیال کر کے کہ بنگالہ مین اُسکی رو سے کافی بے انصافی نہین ہونے پائی تھی ممالک مغربی وشمالی مین بھی جاری کیا گیا - جمع اسقدر زیادہ تشخیص ہوئی کہ حد انصاف سے گذر گئی اکثر تو یہی ہوا کہ کل پیداوار کے نصف کے برابر ثابت ہوئی - مالکان اراضی علاقہ کی عدالتون مین چارہ جوئی کرنے جاتے تھے مگر کچھ فائدہ نہوتا تھا - اُن عدالتون کے حکام کامل حفاظت نہین کر سکتے تھے کیونکہ اُنکو تاکیدی قوانین کی پابندی لازم تھی اور رعایا کے حالات اور خواص سے واقف نہ تھے - اصل مالکون کے لیے جو تھوڑی بہت وجہ معیشت باقی رہ گئی تھی وہ قانونی پیچیدگیون کے پھندے مین آگئی - اور کڑوا کریلا نیم چڑھ گیا - اکثر مالک کو خبر نہونے پاتی تھی اور محالات نیلام پر چڑھ جاتے تھے اور ہندوستانی عہدہ دار سازش کر کے فرضی قیمت پر نیلام کو ختم کر دیا کرتے تھے - اور جسوقت آدھی ستیاناسی ہو چکتی تھی تو ہم کو اُسکے انسداد کی سوجھتی تھی - عجیب بے تکی کارروائی ہوتی تھی - سزا بیشتر دیجاتی تھی اور تحقیقات جرم بعد کو ہوتی تھی راڈامنتھس کی سی کارروائی تو کیجاتی تھی کہ پہلے مقدمہ کی سزا کا حکم صادر ہوتا تھا اُسکے بعد تحقیقات ہوتی تھی لیکن راڈامنتھس کے برابر انصاف البتہ نہین ہوتا تھا کیونکہ وہ قبل از تحقیقات واجبی سزا دیتا ہے -

۱۸۲۲ء مین ہولٹ میکنزی نے وہ قاعدہ جاری کیا جو واجبی طور سے جماعت دیہات ہندوستان کا ص۹۹
وہ میگنا چارٹا[1] کہا جاسکتا ہے۔ شاید وہ بدرجۂ اولے ایسا کہا جاسکتا ہے کیونکہ میگنا چارٹا ہی کی طرح اسکی تعمیل
ہوئی اور اسیطرح آیندہ زمانہ مین اسکی تجدید اور ترقی لازم ہوئی۔ مختلف سببون سے جنکا اس موقع پر بیان کرنا
لاحاصل ہے صاحب موصوف کے ترمیم شدہ بندوبست مین دس سال تک بہت کم ترقی ہوئی لیکن آخرکو ۱۸۳۳ء
مین جب لارڈ ولیم کی گورنر جنرلی کا زمانہ تھا اس کام کے لیے رابرٹ اسی طرح کے آدمی دستیاب ہوے جیسے
آدمی کی اس کام کے لیے ضرورت تھی۔ انھون نے بڑی مستعدی اور جانفشانی سے اس کام کو جسکے لیے وہ
عرصہ سے تیار تھے شروع کیا کیونکہ باشندگان ممالک مغربی و شمالی کے حالات سے وہ نہایت ہی واقفیت
رکھتے تھے اور اپنی خدمات مفوضہ کے سوا کارروائی بندوبست مین بھی مہارت تامہ حاصل کی تھی۔ اکثر غلطیان
جو انکے جانشین سابق سے سرزد ہوئی تھین انکو انھون نے رفع کیا اور لاانتہا نزاعات ملکیت و حدود اراضی
کے انفصال کا ایک سریع العمل اور آسان قاعدہ نکال دیا کہ گانوون کی پنچایت موقع پر آکر صاحب کمشنر کی زیرنگرانی
فیصلہ کردیا کرے۔ اس امر کی اجازت پاکر کہ اپنی پسند سے وہ اپنے ماتحت مقرر کرلین اور ہندوستان بھر سے
تمام سویلینون اور ارباب فوج سے انتخاب کرکے اپنی پسند کے آدمی مقرر کیے۔ چنانچہ ٹامسن ریڈ مینٹگمری
اڈمنسٹون جیمس ایبٹ ہنری اور جان لارنس کے نام اس امر کے شاہد ہین۔ چند ہی سال کے عرصہ مین
۲۰۰۰۰ مربع میل کے رقبہ کے اندر گانوون گانوون کی پیمایش ہوگئی شجرہ کشتوار مرتب نوعیت اراضی درج کاغذات اور لگان
بشرح مناسب بست سالہ میعاد تک کے لیے مشخص ہوگیا۔ جان لارنس جس اہم کام کے لیے اسوقت طلب کیے گئے تھے وہ بھی اسی قسم کا کام تھا
یہ خیال کرنا کسی حالت مین مناسب نہین ہے کہ اتنا بڑا کام اول سے آخر تک اس طرح انجام ہوگیا کہ
نہ کوئی غلطی اور نہ کسی شخص کے معاملہ مین بے انصافی ہونے پائی۔ سلطنت کے عزل و نصب مین ہمیشہ
بے انصافی کا واقع ہونا قیاس کیا گیا ہے۔ اور مشرقی ملکون مین ہمیشہ اسکا مفہوم یہ رہا ہے کہ تمام موجودہ حقوق درہم برہم
ہوجاتے ہین قطع نظر اس امر کے کہ مشرقی اقوام کے خیالات مغربی اقوام کے خیالات سے اصولاً اسقدر مختلف ہین کہ جو امر
ہماری نظرون مین عین حق متصور ہوتا ہے وہ انکی نظرون مین سراسر باطل سمجھا جاتا ہے۔ اب نئے بندوبست کا ص۱۰۰
آئین یہ قرار پایا کہ کاشتکاران دیہ اصل مالک ہین اور کسی قسم کے درمیانی اشخاص جو بحیثیت مستاجر مالگزاری سرکار
انکے اور سرکار کے مابین متوسط ہون وہ مثل شہد کی ان نرمکھیون کے خیال کیے جائین جو شہد کو ناجائز طور سے صرف
کرتی ہین۔ اس امر کے واجب ہونے سے کوئی شخص انکار نہ کریگا اور انکے خلاف (اس زمانہ کے بہت ہستیار
مہتممان بندوبست سے بھی جو ابتک زندہ ہین) چند لوگ یہ بات کہنے والے بھی پائے جائینگے کہ اس امر کے واجب

[1] دیکھو تمام مباحثات مندرجۂ یادداشت ممالک مغربی و شمالی ہندوستان مصنفہ رینکن صاحب باب دوم۔ اور کتاب حالات غدر مصنفہ کے صاحب جلد اول باب چہارم ۱۲

ہونے مین ذرا بھی شک وشبہہ نہین ہے - موروثی متاجران مالگزاری بھی جو ممالک مغربی وشمالی مین تعلقہ دار اور بنگال مین زمیندار کہلاتے تھے مالک جائز نہ تھے جس حصہ یا تمام ضلع کا اُنھون نے اجارہ لیا ہوا اُسکے وہ مالک ہون یا نہون یہ دونون باتین ممکن تھین - لیکن گو ان دونون باتون کو ایک دوسرے سے علاقہ نہین تھا تاہم یاد رکھنے کی بات ہے کہ مشرقی خیالات کے مطابق وہ ایک طور کی ملکیت سمجھی جاتی تھی -

تمام ملکیتون مین جو دنیا مین پائی جاتی ہین زمین سب سے زیادہ عزیز اور وقیع خیال کی گئی ہے لیکن یہ نہین ہے کہ اب سوا اُسکے اور کوئی ملکیت اچھی ہی نہ سمجھی جائے - انتظام جائداد مین جسپر برسون بلکہ شاید پشتہا پشت سے عملدرآمد ہوتا چلا آیا ہو دست اندازی کرنا ایک بڑا بھاری کام ہے چنانچہ تمام تاریخین علی الخصوص قوانین اراضیات روم (رومۃ الکبریٰ) اسکے شاہد ہین - روم مین "سرکاری زمین" قانوناً رعایا اور اصل مین بادشاہ وقت کی تھی جو ہر وقت خاص مقاصد کے لیے جنکی کوئی قید نہ تھی اور جنکی رو سے وہ بندوبست کی گئی تھی باز یافت کر لیجائے - جو لفظ سرکاری زمین کی مقبوضیت کے لیے استعمال کی گئی تھی (پزیشیو) اسمین اس امر کی احتیاط کی گئی تھی کہ ملکیت کا مفہوم اُس سے نہ پیدا ہونے پائے صرف دخل سے مراد ہے - باینہمہ سرکار نے باز یافت زمین کی میعاد اسقدر گذار دی تھی کہ ملکیت کا خیال بالکل نیست و نابود ہو گیا تھا - یہ اراضیات نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن ایک دوسرے کے پاس منتقل ہو گئین - اُنکی بارہا فروخت ہوئی اور بارہا خریداری عمل مین آئی اُنکے تصرف کے حقوق بہت سی شرطون اور قیدون کے ساتھ جو مالکان اراضیات کو حاصل ہین منضم ہو گئے پس ایسے انتظام کو جو بظاہر پائدار اور قدیم زمانہ کا معلوم ہوتا تھا درہم برہم کرنا (گو وہ کسی تلبیسی ہیئت سے ظہور مین آتا) ایک انقلاب تھا - گو وہ انقلاب کیسا ہی واجبی اور ضروری تھا مگر پھر بھی انقلاب ہی تھا اور سوا اُسکے اور کچھ نہ تھا -

ممالک مغربی وشمالی مین چاہے جس قسم کا بندوبست کیا جاتا اُسکا اصل وقت یہی تھا کیونکہ پچپیس تیس برس سے جو تذبذب اور بیضابطگی چلی آتی تھی اُس سے بہتر یہی تھا کہ کسی نہ کسی طرح کا بندوبست عمل مین لایا جاتا - اب ہر ایک معقول تجویز کے لیے کسی ایک قاعدہ یا چند قواعد کا ہونا ضرور ہے جنکے مطابق عمل کیا جائے اور رابرٹ برڈ نے عملدرآمد کے لیے جو عام اصول مقرر کیا تھا وہ فی الجملہ مثل اور عام اصولون کے مقرون بہ صواب تھا اور گو اُسمین کیسے ہی نقائص کیون نہون مگر بمقابلہ اور کسی ضابطہ کے اُس سے اکثر لوگون کی بہبودی ایک بڑے درجہ تک متصور تھی - مگر بیان کیا گیا ہے[1] کہ بعض افسران متعلقہ نے نہایت سختی کے ساتھ بلا لحاظ و غور اُسکا عملدرآمد کیا - وہ ہر تعلقہ دار کو اس نگاہ سے دیکھتے تھے کہ گویا ہر تعلقہ دار نے اپنا تعلقہ زبردستی اور فریب سے حاصل کیا ہے - پس اُن لوگون کی راے مین وہ بڑا ہی خوش قسمت شخص تھا جسکو علاقہ کے بدلے

[1] مثلاً کتاب مصنفہ کے صاحب جلد اول صفحہ ۱۶۰ - سر جان لارنس صفے بھی بہت سی چٹھیون مین جو اُن کے کاغذات کے متعلق برآمد ہوئین ظاہر الرائے اُن کی تصدیق سے انکار کیا ہے -

کوئی نقدی معاوضہ دلوایا گیا۔ انکا منشا یہ تھا کہ ایسے شخص اور اسکے خاندان والون نے سالہا سال تک بطور ناجائز جو کچھ مزے سے کھایا ہے وہ مستوجب اسکا ہے کہ اب اُس سے اُگلوا لیا جاے۔

یہ امر بآسانی سمجھ مین آسکتا ہے کہ اچھے لوگون نے اس بارہ مین کیسے مخالف خیالات ظاہر کیے ہونگے اور ممالک مغربی و شمالی کے بندوبست مین گورنمنٹ کی جماعت کو غلبہ تھا لیکن دونون طرف لائق وکلا تھے۔ تعلقدارون کی طرف رابرٹس لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی رابرٹ ہملٹن کمشنر آگرہ اور ایک ماتحت حیثیت سے ہنری لارنس جو بذات خاص مجمع کل تھے یہ سب لوگ تھے۔ ہنری لارنس نے کچھ دن پیشتر اپنے بھائی جارج کی سفارش سے محکمہ پیمائش مین ایک عہدہ حاصل کیا تھا۔ جماعت مزارعین کیطرف انسے بھی اعلیٰ عہدہ دار محکمہ بورڈ مع اپنے افسر رابرٹ برڈ ٹامسن صاحب جو بعد کو لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی مقرر ہوے اور اکثر افسران محکمہ بندوبست جنکے معاون اب ایک اور لارنس (یہ بھی بذات خاص مجمع کل تھے) یعنی جان لارنس مقرر ہوے یہ سب لوگ شامل تھے۔ اور مثل اُس مشہور بورڈ کے جسنے بعد کو پنجاب کا انتظام کیا تھا یہ امید کی جاسکتی ہے کہ جس کام مین دونون طرف ایسے ایسے برابر کے لائق لوگ وکیل مقرر ہوے ہون اُس مین دونون طرف کی کارروائی ہم پلہ ہی ہوگی۔ اور جو ناانصافی کسی ایک فریق کیطرف سے ہوئی ہوگی وہ طرف ثانی کی دقیقہ رسی سے کامل زور پکڑنے کے بعد بھی گھٹتے گھٹتے ایک اقل مقدار کو پہونچ گئی ہوگی۔ صفحہ ۱۰۲

ضلع اٹاوہ جو جان لارنس کے اہتمام مین سپرد ہوا تھا وہ دریاے جمنا کے بائین کنارے پر واقع اور دریا دریا آگرہ اور مین پوری سے متصل ہے۔ یہ کوئی دلچسپ مقام نہین تھا جیسا کہ مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہوگا ایک انگریز کے سفرنامہ ہندوستان مین درج ہے کہ "ہندوستان کے کسی حصہ مین یہان سے زیادہ سخت لو نہین چلتی ہے۔ یہ ہوا مارچ کے مہینے سے شروع ہوتی ہے اور اپریل اور مئی کے مہینے تک برابر اسکی شدت رہتی ہے۔ عموماً آٹھ بجے دن سے اسکی شدت ہونے لگتی ہے اور غروب آفتاب کے وقت کم ہوجاتی ہے گو بعض اوقات رات کو بھی چلتی ہے۔ اسباب مکان سے جس شے مین ہاتھ لگائیے جلتا ہے مضبوط سے مضبوط لکڑی اگر اُسپر گیلا کمل نہ لپیٹا جاے تو پھٹ جاے اور ایسی آواز ہو کہ جیسے تمنچہ چھوٹتا ہے۔ پانی مین بھگویا ہوا سفید کپڑا اور چپاتی کی صافی کیطرح گرم معلوم ہوتا ہے۔ دن کو اگرچہ یہ خرابی ہے تو رات اس سے بھی بدتر ہر کمرہ مین شدت کی گرمی ہوجاتی ہے جسکی مثال تنور کے سوا اور کسی شے سے نہین دی جاسکتی ہے۔ اس گرم ہوا کے چلنے کے بعد برسات کا زمانہ آتا ہے اور تبدیل فصل کی علامت یہ ہے کہ شدت کی آندھیان چلتی ہین نصف النہار کے وقت کثرت غبار سے یہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ گویا آفتاب غروب ہوگیا اور رات ہوا چاہتی ہے۔ آندھی اتنے زور و شور سے آتی ہے کہ جب بہت دیر تک زور سے بادل گرجتا ہے تو

تھا ذونادر اسکی آواز سنائی دیتی ہے اور بجلی کبھی کبھی تاریکی مین کوند جاتی ہے ورنہ اندھیرا ہی رہتا ہے۔ آخر کو موسلا دھار پانی برسنے لگتا ہے ملک مین سیلاب جاری ہوجاتا ہے۔ اور حیوانات و نباتات کو کچھ دنون تازہ کر دیتا ہے"۔

اٹاوہ کو خشکسالی سے سخت نقصان پہونچا تھا اور جب نومبر ۱۸۳۸ء مین جان لارنس بہ حیثیت افسر بندوبست وہان پہونچے تو ہنوز خشکسالی کا اثر باقی تھا۔ مالگزاری مین بیشک ابتری آگئی تھی اور نوعیت کاشت مین بھی بالکل بدانتظامی تھی۔ جان لارنس نے پہلے پہل اپنی آنکھ سے یہان آکر قحط ہندوستان کی مصیبتین مشاہدہ کین یہان انھون نے ہر روز فاقہ کشون سے آمد و رفت رکھنے کی وجہ سے انکی مصیبتون مین پوری پوری ہمدردی کرنا سیکھا اور اسی مقام پر انھون نے آیندہ استعمال کے لیے پھر اُن اصولون کا ایک ذخیرہ جمع کیا جن سے انھون نے بزمانہ مابعد انتظام پنجاب کیوقت مین نہایت ہوشیاری اور عمدگی سے فائدہ حاصل کیا (یعنی یہ کہ حاکم پر فرض ہے کہ ہر ایک سرکاری محکمہ مین جہان تک ممکن ہو کمال کفایت شعاری کا برتاؤ کرے اور جب زیادہ خوفناک آفتین ظہور مین آئین تو اُسوقت زیادہ کشادہ دلی کے ساتھ صرف کر سکے اسی انتظام سے آیندہ کے لیے اس قسم کی آفتون کا انسداد ص ۱۰۱ ہوسکتا ہے) یعنی انھون نے تالاب اور نہرین بنوائین اور سڑکین اور پل تعمیر کیے۔

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان کی کل آبادی قریب قریب زراعت پیشہ ہے۔ انکی دولت صرف انکی محنت اور مویشیون پر منحصر ہے۔ اور قحط کے سال مین ان دونون چیزونکا عدم وجود برابر ہے تجارت پیشہ اشخاص سے قحط منجملہ بہت سے وسائل کے صرف ایک وسیلۂ معاش سلب کرسکتا ہے مگر زراعت پیشہ اشخاص کے تمام وسائل بکلم نیست و نابود ہوجاتے ہین۔ ایسے وقت مین مویشیون کے چارہ کی قیمت انسان کی خوراک سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور اس خاص سال مین اگر غلہ کی قیمت اصل سے دہ گونہ تھی تو بھوسہ اور چارہ کے دام سولہ گونہ سے کم نتھے۔ ایک روپیہ کو بہت اچھی گائے ملسکتی تھی۔ مصنوعی طریقہ کی آبپاشی جسقدر اسوقت ہندوستان مین ہوتی ہے اُس سے بھی اس بات کا یقین ہوسکتا ہے کہ خراب سے خراب فصل مین بکثرت غلہ پیدا ہو۔ مگر جو اگائین جنکو نہ زمین اور نہ آسمان سے مدد ملتی ہے وہ بالکل سوکھ ساکھ جاتی ہین قحط ہندوستان کے طول طویل غمناک فسانہ مین یہ فقرہ بھی کچھ کم افسوسناک نہین ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ قحط زدہ لوگون کو ڈھیرون غلہ خریدنے کا موقع ہوتا ہے مگر اسقدر مقدور نہین رکھتے جو خرید سکین۔ وہ اپنی آنکھ سے دیکھا کرتے ہین مگر زبان مین لگانے کو نہین ملتا۔ انکی کیفیت بجنسہ اُسیطرح کی ہوتی ہے جیسے نہر پر سقہ پیاسا مرجاتے۔

جان لارنس گورگانون اور اٹاوہ مین جو کچھ دیکھ چکے تھے اُسپر سات برس کے بعد خیال کرکے ۱۸۴۵ء مین جب وہ دہلی کے مجسٹریٹ اور کلکٹر تھے بیان کرتے ہین کہ "ہندوستان کو قحط سے جو اس خوفناک طور کا نقصان پہونچتا ہے تو اسکا سبب جیسا بعض کوتاہ بین لوگ تصور کرتے ہین یہ نہین ہے کہ سرکار انگریزی زیادہ ستانی کرتی ہو

بلکہ وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے[۱] لوگ زراعت پیشہ ہین اور آمدورفت کے وسائل اُنکو بہت کم حاصل ہین۔ گو سرکاری مطالبات بالتخصیص اعتدال آمیز نہ معلوم ہوتے ہون لیکن جسوقت انکا مقابلہ ہندوستانی ریاستون اور اُس ادنے معاوضہ کے ساتھ جو لوگون کو اُن ریاستون کی ماتحتی مین ملتا ہے کیا جاے تو اُسوقت البتہ وہ اعتدال آمیز معلوم ہون۔ ہندوستان مین عمدہ سڑکین اور نہرین بنواؤ آمدورفت کے وسائل مین ہر طرح سے ترقی پیدا کرواؤ اور اس بات کا حوصلہ دو کہ اُنکے کامون مین سرمایہ صرف کیا جاے پھر دیکھو کہ قحط کا جو انسداد ان تدبیرون سے ہو جائیگا وہ اور کسی تدبیر سے نہوگا"۔ جو ہدایتین یہان پر بیان کی گئی ہین اُنکے متعلق ۱۸۴۵ء کے بعد سے ایسی الیکٹری ایپان ہوتین کہ جان لارنس کے کلام کی حرف بحرف تصدیق ہوگئی۔ لیکن یہ باتین اُسوقت اصول مسلمہ نہ تھین۔ ص ۱۴۱
اور اسوقت بھی بہ حالت تحریر کتاب ہذا (سنہ ۱۸۸۰ء) جب تمام اخراجات متعلقہ تعمیرات سرکاری اس غرض سے بند کر دیے گئے ہین کہ لکھوکھا روپیہ مع سرمایہ قحط افغانستان کی بنجر پہاڑیون پر پھینک دیا جاے یہ امر مشکوک رہتا ہے کہ آیا آج تک بھی ان خیالات کی کچھ وقعت ثابت ہوئی۔

ان دو خوفناک برسون مین ہزارہا ہندوستانی اپنے گھر چھوڑ چھوڑ کر ممالک مغربی وشمالی سے نکل گئے اور غذا کی تلاش مین ادھر اُدھر مارے پھرا کیے مگر کچھ فائدہ نہوا۔ بہتیرے سڑکون کے کنارے پڑے پڑے مر گئے اور یہ ایک معمولی بات تھی کہ جب جان لارنس سڑک پر سوار ہوکر صبح کو گشت کے لیے نکلتے تھے تو راہ مین بہتیری لاشین شب گذشتہ کے مرے ہوے لوگون کی اُنکو ایسی ملتی تھین جنکو بھیڑیون یا گیدڑون نے کھا کھا لیا تھا۔ یہ جانور غول کے غول آدمیون کے گوشت کی بو پاکر آبادی مین آتے تھے اور قحط زدہ مردون کی لاشون پر دھما چوکڑی مچاتے تھے۔ یہ بات اکثر جان لارنس کے سننے مین آئی کہ ان ذلیل اور بزدل جانورون کو جو انسان کا گوشت کھانے کو ملا تو وہ برسون تک آبادی مین آیا کیے۔ اور خوفناک تیندوون کیطرح جو بچون اور زیادہ سن کے آدمیون کو بھی کھا جاتے ہین اُنمین دلیری پیدا ہو گئی۔

اس زمانۂ مصیبت کا ایک ماجرا مین یہان بیان کرتا ہون۔ اُسکی بعض فروعی باتین عام طور کی ہین اور جو انگریزی افسر بدقسمتی سے ایک قحط زدہ ضلع کی نگرانی کرنے اور ایسی حالت مین بنی نوع انسان کی مصیبت دیکھنے پر مجبور ہوا ہو جب اُنکا انسداد اُسکے امکان سے باہر ہوا اور ایک محدود درجہ تک کے سوا زیادہ تدارک کرنے کی اُمید نکرسکتا ہو اُسکو اسیطرح کی باتین معلوم ہوسکتی ہین۔ مگر اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام مین جان لارنس کا وقت ہر روز نیکی کے کامون مین صرف ہوتا تھا اور ہندوستانیون کے بہت سے خواص ایسے نمایان طور پر اُس سے ظاہر ہوتے ہین کہ اس مقام پر قصۂ مذکور قابل بیان ہے۔

ہندوستان کے لوگ تیرتھ کو اپنا فرض سمجھتے ہین۔ جمنوتری اور گنگوتری جو کوہ ہمالیہ مین علی سبیل الترتیب

دریاے جمنا اور گنگا کے مخارج پر واقع ہین الہ آباد جہان آن دونون دریاؤن کا سنگم ہوا ہے اسکے اور آگے بڑھکر
ص۱۰۱ بنارس اور جگناتھ جو کٹک مین سواحل خلیج بنگالہ پر واقع ہے یہ سب متبرک جگہین ہزارون بلکہ لاکھون جاتریون کو سال بسال اپنی طرف کھینچتی ہین - اور مثل اور ممالک دنیا کے ہندوستان مین بھی یہ مذہبی میلے تجارت کی بھی منڈیان ہوجاتی ہین - ہندو جاتری اکثر بنارس یا الہ آباد سے پاک صاف ہونیکے سوا دولتمند بھی اُسیطرح بنکر آتا ہے جسطرح حجاج وسط ایشیا یا افریقہ مکہ معظمہ سے پلٹ کر آتے ہین - سال کے بعض ایام مین یہ متبرک مندر بڑے بڑے میلے ہوجاتے ہین کثرت سے سائبان کھڑے کیے جاتے ہین اور قرب وجوار کے ملکون کا تمام مال تجارت فروخت کے لیے کھولا جاتا ہے - گڈھ مکتیشر جو دریاے گنگا کے کنارے اُس جگہ سے بہت دور نہین واقع ہے جہان دریاے مذکور پہاڑون سے نکلکر وسیع مسطح زمین مین ہوکر بہتا ہے کثرت سے جاتری جمع ہوتے ہین اور بالائی ہند کا سب سے بڑا گھوڑون کا میلہ یہان لگتا ہے - چونکہ جان لارنس کو گھوڑون سے بڑا شوق تھا اسواسطے کچھ شک نہین ہے کہ اُنھون نے اپنے دلپسند عربی اور کابلی گھوڑے اکثر ایسی مقام پر خریدے ہونگے -

(حاشیہ: یعنی پنجاب مغربی و شمالی سرحد)

لیکن ان تیرتھ گاہون کے علاوہ جو تمام دنیا کو معلوم ہین اور بھی چھوٹی چھوٹی پرستشگاہین ہین جو اسقدر وقعت تو نہین رکھتی ہین لیکن آس پاس کے لوگون مین بہت مشہور ہین - جان لارنس کی کوٹھی سے نصف میل کے فاصلہ پر اسیطرح کی ایک جگہ تھی اور چونکہ وہ بڑی جنوب مغربی سڑک جو مندر مین آتی تھی آنکی کوٹھی کے نیچے سے ہوکر نکلی تھی لہذا جان لارنس کو جاتریون کے اوضاع واطوار دیکھنے کا بہت آسان موقع ملگیا - کیونکہ وہ اپنے دریچون سے بیٹھے دیکھا کرتے تھے - اس سے آنکو ہندوستانیون (بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ عام بنی نوع انسان) کی کیفیتون سے بڑی مہارت ہوگئی یہ سیتلا کا استھان تھا (یعنے چیچک کی دیبی جسکے اختیار مین یہ مہلک بیماری ہے جو ہندوستان مین بہ نسبت اور عوارض کے زیادہ نقصان پہونچاتی ہے) حساب لگایا گیا ہے کہ دہلی مین جو ممالک مغربی وشمالی کا سب سے زیادہ آباد شہر ہے دو برس سے کم عمر کے بچے دو ثلث اسی چیچک کے عارضہ مین ضایع ہوتے ہین - پس جو والدین ایسی مکروہ موت سے اپنے بچون کی حفاظت چاہتے تھے اگر دور ونزدیک سے اس مہیب دیبی کے استھان پر آکر جمع ہوتے تھے تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے -

گو جان لارنس ویسیون کے حالات سے ذرہ ذرہ واقف تھے اور کچھ دنون تک اس مقام سے بیس ہی میل کے فاصلہ پر رہ چکے تھے مگر آنکو اس استھان کے ہونے کی مطلق خبر نہوئی الا اسوقت کہ جب وہ اتنے
ص۱۰۲ قریب آکر سکونت پذیر ہوے - چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ "پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ جس امر مین ہندوستانیون کو کمال دلچسپی ہوتی ہے وہ اکثر انگریزون کو بالکل نہین معلوم ہوتا حالانکہ اُنھین کے درمیان یہ لوگ بھی رہتے ہین ۱۲ ہر ایک مان جب اپنے بچہ کو دیبی کے سامنے لیجاتی تھی تو ایک بکری کا بچہ بھی چڑھاتی تھی اور دیبی سے التجا کرتی تھی

کہ بچہ کے بدلے اسکو قبول فرمائیے (ترجمہ شعر زبان لیتین) ہاتن برتنت قربان کنم دل بررات سازم نثار ء این حیات خود
دہم با آن حیات پایدار ء ساتھہ ہی اسکے استھان کے پنڈون اور اُنکے ذریعہ سے سیتلا مائی کے خوش کرنے کو اپنے مقدور
کے موافق اور چیزین بھی نقد خواہ جنس چڑھائی جاتی تھی - لیکن یہ چڑھاوے نہ تو استھان اور نہ دیبی کی تزئین مین صرف
ہوتے تھے بلکہ کچھ اور ہی کامون مین خرچ کیے جاتے تھے - مندر کے وسط مین یہ دیبی ایک کندہ ناتراش کی حیثیت
سے استادہ تھی کیونکہ نہ معلوم کس زمانہ سے اس ہیبت ناک بھونڈی مورت پر برہمن لوگ تیل اور سیندور ڈالتے چلے
آتے تھے - اور اُسکے آگے ہزارہا آدمی ڈنڈوت کرتے تھے - سیتلا ماتا کا جو عقیدہ اُنکے دلون مین مرکوز تھا وہ کسی
بات سے دور نہین ہوسکتا تھا - اگر کسی بچہ کو اُسکے ماں باپ دیبی کے روبرو پیش کرچکے اور پھر اُسکے چیچک نکلی اور شفا
ہوگئی یا اُسکو یہ بیماری ہی نہوئی تو دیبی کی حقیت کا یہ قطعی ثبوت ہے - یعنے یہ کہ اُسنے اُنکی دعا قبول کرلی اور اُنکو مصیبت
سے بچالیا - اور اگر برخلاف اسکے بچہ ہلاک ہوگیا تو ماں باپ پر اور بھی فرض ہوگیا کہ دوسرے بچہ کو لیکر دیبی جی کے خوشنود
کرنیکو جائین اور پہلے سے بھی زیادہ چڑھاوا چڑھائین - یہ ایک عجیب پرتاثیر کیفیت ہے - دلی اعتقاد و رجوع قلب
چڑھاوون کا چڑھانا دعا کا قبول یا نا قبول ہونا اور دونون حالتون مین اعتقاد کا بڑھنا نذہبی رنگ و چیدہ ہونا ... اعتقا
چڑھاوون کا چڑھانا یہ سب باتین عجیب اثر پیدا کرتی ہین لیکن یہ کچھ ہندوستان ہی پر موقوف نہین ہے بلکہ تمام عالم کی ہی کیفیت
بڑے میلون کیوقت لوگون کا اسقدر ہجوم ہوتا تھا کہ ملک کی نگرانی جاترون کی حفاظت اور خود اُنکی اور
لوٹیرون کی نگرانی کے لیے پولیس کی تعداد بڑھانے کی ضرورت پڑتی تھی - جان لارنس ان خدمتون کے مناسب
طور سے انجام کرانیکو اکثر خود سوار ہوکر استھان کو جاتے اور جو کچھ وہان ہوتا جاتا اُسکی نگرانی کرتے تھے - اور ہم قیاس
کرسکتے ہین کہ کس زندہ دلی کے ساتھ جاترون کے اس انبوہ مین کچھ اُسیطرح کی کارروائی کرتے ہون گے جو ترکی
سپاہی عیسائیون کے مقدس روضہ پر اسوقت کرتے ہین جب وہان ہر سال متبرک آگ نکلتی ہے اور وہ کوڑے
پھٹکار پھٹکار کر اس امر کی کوشش کرتے ہین کہ عیسائیون کے چند سات فرقون مین امن و امان رہے -
جان لارنس اپنے گھوڑے پر چڑھے ہوئے اُن عورتون کی نگرانی کیا کرتے تھے جو ایک ہاتھ مین اپنا
اور دوسرے ہاتھ مین بکری کا بچہ بھینٹ کے واسطے لیے ہوئے بڑے اشتیاق سے دیبی کیطرف لپکی ہوئی چلی
جاتی تھین - چونکہ اُنکی عادت مین داخل تھا کہ وہ اپنے خیالات کبھی نہین چھپاتے تھے اسوجہ سے وہ بعض اوقات
سہولت اور محبت کے ساتھ اُنکے پوجا کرنے پر مسکرا دیتے تھے - جو لوگ سچے دل سے پوجا کرنے آتے تھے
اُنسے تو نہین مگر ہٹے کٹے مسٹنڈے برہمنون سے جو مندر کے پنڈے تھے وہ اکثر یہ سوال کیا کرتے تھے - کہو
آج تمہاری دیبی جی کیسی ہین کچھ ناراض تو نہین ہین - اس ہفتہ مین اُنھون نے کتنے بچون کا خون کیا ہے - ان
پنڈون کو یہ باتین ناگوار نہین معلوم ہوتی تھین - یا اگر معلوم ہوتی ہون تو وہ اپنی ناراضی ظاہر نہین کرتے تھے کیونکہ

اسپنے بیوپار کی کامیابی سے ایسے خوش ہوتے تھے کہ جان لارنس کے مضحکون سے انکو کوئی رنج نہین پہونچتا تھا لیکن اگر وہ خود کسیوقت اس مرض مین مبتلا ہوتے تو وہ لوگ ضرور یہی کہتے کہ دیکھا صاحب وہی ماتا کے ساتھ ٹھٹھا کیا تو یہ پھل پایا اور اسکی شکتی دیکھی - ان میاون مین جان ومال کا بڑا نقصان ہوتا تھا عموماً لوگ پیدل چلتے تھے یہ بیقدری کیوجہ سے نہین کیا جاتا تھا بلکہ زیادہ تر اسکا سبب یہ تھا کہ اسطرح سفر کرنیکی تکلیف وماندگی جھیلنے مین بڑا پن اور دیوتاؤن کی خوشنودی کا باعث ہے - رفتار کی مقدار خواہ مخواہ کم ہوتی تھی - کیونکہ اسوقت ہندوستان مین نہ تو ریلین وغیرہ تھین اور نہ سرائین تھین بلکہ عمدہ سڑکین تک نہ تھین - اصل تو یہ ہے کہ سفر مین کسیطرح کی آسائش نہین ہوتی - مسلمان فرمانروالون کیوقت کی بنی ہوئی سرائین البتہ جابجا خالی دیوارون کی حیثیت سے پائی جاتی تھین جنمین کشادہ صحن ہوتا تھا اور حفاظت کے لیے ایک پھاٹک لگا ہوتا تھا جو رات کو ہمیشہ بند اور مقفل کر دیا جاتا تھا - سرا مین چند کوٹھریان ہوتی تھین جنمین چھ فیٹ کی لمبی اور دو دو فیٹ کی چوڑی چارپائیان پڑی ہوتی تھین - سواے اسکے بچھونا تکیہ وغیرہ کچھ بھی نہ تھا - ایسی جگہ پانچ چھ پیسہ کرایہ دو پیسہ کے قرار پر عموماً مل سکتی تھی - ہر شخص اپنا بوریا اور پیتل کی لوٹیا جل کھانے اور اشنان کرنے کے لیے اپنے ہمراہ رکھتا تھا - گو یہ چیزین چندان وزنی یا تعداد مین زیادہ نہ تھین تاہم پیادہ چلنے والے کے لیے بڑا بار ہین - اور یہ بات آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے کہ چند سو میل کی مسافت طے کرنا مہینون کا کام ہوگا -

بیچارے جاتری پر صرف یہی تکلیفین نہین پڑتی تھین جو بدتر سے بدتر خیال کی جائین - ہر شخص ہتیارون سمیت سفر کرتا تھا تاکہ اگر جان ومال پر حملہ ہو تو حفاظت رہے گو ایسا شاذ ونادر ہوا کہ جب ایسا موقع آیا ہو تو ہوش حواس درست رہے ہون - بعض اوقات ایسا ہوا کہ دو کانداروں یا اور کسی صلح جو قوم کا پورا گروہ چپکا کھڑا رہا اور چند دلیر شخصون نے انکو راہ مین روک کر لوٹ لیا - یہ لوگ ہر شخص پر فوراً اعتماد کر لیتے تھے اور یقین کر لیتے تھے کہ وہ دیانت دار ہے - ہر شخص کو جو انکی ذات مین ہونیکا اقرار کرتا تھا اپنی جماعت مین شریک کر لیتے تھے اور اسیوجہ سے وہ بآسانی ٹھگون ڈکیتون اور ہر قسم کے بدمعاشون کا شکار بنجاتے - ان بدمعاشون نے یہ ترکیب نکالی تھی کہ خوشامد اور چاپلوسی کی چند باتین کرنیکے بعد مسافرون کے دوست بنجاتے تھے - انکی رازداری کی باتین اور یہ امر کہ وہ کہان جانیوالے ہین اور ہر ہر شخص کے پاس کسقدر دولت ہے دریافت کر لیتے تھے اور بعد اسکے جب انکو موقع ملتا تھا تو چن چنکر انکا شکار کرتے تھے

تمام مشہور تیرتھون کے مقام مین اس قسم کے بدمعاش ضرور پہونچکر وہان اپنی گندگی پھیلاتے تھے اور سیکڑون جاتری لُٹ جاتے تھے یا ہلاک ہوتے تھے اور اکثر انکا کوئی پتہ نہین لگتا تھا - غریب مسافر اس قدر مقدور نرکھتے تھے کہ پولیس مین نالش کرین اور اسی بات کو مناسب سمجھتے تھے کہ اپنا نقصان گوارا کرکے منزل مقصود پہنچنے کی سعی کرین اور اپنے ساتھ کے جاتریون کی مدد سے یا شاہراہ پر جو گانوٴن ملتے تھے وہان بھیک مانگ مانگ کر بسر کرتے چلے جائین - جان لارنس بیان کرتے ہین کہ ہندوستان کی تمام قومین علی الخصوص ادنیٰ درجہ کے لوگ مخیر ہین

مسلمان ہندو دونون کے مذہب مین خیرات کی عام تاکید ہے - اور جب کوئی فقیر سوال کرتا ہے تو یہ لوگ خوشی سے رحم دلی اور خوش اخلاقی کے ساتھ داد و دہش کرتے ہین ؎

جب آغاز ۱۸۴۳ء مین جان لارنس اس ضلع کا دورہ کر رہے تھے تو ایک جاتری کا عجیب دلچسپ واقعہ جان لارنس کی نگاہ سے گذرا جو سیتلا دیبی کے تیرتھ کو جاتا تھا - انھون نے اپنی لین ڈوری ایک برھیا نے کو جہان ایک نفیس تالاب ایام خشکسالی مین بھی پانی سے بھرا موجود تھا روانہ کر دی تھی - ہندو لوگ وہان اشنان کر رہے تھے اور جان لارنس قرب و جوار کے کھیتون مین گھومتے گھامتے اپنے نزدیک ایک گٹھری کے قریب آئے جو کچھ اور آگے جاکر انکو لاش معلوم ہوئی لیکن جب بہت قریب سے جاکر دیکھا تو کچھ علامتین زیست کی بھی پائی گئین - یہ ایک بوڑھے آدمی کا جسم تھا جسکے چہرہ سے آثار بزرگی معلوم ہوتے تھے اس شخص کی عمر پورے ستر برس کی تھی وہ نہایت ہی ناتوان اور غلیظ مین آلودہ تھا اور اُسکے بدن پر ایک چیتھڑا بھی نہین تھا - اُسکے پاس نہ گٹھری نہ جھولا اور نہ کسی قسم کا اور اسباب تھا اور معلوم ہوا کہ وہ بیماری کی آخری نوبت مین ہے - جان لارنس نے کوشش کی کہ اسکو کسیطرح ہوشیار کرین مگر وہ نہ چونکا اُسکی طبیعت کبھی کبھی پھرتی تھی منھ سے صاف آواز نہین نکلتی تھی - اور اُسکی گردش چشم سے ظاہر ہوتا تھا کہ اگر فوراً اسکا علاج نکیا جائیگا تو مر جائیگا - جان اُسکی مدد کے لیے اپنے خیمہ کی طرف دوڑے چلے لیکن اُنکے نوکرون نے ایسے شخص کے چھونے مین (حالانکہ جنیو سے ثابت ہوگیا تھا کہ برہمن ہے) جو غلاظت سے آلودہ تھا اور جسکے بچنے کی کچھ امید نہین تھی تامل کیا - آخر الامر وہ اپنے انھین آدمیون سے مریض کو خیمہ مین اُٹھوا لے گئے - اور اُسکو اپنے ہاتھ سے ہلایا پلنگ پر لٹایا اور کھانا کھلایا - دن بھر کے عرصہ مین جاتری اسقدر تندرست ہوگیا کہ اُسمین اپنے قصہ کے بیان کرنے کی قوت پیدا ہوگئی جو بہت ہی دلچسپ تھا -

اُسکے بیان سے معلوم ہوا کہ وہ جنوبی ہند کا باشندہ تھا تیرہ مہینے کا عرصہ ہوا تھا کہ وہ اپنے اہل وعیال سمیت ہیبت ناک دیبی کے استھان کے درشن کو روانہ ہوا تھا - یہ وہ استھان ہے جسکے ہونے نہونے کا حال جان لارنس کو اُسوقت تک جب وہ استھان کے قریب آکر بسے تھے معلوم نہین ہوا تھا - چنانچہ مین اسبات کو پیشتر بیان کر چکا ہون - جان لارنس اُسکا قصہ یہ بیان کرتے ہین کہ -

یہ لوگ راستہ مین بیمار پڑے اور لڑکا جسکے لیے خاص کرکے اس وقت طلب تیرتھ کی تکلیف اُٹھائی گئی تھی وہی کی حفاظت مین آنکے پیشتر ہی مر گیا - مان گرتی پڑتی کچھ دور تک چلی بعد اُسکے وہ بھی بیمار ہوکر مر گئی - باپ شمالی ہندوستان مین بالکل یکہ و تنہا رہگیا جہان کسیکو نہ وہ جانتا تھا اور نہ اُسکو کوئی جانتا تھا - اُسنے ارادہ کیا کہ لاہور کو جو اُس زمانہ مین انگریزی سرحد کے اُس پار بہت دور دراز فاصلہ پر واقع تھا جائے کیونکہ وہان بیس برس پیشتر سے اُس کے ایک بھائی نے سکونت اختیار کر لی تھی اُسنے نو سو میل کی مسافت اُس طریقہ سے جو مین نے اوپر بیان کیا ہے طے کی تھی اور ابھی لاہور سیکڑون

میل باقی تھا۔ تھکا ماندہ وہ برابر اپنا راستہ چلتا رہا اور شہر سے دو منزل کے فاصلہ پر پہونچگیا تھا کہ ڈاکوؤن نے اُسپر حملہ کیا
تھوڑی بہت پونجی جو اُسکے پاس تھی لوٹ لی اور اُسکو زخمی کردیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہان آکر اُسکا حوصلہ پست ہوگیا تھا
اب اُسمین ایک قدم آگے چلنے کی سکت نہین تھی جس کام کے لیے صعوبت اُٹھاکر یہان تک آیا تھا اب اُسکا ارادہ
اُسنے چھوڑ دیا تھا۔ اور بھائی کی ملاقات سے بھی کنارہ کشی اختیار کرکے وطن کا رخ کیا تھا۔ چونکہ وہ جاتری اور برہمن بھی
تھا اس سبب سے پہلے تو اُسکی خوب گذران ہوئی کیونکہ راستہ مین جو گانوؔن ملے وہان کے لوگون نے اُسکے ساتھ دان پُن ص ۱۱
کیا۔ لیکن آخر کو وہ پھر ستلج کے اس پار اُترا اور پھر انگریزی عملداری مین آگیا۔ یہان آکر اُسنے دیکھا کہ لوگ قحط مین مبتلا ہین
اور اب اُسکو اور تکلیف ہونے لگی۔ جس مقام پر مین نے اُسکو پایا وہان تک افتان وخیزان اپنے وطن کا تہائی راستہ کاٹ چکا تھا
یہان اُسکو پیچش شروع ہوئی۔ اُسنے مجھسے بیان کیا کہ جہان مجھکو آپ نے بیری کے درخت کے نیچے پڑا پایا تھا وہان مین
پندرہ دن سے پڑا ہوا تھا۔ مجھمین رینگنے کی بھی سکت نہین تھی اور کسی شخص سے اتنا نہوسکا کہ مجھکو اپنے گھر اُٹھا لیجاتا۔
لیکن گانوؔن کی جو عورتین اُدھر سے آتی جاتی تھین اُنمین سے کوئی نکوئی کچھ غذا دیجاتی تھی اور تھوڑا سا پانی میری لوٹیا مین
بھرجاتی تھی۔ ایک مرتبہ غشی کے دورہ مین میری وہ دو چار چیزین جو باقی رہگئی تھین اُٹھگئین۔ دو دن سے مین نے کچھ غذا
نہین پائی تھی اور مین نے اپنے کو مرتا جان کر قسمت پر چھوڑدیا تھا۔ اسوقت "ہر آتن نے کرپا کرکے آپ کو بھیجدیا اب
جو مین نے پیٹ بھر کھانا کھایا تو مجھمین طاقت آگئی۔ میری زندگی اب اسقدر کفایت کریگی کہ مین اپنے وطن کو پہونچ جاؤن اور
وہان میری جو دو بیٹیان بیٹھی ہین اُنکی شادی کرون اور صاحب آپ نے میرے ساتھ جو یہ کرپا کی ہے تو اُس سے پھر میرا گھر آباد
ہوجائیگا۔ شاید پرمیشر مجھکو ناتی دیدے جو میرا کریا کرم کرے"۔
آخر کو یہ بوڑھا برہمن تھک کر لیٹ گیا اور اپنا سر رکھکر سوگیا آدھ گھنٹہ کے بعد سپاہی انکو کرآیا اور کہا کہ "وہ بوڑھا برہمن
تو مرگیا"۔ مین گیا اور اُسکی لاش دیکھی معلوم ہوا کہ وہ نیند ہی مین آخر ہوگیا۔ غالبًا اس بات کی خوشی کے بعد کہ میری تکلیفین
اب دور ہوگئین تکان کیوجہ سے اُسکو نیند آگئی اور اُسیوقت وہ مرگیا۔
اٹاوہ مین جان لارنس کا کام جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون شمل اور مقامون کے کامون کے ایسا نتھا
جسمین وہ رات دن مصروف رہتے۔ اور بمقابلہ اور کامون کے یہان کا کام اُنکے ناپسند تھا۔ قبل اسکے کہ وہ اپنے
مناسب کام مین مشغول ہوتے یہ ضرور تھا کہ مساحی پیمائش سے تمام علاقہ کی پیمایش کی جاتی اور گانوؔن کی حدین
قائم ہوتین۔ جب اس کام کو ہندوستانی افسر انجام دے رہے تھے تو اُنھون نے اپنے لیے یہ شغل نکالا کہ
رفع قحط کے کامون مین مدد دیتے تھے شجرہ کشتوار کی نگرانی کرتے تھے جسکی بنیاد پر ترمیم شدہ بندوبست قائم ہونیوالا
تھا۔ اور حقوق زمیندار واسامی یا حد بست کے جسقدر مقدمات ہوتے تھے اُنکی نگرانی کرتے تھے۔ اس قسم کا
کام اُنکے لیے نیا نہین تھا کیونکہ اُس زمانہ مین ضلع دہلی ایک انقلابی حالت مین تھا اس سبب سے اُنھون نے پانی پت

اور گوڑگانون مین مہتمم بندوبست کا بہت سا کام گلگبرٹی کے عہدہ سے شامل کر دیا تھا۔ پانی پت کے معاملہ مین تو میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ مین ایک ایسے شخص کی رائے کو محول کر سکتا ہون جو جان لارنس کے اس مقام کی کارگزاریون کی شہادت اپنے ذاتی تجربہ سے بیان کر سکتا۔ اسیطرح اٹاوہ کے معاملہ مین چند تفصیلات اُنکی خدمت اور کارگزاریون کی ایک ایسے انگریز کی زبانی بیان کر سکتا ہون جسکو اُنکی کارروائیون کے دیکھنے کا بڑا موقع ملا تھا اور شاید اُسکے سوا اور کوئی یہ حالات بیان نہین کر سکتا تھا۔ یہ شخص مسٹر جے کیوسن ساکن رائری واقع ابرڈین شائر ہین اور وہ بیان کرتے ہین کہ۔ ص ۱۱۱

"افسوس ہے کہ سنہ ۱۸۳۸-۱۸۴۰ء کی بابت جان لارنس کی کارروائیون کا حال بیان کرنے والا سوا میرے اور کوئی شخص زندہ نہین ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب وہ اور مین دونون آدمی اٹاوہ مین ایک جگہ رہتے تھے اور آپس مین بڑا ربط وضبط تھا۔ وہ مہتمم بندوبست اور مین مجسٹریٹ و کلکٹر تھا۔ یہ ضلع اُس زمانہ مین نیا نیا قائم ہوا تھا اور چونکہ اُس زمانہ مین مکانات بہت کمیاب تھے اس باعث سے جس مکان مین مین تھا اُس سے جان لارنس کا کام بھی نکل سکتا تھا۔ اصل تو یہ ہے کہ ہمنے آپسمین تقسیم کر لیا تھا۔ یہ عہدہ اُنکی پسند نتھا۔ کیونکہ وہ پیشتر دہلی کے مختلف علاقون مین بڑی محنت کے کامون مین مشغول رہ چکے تھے لیکن چونکہ رابرٹ برڈ نے جو اُنکے بڑے معرف تھے اُنکو خاص کرکے اِس کام کے لیے منتخب کیا تھا تو اس باعث سے اُنھون نے یہ کام قبول کر لیا تھا بندوبست کا ابتدائی کام مہتمم بندوبست کو بہت کم کرنا پڑتا تھا اسوجہ سے کام کا نہونا جان لارنس کو بہت ناگوار تھا"۔

مجھکو اس مقام پر بیان کرنا چاہیے کہ ایک چھٹی مین جو میرے ہاتھ لگ گئی ہے اور جسکو لارنس نے اپنے اسی دوست کے نام سنہ ۱۸۴۶ء مین لاہور سے بھیجا تھا اُن مختلف مقامون کا ذکر کرنے کے بعد جہان وہ رخصت فرلو سے ہندوستان مین واپس آنے کے بعد چندروزہ کام کرتے رہے تھے اپنے اٹاوہ کی سرگذشت کا یہ اشارہ کیا ہے "مین نے اس امر کی خاص احتیاط کی کہ اُس تنگنائے اٹاوہ سے جسمین مین اور آپ سات برس تک گویا مدفون رہا تھا کنارہ کشی کرون"۔ گو یہ ایک معمولی فقرہ ہے لیکن مین اسکو دو وجہون سے محول کرتا ہون اول یہ کہ اُنکی لکھی ہوئی ہزارہا چھٹیان مین نے بڑی ہوشیاری سے مطالعہ کی ہین اُن سب مین یہی ایک ایسی چھٹی ہے جسمین جان لارنس نے اپنے عہدے کے مقام کا ایک ایسا نام رکھا جو بہت سے سرکاری افسرون کی زبان پر اُس مقام پر مقرر ہوتے ہی جاری ہوگا اور وہ اسکو کبھی پسند نکرینگے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اٹاوہ کے بارے مین بیشک جو اُنھون نے اپنا تنفر ظاہر کیا اور وہ اس لفظ کے اس مقام پر مستعمل ہونے سے معلوم ہو گیا تو اُسکا باعث یہ نہین ہے کہ اٹاوہ مین اُنکو زیادہ بیچیپی یا دقت یا کام پڑا ہو بلکہ سبب یہ ہے کہ وہان اُنکو کچھ کام کرنے کے لیے نہین تھا۔ مسٹر کیوسن اور آگے چلکر بیان کرتے ہین کہ۔

ایسے اُداس مقام مین کبھی کبھی جو سیر و تفریح کا شغل نکلتا تھا اور جو اسوقت بالکل لڑکون کا کھیل معلوم ہوتا ہے تو جَانْ لَارِنْس اُسمین بڑے استحظاظ سے شریک ہوتے تھے۔ صبح کیوقت کوٹھی کے سایہ دار اطراف مین بندوق سے کبوترون کا شکار کھیلا جاتا تھا (ہم بلا اندیشہ کہسکتے ہین کہ اگر اس تفریح مین سنگدلی قماربازی یا اس سے بھی زیادہ خراب باتون کو تعلق ہوتا جیسا کہ اور مکروہ جلسون یا قریب ترزمانہ کی صحبتون مین ہوا کرتا ہے تو وہ ہرگز اُسمین شریک نہوتے) تیسرے پہر کو چکر اندازی کی بازی یا بڑے حوضون مین پیرنا ہوتا تھا اور اُسمین بقاعدہ طور سے گھوڑ دوڑ بھی ہوتی تھی۔ لارنس بندوق بہت اچھی چلاتے تھے لیکن بعد کو دوآبہ جالندھر مین جن جانورون کے شکار کی بابت وہ مشہور ہوے اُنکی نسبت یہ جانو زیادہ حلیم تھے۔ تیترین خرگوش اُجلے اور کالے تیتر یہی جانور تھے۔ وہ میرے نہایت ہی عمدہ دوستون اور رفیقون مین تھے ہماری اور اُنکی عمر برابر تھی اور چونکہ ہم لوگ اپنی خدمت کے متعلق اپنے کامون سے زیادہ دلچسپی رکھتے تھے اس سبب سے بجز اُس حالت کے جب ہم دفتر مین جاتے تھے کبھی جدا نہین ہوتے تھے۔ رات کو ہم دونون کی چارپائیان ایک ہی سمت مین بچھتی تھین۔ مین دیکھا کرتا تھا کہ وہ ایک بڑے صاف اور قطعی طور سے تمام معاملات کی تجویز کیا کرتے تھے اور بڑی مستعدی سے کام مین مصروف ہوتے تھے۔ اس امر خاص اور دوسری باتون مین وہ کرامول سے ایسے مشابہ تھے کہ مین اُنکو اُلیور کرامول کہا کرتا تھا اور اُنکے استقلال اور ارادہ کی نسبت جو میرا خیال تھا اُسکو اس خوش طبعی سے بیان کرتا تھا

جَانْ لَارِنْس اور اس بڑے نامور سیدھے سادے اور خدا ترس انگریز کے مابین جو مشابہت تھی اُسپر اُنکے اس ابتدائی دوست ہی کو نہین بلکہ اُنکی شبیہ اور صورت بنانیوالون اور بے انتہا دوستون کو بھی حیرت ہوتی اور اب جو جَانْ لَارِنْس اپنی عمر طبعی کو پہونچکر عزت اور ناموری کے ساتھ اس دنیا سے کوچ کر چکے تو یہی امور بیسیون اخبارون جریدون اور گیتون مین بیان کیے گئے ہین۔ لیکن یہ ظاہر کرنا دلچسپی سے خالی نہین ہے کہ یہ نسبت کسقدر ابتدائی ایام مین معلوم کی گئی تھی اور یہ ظاہر کرنا بھی مناسب ہے کہ کس دوست کو پہلے پہل اُنکی طرف توجہ ہوئی

کرامول کیطرح جَانْ لَارِنْس بھی اپنے تمام افعال و اقوال مین اکھڑ اور سیدھے سادے تھے اور کرامول ہی کیطرح اُنھون نے نمایش کی کبھی پروا نہین کی۔ جو کچھ کہنا ہوا بے تکلف بیان کر دیا۔ اپنا راستہ ہمیشہ صاف رکھا خود ہمیشہ گھوڑے کیطرح کام کیا اور دوسرون پر بھی کام مین محنت کرنے کی تاکید کی۔ دیسی لوگ اگر اُنکی محبت نکرتے ہون تو ہو سکتا ہے مگر اُنکی تعظیم و توقیر ضرور کرتے تھے یا بہرحال اُنکے حکم کو واجب التعمیل جانتے تھے۔ وہ لوگ ایسے شخص کی تعظیم کرتے ہین جو اُنکی خطا کی حالت مین معاً اُنکو متنبہ کرے بشرطیکہ وہ خود بھی انصاف پر ہو۔ اور جَانْ لَارِنْس ہمیشہ ایسے ہی رہے۔ اُنکی آواز بلند اور اجلاس رعب دار تھا۔ اُنکی صاف آنکھ سے جو اندر گھسی ہوئی تھی اور ہر شخص پر مہربانی سے نگاہ کرتی تھی اُس وقت اُنسے عجب طرح کا قہر برسنے لگتا تھا جب وہ کسی ناشایستہ بات یا بزدلی یا خطا سے برانگیختہ ہوتے تھے۔ وہ اپنی طبیعت پر حالانکہ تمام لَارِنْسون کی سرشت مین زود مزاجی تھی

قادر تھے لیکن جب جوناکیطرح انکو معلوم ہوتا تھا کہ "میرا غصہ بجا ہے" تو اسمین شک نہین کہ انکی طبیعت برہم ہوجاتی تھی
اُنکے پرانے مکتبی دوست رابرٹ منٹگمری نے جو اُس زمانہ مین کانپور کے مجسٹریٹ تھے اور جنکو جان لارنس
کا حال اُنکے ہندوستان مین آنے کے وقت سے معلوم نہین ہوا تھا ایک دیسی افسر محکمہ بندوبست سے جسکو
جان نے وہان بھیجا تھا یہ سوال کیے کہ "جان لارنس اٹاوہ مین کسطرح رہے اُنکے بارے مین تمھاری کیا رائے
ہے وہ اچھی طرح سے کام کرتے اور تم لوگون سے اچھی طرح کام لیتے ہین یا نہین"۔ ہندوستانی افسر نے کانپکے
جواب دیا کہ "یہ حضور کیا فرماتے ہین جب وہ غصہ مین ہوتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیر گرج رہا ہے اور جو
عمال کمرہ مین ہوتے ہین اُنکے ہاتھ تھرتھرانے لگتے ہین"۔

جان لارنس اُس زمانہ مین جب سال بھرتک اٹاوہ مین رہے اکثر اپنے افسر بالا دست یعنی رابرٹ نارتھ کولی
ہیملٹن کمشنر آگرہ کی ملاقات کو اُنکے مکان پر جایا کرتے تھے۔ مالی معاملات کے متعلق ہیملٹن اُس فریق کے طرفدار
تھے جنکے اصول اُس زمانہ کے قواعد کے خلاف تھے انکا خیال تھا کہ تعلقدارون اور جاڑون علی الخصوص راجہ
مین پوری اور بلکہ راجہ اٹاوہ کے ساتھ بھی زیادتی ہورہی ہے کیونکہ تجویز یہ ہورہی تھی کہ آیندہ سے علاقون پر انکا کچھ اختیار
نرہے اور انکو صرف کچھ فیصدی یا ایک رقم معینہ نقد (مالکانہ) ملا کرے۔ ہیملٹن نے یہ بات بیان کی کہ اگر اس قسم کی
حکمت عملی اختیار کی گئی تو اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرکار کو ہندوستانیون سے سررشتہ تعلیم محکمہ پولیس اور تعمیرات مین جو مدد
ملا کرتی ہے وہ نہ مل سکیگی۔ اوران قدرتی فرمانروایون کا اختیار اُنکے ہاتھ سے نکلکر نہایت ہی ناعاقبت اندیش
اشخاص یعنی گانون کے مہاجنون اور رہین رکھنے والون کے ہاتھ مین چلا جائیگا۔ لیکن اِن اختلافات آرا سے
دونون شخصون کی دوستی مین کوئی خلل نہین پڑا اور جیسا کہ ہم آیندہ چلکر بیان کرینگے ہیملٹن اپنے راستہ سے علحدہ
ہوگیا اور جان لارنس کو رخصت فرلو سے واپس آنے کے بعد ایک عمدہ موقع دیا یہ خدمت ایسی تھی
جسکے جان لارنس ہمیشہ برمانہ مابعد مقرو معترف اور شکر گزار رہے۔

ص ۱۱۴ اٹاوہ مین جان لارنس کو بہ حیثیت مہتمم بندوبست جو ضروری خدمتین انجام کرنا پڑی تھین اُنمین سے
ایک خدمت گانون کی حدبندی تھی۔ اسکا موقع اُس وقت آتا تھا جب اُنکے بارے مین کوئی جھگڑا پیدا ہوتا تھا اور
وہ دیسی کارپرداز جو عموماً ان کامون پر مقرر تھے فیصلہ نہین کرسکتے تھے۔ یہ کام اُنکے لیے نیا ہرگز نہین تھا کیونکہ
پانی پت مین آنے ہی کے زمانہ سے اُنھون نے ہندوستانیون کی خوبو دریافت کرنا شروع کی تھی علی الخصوص
باشندگان دیہات سے جنکے خواص اور بھی عجیب اور جو آبادی کے اصل ارکان تھے۔ اسکے چالیس برس بعد
سرہنری مین نے اپنی مشہور کتاب موسومہ "جماعت مزارعین ممالک شرقی و غربی" مین یہ جو بیان کیا ہے کہ
مین نے ہندوستانی صحبتون کا حال دریافت کرنے کی وجہ سے اس کتاب کے لکھنے کی قابلیت پیدا کی تو اُسکا

باعث یہی ہے کہ اس بارے مین لارڈ لارنس سے اُنھون نے بہت کچھ بحث مباحثہ کیا تھا۔ اور اُنھون نے یہ بہت صحیح بیان کیا ہے کہ لارڈ لارنس جو اس ملک کی اعلیٰ حکمرانی کے قابل اس فضیلت کے ساتھ سمجھے گئے تو یہی وجہ ہے کہ اُنھون نے بڑے غور و فکر کے ساتھ ہندوستانیون کے خیالات اور دستورات سے آگاہی پیدا کی تھی۔

جان لارنس نے اٹاوہ مین سرحدی نزاع کے متعلق ایک ایسے مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا جسکا قصہ میرے نزدیک اس مقام پر قابل بیان ہے۔ کیونکہ اول تو اُس سے ایسے ایسے حالات ظاہر ہوتے ہین جو ہماری حکومت کے زمانہ مین بالکل نیست و نابود ہوگئے اور دوسرے اُس زمانہ کے مرد میدان کے تحمل فراست اور ثابت قدمی کا حال بہت وضاحت کے ساتھ معلوم ہوتا ہے۔

متنازعہ فیہ سرحد

ہندوستان مین جن باتون کیوجہ سے بکثرت ارتکاب جرم ہوا کرتا ہے اُنمین سب سے زیادہ سرحدی نزاعات کے نتیجے خراب پیدا ہوتے ہین۔ اور ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا جب تک یہ جھگڑے ملک بھر مین ہر ہر جگہ پیدا ہوتے رہتے تھے اس قسم کی نزاعون مین جو خانہ جنگیان پیدا ہوتی تھین وہ نسلاً بعد نسلٍ اور بطناً بعد بطنٍ چلی آتی تھین اور جانبین سے یکسان متواتر فساد ہوتے تھے۔ اسمین بڑے بڑے سخت ہنگامے برپا ہوتے تھے۔ اور قبل اسکے کہ اِدھر اُدھر کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح نہو جائین رفع شر نہین ہوتا تھا اور جب عارضی طور سے سوا اُس صورت کے کہ سب لوگ راضی ہون کوئی فیصلہ بھی ہو جاتا تھا۔ تو پھر اُس سے اور زیادہ عداوت بڑھجاتی تھی۔ جن مقامات مین اپنے اپنے فرقہ کا خیال غالب ہوتا تھا وہان یہ فساد قرب و جوار کے تمام گانون مین پھیل جاتا تھا۔ اور وہان کے باشندے قومیت یا مذہب کے لحاظ سے فریقین کے طرفدار ہو جاتے تھے۔

یہ ایک مشہور بات ہے کہ تمام قومون کے لوگ زمین سے عشق رکھتے ہین اور گانون کے متعلق ہر ایک شئے کو بزرگ سمجھتے ہین۔ اصل مین اپنے اپنے مقامات کی یہ الفت ان لوگون مین بجاے وطن دوستی کے پائی جاتی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستانی یہ خیال نہین کرتا کہ اُسکا بھی کوئی ملک ہے۔ اُسکو ذرا بھی اس امر کی پروا نہین ہوتی کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے اور کون اُسپر حکمران ہے۔ اُسکی رغبت و نفرت امید و بیم یہ سب باتین صرف اُسکے گانون کے حلقہ تک محدود رہتی ہین باہر جو کچھ ہو رہا ہو نہ اُسکو معلوم ہوتا ہے اور نہ اُسکو معلوم کرنے کا خیال ہے۔ اُسکے ملک پر اسقدر مختلف خاندانون کی سلطنت رہی اور اتنی مرتبہ اُسکے فرمانروا متبدل اور متغیر ہوے کہ اب جبتک اُسکے گانون کی کوئی بات نہین ہوتی ہے اُسوقت تک وہ کوئی پروا نہین کرتا لیکن اُسکے گانون پر کوئی حملہ ہوا یا اُسکی اُوسر بنجر زمین کے ایک وجب پر بھی کسی نے دعویٰ کیا تو ہر شخص ہتھیار لیکر اُسکا قبضہ بحال رکھنے کے لیے جان و مال سے مستعد ہو جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل کیفیتین گوکم وبیش طور پر قلمرو برطانیہ کے مختلف حصون پر حاوی ہوسکتی ہین مگر خاص کرکے ممالک مغربی وشمالی اور اس سے بھی زیادہ خصوصیت کے ساتھ اس قطعہ ملک سے نسبت رکھتی ہین جو دریاے جمنا کے داہنے کنارے واقع ہے - یہان کے لوگ آزاد منش اور جنگجو ہین - چونکہ یہان ضوابط دیہی مین کبھی دست اندازی نہین کی گئی اس سبب سے ہمارے اکثر مقبوضات کی نسبت وہ زیادہ مکمل ہین - زمین زرخیز ہے آبپاشی دریا اور نہرون کے پانی سے بخوبی ہوسکتی ہے - یہ قطعہ زمین بہت سے مالکون کے درمیان شکمی طور پر تقسیم ہے جو اپنی اراضیات کی آپ ہی کاشت کرتے ہین - ہر گانون کے زیادہ تر لوگ یا تو باہم دگر قرابت رکھتے ہین یا بہرحال ہم قوم ہین - چونکہ یہ علاقہ سکھون اور راجپوتون کی ریاست کے قریب واقع ہے جہان کے لوگون سے ابتک متواتر فساد رہا کرتا ہے اور ہماری حکومت کے قبل علانیہ جنگ وجدل ہوا کرتی تھی - اسواسطے حالات متعلقہ کی جہت سے اب ایک بڑے درجہ تک انمین ہم قومی اور ہم جنسی پیدا ہوگئی ہے

پھر اس ملک مین بڑے بڑے قطعات زمین چراگاہون کے طور پر چھوڑ دیے جاتے ہین - انمین ہر طرح کے لوگ اپنے مویشیون کے بڑے بڑے غول چراتے ہین - اراضیات مزروعہ گانون کے گرد یا اُسکے متصل ہوتی ہین - اور ہر ہر شخص کی تقسیم یا ملک مین رہتی ہین مگر جو حصہ زمین چراگاہ کے طور پر چھوڑ دیا جاتا ہے وہ عموماً سب لوگون مین مشترک ہوتا ہے - گانون کی حد کے اندر داخل رہتا ہے مگر حد بست کا نشان نہین ہوتا ہے اور اسیوجہ سے اکثر جھگڑے پیدا ہوا کرتے ہین -

گانون کے چرواہے ہر روز صبح کو دودھ دوہنے کے بعد اپنے مویشی چرانے لیجاتے ہین اور رات کے وقت جسکا جو جانور ہوتا ہے اُسکے یہان پہونچا دیتے ہین - اس چوپایون کے ملک مین گانون والے اکثر ہزارہا مویشی رکھتے ہین - جہان مویشی بہت اور چراگاہ کی زمین محدود ہوتی ہے تو چرواہے قرب وجوار کے گانون علی الخصوص اُن مقامات کی زمینون مین دست درازی کرتے ہین جہان کے باشندون کی تعداد اُنکی نسبت کم ہوتی ہے اور جو اُنکے برابر طاقتور نہین ہوتے - حدود موضع غلط طور پر مشخص تعین اور اسوجہ سے اکثر جھگڑے پیدا ہوا کرتے تھے - کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک فریق کے لوگ غاصبون کو متواتر آگاہ کرنے کے بعد اس بات کا قصد کرتے ہین کہ اُنکے مویشی گرفتار کرلین - چوپایون کا شور وغل فوراً آگاہ کردیتا ہے اور تمام گروہ کے لوگ اسطرح سے آکر چھپٹ پڑتے ہین جسطرح شہد کے چھتے کی مکھیان یکبارگی نکل آتی ہین - مرد عورتین بلکہ بچے تک تلوارین برچھے لاٹھیان خلاصہ یہ کہ جو آلہ اُنکے سامنے آجاتا ہے اسکو لیکر حفاظت کے لیے دوڑ پڑتے ہین - مخالفین کی پشتی پر اُنکے رفقا ہوتے ہین اور ایک بڑا غضبناک معرکہ ہوجاتا ہے زمین متنازعہ فیہ کی قیمت کچھ یون ہی سی ہوتی ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ اُسکی کچھ بھی قیمت نہین ہوتی ہے مگر اُن لوگون کو اس سے کچھ بھی بحث نہین - یہ ایک نوک کی بات سمجھی جاتی ہے اور ہر شخص اس بات کے لیے تیار رہتا ہے کہ چاہے جان رہے یا نرہے مگر موروثی زمین سے یک وجب بھی جانے نہ پائے -

ص ۱۱۶

ان مقدمات کا فیصلہ کرنا نہایت ہی وقت طلب اور دشوار ہے مجسٹریٹ بالکل حیران ہو جاتا ہے دونون طرف کے گواہ کسی بات کے لیے جو اُنکے فریقون کے مفید مطلب ہو حلف اُٹھانے کو تیار رہتے ہین - مین نے کئی مرتبہ یہ واقعہ دیکھا کہ اسی سرحدی تکرار کی بدولت کچھ تو مقتول و مجروح ہوے اور کچھ لوگ جو اصل بانی فساد تھے سزا سے بچنے کے لیے فرار ہو گئے اور بہتیرون کو قید کی سزا ملی پس اسطور پر ایک پارۂ زمین کے لیے جسکی مالیت شاید چند اٹھنیون سے زیادہ نہوگی گانون بھر کے باشندے تباہ ہو گئے -

گورنمنٹ برسون سے بخوبی تمام واقف ہوتی چلی آتی تھی کہ ان خرابیون کے سبب سے ملک کے امن اور آسودگی مین فرق آگیا ہے اور اس خیال سے اُسکی دلی خواہش یہ تھی کہ احتیاط کے ساتھ گانون کی حدبندی ہو جاتے - شمالی صوبون مین سالہا سال سے بقاعدۂ مساحی پیمائش ہوتی چلی آتی ہے اور اب (۱۸۴۲ء) قریب الاختتام ہے - پیمائش کے پیشتر تمام حدود کی تشخیص ہو گئی اور اُنکا نشان بنا دیا گیا تھا - اور اسوجہ سے تمام نزاعین جو اس معاملہ مین پیدا ہوتی تھین فی الجملہ مسدود ہو گئین - اسمین شک نہین کہ کبھی کبھی یہ پرانے جھگڑے نکلتے ہی رہتے ہین لیکن بیشتر ایسا نہین ہوتا اور جب ایسا ہوتا بھی تو مقامی افسر نقشہ دیہ کے مطابق بآسانی فیصلہ کر دیتے ہین - اور کوئی شر و فساد نہین ہونے پاتا -

مین اس مقام پر بیان کر سکتا ہون کہ پیمائش کا عمل مین آنا بدرجہ غایت مفید ہوا کیونکہ اُس سے گورنمنٹ واجبی طور پر مالگزاری اراضیات کی تقسیم کر سکیگی - لیکن اگر پیمائش نے حدبندی سے زیادہ فائدہ نہین دیا تو بھی رعایا کو بیقیاس نفع پہونچایا - مین بہت برسون تک مختلف اضلاع مین مالگزاری کے حصّے قائم کرنے مین مشغول رہا اور منجملہ اور خدمات کے مجھکو بندوبست اور گانون کی حدبست کی بھی نگرانی کرنا پڑی - اس کام مین معزز ہندوستانی افسر مقرر تھے وہ گانون گانون جاتے اور وہان کے مقدمین کو فراہم کرتے اور اگر کوئی جھگڑا نہین ہوتا تھا تو تمام فریقون کے روبرو کوئی گڑھا یا نشان قائم کرنے کے ذریعہ سے سرحد کی تعین کر دیتے تھے - جب کوئی نزاع ہوتی تھی تو افسر مذکور اُسکے تصفیہ کی کوشش کرتا اور اگر یہ اُسکے امکان مین نہوتا تو افسر بالادست کو اُسکی اطلاع کر کے دوسرے گانون کو روانہ ہو جاتا - اُسکے بعد اعلیٰ درجہ کے دوسرے افسر اُن غیر منفصلہ مقدمات کے تصفیہ کو جاتے اور بڑی تکلیف اور تاخیر کے بعد شاید فیصدی نوّے مقدمات کا فیصلہ کر سکتے باقی ماندہ مقدمات انگریزی افسرون کے لیے اُٹھا رکھے جاتے تھے جو خود بر سر موقع جا کر از روے پنچایت یا اور کسیطرح سے فیصلہ کر دیتے

اسطور پر ہزارہا حدبندیان قائم ہو گئین اور ایک مختصر زمانہ مین اُنکا فیصلہ ہو گیا - اکثر مقدمات مین جب افسر موقع پر ہوتا ہے تو معاملہ بڑی آسانی سے طے ہو جاتا ہے - لیکن مجھکو معلوم ہے کہ بعض صورتون مین صرف ایک سرحدی تکرار کے لیے کئی دن بلکہ کئی ہفتون تک اُسکو ٹھہرنا پڑتا تھا - ایسے مقدمات مین وہ اپنا خیمہ گانون کے قریب نصب کرتا ہے اپنی اور خدمتین انجام کرتا جاتا ہے اور اُس معاملہ کے فیصل ہو جانے تک حتی الامکان بڑے تحمل سے مقیم رہتا ہے - اسوقت بڑی دِقّت ہوتی ہے جب ہر فریق دھوکا دینے یا فیصلہ کے اپنے خلاف صادر ہونے کے گمان سے باوصف اس کے

کہ تاخیر مین اُسکو سخت پریشانی ہوتی ہے فیصلہ سے بچنے کے لیے جبکہ جوئی منصوبہ بندی مغالطہ دہی اور دروغ گوئی سے چارہ جوئی کرتا ہے ۔ اُسکے لیے قضیہ کا خود تصفیہ کرنا لاحاصل ہے کیونکہ واقعات سے اُسکو مطلق آگاہی نہین ہوتی اور شہادت لینا بالکل بیکار ہو جاتا ہے ۔ اظہارات سے چاہے وہ دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے مگر اصل حال کچھہ معلوم نہوگا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ مغالطہ مین پڑ جائیگا ۔

مین جانتا ہون کہ ان باتون کی تشریح کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ منجملہ اُن بہت سے مقدمات کے جنمین مجھکو خود جانا پڑا ایک مرتبہ کا حال اس موقع پر بیان کر دون ۔

عرصہ کی بات ہے مجھکو ٹھیک ٹھیک یاد نہین ہے مگر شاید یہ مقدمہ تخمیناً بیس سال سے دائر رہتا چلا آیا تھا ۔ گو بہت سے افسران ضلع باوقات مختلف موقع پر آئے اور جھگڑے کے فیصل کرنے کی کوشش کی مگر آخر کو تنگ اور عاجز آگر چلے گئے

اِس مقدمہ مین نہایت عمدہ قسم کی کئی سو ایکڑ زمین کی بابت جو ایک دریا کے کنارے واقع تھی تکرار تھی اور اس سبب فریقین کی حیثیت اور بات اُسپر منحصر تھی دونون مخالف گانون مین ایک ہی قوم کے لوگ آباد تھے یہ لوگ اُس علاقہ مین بڑے زبردست تھے اور اس سبب سے عوام کا خیال مقدمہ کی طرف بہت رجوع تھا ۔ اس مقدمہ کا تصفیہ زیادہ تر اس سبب سے دشوار ہوگیا تھا کہ ایک گانون انگریزی عملداری مین اور دوسرا گانون قریب کی ایک ہندوستانی ریاست مین واقع تھا ۔ چنانچہ اُسکے فیصلہ کے لیئے ضرور تھا کہ گانون اور ضلع دونون کی حدبندی قائم ہو ۔ دونون گانون مین بڑی آبادی تھی ۔ سب ملاکر پانچ سو مالکون سے کم نہون گے ۔ ان لوگون کے درمیان ہر ہر گانون مین آٹھ یا دس ہزار ایکڑ زمین تھی جسپر وہ خود دخیل تھے ۔ اور مزروعہ اراضی جدا جدا تقسیم ہوگئی تھی اور اُسپر جداگانہ قبضہ تھا مگر اراضی جنگل شاملاتی تھی جس گانون کے لوگ کثرت سے گوہار جمع کرنے کی قدرت رکھتے تھے وہ اس بحث کے قانونی تصفیہ کے ہونے پر رضامند نہ تھے ۔ اُنھون نے تمام رقبہ متنازعہ فیہ پر تصرف کرلیا تھا اور اپنا قبضہ مخالفانہ قائم رکھنے کی پوری قوت رکھتے تھے ۔ اسواسطے ص ۱۱ وہ خیال کرتے تھے کہ جسطرح کا فیصلہ ہوگا اُنکو فائدہ کم اور نقصان بہت پہونچیگا ۔

لیکن مین نے اپنے دل مین ٹھان لیا تھا کہ اس تکرار کا ہمیشہ کے لیئے فیصلہ کر دینا چاہیے ۔ پس مین نے ہندوستانی رئیس کے نام اس مضمون کی ایک چٹھی بھیجی کہ آپ اپنے کسی معتمد افسر کو مقرر کر دیجیے کہ وہ مجھسے سرحد پر ملے اور اُسکے بعد مین موقع کو روانہ ہوا اور اپنا خیمہ گانون کے قریب نصب کرایا ۔ رئیس مذکور نے خوشی سے میری تجویز مان لی ۔ اور ایک بزرگ سفید ریش جسکی عمر کوئی ستر برس کی ہوگی میرے روبرو حاضر ہوا اور اپنی تقرری کے اسناد دکھانے کے بعد بیان کیا کہ میرے فریق کے لوگ حاضر ہین ۔ اور تکرار کے فیصلہ پر آمادہ اور خواہشمند ہین مین یہ سُنکر بہت خوش ہوا اور سب کام اُسیوقت بند کر دیے اور دونون گانون کے سرغناؤن کو طلب کیا جو زمین پر پالتی مار مار کر ہمارے گرد آ بیٹھے لیکن مجھکو فریقین کی کیفیت دیکھکر فوراً معلوم ہوگیا کہ مقدمہ کے جلد فیصل ہونے کے آثار نہین

پائے جاتے ہین - اس لحاظ سے ہین نے اُنکو آپس مین مباحثہ کرنے کے لیے چندروز کی مہلت دی - لیکن اس بات کا سخت حکم دیا کہ صبح سے شام تک حاضر رہین - جب مین نے خیال کیا کہ اب جانبین کے لوگ ایک دوسرے سے تنگ آگئے ہونگے تو کبھی کبھی جاکر دیکھنے لگا کہ اس معاملہ مین کیا کارروائی ہو رہی ہے - تیسرے دن مجھکو معلوم ہوا کہ معاملہ بدستور ہے وہ گفتگو کرتے کرتے تھک گئے اور اب اکڑوں بیٹھے ہوے صبر کے ساتھ چپ چاپ حقہ پی رہے تھے -

ایسے مقدمات مین معمول ہے کہ چھ ایک طرف اور چھ دوسری طرف یہ بارہ پنچ (جوری) مقرر ہوتے ہین - مگر ہر گانون کیطرف سے ایسے ایسے ضدی لوگ مقرر ہوے کہ اس بات کی مایوسی صاف ظاہر ہوگئی کہ اتفاق راے کے ساتھ فیصلہ نہو سکیگا - ایسے بے لوث آدمیون کا جو سرحد کا فیصلہ کرنے کے لئے مقامی حالات سے کافی واقفیت رکھتے دستیاب ہونا تو سخت دشوار تھا - معلوم ہوتا تھا کہ ہر شخص ایک یا دوسرے فریق کا ضرور طرفدار ہے آخر کو جب مین نے دیکھا کہ ان باتون سے کچھ شدنی نہین ہے تو مین نے فریقین کو راے دی کہ وہ اپنے معاملات ایک شخص کے سپرد کردین جسکا فیصلہ قطعی تصور کیا جائے - خواہ ہمارے گانون کے آدمی اُنکے گانون اور خواہ اُنکے گانون کے آدمی ہمارے گانون کا ایک شخص منتخب کرین - اسکو لوگون نے منظور کیا اور اس سبب سے جھگڑے مین کسیقدر تخفیف ہوگئی - اُسکے بعد یہ بحث پیدا ہوئی کہ ثالث کس گانون سے منتخب کیا جائیگا - مین پہلے سمجھا تھا کہ ثالث کے منتخب کرنے مین تردد ہوگا - لیکن برخلاف اسکے ہر فریق کی خواہش یہ ہوئی کہ اُسکے فریق مخالف ہی ثالث کو تجویز کرین کیونکہ اُنکو بخوبی اطمینان تھا کہ دونون گانون مین کسیطرف کا آدمی ایسا کمینہ نہوگا جو پراے شگون کے لیے اپنی ناک کٹوانے پر رضامند ہو جائیگا - بوڑھا سردار جو میری شرکت مین ہندوستانی ریاست سے کام کرنے آیا تھا ایک بزرگ اور حقیقت مین اپنے طریقہ کا ایک معزز شخص تھا لیکن اُسنے بالکل طرفداری کی اور اپنے رسوخ اور روپیہ کے اپنے فریق کی تائید کے لئے صرف کرنے مین دریغ نہین کیا - اکابر سو ضبع بلکہ چھوٹے بڑے سب یہی چاہتے تھے کہ اس معاملہ کا چاہے جو تصفیہ ہو مگر اُنکو ایک قلیل پارۂ زمین بھی ملجاے تو غنیمت ہے - اور پھر اُنکو یہ خوف تھا کہ مین اپنے فریق کی کامیابی کے لئے کوشش کر رہا ہون - کیونکہ یہ بات اُنکے خیال مین نہین آتی تھی کہ مین صرف اس بات کا خواستگار تھا کہ سرحد کا جلد تر فیصلہ ہو جاے خود میرے فریق کے لوگ جو میرے حالات سے اچھی طرح واقف تھے اس بات کا چندان اطمینان نہین رکھتے تھے کہ اُنکے معاملے مین میرے ارادے کیا ہین - اصل تو یہ ہے کہ میری پیشتر کی باتون سے اُنکو خوب معلوم تھا کہ جو امر میرے نزدیک واجب ہوگا اُسکے مطابق فیصلہ کرنے مین مجھکو کوئی تامل نہین ہوگا گو اُسمین اُن لوگون کا کیسا ہی ضرر کیون نہ متصور ہو -

جب فریقین تنگ آگئے تو کمزور فریق کے لوگ یہ دیکھکر کہ اگر وہ فیصلہ کرانے مین قاصر رہے تو پھر کبھی فیصلہ نہو سکیگا آخر کو اس بات پر رضامند ہوگئے کہ اُنکے فریق مخالف کے لوگون کا ایک ثالث مقرر ہو - برٹش گانون کے لوگ جو پیشتر بھی یہی خیال کرتے تھے کہ ہم کو فتح حاصل ہوگی اب سمجھنے لگے کہ ہم کو فتح نمایان حاصل ہوگی - ایک دن اس بات کے لیے مقرر

کیا گیا کہ انتخاب ثالث کے پیشتر آپس مین صلاح کرلی جاے - دوسرے دن دس بجے کا وقت اس بات کے لیے مقرر کیا گیا
کہ سب لوگ حاضر ہون اور جب یہ وثیق شخص مقرر ہوگیا اور چند کاغذات پر جسکی روسے فریقین نے اقرار کیا تھا کہ فیصلہ کے پابند
رہینگے اور اگر پابندی نکرین تو سخت سزا کے مستوجب ہونگے دستخط ہوگئے تو ہم لوگون کے لیے یہ بات قرار پائی کہ سب کے سب
موقع پر جائین اور قرب وجوار کے گانون مین جو معزز لوگ تھے اُنکے سامنے ڈانڈا قائم کرنے کا اہتمام کرین -
اس تجویز کے مطابق دوسرے روز علی الصباح ہر شخص ایک نفیس سایہ دار باغ مین جو میرے خیمہ کے قریب تھا
حاضر آیا - یہ مقام ایسا پرفضا تھا کہ چارون طرف سے گھرے ہوے خیمہ کی نسبت یہان زیادہ لطف تھا مین فوراً اُن لوگون
کے پاس آیا اور طرف ثانی کے لوگون سے کہا کہ وہ اپنے آدمی کو نامزد کرین - معزز لوگ سب اُٹھ کھڑے ہوے - اور ایک
بزرگ سفید ریش نے مجھسے یہ خطاب کیا "اے وحید العصر - آپ نے شب گذشتہ جو ہدایتین کی تھین اُسکے مطابق ہم
تفریق دارون کی پنچایت ہمارے چوپال مین جمع ہوئی ہے - اُنسے ہمنے بیان کیا کہ ایک مشترک مقصد کے لیے حضور کے اجلاس
مین بحث کرنے کو ہم لوگون نے کسقدر محنت وتکلیف اُٹھائی - ہمنے اُنکو یاد دلایا کہ سالہا سال سے ہم لوگ بطور بیجا اراضیات
متنازعہ فیہ کے استعمال سے محروم رہتے چلے آتے ہین ہمنے اُنسے اس امر کی تفصیل بیان کی کہ دادرسی کے لیے ہمنے کسقدر
روپیہ صرف کیا اور کچھ فائدہ نہوا - ہمنے اُنکو یاد دلایا کہ ہماری طرف کے لوگ ایسے قوی اور زبردست تھے کہ بہت سے صاحب
لوگ موقع پر آتے اور سرحد کے فیصلہ مین کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہوا - ہمنے اُنسے بتلایا کہ اب خدا کی خاص مہربانی اور ہماری
خوش قسمتی سے ایک ایسے صاحب آئے ہین جنکی نظر مین دونون فریق یکسان ہین اور جو بے بس فریق پر ظلم ہونے دینگے ص ۱۴۰
ہمارے دعوون کے تصفیہ کا بس یہی حق تھا کیونکہ ہمنے اگر اس موقع کو ہاتھ سے نکل جانے دیا تو پھر ہم ہمیشہ اپنے حقوق کے
پانے سے محروم رہجائینگے - بنابرآن ہمنے تجویز کیا کہ ایک ثالث گو وہ ہمارے مخالف گانون ہی کا کیون نہو منتخب کیا جاے
لیکن قطعی طور پر ہمنے اُسکی تقرری اس بات کے لیے ملتوی رکھی کہ جو لوگ معاملہ سے سروکار رکھتے ہین اُن سب کی رائین یکجا ہوجائین
اس کے بعد مقرر نے بیان کیا کہ گانون کے تمام لوگون نے بالاتفاق یہ تجویز قبول کی کہ اگر طرف ثانی کے لوگ رضا
ہون تو مین ثالث کے نامزد کرنے پر آمادہ ہون اور مین نے وعدہ کیا کہ اگر منتخب کیا ہوا شخص فیصلہ سرحد مین قاصر رہا تو مین
خود فیصلہ کرونگا - اسپر مین اور میرے گانون کے لوگ رضامند ہوگئے - اسکے بعد اُس چودھری نے کہا کہ "ہم صاحب سنگھ
ولد بلرام کو اپنا پنچ مقرر کرتے ہین اور ہماری خواہش ہے کہ وہ اپنے اکلوتے بیٹے کو گود مین لیکر اور اُسکے سر پر ہاتھ رکھکر اس
بات کی قسم کھاے کہ مین راستی اور ایمانداری سے سرحد کا فیصلہ کرونگا اگر مین جھوٹی قسم کھاؤن تو میرا بیٹا مرجاے اور میرے
کوئی اولاد پیدا نہو جو بیٹا دے ستیاناس ہوجاؤن کوئی پیرا کریا کرم کرنیوالا باقی نرہے اور آیندہ کے لیے میری نسل منقطع ہوجاے"
مجھکو اس مقام پر بیان کرنا چاہیے کہ تمام قومون مین عموماً اور ہندوون مین خصوصاً مذہبی اعتبار سے صاحب اولاد
ہونے کی کوشش کرنا انسان پر پہلا فرض ہے - اسطور سے لاولد مرجانا کہ باپ کا کریا کرم کرنیوالا کوئی باقی نرہ جاے کیونکہ

پت یعنی جہنم سے بچا ئے یہ ایک بڑی بھاری بدقسمتی کی بات ہے - ہندوستانیون کو اپنی آل اولاد سے بڑی محبت ہوتی ہے اور اولاد کی محبت تو حد سے زیادہ ہوتی ہے مجھکو ایک سوداگر کا قصہ ابتک یاد ہے جسکا اکلوتا بیٹا مرگیا تھا - اس صدمہ سے بدنصیب باپ کے دماغ مین فتور آگیا بی بی اور دو چھوٹی لڑکیون کو مار ڈالا اور خود پھانسی لگا کر مرگیا -

القصّہ جب بوڑھا آدمی اپنی تقریر ختم کرچکا تو دست بستہ ہوکر پیچھے ہٹا اور اپنے ساتھیون مین جاکر شامل ہوگیا - مین نے کہا کہ "کہو صاحب سنگھ تم کیا کہتے ہو تم اس بات پر رضامند ہو یا نہین" - صاحب سنگھ ایک خوبصورت موٹا تازہ تیس برس کا آدمی تھا اور ایک مقدم کا بیٹا تھا جسکو مرے ہوے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا - ہمارے گانون مین وہ بڑے بڑے تھوکون کا تھوک دار تھا - صاحب سنگھ فوراً رضامند ہوگیا - تمام دست آویزون پر جو پیشتر سے تیار رکھی تھین اُسوقت دستخط ہوے اور آخر کو معلوم ہوا کہ اب اس معاملہ کے واجبی طور سے فیصل ہو جانے کی تدبیرین درست ہوگیئن -

صاحب سنگھ کے بیٹے کو لانے کے لیے اُسکے مکان پر فوراً ایک اردلی روانہ کیا گیا - آدھے گھنٹہ تک انتظار کرنے کے بعد ایک اور اردلی بھیجا گیا لیکن ہنوز کسی لڑکے کی صورت دکھائی نہ پڑی آخر کو جب ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ گذر گیا تو دونون اردلی واپس آئے اور بیان کیا کہ لڑکا نہین ملتا اور لڑکے کی مان اور دادی دونون کہتی ہین کہ معلوم نہین وہ کیا ہوا - اب یہ ہمارے کام مین ایک نئی مشکل پڑی - باینہمہ چونکہ مین لوگون کے طریقون سے بخوبی واقف ہونے کی وجہ سے بآسانی دھوکے مین نہین آسکتا تھا اسواسطے مین نے اپنے فریق کے لوگون سے کہا کہ تم اپنے غول کے دو آدمی لڑکے کی تلاش مین بھیجو اسکے لیے مین آدھ گھنٹہ کی مہلت دیتا ہون اگر اس عرصہ مین لڑکے کو پیش نکرو گے تو مین خود فیصلہ کر دونگا - اسپر وہ دو اردلیون کو ہمراہ لیکر شتابی سے دوڑے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد لڑکے کو لیکر واپس آئے جسکو شاید اُسکی مان نے کسی چوبی صندوق مین چھپا دیا تھا مگر جب مقدم نے دھمکایا تو حوالہ کر دیا - مین بہت ہی خوش ہوا اور لوگون سے کہا کہ اپنے کام کو چلو انھون نے بظاہر صدق دلی سے جواب دیا کہ جسقدر حضور کو اشتیاق ہے اُسی قدر ہماری بھی خواہش ہے کہ مقدمہ کی تنقیح ہو جاوے اور بجز انصاف کے ہم کو کچھ اور مقصود نہین ہے

چونکہ زیادہ وقت ضایع کرنا منظور نہین تھا اسوجہ سے ہم سب لوگ اپنے گھوڑون پر سوار ہوے - چھوٹا لڑکا بوڑھے سردار کے ساتھ ہاتھی پر سوار کرایا گیا گانون والے سیکڑون ہمراہ ہوے - بہتیرے اپنے یہان کی پیدا ہوئی گھوڑیون پر سوار اور اکثر پیادہ پا چلے اور ہم سب لوگ اس حیثیت سے سرحد متنازعہ فیہ کی طرف روانہ ہوے - جس سڑک پر ہوکر ہم جاتے تھے وہ گانون کے پاس ہوکر نکلی تھی اور جیسے ہی ہم وہان پہونچے کئی سو عورتون کا غول جنکے آگے صاحب سنگھ کی مان اور بی بی تھی ہم کو ملا اور یہ سب عورتین ضد کرنے لگین کہ ہمارا بچہ ہمکو دیدو - صاحب سنگھ مقدم اور خود مجھکو اپنی ہندوستانی زبان مین جو مغلظات سے بھری ہوئی تھی صدہا گالیان دینا شروع کین - اُسوقت وہ کہرام مچا ہوا تھا جسکا بیان نہین ہو سکتا یہ عورتین اپنی چھاتی پیٹتی تھین سر کے بال نوچے ڈالتی تھین اور اسقدر نالہ و فریاد کررہی تھین

کہ ہوا گونج اٹھی تھی۔ تھوڑی دیر تک تو گالیون کی بھرمار کے سوا مجھکو کچھ سنائی نہ دیا لیکن آخر کو معلوم ہوا کہ عورتون کو یقین کامل تھا کہ صاحب سنگھ کے فیصلہ سے لڑکے کی جان جائیگی اور وہ ٹھانے ہوئی تھین کہ جسطرح ہوگا لڑکے کو ضرور بچا دینگی۔ مین نے اُنسے کہا کہ یہ سب باتین باپ پر منحصر ہین لڑکے کی جان اُسکے اختیار مین ہے یہ ممکن نہین کہ وہ منصفانہ فیصلہ کے سوا کچھ اور کرے اور ایسی حالت مین لڑکے کیطرف سے کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے۔ مگر ان باتون کا کچھ فائدہ نہین ہوا۔ اُنکی تسکین سے دلجمعی نہین ہوئی تھی اور رو رو کر منت و آرزو کرتی تھین کہ بچہ اُسکی مان کے حوالہ کردو صاحب سنگھ اس درمیان مین اپنے گھوڑے پر چپکا بیٹھا رہا اور کسیطرح مدد نہین دی جب مین نے دیکھا کہ سمجھانے کا کوئی فائدہ نہین ہوتا تو مین نے حکم دیا کہ سوارون کا غول آگے بڑھے اسپر ان مردانہ عورتون نے میرے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور کہا کہ جب تک بچہ کو ہمارے حوالہ نکردوگے اُسوقت تک ہم آگے نہ بڑھنے دینگے۔ آخر کو بڑی دقت اور تاخیر کے بعد ہمکو ان بی بیون سے چھٹکارا ملا اصل تو یہ ہے کہ اگر لڑکا ایسی جگہ نہ بٹھا دیا گیا ہوتا جہان اُنکا کچھ قابو چل نہین سکتا تھا تو میرے نزدیک وہ ضرور چھین لیجاتین۔

اسمین شک نہین کہ اکثر لوگ میری اس کارروائی پر معترض ہون گے کہ تم نے لوگون کے اس بدبخت تعصب مین کیون دست اندازی کی مگر مین اُسکا جواب یہ دیتا ہون کہ یہ قسم خود انھین لوگون کی تجویز کی ہوئی تھی مین نے نہین تجویز کی تھی ص ۱۲۲
اور اگر اُسمین ذرا بھی کوتاہی ہوتی تو فریقین متعلقہ مقدمہ کا ہرگز اطمینان نہوتا۔ اُنھون نے اکثر اپنے مذہب کی مختلف بیہودگیون پر مجھکو ہنستے دیکھا تھا۔ ایسے موقعون پر مین نے اُنکے ساتھ دلیلین کین مگر بیہودہ ہوئین۔ وہ کہتے تھے کہ "آپ انگریز بڑے عقلمند ہین اسکو ہم تسلیم کرینگے لیکن آپ ہمارے مذہب کو نہین سمجھتے"۔ فی الواقع جہان تک میرا تجربہ ہے ایسے مباحثون مین وقت اور محنت صرف کرنا محض بیکار ہے۔ اگر کبھی کسی طریقہ سے ہندوستانی لوگ راہ راست پر آسکتے ہین اور اُنکے خیالات کا تصفیہ ہوسکتا ہے تو وہ طریقہ یہی ہے کہ اطفال کی تعلیم مین بتدریج ترقی کیجائے۔ بالغ آدمیون کے عقائد بدلنے مین آج تک جو کوششین ہوئین اُنمین ناکامی ہوئی مجھکو اندیشہ ہے کہ یہ ناکامی ہمیشہ اسیطرح ہوتی رہیگی۔

الغرض اپنے حملہ آورون کو ادہر اُدھر کرکے ہمنے شتابی سے سرحد کی راہ لی اور دونون گانؤن کی غیر متنازعہ فیہ سرحد پر موقع کو قرار واقعی طور سے جانچنے اور شناخت کرنے کے بعد صاحب سنگھ سے کہا گیا کہ ثالث کی حیثیت سے جو کام اُسپر فرض تھا اُس کو ادا کرے یعنی اپنے لڑکے کو گود مین لیکر یہ بتلادے کہ پُرانی سرحد کون ہے۔ اس قسم کے مباحثون مین ثالثون کا معمول ہے کہ بشرط ضرورت اردگرد کے علاقہ کی حدون اور کیفیتون کو جانچتے ہین اور اسکے بعد جب اطمینان ہوجاتا ہے تو دونون گانؤن کی غیر متنازعہ فیہ زمین کی نشان دہی شروع کرتے ہین یا اگر کل حد پر تنازع ہوا تو نوک سے ابتدا کرتے ہین۔ اس جگہ سے ثالث آگے بڑھتا ہے اور جہان ہوکر وہ جاے وہی حد قرار پاتی ہے۔ یہ پنچ کو اختیار رہتا ہے کہ فریقین سے سوال کرے یا جو بات اُسکو ضروری معلوم ہو اُسکو پوچھے مگر یہ بہت کم ہوتا ہے کیونکہ جو شخص منتخب کیا جاتا ہے وہ عموماً اسی خیال سے کیا جاتا ہے کہ اُسکو مقامی حالات سے بخوبی آگاہی حاصل ہوگی۔ مجھکو یقین کامل ہے کہ اس مقدمہ

خاص مین پرتاب سنگہ ہی کو نہین بلکہ دونون گانوؤن کے ہر شخص کو اصل قدیمی سرحد اچھی طرح سے معلوم تھی ۔

صاحب سنگہ آگے بڑھکر کھڑا ہوا اپنے بچہ کو گود مین لیا۔ اُسکی طرف دیکھا پھر اُس انبوہ کیطرف جو اُسکے چارون طرف جمع تھا نظر کی اور ایک بار پھر اپنے بچہ کیطرف منہ پھیرا اور چند لمحہ تامل کرنے کے بعد چپکے سے اُسکو بٹھا دیا اور کہا کہ "مین سرحد کا فیصلہ نہین کر سکتا"۔ ایکطرف کے لوگ تو سب کے سب بڑبڑانے لگے اور دوسری طرف کے لوگون نے کسیقدر دبی زبان سے تحسین کا نعرہ مارا۔ مین گھوڑا بڑھاکر فوراً وہان پہونچا اور کہا کہ "اے بس صاحب سنگہ ادھر چلے آؤ یہ پیچ نہین چلیگا تمکو یا تو سرحد کا فیصلہ کرنا پڑیگا اور اگر یہ نہین تو اُسکا خمیازہ اُٹھانا پڑیگا"۔ صاحب سنگہ نے اپنے کو زمین پر گرا دیا اور چلایا کہ "حضور چاہین مجھکو مار ڈالین چاہین بوٹی بوٹی کاٹ ڈالین چاہیے جو کچھ کرین مگر مین ہرگز ہرگز سرحد کا فیصلہ نہین کرونگا"۔ مین نے جواب دیا "بہت اچھا" اور اُسکے فریق کے مقدم کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ "تمھارے سب حیلے حوالے ہو چکے تم مجھکو موقع پر لائے اور اب سرحد کا فیصلہ کیا جائیگا۔ مین تمکو ایک گھڑی (چوبیس منٹ) کی مہلت دیتا ہون اگر تم صاحب سنگہ کو اُس کام پر راضی کر لوگے جسکو اُسنے خود خوشی سے قبول کیا تھا اور جو تمنے طرف ثانی کے کسی آدمیون کیواسطے نہین مانا اور جسکو اُنھون نے بطور آخری تدبیر کے تمھارے حوالہ کیا تو خیریت ہے ورنہ مین خود سرحد کا فیصلہ کر دونگا اور تمکو خوب معلوم ہے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا"۔ ص ۱۲

یہ کہکر اپنے گھوڑے سے نیچے کود پڑا باگ سائیس کے حوالہ کر دی اور خود بیٹھکر چرٹ پینے لگا۔ چرٹ پینے کے وقت یہ سوچتا جاتا تھا کہ اس موقع پر جب گمان غالب یہی ہے کہ صاحب سنگہ سرحد کا فیصلہ نکریگا مجھکو کیا کرنا مناسب ہے ۔

بعض وجوہ سے مین رضامند تھا کہ خود فیصلہ کرنے کا ذمہ اُٹھاؤن۔ ان مباحثون سے جو کچھ حالات مجھکو معلوم ہوئے اُنسے قرار واقعی مجھکو اطمینان ہوگیا تھا کہ میرا ہی فریق مظلوم تھا۔ ہمارے مخالفین نے اپنا مقدمہ ایک اعتبار سے مجبور چھوڑ دیا تھا اور مجھکو افسوس ہوا کہ انکو نقصان پہونچے۔ اپنے دل مین مجھکو اطمینان ہوگیا تھا کہ ثالث کا ارادہ یہ ہے کہ وہ اپنے فریق کے مفید مطلب سرحد کا فیصلہ کرے۔ اُس فریق کا یہ تردد کہ صاحب سنگہ ضرور کارروائی کرے بحث کے وقت اُسکا خود سکوت مین آنا اور عورتون کا بچہ کیواسطے اندیشہ کرنا ان سب باتون سے صاف صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ثالثی کا نتیجہ بگمان غالب کیا ہوگا۔ یہ سچ ہے کہ مین قدیم ٹھوکون کے اصل نشانون کو دریافت نہین کر سکتا تھا لیکن دونون فریقون سے یہ دریافت کرکے کہ وہ اپنے اپنے حقوق کہانتک خیال کرتے ہین اور قرب وجوار کے گانوؤن کے معززا کابر سے پوچھکر ایسا فیصلہ کر سکتا تھا کہ قریب قریب اصل موقع پر سرحد قرار پا جاتی۔ لیکن اس طرح کا فیصلہ عام پسند نہوتا۔ اسکو خود میری ہی طرف کے لوگ ناپسند کرتے اور گو مجھکو اسکی مطلق پروا نہ تھی مگر اس امر کا غالب گمان تھا کہ آیندہ پھر تکرار ہوتی اور کچھ بعید نتھا کہ آیندہ کسیوقت یہ سرحد برباد کر دی جاتی ۔

یہ ایک بڑا ضروری امر تھا کہ اگر ممکن ہو تو ایسا فیصلہ کیا جاتے جو عام راے پر مبنی ہو اور وہ چونکہ خود انہین کا کیا ہوا ہوگا تو انکو اُسکی خلاف ورزی کرتے ہوے شرم آئیگی۔ الغرض مطلب یہ تھا کہ کوئی ایسا بندوبست کیا جائے جس سے کسی فریق کو واجبی طور سے اعتراض کرنے کی گنجائش نہو اور اُسکے باعث سے ضلع کے ایک اس حصہ مین امن وامان اور خاموشی کا ۱۶۱

اور یہ بات جسقدر صاحب سنگہ کے فیصلہ سے متصور تھی اُسقدر اور کسی کے فیصلہ سے نہین ممکن تھی ۔ اگر وہ اپنے فریق کے خلاف فیصلہ کرتا تو پھر وہ کبھی کچھ عذر نہ کرسکتے اور اگر طرف ثانی کا نقصان ہوتا تو یہ امر خود اُنکے کہنے سے کیا گیا تھا اور پھر یہ بھی تھا کہ پیشتر کی نسبت کچھ نہ کچھ فائدہ ہی ہوتا نقصان نہوتا ۔

ادھر تو مین اپنے دل مین یہ باتین سوچ رہا تھا اور اُدھر اب تب مقدمین کو سرگوشیان کرتے اور ایک طرف صاحب سنگھ سے باتین کرتے سنتا جاتا تھا ۔ ظاہرا وہ لوگ اُس سے اصرار کر رہے بلکہ دہمکی بھی دیتے تھے مگر وہ صاف انکار کرتا جاتا تھا آخر کو صاحب سنگہ نے جھپٹ کر یہ کہنا شروع کیا کہ "تم سب کے سب دو فصلے بدمعاش ہو تم چاہتے ہو کہ مین تمھاری حد کے لیے اپنے بچہ کی جان ہلاک کر ڈالون تم صاحب سے کچھ کہتے ہوا ور مجھسے کچھ کہتے ہو ۔ تم نے مجھکو مجبور کر دیا ہے سو مین فیصلہ کر دونگا مگر میرا فیصلہ ایسا ہوگا جو تمھارے حق مین بہتر نہوگا" ۔ یہ کہکر اُسنے شتابی سے اپنے بچے کو گود مین لیا اور چلا کر کہا کہ "مین تیار ہون اور سرحد بتا دونگا" ۔ اُسکی آواز سن کر مین کھڑا ہوگیا اور اُسکے جوش کو دیکھکر مین نے خیال کیا کہ وہ بظاہر بڑی گرمجوشی مین ہے اور اُس سے کہا کہ "شاباش صاحب سنگہ شاباش ۔ تم ان لوگون کی طرف سے کچھ اندیشہ نہ کرو مین تمھاری حفاظت کرونگا مجھکو صرف اتنا بتا دو کہ اصل سرحد کون تھی" ۔ ص ۱۲۴

اب ہر شخص ہمہ تن چشم و گوش بن کر توجہ کرنے لگا ۔ بعض مقامات پر چونکہ گھاس بہت اونچی لگی تھی اسوجہ سے صاحب سنگھ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا بچے کو اپنے آگے بٹھالیا اور میرا ایک اردلی گھوڑے کی لگام تھام کر اُسکی ہدایت کے مطابق لیچلا ہم سوار ہوے چلے جاتے تھے اور قبل اسکے کہ ایک خاص مقام پر پہونچتے یہ کوئی نہین جانتا تھا کہ وہ کیا کارروائی کریگا ۔ لیکن جب وہ اُس نشان سے گذرا اور داہنے ہاتھ کی سمت گھوما تو ہمارے گانون والون کی طرف سے لعنت ملامت کا شور بلند ہوا جس سے معلوم ہوا کہ صاحب سنگہ نے اپنی عمر بھر مین کم سے کم ایک مرتبہ راستی کا کام کیا ہے ۔ مین نے پکار کر کہا "کچھ پروا نہین ۔ صاحب سنگہ تم ان لوگون کی طرف مت خیال کرو" ۔ لیکن جو ہنگامہ اُسکے بعد برپا ہوا وہ بڑے غضب کا تھا ۔ گانون والون نے اُسپر پتھر اور مٹی کے ڈھیلے مارنا شروع کیے اور چارون طرف سے اُسکو دبا دبا مین ڈلنے لگے ۔

میرے ساتھ کچھ سوار اور اُنکے دو چند پیادے تھے اُنھون نے اُس انبوہ کے روکنے کی کوشش کی ۔ مین نے بھی شور غل مچایا اور دھمکی دی مگر کچھ فائدہ نہوا کیونکہ ہنگامہ ایسا برپا تھا کہ میری آواز سنائی نہ دی اگر چند لمحہ کا اور وقفہ ہوتا تو یہ لوگ صاحب سنگہ کو اُسکے گھوڑے سے کھینچ ہی لیتے ۔ جب مین نے یہ حالت دیکھی تو گھوڑا بڑھا کر ایک مفسد کے نزدیک گیا جو اپنے فریق سے آگے تھا اور اُنکو حملہ کرنے کی ترغیب اور اشتعالک دے رہا تھا ۔ اس شخص کو کچھ خوف نہ آیا اور اپنی جگہ پر کھڑا رہا ۔ مین نے دیکھا کہ عین وقت یہی ہے اور اسی پر تمام باتون کا دارمدار ہے اسلیے مین نے اپنا چابک فندی کی طرف سے اُسکے سر پر اس زور سے مارا کہ وہ فوراً گر پڑا ۔ جو لوگ اُسکے پیچھے آتے تھے جب اُنھون نے یہ کیفیت دیکھی تو فوراً اپچھلے پیرون بھاگ گئے ۔ جھٹ پٹ امن ہو گیا اور انجام تک نشاند ہی ہوگئی کچھ اور خلل اندازی نہین ہونے پائی ۔

جب سرحد کی تعیین ہوگئی تو سب معاملات درستی پر آگئے - جابجا کو ٹلا دفن کر دیا گیا اور جن جن خاص مقامات پر سرحدی خط گھوما تھا وہان وہان مضبوط ستون گچکاری کے بنا دیے گئے سرحد کا نقشہ گو اندازی طور کا تھا مگر جلد تیار کر کے باضابطہ داخل دفتر ہوا - کسی نے اسمین کچھ تعرض نہین کیا - وہ سارا جھگڑا تمام ہوگیا جسمین فریقین نے بڑے بڑے زور مارے تھے - ہمارے فریق کے خلاف جو فیصلہ صادر ہوا تو یہ اسکی غفلت نہین بلکہ نصیب کی بات تھی - اسکے چند روز بعد صاحب سنگھ میری ملاقات کو آیا اور دریافت کرنے پر اُسنے بیان کیا کہ گو بعض لوگ شاکی ہین مگر فی الجملہ سب خوش ہین - ظاہرا عام لوگون کو یہ خیال ہوا کہ "وہ اور کیا کر سکتا تھا یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے بچہ کو ہلاک کرا دیتا" - اصل باعث یہ تھا کہ صاحب سنگھ کے دوست اور رشتہ دار گانؤن مین زبردست تھے - چنانچہ جو لوگ کمال برہم تھے وہ بھی بمجبوری اس عام نقصان پر رضامند ہوگئے - شیر سنگھ جسکا سر اسی مین مین نے سر توڑا تھا وہ بھی میری واپسی کے قبل میری ملاقات کو آیا - ان حضرت کو ظاہرا اپنا سر تُڑانے پر بڑا ناز تھا - مین نے تنبیہاً اُس سے کہا کہ "شیر سنگھ دیکھو یاد رکھنا اب پھر کبھی اسطرح کا فساد نہ کرنا اُس روز بڑی خیریت ہوئی کہ تم زندہ بچگئے" اُسنے مسکرا کر جواب دیا "جی ہان وہ موقع ہی ایسا ہی تھا - اگر اُس روز مین مخالفت نہ کرتا تو گانؤن مین مُنہ دکھانے قابل نہ رہتا - حضور کی وہ ضرب گو بہت بھاری تھی لیکن آپنے میری آبرو رکھ لی ہر شخص نے یہی کہا کہ مین گانؤن کے حقوق کا سچا مددگار ہون - خدا حضور کی ہزار ہا برس کی زندگی کرے لیکن پھر کبھی ایسی بھاری ضرب نہ لگائیے گا" - خاتمہ پر مجھکو یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ اس فیصلہ اور اسکے عملدرآمد کے طریقہ کی دور و نزدیک کے ہر مقام پر بڑی تعریف ہوئی اور اُس سے بھی بہتر یہ ہوا کہ اس طرح کی اور نزاعات کے تصفیہ مین آسانی ہوگئی - اُن ایام مین پھر اور کوئی سرحدی جھگڑا ایسا نہین ہوا جسمین مجھکو جانا پڑتا - مقام دہلی مورخہ ۲۰ - مارچ ۱۸۴۵ء ص ۱۲۵

اور آخر مارچ ۱۸۳۹ء مین قبل اسکے کہ جان لارنس کو اٹاوہ کے بندوبست کے کام کا ایک مشکل حصہ انجام کرنا پڑا تھا وہ اور اُنکے دوست کیومن صاحب دونون سخت علیل ہوگئے اور یکبارگی ضلع اپنے کلکٹر اور افسر بندوبست کے کامون سے محروم ہوگیا - کیومن صاحب کو پہلے شفا ہونے والی تھی اور وہ فوراً آگرہ آباد کیطرف روانہ ہوگئے جہان کی آب و ہوا یہان کی نسبت تندرستی کے حق مین زیادہ مفید تھی لیکن جان لارنس کی علالت کہین زیادہ سخت تھی - اُنکو صحرائی بخار ہوگیا تھا - ایک مہینے کے قریب تک اُنکی زندگی مخطور رہی اور کچھ دنون تو اُمید زیست منقطع ہوگئی تھی - اور مین اس مقام پر ایک ایسے قصّے کو بیان کر سکتا ہون جسکو وہ خود کہا کرتے تھے اور اُس سے اُنکی مستعدی اور ثابت قدمی بھی کچھ کم ظاہر نہین ہوتی ہے - اُنکو ایام شباب اور جوانی کی اُمنگ مین لوگون نے اکثر یہ کہتے ہوئے سُنا ہوگا کہ اگر انسان حوصلہ کرے تو مجھکو یقین ہے کہ وہ اپنے کو مرنے نہ دے - لیکن اب اُنکی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ بالکل بیدل ہوگئے ہین ایک روز اُس ڈاکٹر نے جو اُنکا معالج تھا اُنسے کہا کہ مجھکو اندیشہ ہے کہ شاید آپکو اب دوسری صبح زندگی مین نہو گی

اور اسلیے اُنسے رخصت ہو کر چلا گیا۔ ڈاکٹر کا جانا تھا کہ وہ یکبارگی اپنے ایک بڑے ضروری کام کے لیے اُٹھ
بیٹھے۔ اُنھون نے کہا کہ میرے دلپسند مقولہ کے امتحان کا بس یہی وقت ہے۔ اُنھون نے ارادہ کیا کہ مین
اپنے کو مرنے نہ دونگا اور برگنڈی شراب کا ایک بکس جو اُن کے پلنگ کے نیچے رکھا تھا اسمین سے ایک بوتل
لانے کے لیے اپنے خدمتگار سے کہا۔ وہ اُس بوتل کو چڑھا گئے۔ اور دوسرے روز جب ڈاکٹر دستور کے
مطابق آیا اور دل مین یہ امید رکھتا تھا کہ مریض کا کام تمام ہو گیا ہوگا تو اُسنے دیکھا کہ جان لارنس کپڑے پہنے ص
ہوے میز لگائے بیٹھے ہین ہوش و حواس بخوبی درست ہین اور درحقیقت اپنے کاغذات بندوبست کا ملاحظہ
کر رہے ہین ۔

کتابون مین لکھا ہے کہ شاہنشاہان روم مین ایک نہایت نیک مضر بادشاہ نے جو عمر بھر اپنے فرائض منصبی کے
انجام کرنے مین ساعی رہا تھا جب دیکھا کہ اُسکی موت قریب آگئی ہے تو اُسنے اپنے نوکرون کو حکم دیا کہ مجھکو سیدھا کھڑا کر دو کیونکہ شاہنشاہ
کے لیے لازم ہے کہ وہ کھڑے کھڑے مرجائے"۔ اور دراصل اسی طرح وہ مر گیا بیشک یہ ایک شاہانہ ارادہ تھا
جان لارنس کا نتیجہ کچھ اور رہا۔ لیکن ہمت اولوالعزمی تیز فہمی اور محنتون کا وہ زور جو جسمانی قوتون کے فوت
ہوتے ہوتے زائل نہین ہوتا۔ (بلکہ اُس مشکل کے وقت مین اور بھی تیز ہو جاتا ہے اور یقیناً بعد مرگ بھی باقی رہتا ہے)
دونون مین یکسان باقی رہا تھا۔ شاہنشاہ رومی اپنا کام کر چکا تھا اور اب اُسکے لیے صرف یہی ایک بات باقی رہگئی
تھی کہ ایک شاہنشاہ اور جوانمرد کی طرح مرجاے۔ اور لارنس نے خود اُنکو خیال ہو خواہ نہو (اور یہ ممکن نہین کہ اُنکو
خیال نہو) اپنے کار عظیم کی اب تیاری ختم کی تھی شاعر کہتا ہے کہ ۔

"اگر انسان چاہے تو مرتے مرتے ایک نہ ایک ناموری کا کام کر سکتا ہے ۔
اسکو دیوتاؤن سے جھگڑنا نہ کہینگے جو اُسکے لیے نازیبا ہو ۔
اگرچہ عالم شیب مین قوت بہت گھٹ جاتی ہے مگر اُس پر بھی کام کرنے کے لیے بہت کچھ باقی رہ جاتی ہے
اسوقت وہ قوت تو آنے سے رہی جب انسان زمین آسمان کے قلابے ایک مین ملاتا تھا اور یہ بھی
صحیح ہے کہ اس عالم مین جو قوت ہے وہی رہیگی لیکن پھر بھی یہ بہت ہے ۔
اسوقت مین بھی ہمارا بہادر دل وہی رہتا ہے گو کبرسنی اور دوسرے مقدرات کی وجہ سے بہت ضعیف ہو جاتا ہے
پس ہمکو چاہیے کہ ہمت باندھکر جد و جہد اور کد و کاوش کرین یہ نہین کہ مردہ بنکر بیٹھ رہین" ۔

جان لارنس کے دل مین اسوقت یہ خیالات تھے اور وہ حقیقت مین واجبی تھے۔ اگر یہ یا اس قسم کے
دوسرے خیالات اُنکے دل مین آئے تو اُنھون نے کر کے بھی اُنکو دکھلا دیا۔ اور اگر ایسا نہین ہوا تو جو ہمت
جانبازی اور خاصۂ طبیعت اُن خیالات سے ظاہر ہوتا ہے وہ سب اُنمین موجود تھے اور پھر کیف وہ اتنی مدت تک

بخوبی زندہ رہے جس سے بدرجۂ اولی اُنکی تصدیق ہو جاتی -

جب اُنکو بیماری سے اسقدر افاقہ ہو گیا کہ نقل و حرکت کی صعوبت اُٹھا سکتے تو آخری مرتبہ کے لیے ویرانہ قدیم اٹاوہ کی مانوس و مربوط گلیون کیطرف سے گاڑی کی سواری پر گھاٹ تک لائے اور ایک کشتی پر سوار کرائے گئے اور اپنے دوست میجر راٹن کے ساتھ جو اُنکی علالت کی حالت مین اُنکے تیماردار رہے تھے دریاے جمنا کے شفاف اور سرد دھارے پر الہ آباد کیطرف کوچ کیا - یہان آکر پھر وہ اپنے دوست ویستوم صاحب سے ملے جو چندروز قبل ایک ٹاؤ پر سوار ہو کر یہان پہونچ گئے تھے اور پندرہ دن کے عرصہ مین اُس سفر کو ختم کیا تھا - ۱۹ - نومبر کو سب ملکر براہ دریاے گنگا کلکتہ کو روانہ ہوے - تبدیل آب و ہوا اور فرصت آرام کی وجہ سے پھر تندرستی اور طاقت عود کر آئی اور بقول ویستوم صاحب "وہ مدتون بھوکھون مرنے کے بعد اب ایک شتر مرغ کی اشتہا پیدا ہو گئی" - غازی پور مین رابرٹ ٹکر سے جو بعد کو ایام غدر مین اپنے مکان پر مارے گئے تھے ملاقات ہوتی - یہ لوگ ایک روز اُنکے مہمان رہے دوسرے روز دینا پور اور تیسرے دن مونگیر مین قیام ہوا - مونگیر کے سبزہ زار کی خوب سیر ہوئی جو پیشتر قلعہ کا اندرونی حصہ تھا اور جہان سے سنسن گولیان چلتی تھین ایک رات چندرنگر مین بھی بسر ہوئی اور ۲۲ - دسمبر کو سب کے سب کلکتہ مین داخل اور اسپنسس ہوٹل مین فروکش ہوے یہان جان لارنس پھر نہایت علیل ہو گئے اور بعد صحت ڈاکٹر نے صلاح دی کہ آپ تین برس کی رخصت فرلو لیکر ولایت جائیے - ناتوانی کی وجہ سے تین مہینے تک کلکتہ مین رہے اور تین مہینے اور دریا کے سفر مین گذرے - اس مدت کے گذرنے کے بعد ماہ جون سنہ ۱۸۴۲ء مین داخل انگلستان ہوے -

الغرض اس مقام پر جان لارنس کی کارگزاری ہندوستان کی ابتدائی نوبت یعنی تربیت اور کار آموزی کا زمانہ ختم ہوا - اُنھون نے اپنے تمام مدارج جو نوجوان سویلین کی تعلیم کے ہین بسبیل ترتیب نہین بلکہ جیسا اکثر علاقۂ دہلی مین جاری ہوا اسطور سے طے کیے کہ کبھی کچھ سیکھا کبھی کچھ حاصل کیا اور یہ سب کام ایسے مخلوط طور پر کیے کہ نہایت ہی قلیل عرصہ مین اُنکو انتہا مرتبہ کا تجربہ اور طرح طرح کے کامون سے واقفیت حاصل ہو گئی - دہلی پانی پٹ گورگانون اٹاوہ جس جس مقام پر وہ گئے خوش نصیب رہے اور ابتک جن اعلیٰ افسرون یا ساتھیون سے سابقہ رہا اُنکی طرف سے بھی خوش نصیب رہے لیکن بس اسی حد تک اُنکی خوش نصیبی محدود رہی - اسکے سوا اور جو کچھ ہوا وہ اُنکی ثابت قدمی بہادری خود اعتباری جانفشانی اور سب سے زیادہ دیسیون سے ہمدردی کرنے کی بدولت ہوا - اگر بقول ایک شخص کے جسنے اُنکے بارے مین کہا تھا کہ "وہ اپنے ساتھیون سے آدھے سر کے برابر اونچا ہے" - اس دس برس کے زمانے مین اُنھون نے عروج حاصل کیا ہوتا تو اسکا باعث اُنکی عالی خاندانی یا سعی یا سفارش یا کسیطرح کی خوش نصیبی نہوتی بلکہ اُنکی ذاتی لیاقتین ہوتین - شاید ان ابواب کے آخر مین جو مین نے اُنکے ابتدائی اور زیادہ اولوالعزمی کے حالات مین لکھے ہین اور جو غالباً بعض باتون کے اعتبار سے اُنکی سرگذشت کے عمدہ تر ایام سے تعلق رکھتے ہین انسب ہوگا

کہ مندرجہ ذیل حالات محول کیے جائین - یہ حالات رسالہ لیٹرز آور سنہ ۱۸۶۶ء مین مندرج ہین - اور ایسے شخص کے لکھے ہوے
ہین جو بعد کو برسون تک پنجاب مین اُنکے ماتحت کام کرتا رہا اُنکے بڑے عزیز اور معتمد دوستون مین تھا اور جسکو اُنھون نے اپنے
نامی گرامی بھائی سر ہنری لارنس کی تاریخ لکھنے کیواسطے منتخب کیا تھا - یہ شخص سر ہربرٹ ایڈورڈس ہین اور وہ بیان کرتے ہین کہ
جان لارنس کو بہت جلد صدر مقام دہلی کو چھوڑ کر ضلع کے اور مقامات مین جانا پڑا - اور جان لارنس کو جو اعلی درجہ کی
تعلیم حاصل ہوئی وہ اسی مقام سے حاصل ہوئی جہان اُنکی اعانت اطاعت خدمت کامیابی اور بلکہ ہمدردی کے لیے بھی سب دیسی ہی
دیسی لوگ تھے انگریز ایک نہین تھا - وہ سخت محنت کرتے تھے اور اپنے عملہ سے بھی اسیطرح کام لیتے تھے - رشوت ستانی کے
انسداد کا ہمیشہ خیال رکھتے تھے کیونکہ اپنی کچہری کے مالک و مختار حاکم تھے - اس کے بعد فروعات کے سیکھنے کا زمانہ آیا (اور یہ زمانہ
وہ ہے جو ایک مرتبہ ہر کار آموز کو پڑتا ہے مگر سواے ایک مرتبہ کے دوبارہ نہین پڑتا) اور اس زمانہ مین اُنھون نے بہت دل لگا کر کام
کیا - سرکاری مال عدالت معاشرت زراعت تجارت ان تمام باتون سے بیحد واقفیت پیدا کی بلکہ اصل تو یہ ہے کہ جن قومون پر حکومت
کرنا اُنکے مقدر مین تھا اُن سب سے آگاہی حاصل کی - ادھر کام ختم ہوا اور اُدھر گھوڑے پر سوار ہو کر بندوق لیکر نکل جاتے تھے کیونکہ
جسم کی مضبوطی اور جفاکشی کی وجہ سے جنگل کی سیر اُنکو بہت پسند تھی - لیکن وہ ہمیشہ کام پر نظر گڑاے رکھتے تھے جنگل مین کبھی جب
جاتے تھے تو قزاقون کے مامن تلاش کرتے تھے یا راستہ مین کسی جرم کی تحقیقات کرتے تھے یا غافل لوگون کے سر پر اچانک جا پہونچتے تھے
اور اسیطرح سے جب غروب آفتاب کے وقت گھر پلٹ کر آتے تھے تو اُس سادی غذا کے کھانے کے لیے خوب ہی اشتہا ہو جاتی تھی
جو ایسے شخص کی معمول ہے جسکو دنیا کے اور لوگون کی مدد کرنا ہوتی ہے - اس کے بعد آرام کرسی بچھا کر چاندنی مین جہان زیادہ ہوا ہوتی تھی
ہمارے جان لارنس بیٹھتے تھے (کیونکہ رات کو گرمی بہت ہوتی ہے) - کوٹ یا واسکٹ کچھ نہین ہوتا تھا کہنیون تک کی قمیض ہوتی تھی
ٹانگین دوسری کرسی پر پھیلی رہتی تھین پہلو مین ایک طرف چاء کا پیالہ اور منہ مین چروٹ دبا ہوتا تھا اور اُسکو بڑی شان سے بھپکا کرتے تھے
معلوم ہوتا تھا کہ میدان بھر کی ہوا یہی کھا جاینگے - اب ایک ایک کر کے ضلع کے سفید ریش لوگون کا آنا شروع ہوتا تھا - پوشاک لباس کی
کوئی قید نہ تھی اُدھر آفتاب غروب ہوا اُدھر بے بلاے لوگ آنے لگے لیکن اُنکی بڑی آؤبھگت ہوتی تھی اور مشرقی وضع سے پالتیان
مار کر اور حلقہ باندھکر اپنے ولایتی خانصاحب (یعنی جان لارنس) کے گرد آ آ کر بیٹھ جاتے تھے اور بیٹھنے کیوقت ہر شخص سلام
کرتا تھا - ہندوستان کی چاندنی رات مین گورے اور کالے آدمیون کا یہ خلط ملط عجیب لطف دیتا تھا - ضلع اور رعایا کا ذکر ہوتا تھا مغلون
کی فتحمندی کے پارینہ قصے بیان کیے جاتے تھے کہ اُنھون نے اپنے پُرانے عالیشان مالکون پر دہلی کے ضلع کو کیونکر تقسیم کر دیا تھا
جنھون نے لال لال اینٹون کی مینارین کنوون کی تعمیر کرائین جو ابتک موجود ہین اگرچہ خوش قسمتی سے امن و امان ہونے کے بعد وہ
پُرانی ہو گئین مگر بچپن سے لیکر اُسوقت تک کیا کیا انقلاب ہوے تلوارین اور برچھے گلا گلا کر ہل بناے گئے مشہور و معروف تیز دم گھوڑون
کی نسل جاتی رہی گاؤمیشون کی ترقی ہوئی سال بسال ایک ایک کر کے وہ سب مشہور و معروف ڈکیت گرفتار ہوے جنکا خود جان لارنس
نے آخری وقت تک تعاقب کیا - سخت قحط پڑا کون کون گانون نیست و نابود ہو گئے کون باقی رہے چنانچہ جو لوگ یہان بیٹھے ہین وہ
سب جانتے ہین - کیونکر قیمتین بڑھا اور اسکی وجہ سے مقدمات کی کثرت ہوئی ان سب باتون کا ذکر ہوا کرتا تھا - کل جان لارنس کے
اجلاس مین جو طول طویل مقدمہ پیش ہونے والا ہوتا تھا اُسکے بارے مین آپس مین ذکر ہوتا تھا اور جان لارنس اُسکی بابت

بعض بعض سچی باتین منتخب کر لیتے تھے۔ الغرض آدھی رات تک یہی کیفیت رہتی تھی تاآنکہ ہوا ٹھنڈی چلنے اور نیند آنے اور ولایتی خانصاحب جماہی لینے لگتے تھے اور کالے لوگ اپنے مہربان انگریز سے خوش خوش رخصت ہو جاتے تھے۔

باب پنجم

رخصت فرلو اور شادی ۱۸۴۲ء لغایت ۱۸۴۴ء

ص ۱۳۰ راقم سوانح عمری جان لارنس کو اپنی کتاب بھر مین تو اس سخت مشکل کا مقابلہ کرنا پڑا ہی تھا کہ اُس زمانہ کے تمام روزنامچون اور قریب قریب کل خانگی مراسلات کا کہین پتہ نہین لگتا مگر ایسے مقام پر وہ دقت اور بھی زیادہ ہو گئی کہ مثلاً اسوقت جب اُنھون نے تین برس کی رخصت فرلو حاصل کی تو اُنکی سرکاری ملازمت کا زمانہ اہل و عیال مین آکر رہنے کے زمانہ سے خلط ملط ہو گیا۔ امید تو یہ کی جا سکتی تھی کہ کلیفٹن مین اہالیان خاندان کے ساتھ جان لارنس کے رہنے کا مفصل حال لکھنے مین اوّل درجہ اُس زمانہ کے حالات سے زیادہ آسانی ہو گی جب وہ ہزارون سانولی صورت کے صحرائی باشندگان پانی پت اور سارتھان گورگانون کے درمیان ایک اکیلے گورے چہرے والے آدمی کے طور پر رہتے تھے۔ لیکن بدقسمتی سے قضیہ اسکے بالعکس ہے۔ ادھر اُدھر کی جن متفرق خبرون کے جمع کرنے اور نیک و بد کے تمیز کرنے مین بیحد بہت سے ہفتے صرف ہو گئے اس کتاب کے پڑھنے والے اُنکو چند منٹ مین دیکھ ڈالینگے بجہتا اسطور پر کسیقدر مین اس قابل ہوا کہ جان لارنس کے خاندان اور جو تغیر جان لارنس نے اہل خاندان اور اہل خاندان نے جان لارنس مین دس برس بعد دیکھا تھا اُس تغیر اور جس طریقہ سے وہ اپنے غیر معمولی فرصت کے وقت کو کام مین لاتے تھے اُسکا حال بیان کرون۔ اور ان سواد تحریر کا فقدان جن پر عموماً مورخ کا زیادہ تر دارومدار ہے اس بات کے خیال کرنے پر اور بھی نادر معلوم ہوتا ہے کہ بمقابلہ راقم مورخ سر ہنری لارنس کے لیے تاریخ لکھنے کا سامان بکثرت تیار تھا۔ سر ہربرٹ اڈورڈس جنھون نے اُنکی سوانح عمری لکھی ہے اول تو اُن سے اور سر ہنری لارنس سے بڑا ربط و ضبط اور عمر بھر کی دوستی تھی جن جن حالات کو اُنھون نے لکھا ہے اُنمین سے اکثرون کے مقام وقوع پر وہ

ص ۱۳۱ موجود تھے۔ پھر وہ بیشمار خانگی چٹھیان جو سر ہنری لارنس نے اپنے مختلف اہالیان خاندان کو اور مختلف اہالیان خاندان نے اُنکو لکھی تھین اور وہ روزنامچے جو خود سر ہنری لارنس کو اُنکی والدہ اور اُنکی اہلیہ نے لکھے تھے اور بالآخر وہ چٹھیان جو اُن لائق بی بی نے اپنے شوہر اور شوہر کے دوستون کے نام دنیا کے مختلف حصون مین روانہ کی تھین اور جن مین اُن تمام مختلف کارروائیون کے مفصل حالات عین موقع پر کے لکھے ہوئے درج تھے جنمین اُن کی کوئی شرکت پائی جاتی تھی یہ سب تحریرین مورخ موصوف کے پاس جمع تھین۔ مین ان تمام فوائد سے ایک بڑے درجہ تک محروم ہون اور مین یاد سے زیادہ بس اسیقدر کر سکتا ہون کہ جو قدر سے قلیل سامان مجھکو میسر آیا ہے اُسکو اچھی طرح سے کام مین لاؤن۔

ہنری لارنس کی سوانح عمری کے لیے ضروری سامان کی کثرت اور جان لارنس کے لیے اُسکی قلت کا ایک سبب (خواہ رشک یا اور کسی سبب سے) یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بڑے بھائی کے احباب اور اقارب نے ابتدا ہی سے یہ خیال کیا تھا کہ وہ ایک بڑا آدمی ہوگا اور اس بات کے دریافت کرنے مین وہ قاصر رہے کہ آیندہ زمانہ مین چھوٹے

بھائی کے عروج کی کوئی علامت پائی جاتی ہے اور اس سبب سے اُنھون نے ایک بھائی کی چٹھیان محفوظ رکھین اور دوسرے کی برباد کر ڈالین۔ اگر اس بیان مین کچھ صداقت ہو تو کچھ عجب نہین ہے کیونکہ جانؔ کی ترقی بمقابلہ ہنریؔ کے بیشک دیر مین ظہور پذیر ہوئی اور بڑے بھائی کی بعض صفتین جنپر لوگ نہایت ہی فریفتہ تھے چھوٹے بھائی مین نہ تھین جو بہرحال اگر ہون تو بالکل مخفی تھین۔ لیکن قطع نظر اس امر کے دونون بھائیون کی عادت اور طبیعت کا اختلاف اُنکی طرز تحریر کے تفاوت کا زیادہ سبب تھا۔ کیونکہ ہنریؔ کے دماغ مین نیم ترقی یافتہ خیالات اور دل مین گرمجوشی اور شدت کی خواہشین پیدا ہوتی رہتی تھین اس سبب سے اُنکو ایک طور کی عادت پڑگئی تھی کہ تحریر مین اُنکا بخار نکال نکال کر تسکین حاصل کرتے تھے جانؔ کو ایسی باتون کی حاجت یا اُنکہ اس درجہ تک نہین تھی۔ وہ بغیر کسی اشد ضرورت اور خاص مقصد کے کبھی کچھ نہین لکھتے تھے اور جب اس قسم کا کوئی موقع ہوتا تھا تو پھر وہ اپنے زمانہ کے بڑے زبردست اور قلم برداشتہ منشی تھے اور ہم ایک مرتبہ پھر اس بات کو یاد دلاتے ہین کہ جو چٹھیان وہ عمر بھر اپنی پیاری بہن کو لکھتے رہے تھے اور جسمین اُنھون نے بیشک اپنے خیال اور طبیعت کا پورا پورا چربہ کھینچا تھا اُنکو بہن کے مرنے کے بعد اُنھون نے ضایع کر ڈالا جیسا کہ پیشتر مین بیان کر چکا ہون۔

المختصر جانؔ لارنسؔ اپنے مکان واقع کلفٹنؔ مین پہونچے مگر یہ گھر وہ نہین تھا جسکو وہ چھوڑ کر گئے تھے۔ مین خیال کرتا ہون کہ کوئی شخص خاص کر کے جسکا کنبہ بہت بھاری ہو دس برس باہر رہنے کے بعد اسطور پر گھر کو واپس نہ آیا ہوگا کہ اسکو جسقدر زندہ لوگون کے پانے کی خوشی ہوئی کم سے کم اسیقدر مُردون پر افسوس کرنا پڑا۔ جو لوگ اُنسے محبت رکھتے اور جنکو وہ چاہتے تھے اُنکی یہ کیفیت تھی کہ بوڑھون مین تو بہت مر چکے تھے اور جوانون مین سب کی شادیان ہوگئی تھین۔ اور انمین جو لوگ باقی بھی رہ گئے تھے وہ اُنکے نزدیک مثل مُردون کے تھے۔ ستر برس کی مقررہ زندگی مین دس برس کا زمانہ بہت بڑا ہوتا ہے۔ چنانچہ ہندوستان کی ملازمت کے بعد جو لوگ وطن مین واپس آتے ہین وہ خوب جانتے ہین اور اس سے اُنکی دلچسپیون مشغلون اور ہمدردیون مین اُن لوگون کے درمیان بھی جو بالطبع محبتی اور رحم دل ہوتے ہین اسقدر رخنہ پڑ جاتا ہے کہ زندگی کے چشمے جو ایک ہی منبع سے نکلے ہین اور جو چین کے دو بڑے دریاؤن کیطرح آخر مین پھر باہم گر ملنے والے ہین وہ درمیانی انقلاب مین انھین دو دریاؤن کیطرح مختلف دھارون مین اِدھر اُدھر بہجاتے ہین اور ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہو جاتے ہین۔

کلفٹنؔ والے مکان سے جانؔ لارنسؔ کے جانے کے بعد دو بڑے انقلاب واقع ہوئے تھے وہ بزرگ سیرت باپ جسنے اپنے بیٹے سے اُسکی کم سنی کی حالت مین ہواخوری کے وقت بارہا ساتھ لیجا کر اپنی مہمون اور جانبازیون کے صدہا قصے بیان کیے تھے اور جو اگر زندہ رہتا تو اب اس ضعف پیری مین کرسی پر بیٹھکر اونگھ اونگھ کر اسی بیٹے کے منھ سے کم سے کم اُسیقدر نادر اور حیرت انگیز قصے اُسکے مہمات کے سنتا ۷۳ برس کی عمر کو پہونچکر اپنی کٹھن زندگی کاٹنے کے بعد ماہ مئی سنہ ۱۸۲۵ع مین بوسیدہ گل کیطرح دنیا سے چل بسا تھا۔ اُسکا بڑا بیٹا الگزینڈرؔ جو اُسکا بڑا لاڈلا پیارا مشہور تھا مدراس سے ایسے وقت واپس آچکا تھا کہ باپ کی آنکھین خوش کرنے کے بعد اُنکو سپرد خاک کر سکا

دوسرا انقلاب بھی قریب قریب ایسا ہی عظیم تھا۔ جان کی بڑی بہن لیٹیشیا جنکے ساتھ بچپنے ہی سے سب بھائی کمال محبت اور تعظیم کرتے تھے اپنے میکے سے رخصت ہو گئی تھی اور ایک بزرگ سیرت معمر پادری یعنی مسٹر ہیئر کے ساتھ جن سے شاید اہالیان خاندان پیشتر واقف بھی تھے شادی کر لی تھی۔ خوش قسمتی سے وہ مہربان اور سادہ دل مان جسکا بیان مین نے اس کتاب کی ابتدا مین کیا ہے ابتک زندہ تھی اور بمقابلہ سابق کسیقدر آسایش سے رہتی تھی گو اسکے شوہر نے کوئی جائداد نہین چھوڑی تھی جسپر وہ بسر کرتی۔ چونکہ اسکا شوہر مثل آیرش لوگون کے کشادہ دل تھا اور جو کچھ اسکے پاس تھا سب اپنے دوستون کو دے دلا دیا اور اپنے پاس ایک حبہ نہین رکھا اس جہت سے شوہر متوفی بی بی کے لیے سوائے اپنے نام اپنی ہمت عالی اور اپنے بیٹون کے کچھ نہین چھوڑ گیا تھا۔ اسلیے اسکی اوقات بسری اس سرمایہ کی آمدنی سے ہوتی تھی جو برسون سے اسکے چار بہادر بیٹون کے حصہ رسدی چندہ سے بتدریج ہندوستان مین جمع ہوتا چلا آتا تھا (ان چارون مین سے کسیکے پاس بھی سوائے اسکے جسکی کمال ضرورت تھی اور کوئی دنیا کا سامان نہین تھا) اس رقم کو وہ "لارنس فنڈ" یا "مادر خاندان لارنس" کہتے تھے اور سب سے پہلے ہنری نے اسکی ابتدا کی تھی۔ وہ ہنری ہی تھا جسنے سست طبیعت جان لارنس کو "پکڑ دھکڑ کر" (یہ الفاظ انھین کی ایک چٹھی کی عبارت سے منقول کیے جاتے ہین) پہلے اسکے لیے آمادہ کیا تھا لیکن تھوڑے ہی دنون مین جیسا کہ کشادہ دلی سے اس چٹھی مین اعتراف کیا گیا ہے اس تجویز کے قبول کر لینے کے بعد جان نے اپنی گرمجوشی سے جو انھون نے اس بارے مین ظاہر کی "اپنے تمام بھائیون کو غیرت دلا کر اسپر آمادہ کر لیا"۔ اسکے بعد پھر جان ہی نے اس سرمایہ کا اہتمام کیا۔ خود حصہ کثیر دیتے رہے اور دیگر بعد دیگرے نوٹ خریدنے کی تاکیدین کین اور اسکے علاوہ عام طور سے خاندان کے دیوان کیطرح کام کیا۔

ہنری جو اپنے باپ کیطرح شدت سے فیاض تھے اور انجام کی کچھ پروا نہین کرتے تھے انکے معاملات کا اہتمام اگر جان لارنس اپنے ہاتھ مین نہ لے لیتے تو وہ اپنے اہل و عیال کے لیے ایک حبہ بھی بچا نہین سکتے چنانچہ انھون نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ برخلاف اسکے جان روپیہ کی سچی قدر کرتے تھے۔ وہ خسیس تھے نہ خست تو انہین نام کو نہین تھی چنانچہ اسکے صدہا قصون سے دو ایک مرتبہ کے واقعات جو آگے چلکر بیان کیے جاینگے انسے یہ امر بخوبی ثابت ہو جائیگا۔ وہ فیاض تو تھے مگر انکی فیاضی عاقبت اندیشی کے ساتھ ملی ہوئی تھی اور رشتہ دارون کے حقوق اورون سے مقدم جانتے تھے۔ وہ روپیہ کو کبھی فضول خرچ نہین کرتے تھے بلکہ اسکے بالعکس دوسرون کے لیے پس انداز کرنے اور محفوظ رکھنے مین بڑی تکلیف اٹھاتے تھے۔ انھون نے یہ اہتمام یعنی بہت سے ایسے لوگون کی آمدنی کا انتظام جن سے انکو کوئی تعلق نہین تھا اور جو آپ اپنا اہتمام دراصل یا بظاہر نہین کر سکتے تھے صرف اپنی خالص محبت کے سبب سے اپنے ذمہ لیا تھا اور اسکی تکلیف گوارا کی تھی۔

تیسرا انقلاب جو بمقام کلیفٹن انکے اہالیان خاندان مین ہوا وہ بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہین ہے ضعیف العمر دایہ مسماۃ مارگریٹ جسنے تمام ارکان خاندان کو سن طفولیت سے سن بلوغ تک پرورش کیا تھا اور جسکا کمرہ اس گھر کے لوگون مین جو کسیقدر تند و درشت تھے ایک گوشہ امن و امان کا تھا اور جو اپنی مناسب خدمت کے انجام کرنے کے بعد

بھی ایک بڑی مدت تک زندہ رہ چکی تھی اور برابر اس خاندان مین رہتی چلی آئی تھی اُسکا بھی انتقال ہوگیا تھا - جس گھر مین
پرانی معتمد دایہ ہو تو اُس گھر کے کم سن بلکہ زیادہ سن والے آدمی بھی اُس سے کمال الفت رکھتے ہین اور ان لوگون کا ص ۱۳۴
رشتہ دایہ کے ساتھ ایسا پاک اور استوار ہوتا ہے کہ اور رشتے بہت کم ہوتے ہونگے - چنانچہ اس بات کی شہادت
بہت سی پرانی کتابون سے بہم پہونچ سکتی ہے - مثلاً ڈیبوراؔ کے وقت سے دیکھنا چاہیے کہ جب ربکاؔ کی وہ بوڑھی
دایہ تھی جسکا ذکر کتاب آفرینش مین ہے اور الِین بیکیتھ (دی اوک آف بیٹرس) یا یوریکلیا جو یُولیسس اور پنی لوپ کی
دایہ اور مصاحبہ تھی جسکا بیان کتاب آڈیسی مین ہے - اُسکے بعد "لارڈ آف آئیلس" اور "لیڈی آف دی لیک" یا
ٹینی سن شاعر کی نو دسالہ دایہ ہے جسکی سچی طفلانہ باتون سے مان کی اشکباری کو تسکین ہوتی تھی جو تازہ بیوہ تھی اور جس
اسکو گونہ تسلی ہو جاتی تھی کہ اگر شوہر نہین ہے تو اُسی شوہر کا بچہ موجود ہے جو زندگی کو سوارت کریگا -

جان لارنس کی طبیعت سے یہ بہت بعید تھا کہ جن لوگون سے گھر خالی ہوگیا تھا اُنکے گذر جانیکا انکو بیحد
قلق نہ گذرتا - مگر ایک ایسے شخص کا خیال کرکے جو اسقدر سنجیدہ مغز اتنا تیز طبیعت اس طرح کا ضابطہ دان ہوا اور بروقت
ضرورت اسقدر سخت بات کا دھنی اور بہادر ہو جاتا تھا کوئی تعجب نہین معلوم ہوتا کہ انگلستان مین واپس آنے کے
بعد اُسنے اول سفر اُس دور دراز مقام کی زیارت کا کیا جہان اسکی قدیم دایہ دفن کی گئی تھی - جب جان لارنس
دایہ کی قبر پر جاکر کھڑے ہوے ہونگے تو انکو بہت سی باتین یاد آئی ہونگی لیکن جنگ واٹرلو کے سال کی بات جو
صبح کیوقت آسٹنڈ مین گذری تھی جب اپنی کم سنی کے زمانہ مین انھون نے بہادری کرکے مجسٹریٹ کے شبہات
کو رفع کردیا تھا اور بڑے فخر کے ساتھ یہ سوچتے ہوے دایہ کے ہمراہ آئے تھے کہ آیندہ سے بجاے اسکے کہ وہ
میرا خیال رکھے مین اسکی خبرگیری کرونگا شاید اس سے بڑھکر اور کوئی بات انکو نہ یاد آتی ہوگی - پس کوئی تعجب کی بات
نہین ہے کہ اسکے بہت برسون کے بعد بھی انکو اپنی دایہ اُسیطرح یاد رہی ہو اور نہ یہی امر حیرت انگیز ہے کہ انکو اپنی ایک
بیٹی کے تسمیہ کے لیے اپنی پرانی دایہ مارگریٹ سے بہتر کوئی نام نہ ملا -

اس امر کا حال ہمکو کسی تحریری بیان سے نہین معلوم ہوا کہ ضعیف العمر مان نے اپنے بیٹے جان لارنس
کو دیکھکر جو خاندان کے اصلی تحویلدار اور مان کو کشادہ دلی کے ساتھ خرچ دینے والے تھے کن ہاتھون لیا -
کیونکہ اُس طرح کی کوئی چٹھی یا تحریر دستیاب نہین ہوئی جس طرح کے نوشتون مین اُسکے بڑے بیٹے ہنری کے
تین برس پراول اول ہندوستان سے واپس آنے تک کے تغیرات خاندان درج کیے گئے تھے - یہ تو بخوبی
معلوم ہوگیا ہے کہ جان لارنس پر بیماری کا جو اثر پڑا تھا اُس سے کچھ دنون تک انکو مخلصی نہین ہوئی لیکن
جو حالات مجھکو دریافت ہوے ہین اُنسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت گرمجوشی مین تھے - ملک ملک سفر کرتے
پھرتے تھے جہان جو شے قابل دید ہوتی تھی اُسکو دیکھتے تھے اور اس تجسس مین تھے کہ نوجوان سویلین کو ہندوستان

ص ۱۳۰ سے رخصت فرلولیکر آنے کے بعد عموماً جو کام کرنا چاہیے اُسکو قرار واقعی طور پر انجام کرین۔ اس امر کی کوشش مین طرح طرح
کے انقلابات نشیب و فراز اور امید و بیم کے اس طریقہ سے مزے اُٹھانے جو اُنکی نیک خصلتی سادہ دلی اور راستبازی
کو بخوبی ظاہر کرتا ہے۔

ولایت مین آنے کے دو مہینے کے بعد ہمکو دریافت ہوتا ہے کہ اگست کے مہینے مین وہ شہر گلاسگو مین تھے
یہان اُنکو اُنکے اٹاوہ کے دوست کیومن صاحب ملے جنکے ساتھ اُنھون نے مغربی ہائی لینڈ (یعنی کوہستان) کی سیر
کی۔ اس سیاحت مین اُنکو دو چند لطف ہوا کیونکہ سر والٹر اسکاٹ اور اُنکے رہنے کے مقامات ہمیشہ اُنکی یادداشت
مین تازہ تھے۔ حقیقت مین مثل اپنے اور بہت سے معاصرین کے وہ بھی اسکاٹ کے بڑے شائق تھے اور اُنکا یہ
اشتیاق بجا تھا۔ عہد طفلی مین اس جادو لسان کی تحریرین علی الخصوص وہ داستانین جو تاریخی حالات سے زیادہ تر متعلق
تھین اُنکی معلّم رہین۔ یہ منجملہ اُن چند کتابون کے تھین جنکو وہ اپنی محنت شاقہ ہندوستان کے زمانہ مین پڑھنے کی
فرصت پاتے یا خواہش کرتے تھے۔ جب اُنکی بصارت جاتی رہی تھی اور موت کے اکثر آثار نمودار تھے تو انھین
مین سے ایک کتاب موسومہ "گائی مینرنگ" اُنکی لیڈی سیکریٹری (دھررہ) مس گاسٹر اُنکو پڑھ پڑھکر سناتی تھین اور معلوم
نہین کتنی مرتبہ اُنکو پڑھکر سنائی گئی ہوگی۔

ماہ ستمبر مین وہ آئرلینڈ کو گئے اور فوائل کالج کی سیر کی اور لنڈن ڈیری کی فصیلون کو دیکھا۔ اور اسی سیاحی کے
زمانے مین یہ امر وقوع پذیر ہوا کہ ایک مرتبہ جب وہ مسٹر نگ ساکن کلڈاف ہوس واقع ڈونیگال کونٹی کی
ملاقات کو جنکا مکان علاقہ کے پیرش مین پادری رچرڈ ہیملٹن کے متصل واقع تھا گئے تھے کہ وہان پہلے پہل اُنکو
اُس بی بی کی ملاقات حاصل ہوئی جو آخر کو اُنکی قسمت مین شریک ہونے والی تھی۔ اُسوقت کا کوئی قول یا فعل ایسا
دریافت نہین ہوا جس سے ظاہر ہوتا کہ اُسکے ایک سال کے بعد کیا انجام ہوگا۔ لیکن "تمام خاندان ہیملٹن کو معلوم
ہوا کہ ایک عجیب غریب شخص اُنکی صحبت مین اکثر شریک ہوا اور اُسکی زندہ دلی اور قصون کا اُن لوگون مین علی الاتصال
مذکور ہونے لگا۔ یہ سب لوگ ابتدا سے ٹوری فرقہ کی تعلیم پاتے ہوے تھے جنکو اُسنے تمام ہندوستانی سویلینون کے
اصلاح دینے والے خیالات سے بہت درشت اور نرم صدمے پہونچائے تھے۔

اسکے بعد موسم خزان مین جان لارنس نے یورپ کی سیر کی اور کچھ دنون تک مقام بان مین اپنی پیاری
بھاوج مسٹرس جارج لارنس کے گھر مین جنکے شوہر افغانستان مین تھے مقیم رہے۔ کرنل رامزے جو جان لارنس
سے وہان ملاقی ہوے تھے بیان کرتے ہین کہ "وہ اپنا مکان برابر کھولے رکھتے تھے اور اکثر طلبا اُنکے ساتھ بڑی
ص ۱۳۱ الفت کرتے تھے اور اُنمین یہ یہ اشخاص تھے۔ شاہزادہ ہولسٹین جو فی الحال بادشاہ ڈنمارک ہین۔ شاہزادہ فریڈرک
ہیسی جو بعد کو اُنکے برادر نسبتی ہوے۔ شاہزادہ مکلن برگ شویرن جو اُسوقت سینٹ وِنسنٹ کا ربٹ کہلاتے ہین

راقم سوانح عمری ہذا وغیرہ شام کیوقت اُنکے مکان پر بڑے لطف سے ہم سب لوگ شریک صحبت رہتے تھے
اسکے بہت برسون کے بعد جب مین ہارس گارڈس کا افسر تھا تو اُس زمانہ مین شاہزادہ کرسچین والی ڈنمارک
جو پہلے شاہزادہ ہولسٹین کہلاتے تھے مع اپنی بیٹی (شاہزادی وکٹوریا) اور شاہزادہ ہیلینا کے اس ملک مین وارد ہوے
ان سب کو یاد آیا کہ مین مقام بان مین انکا ہم مکتب تھا تو مجھ سے بڑے ذوق کے ساتھ پوچھا کہ جان لارنس کیا ہوے
جنکی مہمان نوازیان ہمکو ابتک یاد ہین"۔ یہ بات آسانی سے قیاس مین آسکتی ہے کہ ان مہمان نوازیون نے
انکی جیب کو جو اُس زمانہ مین چندان پرنتھی خالی کردیا ہوگا اور آغاز سال مین وہ مجبور ہوے کہ انگلستان کو واپس
جائین اور زیادہ کفایت شعاری کے ساتھ اپنے دوستون مین بسر کرین۔

ماہ اپریل آئندہ مین وہ دو ہفتہ کے لیے مسٹر اور مسٹرس ہیئر کی ملاقات کو گئے جو اسوقت ہارلیرا ہائیلنگس مین
رہتے تھے اور خوش قسمتی سے اس مقام پر جان لارنس کے بارے مین کچھ مشرح حالات بیان کرسکتا ہون
یہ حالات مجھکو مسٹرس کننگھم کے ذریعہ سے جو ایک لڑکی کیطرح مسٹرس ہیئر کے ساتھ رہتی تھین اور جنھون نے
اس دو ہفتہ کے عرصہ مین ایسی دوستی کی بنیاد قائم کرلی تھی جو عمر بھر تک باقی رہی معلوم ہوے ہین۔ وہ بیان کرتی ہین کہ
جان لارنس دو ہفتے گھر مین رہے اور عام طور پر جو اثر اُنھون نے میرے دل پر پیدا کیا وہ انکی عجیب و غریب مستعدی
اور ہر امر مین راست روی کا تھا۔ اسوقت انکی زندگی کے دو مقاصد اعظم یہ تھے کہ انکو تندرستی حاصل ہوجاے اور ایسی بی بی ملے
جو انکو مدد دے سکے اور مین اور میری بہن بڑی دلگی سے دیکھا کرتی تھی کہ کس مہاجنی طریقہ سے وہ ان دونون مقاصد کی پیروی کررہے تھے
وہ ہنوز لاغر اور علیل معلوم ہوتے تھے اور چونکہ اسوقت بھی بڑی شہرت حاصل کرچکے تھے تو مین نے انکو پہلے سخت مزاج تصور کیا مگر
جب دیکھا کہ وہ اپنی بہن لیٹیشیا کی گردن مین ہاتھ ڈالے تخت پر بیٹھے ہین تو میرا وہ خیال جاتا رہا وہ بہن کو پیاری لیٹیشیا کہا کرتے تھے بہن کی
محبت اُنکے بشرہ سے عیان تھی اور اسکا اظہار اسطرح سے ہوتا تھا کہ جو لوگ ہماری طرح ایک معمولی طور کی عورت نہین سمجھتے تھے جسمین شائستگی
نہ پائی جاتی ہو انکو بڑی حیرت ہوتی تھی وہ بہن کے ساتھ ہمیشہ اُچھلتے کودتے اور سفر جاتے رہتے تھے مسٹر ہیئر کا سن اور عادتین انکا تماشائی تھین
مگر اسپر بھی اُنکا بڑا ادب کرتے تھے البتہ خوش طبعی کی راہ سے بہنوئی کے بارے مین بہن کو چھیڑتے اور یہ کہتے تھے کہ تمھارا شوہر بجنسہ
ایک چاپلوس ٹھگ ہے۔ انکی تقریر مین ہمیشہ زندہ دلی اور دلچسپی ہوتی تھی۔ ہندوستانیون اور گھوڑون کے بارے مین اپنے عجیب و غریب ص ۱۳۱
تجارت ہندوستان کے بیشمار قصے بیان کیا کرتے تھے گھوڑونکا خاص کرکے انکو بڑا شوق تھا۔ دنیا کے عیش و عشرت سے انکو بہت کم
رغبت تھی اور جو لوگ ان باتون کو داخل ضروریات سمجھتے تھے ان پر وہ بہت مضحکہ کرتے تھے جو شخص زیب و زینت اور تکلف
و نفاست پر زیادہ دلدادہ رہتے تھے انکو وہ زنانہ کہا کرتے تھے۔ ناشتہ کے وقت انکی عادت تھی کہ پاؤ روٹی کے
اوپر کا گول ٹکڑا تراش لیتے تھے اُسکو کھاکر اور ایک پیالہ سادی چاے کی پی کر گفتگو کرنے کو مستعد ہوجاتے تھے۔ اگلی
رات کو بی بی کی تلاش مین جسکو وہ "بلاے بے درمان" کہا کرتے تھے جن مختلف صحبتون مین جاتے ان سب مقامات کی سرگذشت

بیان کرتے تھے اور ہم سب لوگ سُن سُنکر ہنستے تھے۔اس بارے مین اُنکے خیالات بڑے قطعی اور منزہ تھے کہ کس قسم کی عورت سے انکو شادی کرنا منظور تھا۔وہ کہتے تھے کہ عورت کے لیے صحت طبیعت اور سمجھ کی عمدگی ضروری امر ہے اور اگر ان خوبیون مین خوبروئی بھی ہو تو پھر کیا کہنا لیکن مقام باتھ کی محافل رقص وسرود مین جو عورتین نکھر نکھر کر آیا کرتی تھین انکی طرف سے انھون نے فوراً اپنا خیال پھیر لیا جین آسٹن کے فسانے جن لوگون نے پڑھے ہین انکو معلوم ہوگا کہ مقام باتھ اُسوقت تک انگلستان کے ایک نہایت وضعدار مقامون مین تھا۔

جان لارنس کے طریقے اور شباہت مطلقاً ان نوجوان آدمیون کے مانند نتھی جو ہمکو ہاتھ مین ملا کرتے تھے پہلے جب انکی خشک مزاجی عدم صحبت یا فتگی مین نے دیکھی تو کسیقدر خیال مجھکو ضرور ہوا تاہم انکی تمام سیرتون مین اسقدر وقعت اور جدت عیان تھی کہ اُنکے انداز کے عیوب جلد فراموش ہو جاتے اور انکی بات چیت مین دل لگتا۔مین یاد کرتی ہون کہ میرے نزدیک اُنمین وہ اوصاف پائے جاتے تھے جن سے پروفیسر ہنری مورلے نے اعتراف کیا ہے اور جن سے انگریزون کا نام تمام جہان مین روشن ہوگیا ہے یعنی یہ کہ "انسان کا ارادہ یہ ہونا چاہیے کہ جو بات حق دیکھے اُسپر فوراً عمل کرے اور جو امر باطل سمجھے اُسکو اُسیوقت چھوڑ دے" مجھکو خوب یاد ہے کہ اُنھون نے کس محنت سے قائل کیا کہ یہودیون کا پارلیمنٹ مین داخل ہونا قرین انصاف ہے۔وہ اکثر اپنے گھوڑون کا تذکرہ کیا کرتے تھے کیونکہ مین انکو اپنے خیمہ مین چھوڑ دیا کرتا تھا اور جو ہندوستانی لوگ آتے تھے وہ پہلے مجھکو سلام کرنے کے بعد گھوڑے کو سلام کیا کرتے تھے۔وہ مجھسے یہ بھی کہا کرتے تھے کہ جب مین شکار کرنا چاہتا تو دیسی باجے والون سے کہتا کہ تم باجا بجاؤ جس سے بندر بھی خائف ہو جاتے تھے۔اُسی سال (۱۸۴۱ء) کچھ عرصہ کے بعد ہم سے اُنسے مقام نیٹن واقع شمالی ڈیون مین جہان مسٹر اور مسز رش ہمیشہ موسم سرما بسر کیا کرتے تھے پھر ملاقات ہوئی۔"بلاسے بیدرمان" کی تلاش کرنے کا معاملہ ہنوز زیر تجویز تھا اور وہ ابتک اُسی ادھیڑ بن مین تھے۔

اسی مقام لینٹن کے قیام کرنے کے زمانہ مین جان لارنس ایک مرتبہ اپنے دوست اور قرابت مند مشہور ومعروف جان اسٹرلنگ کی ملاقات کو گئے تھے جو اُسوقت مقام فالموتھ مین رہتے تھے۔مقام پنجرک وہان سے بہت قریب فاصلہ پر واقع تھا یہ مقام خاندان فاکس کا قریب قریب اصل مسکن ہوگیا تھا۔اور ہر قسم کی پاکیزگی عمدگی اور ناموری کا مخزن تھا۔اس امر کی توقع نتھی کہ جس خاندان مین اسٹرلنگ اس کثرت سے جایا کرتے تھے اور وہان کی صحبتین اسقدر محبوب تصور کیے جاتے تھے جان لارنس کو نہ لیجاتے اور وہ بغیر اسٹرلنگ کی ملاقات کیے ہوے اپنے وطن کو واپس چلے آتے۔اور کیرولائن فاکس کے روزنامچون اور چٹھیون کی کتاب مین جو ایک بڑی ہر دلعزیز ہی تھین اس نوجوان سویلین کے بارے مین مندرجہ ذیل حالات میری نظر سے گذرے۔ ص ۱۴۱

دسمبر ۳ ۱۸۴۱ء بڑی خوشی کا دن مسٹر لارنس نامے ایک ہندوستانی جج جو اسٹرلنگ کے دوست اور عزیز اُنکے ساتھ ملاقات کو آئے۔خاص کر ہندوستان کے متعلق بحث رہی۔لارنس نے اپنی ایک مرتبہ کی علالت کا حال بیان کیا جسمین ہندوستانی ملازمون نے

انکی بڑی خدمت کی تھی اور انکے ساتھ تکلیف اُٹھائی تھی۔ اِسٹرلینگ نے کہا کہ "صبر فرمان برداری اور نفس کشی یہ وہ صفتین ہین جو ایک حلقہ بگوش قوم سے خصوصیت رکھتی ہین اسکی اولوالعزمی اور بہادری جب کبھی وقت پڑتا ہے تو اُسوقت ظاہر ہوتی ہے لارنس نے ذکر کیا کہ عیسائیت کا فروغ اُنہین سُستی کے ساتھ ہوتا ہے جب کوئی ہندوستانی اس نئے دین کو قبول کرتا ہے تو اپنے پرانے پختہ تعصبات کو اُسیطرح لیے رہتا ہے اور نئے مذہب کی صرف آزادی اُسمین بڑھ جاتی ہے۔ لارنس نے یہ بات متواتر ثابت کی چنانچہ اُنھون نے کہا کہ مین ہرگز ہرگز ان نومذہبون کو نوکر نہین رکھونگا۔ آنکو جو امید ہے وہ اطفال کیطرف سے ہے جو سنجلے اور ذہین ہین۔ ہندوستانی لوگ جو کچھ تم کہو پاس ادب سے ہان لینگے اگر تم اُنسے کسی عیسوی معجزے کا ذکر کرو تو اُنکو کچھ ناگوار نہ معلوم ہوگا مگر وہ معًا ایک محمدی معجزہ بیان کرینگے جو اُس سے بھی زیادہ بدیع ہوگا اور تمھارے اخلاق سے اُمید کرینگے کہ تم اسکو یقین لاؤ گے انکار نہ کرو گے۔ اگر تم اُنکو اس بات پر یقین دلانے کی کوشش کرو کہ قرآن مجید کی کوئی بات خلاف قیاس یا ناموافق ہے تو وہ یہ کہکر تم کو روک دینگے کہ "کیا آپ کے نزدیک میرے ایسے لوگ بھی اُسکے سمجھنے کا زعم کر سکتے ہین"۔ اِسٹرلینگ نے کہا "کیا آپ نے اسطرح کی باتین انگلستان مین نہین سُنی ہین"

۴ ۲ مئی۔ جوزف بوناپارٹ اُسکے بیٹے اور پوتے سے بندرگاہ (فالموتھ) مین بارکلی اور لارنس نے سفارتخانہ امریکہ کے قریب ملاقات کی اُنھون نے مصافحہ کیا اور سن رسیدہ شخص سے کچھ دیر تک باتین رہین چھوٹے لڑکے کو جو نپولین کا ہم شبیہ ہے دیکھکر کچھ دیر تک نہایت تعجب کرتے رہے اسکا باپ شاہزادہ چارلس بوناپارٹ ایک بڑا وجیہ شخص ہے۔ [1]

ص ۱۲۹ ماہ جون سنہ ۱۸۴۰ء مین وہ بانتھ ہیملٹن ہام اور لنٹن کی وضعدارا ور ناچ رنگ کی محفلون مین جانے والے خوبرویون کو چھوڑ کر پھر ایک مرتبہ آئرلینڈ مین آئے اور اُسکا کوئی افسوس اُنکو نتھا۔ یہان جب اُس نوجوان آئرش نا کتخدا لڑکی سے جسکی عمر کا بہترین حصہ ڈونیگال کے باغات مین بسر ہوا تھا پھر ملاقات کی۔ اس لڑکی مین جیسا کہ نتیجہ سے ثابت ہوا وہ تمام خوبیان جنکو ہم اپنی خوبصورت آئرش لڑکیون سے عمومًا منسوب کرتے ہین یعنی بھولاپن تیزی شگفتگی اور ناز و انداز یہ سب صفتین اُسمین شامل تھین اُنکے علاوہ وہ زیادہ مستحکم خصلتین بھی اُسمین تھین جو ایک نہایت محنتی اور بہادر شخص کی رفاقت اور شرکت اور آسایش مین بڑی قابلیت کے ساتھ مدد دیسکتین یہ اس بات کا نتیجہ تھا کہ وہ عرصہ تک لائق بی بی کے متلاشی رہے اور ہر چند کہ وقتًا فوقتًا طرح طرح کی خوبروئین اُنکو مفتون کرتی رہین مگر اور کسی پر نظر نہ ڈالی ممکن تھا کہ ان خوبرویون پر وہ ایک طارفۃ العین کے لیے فریفتہ ہوتے کیونکہ عمر بھر کی سلطنت حاصل کرنے کے پیشتر یہ جذبات بمنزلہ عشق کے سفیرون کے تھے جو اُنکے خیالات کو درہم برہم کیے دیتے تھے۔

حقیقت مین یہ ایک عمر بھر کی سلطنت تھی جیسا کہ اس سوانح عمری کے سلسلہ مین امید کی جاتی ہے کہ بہت

[1] گیرڈ لین فاکس اُسکے روزنامچون اور چھیون کی کتاب صفحہ ۲۲۳ وغیرہ مطبوعہ ہوڈر این بی ٹی اسمتھ الڈر کمپنی سنہ ۱۸۸۲ء

اچھی طرح سے بغیر اُس نقاب کے اُٹھانے کے ظاہر ہو جاینگی جو ایوان کتخدائی دل کے روبرو آویزان ہوتی ہے
اور ایسا ہوا بھی ہوگا - اور جان لارنس کو معلوم ہوا کہ اس محبت نے اُنکی زندگی ہی پر تسلط نہین کیا بلکہ اس کا سخت
اثر دل مین پیدا ہوا -

اب دیکھنا چاہیے کہ ہیریٹ کیتھرائن ہملٹن کا نسب کیا تھا گو وہ فقرات جو نسب نامہ کے متعلق بیان
کیے جائین تاریخ کے عام پڑھنے والے کو سب سے زیادہ سمع خراش اور فضول معلوم ہوتے ہین مگر اس
نسب نامہ کا بیان کرنا ضروری اور لابدی معلوم ہوتا ہے - اس امر کو نہایت ہی سخت نکتہ چین بھی تسلیم کرینگے
کہ خاندان اور نسب کو ترکیب خصائل سے کوئی تعلق نہین ہے - اس لیے مین ایسی تفصیلات سے جو سر برنارڈ برک
اور اُنکے مثل دوسرے اشخاص کی تصنیفات مین پائی جاتی ہین قلم انداز کرتا ہون مگر ساتھ ہی اسکے مسٹر مسز
جان لارنس کے مورثون اور بزرگون کا اسقدر حال ضرور بیان کرنے کا قصد رکھتا ہون جس سے یہ امر ثابت
ہو سکے کہ جس خاندان مین اُنکے شوہر کو ایسی لائق بی بی دستیاب ہوئی تھی وہ کسطرح کا تھا -

ہیملٹنون کی پیدائش اس نام کے خاندان ڈیوک ملک انگلینڈ سے ہے - یہ پہلے پہل بعہد ملکہ الزبتھ
ملک آیرلینڈ مین داخل ہوے - اُنہین سے ایک نے اپنے نومسکن ملک مین بادشاہ جیمس کی عمدہ خدمت کی
جسکے صلہ مین کونٹی ڈاؤن مین بڑی بڑی جاگیرین پائین اور وائکونٹ کلینڈی بوئی اور ڈفرن کا خطاب ملا اُنکے
دوسرے بھائی بھی ملک آیرلینڈ کے بڑے بڑے زمیندار ہو گئے اور انہین سے ایک کی نسل بلا فصل سے
ہیریٹ ہملٹن پیدا ہوئین - بیان ہے کہ اُنکے دادا جیمس ہملٹن نے جو شیپ ہل واقع کونٹی ڈبلن کے رہنے والے
تھے تین مرتبہ شادی کی اور اُنکے خاندان مین بڑی کثرت اولاد ہوئی - سر برنارڈ برک نے تو بیان کیا کہ اُنکے
چھتیس بیٹے اور بیٹیان تھین مگر خاندانی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ کل ۳۹ لڑکے تھے - اُس زمانہ کی
بعض مروجہ اصولون سے اس روایت کی تصدیق ہوتی ہے - یہ خاندان بڑا متعصب پروٹسٹینٹ تھا اور اس سبب سے
بعضون نے تو "تھرٹی نائن آرٹیکلس" (انتالیس احکام) سے تعداد اولاد کی تعبیر کی ہے اور بعض ہوشیار لوگون
نے یہ بات پیدا کی ہے کہ وہ تعداد "فارٹی اسٹرائپس سیو ون" (ایک کم چالیس نشانات تازیانہ) سے مناسبت
رکھتی ہے - رچرڈ ہملٹن یعنی ہیریٹ کے باپ کو پہلے پہل کونٹی میتھ مین ڈبلن سے دس میل کے فاصلہ پر ایک
معاش ملی - اُس خوش قسمت زمانہ کی اور بہت سی معاشون کیطرح یہ معاش بھی بہت عمدہ خیال کی گئی کیونکہ انہین
کچھ کرنا دھرنا نہین تھا - لیکن چونکہ رچرڈ ایک بڑا مستعد اور ذی حوصلہ تھا جب اُسنے دیکھا ہوگا کہ میرے پاس کچھ کام
نہین ہے تو اُسنے اپنے واسطے کچھ شغل ضرور نکالا ہوگا اور جسطرح اُنکے آیندہ داماد نے کلکٹری اور مجسٹریٹی دہلی کا عہدہ
لیکر پولیس اور مجسٹریٹ دونون کا کام اپنے واسطے پیدا کیا تھا اُسیطرح اُسنے بھی جسٹس آف دی پیس مقرر ہو کر اپنی

بیجد کوششون سے عمل مین لانے کا میدان تلاش کرلیا۔

اُس زمانہ مین مزارعین کے مفسد گروہون نے کونٹی میتھ مین بڑا ہنگامہ مچار کھا تھا یہ لوگ کارڈر کہلاتے تھے کارڈ ایک آلہ ہے جس سے اُون صاف کیا جاتا ہے اور اُس مین فولاد کے لمبے لمبے دانت ہوتے ہین اور چونکہ جس آلہ سے یہ مفسد لوگ اپنے دشمنون کو اذیت پہونچاتے تھے وہ اسی کارڈ کے مشابہ تھا اس جہت سے اُنکا نام کارڈر پڑگیا اُنکے جور وظلم سے ضلع مین بڑا خوف پیدا ہوگیا تھا اور انسداد کے لیے ہر قسم کی کوشش درکار تھی۔ اُنکے بیٹے کا جو آب آرچ ڈیکن ہیملٹن کہلاتے ہین بیان ہے کہ۔

میرے والد ہر شب کبھی تو ایک چھوٹی سی جماعت اور کبھی صرف اپنے ایک معتبر ملازم کو جسکا نام اَینڈریو ڈراپ تھا اور وہ بمنزلہ داروغہ کے تھا اپنے ساتھ لیکر جایا کرتے تھے اُنکے گھر والے یہ رات کی غزیتین بہت ناپسند کرتے تھے اور دروازہ کی زنجیر کے بند ہونے اور قفل چڑھنے کے وقت سے صبح تڑکے تک جب اُنکا مالک پلٹ کر آتا تھا نہایت خوف کی حالت مین رہتے تھے اس گرد آوری کی سرگذشتون کے وہ اکثر قصے بیان کیا کرتے تھے منجملہ اور قصون کے ایک بالتخصیص مجھکو یاد ہے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے معتمد ملازم کے ساتھ ایک مشہور و معروف مجرم کے سر پر جسکی عرصہ سے تلاش ہورہی تھی آپہونچے اور اُسکو گرفتار کرلیا۔ اس مجرم کو اُنھون نے اپنے مکان سے بڑے فاصلہ پر ایک ایسی سڑک کے قریب جہان اُسکے بھاگنے کا بہت عمدہ موقع تھا گرفتار کیا تھا۔ میرے باپ اور اُنکا ملازم اَینڈریو ڈراپ دونون بڑے موٹے تازے آدمی تھے اور عمدہ گھوڑون پر سوار تھے لیکن اُنکا قیدی لومڑی کا ایسا چالاک تھا اور بروقت واپسی اُسکے فرار ہونے کا انسداد دشوار تھا۔ میرے باپ نے دونون گھوڑون کو سنبھالا اور ڈراپ جونک کیطرح اُس سے چمٹ گیا لیکن اُسکو دبوچتے وقت چلا اُٹھا کہ "ہم دیکھتے ہین کہ اسکا گھر تک بحفاظت لیجانا ممکن نہوگا" میرے باپ نے جنکو وقت پر ہمیشہ نئی بات سوجھتی تھی جواب دیا کہ "اُسکے پایجامہ کا کمربند کاٹ دو" یہ لباس اُس زمانہ مین علی العموم سب لوگ پہنتے تھے اور اب تک کونٹی میتھ کے اکثر دہقان پہنتے ہین۔ قیدی نے یہ دیکھکر کہ اب اُسکی کچھ چالاکی چل نہ سکیگی اور دوڑ دھوپ کام نہ آئیگی اطاعت قبول کی اور قبل طلوع آفتاب بحفاظت جیلخانہ مین داخل ہوگیا۔ حص ۱۴۱

کاشکے آج کل کے زمانہ مین رچرڈ ہیملٹن کے ایسے دو چار سو آدمی بیرونی اضلاع آئرلینڈ مین ہوتے اس قسم کی ایک شہر پناہ کتنے جابرون کی سدباب ہوتی کتنے لوگ فوراً سزا پاجاتے اور کتنی جابرانہ تدبیرین بیہودہ ہوجاتین اس قسم کے ایک آدمی کے پڑوس رہنے سے معلوم نہین کسقدر خوف اور ہیبت اُن کمبخت لوگون کے درمیان پھیلجاتی جنکی سب سے بڑھکر بہادری یہ ہے کہ سیاہ چہرے کے ساتھ اپنے غیر محفوظ شکار کی تاک مین اک روزن دیوار کے پیچھے جمع ہوکر بیٹھین یا اُن لوگون کے بیزبان مویشیون کو لولا لنگڑا کر ڈالین جو اپنے فرائض کے ادا کرنے مین ہمت اور دیانت داری سے کام لین سنہ ۱۸۱۵ء مین اس محافظ امن خلائق نے کیتھرائن ٹِننگ کے ساتھ شادی کی یہ لڑکی بڑی خوبصورت اور نیک سیرت تھی۔ اُسکے چند برس بعد جب کثرت کا زمانہ آیا تو کونٹی ڈونیگال مین کلنڈاف اور کلنچ

کی دو معاشین انکو اور ملین اور وہ اپنی زرخیز اور آباد میتھہ کی کونٹی سے جو ڈبلن سے دس میل کے فاصلہ پر تھی دوردراز اور غیر آباد ساحل السٹر کو گئے کہتے ہین کہ جب اس نوجوان بی بی کو پہلے پہل اپنا نیا گھر نظر آیا تو اُسکا دل بھر آیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ لیکن یہ صرف ابتدائی کیفیتین تھین بعد کو وہان اُسکے بہت دوست ملے اور بہتیرے دوست پیدا ہوگئے۔ اور ویرانی اور تنہائی سے ابتدا مین جو وحشت ہونے لگی تھی وہ دور ہوگئی۔ تھوڑے ہی زمانہ مین وہ ڈونیگال کے ملک سے مانوس اور مربوط ہوگئی اور وہان کے لوگ بھی اُس سے الفت کرنے لگے۔ ایسی نفیس اور لطیف آب و ہوا مین جہان خوش سواد اور پر فضا ساحل واقع تھا ہیریٹ ہیملٹن کے ابتدائی ایام بسر ہوئے ص ۱۴۱
اُسکی ایک بہن کی شادی ڈاکٹر ایڈورڈ کینیڈی کے ساتھ ہوئی تھی جو اس خاندان کے ایک موروثی دوست تھے اُنکی دلچسپ یادداشتین جو خود اُنکے اور لارنسون کی طالب علمی کے زمانہ سے تعلق رکھتی ہین مین اوپر محول کرچکا ہون اور اُسکی اس خاموش زندگی کے خاص واقعات یہ ہین کہ اب وہ کبھی کبھی اپنی بہن کے گھر ڈبلن مین جایا کرتی تھی اور بعض اوقات اُسکے دونون بھائی جب اسکول اور کالج مین تعطیل ہوتی تھی تو آیا کرتے تھے۔ وہ لکھتی ہے کہ

جس سادے طریقہ سے مین رہتی تھی اُسطرح بہت کم لڑکیان رہتی ہونگی لیکن مین بہت خوش تھی کام کاج مین دل بہلاتی تھی اور قوی و تندرست تھی میری مان بہت ناتوان تھین اور مجھکو اپنے والدین کی نگرانی کے متعلق بہت کچھ کام کرنا پڑتا تھا باپ بھی اب نحیف ہونے لگے تھے مین مان کے ساتھ بہت کتابین پڑھا کرتی تھی اور اگرچہ آج کل کی لڑکیون کے نزدیک وہ زندگی کاہلانہ خیال کیجاتی لیکن بہرطور مجھکو ویسا نہین معلوم ہوا۔ ہمارے عیش و تفریح کی باتین معدودے چند اور سادہ طور کی تھین لیکن جو کچھ ہون ہم اُنسے بخوبی حظ حاصل کرتے تھے اور گھر والے حقیقت مین نہایت خوشی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ والدہ کی زندگی بڑے ذوق کی تھی کیونکہ وہ تمام کامون مین والد کی مدد کرتی تھین مجھکو خوب یاد ہے کہ مین والدہ کے ساتھ غربا کے درمیان جایا کرتی تھی جنکے آنے سے وہ لوگ بہت خوش ہوتے تھے اور اُنسے محبت کرتے تھے مین خیال کرتی ہون کہ بہ نسبت اور پادریون کے جو عموماً آیرلینڈ مین تھے والد زیادہ کشادہ دل تھے کیونکہ اُنھون نے قومی تعلیم کی تجویز کو بہت خوشی سے قبول کیا اور گونٹی کے رومن کیتھولک پادری سے ہمیشہ اُنسے بہت بنتی رہی۔ میری والدہ رومن کیتھولک اور خاص ہمارے فرقہ کے لوگون مین بھی جایا کرتی تھین اور پادری لوگون نے کبھی کوئی عذر نہین کیا۔

الغرض ہیریٹ ہیملٹن کی ابتدائی عمر کا حصہ اس اطمینان کے ساتھ بسر ہورہا تھا تاآنکہ اُن تک جان لارنس کی رسائی ہوئی زندہ دلی صاف باطنی تو اُسکے مزاج مین موجود ہی تھی مگر اُنکی قوت جسمانی بھی اعلیٰ درجہ کی تھی معلومات ہندوستان کا ذخیرہ جس سے قرابت پیشہ کے سرکاری یعنی رچرڈ ہیملٹن کو بھی کچھ کم ہمدردی نہین تھی اُنکے پاس بہت بھاری موجود تھا۔ دو مہینہ تک سلام و پیام رہا اور ۲۶ - اگست ۱۸۴۱ء کو رسم شادی عمل مین آئی۔ ایک چھوٹے سے پیرش مین یہ بڑی بھاری تقریب تھی اور امیر غریب اعلیٰ ادنیٰ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دور و نزدیک سے دولھن اور

اُسکے خاندان کی عزت افزائی کو شریک ہوسکے۔

ص ۱۴۲ اگر غور کرکے دیکھا جاے تو شادی ایسی شے نہین ہے جسمین سواے خوشی کے کسیطرح کا غم نہو۔ لڑکی والون کے نزدیک تو رسم شادی بمنزلہ اُسکے ہوتی ہے جیسے کسیکے گھر مین غمی ہوجاے اگر نئے رشتہ قائم ہوتے ہین تو پرانے رشتے ٹوٹ جاتے ہین اور اگر دو آدمیون کے لیے آیندہ خوشی کا زمانہ آتا ہے تو کئی آدمیون کی گذشتہ خوشی مین فرق آتا ہے یہ ضرب المثل جو جاری ہے کہ دُلھن کے مان باپ بیٹی سے نہین محروم ہوتے بلکہ انکو ایک بیٹا مل جاتا ہے بہت کم صحیح ہے اگر شادی کسی ہندوستانی افسر کے ساتھ ہوئی ہو تو اور بھی صحیح نہین ہے۔ ان صورتون مین لڑکی مان باپ کے ہاتھ سے نکل جاتی ہے اور چونکہ لڑکی کا آیندہ مکان ایک بڑے دور دراز مقام مین معین ہوتا ہے لہذا یہ کسی طرح نہین کہا جاسکتا کہ لڑکی کے مان باپ کو ایک بیٹا مل جاتا ہے پس اس قسم کی شادی مین مان باپ کی سچی محبت کا سخت امتحان ہوتا ہے۔ لیکن مسٹر ہمیلٹن کے مان باپ اس آزمائش مین ثابت قدم رہے اور جہان تک اُنکے امکان مین تھا اپنی بیٹی کی خوشی رکھنے مین ذرا بھی دریغ نہین کیا شادی کے روز آیرلینڈ کی آب و ہوا کے اعتبار سے مطلع صاف تھا اور جان لارنس اور اُنکی بی بی اُس روز کے عروج و زوال پر اکثر آپسمین ہنسا کرتے تھے کہ پہلے تو چار اسپہ گاڑی پر سوار ہوے لوگ خوشی کے نعرے مارتے اور دعائین دیتے ہمراہ چلے آتے تھے۔ دوسرے روز چار اسپہ گاڑی کے بدلے جوڑی ہی رہگئی اور پھر تیسرے دن ایک ہواخوری کی گاڑی اور ایک گھوڑا رہگیا۔

اس پیوند سے عمر بھر کی بے مثل خوشی کا جو رشتہ قائم ہوا تھا اُسکا ثبوت اس تمام سوانح عمری سے صراحتاً خواہ معناً ملتا رہیگا۔ مین اس مقام پر صرف دو شہادتین پیش کرتا ہون وہ دونون خود جان لارنس کی ہین ایک تو دیدہ و دانستہ سوچ سمجھکر اور دوسری بے سمجھے بوجھے بلکہ قریب قریب ناواقفانہ طور پر بیان ہوئی ہے۔ جان لارنس اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی سوانح عمری کے اُس ٹکڑے مین جسکو مین کئی جگہ محول کرچکا ہون اور جو شاید زمانۂ والیسرائی کے اختتام پر شادی کے تیس برس بعد لکھی گئی ہوگی تحریر کرتے ہین کہ "ماہ اگست سنہ ۱۸۴۱ع مین مین نے اپنی زندگی کا بہت بڑا اور بڑی خوشی کا کام کیا یعنی اپنی شادی کی مجھکو میرے دل کی بی بی ملی"۔

دوسری شہادت شاید اس سے بھی زیادہ مفید مطلب ہے کیونکہ جیسا مین بیان کرچکا ہون اُسکا اظہار بھی بلا ارادہ ہوا اور جو صفائی اور زور اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ جان لارنس کے اصل خواص کو بتاتا ہے۔ ص ۱۴۳ ایک روز جان لارنس شام کے وقت اپنے سوتھ گیٹ واقع مکان کے دیوانخانہ مین بیٹھے ہوے تھے اُنکی بی بی اُنکی بہن لیٹیشیا اور خاندان کے اور لوگ بھی موجود تھے اور سب کتابین وغیرہ پڑھ رہے تھے۔ جان لارنس بڑی توجہ سے اپنی کتاب کے پڑھنے مین مشغول تھے ایک مرتبہ نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اُنکی بی بی وہان نہین اپنی بیٹی سے خطاب کرکے اُنھون نے کہا کہ "تمھاری امان کہان گئین" لڑکی نے جواب دیا کہ "کوٹھے پر ہین"۔

وہ پھر کتاب کو پڑھنے لگے اور پانچ منٹ کے بعد اپنی بی بی سے پھر وہی سوال کیا اور وہی جواب پایا۔ تیسری مرتبہ پھر
وہ اپنی کتاب پڑھنے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی سوال کیا۔ انکی بہن لیٹیشیا سے اب رہا نگیا تو انھون نے کہا کہ
"کیون جان مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ تم پانچ منٹ بھی اپنی بی بی بغیر نہین رہ سکتے ہو" انھون نے جواب دیا کہ "اسی لیے
تو مین نے انکے ساتھ شادی کی ہے"۔

ہَنِی مُون (شادی کا پہلا مہینہ) کے ایام برّاعظم یورپ کی سیر مین بسر ہوے۔ اس سیاحت مین جو ستمبر ۱۸۴۱ع
سے شروع اور ماہ مارچ سنہ الیہ مین ختم ہوئی جان لارنس اور انکی بی بی نے بلجیم فرانس سوئیزرلینڈ اور اٹلی کی سیر کی
دولھن کی سالگرہ (۲۸ نومبر کو) فلارنس مین ہوئی اور میان بی بی قریب اختتام ماہ مذکور روم مین پہونچے۔ صبح کا وقت
ہر روز کیفیتون کی سیر مین جو طرح طرح کی تھین صرف ہوتا تھا شام کو زبان اٹلی کی کتابون کا مطالعہ ہوتا تھا۔ ہندوستان
کی آب وہوا کا جو خراب اثر جان لارنس پر پڑا تھا ابھی وہ بخوبی رفع ہونے نہین پایا تھا اس سبب سے یہان کی
آب وہوا بھی اُن پر بہت جلد اپنا اثر کر گئی اور جو اندیشہ پہلے سے تھا اُسکے مطابق تندرستی مین فرق آنے لگا ۔
جان لارنس نے اپنے دوست کیوٹن صاحب کو ایک چٹھی لکھی تھی جسمین تحریر کیا تھا کہ "روم ایک ایسا مقام
تھا جہان دیکھنے اور سُننے مین ہمکو بہت کچھ حظ حاصل ہو سکتا تھا مگر افسوس ہے کہ کچھ بھی ہونے نہ پایا۔ اس سیاحت
مین مسٹر اور مسٹرس ہیر بھی کچھ دور تک اُنکے ساتھ گئے تھے۔ اور لیٹیشیا نے اپنے کسی دوست کی ایک چٹھی مین لکھا ہے
کہ "ہَنِی مُون کے ایام ختم ہو گئے اور مین نے کسی ابرو پر شکن نہین پائی ۔ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ میرا بھائی اپنی بی بی
سے محبت کر سکتا ہے اور اسکی بہن کو بھی کچھ کم الفت نہین ہے"۔

ہماری تباہ حال فوج کابل کے خلاف افغانون کے فساد کرنے جان لارنس کے بھائی کے گرفتار ہونے
بلکہ غالباً اُنکے مارے جانے کی خوفناک خبرین جان لارنس کو شہر نیپلس مین پہونچین۔ جنسے اُنکے ابرو پر شکن پڑنے کے
علاوہ انکی کیفیت کچھ اور بھی دگرگون ہوئی ہوگی۔ اور جان لارنس نے ایک چٹھی مین جو بڑی عجلت کے ساتھ اپنی بھاوج
یعنی ہنری کی زوجہ کو لکھا تھا مندرجہ ذیل حالات درج کیے ہین۔ اس چٹھی کے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ اُسمین قاعدہ
صرف و نحو کی غلطیان نہایت فاش پائی جاتی ہین۔ لیکن مثل اُس مشہور چٹھی کے جسکو جنگ واٹرلو کے بعد ڈیوک آف
ص ۱۴۱ ناربر آ نے اپنی بی بی کو لکھا تھا اور جسمین املا اور انشا کی غلطیان حد سے زیادہ تھین اس امر سے انتشار کی علامتون
کے ظاہر ہونے کے سوا اسکی تاریخی دلچسپی مین بھی اضافہ ہوتا ہے۔ یہ پہلی چٹھی ہے جسمین انھون نے افغانستان
کی نسبت اپنی راے ظاہر کی اور جب وہ اُس فوج کے جوش کی پیروی کر رہے تھے جو اس زمانہ کے چند ہفتہ کے بعد
انتقام لینے کے لیے روانہ افغانستان ہوئی یا جب پلو احصل فرمانروے پنجاب کے وہانکی نہایت دشوار اور شاید
غیر مستحق مگر اپنی نگرانی کی حالت مین بیشک بخوبی محفوظ رہنے والی سرحد کی حفاظت کے ذمہ دار یا بحیثیت چیف کمشنر

وہ اس بات کی ہر ایک کوشش کر رہے تھے کہ افغانستان کے اندرونی انتظامات مین دست اندازی نکرین یا جب اپنے اُس خیال کے مطابق جو مرتے دم تک قائم رہا اُس حکمت عملی کی مخالفت کرتے رہے جسکو (عام اس سے کہ وہ بر سر حق یا غلطی پر ہون) وہ خلاف مصلحت ملک اور غیر منصفانہ تصور کرکے سمجھتے تھے کہ آئین یقیناً وہی پیچ پیچیان پڑینگی جو تیس برس پیشتر انھون نے فیلپس مین خیال کی تھین اور جسکو وہ ہماری کل سلطنت ہند کی حفاظت کے خلاف جانتے تھے المختصر ان تمام حالتون مین اُنکی وہ راے کبھی نہین بدلی جو اُنھون نے پیشتر قائم کی تھی۔ پس یہ چٹھی ماہیت ذہن اور تاریخی مقصد کے اعتبار سے بھی دلچسپ ہے اور مین اُسکو اُسکی ہیئت اصلی سے نقل کرتا ہون صرف ونحو یا نشانات وقف و وصل کی غلطیون مین کسی مقام پر مین اصلاح نہین دونگا۔ اُسکا مفہوم ہی میرے مطلب کے لیے کافی ہے

مقام فیلپس مورخہ ۲۳ مارچ سنہ ۱۸۴۲ع

میری پیاری ہونوریا۔ ابکی ڈاک کے ذریعہ سے سر ولیم (میگناٹن) کی وفات بیچارے جارج کی قید یا غالباً اُسکی بھی وفات اور کل فوج کابل کی تباہی اور بربادی کی ایسی خوفناک خبرین میرے پاس پہونچی ہین کہ مجھسے کچھ لکھتے بن نہین پڑتا ہے واقعی بڑے خوف کی بات ہے ایسی خبر کبھی اور میرے نزدیک تو فی الواقع کبھی ہندوستان سے نہین آئی کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ جارج اور مینکنزی دونون مین سے کسی کی جان نہین بچی مین خیال کرتا ہون کہ چونکہ گرفتار ہونے کے ساتھ ہی دشمنون نے اُنکو ہلاک نہین کیا تو عجب نہین ہے کہ اپنے قیدیون کے چھڑانے کے لیے اُنکو بچا رکھا ہے۔ گو انسان کی امید مرتے دم تک نہین جاتی لیکن ہم نہایت ہی خراب نتیجہ کا یقین کرتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ بدانتظامی انتہا سے زیادہ ہوئی سامان رسد ایسی طرف نکل جانے دیا گیا جدھر سے اُسکا راستہ بند ہوگیا تھا فوج متفرق ہوگئی درمیان مین دریا کا حائل ہونا اُسپر کسی پل کا موجود نہونا اور بالآخر بیوہ دہادن مین فوج کی ہمتون کا پست اور زائل ہونا اور اُسکے بدلے حملہ نکیا جانا ان سب باتون سے ثابت ہے کہ انتظام بالکل نہین تھا۔ مین یقین کرتا ہون کہ یہ افواہ صحیح نہوگی کہ مورچہ کے خالی کرنے کے بعد حملہ ہوا اور تباہی آئی میرے نزدیک یہ زیادہ مناسب تھا کہ لوگ کھلے میدان مین ہوکر غزنین کیطرف پلٹ جاتے۔ تم خیال کرسکتی ہو کہ ہم لوگون کو مزید خبرون کے آنے کا کسقدر اضطراب ہوگا۔ اس ہنگامہ کے قبل عام خیال یہ تھا کہ افغانستان مین جسقدر جلد ہم پہونچ جائین اُسیقدر بہتر ہے اور لارڈ ڈالنبرا آتے ہین کہ یہی قصد کرکے گئے تھے۔ اب مین یہ خیال نہین کرتا کہ ہم لوگ بغیر اپنی بدنامی کا داغ مٹاتے ہوے اُس ملک سے واپس آسکتے ہین گو وہ داغ کیسا ہی بھاری ہو میرا قصد ہے کہ اگر مطلع صاف رہا تو ۲ تاریخ بذریعہ جہاز مارسیلیز کو روانہ ہون اور وہان سے شہر پیرس مین اگر دو دن تک قیام کرون بعد اُسکے انگلستان چلا آؤن۔ مجھکو بڑا اضطراب ہے کہ کسیطرح جلد انگلستان پہونچ جاؤن اور اگر بیچارہ جارج درحقیقت دنیا سے اُٹھگیا ہو تو چارلی اور اُسکے بچون کی خبرگیری کرون۔ دو دن کا عرصہ ہوا مین نے میکنزی سے سنا تھا معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت اس خوفناک خبر کا حال چارلی سے نہین کہا گیا تھا کہ اگر جارج مرے تو تم اُسکے وصی ہوگے ...... تم جو کچھ کرو مجھکو لکھنا کیونکہ ہم ہی کو ان باتون کا

صفحہ ۱۴

بہت کم وقت ملے گا اگر تمسے ممکن ہو تو ہنری کو افغانستان سے علیحدہ رکھنا کا شکے مین ہندوستان مین چلا گیا ہوتا میرا سب دل وہین لگا ہوا ہے اٹلی کی سیر کرتے کرتے مین تھک گیا۔ لیٹیشیا اور مسٹر ہیز خشکی کے راستہ سے واپس جائینگے اور غالباً ماہ جون سے قبل انگلستان مین نہ پہونچ سکینگے۔ سنتے ہین کہ گیارہ ہزار فوج ہندوستان کو جانے والی ہے گو میری سمجھ مین نہین آتا کہ چین کے سوا اس قدر فوج کی کیا ضرورت ہے۔ مین نہین سمجھتا کہ اس مہم کا خاتمہ ہو گیا مجھکو تو وہ ختم ہوتی نہین معلوم ہوتی۔ یہ چٹھی براہ راست کانسل کی ڈاک کے ساتھ ٹیمپلس کو جاتی ہے اس راستہ سے مین نے دو تین چٹھیان بھیجی ہین۔ اگر جارج کے بارے مین کچھ حال سُننا تو خیال رکھنا کہ مجھکو اسکی فوراً اطلاع ہو۔ میری زیست ابتک اسی امید پر ہو رہی ہے کہ انکی زندگی وفا کریگی۔ رقیمہ محبت جان۔"

اسی روز اور اسی چٹھی کے دوسری طرف انکی بہن لیٹیشیا نے اُسیطرح کی عبارت لکھی لیکن اس سے زیادہ اضطراب و رنج مترشح ہوتا ہے۔

"ہندوستان کی تباہیان آخر کو ہمارے خاندان پر پڑنے ہی لگین اور سب کے پہلے وہ شخص ہدف ہوا جو سب مین اچھا اور سب سے زیادہ بے لوث تھا۔ یہ تباہی شروع تو ہو گئی مگر دیکھیے کب اور کہان ختم ہوتی ہے مین ہر صبح کو اپنے ہر وقت پاس رہنے والے ہادی اور ضامن سے دعا کرنے کے بعد اٹھتی ہون لیکن دن کو میرا یہ ضعیف دل ڈوبنے لگتا ہے اور یاس چارون طرف سے مجھکو گھیر لیتی ہے"۔ پھر اس خوف سے کہ مبادا آئندہ انکے بھائی ہنری کی باری نہ آئے انہون نے سخت قلق کے ساتھ ہنری کیطرف خیال کیا ہے اور انکو لکھا ہے کہ مجھکو یقین ہے کہ کیا آپ انگلستان مین آکر نوکری کر لیجیے گا اور میرے اور میرے شوہر کے پاس جو پونجی ہے اسمین مین آپ کو شریک کر لونگی" پس میرے پیارے وہان پلٹ آؤ دیر نکرو۔ اماجان ہاے معلوم نہین انکی کیا کیفیت ہو۔ مین خوب جانتی ہون کہ ان پر کیا گذر رہی ہوگی۔ اور اُس غریب بھاوج پر تو غم کا پہاڑ ہی پھٹ پڑا ہے اسکے بارے مین کیا لکھون"۔

الغرض مصیبتون کے ایام (جسطرح اس غم کے سال مین اور بہت سے لوگون کو گذرے تھے) سخت بے چینی اور امید و بیم کی عجب افسوسناک حالتون مین (کیونکہ وہ امیدین عرصہ تک معرض تعویق مین رہین) تمام اہالیان خاندان لارنس کو گذرے جان لارنس اپنی میم صاحبہ سمیت فی الفور اس غرض سے روانہ لندن ہوے کہ خراب ترین اندیشون کے صحیح ثابت ہونے کی حالت مین بیوہ اور اُسکے اطفال کی غور و پرداخت کرین لیکن اس موقع پر وہ ایسے دیرپا اور خطرناک مرض مین گرفتار ہو گئے جس سے اُنکے ڈاکٹرون نے ظاہر کیا کہ اب پھر ہندوستان جانے کا خیال آپ یک قلم اپنے دل سے دور کر دیجیے۔ یہ بڑی بدمصیبت بات تھی کیونکہ انکی رخصت قریب اختتام تھی اور ضرور تھا کہ اس بارے مین فوراً کوئی فیصلہ کیا جاتا۔ چونکہ ہندوستان کے کام مین انکا نہایت دل لگا تھا اس سبب سے غالباً انکو یہ کہنے مین کچھ بھی تامل نہوا ہوگا کہ چاہے جو کچھ ہو مگر مین نے قصد مصمم کر لیا ہے کہ ضرور ہندوستان جاؤنگا۔ چنانچہ انھون نے یہی فقرہ لکھا تھا کہ "اگر مین ہندوستان مین جا کر زندہ نہین رہ سکتا ہون تو

مجھکو لازم ہے کہ وہان جاکر مر جاؤن"۔

جب کچھ افاقہ ہوا تو وہ تبدیل آب و ہوا کے لیے آیرلینڈ گئے اپنی سسرال والون سے رخصت ہو کے ستمبر کا مہینہ اپنی ضعیف مان کے ساتھ انھون نے کلفٹن مین بسر کیا اسوقت اُنکے نو لڑکے اور دس پوتے اور پوتیان نواسے اور نواسیان اُنکے گرد جمع تھین اور جنکو دیکھ دیکھ کر وہ خوش ہوتی تھین اور یکم اکتوبر کو وہ بذریعہ ڈاک خشکی سفر ہندوستان کرنے کی غرض سے سوتھمپٹن سے روانہ ہوے۔ مان اور بیٹے کی یہ آخری ملاقات تھی جسکا شاید دونون کو خیال ہوا ہو لیکن اس خیال سے کہ اب وہ اکیلے ہندوستان کو نہین جاتے ہین مان کا رنج کسیقدر کم ہوگیا جب جان لارنس ۱۸۲۹ء مین اٹاوہ مین تھے تو مان نے ایک چٹھی مین اُنکو لکھا تھا کہ "مین قبر مین پانون لٹکائے بیٹھی ہون اگر میری زندگی مین تیرا بیاہ ہوگیا تو میرے دل کی یہ بھی حسرت نکل جائیگی"۔ اور اُنکی شادی سے ایک دن پیشتر (۲۵- اگست ۱۸۴۱ء) اپنے بیٹے ہنری کے نام کی ایک چٹھی مین اُنھون نے اپنے یہ خیالات ظاہر کیے تھے "مجھکو اس بات کے معلوم ہونے سے کہ اگر خدا کا فضل ہوا تو جان کی شادی اُس کے عزیزون مین سے ایک ایماندار آیرش لڑکی کے ساتھ ہوگا جسکو وہ سب بخوبی جانتے ہین۔ مجھکو یقین ہے کہ ہارنیٹا نے اُنکے بارے مین جو حالات لکھے ہین وہ بہترین ثبوت ہین۔ مین چاہتی تھی کہ خود اپنے تجربہ کے مطابق اُسکا کچھ حال بیان کرتی مگر اتنا میرے لیے کافی ہے کہ جان اُس سے خوش ہے"۔ اس ضروری امر کی نسبت اُنکو ذاتی تجربہ حاصل کرنے کا موقع آیا اور ہاتھ سے چلا گیا اور اُنکو اس بات کا یقین آگیا کہ میرے فرزند کو جیسا شادمان ہونا چاہیے تھا ویسا خوش ہی نہین ہے بلکہ مسرور ہونے کے بہترین وجوہ بھی اُسکو پائے جاتے ہین۔

ص ۱۴۱

اور جان لارنس اسطور پر دوسری مرتبہ انگلستان سے ہندوستان کو روانہ ہوے کہ نہ اُنکی کسی نے خبر لی اور نہ اُنکو کوئی جانتا تھا اور جو صفتین اُنمین موجود تھین اُنسے کسیطرح کا اعتراف نہین ہوا تھا۔ اُنکے قریب ترین اعزا اور اقارب بھی ابتک یہ خیال نہین کرتے تھے کہ وہ آیندہ نام پیدا کرینگے اور خود جان لارنس کو بھی اس بات کی کچھ کم تشویش نہتھی (جیسا کہ نتیجہ سے بدلائل ثابت ہوا) کہ دیکھیے اب ہندوستان مین جاکر کیا کام ملتا ہے۔ اُسکے بعد بیس سال کے گذرنے پر وہ اس حیثیت سے انگلستان کو واپس آئے کہ تمام معززون کی نگاہین اُنپر پڑتی تھین۔ ہندوستان و انگلستان مین گھر گھر ہر شخص کی زبان پر انھین کا نام جاری تھا اور وہ سب لوگ جنکی ہمت سے انھون نے اسقدر عروج حاصل کیا تھا اور جنکے بہترین اوصاف اس عمدگی کے ساتھ اُنمین شامل تھے تمام اطراف و جوانب سے جوق جوق اُنکے ملنے کو چلے آتے تھے اور اس بات کی تمنا رکھتے تھے کہ عظیم الشان فرمانروائے پنجاب اور اس شخص کے عظیم الشان چہرہ کو (یہ چہرہ اب ہر شخص کو مانوس و مربوط ہوگیا تھا) ایک نظر دیکھ لین جسنے ہماری سلطنت ہندوستان کی حفاظت مین وہ کام کیا تھا جو کسی تنہا آدمی سے ممکن نہین تھا۔

صفحہ ۱۴۹

باب ششم

افغانستان کی پہلی لڑائی ۱۸۳۸ء لغایت ۱۸۴۲ء

اس تین سال کی مدت مین جب جان لارنس ہندوستان سے واپس جاکر انگلستان مین مقیم رہے تو انکی عدم موجودگی مین انگریزون کی تاریخ ہندوستان بلکہ قریب قریب تمام سلسلہ تاریخ انگلشیہ کا ایک نہایت تاریک اور ذلت آمیز حصہ درجۂ تکمیل کو پہونچا۔

جنگ افغانستان کی داستان ایک شرمتبہ کی کہی ہوئی کہانی ہے اور امید ہے کہ اس سے جو سبق حاصل ہوا ہے وہ تختۂ قلوب قوم پر بطور موعظہ قلم پرکار فولادی سے کالنقش فی الحجر ہو جائے۔ اسکے منصوبہ اور کارروائی سے بیشک جان لارنس کو کوئی واسطہ نہ تھا۔ اسواسطے بادی النظر مین معلوم ہوگا کہ انکی سوانح عمری کے میدان سے جو یون ہی بعید وسیع ہے اسکو تعلق نہین ہے۔ لیکن گو انھون نے جنگ افغانستان پر اپنا اثر کچھ نہین پیدا کیا لیکن اسکا اثر جان لارنس پر البتہ بہت بھاری پڑا۔ بعد کو انکی حکومت کے زمانہ مین خواہ بحیثیت چیف کمشنر پنجاب خواہ بحیثیت گورنر جنرل ہند ہمیشہ اسکی طرف انکا خیال اسقدر رجوع رہا۔ ۲۵ برس کے عرصہ مین یکے بعد دیگرے جو آٹھ گورنر جنرل مقرر ہوے ان سب کی بیرونی حکمت عملی مین اسکا غلبہ اسقدر رہا کہ عام طور پر ان وجوہ عام اور تدابیر متواترہ کا بیان کرنا جن سے اس سانحہ کا وقوع ہوا لازم معلوم ہوتا ہے تاکہ خود جان لارنس انکی کارروائیون اور انکے زمانہ کا حال صحیح صحیح لوگون کو معلوم ہوجائے۔ یہ داستان ہوش ربا اور بے لطف بھی ہے۔ ہوش ربا اس جہت سے کہ ایسا خوفناک اور پورا سانحہ گذرا اور بے لطف اس اعتبار سے کہ ابتدا سے انتہا تک ایک تدبیر بھی ایسی نہین ہوئی جسپر حماقت یا حماقت سے بھی بڑھی ہوئی کسی چیز کا ایسا داغ نہ لگا ہو جو حک نہین ہوسکتا۔ یہ ایسی مہلک حماقت تھی جسکا بیان یونان کے سب سے بڑے مرثیہ گو کے سوا اور کسی سے ممکن نہین ہے اس دیوانگی نے ان لوگون کی تدبیرون کو بالکل ساقط الاثر کردیا جنکی ہلاکت خدا کو منظور تھی اور اس سبب سے خدا نے پہلے انکے حواس ہی معطل کردیے۔ اس طول طویل اور غمناک ناٹک کے ابتدائی کرتب سے لارڈ آکلینڈ کی کارگزاری ہندوستان کا آغاز ہوا اور آخری امر پر اسکا خاتمہ ہوگیا۔ صفحہ ۱۵۰

اس صورت معاملات کے پیدا ہونے کا اصل سبب یہ تھا کہ انگلش مدبرون نے روس کے عاجلانہ اقدام کے لحاظ سے اپنے نزدیک نہایت سوچ سمجھ کر اور بڑی راستبازی سے یہ حکمت عملی اختیار کی تھی لیکن بالعوض اسکے کہ اس سے کوئی کام نکلتا اسوقت انکے ہوش و حواس بلکہ قوت تمیز نیک و بد بھی سلب ہوگئی۔ اب دیکھنا چاہیے کہ روسیون کا وہ اقدام کس طرح کا تھا اور کس درجہ تک اسکی ترقی تھی جن لوگون نے اندیشہ کے لحاظ سے کل معاملات

کو دیکھا ہے اُنمین سے کوئی شخص منکر نہوگا کہ روسی بہت جلد بڑھ رہے تھے اور حقیقت مین ہوشیار ہو جانیکا موقع
تھا۔ یورپ کی جانب تخمیناً پچاس برس کے اندر فنلینڈ کا ملک فتح کرلیا گیا تھا سلطنت روم بالکل تہ و بالا کر دی گئی تھی
اور اُسکے بعض عمدہ ترین صوبے چھین گئے تھے۔ ملک پولینڈ کی تقسیم اُس نا انصافی کے ساتھ تجویز کی اور تجویز کر کے
بعد عمل مین لائی گئی کہ حال کے زمانہ مین کبھی اسطرح کی نا انصافی نہوئی ہوگی اور اُسمین روسیون کو مال غنیمت کا حصہ
شیر کے برابر (یعنی سب سے بڑا) ملا۔ بجانب ایشیا روس سیبیریا کے جنوب طرف اُن تمام وسیع علاقون تک بڑھ آیا
تھا جہان کرغیز فرقہ کے لوگ پھرا کرتے ہین۔ رفتہ رفتہ اُسنے دریاے جیکسارٹیز (سیحون) پر اپنے قلعے قائم کر لیے
اور دریاے آکسس (جیحون) کی جانب تاک لگائے تھا اور بلکہ خیوا بخارا اور قوقند کی تینون خود مختار ریاستون کو بھی دھمکی
دے رہا تھا۔ اس سے بھی زیادہ خوفناک امر یہ تھا کہ اُسنے ایران کے شمالی صوبے فتح کر لیے تھے اور اُس سلطنت کو
صرف اپنا کٹھ پتلا بنا رکھا تھا۔ برٹش اور ایران دربار سے متواتر ایلچی آئے گئے وظیفہ مقرر ہوا وعدے وعید عمل مین آئے
(یہان بیان کرنا چاہیے کہ وقت پران وعدون سے ایک عجیب مخالفانہ طور پر علیحدگی اختیار کی گئی) مگر ایران اور انگلستان
مین دوستی نہونے پائی اور اسواسطے نیم آزاد صوبہ ہرات پر جو سابق کیطرح اب تک مشرقی ستے کی کنجی ہے ایرانیون کے
بڑھنے کو انگلش مدبر بوجہ معقول بمنزلہ روسیون کے اس ملک کی طرف بڑھنے کے خیال کر سکتے تھے جو اب تک اُنکے اور
دریاے سندھ کے مابین حائل ہے اب یہ ایک بڑا بھاری واقعہ یا سلسلۂ واقعات اور ایک بڑا خطرہ یا سلسلۂ خطرات
تھا جسکی نسبت انگلش مدبرون کے لیے بڑی کوشش و فکر درکار تھی۔ ایران اور ہندوستان کے درمیان جیسا مین نے
بیان کیا صرف ایک ملک تھا لیکن اُسکی کیفیت اور اُسکے باشندون کی حالت نے اُسکو کچھ اسطور کا بنا رکھا تھا کہ اُس سے
معلوم ہوتا تھا کہ اگر معقول انتظام کیا جائے تو روسیون کی مزید پیشقدمی کے لیے وہ بہت عمدہ اور کامل روک ہوگا۔ یہ
ملک بنجر کوہستانی اور دشوار گزار تھا اور ملک کے باشندے ایسے وحشی مفلس اور بے تمیز تھے کہ سواے وہان کے
اور کہین نہین پائے جاتے ہین۔ یہ لوگ بیشمار فرقون مین منقسم تھے جن مین سے ہر شخص خوفناک طریقہ کی آزادی اور
اپنی مرضی کے مطابق اپنے ہمسایون کے گلے کاٹنے کا حق چاہتا تھا لیکن جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے وہ دو قسم کے
نیم مذہبی اور نیم فوجی نامور پیشواؤن کے ذریعہ سے جنکو مسلمان لوگ اس اپنے ظاہری زوال کے زمانہ مین بھی ظاہر ہر وقت
سامنے پیش کر سکتے ہین کچھ دنون کے لیے سازش کر کے بے ترتیبی کے ساتھ ایک قسم کے اتفاق کا سلسلہ قائم کر سکتے
تھے۔ اس قسم کے اتفاق کا جو عاقل شخص بانی تھا اُسکے ساتھ یہ اتفاق بھی جاتا رہا اور اب دو ہی تدبیرین باقی رہگئی تھین
جنکے ذریعہ سے مختلف لوگون کے درمیان ملکی اتفاق قائم ہو سکتا تھا اور وہ دونون باتین اجنبیون کی نفرت اور بیرونی
حملہ کا خوف تھا۔ چنانچہ ایک افغانی سردار نے مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹون سے کہا تھا کہ "ہم نا اتفاقی سے رضامند
خطرات سے راضی ہین خونریزی ہمکو قبول ہے مگر یہ کہ ہمکو کسی مالک کا اپنے اوپر مسلط ہونے دینا پسند نہین ہے"۔

سنہ ۱۸۳۶ء میں تخت کابل پر دوست محمد خان متمکن تھا یہ ایک ہوشیار آدمی تھا جسکا نام اس سوانح عمری مین اکثر جگہہ آویگا۔ یورپین خیالات کے موافق چاہیے وہ غاصب تصور کیا جائے لیکن افغانستان ایسے ملک مین اسطرح کا شخص واجبی طور سے اپنی وراثت کا دعویٰ کرسکتا ہے اور اہل مشرق کے خیالات کے مطابق تو وہ عاقل و عادل فرمانروا تھا پس ہمارا مقصد صرف اسی شخص سے تھا جو ہر طرح ہمارا ہاتھ بٹانے کے لیے آمادہ تھا۔ مگر اب دیکھنا چاہیے کہ ہمنے اُسکے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔

ہمنے الگزینڈر برنس نامے ایک سفیر کو اُسکے دربار مین مقرر کیا۔ اُسنے مشرقی ممالک کی تحقیقات مین بڑی بڑی اولوالعزمیان کی تھین اور اُسنے فوراً دریافت کرلیا کہ افغانی فرمانروا متمنی ہے کہ ہمارے ساتھ دوستی کرے اور ایرانی اور روسی وکلا ہمارے خلاف جن تجویزون کے عمل مین لانے پر مصر تھے اُن سب سے انکار کرے اُسنے اپنے اعلیٰ افسرون کو یقین دلایا کہ مجھکو دوست محمد پر اعتماد ہے اور اُنسے باصرار کہا کہ دوست محمد از خود ہماری دوستی کے لیے جو استدعا کرتا ہے اُسکو قبول کرلینا چاہیے کیونکہ جن سرحدی خطرات کا اندیشہ کیا جاتا ہے اُنکی حفاظت کامل اس مین متصور ہے۔ لیکن اُنہون نے اس آسان اور سیدھے طریقہ کو اپنی شامت اعمال سے قبول نہین کیا اور برابر اُسی امر پر ضد کرتے رہے جسمین اُنکی تباہی متصور تھی۔ اس صورت مین جو شخص ہماری دوستی کا خواہان تھا اُسکے ساتھ دشمنی کا برتاؤ لازم آیا اور اُنکی تجویز یہ ہوئی کہ افغانون کا ایک فرمانروا تخت سے اُتار دیا جائے ص ۱۵
اور ایک کمزور چھوٹا دعویدار جسکو افغانون نے نکال دیا تھا اور ہماری پنشن پر اُسکی ایام گزاری ہوتی تھی بزور تیغ دوست محمد کی جگہہ بٹھایا جائے۔ جن سخت مزاج سفیرون نے اس پلہ درجہ کی ابلہانہ کارروائی اختیار کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ اُنھون نے نیک و بد کا ذرا بھی لحاظ نہین کیا۔ اور جب اسکے چند برس بعد الگزینڈر برنس اُسی حکمت عملی کا جسکو اُسنے ناپسند کیا تھا پہلا شکار بنا اور جب ہماری تباہیون اور بدنامیون نے ہمکو مجبور کیا کہ اب اس خرابی بصرہ کے بعد ہم تمیز نیک و بد کے اسی پیچیدہ مسئلہ پر پھر غور کرین تو اُس زمانہ مین ایک ایسا سکرٹری آف اسٹیٹ پایا گیا جسنے بالکل بے تمیزی اختیار کرکے اس ترکیب سے اُٹھتے ہوے طوفان کو خاموش کرنا چاہا کہ مردہ کے مراسلات کا انتخاب کرکے اس امر کو مشتہر کرایا کہ اُسنے ایک ایسی کارروائی کو قرین مصلحت اور جائز تصور کرکے اشاعت دی جسکو مین نے ہمیشہ خلاف مصلحت اور ناجائز قرار دیا پس جو حکمت عملی فی نفسہ ایسی مبتذل تھی وہ اور بھی مبتذل وسائل سے ایسے وقت مین جائز قرار دیگئی جب اُسکے باعث سے خونریزی اور تباہی بخوبی عمل مین آچکی تھی اور باضابطہ طور پر اُس سے انکار کیا گیا تھا۔

اس اثنا مین ہم شاہ شجاع کو اُسکے گوشہ عزلت سے نکال لائے اور اُسکے اور سکھون کے ساتھ افاغنہ کے موروثی دشمن ہین دوستی قائم کی۔ ایک انگریزی فوج سے راستون کے خطرون کو رفع کرکے

بہادرانہ مقابلہ کے بعد دوست محمد کو ملک سے نکال کر جلاوطن بنایا اور شش ہزار انڈیون کا نقصان اٹھا کر اپنے کٹھ پتلے کو تخت پر بٹھانے مین کامیابی حاصل کی (یاد رکھنا چاہیے کہ دشوار گذار ملکون مین ساری کارروائی انہون ہی پر منحصر ہوتی ہے) انگلش حکام نے کشادہ دلی کے ساتھ انعامات تقسیم کیے۔ کامیاب جنرل سر جان کین اپنی فتحمندی کو ساتھ لیکر اور پیرج کا خطاب حاصل کر کے روانہ انگلستان ہوے۔ ہماری فوج کا ایک بڑا حصہ ہندوستان کو واپس طلب کیا گیا اور باقی ماندہ لوگ اس بات کے لیے وہان ٹھہرے رہے کہ ایک برافروختہ قوم کو ہمنے جو فوائد دیے تھے وہ قائم رہین۔

یہ وہی قصہ ہوا جو افریقہ مین رِگولس کا ہوا تھا جسطرح غیر معمولی طور کی کامیابی سے اندھون کی سی حفاظت کا یقین اس معاملہ مین کر لیا گیا تھا اُسیطرح اس معاملہ مین بھی ہوا۔ کمان افسرون کی ہلاکت بھی اُسی طرح سے عمل مین آئی۔ رومی جنرل نے ملک روم کو یہ لکھ بھیجا تھا کہ "مین نے اسقدر ہیبت پیدا کر دی ہے کہ کارتھیج کے پھاٹک بند ہو گئے ہین" اور اُن شرائط صلح کے بیان مین جو ایک شکست یافتہ مگر بلند حوصلہ غنیم کے نزدیک ہرگز قبول کے قابل نہ تھے اُسنے یہ عبارت لکھی تھی کہ "جو لوگ کچھ وقعت رکھتے تھے اُنسے مین نے کہا کہ تم اپنے سے بہتر لوگون کو یا تو فتح کر لو یا اُنکی اطاعت قبول کرو" انگریزی جنرل نے یہ شیخی بگھاری تھی کہ "افغانستان مین مثل نارتھمبرلینڈ کے امن وامان ہے" حالانکہ یہ وہی وقت تھا جب وہ ایک ایسے فرمانروا کو تخت پر بٹھانے کے لیے متوقف تھا جس سے وہ خوب جانتا تھا کہ تمام افاغنہ نفرت کرتے ہین۔ فوج حملہ آور کا انجام بھی یہی ہوا۔ ہان ایک نرالی بات یہ البتہ تھی کہ یہان اور بھی زیادہ اچانک طور پر اور اُس سے بھی زیادہ خوفناک اور کامل طریقہ سے تباہی پڑی اور حقیقت مین ہم لوگ اس تباہی کے مستوجب بھی زیادہ تھے۔ ہوریشس کی عقل آرائی سے آخری ایام مین رگولس کا نام بھی ہو گیا مگر الفنسٹون یا شیلٹن کے آخری ایام مین اُس قسم کی تھوڑی ناموری کے لیے بھی ہوریشس سے کہین زیادہ عقل آرائی کی حاجت تھی۔ جنگ افغانستان کا انجام ظاہرا ایسی ہوا کرتا ہے کہ کامیابی کا درجہ ناکامی سے کچھ ہی کم غمناک ہوتا ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ وہان کی کامیابی عین ناکامی ہی ہے۔ چنانچہ شاعر کا قول مصداق ہے سے تجربہ ہے یہی کہ لڑائی ضرور ہو ❊ لیکن رہے شکست قرین فتح و در ہو ❊ ہم اس امر کو بھی اس اختصار کے ساتھ بیان کر دینگے کہ ہماری فوج کو کیسلیے واپس آنا پڑا۔ پہلے تو شادی کے باجے کیطرح ہر ایک بات اچھی ہی معلوم ہوتی تھی۔ دوست محمد وسط ایشیا مین بہت سی دلچسپ مہمین سر کرنے کے بعد ازبکون کے ایک بڑے بھاری گروہ کی سرکردگی سے ہمارے ساتھ تیغ آزمائی کرنے کے لیے واپس آیا اور ایک جنگ کے بعد جسمین اُسکو اپنی بہادری کے مطابق کامیابی حاصل ہوئی از خود اپنے تئین حوالہ کر دیا جسکو دیکھکر ہر شخص کو تعجب گذرا لیکن دوست محمد کے تخت سے اتارے جانے اور ہندوستان مین آنے سے یہ نتیجہ نہین نکلتا ہے کہ شاہ شجاع کو بے کھٹکے تخت

ملگیا۔ ابھی یہ اشتہار کہ "افغانستان مین مثل پلین کے امن و امان ہے" مشتہر بھی نہین ہونے پایا تھا کہ اُٹھے ہوے طوفان کی کچھ کچھ سنسناہٹ کان مین آنے لگی خان قلات نے لڑائی کے آغاز ہی مین کہدیا تھا کہ "آپ قندھار غزنین بلکہ کابل کو بھی فتح کر سکتے ہین مگر برف کو مغلوب نہین کر سکتے اور جسوقت برف گرنے لگیگی تو آپ کو اپنی فوج نہ قائم رکھتے اور نہ واپس کرتے بن پڑیگی" اور خان قلات سے بھی بڑھکر ایک شخص نے جو بورڈ آف کنٹرول کا پریسیڈنٹ تھا اور خود گورنر جنرل سے اپنے قول کے سماعت کرانیکا مدعی ہوسکتا تھا (یعنی ڈیوک اعظم ولنگٹن) اسطور پر متنبہ کیا تھا کہ "جب آپ کی فوجی دقتین ختم ہوجائینگی تو اصل مشکلین شروع ہونگی" اسیطرح کا انتباہ ہمارے تمام بلند خیال اور واقف کار ہندوستانی مدبرون یعنی لارڈ ویلزلی مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹون لارڈ ولیم بنٹنک اور سر چارلس مٹکاف صاحب نے کیا گورنر جنرل کی کونسل نے جب آخر کو اُس اسرار سے جو ابتک مخفی رکھا گیا تھا اطلاع پائی تو ص ۱۵۴
اُسنے بھی یہی کہا۔ کورٹ آف ڈائرکٹرس نے انگلستان سے اُسیطرح متنبہ کیا لیکن چونکہ گوش شنوا نہین تھے اس سبب سے کسی نصیحت پر عمل نہین کیا گیا۔ آیا ہم یہ ۱۸۴۲ء یا ۱۸۷۸ء کی تاریخ پڑھ رہے ہین۔

فوج قابض کے اخراجات روز بروز ناقابل برداشت ہوتے جاتے تھے اور ہر ایک شخص (جیسا اس کتاب کی تحریر کے وقت آج کل لوگ خیال کر رہے ہین) اسپر بھی خیال کرتا تھا کہ جس کٹھ پتلے کو ہمنے اُس کا انجام جان بوجھکر تخت پر بٹھایا تھا اُسکو اُسکی قسمت پر اور افغانستان کو بدانتظامی پھیلنے کے لیے اُسکے حال پر چھوڑ دینا بالکل بےغیرتی کی بات ہے اس خیال سے ہم وہان کچھ دنون اور ٹھہرے رہے اور جنگلی قومون کو ہماری خطرناک سرحد کی تیرہ و تار گھاٹیون پر قبضہ رکھنے کی بابت جو وظیفے دیے جاتے ہین اُنکو کم کرکے اپنا تھوڑا بہت خرچ چلایا۔ استنے مین اُن لوگون نے پھر اپنے قدیم دستور غارتگری و خونریزی سے ہر ہر مسافر کو لوٹنا اور مارنا شروع کر دیا اور ہم لوگ ایک طرفۃ العین مین ہندوستان سے جدا ہوگئے۔ دریا اپنے کنارون تک لبالب بھر آیا اور قریب تھا کہ ہم لوگون کو بہا لیجائے۔ کٹھ پتلا جو کٹھ پتلے امیر کے دربار کا ریذیڈنٹ تھا الفنسٹون جو سپاہ کا کمانیر تھا اور الگزینڈر برنس جو کیوگنری کیطرح خود اپنی مستعدی اور جاہلانہ بہادری کا شکار ہوا یہ سب لوگ ابتک اُس تنبیہ سے انکار ہی کرتے گئے۔ انگریزی سپاہ جسکو قلعہ مین ہونا چاہیے تھا بالکل واہیات چھاؤنیون مین تعینات تھی جو شہر سے تھوڑے فاصلہ پر بنی ہوئی تھین اور چارون طرف کے پہاڑون کی زد پر تھین۔ فوجی خزانے چھاؤنیون اور قلعہ سے تھوڑی دور پر تھے اور ایک چھوٹے سے قلعہ کے اندر بند تھے شاہی خزانہ بھی اسیطرح شہر کے بیچ بیچ گویا حملہ کرنے کی ترغیب دینے کے لیے جمع تھا۔ بالاحصار کے اندر بدنصیب بادشاہ تھا جسکو یقین دلایا گیا تھا کہ وہ اپنا مرتبہ قائم رکھ سکیگا اور ملک کی حکومت کریگا اُسکے اور اُسکے محافظون یعنی چھاؤنی کی انگریزی سپاہ کے درمیان جو شاید کچھ حفاظت کر سکتے تمام شہرون کے مفسدون اور متعصبون کا برانگیختہ انبوہ مجمع تھا۔ سب سے زیادہ خرابی کی بات یہ تھی کہ بعض ایسے ایسے افسر بھی اُسی فوج مین شامل تھے جن سے زیادہ عاقل

ہوشیار مدبر ہندوستان کی سلطنت مین کبھی نہین پیدا ہوے حالانکہ اُسوقت یہ لوگ ماتحت عہدون پر تھے مثلاً
اَلِگزینڈر برنس وِنسنٹ آیر وِلیم براڈفوٹ کالن میکنزی جارج لارنس اور ایلڈرڈ پاٹنجر ان لوگون مین سے اگر کوئی شخص
کا بیر ہوتا تو ممکن تھا کہ اب بھی جان بچا لیتا یا بہرحال ہمارے بچانے کے قابل ہوسکتا مگر یہ اعلیٰ اختیار جنرل الفنسٹون ص ۱۵۱
کو دیا گیا تھا۔ یہ ایک بہادر سپاہی تھے مگر رائے صائب نہین رکھتے تھے اور اب ضعیفی اور ایک موذی بیماری کیوجہ
سے اور بھی معذور ہوگئے تھے اُنکے بعد بریگیڈیر جنرل شیلٹن کا اختیار تھا یہ اُنسے لائق تر تھے مگر طبیعت مین تخالف
اور تناقض تھا اُنکی باتین بالکل ناممکن ہوتی تھین اپنے اعلیٰ افسر سے سخت گفتگو کرتے تھے اور باینہمہ نہ اُن کے
ساتھ اور نہ تنہا کام کرسکتے تھے۔ اصل تو یہ ہے کہ ہر شے اور ہر شخص ٹھیک اُس جگہ پر تھا جہان اُسکو نہین ہونا
چاہیے تھا۔ اور یہ کیفیت ایسے وقت پائی جاتی تھی جب پندرہ ہزار آدمیون کی جانون پر آبنی تھی۔ برنس جو اپنے
مکان کے اندر شہر مین کافی سپاہ محافظ کے ساتھ رہتے تھے سب کے پہلے شکار ہوے ۲۔ نومبر کو ایک غضبناک
انبوہ نے اُنکا گھر چارون طرف سے آکر گھیر لیا اُنھون نے چھاؤنی سے مدد طلب کی مگر کوئی مدد نہ آئی اور بہادری
کے ساتھ مقابلہ کرنے کے بعد وہ خود اپنے باغ مین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گئے۔

اسکے بعد چھوٹے قلعہ مین جو سامان رسد تھا اُسپر حملہ کیا گیا۔ یہ قلعہ گولون سے اوڑایا جاتا تھا اور ہمارے
سپاہی اپنی چھاؤنیون سے اسکو دیکھ رہے تھے اسمین جو غلہ تھا وہ سب چھن گیا اور اسی سے ہم فاقہ کشی مین مدد
لے سکتے تھے۔ دوست محمد خان کے پیارے بیٹے اکبر خان کے آجانے سے افغانون مین اور جوش پیدا ہوگیا
اور ہمارے افسرون نے اپنی کوشش اور ہمت مین جو قصور ظاہر کیا تو اُس سے انگریزی فوج اور بھی بیدل ہوگئی
اپنے افسر کمان کے حکم کی پابندی کرنے سے وہ بار بار انکار کرتے تھے اور بار بار ایسے وقت مین بےغیرتی اختیار
کرکے بھاگ جاتے تھے جب فتح کے حاصل کرنے کا موقع ہوتا تھا۔ اب فاقہ کشی کی وجہ سے وہ تکلیف
مین مبتلا ہونے لگے اور اسوقت سوائے اسکے اور کچھ نہین باقی رہگیا تھا کہ جہانتک ممکن ہوسکے عمدہ شرطون کے ساتھ
ملک کو خالی کرکے اپنے بیرحم غنیم کے حوالہ کردین۔ یہ شکار اکبر خان کے ہاتھ مین تھا اور اگر بھیڑیے نے کبھی بکری
کے بچہ پر مہربانی کی ہو تو البتہ فرنگی لوگ غضبناک غازیون سے بچنے کی امید کرسکتے تھے۔

جب میگناٹن اپنی جان عزیز کے بچانے کی کوشش کر رہے تھے تو بدقسمتی سے اُنکو حیلہ باز اکبر خان نے
ترغیب دی کہ پہلے نچ کے طور پر مجھسے کچھ عہد و پیمان کر لیجیے (اور یہ دوسرا عہد اُنکے خلاف اُسکو مقصود تھا)۔
حالانکہ میگناٹن صاحب بعض دوسرے سردارون سے گفت و شنید کر رہے تھے۔ یہ چال اس غرض سے چلی گئی
تھی کہ جو سردار لوگ جمع ہوے تھے اُنپر انگریزون کی بےایمانی ثابت کیجائے اور اُسمین کامیابی حاصل ہوئی۔
میگناٹن صاحب بلطائف الحیل ایک مجلس شوریٰ مین طلب کیے گئے اور وہان جو گفتگو چھیڑ کر نکالی گئی اُس کی تکرار

ص ۱۵۶ مین اکبر خان نے اُنکو گولی سے مار ڈالا اُنکا سر کاٹ ڈالا گیا اور لاش بازار کابل مین تشہیر کرائی گئی اسوقت پانچہزار سپاہی گولی کے ٹپہ پر کھڑے ہوے تھے مگر کیسکی یہ جرأت نہوئی جو اُنکی حمایت مین اُنگلی اُٹھاکر اشارہ کرتا۔ اسمین اور تاخیر اور گفتگو اور امان کی اور طلبی ہوئی۔ عاجزون نے یہ عذر کرنا شروع کیا کہ "دوستی مین مہربانی اور رعایت ضروری ہے اور کمزور کو زیادہ ستانا روا نہین ہے الغرض یہانتک نوبت پہونچ گئی تھی"۔ نوجوان انگریزون کو یاد دلانا چاہیے کہ کمزور سے یہان انگریز مراد ہین اور جس دوستی کا دعویٰ کیا گیا تھا وہ اُن لوگون کی دوستی ہے جنکے ملک پر ہمنے عنایت کر کے حملہ کیا تھا اور جنکے فرمانروا کو جان بوجھکر تخت سے اتار دیا تھا۔ اِلڈرِڈ پاٹنجر نے لاکھ لاکھ کہا کہ دشمن لوگ بے ایمان ہین اور ہماری کمک کو جلال آباد سے فوج آیا چاہتی ہے مگر کچھ فائدہ نہوا۔ اِلڈرِڈ پاٹنجر نے بہت کچھ واویلا مچائی کہ فوج کے جنرل اپنے سپاہیون کو ایک مرتبہ پھر اس امر کی اجازت دیدین کہ وہ کوشش کر کے یا تو دشمنون کیطرف سے ہو کر نکلجائین یا جس صورت مین مرنا ضرور ہے تو سپاہی کی موت مرین۔ اُنکی ہر ایک دلیل سے جان کی امید زیادہ قوی تھی اور انجام کار ۲۴۔ دسمبر کو ملک خالی کر دینے کے قطعی اقرار نامہ پر دستخط ہوے۔ اور شرطین یہ قرار پائین کہ چھ توپین چھوڑ کر باقی توپین اور تمام خزانہ افغانون کے حوالہ کر دیا جاے دوست محمد پھر تخت پر بٹھائے جائین اور شاہ شجاع جہان اور جسطرف چاہین افغانستان سے نکل جائین۔ ناٹ صاحب قندھار سے اور سیل صاحب جلال آباد سے واپس جائین۔ اور ان شرطون کے ساتھ واپس جانے والی فوج کو رسد دیجاے اور جلال آباد تک بحفاظت پہونچا دی جائے۔

اس عہدنامہ کی تصدیق بہت دنون کے بعد عمل مین آئی وہ برف جسکی نسبت خان قلات نے آگاہی دی تھی اب جمنا شروع ہوئی۔ اور ۶۔ جنوری کو چار ہزار پانچ سو سپاہی اور بارہ ہزار ہمراہیان کیمپ جسمین بہت سی عورتین اور بچے بھی داخل تھے چھاؤنی کے باہر برف مین گلنے لگے۔ ابھی یہ لوگ کیمپ سے نکلے ہی تھے (اور بدقسمتی سے یہ شام کا وقت تھا) کہ ایکبارگی غضبناک اور فتحمند افغانون نے دھاوا کر کے اُن خیمون مین جو ابھی خالی ہوئے تھے آگ لگا دی۔ واپس جانیوالی فوج نے آہستہ آہستہ کابل خورد کی ہولناک گھاٹی مین قدم بڑھایا۔ زمین پر برف گہری جمی ہوئی تھی اور اسی برفستانی زمین پر جہان نہ غذا نہ کسی قسم کی جلانے کی شے اور نہ کسی طرح کا سایہ تھا اس شدت کی سردی اور برف باری مین تابستان ہندوستان کے کالون اور انگریزون کے مردون اور عورتون اور گود کے بچون کا یہ بوقلمون اور بدنصیب گروہ دو رات تک برابر اسیطرح کھڑا رہا۔ ہمراہیان کیمپ فوج کے قراول تھے سب کے پہلے ص ۱۵۷ اُنکو تعاقب کرنیوالے غلزئیون کے حملہ کرنیکا حال معلوم ہوا لیکن جب تیسرے روز فوج کے آگے کا حصہ مہلک برفستان مین داخل ہوا تو اُسپر بھی دشمن کی آگ چارون طرف سے برسنے لگی۔ اس تیرہ و تار درہ مین غنیم کی گولیون کی آواز لامسہ اور سامعہ سے تو محسوس ہوتی تھی مگر باصرہ سے نہین محسوس ہوتی تھی پہاڑ کے ہر ہر پتھر کی اوٹ مین ایک ایک

افغانی قدر انداز چھپا ہوا تھا اور جو شخص پیچھے رہگیا یا ماندہ ہو کر رستہ مین گر پڑا اسکو سنگدل افغانون نے اپنی چھریون سے ریزہ ریزہ
کر دیا اکبر خان سے جو طائر منحوس کیطرح ہمارے اوپر منڈلا رہا تھا اقرار نامہ کے بعد اقرار نامہ اور شرطون کے بعد شرط
ہوتی تھی پہلے وہ ماتحت افسر جو مردہ دل سپاہیون کا حوصلہ قائم رکھ سکتے تھے اور شاید انکی آن کی حفاظت بھی
کر سکتے تھے یعنی لارنس میکنزی اور پاٹنجر بطور یرغمال کے دیے گئے اسکے بعد عورتون اور بچون کی باری آئی اسکے
بعد دونون افسران کمان یعنی الفنسٹون اور شلٹن بھی حوالہ کر دیے گئے جنکا سچار کھنا سب پر مقدم تھا۔
غلزئی گدھ اب انسان کے گوشت کی بو پا چکے تھے اور جو خون وہ بہا چکے تھے اسکا مزہ چکھ چکے تھے ایسی
صورت مین اتنے امید نہین تھی کہ اکبر خان سے کسی عہد و پیمان ہو جانے کے سبب سے وہ اپنے پنجہ مین آیا ہوا شکار
چھوڑ دینگے اور خود اکبر خان جو شاید ان لوگون کی یورش روکنے مین کچھ کارروائی کر سکتا تھا انگلش لیڈیون اور خزانون
کا قیمتی مال غنیمت لیکر کابل کو چلدیا تھا۔ واپسی فوج عرصہ سے تباہ ہو چکی تھی اور اس مین ہنگامہ مچا ہوا تھا۔ جو کچھ
غلہ تھا وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہا تھا اور اب گولی باروت بھی کوتاہی کرنے لگی سب کے بعد مقام گنڈمک مین جانبازی
کر کے یہ لوگ ٹکڑے ہوے۔ یہ منحوس نام اس عہد نامہ مین بھی متروک نہین ہوا جسکی اس زمانہ کے ستائیس۲۷ برس
بعد پھر ضرورت ہوئی۔ اور ۱۳ جنوری کو قلعہ جلال آباد سے ایک مردہ ٹٹو پر ایک شخص رو حاو جسما نیم مردہ دکھائی دیا
جو فقدان غذا اور نقصان خون جسم اور راہ کی کسل اور ماندگی سے قریب بمرگ تھا۔ دس روز پیشتر جو سولہ ہزار فوج
کابل سے روانہ ہوئی تھی اسمین سے صرف یہی ایک شخص زندہ بچکر آیا تھا۔ بیشک تمام سلسلۂ تواریخ مین ہیجا کام کرنیکا
بدلا ایسا خوفناک اور واجبی نہ ملا ہوگا۔ اگر اس سے کوئی اطمینان کی بات پیدا ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ ہم کو ایک ایسا
سبق حاصل ہو گیا جسکی تعلیم کی پھر کبھی ضرورت نہوگی۔
معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ آکلینڈ جو بیدل ہو کر انگلستان کو چلے گئے تھے انکی فاسد روشنی طبع کا اثر کچھ دنون ص ۱۵۱
تک انکے مستعد اور بہادر جانشین پر بھی باقی رہا۔ لارڈ النبرا ایک بڑی لیاقت کے آدمی تھے مگر ان کی طبیعت مین
غصہ بہت تھا۔ وہ ایک مشہور مقرر تھے مگر انکے مراسلات مین اکثر بڑے بڑے موٹے لفظ ٹھنسے ہوتے تھے اپنی
سنی سنائی باتون پر وہ زیادہ عمل کرتے تھے۔ انکی رائے نیک نیتی اور ہوشیاری یہ سب باتین اکثر کسی جملہ کی ترکیب
یا کسی لفظ کے قافیہ مین جاتی رہتی تھین۔ وہ ہمیشہ ہر شے کی انتہا پر نظر رکھتے تھے اور ایک بہادرانہ اشتہار دینے کے
بعد جسمین انھون نے بڑی صدق دلی سے ہماری غلطیون اور ناجائز کارروائیون کا ذکر کیا اور ہماری آیندہ حکمت
عملی کے اصول قائم کیے انھون نے تمام ہندوستان کو اس کنارے سے اس کنارے تک جواب دینے کے لیے
برافروختہ کر دیا جو ناموری انھون نے حاصل کی تھی اسکو مبدل بہ ذلت و رسوائی کر دیا اور پالک اور نات کو متواتر
یہ حکم دیا کہ وہ افغانستان سے چلے آئین اور قیدیون یعنی ہمارے بہادر افسرون اور انکی بے بس ازواج و اطفال کو

اُنکی تقدیر پر چھوڑ آئین - لیکن ناٹ اور پالک سے جو کچھ کہا گیا تھا اُسمین وہ مزاحم ہوسے اور اُسکی تکمیل نہ کرسکے اور اُس روز خراب کو آنے ندیا اور آخر کو جلال آباد اور قندھار سے براہ کابل واپس آنے کی مشہور اجازت ملی کہ اگر ایسا مناسب سمجھا جاے تو اُسپر عمل کیا جاے جنرل ٹوٹن نے نہایت دلدادگی کے ساتھ اس اجازت سے کام لیا دارالسلطنت پر انتقامی فوج نے قبضہ کیا اور ہمارے افسرون کی وسیع کوششون کی بدولت باشندون سے باعتبار اُسکے جیسا کہ ہمارے برافروختہ سپاہیون سے امید کی جاسکتی تھی بہت کم انتقام لیا گیا - بالاحصار اوڑادیا گیا - جس بڑے بازار مین میکناٹن کی لاش تشہیر کی گئی تھی وہ مع مسجد کے جو بازار سے متصل تھی مسمار کر دیا گیا - افغان لوگ جن پر جرم کا احتمال ہو سکتا تھا اور ہندو لوگ جو بالکل بیقصور تھے اُنکی دکانین لوٹ لی گئین - جو قیدی ترکستان مین زندہ درگور کیطرح بھیجے گئے تھے وہ ایک طلسماتی طور پر ہندوکش کے بلند پہاڑون سے اُترکر گویا یکایک ہمارے ہاتھون پر واپس آکر بیٹھ گئے - اور بالآخر وہ صندلی پھاٹک جو سومنات کے یقین کیے جاتے ہین فخر کے ساتھ غزنین سے واپس لائے گئے - اور ہندوستان کے حیرت زدہ دیسیون کو گورنر جنرل کیطرف سے مبارکباد دی گئی یعنی مسلمانون کو اس بات کی مبارکباد دی گئی کہ مُسلم فاتح جو کچھ یہان سے لے گئے تھے اُسکو عیسائی لوگ پھر چھین لائے اور ہندوون کو یہ مبارکباد دی گئی کہ جس مندر کا نام مدت دراز سے معدوم ہو گیا تھا وہ از سر نو قائم ہوا اور نشان فتح یعنی سومنات کے پھاٹک کے لیے ایک آخری مستقر مندر سومنات مین نہین بلکہ انگریزی سلح خانہ قلعہ آگرہ مین ملگیا - اس اشتہار کو پڑھکر انگلستان اور ہندوستان دونون جگہون سے قہقہہ کی آواز بلند ہوئی - الغرض نظائر مسلّمہ کے مطابق وہ طول طویل مصیبت جسکے مانند سرکار ہندوستان پر اور کبھی کوئی بلا نہین آئی تھی اگر ایک سیدھی سیدھی نقل نہین تو ایک ہیبتناک سوانگ پر ختم ہوئی

یکم اکتوبر ۱۸۳۸ء کو لارڈ آکلینڈ نے شملہ سے اپنا وہ مشہور شاہی فرمان نافذ کیا جسمین کمال بے احتیاطی اور بیباکی سے اُنکے مقاصد حملہ ہندوستان کا ذکر تھا اور اب ایک عجیب طرح کی مناسبت کے ساتھ ٹھیک چار برس کے بعد یکم اکتوبر ۱۸۴۲ء کو لارڈ ڈالنبرا نے جو ہمیشہ سوانگ کی کیفیتون کی تاک مین رہتے تھے اُسی مقام بلکہ اُسی کمرہ سے مندرجہ ذیل اعلان شایع کیا -

جو لاتعد و لاتحصیٰ مصیبتین ہم پر پڑی تھین اُنکے عین مقام وقوع پر ایک چھوٹی سی لڑائی مین بدلا لیا جاسکتا تھا اگرچہ کہ اُنکا ظہور غلطیون کے سبب سے ہوا تھا اور فریب سے اُنکا تکملہ ہوا - یہ امر برٹش گورنمنٹ کی حکمت عملی اور اصول دونون کے خلاف ہے کہ جس حاکم سے رعایا ناراض ہو وہ جبراً اُنپر مسلط کیا جاے جس سے رعایاے مذکور کی فوج اور وسائل حملہ آوراول کے اختیار مین آجائین اور ایک فرمانرواکے قائم رکھنے کا بار بغیر اس امر کے کہ اُسکی دوستی مین کوئی فائدہ ہو اپنے ذمہ اُٹھا لیا جاے اور بالآخر سرکار ہند اُن حدود پر جو قدرتی طور پر سلطنت سے متعلق ہین اتفاق کرکے آیندہ سے

اپنی تمام کوششین اس بات مین صرف کریگی کہ عام امن وامان قائم رکھی جاے اور جو فرمانروا اور سردار اُسکے دوست ہین اُنکی حفاظت کیجاے اور اُسکی خاص وفادار رعایا مرفہ حال اور خوش رہے اور پنجاب کے دریا اور دریاے سندھ کوہستان کی گھاٹیان اور افغانستان کی وحشی قومین آیندہ سے برٹش فوج اور مغرب جانب سے آنے والے دشمن کے درمیان رکھی جائینگی فوج اور اُسکے سامان رسد کے درمیان نہ رکھی جائینگی۔

یہ کلمات آب زر سے لکھنے کے قابل تھے لیکن اگر ۱۸۵۷ء کی انگلش گورنمنٹ کے افعال و مقاصد انگلش قوم کے افعال و مقاصد تھے تو وہ صرف نصف درجہ تک صحیح ہین۔ اس اثنا مین عین اُسی روز جسدن لارڈ ڈالہوزی نے اپنا مشہور اشتہار جاری کیا تھا انگلستان سے بوالپسی سفر ہندوستان وہ نوجوان سویلین روانہ ہوا جسکو ابتک کوئی نہین جانتا تھا۔ اور جو تمام باتون مین لارڈ ڈالہوزی کے بالکل برعکس قول و فعل اور خیال مین لڑکون کیطرح سیدھے تھے اور اُنکے مقدر مین تھا کہ اس عاقلانہ اور اشرف حکمت علی پر جو اشتہار مذکور سے مترشح ہوتی ہے عمل کرین اور تمام متعلقین اُسکے نتیجہ سے خوش ہون۔ اس مضمون خارج از بحث یعنی جنگ اول افغانستان کو جو طول تو ہے مگر میرے نزدیک غیر ضروری نہین ہے چھوڑکر اب جان لارنس کیطرف رجوع کرتا ہون جنھون نے ہمیشہ یہی راے دی کہ افغانستان سے سواے اُس صورت کے جب براہ نیک نیتی محض اپنی حفاظت منظور ہو کبھی جنگ نہ کیجاے۔ ص ۱۱۰

باب ہشتم

مجسٹریٹ دہلی اور سکھون کی پہلی لڑائی سنہ ۱۸۴۳ء لغایت سنہ ۱۸۴۶ء

دریا کے سفر کی معمولی سختیان جھیلنے کے بعد جان لارنس مع اپنی زوجہ کے ۱۴ ار نومبر ۱۸۴۲ء کو بمبئی مین داخل ہوے۔ جہاز پر بہت ملاقاتی پیدا ہوگئے تھے مگر برخلاف اکثر جہازی دوستون کے سیشن کار کی دوستی پایدار نکلی۔ میان بی بی دونون نے بمبئی کو کبھی نہین دیکھا تھا اس شہر غدار مین جسکو مختلف قومون اور زبانون کا بابل کہنا چاہیے دس دن تک انھون نے خوب سیر کی۔ اُسکے بعد آمادہ سفر ہوے چونکہ معلوم ہوا کہ بندیلکھنڈ مین جو ممالک مغربی و شمالی کے جانیکا سیدھا راستہ تھا لڑائی ہورہی ہے اسوجہ سے انھون نے زیادہ دور دراز دشوار گذار اور غیر مشہور راستہ سے ممالک متوسطہ مین ہوکر الہ آباد جانیکا قصد کیا۔ یہ سفر مرد ہی کے لیے پرخطر تھا چہ جائیکہ عورت کے لیے تو اور بھی خطرناک تھا۔ مسٹرس جان لارنس کو پہلے پہل ہندوستان مین آکر یہ تجربہ ہوا کہ وہ ہیضہ کے سخت عارضہ مین مبتلا ہوگئین مگر اُنکے شوہر کی خبر گیری اور تیمار داری سے افاقہ ہونے لگا تھا۔ اُس زمانہ مین عمدہ حالتون کے ساتھ بھی ہندوستان کا سفر نہایت سستی سے قطع ہوتا تھا کیونکہ نہ تو ریلین چلتی تھین اور نہ عوام کے اہتمام سے ڈاک یا اُس قسم کی کوئی سواری ملتی تھی چند سرائین اور دو چار سڑکین یا بلکہ پگڈنڈیان تھین۔ مگر یہ سفر ہندوستان کے ص ۱۱۱

اعتبار سے بھی بدرجۂ غایت سخت اور دشوار تھا۔ گھاٹون کی سخت ہوا اور دلچسپ سواد سے آگے بڑھتے ہی خود جان لارنس کو اس مہلک مرض کے عارض ہونے کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ لیڈی لارنس لکھتی ہین کہ "ہم دو مسافر اس اجنبی ملک مین ایسے بیکس و مجبور تھے کہ شاید ہی کوئی شخص ویسا مل سکیگا۔ لیکن ہم جوان تھے گھبراہٹ نہین ہوئی اور چونکہ میرے شوہر کو تردد کبھی نہین معلوم ہوتی تھین اس سبب سے اُنھون نے مرض کے ظاہر ہوتے ہی اُسکی اصلاح کی اُسکی خوفناک علامتون کو ترقی نہین ہونے پائی اور وہ پھر بہت جلد صحت یاب ہوگئے"۔

چند روز تک اُنھون نے سر چارلس نیپیر کے مکان پر پونا مین قیام کیا یہ صاحب وہان کا نیر تھے مگر اتفاق سے مقام پر موجود نہین تھے۔ اورنگ آباد کے بعد اُنکے قیام کا مقام ناگپور تھا جو وہان سے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع تھا راستہ جنگلی ملک مین ہوکر گذرا تھا جسمین آبادی بہت کم تھی اور سفر کی آسایشین تو مطلق نہین تھین۔ الچپور تک تو وہ پالکی ڈاک مین گئے مگر یہان اُنکو رکنا پڑا کیونکہ آگے کوئی باقاعدہ ڈاک نہین تھی اور جان لارنس بڑی دقت سے چالیس کہارون کا بندوبست کرکے وہان سے ناگپور پہونچے۔ سفر کا طریقہ اُنھون نے یہ رکھا تھا کہ تین سے چار بجے شام تک کسیوقت سوار ہوتے تھے اور بہت رات گئے تک چلتے رہتے تھے آخر کو جب کوئی گانون آتا تھا تو اُسکے قریب ٹھہر جاتے تھے کھانے پینے اور سونیکا سامان کرتے تھے۔ سونیکا سامان تو بیشک پالکی ہی ہوتا ہوگا چند گھنٹے سونے کے بعد پھر سفر کرتے تھے اور جب تک آفتاب کے نکلنے سے مجبور نہین ہو جاتے تھے اور دھوپ تیز نہ ہوجاتی ٹھنڈا رہتا تھا اُسوقت تک اسیطرح چلتے رہتے تھے۔ اس صحرائی سفر مین ایسا بہت کم اتفاق ہوا کہ اُنکو کوئی ڈاک بنگلہ ملا ہو چونکہ اُنکے پاس صرف ایک ہی نوکر تھا اس سبب سے قریب قریب سب کام اُنھین کو کرنا پڑتا تھا۔ چھریرے بدن کے کنگلے فقیر کو اپنے چالیس کہارون کو انتظام سے رکھنے کے علاوہ جسمین بمقام پانی پت وہ اسقدر مہارت حاصل کرچکے تھے اکثر قصاب اور باورچی کا بھی کام کرنا پڑتا تھا یعنی یہ کہ اُنکو بھیڑ بکری دو ایک چڑیان جنپر اُنکی زندگی منحصر تھی تلاش کرکے لانا اور پھر اسکو پکانا پڑتا تھا اور یہ روکھا پھیکا کھانا جس ناپسندیدہ طریقہ سے تیار کیا جاتا تھا اسکو اپنی نوجوان اور رقیق القلب بی بی سے چھپانے کے لیے وہ اکثر ادھر اُدھر کے حیلے حوالے کرکے آتے جاتے رہتے تھے۔ چنانچہ ان باتون کو وہ خود بیان کیا کرتے تھے۔

سال کے آخری روز وہ ناگپور مین پہونچے اور جو انگریز لوگ وہان اُنکو ملے اُنکو دیکھکر وہ سخت متعجب ہوئے۔ ایک اولوالعزم انگریز سیاح یعنی مسٹر جیمس برائس نے جو تن تنہا کوہ ارارات کی اُس چوٹی پر گشت کر آئے تھے جہان کسیکا قدم نہین پہونچا تھا ابھی حال ہی مین مجھسے بیان کیا کہ جب مین نے خانقاہ اکینیا کے سردار کو پہاڑ سے نیچے اُترکر اپنی سرگذشت سے مطلع کیا تو اُس مقدس پیر مرد نے اخلاق کے ساتھ کہا کہ مجھکو اس بات کا یقین نہین آتا اور تبسم ہوکر کہنے لگا کہ وہ نہین ایسا نہین ہوسکتا۔ وہان کوئی شخص نہین گیا ہے اور یہ امر بالکل ناممکن ہے"۔ اسیطرح انگلش باشندگان

ناگپور کو بھی یقین نہین پڑتا تھا کہ ایک لیڈی ایسے سفر صعب کو تمام کرسکتی اور وہ بھی اسطور سے کہ تمام تکلیفون اور دقتون مین کبھی کوئی شکایت نہین کی جیسا کہ جان لارنس نے خود زور دیکر اس بات کو بیان کیا ہے۔

ناگپور کے آرام دہ مکانون مین جان لارنس پر اور زیادہ سخت مشکلین پڑین کیونکہ یہان اگر انکو معلوم ہوا
صفحہ ۱۶۱ کہ نوکری کے ملنے کا موقع اب بہت کم ہے۔ ہماری فوج ابھی ابھی افغانستان سے واپس آئی تھی اور لارڈ ایلنبرا نے اسکے استقبال کے لیے ایک بڑا عظیم الشان مگر مقتضاے وقت کے اعتبار سے نہایت ہی بیموقع اور طفلانہ دربار فیروزپور مین منعقد کیا تھا۔ یہ مقام سکھون کی سرحد پر ہماری خاص چھاؤنی ہے۔ اور جیسا کہ ٹیمپل صاحب[1] لارنس کی سوانح عمری سے ظاہر ہوتا ہے انہین کی کوشش اور مستعدی سے اسکا ظہور ہوا تھا۔ اس موقع پر بیشمار رنگے ہوے ہاتھی صفین جماکر کھڑے کیے گئے تھے مبارکبادی کی محرابین بنائی گئی تھین جھنڈیان لہرا رہی تھین توپخانون مین توپین گرج رہی تھین الغرض یہ سب تو بڑی رونق کی باتین تھین لیکن اُن لوگون کے نزدیک جو اصل واقعہ کا خیال کرتے تھے کہ کیا گذری ہے یہ بڑی غمناک کیفیت تھی۔ خوش قسمتی سے ایک جزو اس تماشہ کا موجود نتھا جو ایک بہت عمدہ بات ہوئی۔ لارڈ ایلنبرا کا منشا تھا کہ وہ اسیر بادشاہ جسکو ہمنے اس کے تخت سے علیحدہ کرایا تھا اور اب پھر اُسکے تخت نشین کرنے کو مجبور کیے گئے تھے اس فتحیابی کے جلوس کو اپنی ذات سے زینت بخشی لیکن عمدہ مشیرون کی صلاح کو غلبہ رہا اور وہ اور ہم دونون اس خفت عظیم سے محفوظ رہے ۔

ہندوستان مین کوئی شخص ایسا نہین تھا جو اس بات سے خوش نہوا ہو کہ ہمنے افغانستان سے جو ہماری کامیابی اور شرم دونون کی جگہ تھی کسی نکسی شرط پر نجات پائی۔ ملک مین انتشار اور بیدلی پھیلی ہوئی تھی۔ کام کرنے کو بہت کچھ تھا مگر کام کے کرنیوالے اور بھی زیادہ تھے۔ ہر شخص گویا بیکار معلوم ہوتا تھا اور جان لارنس نے ناگپور سے کسقدر اضطراب کے ساتھ لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی کو اپنے آنے کی رپورٹ کی نیز کے طور پر انہون نے اپنے اعلیٰ افسر اور دوست رابرٹ ہملٹن کمشنر آگرہ کو بھی اس مضمون کی چٹھی لکھی کہ آپ کسی عہدہ کے لیے میرے حقوق کا زور ڈالیے۔ اس اثنا مین وہ الہ آباد کیطرف روانہ ہوے جب وہان پہونچے تو فریڈرک کری نے جو مابعد برسون مین اعلیٰ عہدون پر اور اُنسے استقدر واسطہ قریب رکھنے والے تھے انکی مہمانداری کی۔ یہان انہون نے اپنی پہلی جوڑی کے گھوڑے

خریدے یہ تو انکی عادت کے مطابق تھا کیونکہ وہ اکثر شاید کسیقدر شرم مگر زیادہ تر خوش طبعی اور فخر سے کہا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ مین نے ایک عمدہ عربی گھوڑا اپنی ساری پونجی دیکر خریدا تھا اور اپنے پاس ایک پیسہ بھی نہین رہنے دیا تھا
صفحہ ۱۶۲ چنانچہ اسکا حال مین پیشتر بیان کرچکا ہون۔ اسی چندا گھوڑے کی پشت پر بعد کو برسون تک انہون نے نہایت عمدہ کام انجام دیے ... انکی کچہری چشت زین تھا۔ اسی گھوڑے پر لگتی تھی ... بڑے بڑے مجرمون کا انہون نے اسی گھوڑے

[1] جلد اول ص ۲۰۶

تعاقب کیا۔ صبح اور شام کو بہی گھوڑا وہ سڑک پر دوڑاتے۔ ہوا کہانے اور شکار کرنے کے لیے اسی گھوڑے پر نکلتے تھے
اور باوصف تنہائی اسی گھوڑے پر چڑہ کے لگڑ بگہے یا بہیڑیے یا بنڈیل کا تعاقب کرتے تھے۔

کانپور مین ایک مہینے تک وہ رچرڈ لارنس کے مکان پر جو انکے بھائیون مین سب سے چھوٹے تھے مقیم رہے
یہ اُسوقت فوجین بھرتی کرنے کے لیے وہان تعینات تھے۔ قبل اسکے کہ جان لارنس کی سرکاری اور جوابدہی
کی بھاری خدمتون کا زمانہ شروع ہوا تھا دم لینے کے لیے اتنا زمانہ اُنکو بہت غنیمت ملگیا۔ لیکن چونکہ آیندہ کا تردد
اور پھر کام کرنے کا شوق تھا اس سبب سے بےشغلی اُنپر نہایت شاق تھی۔ جس چیز کی اُنکو سب سے زیادہ ضرورت
تھی (یعنی گھوڑون کی جوڑی) اُسکو تو وہ خرید کر چکے تھے۔ اور اب اُنھون نے ایک دوسری شے جسکی ضرورت اُنکو کم تھی
یعنی دوسری جوڑی خریدی۔ اور پھر ایک بگھی خیمون کا ساز و سامان اور ضروریات کی مختلف چیزین جمع کرنے اور آیندہ
کاربرآری کے لیے ملازمون کو نوکر رکھنے کے بعد قدیم زمانہ کے بزرگون کیطرح اپنے ہمراہیون کا بھاری قافلہ ساتھ لیکر
آگے کا راستہ لیا۔ اور یہ کچھ نہین معلوم تھا کہ کہان ہمکو جانا اور کہان ٹھہرنا پڑیگا اور کوئی کام ملیگا یا نہ ملیگا۔

اس مسافرت مین رہنے کا اتفاق اُنکی بی بی کو پہلے پہل پڑا تھا اور اس سے وہ بہت خوش ہوئین۔ معمولی
طریقہ یہ تھا کہ لین ڈوری پیشتر سے دس بارہ میل آگے بھیجدی جاتی تھی اور اسکے بعد میان بی بی بگھی پر سوار ہو کر یہ فاصلہ
طے کرتے تھے اور عین طعام چاشت کیوقت جو بالکل لیس رہتا تھا پہونچ جاتے تھے اور جب تک گرمی رہتی تھی اُسوقت
تک لکھنے پڑھنے اور بات چیت کرنے مین مشغول رہتے تھے۔ آگرہ مین اُنکے خیمے باغات تاج محل کے عین کنارے
پر نصب ہوے اور اسواسطے اس بےنظیر عمارت کے دیکھنے کا (جسکو دیکھکر تمام دنیا کے معارون کو خوشی اور مایوسی
حاصل ہوتی ہے) صبح تڑکے نصف النہار کی دھوپ اور ٹھنڈی چاندنی مین ہر وقت ہر طرح کا موقع ملا۔ یہ سیر ہماری جماعت
کے لوگون مین سے اقل درجہ ایک شخص کو بیس برس کے بعد اُس زمانہ مین بالتخصیص یاد آئی ہوگی جب دونون میان
بی بی عہدۂ وِیسرائی کے تمام حشم و خدم کے ساتھ پھر وہان داخل ہوے۔ لیڈی لارنس لکھتی ہین کہ "گو مین اُسوقت بہت
خوش اور اپنے شوہر پر نازان تھی لیکن میری یہ خوشی اُن ابتدائی ایام کی مسرت سے ہرگز زیادہ نہ تھی جب ہمنے دنیا کا کچھ
نہین دیکھا تھا اور زندگی کی حقیقت کا مطلق اثر نہین ہوا تھا۔ اور مین اپنی اسی خوشی مین رہی"۔

اِن سہولت کے سفرون مین ایک مرتبہ ایک عجیب خانگی ماجرا وقوع مین آیا جان لارنس اور اُنکی بی بی دونون ص ۱۶۵
ایک روز اپنے خیمہ کیطرف بگھی پر سوار چلے جاتے تھے کہ یکایک ایک مقام پر سڑک کے قریب اُنھون نے دیکھا کہ ایک ٹھا
لشکر پڑا ہوا ہے۔ اُسمین سے اُنکا بھائی جارج جو ابھی حال مین عرصہ تک قید افغانستان کی مصیبتین جھیل کر یہان آیا اور
ابتک افغانی پوشاک پہنے تھا برآمد ہوا۔ بھائی کی صورت دیکھکر اُنکو اسقدر مسرت اور حیرت ہوئی کہ بیان سے باہر ہے
یہ ایک عجیب طرح کی ملاقات عزیزون مین ہوئی جس سے ضرور اُنکے دل بھر آتے ہونگے۔ فہمندی کے ساتھ کابل

کیطرف بڑھنے اور تباہی کے ساتھ وہان سے واپس آنے قید ہونے اور تجہیز کر قتل ہونے اور زندہ بدر گور رہنے کی مصیبت سے نجات پانے کی سرگذشتین جو بڑے بھائی پر گذری تھین اور امید دلانے کے منقطع ہونے و دور دراز مقامات کی خبرین سننے کی یہ سب کیفیتین ہمیشہ ایک اجنبی ملک مین بڑی خوش آیند معلوم ہوتی ہین۔ لیکن شاید ویسی خوش آیند کبھی نہین معلوم ہوئین جسطرح اسوقت چھوٹا بھائی براہ راست انگلستان سے لے آیا تھا۔ جارج لارنس جو صرف ایک روز جان کے ساتھ سفر کر سکتے تھے انکو اس قلیل عرصہ مین معلوم نہین کیسے کیسے دلخراش قصّے بیان کرنا ہونگے۔ چنانچہ جن لوگون نے انکی کتاب موسومہ "چالیس برس ہندوستان مین" کے حالات پڑھے ہین انکو بخوبی معلوم ہین۔ لیکن شاید مندرجہ ذیل قصہ سبسے زیادہ دلخراش ہے میرے نزدیک وہ اس کتاب مین درج نہین ہے اور جسطرح مین نے انکے منہ سے سنا ہے وہ اس مقام پر بیان کرنے کے قابل ہے۔

ایک روز جب جارج لارنس ایلڈرڈ پاٹنجر اور دوسرے قیدی اس کمرہ مین جہان وہ قید کیے گئے تھے ایک کنارہ پر اکٹھا بیٹھے تھے تو اکبر خان جسنے اپنے ہاتھون سے میکناٹن کو قتل کیا تھا اور دغابازی کر کے ہماری بیدل فوج کو کاٹنا چاہا تھا مع اور مشہور سرداروں کے اس مکان مین آیا اور کمرہ کے دوسرے کنارہ بیٹھکر فخر آمیز اور اشتعال انگیز مباحثہ کرنے لگا۔ ان لوگون مین جو بطور یرغمال کے قید کیے گئے تھے صرف پاٹنجر صاحب پشتو زبان سمجھتے اور وہ انکی طرف کچھ آگے بڑھکر غور سے انکی باتین سننے لگے۔ آخر کو پھر اپنے غول مین آ گئے اور جارج لارنس سے کہا کہ "آیا تم جانتے ہو یہ لوگ کیا بحث کر رہے ہین"۔ لارنس نے جواب دیا "نہین"۔ اسپر پاٹنجر نے چپکے سے کہا کہ "بحث یہ ہو رہی ہے کہ آیا انکے حق مین یہ بہتر ہے کہ ہم لوگون کو اسی مقام پر اسیوقت مار ڈالین یا زندہ رہنے دین۔ بالفعل کثرت رائے اسی امر پر ہے کہ ہم کو مار ڈالین"۔ لارنس نے بھی اسی استقلال کے ساتھ کہا کہ "تو بہتر ہے کہ آپ پھر اسی جگہ چلے جائیے اور دیکھیے کہ کیا ہو رہا ہے بعد اسکے ہم لوگون کو مطلع کیجیے"۔ پاٹنجر نے یہی کیا اور جب یہ بڑی مجلس شوریٰ تمام ہوئی تو وہ واپس چلے آئے اور اپنے گروہ کے لوگون سے آکر کہا کہ اب کثرت رائے اور طرف ہے اور اسوقت ہم لوگ مارے نہ جائینگے"۔ اسکے بعد قیدیون کے ساتھ عمدہ برتاؤ ہونے لگا لیکن یہ پہلی ہی مرتبہ انکی جانین محفوظ نہین ہوئی تھین۔ قبل اسکے ایک موقع پر یہ تجویز ہوا تھا کہ ہر ہر سردار اپنے اپنے ہاتھ سے ایک ایک قیدی کو مار ڈالے۔ اور اسطرح پر سب کے سب انگریزون کی حد معذرت سے یکسان باہر ہو جائین۔ اور اکبر خان نے ایسے موقع پر جو قیدیون کی جانین چھوڑ دین تو یہ انکی رحمدلی کا باعث تھا بلکہ اسکے ذاتی فائدہ کی دور بینی کا نتیجہ تھا۔ ص ۱۶۶

بھائی سے رخصت ہوتے وقت جارج نے سرسری طور پر پوچھا کہ آپ کہان جاتے ہین۔ جان نے جواب دیا کہ "میرٹھ کو جاتا ہون"۔ بھائی نے کہا کہ "کیون ایسے مقام پر آپ کیلیے جاتے ہین جہان آپ کا کوئی شناسا نہین ہے آپ دہلی مین جائیے جہان ہر شخص آپ کو جانتا ہے اور یقین ہے کہ وہان آپ کو کام بھی ملے"۔ جان نے بھائی کی

صلاح پہ عمل کیا اور دہلی کے راستے مین تھے کہ معلوم ہوا کہ کمشنر آگرہ کی سفارش سے وہ دہلی کے سول اور سشن جج مقرر ہوے۔ گو یہ تقرری صرف ایک مہینے کے لیے تھی تاہم انکو خوشی حاصل ہوئی۔ اور اسطور پر اُسی مقام مین جہان ابتدا مین انھون نے محنت کی تھی ایک مرتبہ اور انکو کام شروع کرنے کا موقع حاصل ہوا۔ اور اُس مقام پر واپس آنے کا جو ضروری اثر انکے مابعد کارروائیون پر پڑا اُسکے دیکھنے اور اُن کارروائیون کی نوعیت پر خیال کرنے سے اس بات کا تردد نہین ہوتا کہ بہتیرے شخص چاہتے تھے کہ ہم انکو مقام مذکور پر بھیجنے مین سعی کرکے اپنے حصہ کی شاباشی حاصل کرین بہرحال اسکے برسون کے بعد جان لارنس نے ٹامسن صاحب کو لکھا تھا کہ "۱۸۴۳ء مین آپ نے مجھکو دہلی بھیجا تو مجھکو بنا دیا اور مین اسکو کبھی نہین بھولونگا"۔ اور بعض بد باطن لوگ جو کہتے ہین کہ شکر گزاری اکثر اس لیے کیجاتی ہے کہ آیندہ اُسکے ذریعہ سے کچھ کام نکلے اُنکو یہ بات سنکر بہت دلچسپی حاصل ہوگی کہ فی الجملہ جان لارنس کی شکر گزاری اس قسم کی تھی۔ کیونکہ اسکے بھی کئی برس بعد جب چیف کمشنر پنجاب انگلستان مین واپس آئے اور انڈین کونسل کے ممبر مقرر ہوے تو انھون نے مسٹر رابرٹ ٹامسن کی اس گذشتہ خدمت کا بڑی محبت کے ساتھ ذکر کیا اور اپنے اختیار کا عہدہ سب سے پہلے اُنکے بیٹے کو دینے کے لیے کہا۔ مسٹر رابرٹ کہتے ہین کہ "انکی یہ ایک بڑے وصف کی بات تھی" اور حقیقت مین بہت کم لوگ اس سے انکار کرینگے۔

اب آرام و آسائش کے ساتھ سفر کرنے کا وقت نہین رہا تھا جان لارنس بی بی سمیت بسبیل تعجیل روانہ دہلی ہوے اور ایک مہینے کی تقرری کا زمانہ ٹامس مٹکاف کمشنر دہلی اور جارج لارنس کے نسبتی بھائی کے گھر پر بطور مہمان کے صرف ہوا۔ یہ صاحب جان لارنس کے بھی بڑے دوست تھے اور آٹھ برس پیشتر صاحب موصوف ہی نے قاتل ولیم فریزر کے گرفتار کرانے مین جان لارنس کی مدد کی تھی۔ جان لارنس بہت خوش تھے کہ اس مقام ص ۱۲۱ سے انکو آگاہی حاصل تھی اور جسکو وہ اسقدر عزیز سمجھتے تھے وہین انکی تقرری ہوئی اور ایک مہینے کے ختم ہونے کے بعد پھر انکو ضلع دہلی مین قائم مقامی کا عہدہ ایک ایسے مقام پر ملا جو اُس جگہ سے جہان پانی پت کے ضلع مین پیشتر انھون نے بڑی بڑی کارروائیان کی تھین بہت دور نہ تھا۔ انکا صدر مقام کرنال تھا جسکو وہ پیشتر ایک بڑی بھاری چھاؤنی سمجھتے تھے اور گو چھ مہینے کی ایک مختصر مدت کے لیے تقرری ہوئی تھی مگر اُسپر بھی اطمینان کے ساتھ سکونت پذیر ہونے کی انکو بڑی خوشی ہوئی۔

لیکن سردست انکی قسمت مین یہ اطمینان نہین تھا کیونکہ قریب کی ریاست کیتھل مین فساد ہوگیا تھا وہان کا راجہ لاولد مرگیا تھا اور انگلش گورنمنٹ کو مناسب معلوم ہوا کہ علاقہ ضبط کرے۔ لیکن محافظ محل نے یہ خیال کرکے کہ محل کے مال غنیمت پر انکو اگر زیادہ نہین تو انگریزون کے برابر ہر حالت مین حصہ ملے دیسی سپاہ کو ترغیب دی کہ سرکار انگریزی کو مال غنیمت نہ لے جانے دو اور انکی مخالفت کرو۔ اس ہنگامے کے فرو کرنے کی نامشخص خدمت ہنری لارنس کو

سپرد ہوئی جو پشاور مین پالک صاحب کی ہزیمت یافتہ فوج کی رسد رسانی مین سخت مشقتین اُٹھا کر ابھی حال ہی مین واپس آئے تھے اور بمقام انبالہ سول کام پر مقرر تھے۔ انکو بطور قاعدہ کلیہ ہندوستانی ریاست کے شامل سلطنت کرنے مین سخت مخالفت تھی پس یہ کام اُنکے کچھ پسند نتھا لیکن اس معاملہ مین انکو اپنی راے پر عمل کرنے کا اختیار نتھا۔ وہ بعجلت کمک کے لیے کرنال مین گئے اور اُنکے بھائی جان نے باتفاق حکام فوج کمک فراہم کر دی۔ اور جان لارنس کچھ تو اپنے بھائی کی ملاقات حاصل ہونے اور شاید (بخیال الیٹ صاحب) اس سے بھی زیادہ تھوڑی سی جنگی چھیڑ چھاڑ کے اشتیاق مین موقع جنگ پر جانے کے لیے فوج کے ساتھ ہوئے غنیم کی طرف سے مخالفت تو کچھ بھی نہین تھی لیکن برٹش سپاہ مین انتظام کا قائم رکھنا البتہ ایک دشوار امر تھا جنہین سے بعض بعض لوگون نے درحقیقت اُس مال کو جسکی حفاظت کے لیے مقرر ہوے تھے لوٹ لیا۔

لیکن خوش قسمتی سے اس موقع کے حالات کا بیان مین ایک شاہد عینی یعنی اپنے دوست کرنل ہنری یول کے مشرح الفاظ مین بیان کر سکتا ہون راجہ کیتھل کے خاندان کے لوگون نے اُس ہندوستانی سپاہ کو جو وہان قبضہ کرنے گئی تھی محل کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ میرے دوست اعلی افسر سر ولیم بیکر جو اُسوقت کپتان اور صیغہ نہر کے سپرنٹنڈنٹ تھے انکو حکم ملا کہ اگر انجنیری کے کامون کی ضرورت ہو تو وہ اور اُنکے ساتھ مین بھی مدد دون ہمکو راستہ مین جو سپاہ ملی وہ کسیقدر نقصان اُٹھا کر واپس چلی آتی تھی۔ اسلیے ہمکو متوقف ہونا پڑا تا آنکہ ایک معقول فوج جمع ہوئی اور ہم کیتھل کیطرف بڑھے۔ وہان جا کر دیکھا تو محل خالی پایا گیا اور عجب طرح کی پریشانی نظر آئی۔ جلوس کی تمام چیزین اور وہ سب سامان جو دولتمند ہندوستانی رئیس کے پاس ہوا کرتے ہین اسیطرح پڑا ہوا تھا اور لوٹنے کی دیر تھی۔ مجھکو خوب یاد ہے کہ ایک خوبصورت آبنوس کی بیساکھی تھی جسکے پشت کے دستہ کے دونون طرف سیڈہے کا سر بنا ہوا تھا مین نے اُسکو لیکر اس ارادہ سے پولیٹکل افسر کے پاس بھیجدیا کہ جب نیلام ہو تو مین خرید کرون۔ نیلام تو ہوا مگر پھیری وہ بیساکھی کہین نظر نہ آئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کو مجھسے زیادہ بیشک شوق تھا۔ مجھکو یہ بھی یاد ہے کہ ایک ایرش افسر نے ایک صندوق کی تلاش مین کسی ہندوستانی زبان کی ایک کتاب نکالی جسکی لوح پر انگریزی لکھی ہوئی تھی اور اُسنے اپنے طور پر اُسکو پڑھ بھی لیا کیونکہ اُسنے مجھسے پکار کہا کہ "اس کتاب کا نام انسٹل ٹو یادولی ہے مجھکو اول صفحہ کے دیکھنے سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے"۔ اس موقع پر مین نے چار نامی شخصون سے پہلے پہل ملاقات کی یعنی سر جارج کلارک ہنری لارنس نیپیر اور جان لارنس۔ اول تین شخصون سے تو مجھسے ملاقات ہوئی مگر چوتھے صاحب کو صرف آنکھ سے دیکھا لیکن جسطریقہ سے مجھکو اُنکا پتہ بتلایا گیا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین بھی وہ ایک ذی اعتبار شخص تھے۔

عام طور سے جو خانہ تلاشی ہو رہی تھی اُسمین گورون کی پلٹن کا ایک افسر محل کے اُس حصہ پر تعینات کیا گیا جہان خزانہ ہونے کا گمان تھا اور یہ (افسر وغیرہ سب) لوٹ رہے تھے۔ ہنری لارنس ان پولیٹکل افسرون مین سے تھے جو (سر) جارج کلارک کی ماتحتی مین آئے تھے۔ جب اس معاملہ کی انکو خبر کی گئی تو وہ مین موجود تھا۔ محل مین ایک سنگ مرمر کا حجرہ تھا جسمین سنگ مرمر کی ایک کرسی یا تخت فرش پر بچھا تھا۔ لارنس اس تخت پر آ بیٹھے۔ وہ ایک افغانی جبہ پہنے تھے اور یہ جبہ اور انکی کا کلین [illegible] رہی تھین۔ وہ مجھکو ابتک اسطرح سے یاد ہین [illegible]

اس بات کے بیان کرنے کی کچھ حاجت نہین ہے کہ جن لوگون نے بدعنوانی کی تھی ہنری لارنس [illegible]

ص ۱۶۸

انکی خوب سیاست کی اور اسکے بعد اپنی فطرتی مستعدی سے انھون نے اس چھوٹی سی ریاست کا انتظام اور اسکی مالگزاری کا بندوبست شروع کیا۔ اس اثنا مین جان لارنس کرنال کو واپس آئے اور یہان ایک بڑا ضروری خانگی واقعہ وقوع مین آیا کیونکہ ۱ جون ۱۸۴۳ء کو عین گرمی کی فصل مین انکی سب سے بڑی بیٹی کیٹ پیدا ہوئی جان کا دفتر انکے بنگلہ ہی پر تھا یہ رعایت ہندوستانی افسرون کے ساتھ بہت کم ہوتی ہے اور انکو صرف اس امر کی شکایت تھی کہ اس ضلع مین ہیضہ کی شدت سے انکو کوئی نوکر نہین ملتا تھا جو انکا کام کرتا۔

ماہ اکتوبر مین جب گورنر جنرل کا محکمہ شملہ سے برخاست ہوا اور سب لوگ کلکتہ کو جانے لگے تو جان لارنس کے بنگلہ مین جو چھاونی کے بیچ مین آباد تھا بڑے بڑے عہدہ دارون کا قیام ہوا۔ اسمین انکے بعض بعض پرانے دوست بھی شامل تھے اور ۶۔ نومبر کو انکے بھائی ہنری اپنی زوجہ سمیت نیپال جاتے ہوے انکے مکان مین داخل ہوے۔ اس موقع پر بھائیون کی خوب ملاقات ہوئی۔ جان اور ہنری لارنس کی بی بیان جب نا کتخدا تھین تو شمالی آئرلینڈ مین ہمیشہ ایک ساتھ کھیلی تھین اور اس زمانہ کے بعد سے اب یہان انکی یکجائی کا موقع آیا۔ اور دونون کو یہ بات دیکھکر کہ انھون نے کس کس طرح کے شوہر سے شادی کی ہے اور آپس مین کسطرح کی مددگاری ہمدردی اور شادمانی سے رہتی ہین اپنا اطمینان حاصل کیا۔ دونون نے ایک دوسرے کی یہ باتین بہت اچھی طرح سے دیکھ لین۔ چند روز اس آباد بنگلہ مین باہم بسر ہوئی جسمین بقول ہنری لارنس "چارون طرف بڑی دور تک بارکون اسپتالون اصطبلون بنگلون اور باغون کی قطارین چلی گئی تھین جنمین چند اُگرا ہوا تھا اور کچھ گرا پڑا اور کچھ جا بجا ہوا تھا یہ بڑی بڑی عمارتین سب خالی پڑی تھین اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا کسی طوفان عظیم نے رات بھر مین تباہ کر دیا تھا"[1]

اس مقام کو واقعی رات بھر مین نہین بلکہ ایک سال یا یون کہیے کہ کئی برس مین تباہ کر دیا تھا پہلی مرتبہ جب جان لارنس کو اس مقام کا حال اس مرتبہ آنے سے قبل معلوم ہوا تھا تو انکا خیال تھا کہ ہندوستان بھر مین یہ چھاونی سب سے بھاری صحت بخش اور عام پسند ہے۔ اس کام کے لیے اسکے مقامی حالات بڑے فائدہ کے تھے۔ کیونکہ ملک کھلا ہوا تھا اور فوجون کی صف آرائی کے لیے یہ مقام بہت موزون تھا۔ زمین ہلکی اور ریلوی تھی اور اسواسطے کے حق مین مفید تھی گھانس اور پانی کثرت سے بہم پہونچتا تھا۔ پھر دہلی اور میرٹھ کی دونون کلان سڑکین اسجگہ پر آکر مل گئی تھین۔ اور چونکہ یہ مقام عین شاہراہ پنجاب و ہندوستان کے درمیان واقع تھا اس سبب سے وہ ہندوستان کا تاریخی میدان کارزار ہو چکا تھا جیسا کہ اوپر بیان کر آیا ہون۔ آیا کون ایسا سبب تھا جسنے ایسے مقام کو شہر خموشان بنا دیا۔ یہ بات نہین تھی کہ آب و ہوا کی عام حالت ردی ہو گئی ہو بلکہ برخلاف اسکے ہر ہر جگہ شادابی کے آثار نمایان تھے ۱۸۴۲ء مین جب جان لارنس بیشتر وہان تعینات ہوئے تھے تو وہان کے لوگ بوجہ جابرانہ بندوبست کے ہیضہ اور قحط کے بہت ہی ادنی

[1] سوانح عمری ہنری لارنس جلد اول ص ۲۴۲

حالت کو پہونچ گئے تھے اور بہت سے گانون بالکل ویران ہو گئے تھے۔ لیکن تاوقتیکہ جان لارنس نے اپنی آنکھ سے ان باتون کی اصلاح نہ دیکھ لی اور ایک بڑے درجہ تک اسمین سعی نکر لی اسوقت تک وہان سے نہ ہٹے! انھون نے بدانتظامی کے بدلے امن وامان قائم کیا اقساط مالگزاری کو ملتوی رکھا اور ہمیشہ کے لیے تخفیف کی بنیاد ڈالی۔ یہ ایک ایسا کام تھا جسکو اور لوگ بزمانہ مابعد خاطر خواہ طور پر انجام کر سکے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس وبا اور اس مصیبت کا جو وبا کے سبب سے پیدا ہوئی تھی باعث کیا تھا۔ کام نہونے کی وجہ سے بیزار ہو کر اور یہ دیکھکر کہ فوج کے آدمی پچاس فیصدی بخار مین مبتلا ہین اور باقی ماندہ ایسے ناتوان ہین کہ ان مین سے کوئی شخص ہتیار لیکر ایک منزل سفر نہین کر سکتا" اور علی ہذالقیاس آس پاس کے گانون کے ہندوستانی لوگ بھی مصیبت مین مبتلا ہین انھون نے اپنا باقیماندہ وقت فرصت اس امر کی تحقیقات مین صرف کیا کہ وبا کا سبب کیا ہے اور اسکے انسداد کی کیا تدبیرین ممکن ہین تحقیقات کے نتائج انھون نے ایک بیش بہا تحریر مین درج کیے اور آیندہ موسم بہار مین بمقام دہلی اُنکو مرتب کیا۔ اس قسم کا یہ پہلا ہی رسالہ تھا جو مجھکو ملا۔

اُن بہتیرے اعلی افسرون کیطرح جنھون نے بعد کو اس قسم کی تحقیقاتون مین وبا کا سبب نہرون کی آبپاشی قرار دی اور اس سے جا خواہ بیجا طور پر اس امر کو ناقص ٹھہرایا جو قحط کا اصل انسداد اور اندرونی آمد ورفت کا آسان طریقہ ہے انھون نے وبا کے یہ اسباب نہین بتائے بلکہ برخلاف اسکے یہ وجہ بتائی کہ آبپاشی کے کامون مین جو احتیاط مناسب تھا وہ نہین کیجاتی ہے۔ سبزہ کائی اور جھاڑیان نہرون کے کنارے خودرو طور پر اُگنے کے لیے چھوڑ دی جاتی ہین اور وہان کی زراعت کثرت سے ہوتی ہے یاد رکھنا چاہیے کہ اس حصہ ہندوستان کے لوگ برخلاف دیسی باشندگان بنگال کے اسی زمانے کی کچھ مدت پیشتر تک چانول پر نہین بلکہ گیہون جوار مختلف قسم کی دالون پر بسر کرتے تھے۔ ان آخری قسم کی فصلون کے لیے دہان کے مقابلہ مین پانی کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے اور وہان کی زراعت کے لیے ضرورت ہوتی ہے کہ ہروقت سیلاب مین ڈوبے رہین ورنہ معقول فصل کبھی نہ پیدا ہوگی وہ اصل تو یہ ہے کہ دہان صرف پانی مین پیدا ہوتا ہے اور گزشتہ چند سال کے عرصہ سے یہ زراعت گانون تک بڑھ آئی تھی۔ چھاونی دوادرف دہان کے کھیتون سے بالکل گھری ہوی تھی۔ پس خرابی کا ایک سبب تو یہی تھا اور پھر فوجی حکام کی غفلت سے بھی یہ ہوا تھا کہ بڑے بڑے گھور جمع ہو گئے تھے۔ چیلون گِدون پہاڑی کتون اور سورون نے ایک آفت برپا کر رکھی تھی۔ جانورون بلکہ آدمیون کی بھی لاشین جہان جو مرے تھے اسی جگہ پڑی ہوئی تھین۔ کسی نے ایک مشت خاک بھی انپر نہین ڈالی تھی۔ جان لارنس جب صبح تڑکے گھوڑے پر سوار ہو کر جاتے تھے تو یہی کیفیت دیکھتے تھے اور پولیس کو اُنکے اُٹھوانے کا حکم دیتے تھے۔ ان خرابیون کے رفع کرنے کے لیے انھون نے یہ تدبیرین بتائین کہ دہان چھاونی سے چار میل کے فاصلہ پر کسیطرف نہ بویا جائے۔ اس بات کا انتظام کیا جائے کہ ایک معین مقدار

زیادہ عمیق پانی نہرون مین نرہے نہرون کے کنارون پر سبزہ کی قسم سے جو چیزین اُگین وہ فوراً اکھاڑ ڈالی جائین تاکہ کسی جگہ کی گیلی زمین یا سڑی ہوی نباتات پر آفتاب کی شعاع لگکر شعاعین اپنا اثر نہ پیدا کرنے پائین۔ نالیون کی مرمت کیجائے۔ حفظان صحت کے لیے پولیس پر تاکید رہے۔ بازار بارکون بنگلون اور اسپتالون کے قریب سے ہٹاکر زیادہ فاصلہ پر مقرر کیے جائین۔ اور اُنکی ازسرنو تعمیر ہو اور درمیان کی گلیان یا سڑکین کشادہ رہین۔ یہ سب باتین اسوقت تو بہت بدیہی معلوم ہوتی ہین لیکن جسوقت کا ذکر ہے اُسوقت ایسی نہین معلوم ہوتی تھین۔ یہ امر اُنکے خاصہ طبیعت کا تھا اور تواریخ کے اعتبار سے بھی دلچسپ ہے کیونکہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے اُنکی طبیعت اُس اصلاح حفظان صحت اور آشتی کے ساتھ ترقی پھیلانے کی طرف مائل تھی جو اُنکے عہد ویسرائی کا اصل مقصد اور کامیابی کا باعث رہا۔ جنگ وجدل اور ملک گیری اُنکو مقصود نہین تھی۔ ان اصلاحون سے جنکو اُنھون نے تجویز کیا تھا کرنال کی چھاونی محفوظ نہین ہوئی کیونکہ وہ پہلے ہی تباہ ہو چکی تھی۔ لیکن وہان کی وبا اور اُس وبا کی پریشانیون سے جو تجربہ اُنھون نے حاصل کیا اُس سے وہ بزمانہ مابعد ہزارہا بندگان خدا کی جو ہندوستان مین رہتے تھے جان بچا سکے۔ اسیطرح اوائل ایام مین بمقام پانی پت دفتر کی بارکیون اور گوڑگانون اور اٹاوہ کے قحط زدہ لوگون کے افلاس سے جو تجربہ اُنھون نے حاصل کیا تھا اُس سے اس امر کا عقیدہ جسپر اُنکا بعد کو ہمیشہ عمل رہا اُنکے دل پر خوب جمگیا تھا کہ ہتیار اُسیکو دینا چاہیے جسکے ہاتھ ہتیار رکھنے کے لیے سب سے زیادہ موزون ہون۔ اور ہندوستانی فرمانروا کے لیے سب سے مقدم خدمت یہ نہین ہے کہ سلطنت کو وسعت دے یا چند دولتمندون کو ملتفت رکھے بلکہ وہ کام یہ ہے کہ ہزارہا عام مصیبت زدہ باشندون کی خبرگیری کرے۔

جان لارنس کی توجہ اسی قسم کے اور امور کی جانب بھی متوجہ ہوئی اور قیام کرنال کے زمانے مین اُنکی توجہ خاص کرکے قاعدہ رسدرسانی اور دیسی عورتون کی حالت کی جانب رجوع رہی۔ رسدرسانی سے میری مراد وہ قاعدہ ہے جسکے ذریعہ سے گورنر جنرل یا کمانڈر انچیف ایسے ایسے نامی اشخاص کے سفر کرنے کی حالت مین اُنکی آمد و رفت کے راستہ مین رہنے والے دیہاتی لوگ نہ صرف گاڑیون اور باربرداری کے جانورون کے مہیا کرنے پر جو بڑے بڑے خیمون کے لیجانے کے لیے درکار ہوتے ہین مجبور کیے جاتے ہین بلکہ اکثر اُنکو بڑا نقصان اُٹھاکر یہ چیزین فراہم کرنا پڑتی ہین اور اُنکا معاوضہ نہین ملتا ہے۔ خوش قسمتی خواہ بدقسمتی سے عین اسی زمانہ مین گورنر جنرل نے دریافت کرلیا تھا کہ گرمی کی فصل مین پہاڑ پر جانا ہمیشہ ضرور ہے اور اُسکے بیشمار ہمراہیون کی بھی کسی نہ کسی طرح امداد ہونا چاہیے اگر ہندوستانی پولیس کے لوگ چھکڑون اور جانورون کے جمع کرنے پر مقرر کیے جاتے تھے تو وہ ہندوستانیون ہی کو تباہ کرتے تھے اور اگر اُنسے کام نہین لیا جاتا تھا تو نہ کوئی چھکڑا اور نہ کوئی جانور میسر آتا تھا۔ اگرچہ جانور قلیہ رانی یا [illegible] فصل کے زمانے مین جیسا کہ اکثر ہوتا تھا پکڑ لائے جاتے تھے تو صاف ظاہر ہے کہ معمولی شرح کی کسی اجرت سے اُنکا [illegible]

ممکن نہین ہے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ یہ قلیل رقم بھی اُنکو نہین ملتی تھی یا اگر ملتی تھی تو اُسکو یار لوگ اوڑا لیجاتے تھے۔ اس امر خاص اور اسی طرح کے دوسرے امور کی بدنامی بیشک گورنمنٹ پر تھی اور جان لارنس نے واقعی بہت ٹھیک کہا تھا کہ "یہ قباحت اُسوقت تک ہے جبتک ہم اپنے ملازمون کو عمدہ برتاؤ نہین سکھاتے ہین ۔ ہندوستانی اہلکار بالتخصیص خراب ہوتے ہین ۔ ہندوستانی سپاہی ارباب پولیس افسران مال یہ سب لوگ ہر چیز کو مفت لینا اپنا حق المحنت تصور کرتے ہین" اسکے بعد اُنھون نے ایسی تدبیرین نکالین جنکا اس مقام پر بیان کرنا کچھ ضرور نہین ہے کیونکہ اُنپر بہت عرصہ سے عمل کیا جاتا ہے ۔ ہندوستانی عورتون کی حالت دیکھکر اُنکا دل اور بھی بھر آیا ۔ مرد لوگ اپنی بی بیون یا بیوہ بھاوجون کو بیچ ڈالتے تھے یا اُنکو اپنے پاس رکھنے کے لیے مجبور کرتے تھے ۔ بہترین حالت مین بھی عورتین صرف مزدورنین تھین اُنکو محنت شاقہ کرنا پڑتی تھی اور اُنکے ساتھ بدسلوکی کیجاتی تھی اور خودکشی کی کثرت ہوتی جاتی تھی ۱۸۴۵ء مین بمقام گوڑگانوَن جان لارنس نے دریافت کیا تھا کہ پانچسو سے زیادہ عورتین کنوون مین ڈوب مری تھین اور اگرچہ اس ملک مین کنوؤن کے کھلے اور خطرناک حالت مین رہنے کی وجہ سے بھی اکثر یہ وارداتین ہوا کرتی تھین مگر اُنمین سے زیادہ عورتین خودکشی کے قصد سے گر پڑتی تھین یا دوسرے لوگ دھوکا دیکر گرا دیتے تھے ۔ کچہری کا کام ہر روز گھنٹون تک ایک ہی قسم کا کرنا پڑتا تھا اسمین طبیعت مضمحل ہو جاتی تھی اور اسکی اصلاح اکثر ان مقدمات کے ذریعہ سے ہوا کرتی تھی جو فی نفسہ غمناک ہوتے تھے مگر اسپر بھی اُنمین ایک طور کا مذاق ملتا تھا ۔ ایک روز ایک شخص نے اپنے ایک دوست کے خلاف یہ استغاثہ دائر کیا کہ وہ میری زوجہ کو بھگا لیگیا ہے اور اُسکو ایک دوسرے شخص کے ہاتھ چھبیس روپیہ کو بیچ ڈالا ۔ جان لارنس کو پہلے تو اس قصہ کا یقین نہوا مگر آخر کو اُسکا بیان صحیح نکلا ۔ عورت کا شوہر گھر پر نہ تھا اور وہ خود علیل تھی مجرم نے یہ موقع پاکر اُسکو ڈولی مین سوار کرایا اور بھگا لیگیا ۔ تیسرے شخص نے خریداری سے اقرار کیا اور بیان کیا کہ وہ اپنی رضا و رغبت سے زوجہ کیطرح میرے یہان رہتی ہے ۔ مجرمون کو چھ چھ مہینے کی قید ملی اور میان بی بی دونون خوش خوش چلے گئے ۔ دونون سے کسی شخص کو ظاہرا اس بات کا کچھ خیال نہ تھا کہ اُنپر کوئی خرابی گزری یا کیا ہوا ۔

ص ۱۴۲ ایک اس سے بھی زیادہ دردانگیز ماجرا جسکو سنکر ہر بنی نوع انسان کا دل بھر آئیگا جان لارنس کی کچہری مین جب وہ پیشتر اس ضلع مین رہتے تھے تو پیش ہوا تھا اور اس موقع پر وہ قابل ذکر ہے ۔ مین اُسکا احوال اُنھین کی عبارت مین بیان کرونگا کیونکہ اُسپر جلا دینا ناممکن ہے ۔

جذامی کا قصہ

اُن تمام بیماریون سے جنمین بنی نوع انسان مبتلا ہوتے ہین جذام کا مرض ہمیشہ نہایت ہی مکروہ اور خوفناک عارضہ خیال کیا گیا ہے ۔ اس سے بڑھکر کسی عارضہ مین انسان بےبس نہین ہو جاتا ہے اور اسپر طرہ یہ کہ

ایسے مریض کی اعانت اور ہمدردی کرنے والا بھی مشکل سے ملتا ہے - یہ مرض ایسا منحوس اور استدر ساری ہے کہ ہر شخص مجذوم سے دور دور بھاگتا ہے - لوگ کہتے ہین کہ اُسکی جلد بلکہ کپڑون تک کے چھونے اور جس مقام پر وہ بیٹھا ہو وہان کی ہوا مین دم لینے سے مرض کی سرایت پیدا ہوتی ہے - گو اسکے نتائج ایسے مہلک اور حتمی ہوتے ہین لیکن عموماً اُسکی ترقی بدیر اور بتدریج ہوتی ہے - ہتیلی یا ہونٹ پر پہلے پہل ایک ذراسی چھینٹ کے نمودار ہونے سے لیکر جسم بھر مین پھیلنے تک برسون کا زمانہ ہو جاتا ہے - اور ظاہر اس زمانہ مین مریض کی تندرستی مین کوئی فرق نہین ہوتا ہے وہ اپنے یومیہ اشغال مین مصروف رہتا ہے اور اگرچہ اُسکو کوئی شخص از خود نہین چھوتا اور نہ اُسکو اپنے ساتھ کھانا کھلاتا ہے لیکن لوگ اُسکی صحبت مین بیٹھنا خطرناک نہین سمجھتے ہین مجھکو ایک ہندوستانی رسالہ دار یاد ہے جو ایک بہت عمدہ افسر اور معزز شخص تھا - یہ شخص اگرچہ اس مرض مین مبتلا تھا مگر برسون تک اُسی حالت مین کام کرتا رہا اور مین نے اُسکے رسالہ والون کو بارہا ایک ہی فرش پر دیر تک بیٹھے ہوے دیکھا - لیکن جون جون مرض بڑہتا جاتا ہے اسیطرح لوگ اُس سے کنارہ کشی کرتے جاتے ہین - دوست اعزا اقربا سب کے سب اُسکو چھوڑ دیتے ہین - مان جسنے اُسکو دودھ پلایا ہے اور بیوی جو اُسکی پارہ جان ہوتی ہے وہ بھی دور دور بھاگنے لگتی ہے - ابناے جنس کی آمد و رفت کے مقام سے کچھ فاصلہ پر اُسکے لیے ایک جھوپڑا بنا دیا جاتا ہے اور ہر روز اُسکا کھانا کچھ فاصلہ سے ایک پتھر کے اوپر رکھدیا جاتا ہے جہان وہ کھانا دینے والے کے چلے جانے کے بعد آہستہ آہستہ اپنے مشلول جسم کو لے جاتا ہے -

یہ سب خیالات میرے دل مین ایک عجیب و غریب اور خوفناک واقعہ سے پیدا ہوے ہین جو چند سال پیشتر اُس ضلع مین جہان مین مجسٹریٹ تھا گذرے تھے - مین کچہری مین بیٹھا ہوا اپنے کام مین مشغول تھا اتنے مین انبوہ مین سے ایک گنوار نے پکار کر کہا کہ مجھکو ایک بڑی ضروری عرضی دینا ہے امیدوار ہون کہ آپ فوراً اُسکی سماعت کرینگے "مین اُسکو صندوق عرائض مین نہ ڈالونگا کیونکہ مین چاہتا ہون کہ اپنے ہی ہاتھ سے پیش کرون" - مین نے اُسکی التجا قبول کی اور وہ چلا آیا اور اپنی درخواست میز پر رکھدی - یہ استغاثہ ایک جذامی کی طرف سے تھا اور اُسکا یہ ایک رشتہ دار تھا جو عرضی لیکر حاضر ہوا تھا اور وہ استغاثہ یہ ہے -

"فریاد رس ستمدیدگان سلامت

حضور پر نور پر روشن ہے کہ کمترین عقیدت گزین سالہا سال سے مرض جذام مین مبتلا رہتا چلا آیا ہے - فدوی کے اعضا پارہ پارہ ہوکر گھل گئے - فدوی کا سارا جسم بگڑ کر ایک فاسد مضغہ گوشت ہوگیا ہے - فدوی اب زندگی سے تنگ آگیا ہے اور موت کا خواستگار ہے - میری زندگی تمام گانون کے لیے وبال جسم ہے اور سب عاجز آگئے ہین اور ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ فدوی مرجاے - یہ ایک مشہور بات ہے کہ اگر جذامی موت پر رضامند ہوجاے اور اپنے تئین زندہ مدفون ہوجانے دے تو اُس سے دیوتا خوش ہونگے اور اُسکے گانون کے کسی دوسرے

شخص پر اسطرح کی بلا نازل نہونے دینگے۔ اسواسطے فدوی استدعا کرتا ہے کہ اُسکو زندہ مدفون ہو جانے کی اجازت ملے۔ گانون کا ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ فدوی مرجاے اور فدوی بھی اس سے خوش اور راضی ہے۔ حضور مالک ملک ہین اور اگر بغیر حضور کی اجازت کے ایسا کیا جائیگا تو وہ داخل جرم ہوگا۔ امیدوار ہے کہ درخواست ہذا منظور فرمائی جاے۔ الہی آفتاب دولت تابان باد۔ دستخط رام بخش جذامی "

اسمین شک نہین کہ اس عرضی کو پڑھکر میرا دل بھر آیا لیکن مین مقر ہون کہ مذکورہ بالا درخواست کو پڑھکر مین سخت متحیر ہوا۔ مین نے اپنی عمر مین عجیب عجیب مقدمے دیکھے اور نرالی درخواستین میرے یہان پیش ہوئین مگر یہ درخواست سب سے انوکھی تھی پہلے تو مین نے یہ سوال کیے کہ "تم کون ہو۔ تمھارا نام کیا ہے۔ تم جذامی کے قرابت مند ہو۔ آیا وہ مجنون ہے۔ بیشک اُسکے حواس بجا نہین ہین " ان باتون کے جوابات پانے کے بعد مین نے پوچھا کہ وہ شخص خود کہان ہے۔ دیہاتی نے جواب دیا کہ " وہ کچہری کے باہر ہے ہم یہان اُسکو ڈولی پر سوار کرا کے لائے ہین اگر آپ باہر آئیے اور اُس سے باتین کیجیے تو آپکو اطمینان ہو جاے کہ جو کچھ مین نے کہا ہے وہ صحیح ہے " مین اُٹھکھڑا ہوا اور اُس شخص کے ساتھ چلا وہان جاکر دیکھا تو ایک درخت کے نیچے ایک ڈولی سایہ مین رکھی تھی۔ اور گانون والون کا ایک انبوہ اُس سے کچھ فاصلہ پر جمع تھا۔ میرے رہنما نے مجھسے اشارہ کرکے بتلایا کہ " دیکھیے یہ تو مستغیث بیٹھا ہے اور وہ اُسکا باپ اور بھائی ہے اور ہمارے گانون کے اور مقدم لوگ کھڑے ہین " مین فوراً اُس سے باتین کرنے لگا اور اُن سب نے پہلے شخص کے بیان کی تصدیق کی۔ اور خود بدنصیب مریض جسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ مرض اسپر اپنا پورا کام کر چکا ہے اُسکی یہ کیفیت تھی کہ دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا تھا۔ اُسکے ہاتھ کہنیون تک پانون ٹانگون تک گل گل کر گر گئے تھے اور اُسکا تمام جسم ایک فاسد مضغۂ گوشت معلوم ہوتا تھا۔ اُسنے چلاکر کہا کہ " او صاحب خدا کے لیے میری درخواست سُن لیجیے۔ مجھکو زندہ دفن ہو جانے دیجیے مین بہت جی چکا اب مجھکو مرنے دیجیے " مین نے جواب دیا کہ " اے مرد خدا میرے امکان مین نہین ہے کہ تیری درخواست قبول کرون یہ کام تو بڑا دردانگیز ہے مگر بالکل خلاف قانون ہے یہ قتل عمد ہو جائیگا اور اُسکی اجازت نہین دیجا سکتی " جب وہ واویلا مچانے لگا تو مین نے حکم دیا کہ اُسکو یہان سے اُٹھا لیجاؤ اور اُسکے عزیزون سے کہا کہ اُسکی خبرگیری کرنا۔

ص ۱۷۵ کچہری کے برخاست ہونے کے بعد جب مین ایک فہمیدہ ہندوستانی کے ساتھ جو دن کو موجود تھا اور جسنے یہ ساری کیفیت دیکھی تھی بات چیت کرنے لگا تو اُسنے مجھسے پوچھا کہ آپ نے مجذومی کی درخواست کیون نہ قبول کی اور پھر اُسنے کہا کہ " اُسکے لیے لازم ہے کہ جلد ہلاک ہو کیونکہ اُسپر بڑی مصیبت گذر رہی ہے اُسمین اُسکا اور گانون والون کا بھی فائدہ ہے " مین نے کہا کہ " کیا درحقیقت تم کو بھی یقین ہے کہ اُسکے گانون والون مین سے کوئی شخص جذام مین مبتلا ہوگا " اُسنے جواب دیا کہ " بیشک مجھکو اور اسیطرح تمام ملک کو اس بات کا یقین ہے " مین نے کہا کہ " اعتقاد

کے بارے مین تو کوئی دلیل نہین ہوسکتی لیکن میرے نزدیک یہ امر مہمل معلوم ہوتا ہے - بہرحال کمپنی بہادر کی عملداری مین ایسا فعل داخل جرم ہوگا - اگر مین چاہون تو بھی اس بات کی اجازت نہین دیسکتا ہون " ہندوستانی افسر نے جواب دیا کہ " حضور جو کچھ فرماتے ہین وہ سب تو صحیح ہے مگر دیکھ لیجیے گا کہ گانون والے اُسکو بلا اجازت زندہ دفن کردینگے " یہ کہکر اُسنے سلام کیا اور وہان سے چلا گیا -

مین نے یہ خیال کرکے کہ ایسا امر ممکن نہین ہے اُس بات کو دل سے دور کردیا - لیکن چند روز کے بعد مفصلات کے ایک افسر پولیس نے مجھ سے آکر یہ رپورٹ کی کہ مجھکو معلوم ہوا تھا کہ ایک آدمی زندہ دفن کردیا گیا ہے جسکو سُن کر مین موقع پر گیا اور وہان جاکر دریافت حال کے لیے زمین کھدوائی اور لاش نکلوائی اور معلوم ہوا کہ وہ کسی جذامی کی لاش ہے - جب مجرم لوگ گرفتار ہوے تو معلوم ہوا کہ وہی لوگ تھے جنھون نے مجھسے مجذومی کے دفن کرنیکی اجازت چاہی تھی بعد کو جو تحقیقات ہوئی اُس سے معلوم ہوا کہ اُس روز درخواست کے نامنظور ہونے کے بعد وہ لوگ پلٹ آئے اور گانون بھر کے لوگون کو جمع کرکے مشورہ کیا جسمین یہ راے قرار پائی کہ مجذومی کو دفن کردینا چاہیے - چنانچہ یہ کام دن دوپہر تمام معمولی رسمون کے ساتھ عمل مین لا گیا اور گانون کے سب لوگ اُسمین شریک ہوے - موضع کا مقدم چوکیدار اور دوسرے اہلکار لوگ جو گانون مین تھے دورہ سپرد کیے گئے جہان سب نے جرم سے اقبال کیا اور قید کی سزا پائی اسمین شک نہین کہ سزا کا دینا ضرور تھا - لیکن مین خوش ہون کہ سزا خفیف ہوئی - مین خیال کرتا ہون کہ اوسطاً ضلع کے جیلخانے مین چھ مہینے قید رہنے کا حکم ہوا - میرے نزدیک وہ قابل الزام نہین بلکہ زیادہ تر قابل افسوس تھے اور گو اُس بدنصیب شخص کے ہلاک کرنے کا طریقہ ہمارے خیالات کے کیسے ہی خلاف ہو مگر وہ بقول خود " بہت جی چکا تھا "

مقام دہلی مورخہ ۷ مارچ سنہ ۱۸۴۵ء

ایسا شخص جو اسطرح کے قصہ کو سُنے اور اُسکا دل نہ بھر آئے یا جو سالہا سال تک ایک منصب حکومت پر ایسے زود فہم مگر سریع الاعتقاد اسقدر مفلس مگر صابر ایسے تربیت پذیر مگر اپنے ضعیف حقوق پر دلدادہ اور آستے عرصہ دراز تک بارہا اجنبی حملہ آورون کے ستاے ہوے مگر اُسپر بھی اپنے موروثی اطوار و عقائد کے اسقدر پابند لوگون مین رہے اور پھر اُنکی طرف ایسا خیال نہ رکھے جو کوئی باپ اپنے آوارہ مگر بےبس اور وفادار لڑکے کی نسبت رکھتا ہو مشکل سے دستیاب ہوسکتا ہے اور اگر دستیاب ہو تو وہ محسود نہوگا - ہندوستان مین پیشتر بھی ایسے بہت انگریز رہ چکے اور اب بھی رہتے ہین جو اپنی قومیت یا اپنی اعلی قوت جسمانی یا عقلی کے زعم مین ہندوستانیون کو حقیر جانتے اُنسے الگ رہتے اُنکو ذلیل سمجھ کر کالا لوگ کہتے اور اُنکو اسطرح سے ستاتے یا اُنکے ساتھ بدسلوکی کرتے ہین کہ اسطرح کا برتاو کسی یورپین کے ساتھ وہ ہرگز نہ کرینگے - لیکن خوش قسمتی سے ایسے انگریزون کی تعداد ہندوستان مین ہمیشہ قلیل رہی ہے اس قسم کے لوگ بعض اوقات ہندوستان کے عارضی سیاحون یا قلیل العمر اور کوتہ اندیش فوجی افسرون یا ایسے

شہرون کی تقویت تکلف یا عیب جو صحبتون مین ملسکتے ہین لیکن ارکان سول سروس یا اُن فوجی مدبرون مین جنھون نے سلطنت ہندوستان کی بنا قائم کرکے اُسکی حفاظت کی ہے کہین نہین پائے جاتے ہین ۔ مسٹر ٹامس منرو یا لارڈ مٹکاف آوٹرم یا ہولاک ہنری یا جان لارنس اور اسیطرح کے دوسرے صدہا نیک محضر اور راستباز اشخاص کی تحریرات اقوال یا افعال سے ہمکو ایک لفظ یا ایک فعل بھی ایسا نہین ملتا جس سے اور کوئی بات پائی جاتی بجز اسکے کہ جن کروڑون بے بس اور بے زبان آدمیون پر وہ حکومت کرتے تھے اُن سب پر کمال شفقت اور محبت مبذول رکھتے تھے ۔ جان لارنس اپنی باتون کا زیادہ احتیاط سے کبھی موازنہ نکرتے اگر وہ کسی شخص کو بد اطوار یا بیوقوف سمجھتے تھے تو بڑے سے اُسکے منہ پر کہہ گذرتے تھے ۔ اگر وہ کسیکو سزا دینا چاہتے تھے تو معاً سزا دیدیتے تھے لیکن اُن ہزار ہا عجلت کی گھسیٹی ہوی چٹھیون مین جو میری نگاہ سے گذری ہین کہین ایک فقرہ بھی مجھکو ایسا نہین ملا جس سے بڑے سے بڑے ذیشان ہندوستانیون کے اعزاز کو کوئی صدمہ پہونچ سکتا ہو ۔ اور کہین ایک مقام پر بھی وہ کلمۂ تحقیر کا اکثر نوجوان افسرون یا ہندوستان کے اتفاقی سیاحون کی زبان پر سب سے پہلے جاری ہوتا ہے انھون نے کہین استعمال نہین کیا ۔ یہ وہ لوگ ہین جو ہندوستانیون کو جانتے اور مانتے ہین اُنسے محبت کرنا سیکھا ہے ۔ خالص [illegible] قومی جوش سے اپنے تئین اُن لوگون کا خادم سمجھتے ہین جنپر وہ حکومت کرتے ہین اور اُنہین کی خدمت کرکے حکمرانی کرتے ہین ۔ اور ہماری قسمت یا قصور سے مختلف رنگ کے لوگون قومون اور مذہبون مین جو آہنی دیوار حائل ہے اُسکے انہدام مین ہر ایک طرح کی کوشش کرتے ہین ۔ جبتک یہ دیوار کسی نہ کسی طرح سے منہدم نہو جائیگی اُسوقت تک گو ہمارے مقاصد کیسے ہی نیک ہون اور ہماری حکومت سے کیسے ہی فوائد متصور ہون لیکن ہم گو بزور تیغ ہندوستان پر قابض ہین اور جبتک ہم بزور تیغ قابض ہین اُسوقت تک ہم کو اپنے حقوق کیطرف سے اطمینان بہت کم اور خطرہ زیادہ رہیگا

۱۰ نومبر ۱۸۴۳ء مین کرنال کی قائم مقامی کے عہدہ کا خاتمہ ہوا اور جان لارنس اپنے بوریے بستر سمیت مقام دہلی مین جہان کی سرزمین سے وہ اسقدر مانوس اور مربوط تھے ایک عارضی عہدہ پر آئے یہان جب سال مابعد ختم ہوا تو مستقل عہدہ خالی ہوا اور آخر کو اُسوقت مناسب عہدہ کے لیے مناسب شخص بہم پہونچا اور جان لارنس خود اپنے استحقاق کی رو سے دہلی اور پانی پت ان دونون ضلعون کے مجسٹریٹ اور کلکٹر مقرر ہوے ۔ ہندوستان سے رخصت فرلو پر روانہ ہونے کے قبل اُنکو جو مشاہرہ ملتا تھا اُن پچھلے دو سال تک اُسکے نصف سے بھی کم تنخواہ اُنکو ملی اور اس قسم کے مہمان نواز اور ایسے مخیر آدمی کو اس قلیل آمدنی مین اپنے عیال اطفال نوکر چاکر اور گھوڑون کی دو جوڑی کے رکھنے مین معلوم نہین کسقدر مشکل پڑی ہوگی اور وہ اپنے عہدہ اور درجہ کے اعتبار سے اُس منصب تک پہونچ چکے تھے جبپر ہندوستان سے علیل ہوکر جانے کے قبل وہ مامور تھے ہندوستان مین جنگ افغانستان اور اُسکے بعد کی لڑائی سے جو عام مایوسی چھائی ہوئی تھی اُس سے اور شاید امراء سندھ کی اور

بھی ناانصافانہ لڑائی سے اُنکے دوسرے ہمعصر بھی اُنھین کی طرح ایک ضیق کی حالت مین تھے ۔ ماہ نومبر ۱۸۴۴ء مین
اُنکے ایک دوسری بیٹی پیدا ہوئی جسکا نام اِمیلی رکھا گیا اور یہ عین وہ زمانہ تھا جب باپ کی آمدنی اُنکی ضرورتون اور مخارج
کے برابر پہونچی ۔ آیندہ دو سال کے عرصہ مین جان لارنس نے بحیثیت کلکٹر و مجسٹریٹ دہلی جو کام انجام کیے بدقسمتی
سے اُنکے بارے مین بہت کم بیان کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن جو کچھ مین اُنکی ابتدائی تقرری دہلی کے بارے مین بیان کرچکا
ہون اُس سے بیشک عام طور پر قیاس کیا جاسکتا ہے کہ اس زمانہ مین کیا کام کیا گیا ہوگا ۔ عام طور پر وہی باتین فتور
ناراضی اور دشواری کی اب بھی تھین پیرانہ سال مغلیہ بادشاہ کے دربار مین جسکے یک قلم نیست و نابود ہو جانے کے دس
برس اور باقی رہ گئے تھے وہی بدعنوانیان موجود تھین اُسیطرح کے لغو آدمی دربار کو گندہ کیے ہوے تھے اور اُس تاریخی
دارالسلطنت کے جرائم پیشہ اور کمینہ لوگون کا گروہ اُسیطرح شورش مچاے ہوے تھا ۔ مسٹر رابرٹ منٹگمری کو اُس شہرت
کا حال یاد ہے جو جان لارنس نے حاصل کی تھی اور جسکا چرچا الہ آباد تک پھیلا ہوا تھا یعنی یہ کہ وہ ایک مختصر گروہ پولیس ص ۱۷
کو لیکر اچانک قماربازون قزاقون اور ہر قسم کے بدمعاشون کے غول مین جا پہونچے اور سبکو اسطرح سے گرفتار کرلیا کہ نہ تو
ایک قطرہ خون کا گرنے پایا اور نہ کہین کچھ فتور ہوا ۔

سنہ ۱۸۴۵ء کے موسم بہار مین اُنکو اس بات کا موقع ملا کہ اپنی ہمیشہ کی وفادار محررہ اور رفیقہ کی مدد سے اپنے
ابتدائی قیام ہندوستان کے ایام کی وہ دلچسپ حکایتین تالیف کرین جنمین سے اسقدر قصے مین نے نقل کیے ہین ۔
اُنھون نے چند نہایت معقول چٹھیان طرز معاشرت کے متعلق دہلی گزٹ کے اڈیٹر کو بھی لکھین جیسے اصلاح جیلخانہ اور
انتظام پولیس وغیرہ اور اُنمین سے دو ایک فقرہ اس مقام پر نقل کرنے کے قابل ہین کیونکہ اُنسے ثابت ہوتا ہے کہ اُس
زمانے مین جان لارنس کا قلم برداشتہ طرز بیان اور طرز خیال کیا تھا ۔ گورنمنٹ نے تجویز کیا تھا کہ ممالک مغربی و شمالی
کے جیلخانون کا ایک سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا جائے ۔ جان لارنس نے مخالفت کی کہ اس تجویز مین خرچ کثیر متصور ہے
اور اُسمین کوئی فائدہ نہین ہے اور عجب نہین اگر اُسکے سبب سے اور ضروری اصلاحین ملتوی رہ جائین ۔ چنانچہ
اس امر کے متعلق جان لارنس نے اپنی یہ راے ظاہر کی تھی ۔

ممالک مغربی و شمالی کے واسطے ایسی حالت مین جب جیلخانے کے داروغہ جو ہر ایک کام کو انجام دیتے ہین صرف
پچیس روپیہ ماہوار پاتے ہین ۲۵۰۰ روپیہ کی تنخواہ پر ایک دورہ کرنے والا سپرنٹنڈنٹ مقرر کرنا سراسر غلطی ہے ۔ اسطرح کا سرکاری
افسر جو آج یہان اور کل وہان پھرتا رہے گا اُسکا اصل مین کیا دباؤ پڑسکتا ہے ۔ اُسکو ہر ہر ضلع مین جاکر سرسری دورہ کرتے ہوے
بھی سال کا سال گذر جائیگا ۔ لیکن فرض کرو کہ جس وقت وہ سہارنپور مین ہوگا تو اُسکو کیونکر معلوم ہوسکیگا کہ بانده یا بنارس یا گورکھپور
مین کیا ہو رہا ہے ۔ یا جسوقت وہ ان مقامات مین ہوگا تو اُسکو کیونکر معلوم ہوسکیگا کہ رہتک اور دہلی کے جیلخانون مین کیا ہو رہا ہے
شاید بعض لوگ یہ کہینگے کہ رپورٹون اور نقشون کے ذریعہ سے اس کام کا انجام کیا جاسکتا ہے ۔ لیکن یہ کہ تمام معاملات صحیح [illegible]

جنٹ مجسٹریٹ مجبور کیے جائین کہ وہ اپنے معمولی فرائض منصبی کے علاوہ نقشون کی تیاری مین بھی اپنے دماغ کو پریشان کرین لیکن یہ نقشجات اگر تیار ہوتے ہین تو ہرگز پڑھے نہین جاتے اور اگر پڑھے جاتے ہین تو انکا خلاصہ ایک مجموعی نقشہ مین مرتب نہین کیا جاتا اور اگر یہ بھی کیا جائے تو جو محنت اور مشقت اُسمین کیجائیگی وہ وصول نہوگی کیونکہ چھ مین پانچ بالکل لغو ہوتے ہین۔

اس تجویز کو جس سے ایک مصنوعی اصلاح صرف زرکثیر خرچ کرنے کے بعد عمل مین آسکتی تھی نامستحسن قرار دینے کے بعد اُنھون نے اصلاح کے اصل امور کو تجویز کیا۔ اور یہ امور وہ ہین جنکو اُنھون نے بزمانہ مابعد پنجاب مین مقرر ہوکر وہان اور اصل تو یہ ہے کہ تمام ہندوستان مین جاری کیا۔ یعنی یہ کہ صدر جیلخانے اور ضلع کے جیلخانے قائم ہون جرائم پیشہ اشخاص کے اقسام قرار پائین۔ جیلخانون مین اول درجہ کے ڈاکٹر مقرر ہون۔ اور جن سرکاری افسرون پر دنیا بھر کی جوابدہی اور ساری محنت اور مشقت پڑتی ہے مگر اُنکو تنخواہ کم ملتی ہے اُنکے مشاہرہ مین ترقی کیجائے کیونکہ انھین کے رویہ پر ساری کارروائی منحصر ہے۔ چنانچہ جان لارنس نے بیان کیا ہے کہ

ص ۱۶۹

مجسٹریٹ ہمیشہ چاہیے جیسا مستعد اور لائق ہو لیکن اگر یہ عملہ بدمعاش ہوا (اور موجودہ انتظام مین یہ بات ہر جگہ پائی جائیگی گو بظاہر معاملات کی صورت کیسی ہی معقول اور قابل تعریف کیون نہ معلوم ہوتی ہو) تو ممکن نہین کہ اندر اندر ہر طرح کی بدعملی نہوتی جائے اور اسکو دیکھکر جاہل شخص بھی حیرت مین آجائیگا۔ نقشہ جات آپ کے پاس بہت درست کرکے پہونچائے جائینگے لیکن اُنسے جیلخانے کی اصل کیفیت اُسیقدر معلوم ہوگی جسقدر مین تمبکٹو کا حال بیان کرسکتا ہون۔ لوگ بڑے شوق سے کہا کرتے ہین کہ دیسی آدمی بڑے بدچلن ہین اور اسمین شک نہین کہ وہ ایسے ہین بھی لیکن دیکھنا چاہیے کہ زیادہ تر اُنکو کسنے ایسا بنا رکھا ہے۔ اُن کے آگے کس نے وہ دام طمع پھیلا رکھا ہے جس سے وہ خودبخود جاکر پھنس جایا کرتے ہین۔ مجھکو بہت اچھی طرح سے یقین ہے کہ اس قسم کی طمع اگر دیجائے تو اکثر یوروپین اُسمین مبتلا ہو جائین۔ ہم سب لوگ خوب جانتے ہین کہ سویلینون کو لارڈ کارنوالس نے ایماندار بنایا۔ ۱۸۴۳ء مین جب اس دستور کے متعلق ایک بڑا بھاری انقلاب پیدا ہوا اور یوروپ کے لوگ کثرت سے عہدون پر مقرر کیے گئے تو پہلی کارروائی یہی عمل مین آئی کہ اُنکی تنخواہون مین اضافہ کیا گیا۔ علی ہذا القیاس تحصیلدارون کی جماعت کثیر پر خیال کیجیے کہ گذشتہ برسون سے اُنکی حالت کسقدر درست ہوگئی ہے اور اسوجہ سے اُنکا چال چلن کہانتک سنبھل گیا ہے مجھکو تمامتر یقین ہے کہ اُس زمانہ مین جیسا ایماندار ایک تحصیلدار پایا جاتا تھا اب ویسے دس پائے جاتے ہین۔

ماہ نومبر ۱۸۴۵ء مین جان لارنس کی سوانح عمری کے متعلق ایک انقلابی زمانہ پیش آیا۔ ابتک اعلیٰ اشخاص کی رعایت یا توجہ سے اُنکو کوئی نفع نہین حاصل ہوا تھا۔ قسمت نے جسقدر اُنکی یاوری کی تھی اُس سے زیادہ اُنھون نے قسمت کی یاوری کی تھی۔ وہ تمام درجہ کے سول سروس کو پاس کرچکے تھے گو معمولی سویلینون کی نسبت اُسمین اُنھون نے تیزی نہین ظاہر کی تھی بلکہ سستی سے پاس کیا تھا۔ خاص طور کا جسقدر تجربہ اُنھون نے حاصل کیا تھا اپنی ذات خاص سے حاصل کیا تھا اور اُسمین بیحد کوشش کی تھی۔ اُنکی شہرت جسقدر رہی تھی وہ سب

انکی کارگذاری کے باعث سے تھی سوا اسکے اور کسیوجہ سے نہین تھی۔ برخلاف سر چارلس منٹکاف کے درجہ سے باعتبار اس عروج کے جسکو بزمانہ مابعد انھون نے حاصل کیا تھا جان لارنس کا مقابلہ کرنا بہت بیجا ہے اور جنکو آنے کے ساتھ ہی لارڈ ویلسلی نے اپنے پرون کے نیچے کرلیا اور ایک عہدہ سے دوسرے عہدہ تک پہنداتے چلے گئے) جان لارنس کو گورنمنٹ ہاؤس کی سرپرستی سے کوئی واسطہ نہین رہا۔ وہ ہندوستان مین آکر لارڈ ولیم بنٹنک لارڈ آکلینڈ اور لارڈ النبرا ان تین گورنر جنرلون کا زیادہ تر زمانہ دیکھ چکے تھے اور ایسی کوئی بات ظاہر نہین ہوتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ وہ اچھی طرح سے انکا نام بھی جانتے ہون۔ اس بارے مین انکے اور انکے بھائی ہنری کے مابین جو تفاوت ہے وہ بخوبی روشن ہے۔ کیونکہ جارج لارنس نے اپنے بھائی ہنری کے لیے جب وہ صرف ۱۷ برس کے تھے براہ راست کمانڈر انچیف کو درخواست بھیجکر کوڑ چڑہے توپخانہ مین ایک عہدہ دلوا دیا تھا۔ دوسرے سال اسی طرح گورنر جنرل کو درخواست دلواکر محکمہ پیمائش مال مین ایک جگہہ بہم پہونچا دی۔ پھر ۱۸۳۹ء مین انکے دوست فیڈرک کری نے گورنر جنرل مابعد کے ذریعہ سے سرحدی اشٹیشن فیروزپور مین انکو ایک عہدہ دلوایا۔ اور اسطور پر جیسا کہ انھون نے خود بیان کیا ہے "میرا قدم رکاب پر جا دیا جہان سے ایک جست مین زین کاٹھی پر جا کر متمکن ہوسکا"۔ یہ بات نہین ہے کہ انمین سے کسی عہدہ کے ملنے مین کسی طرح کا لوث یا بیجا رعایت کو تعلق ہوا ہو۔ ہر صورت مین عہدہ کے دینے والون نے جب انکو منتخب کیا تو انکو اسی کام کے لیے سب مین لائق ہی پایا بلکہ عہدہ سے زیادہ لیاقت دیکھی لیکن مجھکو اس امر کا بیان کرنا مقصود ہے کہ اس زمانہ تک خواہ جس سبب سے ہو جان لارنس کا نام عوام کی سرپرستی کرنے والے حکام کے آگے پیش نہین ہوا تھا۔ لیکن اب بڑے بڑے طوفان خیز زمانے آرہے تھے اور جن اتفاق سے ابتدائی زمانہ ملازمت ہندوستان مین انکو گورنر جنرل سے تقرب حاصل ہوگیا

لارڈ النبرا کو الحاق سندھ کی نیکنامی خواہ بدنامی کے ساتھ جو انسے منسوب ہے انکی افراط و تفریط کے عین زمانہ شباب مین لارڈ موصوف کے ان حاکمون نے جنکو وہ ابتک اپنا محکوم سمجھتے آتے تھے واپس طلب کرلیا۔ "پکیوی آئی ہیو سنڈ" یہ مختصر اور دنیا بھر مین مشہور فقرہ جسکو پنچ نے اس نامی گرامی اور خودرائے سپاہی پر چسپاں کیا تھا بالکل درست تھا اور اسکی کل ذمہ داری لارڈ موصوف کو گو وہ مزاج کے بہت شاندار تھے برداشت کرلینا چاہیے تھی لیکن بدقسمتی سے یہ نہوسکا اسکو بالعموم تمام قوم نے برداشت کیا اور ہماری قومی تاریخ پر اسکا ایک ایسا گہرا داغ ہمیشہ باقی رہ جائیگا۔ اس کارروائی پر نہ صرف سر جیمس اوٹرم ایسے بہادر سپاہیون اور سر ہنری پاٹنجر اور کپتان ایسٹوک ایسے سول حاکمون نے جو برسون سے عین موقع پر رہے تھے اور جو حقیقت حال سے بخوبی تمام آگاہ تھے الزام لگایا تھا بلکہ مطابق اسکے جیسا مسٹر گلیڈسٹون نے حال مین بیان کیا ہے اسکو ایک ایسے جلسہ وزرا نے بالاتفاق ناپسند کیا جسمین مختلف لیاقتون اور مختلف وسیع تجربہ کے لوگ مثل سر رابرٹ پیل ڈیوک آف ولنگٹن اور خود مسٹر گلیڈسٹون کے شامل تھے

مگر جس حالت مین ایک بات ہو چکی تھی تو خیال کیا گیا کہ اب اُسکا معدوم کرنا ممکن نہین ہے۔ گورنمنٹ نے اپنی اعلیٰ ذمہ داریون کے اعتبار سے تجویز کیا کہ اب امر مذکور کے معدوم کرنے مین اور بھی زیادہ خرابی پڑے گی اور اس سبب سے ارکان سلطنت مجبور ہوے کہ اس فخر آمیز موروثی قباحتون کے خوفناک متروکہ کو آیندہ نسلون کے لیے چھوڑ جائین۔ بیشک صوبون کے وہ فرمانروا بڑا غضب کرتے ہین جنکو انگلستان کی وسیع اور بھاری سلطنت کے اعتبار سے بڑا اختیار دیا گیا ہے اور وہ اُس اختیار کو ناجائز لڑائیون اور بلا ضرورت ملکون کے شامل سلطنت کرنے مین استعمال کرتے ہین اور اسطور پر قوم کے ہاتھ اور ایمان کو پہلے ہی سے مجبور اور اُسکی تاریخ سے ناانصافی کو ہمیشہ کے لیے ملحق کر دیتے ہین۔ یہ امر ضروری خیال کیا جا سکتا ہے کہ اُنکو یہ اختیار سپرد کیا جاے اور بعض اوقات اُس اختیار کا عمل مین لانا بھی ضروری متصور ہو سکتا ہے لیکن جس حالت مین وہ اس اختیار کو بُرے طور پر استعمال کرین تو اُنکو سمجھنا چاہیے کہ وہ قدیم زمانے کی کنسر ویٹیو نو آبادی یونان کے جدید قانون تجویز کرنے والون کی طرح آپ رسی سے گردن باندھتے ہین۔

دریاے ستلج کے اُس پار کے ملکون مین جری اور مفسد سپاہیون کی ایک جماعت نے شورش مچا رکھی تھی۔ یہ لوگ گذشتہ چند سال (اور اصل تو یہ ہے کہ رنجیت سنگھ شیر پنجاب کی قوی حکومت ختم ہونے کے زمانہ) سے خود اپنی گورنمنٹ کو نیچا دکھاتے چلے آتے تھے اور اب یقین کیا جاتا تھا کہ برٹش انڈیا پر یہ لوگ جس وقت حملہ کر بیٹھین اُنسے تعجب نہین ہے۔ پس ایسی حالت مین وہان کے معاملات سنبھالنے کے لیے لارڈ ڈالہوزی کے بعد بہترین سپاہی کی حاجت تھی۔ اس کام کے لیے وہ استاد کامل فن تلاش کیا گیا جسنے ادنیٰ درجہ کی فوجی ملازمت کے زمانے مین چار زخم کھاے تھے۔ چار گھوڑے لڑائیون مین اُسکی رانون کے نیچے ہلاک ہوے تھے اور جنگ پنِنسولا یعنی جزیرہ نما مین ۹ تمغے حاصل کیے تھے۔ اور بحیثیت لفٹنٹ کرنیل جنگ البوہرا کے طوفان کو پلٹا دیا تھا بلکہ اُس سے گویا جنگ پنِنسولا کی صورت بدل گئی تھی۔ یہ عالی دماغ معرکہ آرا سر ہنری ہارڈنگ صاحب کا ذکر ہے۔ اُنکو انگلستان کی کورٹ آف ڈیرکٹرس نے معمول سے کہین زیادہ بھروسہ کے ساتھ اس غرض سے گورنر جنرل مقرر کیا تھا کہ (اگر ممکن ہو تو) امن وامان قائم کرین اور نئے نئے جو گورنر جنرل مقرر ہوتے ہین شاید اُنکی نسبت معمول سے کہین زیادہ اقرار صالح کے ساتھ اُنھون نے امن وامان قائم کرنے کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ چنانچہ مسٹر گلیڈ اسٹون نے جو اُنکے عہد کی وزارت کے سبب سے پچھلے حیّ القائم اور سب سے زیادہ نامی گرامی ممبر باقی رہ گئے ہین ابھی حال ہی مین بیان کیا ہے کہ "میرے بادشاہ وقت کے عہد مین جو کونسلین قائم ہوئین اُنمین ایسا کوئی شخص مقرر نہین ہوا جو اُنسے زیادہ معزز اور فن جنگ سے ماہر ہو باایہمہ فوجی ناموری حاصل کرنے کی اُنسے کم خواہش رکھتا ہو"۔ لیکن یہان آکر اُنھون نے صورت معاملات کو اپنی تدبیرون کے مقابلہ مین قوی تر پایا۔ اُنھون نے دریافت کیا

کہ اُنکے پیشتر کے جنگ پسند گورنر جنرل نے استحفاظ سرحد کی جو تیاریان کی تھین وہ روز افزون خطرہ کے مقابلہ مین ناکافی تھین اور اپنی ساری ہنرمندی صرف کرکے (گو ابتک اُنکو صلح کی اُمید تھی مگر جنگ کی تیاری کے خیال سے) ہندوستان مین پہونچنے کے ایک سال سے کچھ ہی زیادہ عرصہ تک کے اندر اُنھون نے اس خوبصورتی سے ساتھ مقامات محفوظ پر ہماری فوجون کی تعداد المضاعف کرلی کہ عوام ہند پر اُسکا کچھ حال ظاہر ہونے پایا۔

اسطرح کا کامل سپاہی بغیر اسکے کہ سرحد پر جاکر بذات خاص ملاحظہ کرتا قانع نہین رہ سکتا تھا۔ اُنکا راستہ دہلی کی طرف سے تھا اور ۱۱ نومبر ۱۸۴۵ء کو وہ پہلے پہل وہان کے کلکٹر اور مجسٹریٹ یعنی صاحب سوانح عمری ہذا سے ملاقی ہوے۔ چونکہ وہ سپاہی کے گھر مین پیدا ہوے تھے اور سپاہیون ہی مین تعلیم پائی تھی اس سبب سے گمان نہین ہوسکتا کہ وہ سول معاملات سے بہت کچھ واقفیت رکھتے ہون لیکن جیسا کہ آخر کو ظاہر ہوا وہ ایک ہی نگاہ مین جان لارنس کی فوجی اور سول خلقی اور کسبی صفتون کو تاڑ گئے اور اُنکے معرف ہوے۔ بادی النظر مین دونون پر ایک دوسرے کا عمدہ اثر پڑا۔ گورنر جنرل کے دل پر مجسٹریٹ کی استعداد و فراست اور واقفیت کُتب گئی کیونکہ ویران حصہ شہر مین جو آباد حصہ شہر کے چارون طرف واقع تھا جب گورنر جنرل سوار ہوکر سیر کے لیے گئے تو یہ مجسٹریٹ اُنکے ساتھ ہوے اور آبپاشی اور ایصال مالگزاری کے سب رموز بیان کیے۔ اور اُدہر مجسٹریٹ کے دل پر گورنر جنرل کی بے تکلفی ملنساری اور فوجی امنگ کا اثر ظاہر ہوا۔ چنانچہ جان لارنس نے اپنے بھائی ہنری لارنس کو جو چٹھیان لکھی تھی اُنھین میری تلاش کی ہوی چٹھیون سے مقدم ترین تواریخ کی ایک چٹھی مین جان لارنس لکھتے ہین کہ "مین گیارھوین تاریخ گورنر جنرل سے ملا۔ وہ کل یہان داخل ہوے۔ مین اُنکو بہت پسند کرتا ہون۔ وہ ایک پسندیدہ خصال اور مآل اندیش شخص ہین لیکن اُنکی باتون سے عام طور پر مجھکو یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ ذی قابلیت آدمی ہون۔ کری اور بنسن صاحب یہ دو آدمی تو اچھے اُنکے ساتھ ہین باقی اور سب کے سب محض کندہ ناتراش ہین۔ ابتو ہر ہر بات سے صلح کے آثار نمودار ہین میرے نزدیک اب لڑائی ہوتی معلوم نہین ہوتی۔ وہ انیسوین تاریخ یہان سے رخصت اور براہ راست انبالہ کو روانہ ہونگے۔ مجھکو تو بظاہر یہ نہین معلوم ہوتا کہ وہ سول معاملات سے زیادہ واقفیت یا ایسی باتون سے ذوق رکھتے ہون لیکن فوجی صیغہ کے تمام اُمور مین بڑے چوکس ہین"۔

ایک دوسری چٹھی سے جو اُسکے چند روز بعد یعنی ۲۷ نومبر کی لکھی ہوئی ہے خود جان لارنس کی کارروائیون کا حال کسیقدر ظاہر ہوتا ہے۔ اُسمین لکھا ہے "میرٹ کی سپاہ بڑی عجلت مین طلب کی گئی ہے اور مین یقین کرتا ہون کہ اُسکو براڈفوٹ صاحب نے طلب کیا ہے۔ کوپ صاحب کا دماغ بالکل جنگی خیالات سے معمور ہے لیکن میرے نزدیک یہ جھوٹ موٹ کی دھمکی ہے اسمین شک نہین کہ گورنر جنرل کو بھی اس معاملہ سے کچھ آگاہی نہین تھی کیونکہ اُنکے بعض خاص الخاص اینڈ ایگانگ گھوڑدوڑون کے تماشہ مین مشغول تھے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھکو دم بھر کی

مہلت نہین ہے کیونکہ میرے مددگار سب کے سب چلے گئے اور میرے شریک مجسٹریٹ کا یہ حال ہے کہ وہ بیچارہ جسکی شادی کو ابھی چند مہینے گذرے ہین قریب مرگ ہے یہین الیٹسن صاحب کو آپ کے پاس بھیجونگا۔ وہ ایک عمدہ انشا پرداز ہے لیکن بالکل یکطرفہ آدمی ہے۔ اور اگرچہ وہ ہمیشہ گویابت دلائل اور اسناد کے ساتھ انشا کرتا ہے لیکن اُسکی تحریر اُسکے خیال کے برابر ہمیشہ صحیح نہین ہوتی۔ اور اس بات کا خیال کرنا کچھ دشوار نہین ہے کہ جان لارنس نے جو تاریخ جنگ کے بڑے شائق تھے جسوقت سر ہنری ہارڈنگ کے پہونچنے پر الیٹسن صاحب (اور اُنکی تعریف ابھی بیان ہوچکی ہے) کی تحریرات متعلقہ جنگ البوئیرا کا خیال کرکے اُنکو پڑھا ہوگا اور اُس نوجوان لفٹننٹ کرنل کی نسبت جسنے اب گورنر جنرلی کے عہدہ پر ترقی پائی تھی یہ عبارت دیکھی ہوگی کہ "وہ ایک نوجوان سپاہی ہے جو جنرل کی آنکھ اور غازی کا دل رکھتا ہے" تو اُنکو کسقدر لطف حاصل ہوا ہوگا۔

جن چھپیون کا مین نے اوپر حوالہ دیا ہے اُنکی نسبت دو ایک باتون کی تفصیل اس موقع پر لازم ہے۔ اول یہ یاد رکھنا چاہیے کہ گورنر جنرل کی عدم قابلیت کی نسبت جو خیال پیدا ہوا تھا وہ جان لارنس کا ابتدائی خیال تھا جسکو اُنھون نے قلم کی رو مین لکھدیا کیونکہ یہ جان لارنس کا معمولی طریقہ تھا لیکن بعد کو اس خیال مین بہت کچھ ترمیم ہوگئی۔ البتہ آخر مین جان لارنس نے گورنر جنرل موصوف کے بارے مین جو راے قائم کی وہ قریب قریب اُس راے کے برابر تھی جسکو اُنکے بھائی ہنری نے اپنی نہایت قریب واقفکاری کے ذریعہ سے قائم کیا تھا اور جو اُنکی وفات کے بعد اُنکے مضامین کے مجموعہ مین مشتہر ہوئی[۱]۔

ثانیاً سر ہنری ہارڈنگ اس بات سے بخوبی آگاہ تھے کہ سول معاملات مین مجھکو مداخلت نہین ہے۔ اور اس ناواقفیت کی حالت مین جو اُنھون نے معاملات مذکور مین دست اندازی نہین کی تو یہ بڑی دانائی کی۔ انگلستان سے روانہ ہونے کے قبل شل اور دانشمند گورنر جنرلون کے اُس شخص کی صلاح لی جو اُس زمانے کے زندہ اشخاص مین سب سے بڑھکر ہندوستان کے حالات جانتا تھا۔ اور اگر بعد کے تمام گورنر جنرلون نے بھی اس بات کی پیروی کی ہوتی تو کیا عمدہ بات تھی۔ اسوقت مونٹ اسٹوارٹ الفنسٹون صاحب نے جنکی جانب یہ اشارہ تھا سب سے بڑھکر اس بات کی صلاح دی کہ "محکمہ سول کی فروعات مین دست اندازی نہ کیجیے گا" چنانچہ جب وہ کلکتہ مین داخل ہوے تو اسی صلاح پر عمل کرکے اُنھون نے گورنمنٹ کے سکرٹریون کو طلب کیا اور کہا کہ آپ لوگ بہتر سے بہتر جو صلاح مجھکو دینا چاہتے ہون وہ تحریر کے ذریعہ سے دین اور اُنکو متنبہ کردیا کہ اگر آپ لوگ ایسے معاملات کے متعلق میرے ناواقف ہونیکی وجہ سے کچھ اپنا فائدہ حاصل کرینگے تو خواہ اُسوقت خواہ بعد کو آپ لوگون کے حق مین نہایت مضر ہوگا۔

ص ۱۸۴

[۱] مارشمین صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۲۷۲ جلد سوم

ثالثاً ان چٹھیون سے ایک نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ ظاہرا ہرشے سے خاموشی معلوم ہوتی ہے میرے نزدیک لڑائی نہوگی" کہان تو یہ بات اور کہان اُسی روز (۷ انومبر کو) یہ لکھا آیا کہ دربار لاہور نے برٹش انڈیا پر حملہ کرنے کا قصد کیا ہے۔ سوا اسکے اور کوئی بات نہ تھی کہ انھون نے کہا تھا کہ ابھی ساعت نہین ہے جس سے صرف ایک روز کارروائیان معطل ہوگئی تھین۔ مابعد مہینے کی گیارھوین تاریخ سکھون کی فوج نے دریاے ستلج سے عبور کرنا شروع کیا اور پندرھوین تاریخ تک تمام فوج خالصہ جسمین ساٹھ ہزار سپاہی اور چالیس ہزار اُنکے ہمراہی اور ۱۵۰ بھاری توپین تھین بلامزاحمت انگریزی عملداری مین آترآئی۔ اب اس مقام پر بہت اچھی طرح سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ خود جان لارنس اور گورنر جنرل اور کمانڈرانچیف اور سرحد کے سب سے بڑھکر تجربہ کار افسر یعنی ٹیلر اور براڈفٹ وغیرہ سب کے سب بالاتفاق کیونکر یہ راے قائم کرسکے کہ فی الحال کوئی اندیشہ کی جگہ نہین ہے۔ یہ خیال اُنکو البتہ تھا کہ اگر اکالیون کے گروہ (جو مسلمانون کے غازیون کے مشابہ تھے) کسیوقت حملہ کرکے اُنکی جانستانی کی کوشش کرین تو کچھ تعجب نہین ہے۔ لیکن اُنمین سے ایک شخص کو بھی یہ خوف نہین تھا کہ کوئی فوج بالقصد قریب آکر ان پر حملہ آور ہوگی۔ اصل امر یہ ہے کہ دربار لاہور سے حملہ کرنے کے خفیہ احکام زیادہ تر اس امید پر نہین کہ برٹش ہندوستان فتح ہو بلکہ خود اپنی حفاظت قائم رکھنے کی غرض سے صادر ہوے تھے۔ اُنکو اس بات کے اندیشہ کی وجہ پائی جاتی تھی کہ اُنکی فتنہ انگیز فوج جو مقام پر پٹیوریا کی طرح لاہور کی محافظ تھی اُنکے ہٹانے اور پامال کرنے مین کوشش کرے گی۔ کیا بہ بہتر نہوتا اگر وہ دوسرے مقامات کے لوگون کو بھی اس سے مطلع کر رکھتے۔ اگر سکھ فوج ہندوستان پر حملہ آور ہونے مین پامال ہوجاتی تو سرداران پنجاب اسوقت تک بھی برٹش حکام کی رعایت پر اُمید کرسکتے تھے۔ اور اگر وہ کامیاب ہوتی تو وہ اطمینان کے ساتھ مال غنیمت مین حصہ بٹانے کے لیے دوڑتے۔ دربار کے باہر شخص کے لیے یہ امر دشوار تھا کہ ایسی بیخبری اور ظلم کی حکمت عملی کا حال پہلے سے معلوم کرسکتا کہ کیا ہوگا۔ جیسا کہ جان لارنس نے اپنی ایک چٹھی مین خوب ہی لکھا ہے اُسکے مطابق وہ کوئی شخص نہین کہہ سکتا تھا کہ بیوقوف لوگ کیا کرینگے"۔ لیکن انگریزی حکام کی صفائی کردینے کے واسطے اس بات کا بیان کردینا بھی پر ضرور ہے کہ اُنھون نے ایسے امور کی بھی تیاریان کچھ بھی تھین جنکا اُنکو اندیشہ تک نہ تھا۔ اور سکھ لوگ انگریزی عملداری مین داخل بھی نہونے پائے تھے کہ ایک فوج اُسقدر کافی سامان کے ساتھ اُنکے مقابلہ کے لیے آگے بڑھائی گئی کہ جو کچھ احاطہ امکان کے اندر ہوا اُسکو انجام کرسکے۔ ص ۱۸۵

فیروزپور مین سر جان لٹلر نے بڑی بہادری کے ساتھ سکھون پر حملہ کیا۔ حالانکہ اُنکی تعداد انگریزی فوج کی چھ گونی تھی مگر وہ تاب مقاومت نہ لاسکے اور وہ دو گروہون مین اپنی جمعیت کو تقسیم کرکے ایک کو بجانب مدکی اور دوسری کو بسمت فیروزشاہ روانہ کیا۔ اور ۱۸ اور ۲۱ دسمبر کو صف بندی کی دو لڑائیان ایسے غنیم سے ہوئین کہ خوش قسمتی سے بیشتر اس طرح کے غنیم سے کبھی سابقہ نہین پڑا تھا۔ اس لڑائی کی دلچسپی بالکل اُس جنگ کے مشابہ ہے جو زوم اور

پیرس کے مابین ہوئی تھی جب پہلے پہل رومی لشکر اہل مقدونیہ کی صفوف کے مقابل ہوا اور ایک قومی سپاہ نے اپنے سپاہیون نے اپنے تئین ایک اعلی درجہ کی قواعددان اور آزمودہ کار عاریتی فوج کے مقابلہ مین پایا۔ ستلج کے معرکہ مین جو اسوقت کہلاتا تھا سکھون نے جو فرانس اور اٹلی کے افسرون کی تعلیم پائے ہوے تھے اور جنمین مذہبی اور قومی جوش بھرا ہوا تھا اول اول بنگال کے سپاہی سے جو کمپنی کا نمکخوار تھا اور صرف اسی پاس نمک کی وجہ سے لڑتا تھا تلوار کی۔ اگر ہماری فوج مین صرف ہندوستانی سپاہی ہوتے تو نتیجہ اُنکے مفید مطلب نہ پیدا ہوتا۔ بگڑی ہوئی لڑائی کے سنبھالنے مین نامی گرامی آزمودہ کار کمانڈر انچیف سر ہیو گف کی بیباکانہ شجاعت اور گورنر جنرل کی بہادرانہ سرگرمی باعث ہوئی جنھون نے قدیم زمانے کے اسکیپیو افریکانس کی طرح خوشی سے اپنی اعلی جگہہ چھوڑکر اس بات پر قناعت کرلی تھی کہ درجۂ دوم کے منصب کو اختیار کرین اور سکھ سپاہی جو پسپا ہوے اور طوفان کو آتا دیکھکر سپر خم کرنے لگے تو یہ لال سنگھ اور تیج سنگھ وغیرہ سکھ کماندرون کی دغابازی کے سبب سے ظہور مین آیا۔

لیکن جنگ مدکی ایک اور بڑی بھاری لڑائی کا مقدمہ تھی۔ اسکے تین دن بعد اصل لڑائی مقام فیروزپور مین ہوئی سکھون کی فوج نے جسکی تعداد پینتیس ہزار تھی ایک حصن حصین بناکر نہایت بھاری مورچہ قائم کیا تھا۔ اور ایک سو بھاری توپین حفاظت کے لیے لگائی تھین جس روز یہ لڑائی ہوئی وہ سال بھر مین سب سے چھوٹا دن تھا اور اُس روز سہ پہر کے وقت سر ہیو گف نے اپنی معمولی بیباکی سے حکم دیا کہ غنیم کے مورچون کو توپون سے اوڑا دو۔ بار بار ہمارا توپخانے کے گولے غنیم کی توپون کے منھہ پر جا جاکر پڑتے تھے اور بار بار پیادہ سکھ پلٹن کے لوگ جو انکے مقابلہ مین قدم جمائے کھڑے ہوے تھے نقصان عظیم پہونچا پہونچاکر انکو پیچھے ہٹا دیتے تھے۔ ہندوستانی لڑائی مین اس بات کا ہمکو پہلے پہل تجربہ ہوا اور اسیوقت پہلے پہل ہمکو اپنے دشمنون کی وقعت تسلیم کرنا پڑی۔ جب رات ہوگئی تو ہماری فوج نے اپنی تئین نصف دشمن کے مورچہ کے اندر اور نصف اُسکے باہر پایا جہان سے وہ نہ آگے بڑھ سکتی تھی اور نہ پیچھے ہٹ سکتی تھی۔ اس سخت وحشتناک ہنگامہ مین رجمنٹین رجمنٹون مین اور افسر سپاہیون مین خلط ملط ہوگئے تھے۔ غنیم کے معسکر مین کئی جگہہ آگ لگی ہوئی تھی اور رہ رہ کر جب باروت اوڑتی تھی تو اور زیادہ اشتعال ہوتا تھا۔ لیکن انکی بھاری توپین ابتک ہمارے آدمیون پر جو تھکے ماندے برفستانی زمین پر تین سو گز سے بھی کم فاصلہ پر پڑے ہوے تھے چل رہین تھین اس رات کو جو بہت واجبی طور سے "شب پرآشوب" بیان کی گئی ہے گورنر جنرل نے جنکی کیفیت یہ تھی کہ کبھی تو ایک شکستہ دل آدمیون کے گروہ اور کبھی دوسرے کے پاس جا بیٹھتا اور دوسرے دن کے کام کرنے کے لیے انکو شاباش کرتے اور پھر دوسرے وقت اسی تاریکی مین انکی رہبری کرکے جنگی توپ موسومہ "فتح جنگ" کے مقابلے مین جو ہماری فوجون کا کام تمام کیے ڈالتی تھی دھاوا کرتے اور کامیابی کے ساتھ اُسمین کیل ٹھکوا دیتے وہ کام کیا جسکا خیال کرکے بس کسی نہ کسی ہومرمی سردار یا اسکندر اعظم

یا ہینی بال یا قیصر روم ہی کا قصہ یاد آتا ہے پنیسو لر وار (جنگ پنینسولا) کے غازی کا یہ کہنا کچھ بیجا نہین تھا کہ "مین نے ایسی عجیب رات کبھی نہین دیکھی تھی"۔ اور پھر صبح کے طالع ہونے پر پیرش کی طرح جسکی دلچسپ لڑائی جو رومیون کے مقابلہ مین ہوئی تھی اسکے بہت مشابہ معلوم ہوتی تھی وہ یہ بھی بہت واجبی طور سے کہہ سکتے تھے کہ "اگر اسطرح کی فتح ایک مرتبہ اور ہوئی تو پھر ہم کسی کام کے نرہینگے"۔ [۱]

لیکن سلطنت ہندوستان کی خوش نصیبی سے لال سنگھ کی دغابازی دوسرے دن صبح کو اور بھی آشکارا ہوگئی اور ہماری بدل جہد سے جو فتح حاصل ہوئی تھی وہ اور بھی زیادہ قطعی ثابت ہوئی۔ غنیم کے معسکر پر ہمارا قبضہ ہوگیا اُسکی فوج بھاگ گئی اور ایک نئی فوج جو بسر کردگی تیج سنگھ فیروزپور سے آئی تھی اور جسنے ابتک تلوار نہین کھینچی تھی پہلے تو بعض نامعلوم وجوہ سے ہماری تھکی ماندی فوج پر حملہ کرنے مین جسنے چھتیس گھنٹہ سے منہ مین دانہ نہین لگایا تھا اور جسکے پاس اب ایک آواز بھر کا بھی گولہ باروت نہین رہا تھا تامل کرتی رہی اور شام تک سکھون کی تمام فوج علانیہ پیچھے ہٹنے لگی۔ غدر کے عین نازک زمانے کے سوا غالبًا ہندوستان کے لیے کبھی اُس سے بھاری خطرہ نہ پیدا ہوا ہوگا جیسا ان دو دلون اور اس "شب پُرآشوب" کو رہا تھا۔ ہمنے جو فتح حاصل کی تھی وہ بالکل مثل گاڈمیا کی فتح کی تھی اور اگر سر ہنری ہارڈنگ نے جنگی فوج کا ساتوان حصہ تباہ ہوگیا تھا اور دس بارہ اڈیکانگ اُنکے پہلو مین مجروح یا مقتول پڑے تھے اور جو منجملہ اور نامی گرامی اشخاص کے جنھون نے حال کی تاریخ ہندوستان مین ناموری حاصل کی تھی ڈی آرسی ٹاٹ صاحب اور براڈفوٹ صاحب کی ہلاکت پر ماتم کررہے تھے اُس جفاکش اور مستعد مجسٹریٹ کا جسکے ساتھ انھون نے حال مین اتنے دلچسپ ایام بمقام دہلی گذارے تھے خیال نکیا ہوتا تو یہ فتح ویسی ہی رہتی جیسی گاڈمیا کی فتح رہی تھی۔ اسی زمانے مین جب اس ہنگامہ کی عین نازک حالت تھی گورنر جنرل نے بوجہ عدم موجودگی سامان جنگ و اتواپ محاصرہ و سامان رسد اپنی فتحمندی کے سنبھالنے اور اپنی فرودگاہ تک واپس آنے سے بدینوجہ مجبور ہوکر کہ اسمین سکھون کی شکستہ دل فوج کو پھر حملہ کرنے کا موقع ملتا اپنے دست خاص سے بکمال عجلت (جیسا کہ چٹھی کے مضامین سے ظاہر ہے) ایک نہایت تاکیدی چٹھی دہلی کے کلکٹر اور مجسٹریٹ کے نام اس مضمون کی روانہ کی کہ آپ ہماری مدد کو چلے آئین۔ چنانچہ اسطور پر یہ موقع اس شخص کو جو اُسکے قابل اور وہ موقع اسکے قابل تھا ملا۔ اُسنے اپنا پاؤن رکاب پر رکھدیا اور یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اچک کر زین تک نہ پہونچ سکتا۔

دہلی کے قرب و جوار مین جنگ کی تیاریون فوجون کی آمد و رفت اور یہ بھی کہنا چاہیے کہ گورنر جنرل یا کمانڈر انچیف کے خیمہ و خرگاہ سے جو صلح کے ایام مین بھی بڑی سڑک کی راہ شمال مغرب طرف جانے مین ادھر سے گذرتے تھے ہر شے کی قلت ہو رہی تھی۔ ہم ابھی بیان کرچکے ہین کہ جان لارنس قاعدہ بیگار کی مذمت

[۱] دیکھو حالات دلچسپ جنگ مذکور کننگھم صاحب کی مشہور تاریخ سکھ ص ۳۰۱ - تا ص ۳۰۴

کے اظہار مین قاصر نہین رہے تھے اور عجیب بات ہے کہ اب وہی قاعدہ نہایت اکثار کے ساتھ جیسا کہ پیشتر کبھی نہین ہوا تھا خود انکو برتنا پڑا۔ انکو نیک و باطل کی تمیز کا جو خیال رہتا تھا اُس سے وہ اور بھی اس قابل ہوتے کہ جو کام اُنکے ذمہ عائد کیا گیا تھا اُسکو اور عمدہ طور سے انجام کرین نہ یہ کہ وجہ مذکورۂ بالا سے اُنکے کام مین کچھ خلل اندازی پڑتی۔ انھون نے کچھ تو اپنے ذاتی دباؤ اور کچھ کامل معاوضہ دینے کے وعدہ سے جسکے بارے مین انھون نے یہ خیال رکھا کہ وہ مستحق آدمیون کو پہونچے اُس قلیل آبادی کے ملک مین تھوڑے ہی عرصے کے اندر چار ہزار چھکڑون کی ایک حیرت انگیز تعداد جمع کر لی اور یہ انتظام کیا کہ ہر گاڑی کو اُسکا مالک ہانکے چنانچہ اُنکے حسن انتظام کا نتیجہ یہ ہوا کہ گاڑیبانون مین سے ایک بھی غائب ہونے نہ پایا۔ جسوقت دہلی کا بڑا میگزین جہان لوگ رات دن بندوق کی گولیون اور توپ کے گولون کے ڈھالنے اور ہر قسم کے مہلک آلات کے بنانے مین مصروف تھے اپنے حصہ کا کام تمام کر چکا تو جان لارنس نے معًا تمام گاڑیان بار کرا کے شمالی سڑک کے راستہ سے دو سو میل کے سفر پر روانہ کر دین تاکہ اُس سے سوبراؤن کی فتح عظیم مین سب سے بھاری مدد پہونچ سکے۔ اسمین شک نہین کہ اگر جان لارنس کوشش نکرتے تو سوبراؤن کی لڑائی فتح نہ ہوتی یا بہرحال اگر ہوتی تو معلوم نہین کس زمانہ تک اسمین تعویق ہو جاتی۔ سکھون کو یہ دیکھکر کہ مقام فیروزپور مین جو فتح ہمکو حاصل ہوئی تھی اُسکو ہم سنبھال نہ سکے اور حوصلہ ہوا اور اِس امر کو ہماری بزدلی پر محمول کر کے بسر کردگی رنجور سنگھ دریاے ستلج سے عبور کر کے مقام بدووال مین سر ہیری اسمتھ کو شکست فاش دی مگر صاحب موصوف نے بتاریخ ۲۸۔ جنوری مقام علی وال مین ہزیمت دی کو بالکل پسپا کر دیے

۹۔ فروری کو بھاری توپون کی طول طویل قطار جو عالیشان ہاتھیون پر بار کرا کے روانہ کی گئی تھین اور آلات حرب خزانہ اور ہر قسم کے سامان رسد کا ذخیرہ دہلی کے لشکرگاہ مین پہونچ گیا۔ ان سب چیزون کو دیکھکر افسرون اور سپاہیون مین تازہ جان آگئی اور دوسرے روز وہ گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ سب قضیہ فیصل ہوگیا۔ سکھون کی فوج جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اُسکے افسرون نے درپردہ ہم سے سازش کر لی تھی (اور یہ امر کسیقدر صداقت سے بھی خالی نہین ہے) غازیون کے طور پر ہم سے نبرد آزما ہوئی ایک بوڑھا سردار جسکا نام (شام سنگھ) نمک حرام وفادارون کی ذیل مین لکھنا چاہیے اور جو سفید پوشاک پہنے ہوے قدیم زمانے کے ڈینی شیبس بیلی کی طرح جان دینے پر تلا ہوا تھا اپنے گردوپیش کے لوگون کو لڑنے اور مرنے کے لیے گیسیان اور گرو کی قسمین دلانے لگا اور آخر کو اپنے ادھر اودھر کے لوگون کو ہلاک کر کے خود اپنی موت کا باعث ہوا۔ سکھون کو پھر ایک مرتبہ اپنی پسند کا موقع ملا اور تندمزاج کمانڈر انچیف نے برخلاف قواعد جنگ کمال دلاوری کے ساتھ غنیم کی توپون پر سامنے سے حملہ کیا۔ اور اس ایک امر کے اعتبار سے جنگ فیروزشاہ پھر آنکھون کے نیچے پھر گئی۔ لیکن چونکہ سر ہیو گف تجربہ اُٹھا چکے تھے اس سبب سے انھون نے چار بجے دن کے بدلے سات بجے صبح سے لڑائی شروع کی اور گیارہ بجے دن تک جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ جس مقام

سکھ لوگ لڑے تھے اُسکے پس پشت بڑے چوڑے پاٹ کا چڑھا ہوا دریا واقع تھا اور اس سبب سے صدہا آدمی جو توپون کے گولون یا تلوار سے بچ جاتے دریا مین بہ گئے۔

جنگ سبراؤن نے معرکہ اور کارزار دونون کا خاتمہ کردیا۔ ملک پنجاب لارڈ ہارڈنگ کے قبضہ قدرت مین در آیا اور چونکہ خالصہ فوج نے بے سبب ہمارے علاقون پر حملہ کیا تھا اسلیے لارڈ موصوف کو بلا مزاحمت احدے اس بات کا حق حاصل ہوگیا کہ کل ملک کو سلطنت انگریزی مین شامل کرلین۔ لیکن اسمین بڑی بڑی مشکلین تھین۔ موسم نا موافق تھا۔ ہماری فوج جو صرف ۲۰۰۰۰ گورون سے شامل تھی بالکل خستہ تھی۔ ایسے وسیع اور مفلس ملک کے انتظام مین اخراجات کثیر ہونے کا گمان غالب تھا۔ سرکار کمپنی اور اُسکے بہترین ملازمین کے نزدیک غیر ضروری علاقجات کا شامل سلطنت کرنا طوعاً وکرہاً ناپسند تھا۔ اس بات کا خیال کیا جاتا تھا کہ خوفناک اور ناتربیت پذیر افاغنہ اور ہملوگون کے مابین ایک بہادر اور کسیقدر شائستہ قوم کا آڑ مین رکھنا بدرجہ غایت ضرور ہے کیونکہ افاغنہ کے فتح کرنے مین نہ تو ہمارا کوئی کام نکلتا ہے اور نہ نام ہے۔ پس یہ جمیع امور پنجاب کے شامل سلطنت کرنے کا خلاف تھے اور سر ہنری ہارڈنگ نے اپنی دور اندیشی اور اس اعتدال پسندی سے جو اُنکی عادت مین داخل تھی یہ تجویز کیا کہ صرف ایک حصہ ملک پر قناعت کیجاے (حالانکہ وہ کل ملک پر تسلط کرسکتے تھے) اور سکھون کو اپنی آزادی قائم رکھنے کا ایک مرتبہ اور موقع دیا جاے بشرطیکہ وہ دیانتداری کے ساتھ اس موقع سے فائدہ حاصل کرین۔ جب پہلے پہل سکھون نے خروج کیا تھا تو سر ہنری ہارڈنگ نے ضابطہ کے ساتھ یہ اشتہار دیا تھا کہ دریاے ستلج کے اس پار سکھون کا جو محفوظ ملک واقع ہے وہ سب شامل سلطنت انگریزی کرلیا جائیگا اور اب اُنھون نے تجویز کیا کہ خالصہ کا زور توڑ دیا جاے اور اس مقصد کے حاصل ہونے کے لیے دوآبہ جالندھر یعنی وہ وسیع ضلع جو دریاے ستلج کے اُس پار رائیکے اور دریاے بیاس کے مابین واقع ہے معہ اور پہاڑی اضلاع کے جو دریاے بیاس کے اُس پار قریب جوار مین واقع ہین اور علاقہ کانگڑا نور پورا ورنادون اور وہان سے لیکر ملک تبت کے کنارے تک سارا ملک سرکار انگریزی کی عملداری مین شامل کیا جاے مقررہ دستور کے مطابق اخراجات جنگ بھی قوم مفتوح کے ذمہ عائد کیے گئے لیکن دربار نے جو اوباشی اور مفلسی مین مبتلا تھا ظاہر کیا کہ وہ اخراجات کے ادا کرنے کی قدرت نہین رکھتا چنانچہ اسکے بدلے گورنر جنرل نے تجویز کیا کہ کوہستان جمون اور خطہ جنت نظیر کشمیر پر قبضہ کرلیا جاے لیکن پنجاب کے خود سر رہنے کی حالت مین یہ ممکن نہ تھا کہ خاطر خواہ طور پر ملک جمون قبضہ مین رکھا جاتا۔ چنانچہ ایک بڑی معیوب حکمت عملی کی بنا پر جو پہلے سے تجویز کی گئی تھی اور جسکی وجہ سے بد قسمت کشامرہ ابتک مصیبتون مین مبتلا رہتے چلے جاتے ہین ہم نے وہ ملک دوگرا راجپوت مسمی گلاب سنگھ کے حوالہ کردیا اور اُسنے اُسوقت ہمکو وہ نقد روپیہ دیدیا جو اُسنے دربار لاہور سے کاٹ کاٹ کر جمع رکھا تھا۔ وہ ایک ناعاقبت اندیش اور شریر شخص تھا مگر بڑا لائق فرمانروا تھا اور ہماری حکومت کے تابع

ص ۱۶۹

ہونے کی قابل تھا اور اُسوقت خالصہ والون کی مزید یورش رد کئے ہین وہ صرف ایک امر کے خیال سے شائد ہماری مدد کرنے پر رضامند ہو سکتا تھا جو سوائے اُسکے ذاتی فائدہ کے اور کچھ نہین تھا۔

مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جس ملک کو ہم نے شامل سلطنت کرکے اُسکو اپنے قبضہ مین رکھنے کا قصد کیا تھا اسپر یعنی دوآبہ جالندھر پر حکومت کرنے والا کون شخص تھا۔ سوائے اُس زورآور کلکٹر کے اور کون ہوتا جسنے تمام ضلع دہلی مین اپنی لیاقت حُسن انتظام کفایت شعاری اور محنت و جانفشانی مین اپنے تئین گھر گھر مشہور کر رکھا تھا اور جس سے وثوق کے ساتھ یہ اُمید کیجا سکتی تھی کہ جسطرح دہلی کے اطراف مین وہ جاٹون رانگھڑون اور گوجرون پر حکومت کر چکا ہے اُسیطرح کوہستان کے راجپوتون گودیون اور کشمیریون کو اپنے تابع فرمان رکھ سکیگا۔ اس شور انگیز زمانے مین صرف دو قلیل التعداد دیسی پلٹنون اور ایک دیسی توپخانے کے ذریعہ سے تمام ہندوستان کی دارالسلطنت پر قبضہ رکھا حالانکہ اُسوقت جنگ کا بازار گرم ہو رہا تھا اور یہ سب تیاریان ہماری جانب سے نہین بلکہ ہمارے خلاف تھین۔ ہمارے علاقہ سے دو سو میل کے فاصلے پر یورش ہو رہی تھی۔ باوصف اس امر کے کہ دہلی کی آبادی بالکل برانگیختہ تھی وہ خطرہ کے اس تین مہینے کے زمانے مین ایام صلح کی طرح صرف ایک اردلی ساتھ لیے ہوئے شہر بھر مین گھوڑے پر سوار پھرا کیا۔ سَر ہِنرِی ہَارڈِنگ کو چونکہ پہلے ہی سے معلوم تھا کہ پنجاب کا ملک شامل سلطنت کیا جائیگا اسوجہ سے اُنھون نے ممالک مغربی و شمال کے نامی گرامی لفٹنٹ گورنر ٹامسن صاحب کو ایک چٹھی مین لکھا تھا کہ آپ جَانْ لَارِنْسْ کو بھیج دیجیے ہم دریائے ستلج کے اُس پار والے ملک مین جو حال ہی مین شامل سلطنت کیا گیا ہے اُنکو ایک عاملانہ عہدہ دینگے۔ ٹامسن صاحب نے جو سب سے پہلے اپنے خاص صوبہ کی حفاظت کے ذمہ دار تھے خیال کیا کہ ایسے نازک وقت مین جَانْ لَارِنْسْ کا جدا کرنا ناممکن ہے اور اسلیے اُنھون نے ایک دوسرے افسر کو جو اُس عہدہ کے لیے بخوبی موزون تھا بھیجدیا۔ لیکن وہ "بخوبی موزون افسر" اُسیطرح جہان سے آیا تھا وہانکو واپس کیا گیا اور اُسکے بعد جو پیہ تاکیدی پیام گیا کہ "جَانْ لَارِنْسْ کو فوراً بھیجدیجیے" اُس سے ظاہر ہے کہ گورنر جنرل کی نگاہ کچھ ایسی ویسی نہ تھی اُنھون نے ٹھان لیا تھا کہ اس عہدہ پر اسی شخص کو مقرر کرینگے اور جسوقت جنگ کا خاتمہ ہوا تو دوآبہ جالندھر کی فرمانروائی سوائے جَانْ لَارِنْسْ کے اور کسی شخص کو نہین ملی[1] بنابران یکم مارچ ۱۸۴۶ء کو جَانْ لَارِنْسْ

حصہ ۹

[1] مین نے اس واقعہ کے حالات ایک دلچسپ اور محقق کتاب سے جسکو جان تھارنٹن نے جَانْ لَارِنْسْ کے بارے مین تصنیف کی تھی اخذ کیے ہین۔ جن زمانے کا ذکر ہے اُسی زمانے مین جان تھارنٹن گورنمنٹ ممالک مغربی و شمال کے سکرٹری تھے۔ پہلے پہل جو افسر دہلی سے ٹامسن صاحب نے لارڈ ہارڈنگ کے پاس روانہ کیا تھا اُسکی نسبت وہ لکھتے ہین کہ "گو یہ شخص بڑی علمی اور عقلی قابلیت رکھتا تھا لیکن اُسنے اس طرح کی استعداد دماغی اور جسمانی کبھی نہین ظاہر کی تھی جو اس نئے صوبہ مین ہمارے انتظام کے لیے موزون ہوتی۔ جس عہدہ پر آخر کو جَانْ لَارِنْسْ مقرر کیے گئے اُسکے لیے یہ شخص بمقابلہ جَانْ لَارِنْسْ کے بہت کم موزون تھے۔ اور ٹامسن صاحب ایسے منصف مزاج اور قدردان اور بے نظیر منتظم سے ایسے شخص کے اسطرح کے عہدے پر مقرر کرنے مین جیسی چوک ہوئی ایسی حقیقت مین اُن سے بہت کم ہوئی ہوگی"۔

کے نام حکم پہونچا کہ وہ سکھون کی مذہبی دار السلطنت امرتسر مین جاکر اپنے اُس دشوار اور معزز عہدہ کی بابت جسپر وہ صرف اپنی لیاقتون کی وجہ سے مقرر ہوے تھے گورنر جنرل کی ہدایتین حاصل کرین -

مین اب اس باب کو ختم کرتا ہون اور خاتمہ پر کرنل بالکارس رامزے کی چند ذاتی یادداشتین بیان کرونگا

ص ۱۹۱ یہ صاحب وہ ہین جنھون نے چند سال بیشتر مقام پونہ مین جان لارنس سے نیاز حاصل کیا تھا اور اب اتفاق سے اُسوقت پھر دونون مین یکجائی کی صورت پیدا ہو گئی تھی ان یادداشتون سے بہت واضح طور پر چند نامی گرامی اشخاص متعلقہ معرکہ ستلج کی کیفیت ہویدا ہوتی ہے - اپنی یادداشت مین وہ لکھتے ہین کہ -

[illegible]

جب سکھون کی پہلی لڑائی کے ایام مین مین بمبئی سے صدر مقام لشکرگاہ مین شریک ہونے کے لیے جاتا تھا تو دہلی مین پہونچکر مجھکو معلوم ہوا کہ میرے پونہ کے پرانے دوست وہان کے کلکٹر ہین - مجھکو اس ملاقات کا حال خوب یاد ہے وہ اپنی کوٹھی کے باہر والے زینہ پر ہندو راوے جو اُس زمانے مین انگریزون کی رفاقت کا بڑا دم بھرتا تھا اور جسکا مکان بعد کو اسواسطے بہت مشہور رہا کہ دہلی کی پہاڑی پر سب سے زیادہ خطرناک وہی مقام تھا کچھ باتین کر رہے تھے - اور اپنی آستینون کو چڑھا چڑھا کر ٹہیے مل رہے تھے جو انکی عادت مین داخل تھا - مجھکو دیکھکر وہ بہت خوش ہوے اور کج خلقی کے ساتھ اپنے مہمان سے یہ کہکر کہ "مسٹر راؤ اب تم جاؤ" اسکو رخصت کیا - اُسنے جھک کر سلام کیا اور وہان سے چلتا ہوا پرانے زمانے کی کچھ باتین کرنے کے بعد انھون نے مجھسے کہا کہ مجھکو ابھی آج ہی کل مین کسی ضروری کام کے لیے لارڈ ہارڈنگ نے لشکرگاہ مین طلب کیا ہے اور اگر آپ دو دن ٹھہر جائین تو میرا آپ کا ساتھ ہو جائے -

اس تجویز کے مطابق ہم دونون شخص پالکی ڈاک کی سواری پر ساتھ ساتھ روانہ ہوے - رات کے وقت انکو سخت ہیضہ ہوا - انکی طبیعت ایسی علیل ہو گئی کہ مین تو سمجھا کہ وہ راستہ ہی مین مرجائینگے - لیکن خوبی قسمت سے ایک سویلین یعنی ولیم فورڈ صاحب کے خیمے ملگئے - وہ ضلع کے دورے کو جاتے تھے اور یہان ہم بخوبی تمام مریض کا علاج معالجہ کر سکے جس سے انکی جان بچگئی - وہ ایسے قوی الجثہ شخص تھے کہ چند ہی گھنٹہ بعد وہ سفر کرنے کے قابل ہو گئے - اسکے بہت برسون کے بعد عین اُس زمانے مین جب وہ گورنر جنرل مقرر کیے گئے تھے مجھکو ایک مرتبہ وہ لندن کی سڑکون پر ملے - اور یہان اُس شب کا اشارہ کرکے انھون نے کہا کہ "اگر آپ نے اس روز میری جان نہ بچائی ہوتی تو مین آج گورنر جنرل کاہے کو ہوتا" -

لودھیانے مین ہمارے انکے مفارقت ہوئی - وہ تو صدر مقام لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوے اور مجھکو چونکہ اُسوقت تک کوئی سرکاری منصب نہین حاصل ہوا تھا اسلیے مین کچھ دنون تک وہین ٹھہرایا گیا - با اینہمہ مجھکو کچھ روزون کے بعد سر ہنری لارنس کے سابقہ مین رہنا اور انکی ناراضی ایک امر مین اٹھانا پڑی - بعد اسکے مجھکو حکم ملا کہ کچھ گھوڑے لودھیانے اور فیروزپور کے مابین بیگار پکڑوا لاؤ - یہ گھوڑے ہمارے زخمیون کے لیے ایک مقام پر پہنچنے کو ایک نہایت ہی عمدہ گھوڑا مانگیا تھا لیکن بدقسمتی سے وہ [illegible] کسی سکھ کا جانور نکلا جو عہدنامہ کے [illegible] کے بعد پٹیالہ کے [illegible] اپنے کسی عزیز سے ملنے آیا تھا

مین جب گھوڑے پر سوار جاتا تھا تو اُسنے میرے اوپر بندوق چلائی اور مین بہت بچاکر وہان سے نکل گیا - لاہور کے لشکرگاہ مین
مین اُسوقت پہونچا جب گورنر جنرل اور اُنکے مصاحبین نوجوان مہاراجہ سے ملاقات کرنے اور اُنکو اپنا مطیع بناتے جاتے تھے
وہان ایک بڑا دربار مجتمع ہوا اور جسوقت کوہ نور والا ہیرا مہاراجہ ملاحظہ کے لیے پیش کیا گیا تو ڈبلیو اڈورڈس انڈر سکریٹری صیغہ خارجہ ص ۱۹۲
اُسکے تحویلدار مقرر ہوے - ظاہرا وہ بڑے شکی آدمی تھے اور ہر ہر اسٹاف افسر سے خود جاکر اُسکو لے لیتے تھے - جسوقت
اُنھون نے ہیرا میرے ہاتھ مین دیا تو اُسیوقت سر ہنری ہارڈنگ نے اُسکو دیکھنے کے لیے طلب کیا - مین نے معمولی طور پر
دوسرے افسر کو دیدیا اور مجھکو وہ وقت آج تک نہین بھولتا جب وہ نہایت بیتابی سے اُس کے لینے کے لیے دوڑے
اور ایک اسٹاف افسر سے کہنے لگے کہ لاؤ بس اب مجھکو دیدینگے -

اُس شب مین نے گورنر جنرل کی میز پر کھانا کھایا جہان نامی گرامی اشخاص کا ایک مجمع کثیر فراہم تھا - اُنمین سر چارلس نیپیر آڈوا لفنسٹون لارڈ گف چارلس وسٹ (جو بعد کو ارل ڈی لاوار ہوگئے) سر ہنری لارنس ہربرٹ اڈورڈس اور مین سمجھتا ہون کہ جان لارنس بھی موجود تھے - چونکہ روشنی سے میری آنکھ جھلملائی جاتی تھی اور مین بمبئی سے دور دراز سفر کرکے اُسیوقت تھکا ماندا آیا تھا اس سبب سے کھانے کے لیے بیٹھتے ہی مجھکو نیند آگئی - اسی اونگھنے کی حالت مین مین نے سر ہنری ہارڈنگ کو یہ کہتے ہوے سُنا کہ "وہ سو گئے وہ بیچارہ لڑکا بہت خستہ ہے" - میز کے بڑھتے وقت ایک قہقہہ ایسا پڑا کہ مین بیدار ہوگیا اور اُسکی سرگذشت یہ ہے کہ ہربرٹ اڈورڈس بھی اسی جلسہ مین شریک تھے اور وہ "برہمنی بل" کے نام سے بڑے پُر زور مضامین کچھ دنون سے اخبارات مین چھپوا رہے تھے - پس جسوقت لوگ کھانا کھا چکے تو آرتھر ہارڈنگ بیچارے (لٹل آرتھر) نے جو اُنکے باپ کے بڑے دوست تھے اُنسے کہا کہ آپ میرے ساتھ ایک گلاس شراب نوش کرین - ہر شخص عموماً اور سر چارلس نیپیر خصوصاً اڈورڈس کی طرف دیکھنے لگے کیونکہ بیان کیا گیا تھا کہ اس زمانے مین اس نوجوان افسر کو جو عہدہ دیا گیا تھا وہ صرف اس خیال سے دیا گیا تھا کہ وہ پرجوش مضامین کے لکھنے سے باز آئے - الغرض لشکرگاہ مین یہ گپ اُڑ رہی تھی - اور اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جب اُس "ڈیئر لٹل آرتھر" نے اپنے فصیح طفلانہ لہجہ سے یہ کہا ہوگا کہ "مین سمجھتا ہون کہ اب آپ برہمنی بل والے ارٹکل پھر نہ لکھینگے - کیون مسٹر اڈورڈس شاید آپ اب تو نہ لکھینگے" - تو حاضرین جلسہ مین اُسوقت کیسا قہقہہ پڑا ہوگا - لارڈ ہارڈنگ سے زیادہ دل کھولکر کوئی نہین ہنسا اور اُنھون نے خوش طبعی کی راہ سے مٹھی باندھکر اپنے بیٹے کی طرف ہاتھ ہلایا -

کھانے کے بعد مجھکو ایک طویل القامت مہیب شخص نے آکر گھیر لیا اور کہا کہ "آپ کو دیسیون کے ساتھ ایسی زبردستی نہ دکھانا چاہیے" - مین نے کہا اس سے آپکا مطلب کیا ہے اُنسے جواب دیا کہ "آپ نے ابھی اُس روز میرا گھوڑا پکڑ لیا" - مین نے کہا "مجھکو خبر کیا ہے کہ گھوڑے سے پکڑنے کا حکم ملا تھا" - اُسنے کہا کہ "یہ سچ ہے لیکن سکھون کے گھوڑے پکڑنے کا تو حکم نہین تھا" - مین نے جھڑک کر کہا کہ "وہ مگر اُسنے تو مجھکو گولی سے مارہی ڈالا تھا" - یہ مہیب شخص سر ہنری لارنس تھے اور اُنھون نے کہا "تو اُسکا یہ فعل ٹھیک جائز تھا [illegible]"

[illegible]

اور وہ اپنے دوستون کو دیکھنے جاتا تھا درمیان مین آپ اُسکا مال غصب کرنے لگے"۔ ایسے موقع پر سواے سرتسلیم خم کرنے کے اور مجھسے کچھ نہ بن آئی کیونکہ اُسکا کوئی جواب نہین تھا۔ بیچارے سرچارلس نیپیر بہت اُداس تھے کہ جنگ کی شدت کے زمانہ مین وہ پہونچ نہ سکے۔ جب مین گورنر بمبئی کے اشاف مین جاکر شریک ہونے کے لیے واپس چلنے لگا تو اُنھون نے مجھسے کہا کہ سندھ تک ہمارے ساتھ ہی چلئے۔ مگر جس روز وہ جانے والے تھے اُسکے پیشتر کی رات کو مین علیل ہوگیا۔ سرچارلس نے پہلی منزل ۲۵ میل کی گھوڑے کی سواری پر طے کی اور دوسری منزل مین پھر اسیقدر فاصلہ طے کیا۔ پس اب کوئی امید اس بات کی نہین رہ گئی تھی کہ مین اُنسے جاکر ملجاؤنگا۔ باینہمہ خوش قسمتی سے اسکا نتیجہ اچھا نکلا کیونکہ سرہنری ہارڈنگ نے مجھکو اپنے پرسنل اشاف مین داخل کرلیا۔

اس زمانے کے حالات جان لارنس مین نے بہت کچھ دیکھے۔ وہ ہمیشہ بڑی ہنسی دلگی کیا کرتے تھے اور اب اسوقت بھی اُنکی یہ ظرافت روکنے سے نہین رک سکتی تھی۔ ایک روز اتفاق سے مین اور وہ اور تین چار دوسرے اشخاص ایک ہی ہاتھی پر لاہور کی سڑکون پر جسکے سامنے ہماری لشکرگاہ تھی چلے جاتے تھے ایک افسر کو اُنھون نے تن تنہا ایک ہاتھی پر آتے ہوے دیکھکر اپنا ہاتھی اُسکے قریب بڑھایا اور مجھسے کہا کہ "و بھائی دیکھو یہان بڑی چپقلش ہے اگر تم ایک شخص اسمین سے چلے جاؤ جب بھی بہت جگہ نکل آتے۔ اُس پر ایک بڑے بزرگ سیرت شریف النفس حضرت بیٹھے ہین وہ بڑی خوشی سے تمکو بلا لینگے۔ بس جاؤ یہان سے اچک کر اُس ہاتھی پر ہورہو"۔ مین مقر ہون کہ مجھکو ان بزرگ سیرت شریف النفس حضرت کی طرف سے شک تھا اسلیے مین نے اُنکی گردن مین ہاتھ ڈالدیے کہ مبادا دونون ہاتھیون کے درمیان مین نہ آجاؤن جب مین اسطرح سے دوسرے ہاتھی پر چڑھ گیا تو وہ حضرت میری طرف غرا کر بولے کہ یہ آپ جو اسطرح سے مجھپر پھاند پڑے تو اُسکا کیا منشا تھا"۔ مین نے کہا "و حضرت اسمین میرا قصور نہین ہے۔ بلکہ جان لارنس نے مجھسے کہا کہ وہ بڑے خلیق شخص ہین اور تمکو ہاتھ پھیلا کے لے لین گے"۔ اُنھون نے جواب دیا کہ "بہت اچھا مین اُنسے اسکا بدلا لے لون گا"۔ یہ بزرگ جنٹلمین کرنل اِسٹوارٹ فوجی سکرٹر گورنمنٹ ہند تھے۔ یہ صاحب گو نہایت ہی لائق شخص تھے مگر خلیق تو نہ تھے۔

باب ہشتم

کمشنر علاقجات آنردے ستلج ۱۸۴۶ء

اب ہم سوانح عمری جان لارنس کی اُس نوبت پر پہونچے ہین جب وہ سابق کی نسبت زیادہ کارگزاری کے عہدہ پر آئے اور اُن عہدون سے جو کیسے ہی نازک کیون نہون مگر پھر بھی ماتحتی کے تھے نکل کر خودسری کے منصب پر فائز ہوئے۔ اور اُس رعایا پر حکمرانی کرنے کے درجہ سے جو ہماری تابع فرمان رہتی چلی آئی تھی ایسی قوم کی فرمانروائی پر مامور کیے گئے جس پر اب تک ہماری حکومت کا کبھی دباؤ

نہین پڑا تھا اور جو ابھی حال ہی مین اس بات کی کوشش بلیغ کر چکی تھی کہ شمال مغربی ہندوستان سے ہمکو قطعًا خارج کر دے جسمین ایک مرتبہ وہ قریب قریب کامیاب ہی ہو گئی تھی۔

یہ ترقی اس طرح کی تھی جیسے شیر یکبارگی جست کر کے دور تک پہونچ جاتا ہے چنانچہ اسی جست مین بحالت عنفوان شباب یعنی جب انکی عمر ۳۴ برس کی تھی وہ اپنے اکثر برابر والون بلکہ بہتیرے بڑون سے گوے سبقت لیگئے اور جن لوگون کو اسطور سے اُنھون نے نیچا دکھایا تھا اُنکے دلون مین رشک و حسد کی آگ بھڑکا دی جسکا اثر آج تک رفع نہین ہوا ایک قول شاعر

تھی نہ جبتک دوستی کوئی نہ تھا اپنا رقیب　　یار سے یاری ہوئی دشمن زمانہ ہو گیا

جان لارنس کے جو خیالات خطوط اور افعال اس زمانے کے ہین وہ صرف انکے احباب و اقارب ہی سے تعلق نہین رکھتے اور نہ صرف اُنہین ہندوستانیون سے جن پر وہ حکمران تھے۔ بلکہ اس زمانے سے اُنہین وسعت پیدا ہوتی گئی۔ وہ گورنمنٹ ہند اور اس زمانے کے قریب الوقوع اہم معاملات پر بھی حاوی ہین۔ اور جان لارنس اب بخوبی تمام اس نئے عہدے کی قدر کرنے لگے اور اپنے دل مین سمجھنے لگے کہ اس سے آئندہ میرے حق مین بہبودی متصور ہے اور یہ ضرور نہین ہے کہ محض انتظار پر خواہ مخواہ قناعت کر دن۔ چنانچہ یہ سب باتین اس امر سے ثابت ہوتی ہین کہ اُنھون نے مثل اور ہونہار افسرون کے بڑی بڑی جلدون مین اُن چٹھیون کو جمع کرنا شروع کیا جو نہ محض خانگی اور نہ بالکل سرکاری کہی جا سکتی ہین مگر اُنسے حکام ہند کی خط کتابت کا ایک بڑا بھاری ذخیرہ مرتب ہوتا ہے اور ہندوستان مین وہ "نیم سرکاری" مراسلت کے نام سے معروف ہین اس طریقہ کو بزمانہ مابعد اُنھون نے پھر کبھی فروگذاشت نہین کیا اور سوانح نگار کو اس زمانہ تک جو یہ شکایت چلی آتی تھی کہ مواد تحریرات کی قلت ہے اب اُسکے بالکل برعکس یہ شکایت پیدا ہوتی ہے کہ اس زمانے کے بعد کی تحریرات لاتعد و لاتحصی ہین جنکے دیکھنے سے طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ اُنسے اصل امر مقصود عنہ کامل طور پر ظاہر نہین ہوتا بلکہ وہ تاریخی باتین جو خاص لطف رکھتی ہین یا جن سے جان لارنس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے انتخاب و اقتباس معقول کرنے کے بعد اخذ کی گئی ہین۔ ص ۱۹۵

جان لارنس کے ایام ملازمت مین کمشنری جالندھر بڑی کثیر الاشغال کا زمانہ تھا۔ اور اسواسطے پہلے اس بات کی تحقیقات بہتر ہوگی کہ جس ملک پر وہ اعلی حاکم مقرر کیے گئے تھے اُسکی کیفیت جغرافیہ اور تاریخ کی رو سے کیا تھی۔ دوآبہ جالندھر دریاے ستلج اور بیاس کے درمیان واقع ہے اور اُسکا زیادہ تر حصہ سرسبز اور جاٹون سے اباد ہے۔ جاٹون کی کیفیت جان لارنس نے یہ لکھی ہے کہ "یہ لوگ نہایت محنتی اور مشقتی اور بڑے حلیم اور فرمان پذیر قوم سے تعلق رکھتے ہین۔ اُنھون نے تمام ملک کی زمین کو آباد کر دیا اور ہماری حکومت کے تابع رہنے مین بہت خوش ہین"۔ اس دوآبہ کا شمالی حصہ پست پہاڑیون سے

جسکے اندر تنگ گھاٹیان واقع ہین شامل ہے اور وہ راجپوتون سے آباد ہے۔ اور یہ لوگ اُس زمانے مین بہت سے فرقون کے مابین منقسم ہوگئے تھے اور اپنے اپنے خاص رئیسون کی نگرانی مین رہتے تھے۔ دوآبہ خاص کے علاوہ ۰۰۰۰ ۱۳ مربع میل کا ایک اور پہاڑی حصہ ہے جسمین ۰۰۰۰۰ ۷۵ آدمی ہین۔ یہ حصہ زمین اُس برفستانی سلسلہ کوہ کے نیچے جسکی چوٹیان ۰۰۰ ۱۶ فیٹ تک بلند ہین حدود لداخ واقع چینی تاتار تک اسیطرح پھیلا ہوا چلا گیا ہے۔ اور اس بلند ملک مین بوقلمونی عالم آب و ہوا اور قوم کی ہر ایک کیفیت عالیشان راجپوت سے لیکر مسکین گوجر اور جلاہے تک مشاہدہ مین آسکتی ہے۔ پنجاب کے تین بھاری دریا بیاس راوی اور چناب بھی یہین سے نکلے ہین۔ جس شہر کی وجہ سے اس ملک کی خاص تاریخی شہرت ہوی اور جسکی کیفیت مین تفصیل کے ساتھ آگے بیان کرونگا وہ کانگڑہ کا مشہور قلعہ ہے۔ لیکن یہ کل ملک جسمین بہتیرے چھوٹے چھوٹے کوہستانی (اور اگر صنعتاً نہین تو قدرتاً مضبوط) قلعے واقع ہین اور ایک ایک قلعہ پر ایک ایک رئیس حاکم ہے اپنی بہادری اور وقار ذاتی کے لیے مشہور ہے۔ کیا یہ ممکن تھا کہ یہ چھوٹے چھوٹے قلعے اُس صلح آمیز طریقہ سے جسطرح اس زمانے ص ۱۹۶
کے چند برس پیشتر اُس شہرپناہ والے موضع کے لوگون نے یکہ و تنہا کلکٹر دہلی کی تالیف قلوب سے اطاعت قبول کر لی تھی نووارد کمشنر کا حکم مان لیتے۔

جان لارنس نے ذرا بھی اپنے کام کے انصرام مین تاخیر نہین کی۔ یکم مارچ ۱۸۴۶ء کو بمقام امرتسر گورنر جنرل نے آنکو اس عہدہ پر مقرر کیا تھا اور ۳۰۔ ماہ مذکور کو گورنر جنرل ممدوح جالندھر مین آنکی ملاقات بازدید کرنے گئے جہان اُنھون نے وہ کام جو ایک نومکسوب صوبہ کے فرمانروا کے لیے سب سے زیادہ ضروری اور دشوار ہے یعنے بندوبست مال کا کام شروع کر دیا تھا گو اس زمانے مین یہ بندوبست اصل مین سرسری ہی طور کا تھا آنکو اُمید تھی کہ اُنکے صوبہ کے کامون کا یہ خاص حصہ ماہ اپریل کے پہلے ہفتہ تک تکمیل پا جائیگا۔ لیکن دریاے بیاس کی دوسری جانب سے ایک سکھ سردار نے جو حملہ کیا اور کوہستانی ملک مین شورش مچائی تو انھون نے اپنے قلم کو طاق پر رکھدیا اور تلوار ہاتھ مین لیکر اُترطرف ہوشیارپور کو روانہ ہوئے۔ اس پہلے مہینے مین وہ اپنی نئی عملداری مین تن تنہا کام کرتے رہے۔ چنانچہ وہ خود بیان کرتے ہین کہ "ابتک میرے کسی ماتحت نے میرا ہاتھ نہین بٹایا۔ مین ہر روز دس گھنٹہ سے لیکر ۱۲ گھنٹہ تک کام کرتا ہون۔ اور اسپر بھی ہر روز کا بہت کچھ کام پڑا رہ جاتا ہے۔ ۱۰ اپریل تک منجملہ اُن چار ماتحتون کے جنکا اُنسے وعدہ کیا گیا تھا دو افسر آئے اُنمین سے ایک تو کسیقدر ناتجربہ کار اور بیتا عدہ شخص تھا اور جب تک وہ رہا کانٹے کی طرح آنکو کھٹکتا ہی رہا۔ دوسرا شخص بڑی لیاقت اور استعداد کا آدمی تھا اور وہ اگرچہ مالی معاملات سے بہرہ وافی نہین رکھتا تھا اور اس سبب سے اس محکمہ خاص مین اُسکی ذات سے مدد نہین پہونچ سکتی تھی لیکن جان لارنس کی تعلیم سے وہ آخر مین اس صیغہ کا

ایک مستند ماہر ہوگیا۔ یہ رابرٹ کسٹ کا ذکر ہے اور اُنسے جان لارنس سے جو دوستی ہوئی وہ عمر بھر قائم رہی رابرٹ کسٹ نے پہلے پہل اپنے اعلیٰ افسر سے ملاقات کرنے کا حال تیس برس کے زمانے کے بعد اسطور پر ضبط تحریر کیا ہے۔

ماہ اپریل سنہ ۱۸۴۶ء مین بمقام ہوشیارپور صدر بمقام دوآبہ جالندھر جہان مین پہلے پہل مقرر ہوا تھا جان لارنس سے پہلے پہل ملاقات ہونے کی کیفیت مجھکو ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کل کی بات تھی۔ جب مین اُنکے حضور پہونچا تو اُسوقت وہ پوسٹماسٹر جنرل سے ڈاک کی نئی سڑکون کی بابت گفتگو اور اپنی چھاونیون کی حدبندی کے متعلق کمانڈر افسر فوج سے بحث کرتا تھے ہیری لمسڈن جو اُسوقت ایک کم عمر ماتحت فوجی افسر تھے چٹھیون کی نقل کر رہے تھے۔ چند یورپین اشخاص کے غول مین بیسیون سکھ اور مسلمان زمیندار جمع تھے اور اپنے نئے حاکم سے لگان نقدی کی تشخیص کا عہد و پیمان کر رہے تھے۔ جان لارنس ہمہ تن مستعد بیٹھے تھے (کوٹ اترا ہمراہ رکھا تھا آستینین کہنیون تک چڑھی تھین) اور اپنی رعایا پر واجبی مطالبہ سرکاری کی بابت افہام و تفہیم کر رہے تھے اور انصاف کے قدرتی اصول اُنکو سمجھاتے جاتے تھے کیونکہ ہر شخص جب اپنے پٹے پر دستخط کرنے کے لیے قلم چھونے لگتا تھا (جو ناخواندہ اشخاص کے دستخط کرنے کی علامت ہے) تو وہ انگلش گورنمنٹ کا ایک نیا اصول تثلیث اُنکو بآواز بلند پڑھ کر یہ سناتے تھے کہ

بیوہ کو مت جلاؤ

بیٹی مت مارو

کوڑھی کو زندہ مت دفن کرو

اور پرانے سفید داڑھی والے لوگ جنمین سے بعض بعض کے گھر مین نہ کوئی بیوہ اور نہ کوئی عورت تھی۔ وہ اس نئے موسےٰ کے احکام کو گاتے ہوے چلے جاتے تھے جو دوسرے سال نہایت سختی کے ساتھ نافذ کراے گئے۔ یہان اگر مجھکو پہلے پہل مستعدی کے انتظام اور مجمل تعمیل احکام کے معنی معلوم ہوے جو عمدہ نظم و نسق کے خاص ارکان ہین۔ اور اس مقام پر مجھکو اول اول اُس شخص سے آگاہی ہوئی جو میرا افسر میرا دوست اور میرا استاد رہا تا آنکہ اُسکے تیس برس بعد مین بمقام کلکتہ اُسکے کونسل بورڈ مین بیٹھا اور چرچ مشن سوسائٹی کے معاملات پر بالتفصیل مشورہ لیا اور اُسکی کمیٹی مین برخلاف اُس امر کے جسکو وہ جنگ دوم افغانستان کی غلط حکمت عملی سمجھتا تھا شریک ہوا۔

ہرکیولیز اسکاٹ کہ وہ بھی جان لارنس کے ایک ابتدائی ماتحت تھے اس زمانے کا کچھ حال اپنے اول اول خیالات کے مطابق بیان کرتے ہین جو اس مقام پر قابل ذکر ہے۔

مجھکو ہندوستان مین آئے ہوے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا اور معہذا مجھکو اپنے فرائض منصبی کے متعلق بہت ہی کم واقفیت پیدا ہوئی تھی کہ دفعتاً ماہ مئی سنہ ۱۸۴۶ء مین علاقجات آر دوسے ستلج مین بماتحتی مسٹر جان لارنس میرا تبادلہ ہوگیا

ص ۱۹

میں نے اپنے آنے کی رپورٹ لکھی میں اس بات کی خواہش اُنسے ظاہر کی کہ آپ مجھکو کسی سویلین کی ماتحتی میں مقرر کرینگے فوجی شخص کی ماتحتی میں نہ مقرر کرینگے انھوں نے میری چٹھی کا جواب مختصراً چند سطروں میں لکھا اور اُسمیں یہ تحریر کیا کہ "آپ کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ کسی عمدہ افسر کی ماتحتی میں رہیے عام اس سے کہ وہ فوج کا آدمی ہو یا سویلین ہو"۔ اس فقرہ کے ساتھ ہی جس سے سختی اور اُنکی طبیعت کا خاصہ ظاہر ہوتا ہے انھوں نے مجھکو حکم دیا کہ آپ جالندھر کو روانہ ہوں اور وہاں کے ڈپٹی کمشنر کی اسسٹنٹی کا کام کریں۔ اسکے بعد جب سال ختم ہونے کے قریب پہونچا تو جالندھر میں آئے اور میں اُنکی خدمت میں نیاز حاصل کرنے کے قابل ہوسکا۔ پہلے تو میں نے اُنکو ایک مہیب شخص تصور کیا اور چونکہ وہ اپنے ماتحتوں کی تمام کارروائیوں کو بڑے غور سے دیکھتے رہتے تھے اسوجہ سے میرا وہ خیال اور بھی بڑھ گیا اور کچھ بات یہ بھی تھی کہ اُنکی حرکات و سکنات اور خارجی شکل و شباہت روکھی معلوم ہوتی تھی لیکن بعد کو معلوم ہوا کہ ان ظاہری علامتوں کے اندر نہایت ہی نیک اور رحیم قلب چھپا ہوا تھا۔

میرے کام میں ضرور بیشمار لغزشیں اور غلطیاں ہوتی ہوں گی جنکا ضابطہ کے ساتھ اظہار کیا جاتا تھا لیکن چونکہ میں ایک ناتجربہ کار کم عمر سویلین تھا اسوجہ سے انھوں نے بہت کچھ درگذر کیا اور گورنمنٹ کی خدمت میں میری رپورٹ اچھی کی۔ اسکے بعد ڈپٹی کمشنر کی علالت کے سبب سے بارہا مجھکو کمشنر سے ملاقات کرنے کا موقع ملا۔ ابتدا میں اُنکی طرف سے جو خوف مجھکو پیدا ہوا تھا وہ بہت جلد جاتا رہا اور مجھمیں اُنمیں بخوبی دوستی اور محبت ہوگئی۔ گو وہ خود بالکل عدیم الفرصت تھے مگر جس شخص کو اپنی خدمات کے انجام میں اُنسے صلاح اور مشورہ کرنے کی حاجت ہوئی اُس سے انھوں نے کبھی اغماض نہیں کیا۔ اُنکی اصولی اور فروعی واقفیت تمام معاملات متعلقہ خزانہ و مال و پولیس و عدالت میں بہت وسیع تھی۔ اس سے بڑھکر اُنکو اور کسی بات میں لطف نہیں ملتا تھا کہ اپنے وسیع معلومات کے ذخیرہ کو ہم لوگوں کے فائدہ سے استعمال کریں۔ اُنکو خود کام کرنے کا اسقدر ہوکا رہتا تھا جسکی کچھ حد نہیں ہے اور وہ چاہتے تھے کہ ہر شخص کو میری طرح کام کرنے کی خواہش رہے اور میرے نزدیک اُنکا یہ خیال بیہودہ نہیں تھا۔ کاہل اور کام چور آدمی کو وہ اپنے پاس پھٹکنے نہیں دیتے تھے۔ میرے نزدیک ہدایت کے چند اصول وہ ایسے رکھتے تھے جو اُسکے خمیر میں داخل ہوگئے تھے اور جو برابر ہم لوگوں کے دلوں پر مرتسم کیے جاتے تھے۔ اور وہ یہ تھے کہ گورنمنٹ کی خدمت ادا کرنا چاہیے رعیتوں کا خیال رکھنا چاہیے کام کو ترتیب اور تعجیل کے ساتھ انجام کرنا چاہیے اپنی جان کو عزیز نہ رکھنا چاہیے اور لوگوں کے مابین انصاف کرنا چاہیے۔ انھوں نے اپنے برتاؤ سے ان اصولوں کی تمثیل پیدا کردی اور بہت سے مقلدین دبستان پنجاب نے اپنے دماغ کی ان باتوں کا اثر اپنے افعال پر بھی پڑتے ہوئے دیکھ لیا۔

جان لارنس اپنے فرائض منصبی کے انجام میں جو ہمت باندھتے تھے اُسکے سامنے دقت اور دشواری سب دور ہو جاتی تھی اور اُنکو دوآبہ میں آئے ہوئے ابھی ایک مہینے سے زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ انھوں نے اُس مردانہ صاف باطنی اور سادگی سے جو اُنکے تمام زمانہ ملازمت میں نمودار رہی فریڈرک کری صاحب سکرٹری گورنمنٹ صیغہ خارجہ سے صاف صاف بیان کر دیا کہ کسقدر کام انھوں نے کیا اور کسقدر نہیں کیا ہے اور اپنے

نزدیک کس تاریخ تک کون سا کام کر سکینگے - جو افراد لوگون کی نسبت خودستائی پر محمول کیا جاتا وہ جان لارنس کی نسبت محض اظہار حقیقت حال تصور کیا گیا یعنی یہ کہ نہ تو اُس مین کسی طرح کا عجز و انکسار تھا اور نہ کسی قسم کی خودستائی اور نمائش تھی - چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ

جہانتک بحیثیت افسر نگران میری ذات خاص سے تعلق ہے وہانتک تو مین کہ سکتا ہون کہ جسقدر ملک میرے حوالہ کیا گیا ہے مین اُسکے دوچند ملک کا انتظام کر لیتا - لیکن ان باتون کے نتائج عامل افسرون کی قابلیت پر منحصر ہین - میری ماتحتی مین جو پانچ افسر نامزد کیئے گئے اُنمین تین شخص ابتک اپنے کام پر نہین آئے باقی دو آدمیون کو آئے ہوے ابھی صرف چار روز کا عرصہ ہوا ہے - اگر پانچون شخص موجود ہوتے تو مین کوہستان اور میدان ہر جگہ کا انتظام عمدہ ترین طریقے سے کر لیتا اگرچہ باستثناے ——— ہر شخص اپنے کام سے بالکل ناآشنا ہے - ممکن ہے کہ منیکسن صاحب میری نسبت دوچند علاقہ (واقع این روے دریاے ستلج) پر حکمرانی کر سکتے ہون مگر خیال کیجیے کہ اسمین سے دو ثلث پرانا ملک ہے جسکا بندوبست عرصے سے ہو چکا ہے یا انکو ہو جانا چاہیے تھا - مین آپ سے صرف چھ مہینے اور انتظار کرنے کی استدعا کرتا ہون - اس زمانے کے گذرنے کے بعد آپ دونون مقامون کے سول انتظام کا باہم مقابلہ کر لیجیے گا . . . . ——— بہرحال میرے نزدیک آپکو چاہیے کہ ہینری لمسڈن صاحب کو میری ماتحتی مین مقرر کرین - وہ ایک اچھے زباندان اور بہت مستعد شخص ہین - اگر آپ کم عمر ہونہار لوگون کو بھیجینگے تو پہلے سال انکی ذات سے بہت کم کام نکل سکیگا - بہرکیف جیسا آپ بہتر سمجھین ویسا کرین - میرا کام صرف اسقدر ہے کہ جسطرح کے آدمی آپ بھیجین اُنسے مین اپنے مقدور بھر عمدہ طور سے کام لون ———

جو درخواست اسطور سے کی گئی تھی وہ باضابطہ منظور کی گئی اور ہینری لمسڈن جنکی تلوار سے اس زمانے کی بہت سی سرحدی لڑائیون مین اچھے اچھے کام انجام ہو چکے تھے اور جو بہت برسون تک جان لارنس کے "سرحدی افسرون" مین ایک بڑے اولوالعزم شخص رہے فوراً آن پہونچے - اُنکے ساتھ لفٹننٹ اڈورڈ لیک متعلقہ انجنیران بنگال بھی آ گئے جو بعد کو پنجاب کے ایک بڑے لائق مدبر اور سپاہی گذرے اور جنکو اُسوقت نورپور کے مالی بندوبست کا کام سپرد کیا گیا - جان لارنس اپنے بھائی ہنری کو لکھتے ہین کہ "مین لیک کو بہت پسند کرتا ہون وہ ایک اچھے نوخیز افسر ہین لیکن آپ کے تمام پولیٹکل افسران فوج زیادہ تر حکمت عملی کا خیال کرتے ہین رعایا کے حالات اور ملک کی اندرونی فلاح پر اسقدر توجہ نہین کرتے"

اس بات پر لحاظ کرنے سے ایک خوشی معلوم ہوتی ہے کہ دوآبہ جالندھر مین جان لارنس کے جو ماتحت ابتدا مین مقرر ہوے تھے انمین سے چار شخص یعنی کسٹ صاحب لمسڈن صاحب لیک صاحب اور ہرکیولیز اسکاٹ صاحب انکے عمر بھر کے دوست ہو گئے حالانکہ انکی حکومت بہت سخت تھی اور کام کرنے کا ہوکا تھا پس اگر انہین سببون سے انمین اور جان لارنس مین دوستی ہو گئی ہو تو کچھ عجیب نہین ہے ———

جَان لَارِنس جنوبی ملک مین اپنا کام ابھی انجام بھی نہ کر چکے تھے کہ کوہستان پر سے اُنکے پاس خبر پہونچی کہ قلعہ کوٹ کانگڑہ کے پھاٹک باغیون نے بند کر دیے اُنکے برجون اور خندقون وغیرہ کی مرمت کرائی اور اُنکے اولوالعزم سرغنہ نے تین سو آزمودہ کار سکھ سپاہیون کی جمعیت سے لفٹننٹ جوزف ڈیوی کننگھم کی قلیل سپاہ پر جو سکھون کے ایک بڑے لائق اور محقق مورخ تھے تین گولے توپ کے چلائے اور اعلان کیا کہ جب تک رنجیت سنگھ شیر پنجاب خود قبر سے اُٹھکر نہ آئیگا اور قلعہ کی کنجیان نہ طلب کرے گا اسوقت تک ہم کوٹ کانگڑہ کی کنجیان نہ دینگے جس کوہستانی قلعہ سے یہ متمردانہ صدا بلند ہوئی تھی اُسکی تاریخ کا گذشتہ دو ہزار برس سے پتہ لگتا تھا اور وہ تاریخ بھی مشکوک اور مشتبہ نہین تھی۔ "اُس زمانے مین جب ہمارے آبا و اجداد غیر مہذب اور وحشی تھے اور سلطنت روم محض ابتدائی حالت مین تھی اس ملک مین کٹوچ نام کی ایک ریاست تھی اُسکی ایک باقاعدہ گورنمنٹ کانگڑہ مین تھی"[1]۔ اور وہان کے فرمانروا کم و بیش اُس زمانے سے گرد و نواح کی پہاڑی ریاستون پر حکومت کرتے رہے ہے۔ یہ قلعہ ایک ڈھالو اور جداگانہ پہاڑی پر جو چار سو فیٹ بلند ہے واقع ہے اور اصل پہاڑیون کے سلسلہ سے صرف ایک تنگ چیٹ کے ذریعہ سے جو کوئی بیس گز چوڑی ہوگی ملحق ہے یہ چیٹ مضبوط حصارون کے ذریعہ سے جو ٹھوس چٹانون مین ملا کر بنائے گئے ہین مستحکم کی گئی ہے یعنی اس کام کے لیے چٹان تراشے گئے ہین۔ اور ایک چکر دار راستہ سات پھاٹکون سمجھی راہ سے ہوتا ہوا قلعہ تک گیا ہے۔ ہنری لارنس نے سمعی خبر کے مطابق اُسکا حال سر جان کے کو یہ لکھا تھا کہ "اس قلعہ کو بمنزلہ جبرالٹر کے سمجھنا چاہیے۔ وہ پانچ میل کے حلقہ مین ہے اور اندر جانے کا صرف ایک راستہ ہے اور اُس راستہ کی حفاظت کے لیے بھی ۱۳ پھاٹک ہین اور ہر پھاٹک ایک دوسرے کے بعد واقع ہے"۔ ایسے قلعہ کو جسکے نیچے ایک دائمی چشمہ بہا کرتا ہے کوئی دیسی سلطنت یا تو بتدریج فاقہ کشی کی نوبت کو پہونچا کر یا دغابازی سے فتح کر سکتی تھی۔ اور ان کوہستانی لوگون سے برخلاف سکھ سرداران لاہور کے عموماً یہی یقین تھا کہ وہ آخری وقت تک جنگ کرینگے۔

ولیم فاتح کے انگلستان مین داخل ہونے کے پچاس برس بیشتر محمود غزنوی نے کانگڑہ کی دولت کا شہرہ سنکر اُسپر دھاوا کیا اور اپنے سخت تعصب کے اشتعال مین وہان کے مقدس مندر جوالا مکھی کو غارت کیا۔ سولھوین صدی عیسوی مین شاہنشاہ اعظم اکبر نے بزمانہ الزبتھ ملکہ انگلستان خود وہان عزیمت کی اور بقول ٹوڈرمل جو اُسکا وزیر خزانہ تھا "اُسکا سارا مغز نکال لیا صرف ہڈیان چھوڑ دین"۔ جس سے مراد یہ ہے کہ جن گھاٹیون کے لیے کانگڑہ کی دولت اور خوبصورتی مشہور ہے اُن سب پر قبضہ کر لیا اور صرف ویران

[1] دیکھو کانگڑہ رپورٹ مرتبہ جارج بارنس صاحب اُسمین قلعہ الیان قلعہ اور اُنکی تاریخ کا بہت دلچسپ حال مرقوم ہے اور اس تحریر کا مین بوجہ غایت شکر گزار ہون۔

پہاڑیان چھوڑدین۔ آغاز صدی موجودہ مین سنسار چند نے جو کٹوچ راجپوتون کا خاندانی راجہ تھا شاہنشاہ مغلیہ کے مقابلہ مین علم بغاوت بلند کیا اور قلعہ کانگڑہ پر جو اُنکے آباؤاجداد کا وطن تھا قبضہ کرکے وہان سے قرب وجوار کی پہاڑی ریاستون کو فتح کرنا شروع کیا۔ جن پہاڑیون کو حملہ کا اندیشہ تھا اُنھون نے گورکھاؤن کو اپنی حمایت کے لیے طلب کیا اور سنسار چند نے سکھون کو اپنی مدد کے لیے بلایا۔ اور اس اچھوتے قلعے کے سامنے جسپر پیشتر کبھی دھاوا نہین ہوا تھا سکھ اور گورکھا لوگ پہلے پہل ایک خونریز لڑائی مین مصروف ہوے۔ سکھ لوگ فتحیاب ہوے اور روباہ باز رنجیت سنگہ نے اس لڑائی کی جڑ پر خود اپنا تصرف کرکے اُسکے ذریعہ سے کل پہاڑی ملک کے تابع فرمان رکھنے کا بندوبست کرلیا۔ الغرض جس قلعہ نے برٹش گورنمنٹ کے لیے اپنے پھاٹک کھولنے سے انکار کیا تھا اُسکی تاریخ اور حالت یہ تھی ۔

جان لارنس نے اس ضروری معاملہ پر بخوبی توجہ کی اور بتاریخ یکم مئی ہنری لمسڈن کو ہمراہ لیکر معرکہ پر روانہ ہوے۔ اثناے راہ مین تمام پہاڑی سردارون نے اطاعت قبول کی اور بعضون نے دل سے مدد دینے کا بھی وعدہ کیا جنمین راجہ منڈی اور راجہ نادون کا نام قابل بیان ہے۔ وہان پہونچکر اُنکو معلوم ہوا کہ ہنوز قلعہ سر نہین ہوا حالانکہ ایک لشکر ہندوستانی پیادون کا جو ایک مہینے پیشتر آشتی کے ساتھ اُسپر قبضہ کرنے کے لیے روانہ کیا گیا تھا اُسکا محاصرہ کیے ہوے تھا۔ وقت اسی طرح گذرتا جاتا تھا۔ انگلش فوجی حکام جالندھر اس بات کو گوارا نہین کرتے تھے کہ حال کی جنگ مین جو گورے سپاہی شریک ہوکر مبتلاے مصیبت رہے تھے اور ابھی آرام تک نہین لینے پائے تھے وہ کانگڑہ کی گھاٹیون مین کسی تعداد تک بھیجکر وہان کی سخت دھوپ مین تباہ ہون۔ اور یہ بھی گمان نہین تھا کہ بھاری توپین وہانتک پہونچ سکینگی کیونکہ سڑک وہان کوئی بھی نہ تھی۔ آغاز صدی حال مین اس قلعہ نے جب اُسکا گورکھاؤن نے محاصرہ کیا تھا تین برس تک مقابلہ کیا تھا اور جان لارنس کے دل مین یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ پیشتر جتنے سال تک اس قلعہ نے گورکھاؤن کا مقابلہ کیا تھا اگر انگریزون سے اُتنے مہینے تک بھی مقابلہ رہا تو تمام کوہستان مین از سرنو جنگ قائم ہوجائیگی۔ اسلیے اُنھون نے ہوئیلر صاحب کو جو اُس کے نیر جنرل تھے لکھا کہ آپ کچھ بھاری توپین بھیجدیجیے۔ اور ہنری لمسڈن صاحب کو اس بات کے واسطے روانہ کیا کہ دریاے بیاس سے جہان سب سڑکین آکر ملی ہین آگے کا سب سے عمدہ راستہ تجویز کرین ۔ ہنری لارنس جو اس اثنا مین ریزیڈنسی لاہور کے دشوار بلکہ مشکل خدمتون کے انجام کرنے پر مقرر کیے گیے تھے اس موقع پر جہان اسقدر خوف پیدا ہورہا تھا بعجلت تمام آئے وہ اپنے ساتھ راجہ دینا ناتھ کو بھی جو دربار سکھ کا سب سے لائق اور ذی اختیار رکن تھا اس امید پر لیتے آئے کہ قلعے کے تین ہزار آزمودہ کار سکھ سپاہیون کو ترغیب دیجاے کہ وہ آشتی سے اطاعت قبول کرلین۔ لیکن دینا ناتھ رنجیت سنگہ نہ تھا اور یہان قلعہ کے دلاور افسر

کہان نے پھر یہی کہلا بھیجا کہ جب تک رنجیت سنگھ قبر سے اٹھکر نہ آئینگے اسوقت تک ہم اطاعت نہ قبول کرینگے بلکہ تا دم مرگ لڑتے رہینگے - دینا ناتھ نے بہت کچھ وعدہ وعید کیے کہ ہم وہان کی فوج متعینہ کی باقی تنخواہ ادا کرینگے انکو سفر خرچ دینگے اور بحفاظت تمام انکے مکانون کو پہونچا دینگے مگر کچھ فائدہ نہوا - انھون نے ایک نہ مانی اور اطاعت قبول کرنے سے انکار ہی کرتے گئے اور جو کچھ نتیجہ ہوا اسکو مین حتی الامکان بہت قریب خاص جان لارنس کی عبارت مین بیان کیے دیتا ہون - وہو ہذا

ص
اس اثنا مین دیسی سپاہ کی اور کمک معہ دو ضرب سنگین توپون کے دریاے بیاس کے ایسے مقام تک پہونچ گئی جہان سے کانگڑہ بہت ہی قریب ہے - یہان پر میدانی ملک تمام ہوتا ہے اور کانگڑہ کی پہاڑیون مین انواپ محاصرہ کی قسم سے آج تک کوئی چیز کبھی نہین گئی ہے - وہان سواے ایک تنگ پگڈنڈی کے اور کوئی سڑک نہین تھی لیکن ہیری لمسڈن مناسب راستہ تجویز کر چکے تھے اور انجنیرون نے توپین لیجانے کے واسطے ایک عارضی سڑک تیار کرنا شروع کر دی -

ایک ہفتہ کے اندر سڑک کا کام تمام ہوگیا اور توپین ہمارے کمپ سے چالیس میل کے فاصلے تک آگئین - ہمارا کمپ اس پہاڑی کے نیچے قائم ہوا تھا جسپر قلعہ واقع تھا - شام کو منجملہ محصورین قلعہ کچھ لوگ بطور سفارت ہماری شرطون کی سماعت کے لیے آئے - اسمین تین بوڑھے شخص تھے جو صلح پسند اور خلیق مگر مستقل مزاج تھے - وہ کرنل لارنس اور مجھسے کئی گھنٹہ تک معاملہ کی گفتگو کرتے رہے آخر کو جب وہ سلام کرنے کے لیے اٹھے اور قریب تھا کہ رخصت ہون تو مین نے انسے کہا کہ آپ لوگ ٹھہر جاے اور علی الصباح بچشم خود توپونکو پہاڑی پر چڑھتی ہوئی دیکھ لیجیے - انھون نے اس بات کو سنا اور ہماری تجویز پر رضامند ہوے لیکن انکے قیافہ سے معلوم ہوتا تھا کہ جیسے انکو اس بات پر یقین نہین تھا - چار بجے رات کو یہ لوگ خوشی کے نعرون کی گونجتی ہوئی آواز سنکر بیدار ہوے - اپنے اپنے کاواک بسترون سے اٹھکر یکبارگی باہر نکل پڑے اور سمجھے کہ قلعہ والون نے باہر نکل کر حملہ کیا ہے - لیکن تھوڑی دیر مین انکا یہ شک رفع ہوگیا کیونکہ اسکے چند لمحہ کے بعد انھون نے دیکھا کہ دو بڑے بڑے ہاتھی اٹھارہ پونڈ والی توپ کو دبدبہ کے ساتھ آہستہ آہستہ کھینچے لیے جاتے ہین اور ایک تیسرا ہاتھی اسکو پیچھے سے ڈھکیلتا جاتا ہے - اس طریقہ سے یکے بعد دیگرے ہر ایک توپ تنگ راستہ سے نکالی گئی اور صدہا ہندوستانی سپاہیون کی مدد سے وہ نوکیلی پہاڑیونکی طرف سے نکالی گئین جنکی کھوہ مین آگے بڑھنا بالکل محال معلوم ہوتا تھا - سکھ سردار جو آئے تھے بڑی حیرت سے دیکھتے رہے مگر زبان سے کچھ نہین بولے جب پچھلی توپ بھی نکل گئی تو وہ لوگ رخصت ہوے اور اپنے قلعہ کو واپس آگئے - ایک گھنٹہ کے عرصے مین سفید نشان بلند کیا گیا - وہانکی متعینہ فوج کی جمعیت ایک ایک آدمی کے چلے جانے سے شکست ہوگئی - ہر شخص اپنے ہتیار رکھدیتا تھا اور چپ چاپ میدان کے ملک کا راستہ لیتا تھا - یہ ایک بڑا بھاری ہنگامہ تھا مگر خیریت ہوئی کہ بلا ٹل گئی اور سب کے سب چلے گئے

جب یہ فوجی حرکتین عمل مین آرہی تھین اور بغیر اسکے کہ ایک قطرہ خون کا گرتا اس مستحکم قلعہ پر فتحمندی حاصل ہو رہی تھی راور فتحمندی بھی اسطرح کی کہ جہان کوئی قطرہ خون کا نہین گرا وہان یہ بات بھی ہوئی کہ کامل فتح حاصل

ہوئی

ہوئی جسطرح دہلی کے سابق کلکٹر یعنی جان لارنس نے اُس ضلع کے ایک موضع مین حاصل کی تھی جسکا
ذکر اوپر آچکا ہے) تو ضلع کے انتظام سے ایک روز بھی غفلت نہین رہی - پولیس کے لوگ ملک بھر مین تعینات
کرکر دیے گئے مناسب مقامات پر عدالتین مقرر کی گئین اور سرسری بندوبست مال کی بھی تکمیل کردی گئی جس
ص ۲۰۳ زمانے مین کنسٹ صاحب یہ کام جسکو اُنکے اعلی حاکم نے بمقام جالندھر و ہوشیارپور شروع کیا تھا ختم اور لینک صاحب
نورپور مین مالی بندوبست کرتے تھے تو صاحب کمشنر نے اس بات کی تدبیر کی کہ خود کانگڑہ ہری پور نادون اپنی
اور گلو کا بندوبست ختم کردین - اُنھون نے اس کام کے انجام مین صدہا میل کا سفر کیا اور یکم مئی یعنی سرکاری
سال کے شروع ہونے کے پیشتر یا اُنکی اپنی تقرری کے دو مہینے کے بعد تک تمام کام اتمام کو پہونچا دیا -

جان لارنس نے اپنے ابتدائی ایام مین دیسیون سے جو ربط و ارتباط پیدا کیا تھا وہ اب اُنکے بڑے
کام آیا - جس اصلاح کے عمل مین لانے کی اُنکو دلی آرزو تھی (یعنی یہ کہ بٹائی کے بدلے نقدی لگان قائم ہو) وہ
دیسیون کے خیالات کے بالکل خلاف تھی کیونکہ اُنکے ابا و اجداد قدیم الایام سے سرکاری مطالبات بجاے
نقد جنس مین ادا کرتے آتے تھے - اُنکی خوشی اسی مین تھی کہ اُنکے ساتھ قدیم زمانے کا برتاو قائم رکھا جاتے
اور بعض اوقات بجماعت کثیر اور کبھی فرداً فرداً جان لارنس کے پاس آتے اور اس امر کی استدعا کرنے لگے کہ جو کچھ
وہ قدیم زمانے سے کرتے آتے تھے اُسیکی اُنکو اجازت دیجاتے - صاحب کمشنر نے جو اپنی تجویز کے عمل مین لانے پر (خواہ
اُنکو رضامند کرکے خواہ اور کسی صورت سے) مصمم بالقصد ہو چکے تھے ان دقیانوسی زمانیکے آدمیون کو بہت کچھ سمجھایا کہ جدید طریقہ
مین یہ فوائد اور پرانے طریقہ مین انواع و اقسام کے نقصانات متصور ہین - اُن لوگون نے خوشی سے تو نہین مگر اپنی مجبوری
اور مفلسی کی وجہ سے رضامندی کی - اور جب ایک مرتبہ یہ اصلاح عمل مین آگئی اور اسکے فوائد معلوم ہونے لگے تو پھر کسی کو
بھی پرانے طریقہ پر عود کرنیکی خواہش باقی نہین رہ گئی - درمیانی اشخاص اور مستاجران مالگزاری جو زراعت پیشہ اشخاص
کو اپنا شکار بنایا کرتے تھے ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہوگئے اور اندازاً دریافت کیا گیا کہ اس طریقہ کی اجرا سے ہر شخص کے
مطالبہ مین پندرہ سے لیکر بیس فیصدی تک کی تخفیف ہوگئی - حالانکہ سرکاری خزانے مین قریب قریب وہی میزان رہی جو سابق مین داخل کیجاتی تھی
مجھکو خوب یاد ہے کہ جنگ روم و روس کے شروع ہونے کے کچھ پیشتر جب مجھسے اور لارڈ لارنس
سے ملاقات ہوئی تھی تو اُنھون نے بیان کیا تھا کہ دیسی باشندگان ہند کو بٹائی کے قدیم طریقہ کو چھوڑکر نقدی
لگان کے طریقہ پر رضامند کرنے مین انتہا سے مرتبہ کی دقت پڑی تھی - اور اُنھون نے یہ بھی کہا تھا کہ ملک روم
مین جو جو خرابیان وہان کی رعایا پر پڑتی ہین بجنسہ اسیطرح کی خرابی دیسی حکومت مین ہے اور رعایاے روم
اُس خاص اصلاح کے جاری ہونے مین ضرور مزاحمت کرے گی جو اسیطرح کی اور اصلاحون کی ابتدا ہوگی -
ص ۲۰۴ جان لارنس نے اس ملک مین جو اصلاحین کی تھین وہ عموماً بہت مفید تھین چنانچہ یہ امر تاریخ بازنین

کی تجویز سے جو بعد کو انکی جگہ مقرر ہوئے صاف ثابت ہوتا ہے۔ جارج بارنس صاحب اُسکے سات برس بعد اپنی کانگڑہ رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ۔

بٹائی کی جگہ نقدی لگان بہت خفیف شرح کے حساب سے قائم کیا گیا اور لوگ کچھ دنوں تک دونوں طریقوں کا فرق دیکھنے کے بعد نئے طریقے سے رضامند ہونے لگے۔ مجکو بیان کرنا چاہیے کہ صاحب کمشنر (جان لارنس) کی اس تدبیر میں بڑی بھاری کامیابی حاصل ہوئی۔ بندوبست بھی ضلع میں بہت واجبی طور سے اور بہتر طور پر عمل میں آیا اور لوگ اس تبادلہ سے استقدر خوش ہیں کہ وہ اپنے طریقہ کے اختیار کرنے کے بدلے کچھ زائد شرح لگان کا دینا قبول کر لینگے۔ نقدی لگان کے مشخص ہو جانے سے وہ لوگ اپنے اپنے رقبہ اراضیات کے مالک ہوگئے۔ اب انکو اختیار ہے کہ جس قسم کا غلہ چاہیں بوئیں۔ وہ اب سلف گورنمنٹ اور سلامت روی کے اصول سیکھ گئے اور جاہل محض ہل جتوں کے بدلے ہوشیار اور چالاک مزارعین ہوگئے۔ انکو اسوقت اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کا جو اختیار دیا گیا ہے اس کے وہ بڑے معترف ہیں اور محنت اور مشقت کرنے پر جو بہبودی کے آثار وہ دیکھتے ہیں اس سے اُنکے دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

اس پہاڑی ملک اور وہاں کے راجاؤں کا جو حال ابھی میں نے بیان کیا اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ اینے طور پر اگر کوئی خاطر خواہ فیصلہ کیا جاتا اور اُنکے دعووں کا تصفیہ ہوتا تو یہ بڑی ضروری بات تھی۔ اس امر پر فی الفور توجہ کی گئی۔ ہر ہر زمیندار کی حالتوں پر کامل طور سے غور کیا گیا۔ تمام جاگیریں جو اُنکے قبضہ میں باقی کیئیں وہ بحال رکھی گئیں اور ساتھی اُنکے سکھوں کے عہد حکومت میں جو فوجی خدمت اور اوگاہیں اُنسے لیجاتی تھی اور وہ تنگ و پریشان رہتے تھے یہ سب چیزیں معاف کردی گئیں ہمارے قبضہ کرنے کی حالت میں آزادی کے جو اختیارات انہیں پاس رہ گئے وہ سب بحال رکھے گئے لیکن جان لارنس نے اُن اصولوں پر جو اکثر اُنکے آخری ایام ملازمت میں پیش آئینگے عمل کرکے ثابت قدمی کے ساتھ کہا کہ اگر اس قسم کے حقوق ایک مرتبہ ساقط ہوگئے ہوں گے تو وہ پھر نہ دیے جائینگے۔ سرفریڈرک کری کے نام انھوں نے جو چٹھیاں لکھی ہیں انہیں سے ایک چٹھی کا ایک فقرہ اس مقام پر بالتخصیص قابل ذکر ہے کیونکہ اس سے اب اتنے عرصہ دراز کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ایک امر کے متعلق اُنکے اور اُنکے بھائی کے مابین اُسوقت زمین آسمان کا فرق تھا جب وہ پنجاب کی ایک ہی کونسل بورڈ میں نشست کرتے تھے۔ اور وہ مضمون یہ ہے جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

میں نے ارسکن صاحب کی رپورٹ جو کوہستان شملہ کے بارے میں ہے پڑھی۔ اُنکے خیالات شاہی خاندانوں اور تاجداروں کی نسبت قابل تضحیک ہیں۔ یہ راجہ لوگ بمنزلہ اُنکے ہیں جیسے ہمارے ملک میں بزمانہ سابق چھوٹے چھوٹے بیرن لوگ ہوتے تھے۔ انکے چھوٹے چھوٹے قلعے تھے جہاں سے وہ ملک گیری کے لیے ایک دوسرے پر حملہ کرتے تھے وہ صرف تلوار کے زور سے حکومت کرتے تھے اور اسی حق کے ذریعہ سے اپنی اراضیات پہ قابض رہتے تھے۔ زبردست

کمزوروں کو پامال کرتے تھے۔ گورکھا لوگ انکو فتح کر لیتے لیکن انھوں نے سکھوں کو طلب کیا اور سکھوں نے گورکھاؤں کو نکال دیا اور خود ملک کو فتح کر لیا۔ پہاڑی لوگ سکھوں سے جو انکو تنگ کرتے تھے نجات پانے میں بہت خوش تھے اسلیے انھوں نے ہمکو بھی اپنی مشترک غرض میں شامل کر لیا۔ میری راے فی الحقیقت یہی ہے کہ انکو پھر انکی قدیم قوت اور بڑے بڑے علاقے واپس دینا بالکل خبط ہے۔ سکھوں کے زمانے میں جو جاگیریں انھوں نے اپنے قبضے میں رکھی تھیں وہ بحال رکھی جائیں اور اگر گذشتہ جنگ میں انھوں نے عمدہ خدمت انجام کی ہو تو اسکے معاوضہ میں انکو نقد انعام دیا جاے یا اگر سالانہ رقم دینا منظور ہو تو وہ بھی بطور نقدی وظیفہ کے دیجاے لیکن انکو مزید اختیار ہرگز نہ دینا چاہیے۔ پہاڑی لوگ میدانی ملک کے لوگوں سے عقل میں کہیں کوتاہ ہیں اور وہاں کے سردار لوگ عوام سے بدتر ہیں۔ انکے تحت حکومت بیشک تہذیب کو عروج نہ ہوگا۔ دختر کشی ستی کی رسم اور جادوگروں کے سزا دینے کا عام رواج ہے۔ علاوہ بریں یہ خیال کرنا بھی ایک غلطی ہے کہ راجاؤں اور سرداروں کو ذی اختیار کرنے سے ملک بادشاہ کا دوست ہو جاتا ہے۔ اگر ایک لاکھ روپیہ جمعبندی میں کم کر دیا جاے اور لوگ آرام و آسائش سے اپنے اپنے گھروں میں رہنے پائیں تو یہ امر اس سے بہتر ہے کہ راجاؤں کو تین لاکھ روپیہ حوالہ کر دیا جاے۔ اصل بہبودی اسی میں ہے کہ ہمارے قوانین ہمارا ضابطہ جاری کیجیے اور ہماری قابلیت اور دوراندیشی انکو تعلیم کیجیے۔

ایک اور رسم بد جو تباہی کے دستور سے بھی زیادہ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو گئی تھی ممالک مغربی و شمالی اور دوآبہ جالندھر کی اقوام میں پائی جاتی تھی۔ وہ دستور دختر کشی کا تھا جو دنیا کے اور حصوں میں یا تو محض تنگدلی یا افلاس کے سبب سے مگر ہندوستان کے اس حصہ میں زیادہ تر خاندانی نخوت کی وجہ سے جاری تھا۔ راجپوت لوگ اپنی قوم میں کسی دوسرے گھرانے کے لڑکے کو جو انکے ذات میں کم ہو اپنی بیٹی دینا گوارا نہیں کرتے اور خاص اپنے گھرانے کے کسی لڑکے کے ساتھ بیٹی کی شادی کرنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ پس بیٹی کے لیے معقول شوہر کا تلاش کرنا اور زمانہ سلف سے جو دستور چلا آتا ہے اسکے مطابق جہیز کے لیے اوقات سے زیادہ اخراجات کا بہم پہونچانا اور کنواری عورت کی نسبت اہالیان خاندان کا شک رکھنا اور اپنے موروثی مکان کی خلوت میں چین و آرام کے ساتھ بسر کرنا یہ سب باتیں ایک جگہ جمع ہو کر پدرانہ محبت کو لڑکی کی طرف سے منقطع کر دیتی ہیں دختر کشی کی یہ کثرت تھی کہ جسوقت انسانی ہمدردی کرنے والوں نے پہلے پہل اس امر کی جانب توجہ کی تو معلوم ہوا کہ دیہات کی جماعتوں میں کسی کے گھر ایک لڑکی نہیں ہے۔ ص ۲۰۴

لیکن اس مقام پر بیان کرنا مناسب ہے کہ دختر کشی کچھ ہندوستان ہی پر موقوف اور منحصر نہیں رہی جب ہندوستان میں ہماری توجہ اس جانب مبذول ہوئی تو اسکے بارہ سو برس بلکہ کچھ اور زمانہ پیشتر ملک عرب کے مصلح اعظم نے اس امر کو معیوب قرار دیکر اسکی ممانعت کی تھی۔ عربوں میں یہ ایک ضرب المثل جاری تھی کہ "عورتوں کو اس عالم سے دوسرے عالم کو منتقل کر دینے میں بڑا فائدہ ہے اور قبر بہترین داماد ہے"

ایسی افسوسناک حالتون مین نوکتخدا عربی دولہا دولہن کے حقین سب سے بہتر یہ دعا تھی کہ "خدا میان بی بی مین موافقت پیدا کرے دونون کو قائم و برقرار رکھے اولاد ہو مگر آل نہو"۔ اس رواج پر جو اُس زمانے مین بہت متداول تھا رسول معظم عربی نے نہایت درشت الفاظ سے نفرین کی اور فرمایا ہے کہ "روز قیامت کو معصوم لڑکی اپنے قاتل سے پوچھے گی کہ تو نے مجھکو کس سببسے قتل کیا تھا" اور پھر عجیب شریف لہجہ سے وہی رسول متنبہ کرتا ہے کہ [سلہ] "اور مقرر کرتے ہین واسطے اللہ کے بیٹیان پاکی ہے اُسکو اور واسطے اُنکے ہے جو کچھ کہ چاہین اور جب خبر دیا جاتا ہے ایک اُن کا ساتھ بیٹی کے ہو جاتا ہے منھ اُسکا کالا اور غم سے بھرا ہوتا ہے چھپتا پھرتا ہے قوم سے برائی سے اس چیز کی کہ بشارت دیا گیا ہے ساتھ اُسکے آیا نگاہ رکھے اُسکو اوپر ذلت کے یا گاڑے اُسکو بیچ مٹی کے"۔ ساتوین صدی مین عرب لوگون کے درمیان حضرت محمد صلعم نے جس اصلاح کی ابتدا کی تھی یا ایک حد تک جسکو پورا کیا تھا وہ اس بات کے لیے رہگئی تھی کہ عیسائی فاتحان ہند اسکو اپنے ذمہ لین اور انیسوین صدی مین ایک درجہ تک اُسکی تعمیل کرین۔ اور یہ بات لارنسون اور اُنکے تابعین (شاید سب سے زیادہ چارلس رِیکِس) کے لیے رہگئی تھی کہ بمقام پنجاب و اضلاع متصلہ ملک پنجاب سب سے بڑھکر اس مہم مین کامیاب ہون

پھر یہ دستور کچھ راجپوتون ہی تک محدود نہین تھا۔ بیدیون مین جو کھتری قوم کا ایک فرقہ ہے اور جن کے نسل کا سلسلہ گرو نانک تک پہونچتا ہے یہ دستور اور بھی زیادہ عام تھا۔ اُنھون نے اپنے گھرانون مین کبھی ایک لڑکی بھی زندہ نہین رہنے دی تھی۔ اور جسوقت بیدی اونا کو جو اس فرقہ کا افسر (بلکہ اصل تو یہ ہے کہ مذہب سکھ کا دینی پیشوا) تھا جان لارنس نے اطلاع دی کہ تم اپنی جاگیر کے اندر دختر کشی کے رسم کو موقوف کراؤ تو اُسنے یہ جواب دیا کہ اگر صاحب کی یہ مرضی ہے تو مین اپنے حریم مین جانا ہی ترک کر دون گا اور جہانتک بن پڑیگا اور لوگون پر دباؤ ڈالون گا کہ اس رسم سے وہ بھی احتراز کرین لیکن یہ بات البتہ میرے امکان سے خارج ہے کہ مین اپنے کل تابعین کو حکم دیدون کہ وہ اتنے قدیم دستور کو ترک کر دین۔ جان لارنس نے اسکے جواب مین پھر کہلا بھیجا کہ "تمکو یہ ضرور کرنا ہوگا ورنہ اُسکے بدلے جاگیر کو چھوڑنا پڑیگا"۔ اس پیر اسنے خیال کے خشک مغز گرو نے امر آخر کو جسمین خطرہ کم تھا قبول کر لیا اور اپنی اراضیات سے دست بردار ہوا۔ ص ۲۰۷

جن لوگون نے جان لارنس کو کبھی دیکھا نہین ہے بلکہ مین نے اُنکے احوال کی تحریر سے جو زندگی کا نقشہ کھینچکر دکھانا چاہا ہے اُسکی پیروی یہانتک میرے ساتھ کی ہے وہ بہت اچھی طرح سے قیاس کر سکتے ہین کہ جس فرقہ کے ایسے ہر دل عزیز دستور کو وہ بیخ و بن سے اکھاڑنے کی تدبیر مین تھے جب اُس کل دینی فرقہ کی ایک سنجیدہ نیابت اُنکے خدمت مین حاضر ہوئی اور گورنر جنرل کے اس اشتہار کی بنیاد پر اپنا دعوی قائم

سلہ قرآن مجید سورۂ شانزدہم

کیا کہ اُنکے تمام حقوق اور دساتیر قائم رکھے جائینگے تو اُنھون نے کس صبر و تحمل کے ساتھ اُنکی سماعت کی ہوگی۔
چنانچہ وہ اپنے ایک دوست کو لکھتے ہین کہ

"یہ بیدی لوگ کچھ عجیب خلقت کے آدمی ہین آپکو میرے اس بیان کا مشکل سے یقین ہوگا کہ اُنھون نے علانیہ مجھکو اس امر کی درخواست دی کہ اُنکو تمام لڑکیون کے ہلاک کرنے کی اجازت دیجائے اور معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ تک وہ برابر اس دستور کو جاری رکھتے آتے تھے۔ مین نے اُنکے بعض بعض لوگ جو بہت معزز تھے طلب کیے اور اُنسے کہا کہ یہ بڑا بھاری جرم ہے جیسا آدمیون کے سامنے بیان کیا کہ ہم لوگ اس دستور کو نہایت ہی نامستحسن سمجھتے ہین اور آخر مین اُنسے یہ کہدیا کہ گورنمنٹ اس رسم بد کو تو کبھی اپنی عملداری مین برداشت نہ کریگی اسمین تو کسی طرح کا شک ہی نہین ہے بلکہ مزید برآن وہ ہر شخص کو جو اس قسم کے قتل مین ماخوذ ہوگا پھانسی کی سزا دیگی۔ مین نے اُنسے یہ بھی کہا کہ جب تک خاطر خواہ طور پر اس امر کا فیصلہ نہو جائیگا اُسوقت تک گورنمنٹ اُنکی کوئی جاگیر بحال نہ کرے گی۔ اب وہ اپنی جماعت کے سربرآوردہ اشخاص کو اس امر کے استصواب رائے کے لیے جمع کر رہے ہین۔ اس اثنا مین تمام سردارون کے نام مین نے اشتہارات جاری کیے اور چٹھیان لکھی ہین۔ اُنمین بیدیون کا تو ذکر نہین کیا ہے لیکن یہ اعلان کر دیا ہے کہ سرکار رسم دخترکشی اور جذامیون کے زندہ دفن کرنے یا اُنکو دریا مین ڈال دینے سے نہایت برہم ہے اور جو لوگ ایسا کرین گے اُنکو سخت سزا دیگی۔ بیدیون کے پاس سے جواب آتے ہی مین فوراً ان سب امور کی گورنمنٹ کو رپورٹ کرون گا۔

اور جن لوگون نے جان لارنس کو دیکھا ہے اور نہایت متانت کی باتون مین بھی اُنکے مذاق سے حظ اُٹھایا ہے اور اُنکے جھری پڑے ہوے اور موسم زدہ چہرہ کی شکنون پر غور کیا ہے وہ اس اشارے اور رمز کی بات کو بہت اچھی طرح سے سمجھ جائینگے کہ اپنے آخری ایام مین رشا بدلیڈیون کے غول مین بیٹھکر جب وہ کسی ایسے خاندان کی نسبت جسمین کثرت سے لڑکیان موجود ہوتی تہین یہ سنتے تھے کہ اس خاندان مین اور کوئی لڑکی پیدا ہوئی ہے تو کہتے تھے کہ "وہ ہے ص ہے"۔ وہ بیدی لوگ فی الجملہ کچھ ایسے خراب نہ تھے۔ ص ۲۰۹ مجھکو اپنی حکومت ہندوستان کے متعلق صرف اسی بات کا افسوس ہے کہ مین نے دخترکشی کے معاملہ مین اسقدر سختی کی"۔

اس زمانے مین اُنھون نے جو چٹھیان لکھی تھین اُنمین سے ادھر اُدھر کے بعض فقرات (اگر کو اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ اس زمانے مین اور اُنکی تمام زندگی کے ایام مین بھی یہ چٹھیان خاص کر کے فروعی باتون کے متعلق رہین اور اسواسطے آیندہ نسل کے لوگون کو اُنسے بہت کم حظ مل سکتا ہے) سے ظاہر ہوگا کہ وہ کسی کاہل یا نالائق ماتحت کی طرف سے کسقدر مشکوک رہتے تھے۔ اُنکے مزاج مین ظرافت کیسی بڑھی ہوئی تھی اور ایک ذرا سے خطرہ کو جو سارا ہندوستان تباہ کر دیتا وہ پہلے ہی سے تمیز کر لیتے تھے

جب سپاہ کانگڑہ کی بغاوت کے بارے مین انھون نے لکھا تھا کہ اُسکی جانب سے سخت مخالفت کا احتمال پایا جاتا ہے تو اسوقت یہ راے ظاہر کی تھی کہ میرے نزدیک کانگڑہ کے باغی لوگ زیادہ عرصے تک بغاوت قائم نہ رکھ سکینگے جبوقت ملک اُنکے خلاف ہے اور خود اُنکا دربار اُنسے برسر راہ نہین ہے تو اُنکی مخالفت فضول ہے مگر ہان احمق لوگ جو کر گذرین اُنسے بعید نہین ہے"۔ انسان کی حماقت کی طرف سے جو یہ معقول بے اعتباری اُسنکے دل مین رہتی تھی وہ عوام الناس کے ساتھ برتاو کرنے مین اکثر اُنکے کام آئی۔ سکھون کے ایک گیرین کے مقابلے مین جب انھون نے ایک مرتبہ چڑھائی کی تھی تو رنجور سنگھ کو (کیونکہ وہ بھی سکھ تھا) اپنے ہمراہ لیجانا اسوجہ سے منظور نہین کیا کہ "وہ پہاڑی ریاستون کا باجگذار تھا اور اس سبب سے وہان کے گانوون پر تصرف کرنے کی اُسکو بہت موقع مل سکتے تھے اور ظاہرا اُسکی طرف سے یہ امید نہین معلوم ہوتی تھی کہ وہ ایسے موقعون سے مستفید ہونے مین کوتاہی کریگا"۔ جب بیدیون نے شکایت کی کہ ہمارے قرب وجوار کے ملک سے آپکے یہان جو سپاہ بھرتی کی گئی ہے اُسنے بڑی غارتگری اور ایذارسانی کی ہے تو جان لارنس نے جواب دیا کہ "اگر انھون نے ایسا کیا ہو تو کچھ عجب نہین ہے لیکن مضائقہ ہی کیا ہے قتل الموذی قبل الایذا"۔

اور سرکش ماتحت کے بارے مین جسکا ذکر اوپر مین کرچکا ہون وہ اپنے بھائی ہنری کو لکھتے ہین کہ۔

مجھکو ــــ کی تمام رپورٹین واپس کرنا پڑین جو محض خراب تھین۔ وہ کام تو کچھ نہین کرتے اور کہتے یہ ہین کہ کام مجھکو مارے ڈالتا ہے۔ یہ بار واقعی بڑی بیقصوری کی ہوگی۔

اور پھر دوسری چٹھی مین تحریر کرتے ہین کہ

میری سمجھ مین واقعی کچھ نہین آتا کہ مین ــــ کو کیا کرون۔ وہ برائے نام کام کرتے ہین بلکہ بالکل نہین کرتے۔ گو وہ بمصر مین اُنکے ماتحت سب سے زیادہ ہین مگر اسپر بھی وہ کثرت کار کے شاکی ہین۔ انہین کسیقدر لیاقت تو ہے مگر مزاج کے بڑے سخت اور تند اور محض بیہودہ شخص ہین۔ انھون نے ابھی چند روز ہوے ایک شخص کو تحقیر عدالت کے جرم مین قید کردیا۔ کاش کہ گورنر جنرل اُنکو ریزیڈنٹ مقرر کردیتے۔ بلوہ پیدا کرنے کے لیے اُنکی ذات تنہا کافی ہے۔

اور چونکہ انھون نے ہمیشہ اس اصول پر عملدرآمد کیا کہ پیٹھ پیچھے ایک حرف کسی کی ایسی شکایت نہ کرنا چاہیے جو اُسکے منھ کے سامنے بیان کرنے کے قابل نہو اسلیے مشارالیہ کے نام وہ یہ مضمون تحریر کرتے ہین

میرے پیارے ــــ

آپکی چٹھی مجھکو ملی۔ چونکہ مین کسی طرح اُن خیالات سے جو آپ نے چٹھی مذکور مین ظاہر کیے ہین اتفاق نہین کرسکتا اسواسطے مین بہتر اور مناسب تر سمجھتا ہون کہ قبل اسکے کہ مین سرکاری طور سے اس معاملہ پر کوئی توجہ کرون نج کے طور پر بھی

آپکو اسکی اطلاع دیدون - میرا خیال یہ ہے کہ حال کی خط کتابت مین مین کسی طرح مورد الزام نہین ہوسکتا ہون - مین سمجھتا ہون کہ جس دن سے آپ اس قسمت مین آئے مین نے ہر طرح سے آپ کا خیال رکھا اور جب میرا اختیار چلا تو آپ کی اعانت کی مگر چونکہ مجھکو اپنے فرائض منصبی کا بھی کسیقدر خیال ہے اسلیئے بمجبوری مجھکو آپ کی بیضابطگیون کی خبر لینا پڑی اور مین سمجھتا ہون کہ جو کچھ مین نے اس بارے مین کیا ہے اُسکے بیان کرنے مین مجھکو کوئی باک نہین ہے - آپ کے حساب سے مین بالکل غلطی پر ہون اور اپنے نزدیک مین برسرِ صواب ہون - لیکن مین آپ کی چٹھی کو بغیر جواب لکھے ہوے داخل دفتر کرنا نہین چاہتا - آپ چاہین اس امر کو تسلیم کرلین کہ آپ کو شکایت کی وجہ ہے - ممکن ہے کہ آپ نے محنت شاقہ کی ہو لیکن مین تو صرف نتائج کے ذریعہ سے اپنی راے قائم کرسکتا ہون اور مین بلا تامل کہتا ہون کہ جو کچھ آپ نے کیا ہے اسمین میرے نزدیک آپ اپنے اندازہ کے مطابق بھی کام کرنے مین قاصر رہے ہین -

اس قسم کی بھی ایک چٹھی جانْ لارنسْ کے مجموعہ چٹھیات مین درج نہین ہے بلکہ اور بھی ہین لیکن اب یہ بھی نہین کہ وہ کثیر التعداد ہون کیونکہ عموماً وہ اپنے اس قسم کے ماتحتون کو اگر ریزیڈنسی مین نہین تو اس قسم کے دوسرے عہدون پر جو اُنکے لیے موزون ہوتے تھے بھیجدیا کرتے تھے - جب کوئی تعریف کا موقع ہوتا تھا تو وہ اکثر اسکے خلاف اصول پر عمل کرتے تھے - وہ کسی شخص کی تعریف اس کے منھ پر بہت کم کرتے تھے اور اسی وجہ سے بعض لوگون نے بیان کیا ہے کہ وہ دوسرے اشخاص کی لیاقت سے اعتراف کرنے مین بہت کوتاہی کرتے تھے - لیکن جیسا کہ مین آخر مین بیان کرونگا وہ ہر مستحق شخص کی تعریف اسکی غیبت مین انتہا سے زیادہ کیا کرتے تھے -

اس مقام پر اُنکے کاغذات سے مین ایک بہت ابتدائی زمانے کا اشارہ ایک خطرہ کی نسبت بیان کرتا ہون جسکے معنی اگر قرار واقعی حکام کے دلنشین ہوتے تو ہندوستان کا بلوہ ٹل جاتا یا اسمین تاخیر ہوتی اور وہ یہ ہے "سرکار کو جسقدر راجپوتون کی حاجت ہو کوہستان سے قواعددان خواہ غیر قواعددان سپاہ کے لیئے مل سکتے ہین - ہزارہا آدمی سکھون کی فوج مین ملازم تھے اور اسیطرح وہ ہماری فوج مین بھی ملازمت کرینگے ہماری قواعددان سپاہ مین یہ لوگ بڑے کام آئینگے کیونکہ وہ ملک کے مختلف حصون کے رہنے والے ہونگے مین نہین سمجھتا کہ وہ کہین جانے یا کچھ کرنے مین انکار کرینگے اور ہمارے اودھ کے سپاہیون کے مقابلہ مین اُنکے خیالات اور مقاصد بالکل مغائر ہونگے - موجودہ انتظام کے بموجب ہمارے سپاہی سب کے سب اودھ خواہ اطراف ملک اودھ کے ہین - اور انہین سے اکثر برہمن ہین چنانچہ اسی وجہ سے جب کوئی جھگڑا ہوتا ہے تو سب کے سب ایک ہوجاتے ہین - یہان کے راجپوت لوگ بہت اچھے آدمی ہین اور چونکہ گھرون پر اُنکے وجہ معیشت کی کوئی شے نہین ہے اسواسطے وہ خوشی سے ہماری ملازمت قبول کرتے ہین "

اون مشاغل مین جنکا مین نے بیان کیا جان لارنس کے زمانہ کمشنری کے تین مہینے بسر ہوے
تین برس تک وہ اس عہدے پر ممتاز رہے اور اُس سارے زمانے کی کیفیت اسی تین مہینے کے حالات
سے قیاس کیجا سکتی ہے۔ اور اُنسے (گو کسیقدر چھوٹے نمونہ مین) معلوم ہوگا کہ پنجاب بورڈ اور چیف کمشنری
پنجاب مین کیا کیا خدمتین انجام کرنا ہونگی۔ یہ مہینے محنت شاقہ اور جلد جلد ترقی ہونے کے تھے اور ماہ جون
مین جب انکو کسیقدر امید اس بات کی پیدا ہونے لگی تھی کہ اب بارہ گھنٹہ روز کام کرنے سے کسیقدر نجات
ملا کریگی تو وہ دفعتاً تپ ولرزہ کے عارضہ مین سخت مبتلا ہو گئے۔ اس علالت کی وجہ سے انکو بغرض تبدیل آب وہوا
شملہ پر جہان اُنکے اہل وعیال رہتے تھے جانا پڑا۔ اُنکے جانے کے پیشتر اُنکے بھائی ہنری عام معاملات پنجاب
کے متعلق گورنر جنرل سے کچھ صلاح ومشورہ کرنے کے لیے پہاڑ پر روانہ ہو چکے تھے لیکن وہ بھی ریزیڈنسی
لاہور کا کام کرتے کرتے چور ہو گئے تھے اور چونکہ جارج منٹگمری نے بھی جو اس عہدہ کے متعلق اُنکے خاص
ماتحت تھے رخصت طلب کی تو چند ہفتے کی آرام کے بعد لارڈ ڈلہوزی نے جان لارنس سے جو یون ہی کثرت
کار سے چور ہو چکے تھے کہا کہ جہان آپ جالندھر کی کمشنری کا کام کرتے ہین وہان کچھ دنون کے لیے دار السلطنت
پنجاب مین اپنے بھائی کے دشوار عہدہ کا کام بھی دیکھ لیجیے۔ جان لارنس نے جسطور پر دونون کامون کو
ایک مین شامل کر لیا اور پھر ایک کو دوسرے کے توسط سے مدد پہونچائی اُسکا حال آئندہ باب سے معلوم ہوگا

باب نہم

قائم مقام ریزیڈنسی لاہور ۱۸۴۷ء لغایت ۱۸۴۸ء

جس واحد العین فاتح پنجاب نے اپنے طول طویل عہد مین اُس مقام سے لیکر جہان پانچ دریاؤن
کا پانی ایک دھارے مین ملکر ایک بحر زخار بنتا ہے کوہ ہمالیہ کی اُن چوٹیون تک جو ہمیشہ برف سے منجمد رہتی ہین
بلکہ اُنکے اُس پار بھی سلسلہ کوہ قراقرم تک اپنی سلطنت قائم کر لی تھی اور ایک طرف افاغنہ اور دوسری جانب
عظیم الشان معاون سے اُنکے بعض بعض نہایت عمدہ صوبے نکال لیے تھے اُسنے ۱۸۳۹ء مین انتقال کیا۔ اتفاق سے اسی سال مین
وہ نوجوان انگریز سیویلین جسکے مقسوم مین ایک دن رنجیت سنگھ کے فتح کیے ہوے ملک پر حکمرانی کرنا اور بسا دین پنجاب مین
رنجیت سنگھ نے جو تخم ریزی کی تھی اُسکی فصل درو کرنا یعنی اُس سے فائدہ اُٹھانا لکھا تھا اٹاوہ مین قریب مرگ
پڑا تھا مگر اُسنے گویا اسطور پر کہ جیسے اُسکو آئندہ کسی بڑے کام کے انجام کرنے کے لیے کارکنان قضا وقدر
نے محفوظ کر رکھا تھا اپنے دل مین ٹھان کر بیٹھا تھا کہ مین اپنی تئین مرنے نہ دونگا۔ رنجیت سنگھ نے اپنے
عہد مین آتش مزاج خالصہ سپاہ کے لیے بہت سا کام تلاش یا پیدا کر دیا تھا لیکن اُسنے اپنے شہزور ہاتھ سے

انکو روکے بھی رکھا اور سوائے ایک مرتبہ کے (یعنی ۱۸۰۹ء مین جب اُسنے دریاے ستلج کے بدلے دریاے جمنا کو اپنی جنوب مشرقی سرحد قرار دینے کا دعوی کیا ہے) اپنے انگریز پڑوسیون سے ربط وضبط ہی رکھا یہ بات نہین تھی کہ وہ آیندہ کی کیفیت سے بیفکر اور غافل ہو۔ گو وہ پڑھنے لکھنے سے نابلد تھا لیکن اُس پر بھی بڑا دوراندیش تھا اور ایک مرتبہ جیساکہ مشہور عام ہے اُسنے ایک نقشہ اس بات کا طلب کیا تھا کہ انگریز لوگ ہندوستان کے کن مقامات پر قابض ہین۔ ان مقامات کا نشان سرخی سے دیا گیا تھا اور جسوقت بتلانے والے نے یکے بعد دیگرے مدراس بمبئی بنگال اور ممالک مغربی وشمالی پر انگلی رکھ رکھ کے دکھانا شروع کیا کہ یہ ایک طرح کا جو رنگ معلوم ہوتا ہے وہ سب مقبوضہ ملک ہے تو اُسنے چلاکر کہا کہ "بس اب کچھ دنون مین سب لال ہی لال ہو جائیگا" اُسنے امر ناگزیر سمجھکر سر تسلیم خم اور نقشہ کو بند کیا (شاید مسلمان بھی امر ناگزیر کے مسئلہ پر اسقدر قناعت نہ کرتے یعنی تقدیر پر شاکر نہوتے) لیکن نہایت ثابت قدمی بالعمل کے ساتھ یہ خیال کیا کہ اگر دوراندیشی کے ساتھ انسداد کیا جائیگا تو خرابی میرے عہد مین نہین بلکہ میرے جانشین کے عہد مین واقع ہوگی۔

رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد چھ برس تک بدعملی رہی۔ زبردست شخص تو اُٹھ چکا تھا۔ اور حکومت اور جان اُسیطرح سے ضائع ہونے لگی جسطرح مشرقی بادشاہون کی وفات کے بعد بطور معمول ہوا کرتا ہے یکے بعد دیگرے اُسکے خاص قرابتمند اور وزرا آگے بڑھے لیکن نتیجہ صرف یہ ہوا کہ جو تخت پر بیٹھا وہ (جسطرح بعہد زمرّی۔ ٹِبِیِئ اور اَمرِیئ مقام سَمَرِیا مین بعہد گلبا اَوتھو اور وِٹیلیس روم مین گذرے تھے) تھوڑے ہی دنون مین حکومت اور زندگی دونون سے محروم ہوا۔ "جو لوگ اَمرِیئ کے پیرو تھے انکو تابعین ٹِبِیِئ پر غلبہ ہوا اور اسیطرح سے ٹِبِیِئ مرگیا اور اَمرِیئ نے سلطنت کی"۔ یہ بڑا جامع اور مانع فقرہ اس بات کے سمجھنے کے لیے ہے کہ مشرقی خاندانون اور اکثر مشرقی لوگون کی یہی گت ہوتی ہے۔ اگر صفحے کے صفحے اس بات کی تشریح کے لیے سیاہ کیے جاتے تو اُنسے اسقدر صراحت نہوتی جسقدر اس ایک فقرہ سے ہوتی ہے۔ جس طرح کی حکومتین اُس زمانے مین لاہور مین تھین یا اسوقت کابل مین ہوتی ہین اُنکین سے منجملہ دس کے نو کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ آج قاضی جن قاتلون کو قتل کیا وکل خود مقتول ہوے۔ آخرکار دلیپ سنگھ رنجیت سنگھ کا ایک فرزند خوردسال جو فی الحال انگلستان مین شاہی شان وشوکت کے ساتھ بطور ایک اِنگلش جنٹلمین کے سیر وشکار مین مشغول ہے اپنے باپ کا جانشین قرار دیا گیا۔ لیکن ایک طفل صغرسن کو خالصہ کی حکومت سپرد کرنا بمنزلہ اسکے تھا کہ آیندہ سالہا سال تک کے لیے حکومت اُنکی ماں رانی جندا (جو سازشین کیا کرتی تھین) اور لال سنگھ کے حوالے کردیجاے جو رانی پر ہر طرح سے حاوی تھا۔

رانی ماں اور نابالغ لڑکا اور نالائق وزرا ان سب لوگون کو معلوم تھا کہ اُنکی بادشاہی محض براے نام ہے

کچھ انکو حکومت نہین ہے اور وہ بادشاہی بھی صرف خالصہ فوج کی بدولت ہے - یہ ایک فتنہ انگیز کمجوش
اور متعصب سپاہ تھی جسکو یہ کچھ نہین معلوم تھا کہ کس مقام پر وار کرنا چاہیے - اسکی تعداد تقریبا ۸۰ ہزار تھی
جسکو فرانس اور اٹلی کے جنرلون نے تعلیم دی تھی اور اُس زمانے مین جس طرح کا توپخانہ عمدہ سے عمدہ
تیار ہوسکتا تھا اُسکے پاس موجود تھا - سردارون نے جیساکہ مین ابھی بیان کرچکا ہون اپنی پرپلیٹش اور بیباک
سپاہ کے اندیشہ سے بنظر حفاظت ذاتی انگریزون سے مخالفت اختیار کرلی تھی اور معرکہ ستلج کی تاریخ سے
لیکر دو مہینے تک کے عرصے مین جو چار لڑائیان ہوئین اُنسے اگر سپاہ خالصہ کو آخر مین یہ معلوم ہوا کہ اُنکا
حریف اُنسے بھی زیادہ قوی ہے تو انگریزون پر بھی یہ ثابت ہوگیا کہ اب تک جن دشمنون سے انکو مقابلہ کرنا پڑا ص ۲۱۴
تھا اُنہین سکھون کے برابر کوئی نہین تھا - چنانچہ جان لارنس بیان کرتے ہین کہ

جس طرح اس معرکہ کے قبل اور بعد ہم نے اور لڑائیون کو ابتدا مین حقیر سمجھکر شروع کیا تھا اسی طرح اس لڑائی کو
بھی شروع کیا - لیکن ابھی جنگ شروع بھی نہ ہونے پائی تھی کہ ہم اپنے غنیم کا لوہا ماننے لگے اور ہم پر ثابت ہونے لگا
کہ وہ نہایت بہادر مستقل مزاج اور خوفناک دشمن ہین اور اُنکے ایسے دشمن سے ہمکو ہندوستان مین کبھی مقابلہ نہین کرنا پڑا تھا
اب تک تمام لڑائیون مین ہم یہی خیال کرتے آتے تھے کہ جسوقت غنیم سے مقابلہ ہوگا تو ہمکو ضرور فتح حاصل ہوگی گو اُنکی تعداد کیسی ہی
بیشمار کیون نہو - لیکن اس معرکہ مین ہم نے دیکھا کہ سکھ لوگ ثابت قدمی سے اپنی توپون پر کھڑے ہوے جان ہی نہین دیا کیے
بلکہ توپون کے چھین جانے کے بعد اُنکی پیادہ سپاہ بھی ہمت نہین ہاری اور ہم پر فتح حاصل کرنے کے عزم سے گرم پیکار رہی

باوصف ایسے ایسے بہادرون کی موجودگی کے جو فیروزشاہ اور سبراؤن کی لڑائیون کے فتح کرنے والے
تھے سر ہنری ہارڈنگ معقول شرطون پر صلح کرنے کے لیے رضامند ہوگئے - اُنکی آزادی اُنکے حوالے کی گئی
صغیرسن مہاراجہ اور مہارانی کے آشنا کے حقوق جنھون نے اس جنگ مین خالصہ فوج کے ساتھ اسطرح
کی سازش کی تھی حسب ضابطہ تسلیم کیے گئے اور گورنمنٹ پنجاب متعینہ لاہور کی صریحی استدعا سے ایک انگلش
رزیڈنٹ جسکی مدد کے لیے دس ہزار آدمی تعینات کیے گئے نو مہینے تک مقرر رہا - اُسکی خدمتین نہایت
نازک تھین - ہنگامہ کا فرو کرنا بگڑی ہوئی فوج کے بیشمار آدمیون کو قتل کرنا دربار کو اس امر کی مدد دینا کہ ناخوش
رعایا کو خوش رکھ سکے اور بد انتظامی کے بدلے امن وامان قائم کرسکے گورنمنٹ سکھ کو سال کے ختم ہونے کے
بعد اس قابل کردینا کہ وہ اپنے بھروسہ پر قیام کرسکے اور اسطور پر سکھون کی بہادر قوم کو ایک مرتبہ پھر اپنی اصلاح
کا موقع مل سکے یہ سب شریف کام رزیڈنٹ کے ذمہ عائد کیے گئے جنکا کوئی صلہ نہین تھا - یہ موقع اُس صورت
کے واسطے دیا گیا تھا جب سکھ لوگ نیک نیتی سے عمل کرین اور ہم کسی زیادہ مناسب موقع کے منتظر نہین تھے
اور پھر ہمنے اعتدال کے ساتھ جو یہ معاملہ کیا تھا تو وہ کچھ ہماری حاجتون کے خیال سے نہین کیا گیا تھا اور

ان تمام باتون کی تعمیل ہونے کا بھروسہ صرف عمدہ رزیڈنٹ کے انتخاب پر کیا گیا تھا - اس کام کے لیے بہتر سے بہتر ہندوستان بھر مین جو شخص دستیاب ہو سکتا تھا اور جو افتادہ لوگون کا صرف اُنکی افتادگی کے لحاظ سے حامی تھا یعنی وہ شخص جو اپنی اولوالعزمی اور بہادری کے برابر حلم اور سمجھ بھی رکھتا تھا سر ہنری لارنس کے حکم سے اس عہدہ پر مقرر ہونے کے لیے روانہ کیا گیا - اور اگر شہر ہرات نے کسی حق شناس ہاتھ سے فتح ہو سکتا تھا اور کوئی ہندوستانی ریاست باوصف ہندوستانی ہونے کے بھی اس ایک طرح کے سرخ رنگ سے جو تمام جزیرہ نمائے ہند مین ہمالیہ سے لیکر راس کماری تک پھیلتا جاتا تھا بچ سکتی تھی تو وہ حق شناس ہاتھ سر ہنری لارنس کا تھا ص ۲۱۴

اُنھون نے فورًا دل لگاکر کام کرنا شروع کیا - دربار کی مرضی سے اُنھون نے سپاہ کی تعداد کم کردی - اُسمین سے بہتیرے سپاہیون کو ہماری فوج مین پھر بھرتی ہونے پر آمادہ کیا - جو لوگ مدتون سے اپنے سردارون کے ہاتھ سے مصیبتین اُٹھاتے آتے تھے اُنکی کینہ کشی کے خیال کو دور کیا اور لاہور مین گاؤکشی کا جو ہنگامہ ہوا تھا اُسکو فرو کیا - یہ معاملہ ایسا تھا جسمین ایک خوفناک بلوہ قائم ہو جاتا لیکن اُنھون نے صرف مجرم کی ایک جان ہلاک کرکے سارا جھگڑا فیصل کردیا - گاؤکشی کا مسئلہ جیسا کہ مین سابق کے ایک باب مین بیان کرچکا ہون ہندوستان کے منتظمون کے لیے ایک اہم امر ہے - ایک دیسی رئیس نے کپتان ایسٹوک سے کہا تھا کہ "آپ انگریز لوگ جب تک گاے ذبح کرتے اور اُسکی کھال اُدھیڑتے رہینگے اُسوقت تک ہمارے آپکے درمیان ہمیشہ ایک آہنی دیوار حائل رہیگی جو ہرگز ہٹ نہین سکتی" - اور اگرچہ سکھون نے اپنے ہندو مذہب کی بہت سی باتین چھوڑدی ہین لیکن اس مقدس جانور کی بزرگی اب تک اُنکے دلون مین اُسیطرح (اور شاید تمام چیزون سے زیادہ) باقی ہے - لیکن ہنری لارنس جیسا کہ مین بیان کر آیا ہون کانگڑہ اور وہان سے شملہ کو قبل اسکے کہ وہ اپنا دشوار کام شروع کرتے طلب ہوگئے تھے اور اس لیے اُنکی غیر حاضری کے ایام مین یہ بار اُنکے بھائی جان کی چوڑی پشت پر پڑا جسکو اُنھون نے خوشی سے قبول کیا -

اس بات کے بیان کرنے مین جان لارنس کی کسیطرح سے تحقیر مقصود نہین ہے کہ رزیڈنسی لاہور کا کام جسقدر ہنری کے لیے موزون تھا اُسقدر جان لارنس کے لیے نہین تھا - یہان ہر طرف دیسی امیرونکا سابقہ تھا جنسے وہ بہت کم ہمدردی رکھتے تھے - اور شاید اسکی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ وہ اُنکے حالات ذرہ ذرہ جانتے اور اُنکو بخوبی پہچانتے تھے اور میرے نزدیک کچھ وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ان دو قسم کی برائیون مین اپنے بھائی کے برابر بہت کم تمیز کر سکتے تھے یعنی ایک تو وہ جو ایسے انتظام کے لازمی اور ضروری نتیجے ہین جسکے باعث سے اُنکا ظہور ہوتا ہے اور ایک وہ جو خاص خاص شخص کی بدمعاشی کے سبب سے پیدا ہوتی ہین - بہرحال اُنکو بہت کم وثوق کے ساتھ اس بات کا اعتقاد تھا کہ ہندوستانی حکومت کے تحت مین از مر نو کوئی خاطر خواہ

انتظام ہوسکیگا۔ پس اُنکی شاباشی کی یہی ایک بڑی بھاری بات ہے کہ جس امر کی طرف سے اُنکو یقین نہ تھا اُسکی تعمیل کے لیے اُنھون نے اپنے تئین مصروف کیا۔ ہنری لارنس کے ہاتھ مین جو کام بے انتہا نازک اور دشوار معلوم ہوتا وہ جان لارنس کے ہاتھ مین اور بھی زیادہ نازک اور دشوار اسوجہ سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے بھائی کی قائم مقامی پر مقرر ہوے تھے اور اسلیے اُنکو لازم ہوا کہ جن جن باتون کے متعلق اُنکے اور ہنری کے خیالات مین اختلاف عظیم تھا اُنمین بھی وہ اپنے بھائی کے عام خیالات کی پیروی کرتے۔ پھر شملہ کچھ بہت دور نہ تھا اور ہنری لارنس اُس خبر کے ذریعہ سے جو اُنکا نائب اُنکے پاس برابر پہونچایا کرتا تھا ہر ایک ضروری امر مین جو بمقام لاہور کیا جاتا دست اندازی کرسکتے تھے۔ اور چونکہ اُنکو معلوم تھا کہ عام باتون مین میرے بھائی کی راے مجھسے مختلف ہے اس سبب سے وہ اُس صورت مین بھی اختلاف پر خردہ گیری کرنے کے لیے آمادہ رہتے تھے جب نہ وہ اختلاف مفقود ہوتا تھا اور نہ اُسکا وجود پایا جاتا تھا۔ پس منفرد اور متفرق ذمہ داریون مین جو عیوب ہوتے ہین وہ ان سب باتون کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئے تھے۔ کیونکہ ہنری حرف گیری اور بطلان کے لیے ہمہ دم بہت نزدیک رہتے تھے مگر ضروری مشکل معاملات مین مدد دینے کے لیے اُسقدر نزدیک نہین رہتے تھے۔

ماہ اگست سے دسمبر ۱۸۴۶ء تک مین نے جان لارنس کی کارروائیون کو تین قسم کے خطوط کے ذریعہ سے دریافت کیا ہے اور یہ بات صرف اسی زمانے کی بابت مجھکو حاصل ہوسکتی ہے۔ اُسمین سے ہر قسم کی ایک چٹھی ہر ہر روز کی لکھی ہوئی ہے پہلی قسم کی چٹھیان سرکاری مراسلات سے شامل ہین جو بڑی احتیاط اور تفصیل کے ساتھ گورنمنٹ ہند کے نام لکھی گئی ہین۔ دوسری قسم کی چٹھیان نیم سرکاری ہین اور وہ اُنکے دوست سر فریڈرک کرِی کے نام ہین۔ تیسری قسم کی چٹھیان خانگی ہین اور بڑی عجلت کی گھسیٹی ہوئی ہین۔ اُنمین طرز عبارت بلکہ قواعد صرف ونحو کا بھی خیال نہین کیا گیا ہے۔ اور یہ چٹھیان اُنکے بھائی ہنری کے نام ہین۔ چونکہ مجھکو اور بہت ضروری واقعات لکھنا ہین اس سبب سے مین بجز چند چٹھیون کے اقتباسات کے زیادہ نہین محول کرسکتا اور مین ان سب مین خانگی چٹھیون کو ترجیح دیتا ہون کیونکہ وہ بہت کم مجھکو دستیاب ہوی ہین اور جسقدر دستیاب ہوئی ہین تھوڑا تھوڑا سب کا ذکر کرسکتا ہون۔ تین چٹھیون کے اقتباسات ذیل مین درج کرتا ہون جنکے دیکھنے سے ظاہر ہوگا کہ وہ اُنکے اس عہدہ پر پہونچنے کے ساتھ ہی ایک ایک کرکے تین دن مین لکھی گئی تھین۔ اُن چٹھیون سے صرف اُنکے ابتدائی خیالات مگر کمال تازگی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہین اور اُنسے بہیئت مجموعی اُن خودغرض اور سازشی سردارون کی ایک صاف تصویر نمودار ہوتی ہے جو انگریزون سے مزید نفرت رکھنے کے ساتھ آپسمین بھی ایک دوسرے سے عداوت رکھتے تھے۔ اُن چٹھیون سے عیاش مہارانی اور اُسکے وزیر لال سنگھ کا احوال اور قائم مقام ریزیڈنٹ کی اُن کوششون کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے جو سپاہ کی باقی تنخواہ کے دلوانے

خزانہ کو ایک خاطر خواہ حالت پر پہونچانے اراکین سلطنت مین رفاہ خلائق کا تھوڑا بہت خیال پیدا کرنے اور ملک کو پھر ایک مرتبہ اس بات کا موقع دلوانے مین کی گئی تھین کہ جسوقت ہماری فوج کی واپسی کا زمانہ آئے تو وہ بذات خاص اپنے تئین سنبھال سکے - مجھکو اس مقام پر یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ ان تینون قسم کی چٹھیون کو بہیئت مجموعی دیکھنے سے جان لارنس کے اس غیر دلچسپ اور نامحسود کام مین مصروف ہونے کا حال جیسا کچھ ظاہر ہوگا وہ اُنکے اقتباسات سے گو کسی نہج پر کیون نہ کیے جائین ہرگز ظاہر نہین ہوسکتا - کیونکہ ان چٹھیون سے بخوبی تمام ذہن نشین ہو جائیگا کہ اُنھون نے کیسی مستعدی اور لیاقت ثابت قدمی اور تحمل اور اپنے بھائی کی خیر خواہی اور محض بے غرضی سے کام کیا - وہ چٹھیان یہ ہین -

مقام لاہور ۲۶ - اگست سنہ ۱۸۴۶ء

میرے پیارے ہال - مجھکو یہان کے حالات کا طول طویل بیان کرنے کی بہت کم فرصت ہے - کام اسقدر ہے کہ مجھکو دن بھر اُس مین مشغول رہنا پڑتا ہے - اور گرمی کی وہ شدت ہے کہ جسقدر کام ہوسکتا ہے بس اُسیکو غنیمت سمجھتا ہون - صوبہ کے معاملات مین خموشی ہے - فوج مین قواعد و انتظام اسقدر بڑھا ہوا ہے کہ مین نے اپنی یاد مین شاید اُس سے زیادہ نہ دیکھا ہوگا اور شہر ایسا صاف اور آب و ہوا کے اعتبار سے موافق ہے کہ شاید ہندوستان کا کوئی شہر ویسا نہ ہوگا - ہم روزمرہ سوار ہوکر نکلتے ہین لیکن جو سپاہ موقوف کردی گئی ہے اُسمین کا کوئی سپاہی ہمکو کبھی نہین ملا - مین نے سُنا ہے کہ وہ سب چپ چاپ اپنے گھرون مین بیٹھے ہین اور حقیقت مین بھی ایسا ہی ہے - مجھکو تو کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ہماری فوج کے واپس چلے آنے کے بعد راجہ لال سنگھ اپنی سلطنت کو سنبھال نہ سکین - اور اگر وہ اُسمین قاصر رہے تو اُنکا خاص قصور رہے - میرے نزدیک اگر وہ دیانتداری سے کارروائی کرین تو سردارون کو موافق کر لینے مین اُنکے واسطے کوئی دقت نہین ہے وہ وعدہ تو ہر ایک امر کا کرتے ہین لیکن میری رائے مین وہ گورنمنٹ کی خواہش پر عمل کرنے کی فکر نہین کرتے اور اُسکی وجہ کچھ یہی نہین ہے کہ وہ لارڈ ہارڈنگ کی مخالفت چاہتے ہون بلکہ اصل مین اُنکو مقصود یہ ہے کہ سردارون کے بارے مین وہ اتبک جس حکمت عملی کا برتاؤ کرتے آئے ہین اُسکو قائم رکھ سکین - لوگ رانی سے واسطہ رکھنے کی وجہ سے اُنکو بہت ذلیل سمجھتے اور اُن سے نفرت بھی کرتے ہین لیکن مجھکو اس بات کا بھی یقین کلی نہین ہے کہ اُنکا جانشین عام اس سے کہ کوئی ہو زیادہ ہر دل عزیز ہوگا - ظاہرا وہ میرے آنے سے بہت خائف معلوم ہوتے ہین اور مین نے بعض بعض رئیسون کو جو اپنی ملاقات کی اجازت دی تو اُس سے بھی اُنکو اندیشہ ہوا ہے - با اینہمہ اس سے اُنکو فائدہ پہونچیگا - جبتک وہ پہرا کا اختیار رکھتے تھے یا اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مجھکو وہ اختیار حاصل ہے اُسوقت تک وہ اس زمانے کی نسبت لاپروا تھے مین نے اُنسے بیان کیا کہ مین آپ کا سچا دوست ہون اور اگرچہ مین ہر شخص کی بات سننے پر آمادہ ہوگیا اگر اس امر پر آمادہ نہین ہون کہ جو کچھ سنون وہ سب قبول کرلون - اور سوا اسکے جس بات کو مین سمجھونگا کہ وہ قابل اطمینان

نہین ہے اسکو مین تم سے مخفی نہ رکھونگا - مہارانی بہت اچھی ہین - لوگ کہتے ہین کہ اب انکی نظر عنایت بہان راجہ پر بھی وہان محلسرا کے اور دو ملازمون پر مبذول ہو گئی ہے اور غالباً ان صغیرہ گناہون کی معافی کیلیے فقرا کے ساتھ بہت سلوک کیا کرتی ہین -

مقام لاہور مورخہ ۲۷ اگست

میرے پیارے ہال - یہانکے معاملات بدستور ہین - ارکان دربار کسیقدر مضطرب ہین اور آپسمین خفیہ صلاح و مشورہ کر رہے ہین - سنتے ہین کہ فی الحال راجہ کے چال چلن مین کچھ اصلاح ہوتی ہے علی الخصوص اسوقت سے جب مین یہان داخل ہوا لیکن سردار لوگ انکے بہت کم معترف ہین اور کہتے ہین کہ راجہ صرف ہماری وجہ سے ایسا کرتے ہین - بعض لوگ کہتے ہین کہ وہ ہماری فوج کے چلے جانے سے متاسف ہونگے کیونکہ اس صورت مین ان کا اختیار اور بھی کامل ہو جائیگا اور اسوقت جو انکے دل مین آئیگا کر سکینگے - اسمین شک نہین کہ بعض اوقات وہ ہماری مداخلت کو نہایت رنجیدہ سمجھتے ہین لیکن فی الجملہ مجھکو یقین ہے کہ وہ اور رانی بھی ہمارے چلے جانے سے ڈرتی ہین - مجھسے ایک بڑے ہوشیار شخص یعنی رنجور سنگھ کے ایک رفیق سے جسکو مین دوآبہ جالندھر مین رہنے کی وقت سے جانتا ہون کہ اسپر رنجور سنگھ کو بڑا بھروسہ ہے دیر تک ملاقات رہی - اسکا بیان ہے کہ تمام سردار لوگ لال سنگھ وزیر کے خلاف ہین مگر جبتک انگریز لوگ یہان رہینگے اسوقت تک وہ کچھ نہ کرینگے اور اصل تو یہ ہے کہ جب انگریز لوگ چلے جاینگے تو بھی وہ کچھ نہ کرینگے کیونکہ انکو اور انکے ساتھ فوج کو بھی دوسری جنگ کا خوف ہے مگر یہ کہ وہ لال سنگھ سے نفرت کرتے ہین - مین نے اس سے پوچھا کہ سردار لوگ آخر چاہتے کیا بات ہین وہ میرے پاس کیون نہین آتے اور اپنی شکایتون کا حال مجھسے کیون نہین کہتے - اسکے جواب مین اس نے کہا کہ اگر سردار لوگ ایسا کرین تو انگریزی فوج کے واپس روانہ ہوتے ہی لال سنگھ انسے انتقام لینے پر آمادہ ہو جاتے - مین نے استفسار کیا کہ سردار لوگ کس بات سے خوش ہونگے - اگر انکا معاملہ انھین کی راے پر چھوڑ دیا جاے تو وہ کیا تجویز کرینگے - اسنے کہا کہ جب تک مہاراجہ سن بلوغ کو پہونچکر آپ اپنا کام کرنے کے لائق نہین ہوتے اسوقت تک سردار لوگ یہ چاہتے ہین کہ کوئی ایسا افسر مقرر رہے جو انکے اور وزیر کے درمیان متوسط ہو - وزیر کو اس بات کی اجازت نہ ملنے پاے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جاگیرین دے دیکر قدیم سردارون کی بیدخلی کرے اور سرکاری معاملات مین سردارون سے بھی مشورہ لیا جاے یہ نہین کہ جو کچھ وزیر چاہے بطور مالک خود مختار کر گزرے - اسنے کہا کہ بحیثیت قومی سکھ لوگ لال سنگھ کی اطاعت نہ کرینگے اور اب تک جو لوگون نے اچھا برتاو کیا تو یہ صرف انگریزون کا ڈر تھا - مین نے کہا یہ سب باتین تو بہت اچھی ہین لیکن سردار لوگ بھی تو ایک دوسرے سے برابر عداوت رکھتے ہین اور اگرچہ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ وزیر کے برباد کرنے پر باہمدگر متفق ہو جائین مگر جس شخص کو وہ خود پیش کرینگے اسکے ساتھ بھی وہ اسی طرح کا برتاو کرینگے وزیر کا ہونا ہی لوگون کے ناپسند ہے - اسنے کہا کہ اگر آپ ایک تحریر کو جسپر سردارون کے دستخط ثبت ہون اور جنمین انھون نے اپنے خیالات ظاہر کیے ہین گورنمنٹ کے ص ۲۱۷

وہ

پاس بھیجنے کو کہین تو مین وہ تحریر آپ کو دکھاؤن ۔

میرے دل مین تو یہ بات آتی ہے کہ جسوقت فوج یہان سے جانے لگے تو بہتر ہوگا کہ (بشرطیکہ صاحب گورنر جنرل بہادر معترض نہون) تمام جاگیرون کی ایک فہرست مرتب کیجاے اور ہماری رضامندی سے ایک مرتبہ ہمیشہ کے لیے ہر ہر سردار کی جاگیر اُسقدر کم کر دیجاے جہان تک ریاست کی ضرورتین اُسکی مقتضی ہون اور بعد اُسکے (۱) وزیر کو اجازت نہ رہے کہ وہ بغیر ہماری رضامندی کے مزید اراضیات ضبط کر سکے (۲) مہاراجہ کی نابالغی کے زمانے مین راج کی اراضیات کو منتقل نہ کر سکے اور اصل مین تو یہ ہونا چاہیے کہ وہ کسی طرح کی جاگیر نہ دے سکے ۔ (۳) بعض بعض سردار جو سب سے زیادہ ذی عزت ہون تمام ضروری معاملات کے متعلق وزارت مین وزیر کے شریک کیے جائین تاکہ اُن پر سب کے سامنے بحث ہوا اور اہم معاملات کے متعلق اصولاً کوئی تغیر و تبدل عمل مین نہ آنے پائے الا اُسوقت جب کثرت راے سے اُنکی منظوری ہو جاے ۔ مین سمجھتا ہون کہ اس طرح کی بعض بعض باتون سے گورنمنٹ سکھ کو استحکام اور وقعت ہو جائیگی ۔ اگر وزرا معمولی طور کی مستعدی بھی ظاہر کرتے ہین تو کوئی وجہ نہین ہے کہ وہ معاملات کا بندوبست نہ کر سکین مگر اس پر بھی مجھکو اندیشہ ہے کہ وہ ناکام ہونگے ۔ جب تک کوئی انگریز وزیر کی گردن پر سوار اور اُسکی ناک مین نکیل دیے رہیگا اُسوقت تک وزیر سیدھا چلا جائیگا لیکن ادھر وہ ہٹا اور اُدھر وزیر شتر بے مہار کی طرح غلط راہ کی جانب چلنے لگا ۔

۲۸ مئی ۔ اگست

ص ۲۱۶ میرے پیارے ہال ۔ مین خوش ہون کہ آپ موت سے بچگئے گو اپنے علم مین مین نے کسی سے یہ نہین کہا کہ آپ مرنے والے تھے ۔ یہان کے معاملات بالکل خاموشی کی حالت مین تو نہین مگر کسیقدر ساکت ہین ۔ سردار لوگ لال سنگھ سے روز بروز برافروختہ ہوتے جاتے ہین ۔ وہ بڑی حفاظتون سے باہر نکلتا ہے اور بغیر بھاری بدرقہ کے حرکت نہین کرتا ۔ خود بھی ہتھیار لگاے رہتا ہے ۔ آج صبح کو وہ شالامار باغ مین ہمارے ساتھ تھا ۔ اور مین نے دیکھا کہ اسکی ڈاب مین ایک دو دھر یہ تپنچہ لگا ہوا تھا جو تیار تھا اور ٹوپی چڑھی ہوئی تھی ۔ اسپر بھی مین سمجھتا ہون کہ کبھی نہ کبھی روز وہ مارا جائیگا اور شاید پنجاب کے لیے یہ سب سے بہتر بات ہوگی ۔ کیونکہ اُس صورت مین سردار لوگ یا تو سردار لہنا سنگھ یا تیج سنگھ کو وزیر قرار دینگے ۔ اور لال سنگھ صرف ہمارے ہی قوی بازو کے زور سے علیحدہ ہو سکتا ہے ۔ اگر پنجاب مین وہ چھوڑ دیا گیا تو اسکی وجہ سے تمام ملک مین ناراضی پھیل جائیگی اور رانی اسکو کسی طرح سے نہ چھوڑین گی ۔ اُس روز کچھ رد و بدل ہوئی تھی جسمین رانی نے کہا کہ مین دنیا بھر مین تمہارے ساتھ پھرون گی مگر تمکو نہ چھوڑون گی ۔ وہ ایک بڑا کاذب مگر اسپر بھی لیاقت کا آدمی ہے ۔ اگر کوئی شخص صرف اتنی بات پر اسکو آمادہ کرے کہ وہ واجبی طور سے کارروائی کیا کرے تو پھر تمام خرابیون کو وہ دور کر سکتا ہے ۔ مین نے آج دیکھا کہ اُسنے جرنل رام سنگھ پر بڑی توجہ کی ۔ یہ شخص لیاقت اور کارگذاری دکھانے کی

استعداد رکھتا ہے اگر اسطرح کے چند سکھ سپاہی بھی اُسکے قریب جمع ہو گئے تو اُسکی حالت بہت کچھ بدل دینگے۔ لیکن آپ اُن باتون پر خوب غور کرینگے جو کل مین نے وزیر کے اختیارات محدود کرنے کے بارے مین لکھی تھین۔ بغیر اسکے کہ اُسکے اختیارات محدود کیے جائین اُسکا قیام دشوار ہے۔

مین سر جان لٹلر کو بہت پسند کرتا ہون۔ وہ فوج سے خوب قواعد لیتے ہین اور خود بھی اب تک بہت اچھے شخص ہین۔ مین نہین سمجھتا کہ مین نے ہندوستانی سپاہیون کے ساتھ کبھی ایسا عمدہ سلوک ہوتے دیکھا ہو جیسا وہ کرتے ہین۔ اگر بعد کو لڑائی ہوئی تو ہمکو دقت کم ہوگی۔ ہماری فرمانروائی کے بارے مین پیشتر یہان کے لوگ جو رائے رکھتے تھے اب وہ بدل گئی۔ یہ بڑی خرابی کی بات ہے کہ جب ہم کسی ملک پر قبضہ کرتے ہین تو وہان کے معاملات خوب درست رہتے ہین کیونکہ ملک کے لوگ دیکھتے ہین کہ نئی سلطنت ہونے سے بڑے فائدے پہونچتے ہین اور اس سبب سے وہ خوش رہتے ہین۔ لیکن جسوقت وہ لوگ مرکھپ جاتے ہین یا پرانے زمانے کی وقت اور بدعملی کو بھول جاتے ہین تو پھر ذرا ذراسی باتون مین ہمارے انتظام سے مکدر اور ناراض ہونے لگتے ہین۔ جالندھر کے معاملات بخوبی طے ہوتے جاتے ہین۔ میرے نزدیک کسٹ صاحب اور لیک صاحب اچھے افسر نکلینگے۔ صاحب سے ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ مشقت کی روٹی کھائین۔ بوڑھے طوطے تھوڑا ہی پڑھتے ہین۔ پیاری ننھی بی بی کے خبرگیران رہیے گا۔

اسکے چند روز بعد جب جان لارنس نے دیکھا کہ ملک مذکور کو اُسکے حال پر چھوڑ دینے کی دقتین روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہین تو رفتہ رفتہ اُنکے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ جب تک خرد سال مہاراجہ سن بلوغ کو نہ پہونچین اُسوقت تک ملک کا انتظام ہم لوگون کے اختیار مین رہنا بہتر ہے۔ چنانچہ ایک چٹھی مین وہ لکھتے ہین کہ

۸۔ ستمبر۔

مجھکو یقین ہے کہ اگر ہم نے ملک چھوڑ دیا تو یہان کے معاملات سنبھل نہ سکین گے۔ جہانتک مین اپنے طور پر دیکھ سکتا ہون وہانتک مجھکو یہی امر صائب اور قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ ملک چیفشپ ری کے سپرد کیا جائے یعنی جبتک یہ کہ مہاراجہ کے سن بلوغ کو پہونچنے تک اُنکے ملک کا انتظام ہمارے ہاتھ رہے مجھکو یقین ہے کہ سردار لوگ اس امر مین اتفاق کرینگے۔ ص ۱۹

دوسری چٹھیون مین جس آزادی سے اُنھون نے اُس دغابازی کا حال بیان کیا جو اُن کے گرد و پیش ہو رہی تھی اور جس آزادی کے ساتھ اُسکی نسبت اپنی رائے ظاہر کی اُس سے کسیقدر اُنکے بھائی اور شائد بھائی سے بھی زیادہ بالادست حکام کو ناراضی ہوئی اور وہ اسطور پر اپنی برات کرتے ہین۔

۱۳ ستمبر

میرے پیارے ہال۔ اڈورڈس صاحب آج شکو روانہ ہوتے ہیں اور پندرہویں تک جموں میں پہونچ جائینگے۔ مجھکو امید ہے کہ لمسڈن صاحب دو ایک روز کے عرصہ میں واپس آجائینگے کیونکہ شہر کے صیغہ متفرقات کا کام اسقدر ہے جسکے انجام کرنے میں ایک آدمی کا پورا وقت درکار ہے۔ مین نے آج ایک مختصر چٹھی گورنمنٹ کو لکھی ہے۔ مین نے حتی الامکان رائین بہت کم دین۔ باایں‌ہمہ اکثر واقعات لفظی اعتبار سے بمنزلہ رایون کے ہین اور یہ راہین بھی غیر لوگون کی ہین۔ مین نے اپنی سب چٹھیان دیکھین اور اُنمیں کوئی بڑا بھاری اختلاف نہین پیدا ہوتا سوائے اُسکے جو ملکی معاملات پر راے دینے مین کسی شخص کے لیے مستثنی کیے جاسکتے ہین۔ بے حاشیہ چھوڑے ہوے تو نقشہ کا بنانا ذرا مشکل امر ہے۔ مین نے بیان کیا تھا کہ میرے نزدیک راجہ کے لیے سب سے بھاری دقت یہ ہے کہ سردار لوگ رضامند رکھے جائین اور اگر اس امر کا وہ بندوبست کر سکین تو تمام معاملات سنبھل جائین۔ وہی راے میری اسوقت بھی ہے۔ لیکن اُسنے سردارون کو رضامند نہین کیا اور زیادہ خرابی کی بات یہ ہے کہ دوسرے امور کے متعلق جو کچھ وہ کرسکتا تھا وہ بھی نہین کیا۔ اب مجھکو کلی یقین ہے کہ اُسکو ناکامی ہوگی لیکن اُسکی یہ ناکامی اُسی کے قصورون سے ظہور مین آئیگی خارجی اسباب کو اُس سے کچھ تعلق نہوگا۔ بعض باتون کے اعتبار سے تو وہ عمدہ کارروائی کرنے کا بڑا خواہشمند ہے لیکن اُسکا طریقہ غلط ہے اور بالعوض اسکے کہ دلائل کے ساتھ نصیحتون پر لحاظ کرے وہ محض جھوٹ بولتا ہے۔ شترمرغ کی طرح اُسکا بھی یہی خیال ہے کہ اگر سر چھپ جائے تو اُسکے نزدیک سارا جسم چھپ جائیگا۔ چنانچہ اُسکا خیال یہ ہے کہ اگر ہم لوگون کو اُسکی کارروائی کا حال معلوم نہوگا تو سب طرح سے بہتری ہوگی مین قیاس کرتا ہون کہ یہ کشمیر کا مسئلہ گورنمنٹ کی حکمت عملی پنجاب کو منقلب کر دیگا۔ مالگزاری کے نقشہ جات جو آج آئے ہین وہ قابل اطمینان ہین۔ بیس لاکھ روپیہ مجھکو وصول ہو چکا۔ آئندہ ایک ہفتہ کے اندر سب مالگزاری وصول ہو جائیگی۔

اگر ملک پر قبضہ کر لینا ضرور معلوم ہوا تو دیوان مولراج سے علٰحدہ بندوبست کر کے اُسکو اپنی ماتحتی مین بحیثیت دیوان بحال رکھنا ایک عمدہ تدبیر ہوگی۔ وہ سکھون کو اکیس لاکھ روپیہ دیتا ہے اور ایک بڑی بھاری فوج قائم رکھے ہوے ہے۔ اس ملک کے تفصیلوار نقشجات ہمکو دستیاب نہین ہو سکتے کیونکہ کبھی نقشے تیار ہی نہین کیے گئے بیان کیا گیا ہے کہ اقل درجہ چالیس لاکھ روپیہ وصول ہوتا ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ جب جواہر سنگھ مارا گیا تھا تو اُس زمانے مین دیوان بائیس لاکھ دینے پر رضامند ہوا تھا۔ اگر ہم پنجاب کو لے لین تو میرے نزدیک اس قسم کے بندوبست سے معاملات سلجھ جائینگے۔ مین اس حکمت عملی کی صلاح نہین دیتا ہون بلکہ میری راے اُسکے بالکل برعکس ہے مین صرف اس امر کو سوچ رہا ہون کہ ویسا کرنے کی حالت مین ہملوگ کیا انتظام کر سکینگے۔ مجھکو ابتک محنت شاقہ کرنا پڑتی ہے۔ ہر روز دس گھنٹہ تک برابر کرسی سے سرکنے کی مہلت نہین ملتی۔ میری سمجھ مین درحقیقت یہ نہین آتا کہ

ص ۲۲۰

اگر خبرگیری کے لیے مین نہوتا تو اس ملک کی کیا گت ہوتی ۔

جس صفائی اور قابلیت کے ساتھ جان لارنس نے اپنے خیالات ان باتون اور اسیطرح کے دوسرے معاملات کے متعلق گورنمنٹ کی خدمت مین پیش کیے اور جس مدبرانہ واقفیت کے ساتھ اس زمانے مین بھی وہ معاملات بتا دیئے جو ایک دن نہایت ہی اہم ثابت ہونیوالے تھے اور جن کے حل کرنے کی پوری جوابدہی انھین پر آنے والی تھی ایک طول طویل اور فصیح و بلیغ مراسلہ مورخہ ۱۱ ستمبر کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہو جائیگی ۔

چونکہ مجھکو بیقین معلوم ہے کہ گورنمنٹ اگر لاہور سے اپنی فوج واپس طلب کرے گی یا وہان قائم رکھے گی تو ان دونون باتون کا نتیجہ کیا ہوگا اس سبب سے شاید اسکے بارے مین کوئی چارۂ کار بتانا میرے حد فرائض منصبی سے خارج ہے پس اس بات کا الزام گوارا کرکے مین عالیجناب گورنر جنرل بہادر کو صلاح دیتا ہون کہ گورنمنٹ کے لیے مصلحت اسی مین ہے کہ جب تک مہاراجہ سن بلوغ کو نہ پہونچین اسوقت تک کے لیے ولایتی گورنمنٹ ملک کو اپنے انتظام مین داخل کرلے ۔ مین کہ سکتا ہون کہ بدعملی پھیلانے کے لیے اس ملک کو چھوڑ دینا ہرگز قرین مصلحت اور جائز نہین ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر ہملوگ خود ملک کو لے لینگے تو عوام پنجاب جو قومی خیال رکھتے ہین اسکو پسند نہ کرینگے ۔ اسمین شک نہین کہ جن لوگون کو ہماری فرمانروائی کے فوائد معلوم ہین اور جو لوگ حفاظت جان و مال کو عزیز جانتے ہین کامل مذہبی اعتدال اور ترقی تجارت و زراعت کے قدردان ہین وہ ضرور خوش ہونگے لیکن ذی اختیار اشخاص کے گروہ مین ایسے بہت لوگ ہین جو ہماری فرمانروائی کے مخالف ہین ۔ اس قسم کے اشخاص مین سردار اور بڑے بڑے جاگیردار اور ہندوون اور مسلمانون کے علما اور خاصکر کے نوکری پیشہ لوگ داخل ہین ۔ انکے لیے ہمارے انتظام مین کوئی وجہ معیشت پیدا نہین ہوتی یا انکہ جس طریقے سے وہ چاہتے ہین اس طریقے سے نہین ملتی ۔

میرے نزدیک ہملوگون کا قیام صرف اس بات پر منحصر ہے کہ ایک ملک کے دیسی رئیسون کا رعب و اختیار رفتہ رفتہ کم کردین اور جب انکو دوامی جاگیر بھی عطا کرین تو ان لوگون کو جو کبھی کسی قانون کے پابند نہین رہے اور ہمیشہ اپنی خوشی اور مرضی کے مطابق عمل کرتے رہے قواعد و قوانین کا پابند کردین ۔ دیسی انتظام کے بموجب ہر ایک جاگیردار ایک چھوٹا بادشاہ ہے جو جان چھوڑ دینے اور جان لینے کا اختیار رکھتا ہے ۔ وہ مالگزاری وصول کرتا ہے محصول لگاتا ہے ۔ فیصلہ مقدمات کے لیے کچہری کرتا ہے مختصر یہ کہ قدیم زمانہ کا بیرن ہوتا ہے ۔ جب تک وہ دربار سے رسم و راہ قائم رکھ سکتا ہے یا اس سے مخالفت کر سکتا ہے اسوقت تک اس پر دنیا کے کسی شخص کی کوئی جوابدہی نہین رہتی ۔ لیکن ہماری حکومت مین یہ سب باتین بدل جاتی ہین وہ صرف قانون کی رو سے مالگزاری وصول کر سکتا ہے اپنی رعایا کے چوپائے یا اطفال گرفتار کرنے سے ممتنع رکھا جاتا ہے

[illegible]

ص ۲۲۱

اور جن افعال کے لیے کچھ مدت پیشتر وہ معفو تھا اور اُنکا ارتکاب کرتا تھا اب اُنکے لیے ماخوذ کیا جاتا ہے اور سزا پاتا ہے
پس ایسا شخص کیونکر ہماری عملداری سے رضامند ہو سکتا ہے۔ وہ نہ ہماری ملازمت کی قابلیت رکھتا ہے اور نہ اُسکو
ہماری نوکری کرنے کی آرزو ہوتی ہے۔ اُسکا شغل گیا گذرا ہوا اور اب نئے شغل کے سیکھنے کا یا تو شوق نہین رکھتا یا کاہلی سے
نہین سیکھتا ہے۔ غیر قواعد دان سواروں اور پیدلون کے بڑے بڑے گروہ بے روزگار پڑے ہوے ہین اور بدظن
لوگون کی جمعیت بڑھاتے جاتے ہین۔ اہل قلم تنگ شاکی ہین۔ دیسی حکومت کے زمانے مین جو بیشمار دولت اُنھون
نے جمع کی تھی اب ہماری عملداری مین وہ نہین جمع ہو سکتی ہے۔ تحصیلدار ضلع یا کسی دفتر صیغہ حساب کا محرر جو ہماری عملداری
مین مستعدی اور جانفشانی کر کے بیس روپیہ سے لیکر ۲۰۰ روپیہ ماہوار تک ترقی کر سکتا ہے وہ پنجاب مین بشرطیکہ تیز
چالاک آدمی ہو لکھو کھہا روپیہ جمع کر سکتا ہے۔ امام الدین نے جو اسوقت کشمیر کا حاکم ہے دس برس کے عرصے مین
ایک کروڑ روپیہ جمع کر لیا ہے۔ اس شخص کا باپ جسوقت پہلے پہل کام کرنے لگا تھا تو اُسکے پاس ایک حبہ بھی نہ تھا۔
... جن لوگون کو ہماری حکومت سے بے انتہا فائدہ ہے وہ بھی ہماری حکومت سے خوش نہین ہین۔ وہ پیشتر کی
خرابیون کو بھول جاتے ہین اور موجودہ زمانے کی خفیف باتون پر لحاظ کرتے ہین۔ سوداگر اور مہاجن لوگ جو ہماری
حکومت مین بہت جلد روپیہ پیدا اور کامیابی حاصل کرتے ہین اور جنکی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اُنپر کسی طرح کا محصول
نہین لگتا وہ بھی اکثر نہایت ہی خفیف باتون اور بالکل بیوجہ امورون پر جنکا اثر چنداز ہوتا شکایت کرنے لگتے ہین۔ مین نے
یہ باتین اسوجہ سے بیان کی ہین کہ مبادا ہم لوگ اس خیال کی ترغیب مین نہ آجائین جو بالیقین میرے نزدیک پنجاب کے
اکثر درجہ کے لوگون مین عموماً اس امر کے مفید مطلب پایا جاتا ہے کہ ہم لوگ اس ملک کی حکومت اپنے اختیار مین کرلین

یوماً فیوماً بڑے بڑے سردار جان لارنس کی ملاقات کو آنے لگے اُنمین سے ہر شخص کے
دل مین وزیر کی طرف سے اور بلکہ اپنے اکثر ہمجنس سردارون کی جانب سے بھی عناد ہوتا تھا اور ہر شخص
خود غرضی سے یہی چاہتا تھا کہ میرا کام نکلے۔ ضلع دہلی مین دیسی اشخاص سے جان لارنس جو ضبط و ربط
رکھ چکے تھے اُس سے اُنکو بڑا تجربہ حاصل ہو گیا تھا۔ اسوجہ سے وہ نیک و بد مین تمیز کر کے اصل اصل
باتین چن لیتے تھے اور اُن باتون کے ذریعہ سے گورنمنٹ لاہور کی اذیت وہ حکمت عملی اور اُن تمام متناقض
حقوق کا جو دربار مین ظاہر کیے جاتے تھے حال دریافت کر لیتے تھے۔ وہ دغابازون کے ساتھ اُنکے
جواب مین دغابازی نہین کرتے تھے بلکہ راستبازی کا برتاؤ کرتے تھے۔ یہی برتاؤ اُنھون نے ہمیشہ کیا چنانچہ
بعد اُس زمانے کے کالوِن صاحب نے اُومی چند کے ساتھ جو ناشدنی عہد و پیمان کیے اُن سے لیکر لارڈ ڈلہوزی
کے عہد و پیمان کے زمانے تک جو امیر شیر علی سے کیے گئے تھے ہندوستانیون کے ساتھ برتاؤ کرنے مین
ہم نے دورنگی کے بدلے راستبازی اور ملکی وکالت کے بدلے مدبری ہی پر عمل کیا اور جہان کہین یہ برتاؤ

کیا گیا آخر مین اُس سے عمدہ ترین حکمت عملی پایۂ ثبوت کو پہونچی۔

جان لارنس کی چٹھیات موسومہ گورنمنٹ گویا لاہور کے ہر ہر مشہور سکھ سردار کی تصویرون کا ایک تصویر خانہ ہین۔ طوالت کے خوف سے مین اس مقام پر اُنکو درج نہین کر سکتا۔ جسوقت لال سنگھ جو دربار کی تمام عیاشیون شرارتون اور سازشون کا بانی مبانی تھا جان لارنس کی ملاقات کو آیا تو اُسکو اس بات کے معلوم ہونے سے کمال حیرت ہوئی کہ ان باتون سے جان لارنس اُسی کے برابر واقف تھے۔ پھر تو بنی حدادا اور الیشا کا قصہ ہوا۔ بادشاہ شام کے رفقا جب حیران ہوے تو اُنھون نے اپنے مالک سے کہا کہ وہ پیغمبر بنی اسرائیل بادشاہ بنی اسرائیل سے وہ باتین بتا دیتا ہے جو تو اپنی خوابگاہ مین بیان کرتا ہے ؎ وزیر نے جو اپنے ملازمون سے دریافت کیا کہ جان لارنس کو ہر ہر بات کی خبر کیونکر پہونچ جاتی ہے محض بیہودہ تھا۔ اس زمانے کے بارہ برس پیشتر پانی پت کے تمام لوگ بیساختہ یہی کہا کرتے تھے کہ وہ جان لارنس سب جانتا ہے ؎ اور ملازمان دربار لاہور بھی اپنے سراسیمہ مالک سے سوا اسکے اور کچھ جواب نہ دے سکے کہ وہ جان لارنس سب جانتا ہے ؎

اُنکی چٹھیون کے چند مختصر اقتباسات اس غرض سے مین درج ذیل کرتا ہون کہ دربار کے اندر اور باہر کی کارروائیون سے جان لارنس کے واقف ہونے کی نسبت جو کچھ مین نے اوپر بیان کیا ہے وہ بخوبی سمجھ مین آجاے۔ مہارانی اور لال سنگھ کے درمیان جو اُنکا آشنا تھا روز لڑائی اور روز ملاپ ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس قیاسی قصور پر کہ لال سنگھ نے خبر نہین لی مہارانی کو نہایت غصہ آگیا۔

اُنھون نے ایک لٹیا پانی سے بھری ہوی اُٹھائی اور اُسکو وزیر کے سر پر دے مارا۔ منگلا نامی بڑھیا نے شور و غل سُنکر اور اس امر کی ناواقفیت سے کہ اصل سبب کیا تھا اور لوگونکو خبر کر دی اور جسوقت مکان کی دوسری عورتین دوڑی ہوی آئین تو اُنھون نے دیکھا کہ راجہ اپنا ٹوٹا سر لیے ہوے محل سے چپکے چپکے بھاگا جاتا ہے۔ اُس روز وہ بہت مغموم تھا اور کھانا نہین کھایا باایہمہ اب سب باتین گئی گذری ہوگئین۔ . . . . . کل ایک افغان نے ایک خفیف جھگڑے مین شہر کی ایک عورت کو زخمی کیا۔ اُسکے بعد ایک درزی کو جو اُسکے پکڑنے کے لیے گیا تھا زخم پہونچایا اور بعد اُسکے اپنے تئین زخمی کیا۔ اب وہ مرگیا۔ باقی دونون آدمیون کے بھی بچنے کی کوئی امید نہین ہے . . . راجہ بہ نسبت اور امور متعلقہ رفاہ خلائق کے اس طرح کی بدمعاشیون مین زیادہ متوجہ رہتا ہے۔ پنجاب بھر مین سواے مہارانی کے کوئی شخص اُسکی تائید نہ کریگا اور مہارانی بھی اپنی صاحب تدبیرا کے خلاف ایسا کرینگی۔ محلسرا کی ایک یہ خبر سُنی گئی ہے کہ دسہرہ کے روز مہارانی کے سارے بدن کو لال سنگھ نے گلاب سے تر کیا۔ یہان کے لوگون کا خیال ہے کہ راجہ مذکور ہمارا اپنا پایا ہوا ہے۔ مین نے لوگون سے بارہا وہی الفاظ کہے جو آپ کی چٹھی مین درج تھے یعنی یہ کہ

ہم نے اُسکو صرف اسوجہ سے مقرر کیا کہ اُسکو مہارانی نے منتخب کیا تھا۔ مجھکو یقین ہے کہ راجہ کو اسقدر خوف کسی سے نہین ہے جسقدر میری طرف سے ہے اور اُس پر بھی مین دیکھتا ہون کہ مین کچھ نہین کر سکتا۔ . . . . کل مین بھائی رام سنگھ کے جنازے کے ساتھ گیا تھا اور جہان وہ جلایا گیا تھا وہان جاکر شریک ہوا۔ لوگ کہتے ہین کہ وہ پچاس لاکھ روپیہ چھوڑ کر مرا ہے اسمین کا ایک بڑا حصہ لڑائیون کے شروع ہونے کے پیشتر بنارس کو بھیجا گیا تھا۔ ایسے موقعون پر یہان کا دستور ہے کہ لاش کو کشمیری دوشالون مین لپیٹتے ہین اور وہ بھی لاش کے ساتھ جلا دیے جاتے ہین۔ جسقدر دوشالے لاش کے لیے درکار تھے اُسقدر متوفی کی ازواج اور ورثا مین سے کسی نے مہیا نہ کیے حالانکہ بیان کیا گیا ہے کہ متوفی کئی سو دوشالے چھوڑ کر مرا ہے۔ آخر کو تین دوشالے راجہ نے ایک دوشالہ دیوان مولراج نے اور تین پرانے دوشالے متوفی کے گھر والون نے دیے۔ یہ عزت اور ایمان کھو کر دولت جمع کرنے کا نتیجہ ہے کہ اُسکے حریص ورثا تجہیز و تکفین کے لیے اتنی بے حقیقت شے کا دینا بھی گوارا نہ کر سکے۔ . . . . جس دن مولراج نے جج کی ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کی تھی اُس روز اصالتاً وہ نذر دینے کو کہی جو پہلے اُسنے وکالتاً دینا چاہی تھی۔ مین نے اُس سے کہا کہ صاحب لوگ رشوت یا نذر نہین لیتے ہین۔ ظاہرا اس سے اُسکو بڑا تعجب گزرا اور اُسنے کسیقدر طنز کے ساتھ مجھسے پوچھا کہ کیا صاحب لوگون مین سے کوئی بھی ایسا نہین کرتا ہے۔ مین نے جواب دیا کہ کہین سو مین ایک اور وہ ایک شخص اس قابل نہین ہے جسکو رشوت دیجائے کیونکہ اُسپر چاہے جسقدر بھروسہ کیا جائے مگر اُسکا نہ تو کچھ اختیار اور نہ وقعت ہوتی ہے''۔ ظاہرا یہ سنکر وہ بہت متحیر ہوا اور مجھسے کہا کہ ابتک تو مین نے آپ لوگون سے بہت کم واسطہ رکھا مگر آیندہ مین آپ لوگون کا سچا دوست رہون گا اور جو کچھ حکم ہوگا اُسکی تعمیل کرنے پر مستعد رہونگا۔ ص ۲۲۳

اپنی روزمرہ کی ملاقاتون اور غور و فکر بلیغ سے جان لارنس نے جو عام نتیجہ نکالا تھا وہ قابل تسلیم یا لائق اعتماد ہی نہین تھا بلکہ بالکل صحیح تھا۔ اور وہ نتیجہ اُنھون نے یہ نکالا تھا کہ ''میری راے مین یہان کے کسی شخص یا کسی جماعت پر ذرا بھی اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ یہان صداقت اور ایمانداری کسی مین نام کو بھی نہین پائی جاتی۔ ہر شخص بس اسی امر پر تیار رہتا ہے کہ اپنے ہمسایہ کے خلاف فساد اور سازش کر کے اُسکو زک پہونچاے یہ لوگ ہر طرح کی قسم کھاتے ہین ہر ایک قول و اقرار کو مان لینگے مگر سب کچھ اس بات کے لیے کرینگے کہ دغابازی کرنے کا اور زیادہ موقع ملجاے''۔

اُدھر تو خاص پنجاب مین ناراضی پھیلنے کے یہ پرانے اور روز افزون اسباب موجود تھے۔ اور ایک نامنصفانہ بندوبست . . کے ذریعہ سے ملک کشمیر اور اُسکے بدقسمت باشندے اپنی مرضی کے خلاف گویا یہ متصور ہوکر کہ وہ محض لکڑی کے کندے تھے گلاب سنگھ کے نام منتقل ہونے والا تھا۔ گلاب سنگھ ایک دوگرا راجپوت تھا جسکو اہالیان کشمیر سے کسیطرح کا تعلق نہین تھا۔ یہ انتظام صفائی کے ساتھ عمل مین آنے والا نہین معلوم ہوتا تھا اور اس سے اندیشہ تھا کہ کسی نہ کسی وقت خطرناک فوجی کارروائیون مین ہملوگون کو مصروف ہونا پڑے گا۔

پھر ادھر امام الدین اور گلاب سنگھ کے مابین عرصے سے جھگڑا چلا آتا تھا۔ امام الدین اس زمانے مین دربار لاہور کے ماتحت کشمیر کا فرمانروا تھا اور گلاب سنگھ وہ شخص تھا جسکو اصل مین ہم نے اسکی جگہ مقرر کرنے کی ذمہ داری کی تھی امام الدین نے اپنے نفع کے عہدہ کو کسی دوسرے شخص علی الخصوص اپنے باطنی عدو کے لیے چھوڑنا گوارا نہ کیا اور جیسا کہ بعد کو معلوم ہوا لال سنگھ نے بھی اسکو تقویت دی جو اس انتظام مین شریک تھا۔ پس ان سب باتون کے زور پر امام الدین نے احکام دربار کی تعمیل سے انکار کیا اور ایک اعلیٰ افسر جو اسکے اختیار سے ملک کو نکالکر اپنے انتظام مین رکھنے کے لیے گیا تھا اسکو امام الدین نے مار ڈالا اور اسکی فوج کو ہٹا دیا۔ سنہ ۱۸۴۶ء

لارڈ ہارڈنگ نے اس عہد شکنی کے فعل سے برافروختہ ہوکر اور اس بات کا اندیشہ کرکے کہ آخر مین اس کا نتیجہ کیا ہوگا بتوسط جانؔ لارنس دربار کے نام تاکیدی حکم بھیجا کہ وہ امام الدین کو خارج کرکے اپنے عہد و پیمان کی تعمیل کرے۔ دربار نے پہلے تو یہ حیلہ و حوالہ کیا کہ یہ سب قصہ غلط ہے۔ اسکے بعد اور عذر و معذرت کرکے اس بات کی کوشش کی کہ جہانتک ممکن ہو یہ بات ٹال دیجائے۔ لیکن جانؔ لارنس نے ثابت قدمی کی اور دربار کو اس بات پر مجبور کیا جو بالطبع اس کو ناگوار تھی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ "تیج سنگھ نے کوچ کرنے مین بڑی سستی کی۔ اور مین خیال کرتا ہون کہ وہ بڑا بزدل ہے۔ اگر ہم لوگون نے تاکید نہ کی ہوتی تو وہ ایک انچھ آگے نہ بڑھتا۔ مین نے جاکر اسکو تسلی دی اور اس سے کہا کہ اگر تم ذرا بھی محنت کروگے تو تمھارا بڑا نام ہوگا اور ہماری خوشنودی ہوگی"۔

آخر کو سات ہزار سکھ ایک جگہ جمع ہوے اور جانؔ لارنس کی آنکھون کے سامنے دریاے راوی کے اس پار اتارے گئے جانؔ لارنس ۲۔ اکتوبر کو لکھتے ہین کہ

میرے سامنے ساری فوج آج صبح کو دریا پار اتاری گئی۔ سکھ لوگ ہم لوگون کی نسبت اپنی فوج زیادہ آسانی کے ساتھ دریا پار اتارنا جانتے ہین۔ سپاہی تو خیر بہت کچھ ثابت قدمی کے ساتھ روانہ ہوے لیکن سردارون کو البتہ ڈھکیل ڈھکیل کر شہر سے نکالنا پڑا۔ سپاہیون نے بہت عمدہ برتاو کیا۔ انکی طرف سے مجھکو ذرا بھی دقت نہین پڑی۔ مگر سردارون نے اسقدر برائی کی۔ ایسے کمبخت لوگ مین نے کبھی نہین دیکھے۔ رنجور سنگھ اور دو ایک آدمی اور ابھی تک روانہ نہین ہوے۔ وہ ساعت ہی بچار رہے ہین اور مین ہر روز دو مرتبہ ایک سوار انکے یہان بھیجتا ہون کہ ابھی تک ساعت بنی یا نہین۔

لیکن فوجی حرکتون کو دیکھکر جیسا کہ ہمیشہ ہوتا آیا تھا جانؔ کے دل مین پھر ولولہ جنگ و جدل پیدا ہوآیا۔ پرانی اولوالعزمی جسکو آنکی ہین اور اتفاقات زمانہ نے خاموش کر دیا تھا ابتک قوت کے ساتھ انمین موجود تھی اور اسکے بارے مین انھون نے اپنے دوست کرزیؔ کو اپنے یہ خیالات ظاہر کیے۔

۴۔ اکتوبر۔

اگر گورنمنٹ کی مرضی ہوتی تو مین بڑی خوشی سے سیالکوٹ کو تیج سنگھ کے ساتھ جاتا۔ اس سے بہتر مجھکو اور کچھ نہین معلوم

ہوتا۔ کانشکے کان مجھکو ملجاتی تو مین بات کہتے شیخ جی کا فیصلہ کر دیتا۔ لیکن لارڈ ہارڈنگ کو شاید یہ خیال ہوگا کہ سپاہ گری میرا کام نہین ہے اور شاید میرے لیے یہی بہتر ہے کہ یہان مقیم رہون اور دربار مین امن و امان قائم رکھون ۔ جب تک ہملوگ ان لوگونکو شکنجہ مین نکسین گے اسوقت تک اُنسے کچھ نہوگا ۔

ص ۱۲۵ اس اثنا مین جان لارنس کو چارناچار یہ یقین ہوتا جاتا تھا کہ شیخ امام الدین کو برابر دربار سے خفیہ ہدایتین پہونچتی ہین اور اگر ایسا ہے تو لال سنگھ بیشک اپنی تمام کوشش اسی بات مین صرف کریگا کہ مہم کو ناکامی ہوا ور بلکہ جو مطلب اُسکی روانگی کا تھا وہ حاصل نہونے پاے ۔ چنانچہ اس خیال سے بندوبست کیا گیا کہ ہنری لارنس شملہ سے آئین اور کچھ اپنی خاص سپاہ لیکر سکھ فوج کے ہمراہ جاکر اُنکو اپنے اختیار مین رکھین ۔ ہربرٹ اڈورڈس بھی کام کرنے کے لیے گلاب سنگھ کے ساتھ کیے گئے جو مخالفت کرنے پر آمادہ تھا اور یہ چاہتا تھا کہ نئی رعایا کے لوٹنے کا کوئی بہانہ ملجاے ۔ یہ نیا شخص جسکو ہم نے نامزد کیا تھا اُسپر حقیقت مین ہمکو فخر کرنے کی بہت کم وجہ تھی ۔ جان لارنس بیان کرتے ہین کہ "جالندھر اور لاہور مین گو وہ مشہور عام ہے لیکن مین نے کسی شخص کو اُسکے حق مین ایک کلمۂ نیک کہتے ہوے نہین سنا"۔ ایک تیسرا شاہد جسکو اُسکے حالات کے موازنہ کرنے کا بہت عمدہ موقع حاصل تھا بیان کرتا ہے کہ "وہ خلقتاً حریص اور ظالم ہے ۔ وہ دیدہ و دانستہ اس غرض سے انتہاے مرتبہ کی سنگدلی کے افعال کا مرتکب ہوتا ہے کہ اُسکے نام سے ہر شخص خوف کھانے لگے اور کوئی شخص اُسکی قوت مین دست اندازی کرنے کی جرأت نہ کرسکے"۔ الغرض بدقسمتی کی صورت مین جس شخص کو بذریعہ افواج سکھ سکھون کی خواہش اور بلکہ اُس رعایا کی خواہش کے خلاف بھی جو بدقسمتی سے شخص مذکور کے تحت مین آنے والی تھی دنیا کے سب سے زیادہ دلچسپ ملک کے تخت حکومت پر بٹھانے کا کام ہمارے سپرد تھا اُسکی یہ کیفیت تھی ۔ اور بیچارے ہنری لارنس کو جو اپنے نہایت اعلی اصول (گو اسمین آنکی غلط فہمی تھی کہ یہ اصول اعلی تھے) کی تحریک سے اس انتظام کی صلاح دینے پر راغب ہوے تھے اپنے بہترین احباب کی نکتہ چینیون اور خود اپنے ایمان کے خیال سے "اپنے دوست گلاب سنگھ" (جیسا کہ جان لارنس اُنکو دلگی مین کہا کرتے تھے) کی تائید کرنے مین اکثر بڑی مشکل معلوم ہوئی ۔ یہ ایک نہایت ہی ناگوار کام تھا تسکین کی صرف یہ بات البتہ تھی کہ جس شیخ کو اُسکی جگہ مقرر کرنا تھا وہ اُس سے بھی بدتر تھا۔ ایک شخص نے جو امام الدین کی خصلتون سے بخوبی تمام واقف تھا اُسکی نسبت بیان کیا ہے کہ "حرص نخوت ظلم فساد یہ سب باتین لاپروائی عیاشی شہوت پرستی اور بزدلی کے ساتھ خلط ملط ہوکر اُسمین عجیب طرح کی کیفیت سے پائی جاتی تھین ۔ فی الواقع ان دونون شخصون کے مابین مابہ الامتیاز بہت کم تھا۔ جان لارنس کہتے ہین کہ "اگر گلاب سنگھ نے ایک زندہ سرداری

لہ اس فقرہ کو اڈون آرنالڈ نے اپنی کتاب موسومہ "عملداری لارڈ ڈلہوزی" جلد اول صفحہ ۳۳ مین محول کیا ہے ـ

کھال کھنچوائی تھی تو امام الدین نے ایک پنڈت کو گرم پانی مین ڈبلوا ڈالا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ دونون کے دونون بڑے محبوب آدمی تھے ،،۔

جب یہ مہم ایک مرتبہ ہنری لارنس کی نگرانی مین روانہ ہوگئی تو پھر اُسکی کیفیت غنیمت رہی۔ ہنری لارنس کو معلوم تھا کہ لاہور مین میرے پیچھے سازش ہوتی ہوگی اور جو فوج میرے ساتھ آئی ہے وہ بھی اُسی گھات مین ہوگی۔ لیکن وکیل لال سنگھ کے کان مین کسی نے یہ کہدیا کہ اگر ہنری پر ذرا بھی آنچ آئی تو اُن کے بھائی جان جنکی مستقل مزاجی کا حال لال سنگھ کو بخوبی تمام معلوم تھا فوراً قلعہ پر قبضہ اور لال سنگھ کو قید کرکے خود مہاراجہ کو گرفتار کر لینگے۔ اور اس سبب سے اُس نواح کا سارا خطرہ رفع ہوگیا۔ بعد کو جو کچھ ہوا وہ خود ہنری لارنس کی مرضی اور مستعدی سے عمل مین آیا۔ امام الدین نے عین اُسوقت جب سکھون کی فوج جو اُسکے مقابلہ کو بھیجی گئی تھی یہ بحث کر رہی تھی کہ آیا ہم امام الدین پر چڑھائی کرین یا نہ کرین اطاعت قبول کر لی اور سب لوگ رضامندی کے ساتھ لاہور کو واپس آئے۔ یہان شیخ سے جسنے برسون سے جمخرچ کا حساب نہین سمجھایا تھا کہا گیا کہ اپنی نظامت کے زمانے کا حساب سمجھا جائے اور اپنی فوج کی تنخواہ ادا کرکے اُسکو موقوف کرے اور اپنے مخالفانہ افعال کی جوابدہی کرے۔ امام الدین کی جب غرض لاحق تھی تو اُسنے لال سنگھ کی ہدایتون پر عمل کیا تھا مگر اب اُس سے گوارا نہ ہوسکا کہ لال سنگھ کے لیے خاموشی اختیار کرکے اپنے تئین مصیبت مین پھنسائے۔ اسلیے لاہور جاتے ہوے اُسنے وہ تمام خفیہ احکام جنکے مطابق وہ اب تک عمل کرتا آیا تھا پیش کر دیے۔

اب ۲- دسمبر کو اصل مجرم وزیر لال سنگھ خاص اپنے وزیرون اور بڑے بڑے سردارون کے آگے جہان برٹش کمشنر سر فریڈرک کری سر جان لٹلر کرنل گولڈی ہنری لارنس اور جان لارنس بھی موجود تھے تحقیقات کے لیے پیش کیا گیا۔ یہ ایک بڑا بھاری شاہی مقدمہ تھا اُسکے حالات سابقہ حالات موجودہ اور نتیجہ آیندہ یہ سب باتین سخت حیرت انگیز تھین۔ دربار مین لال سنگھ کے دستخطی کاغذات کا پیش ہونا اُنکی اصلیت سے لال سنگھ کا بلاحجت و دلیل انکار کرنا اپنے ہی وزیرون سے اُسکا ماخوذ ہونا مہارانی کا اس بات کو سُنکر شور و فریاد کرنا کہ لال سنگھ وزارت ہی سے جدا نہ کیا جائے گا بلکہ مہارانی کے پاس عمر بھر نہ جانے پائے گا پھر جس خیمہ مین لال سنگھ شاہانہ تجمل سے داخل ہوا تھا وہان سے قیدی کی حیثیت سے اُسکا نکلنا اور بغیر اسکے کہ ایک قطرہ خون کا گرتا یا ہنگامہ کی ذرا بھی کوئی علامت پائی جاتی سکھون کی دار السلطنت سے برٹش سرحد کی چھاونی فیروزپور کو اُسکا منتقل کیا جانا یہ چند باتین اس مقدمہ کی تحقیقات مین بڑی وحشت انگیز تھین۔

لیکن اُسکے نتائج اور بھی قابل لحاظ ہین۔ کیونکہ آٹھ سردارون کی جس کونسل نے لال سنگھ کی جگہ حکومت کا کام اختیار کیا تھا اُسنے دیکھا کہ ہملوگون کا ارادہ یہ ہے کہ اگر ملک پر ہمارا کامل اختیار نہ رہیگا تو ہم اُسکو چھوڑ دینگے

یعنی یہ کہ پنجاب کا کل انتظام انگریزی سپرنٹنڈنٹ کے سپرد کیا جاے جو دربار کے ذریعہ سے کام کرے اور جسوقت مہاراجہ سن بلوغ کو پہونچین تو ملک کو خود مختارانہ طور پہ واپس کردے - یہ دریافت کر کے کل سرداروں اور ارکین سلطنت کا ایک گروہ جسمین سب اگلے اونچے شخص تھے ہمارے پاس آیا اور اُسنے یک دل و یکزبان ہو کر اس بات کی التجا کی کہ جو شرطین آپ کو منظور ہین انھین شرطون کے ساتھ ملک مین رہیے - اور اسطور پہ بذریعہ عہدنامہ بیرا اول خود سرداروں کی خواہش اور نابالغ راجہ کی ماں کی رضامندی سے گو وہ رضامندی کیسی ہی ناگواری کے ساتھ ہوئی ہو ہنری لارنس آٹھ برس کے لیے پنجاب کی مسند فرمانروائی اعظم پر متمکن کیے گئے -

اس نئے انتظام سے انکو اپنی لیاقت اور خلائق دوستی دکھانے کے لیے کسیقدر آزادی حاصل ہوئی اتبک اُنکے ہاتھ پاؤن گویا بندھے ہوے تھے اور صرف اسطرح کے لوگون کو صلاح دے سکتے تھے جنھون نے اپنے کان بند کر لیے تھے یا اُنکے صلاح کے ناپسند ہونے کی حالت مین ایسا کرتے - مگر اب اسوقت سے بذریعہ عہدنامہ انکو ریاست کے ہر ایک محکمہ مین غیر محدود اختیار دیا گیا تھا اور انھون نے معاً اپنے ماتحتون کا ایک ایسا گروہ اپنے پاس لاکر جمع کیا جنکی ایسی باہمی محبت اور ہمدردی کبھی ہندوستان کے افسرون مین نہین پائی گئی - جارج لارنس - ہربرٹ اڈورڈس - جان نکلسن - اڈورڈ لیک - جیمس ایبٹ - آرتھر کاکس - لیوِن بورنگ - ہیری لمسڈن - ریئل ٹیلر - جارج مینک گریگر - رچرڈ پالک - اور جان بیچر - انمین سے ہر ایک کا نام کم و بیش تاریخی طور پر مشہور ہو گیا اور اکثر نام اس سوانح عمری مین بکرات و مرات آئینگے - ان لوگون نے ہنری لارنس کی ماتحتی مین جان لگا کر اس بات کی کوشش کرنا شروع کی کہ سکھون کی عملداری مین جو خرابیان واقع ہوی تھین وہ رفع ہو جائین اور اپنی کشادہ دلی سے خیال کیا کہ آخر کو یہ ملک داخل سلطنت انگریزی ہونے پائے - اور اسی دلسوزی سے انھون نے اسوقت بھی کام کیا جب الحاق پنجاب واجب العمل ہو گیا اور انکا ہر دل عزیز چیف پنجاب کے بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کا اعلیٰ افسر مقرر ہوا - جسوقت بورڈ جسمین بہت سے ایسے ایسے لوگ جمع تھے جو چھوٹے بھائی کے متعلف اوصاف کے اسیقدر مقر و معترف تھے جسقدر بڑے بھائی کے تھے تو انھون نے اسی طرح کی گرمجوشی سے جان لارنس کی ماتحتی مین جب وہ چیف کمشنر مقرر ہوے کام کیا - جسوقت غدر شروع ہوا تو یہ لوگ اور بھی پہلو بہ پہلو ہو کر کھڑے ہوے (مگر ہمارا یہ قول اسیوقت صادق ہو سکتا ہے اگر پہلو بہ پہلو کا لفظ ان لوگون کے بارے مین استعمال کیا جا سکتا ہو جو ایک دوسرے سے صدہا میل کے فاصلہ پر تھے اور جنکو کبھی شاذ و نادر کسی گورے چمڑے والے آدمی کی صورت دکھائی دیتی تھی) اور صوبہ کا انتظام اسطور سے کیا کہ گویا بالکل امن و امان کا زمانہ تھا اور اپنی اپنی جدا اختیارات سے کہین بڑھ چڑھکر کام کیا - اور پھر اُسکے بعد ایک مرتبہ اُس زمانے کے گذرنے پر ایک یا نہ ایک طور سے دور دراز مقامات مین جداگانہ عہدون پہ نہایت کامیابی کے ساتھ قریب قریب

ص ۲۲۸

کل ہندوستان کی حکومت کی -

عہدنامہ بیراول کی تکمیل سے ہنری لارنس کو تو اتنا بھاری عہدہ ملا اور جان لارنس اُنکے بھائی کو دوآبہ جالندھر مین اپنی مناسب خدمت پر عود کرنے کی فرصت ملگئی - اپنے بھائی کی محبت اور سرکاری کام کے جوش مین اُنھون نے نو مہینے اپنے اہل و عیال کو بالکل فراموش کر دیا اور پانچ مہینے (اگست سے دسمبر تک) بلاشکایت لاہور کے کام مین اپنے تئین مشغول و مصروف رکھا - لیکن جو کام اُنکے حوالے کیا گیا تھا اُسکی مجبوریون اور مایوسیون سے وہ نہایت تنگ ہوگئے تھے اور اسکی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ اُنکو معلوم تھا کہ جالندھر مین جو میرے نائب ہین وہ سب نئے ہین اور جن خدمات کے انجام کے لیے ممالک مغربی و شمالی کے سب سے زیادہ تجربہ کار اشخاص کی ضرورت ہے اُنکو وہ بوجہ احسن انجام نہ کر سکینگے - چنانچہ ۴ - نومبر کو جان لارنس نے کری صاحب کو یہ چٹھی لکھی تھی -

لاہور کوئی خاطر خواہ مقام نہین ہے - مجھکو جب اس مقام سے رخصت ہونے کی اجازت ملے گی تو کچھ افسوس نہوگا - مہربانی کرکے مجھے اطلاع دیجیے کہ جسوقت شیخ امام الدین کا استیصال ہوجائیگا اور میرے بھائی واپس آجائینگے تو مین جالندھر مین آسکونگا یا نہین - گورنمنٹ مجھسے جس بات کی خواہش کریگی مین وہی کرونگا لیکن میری اپنی خواہش یہ ہے کہ مین جالندھر ہی مین رہون - یہ ایک نیا ملک ہے اور میرے ماتحتون کے لیے ضرور ہے کہ کوئی اُنکو ہدایت کرتا رہے - اور مین چاہتا ہون کہ اُس ملک مین اپنا نشان چھوڑ جاؤن تاکہ بزمانہ مابعد لوگ میرے ایام حکومت کو خوشی کے ساتھ یاد کر سکین -

یہ ایک دلیرانہ خواہش یا بلکہ پیشین گوئی تھی - اور پیشین گوئی اسطرح کی تھی کہ جب کسی اس قسم کے آدمی کے منھ سے نکلتی ہے تو وہ ضرور پوری ہوجاتی ہے - یہ پیشین گوئی کچھ دوآبہ جالندھر ہی مین پوری نہین ہوئی بلکہ جسوقت یہ الفاظ منھ سے نکلے تھے اُسکے دو سال کے عرصے مین جان لارنس کو معلوم ہوا کہ جس حالت مین ہندوستان کے دوسرے مقامات مین لڑائیان ہورہی تھین تو وہان بالکل امن و امان تھی - اور پھر کچھ یہ بھی نہین کہ صرف پنجاب کے وسیع ملک مین جہان کے دیسی لوگ اُنکو اپنا خودمختار فرمانروا کہتے ہین بلکہ تمام ہندوستان مین وہ صلح قائم رکھ سکے - اِسوقت (۱۲ مئی ۱۸۹۱ء کو) جب مین یہ الفاظ لکھ رہا ہون تو ساتھ ہی اُسکے اخبار ٹائمس مین بہت سے ہندوستانی راجاؤن کی چھپوائی چٹھیان دیکھ رہا ہون کہ گو اُنکو اُنمین سے کسی صوبہ سے تعلق نہین ہے جسپر براہ راست جان لارنس کی حکومت رہی مگر اُسپر بھی "سرمایہ یادگار لارنس" کے لیے اُنھون نے بڑے شکرگزاری کے الفاظ سے اپنے اپنے حصے کے چندہ پر دستخط کیے ہین - چنانچہ ازانجملہ راجہ شیوراج سنگھ کاشی پور نے یہ یادگار الفاظ استعمال کیے ہین - "ہم نے لارڈ لارنس کی افسوسناک وفات کا حال سنا تو اس سے انتہا درجہ کا صدمہ ہوا - ہندوستان مین ایسا لائق اور عاقل فرمانروا کبھی نہین گزرا - اُنکا بے لوث انصاف ص ۲۲۹

اور علاقلانہ انتظام لوگون کے دلون پر ایسا گہرا اثر پیدا کر گیا ہے جسکا نشان کبھی مٹنے والا نہین ہے - پس ہم لوگون پر ایک ایسے عظیم الشان مدبر کی یادگارین اپنے اپنے حصے کی عزت افزائی ضرور حاصل کرنا چاہیے جسنے ایک نہایت ہی نازک وقت ملک مین امن و امان قائم کی اور لوگون کو خوش رکھا - اور اپنی بے نظیر دانائی دوراندیشی انصاف اور جرأت دکھا کر انگلستان اور ہندوستان کے رشتہ محبت کو استوار کر دیا" پس ایک نوجوان شخص کی یہ خواہش کہ وہ ملک مین اپنا نشان "چھوڑ جائے اور بزمانہ مابعد دیسی لوگ اُسکے ایام حکومت کو خوشی کے ساتھ یاد کر سکین" اس سے زیادہ کثرت اور زیادہ کامیابی کے ساتھ کیا پوری ہوگی -

جب جان لارنس لاہور سے واپس جا کر جالندھر مین پہونچے تو اُنھون نے دیکھا کہ بندوبست مالگذاری کی کارروائی جارج کرسچین کی نگرانی مین خوب ہو رہی ہے - یہ صاحب ایک نوجوان سویلین تھے جنکو جان لارنس نے لاہور مین دیکھکر حد سے زیادہ پسند کیا تھا کہ اُس شخص سے بہت بڑے بڑے کام ظہور مین آئینگے - سب کے پہلے اُسکا ذکر میرے پاس کے کاغذات مین اُس وقت کا ہے جب امام الدین نے اطاعت قبول کر لی تھی اور دوستانہ طور سے (کرسچین صاحب کے خیال کے مطابق نہایت ہی دوستانہ طور سے لاہور کو واپس آتا تھا) لاہور کو آتا تھا اور اس مضمون سے راقم مضمون کا خاصہ طبیعت نہایت عمدہ طور سے ہویدا ہوتا ہے - چنانچہ جان لارنس نے لکھا ہے کہ "کرسچین صاحب یہ پوچھنے جاتے ہین کہ کیا کسی شخص کو بھی پھانسی نہ دیجائیگی اور اس آواز بازگشت کے سننے سے او داس معلوم ہوتے ہین کہ پھانسی کسی کو نہ دیجائیگی" اور جان لارنس نے لاہور سے جا کر اپنے بندوبست کے کام مین مشغول ہونے کے قبل کرسچین صاحب کو جو ہدایت کی تھی وہ اس سے بھی زیادہ نادر ہے - جان لارنس نے کہا تھا کہ "مین امید کرتا ہون کہ زیادہ سے زیادہ دیر ہونے کی حالت مین ماہ دسمبر تک مین جالندھر مین پہونچونگا - لیکن اگر اس عرصہ مین میرا آنا نہوا تو خیال رکھیے گا کہ بندوبست کم شرح سے عمل مین لایا جائے - اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو مین عمر بھر آپ کا دشمن رہونگا - دیکھیے کسیوجہ سے آپکو سخت بندوبست کرنے کی ترغیب نہونے پائے" - اسی زمانے مین ایک دوسرے لائق افسر یعنی جارج بارنس صاحب جنکی رپورٹ کانگڑہ کو مین اوپر اقتباساً منقول کر چکا ہون بندوبست کے کام مین مقرر کیے گئے تھے اور کسٹ صاحب اور لنک صاحب اور ہرکیولیز اسکاٹ صاحب بہت تیزی کے ساتھ اپنی کمسنی اور ناتجربہ کاری کے الزام کو جو اُن پر عائد کیا گیا تھا (اور یہی ایک الزام ایسا ہے جو ہمیشہ دور کیا جا سکتا ہے اور اُسکی اصلاح کیجا سکتی ہے) دور کرتے جاتے تھے - ص ۲۱۴

لیکن اب جان لارنس کو ایک بڑی بھاری مشکل یعنی اس بات کا سامنا پڑا کہ معزول گورنمنٹ کے جاگیرداروں کی نسبت کیا برتاؤ کیا جائے - یہی دقت بزمانہ مابعد اُنکو پنجاب مین بھی پیش آئی تھی - اس معاملہ کی

اصل تکرار اور اُسکا جو کچھ فیصلہ کیا گیا بہتر ہے کہ مین یکبارگی اُسکا حال بیان کرون اور جہانتک ممکن ہوسکے خود جان لارنس کے الفاظ سے اُسکی صراحت کرون۔

پنجاب کے دوسرے حصّون کی طرح دوآبہ جالندھر کی بھی زیادہ تر زمین جاگیردارون کے قبضہ مین تھی یہ لوگ اُن سکھ فاتحون کے جاگیردار تھے جنھون نے مغلون کے قبضہ سے ملک کو نکال لیا تھا۔ عہدنامہ امرتسر کی رو سے یہ کل علاقہ برٹش گورنمنٹ کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ اور بحیثیت فاتح یہ ہملوگون کا حق تھا کہ انصاف اور حکمت عملی کا قرار واقعی لحاظ کرکے جسطرح ہمکو بہتر سے بہتر معلوم ہوتا اسطرح عمل کرتے۔ اسمین شک نہین کہ ملک کے قبضہ اور انتظام کا خرچ آمدنی سے نکالنا ازبس ضرور تھا۔ اور اب تجویز طلب یہی امر تھا کہ کس طریقہ سے اُسکا بندوبست کیا جائے محاصل اراضی کا بڑھانا غیر ممکن تھا (جو ہندوستان مین اصل آمدنی خزانے کی ہے) کیونکہ عوام الناس کی قلیل آمدنی مشتبہ وسعت نہین رکھتی تھی جسمین اضافہ کی گنجائش ہوتی۔ اور اصل تو یہ ہے کہ اسمین اضافہ اُسوقت بھی ہوچکا تھا۔ پس ہمکو صرف ایک تدبیر عمدہ معلوم ہوئی اور وہ یہ تھی کہ جاگیرون کی مقدار کم کردیجاتے۔ اکثر جاگیردار فوجی یا کسی عام خدمت اور بعض بعض لوگ مذہبی خدمت کے عوض جاگیرین پائے ہوے تھے۔ اس قسم کے انتظامات کی اب کوئی ضرورت باقی نہین رہی تھی۔ اور جان لارنس کے روبرو جاگیرون کے قیام کے بارے مین جو درخواستین گزرتی تھین تو وہ کسیقدر بیباکانہ طور پر اُنکا جواب دیتے تھے۔ یعنی یہ کہ "ہمکو نہ تمھارے سپاہی درکار ہین اور نہ تمھاری دعاؤن کی حاجت ہے اور ہم جاگیرون کا بار اُٹھا نہین سکتے"۔ بنابران ان تمام جاگیرون کا معاوضہ نقدی قرار دیدیا گیا حسب رسدی جاگیرون کی مقدار گھٹا دیگئی اور اُنکا باقی حصّہ قائم رہنے دیا گیا۔ جو جاگیرین زیادہ قدیم تھین وہ ورثا سے ذکور کے لیے دواماً بحال رکھی گئی اور جو جاگیرین قریب تر زمانہ کی تھین وہ صرف قابض جاگیردارون کی مین حیات تک کے لیے چھوڑ دی گئین۔

ان تدبیرون سے بعض بعض دقتین البتہ پیش آئین اور کچھ عداوت بھی پیدا ہوئی اور اس بات کا افسوس بھی کیا گیا۔ لیکن اصل تو یہ ہے کہ اسمین کوئی بات خلاف انصاف نہین ہوئی اور دیسی خیالات کے مطابق بھی کوئی ناانصافی نہین ہوئی۔ آج تک کوئی دیسی نسل دوسری نسل کے بادشاہون پر غالب آنے کے بعد ایسی نہین گزری جسنے اپنے پیشتر کے بادشاہ کی کارروائیون مین تغیر و تبدل نہ کیا ہو۔ پھر سب بات کی ایک بات یہ ہے کہ عوام الناس کے فائدے کے لیے اس تغیر کی ازبس ضرورت تھی۔ ملک (اور ملک سے میری مراد ہر حالت مین جمہور عوام کو سمجھنا چاہیے۔ اور اسمین سے جس شخص کے نشتر لگتا اسی کے زخم سے خون نکلتا) دو قسم کے انتظامات کا متحمل نہین ہوسکتا تھا یعنی ایک تو ہمارا انتظام جس کی رو سے باقاعدہ وظائف اور نقد مشاہرہ مقرر ہوتا ہے۔ اور دوسرا بڑے بڑے علاقون کا انتظام جو جاگیرون کے برقرار رکھنے مین متصور تھا حصّہ ۱۴۲

۱۱

یہ سب جاگیردار باوصف اس امر کے کہ انمین سے اکثر لوگ فی الواقع ہماری عملداری مین جاگیرین رکھتے تھے اور ہمارے زیر حفاظت تھے اسوقت جب سکھون نے ملک گیری کے لیے ہمارے علاقجات پر حملہ کیا تو انکے شریک ہوگئے۔ اگر یہ امر جائز تھا کہ گورنمنٹ پنجاب برٹش علاقہ پر حملہ کرنے کی پاداش مین ایک بڑے بھاری علاقہ سے محروم کیجاتی تو یہ بھی اوسیطرح جائز تھا کہ اسکے جاگیردار لوگ بھی اپنے حصہ کے موافق اپنے افعال کا خمیازہ اٹھاتے۔ اسمین شک نہین کہ اگر وہ لوگ کسی ملک کو فتح کرتے اور اسکے ساتھ کوئی برتاو کرتے تو اس برتاو سے ہماری یہ کارروائی بیشک زیادہ فیاضانہ اصول پر مبنی ہوتی۔ خاص کر کے اس امر کی نسبت ہماری کشادہ دلی اور بھی زیادہ ثابت ہوتی ہے جو رنجیت سنگھ نے میدانی ملک کے لوگون کو فتح کر کے انکے ساتھ کیا تھا بہرحال ہماری تدبیرین کامیابی کے ساتھ جاری قرار پائین۔ بڑے بڑے جاگیردارون نے بحیثیت مجموعی اپنی تبدیل شدہ حیثیت کو قبول کر لیا کسی طرح کی مزاحمت نہین کی اور وفادار رہے اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ گو بہ نسبت قرب و جوار کے کوہستانی سردارون کے انکی طرف کسیقدر لاپروائی کی گئی مگر سواے ایک شخص کے جنگ دوم سکھ مین سکھون کے اغوا کرنے پر بھی انکا کوئی شریک نہین ہوا۔ اور یہ مستثنی شخص بیدی بکرم سنگھ سکھون کا بڑا گرو اور دختر کشی کا خاص حامی تھا جسنے اپنی حکومت ثابت کرنے کے لیے ایسا کیا تھا۔

لیکن چونکہ یہ معاملہ بڑا اہم ہے اور چونکہ بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کے مابین اس بارے مین نہایت اختلاف ہوگیا تھا اسواسطے ہم اسکا بیان خاص جان لارنس کی عبارت سے کرینگے۔ ذیل مین سر فریڈرک کری کے نام کی ایک چٹھی مورخہ ۱۰ اکتوبر سنہ ۱۸۴۶ء درج کیجاتی ہے جس سے انکے خیالات بالتفصیل ظاہر ہو جائینگے۔

مین مندرجہ ذیل معاملہ مین آپکی راے کا از بس خواہشمند ہون۔ جالندھر مین کوئی ۵۰۰ گانون ہونگے جو پانچ لاکھ روپیہ کی مالیت کے ہین۔ ان گانون کو مختلف سکھ سردارون نے ستر یا اسی برس کا زمانہ ہوا جب فتح کیا تھا۔ بعض صورتون مین چار چار بلکہ پانچ پانچ گانون ایک ایک یا دو دو اشخاص کے قبضہ مین ہین اور باقی گانون مین تیس تیس بلکہ چالیس چالیس پٹی دار ہین۔ مین نے گورنمنٹ سے اس امر کی سفارش کرنے کی تجویز کی ہے کہ ان تمام صورتون مین صرف جین حیاتی قبضہ بحال رکھا جاے اور ہر شخص قابض کے فوت ہونے پر اسکا حصہ ضبط سرکار ہو جاے میرے بھائی کی یہ راے ہے کہ کچھ لگان مقرر کر کے انکا قبضہ دوام کے لیے بحال رکھا جاے۔ آپکی کیا راے ہے۔ یہ ذاتی املاک نہین ہے بلکہ گورنمنٹ کے حقوق ہین جو منتقل کر دیے گئے ہین ان لوگون نے وہ املاکین زبردستی سے حاصل کی تھین اور اب اسی قاعدہ زور تیغ سے ضبط کیجاتی ہین۔ ہم گورنمنٹ کا حق کیون چھوڑنے لگے۔ مین اس بات کے کرنے مین کوئی حکمت عملی نہین پاتا اگر انکے تعلقات کا خیال کیا جاے تو یہ لوگ کبھی ہماری مدد کرنے والے نہین ہین اور ملک کے حق مین انکی ذات سے بڑا نقصان متصور ہے بس کیا وجہ ہے کہ وہ رفتہ رفتہ دور نہ کیے جائین اور انکی اولاد پھر اسی قلبہ رانی کے کام پر پہونچا دیجاے جو انکا آبائی پیشہ تھا ص ۲۳۲

سب سے زیادہ مشکل کی بات تو یہ ہے کہ قانون وراثت ہنود کی رو سے یہ اراضیات رفتہ رفتہ جزو لایتجزی تک منقسم ہو جائینگی ۔ اور چونکہ یہ قبضہ دار لوگ مالک نہین ہین اسی سبب سے وہ اپنی اپنی زمین کے چھوٹے مستاجر نہونگے بلکہ خواہ مخواہ کے مرد آدمی بنے رہینگے نہ تو شیخی کے مارے مزدوری محنت کرینگے اور نہ بھوکون مرنے پر رضامند ہونگے ۔ اگر آپ یہ قاعدہ مقرر کر دیجیے کہ وراثت صرف خلف اکبر کو ملا کرے تو اس سے بھی کوئی اصلاح نہوگی کیونکہ اسمین اگر ایک خوش تو دس ناراض ہونگے اور پھر دستور و رواج کی خلاف ورزی بھی کرنا پڑے گی ۔ رنجیت سنگھ رفتہ رفتہ ان جاگیرداروں سے نجات حاصل کرتے جاتے تھے اگر آپ یہ راے دین کہ ورثا مستحق ہین تو مین کہتا ہون کہ ایسا کیون نہ کیا جائے کہ جس وقت تقسیم مین ایک گانون کی پٹیان ہونے لگین تو حصہ دارون کو ستی کا حساب لگا کر نقد معاوضہ دلوا دیا جائے ۔

گو جان لارنس کا کام جالندھر مین نہایت سخت تھا لیکن انھون نے اس بات کی کبھی کوشش نہین کی کہ انکو کام کم کرنا پڑے ۔ اور جسوقت انھون نے سنا کہ ان کے ہمجنس کمشنر آنر وسے دریاے ستلج یعنی کرنل مکیسن کا کام ایک سشن جج مقرر کر کے کم کیا جاتا ہے تو انھون نے ایلیٹ صاحب سکرٹری گورنمنٹ کو بہت زور دیکر ایک ایسی ایعنی سول صیغہ کے مال سے جدا کرنے کی تدبیر پر اعتراض کیا جسمین انکے نزدیک ہندوستان کے لیے سخت خطرات متصور تھے ۔ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ ۔

مین اپنے بیان کے لیے کوئی سشن جج نہین چاہتا ۔ گو میرے یہان کثرت سے کام ہے مگر مین یہ نہین کہتا کہ میرے انجام کیے نہین ہوتا ۔ مجھکو صیغہ سول کے صیغہ مال سے جدا کرنے مین سخت اعتراض ہے ۔ عدالت دیوانی ایک ادبار کی نشانی ہے انکا ضابطہ تو عیت اراضیات ملک کے حق مین بدرجہ غایت مضر ہے ۔ کیونکہ زراعت پیشہ اشخاص اس عدالت مین اپنے حقوق کو حاصل نہین کر سکتے ۔ وہ ضابطہ ممالک مغربی و شمالی کے لوگون کو تباہ کیے ڈالتا ہے ۔ اور جہان جہان جاری ہوگا وہان یہی حال کریگا ۔ یہان ہم بخوبی کام کر رہے ہین ۔ مین سمجھتا ہون کہ یہ ضلع ممالک مغربی و شمالی کے لیے ایک نمونہ ہوگا اور اگر آپ بہت سی جاگیرین رہنے نہ دینگے تو گورنمنٹ کے اخراجات نہایت عمدگی کے ساتھ چلے جائینگے ۔ فصل ۲

ماہ جولائی ۱۸۴۷ء مین جان لارنس ہی سشن عدالت کرنے اور اپیلین سننے کے لیے جالندھر مین آئے اور جب وہ اس کام مین مشغول تھے اور شہر اور خزانہ سے تھوڑی ہی دور کے فاصلہ پر ایک مکان مین کچہری کر رہے تھے تو گاو کشی والا ہنگامہ ہوا ۔ یہ وہ ہنگامہ تھا جسنے انکے ابتدائی زمانہ کی کارروائیون کو بہت اچھی طرح سے یاد دلا دیا ہوگا ۔ ہندو لوگ جو سکھون کے عہد حکومت مین اپنے اس مقدس جانور کی حفاظت رکھنے کے عادی چلے آتے تھے بتعداد کثیر اس کچہری مین آکر جمع ہوتے جہان ہنری کیولینز انکا اسسٹنٹ کمشنر اجلاس کر رہے تھے اور حال مین جو حکم دیا گیا تھا کہ غذا کے لیے گایون کے ذبح کرنے کی اجازت ہے اسکے خلاف استغاثہ کرنے لگے ۔ اسسٹنٹ صاحب [illegible] اس حکم مین دست اندازی کرنے سے انکار کیا اسپر

کوئی پندرہ سو آدمی کے قریب کمشنر صاحب کی کچہری کو روانہ چلے گئے اور چاروں طرف سے کچہری کو گھیر لیا۔ اور
جب جان لارنس نے کہا کہ وہ حکم گورنر جنرل کا ہے اور مسترد نہین ہو سکتا تو وہ علانیہ تمردشعاری کرنے لگے
اُنکے نوکرون پر حملہ ہوا اور مارے گئے۔ جن پندرہ سوارون نے اُنکے منتشر کرنے کا قصد کیا تھا اُنکو اُن لوگون
نے گھوڑون پر سے کھینچ لیا اور جسوقت جان لارنس باہر نکلے تو خود اُنپر پتھر پڑنے لگے۔ اُنھون نے حکم دیا
کہ سول خزانہ سے ایک کمپنی سپاہیون کی طلب کیجائے اور اُنکا صوبہ دار ایک مجمع کثیر اور جم غفیر کو دیکھکر اُنکے پاس
گھبرا ہوا اور جسوقت سپاہیون پر یورش ہونے لگی اور گوروں کی جان مخطور ہوئی تو اُسنے اپنے سپاہیون کو حکم دیا
کہ کھڑے ہو جاؤ اور بندوقون پر سنگینین چڑھاؤ۔ اس حکم کا دیا جانا بدمعاشون کے لیے کافی تھا۔ وہ لوگ منتشر ہو کر
بھاگ گئے اور خطرہ جاتا رہا۔ جسطرح پیشتر جان لارنس کو ایک مرتبہ اتفاق پڑا تھا اُسیطرح اس مرتبہ بھی ان
لوگون نے کینہ کشی کی راہ سے بازار کی دکانین بند کر دین۔ دو ہفتہ تک دکانین بند رہین اور سب کاروبار معطل رہا۔
لیکن اُس سے کچھ اور نقصان نہین ہوا اور نہ جان لارنس کو اُس مرتبہ کی طرح غلہ منگوا کر بازار مین رکھوانا پڑا۔

جان لارنس کا وقت یہ دیکھ دیکھکر بڑے لطف سے گزرتا تھا کہ اُنکی نگرانی مین دوآبہ جالندھر
کا کام بوجہ احسن انجام ہو رہا ہے۔ لیکن ماہ اگست مین اُنکو پھر یہ کام چھوڑنا اور اُس بے لطف
سفارت پر لاہور کو جانا پڑا۔ ہنری لارنس ایک مدت سے پنجاب مین جانفشانی کا کام کرتے آتے تھے ص ۲۳
اور اُنکا بدن کام کرتے کرتے تھک گیا تھا اور اب پورے اختیارات کے ساتھ اتنا بڑا بھاری کام جو اُنکے سپرد ہوا
تو وہ اور بھی چور ہو گئے۔ اپنے لائق ماتحتون کی اعانت اور فائدہ رسانی خلائق کے اُس میدان وسیع کے جوش مین
جو اُسوقت اُنکو نئے اختیارات کی رو سے سپرد ہوا تھا گذشتہ سات مہینے کے عرصے سے (جبمین تین مہینے شدت کی
گرمی کے تھے) جان پر کھیل کر کام کرتے آئے تھے۔ جنگ ستلج کے قبل جس زائد از ضرورت فوج کی تعداد
... ہ تک پہونچ گئی تھی اُسکو گھٹا کر بیس ہزار کی تعداد تک پہونچانا موقوف کیے ہوئے سپاہیون کی تنخواہین دلوا کر
اُنکو صلح آمیز کامون مین مشغول کرانا جو سپاہی باقی رہ گئے تھے اُنکو قواعد کا پابند کرانا اور اُنکی تنخواہ ماہ بماہ ادا کر کے
اُنکو اُنکی قسمت پر شاکر رکھنا ناجائز ٹکسون کو موقوف کرانا اور جو باقی رکھے گئے تھے اُنکو ایک درجہ اعتدال مین لانا
خالصہ عہد کے ٹکس وصول کرنے والون سے جو ٹڈیون کی طرح ملک کو چاٹ گئے تھے اُنکی ناجائز وصول کی ہوئی
رقمون کو واپس لینا اور آیندہ کے لیے اُنکو اس بات پر کہ جو کچھ وہ وصول کرین وہ سرکاری خزانہ مین داخل کرین
قائم رکھوانا اور ایک آسان طور کا مجموعہ تعزیرات جو ملک کی حاجتون اور نیز موجودہ کے مطابق ہو مرتب کرانا یہ چند امور
منجملہ اُن باتون کے ہین جنکی تکمیل مین ہنری لارنس مصروف تھے اور کچھ کچھ درجہ تکمیل کو پہونچنے بھی لگے تھے
مجموعہ تعزیرات کی ترتیب کے لیے ہمین اُس زمانہ کے بیشتر حسب اُنکی تندرستی نے جواب دیا تھا اُنھون نے مواضع کے

پچاس سکھ سرداروں کو لاہور میں طلب کیا تھا جنھوں نے چند مہینے نہایت خاموشی سے گوشہ میں بیٹھکر رہا یا سکے بعد منضبط التحریر رواجوں اور دستورات کو ایک تحریری قانون میں منضبط کیا جسکا اسیوقت ہمیشہ کے لیے نافذ ہونے والا تھا[1]

عہدنامہ کی روسے ہنری لارنس کو جو "غیر محدود اختیار" دیا گیا تھا اسکو عملدرآمد کے وقت انھوں نے اچھا خاصہ محدود پایا - کیونکہ اُنکے کاموں کی فہرست کا ایک جزو یہ تھا کہ جہانتک ممکن ہو وہ دربار کے ذریعہ سے کارروائی کریں - اور دربار کا قریب ہر ممبر جیسا کہ اُنھوں نے خود تسلیم کیا ہے راشی اور خودغرض تھا او رانی سے جو ابتدا ہی سے انگریزی مزاحمت کی دشمن تھی اب اور بھی امید نہیں رہی تھی کہ وہ دوستانہ برتاؤ کریگی کیونکہ اُسکا آشنا اُس سے جدا کر دیا گیا تھا - اس ہندوستانی میسّلینا نے (جیسا کہ لارڈ ہارڈنگ اور ہنری ہرسٹ اڈورڈس نے جا و بیجا طور پر اُسکو موسوم کیا) بہرکیف اپنے پرانے آشنا کے بدلے نئے آشنا تلاش کر کے اپنی تسکین کرلی اور اُسکے تھوڑے ہی دنوں کے بعد اُسکی لونڈی مسماۃ منگلا لال سنگھ اور مولراج ظاقتور اور نیم خودمختار فرمانروا ے ملتان کے نام کی بغاوت آمیز چٹھیاں لیجاتے ہوئے پکڑی گئی - آخرکار اُسنے ریزیڈنٹ وزرا اور کل دربار کی توہین کرکے اپنی بے اعتدالیوں کا خاتمہ کیا - بندوبست کیا گیا تھا کہ ایک بڑا دربار جمع ہو اور اُسمین تیج سنگھ پریسیڈنٹ کونسل کو راجہ سیالکوٹ کا خطاب اور گدی دیجائے اور دوسرے مستحق سرداروں کے ساتھ بھی علی قدر مراتب سلوک کیا جائے - اس کام کے لیے نجومیوں سے حسب معمول مشورہ کیا گیا اور اس تقریب میں تمام مشاہیر عہد خالصہ شریک ہونے کے لیے بلائے گئے - لیکن جسوقت تیج سنگھ خردسال راجہ کے سامنے تلک لگوانے کے لیے جو راجہ مقرر ہونے کی علامت ہے جھکا تو اُسنے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور اپنی مخملی کرسی پر اکڑ کر ایک سکھائے ہوئے طریقہ سے کہنے لگا کہ ہم تلک نہ لگائینگے اور کسی طرح اپنی ہٹ سے باز نہ آیا[2]

یہ توہین ایسی نہیں تھی جس سے چشم پوشی کیجاتی اور ہنری لارنس نے جو اس بات کو خوب جانتے تھے کہ مہارانی برابر میرا زور توڑنے کے لیے سازشیں کرتی آئی تھی دربار کی پوری منظوری اور رضامندی سے حکم دیا کہ خردسال راجہ اپنی ناعاقبت اندیش ماں سے علٰحدہ کیا جائے - وہ بہت کچھ روئی پیٹی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور ایک ڈولی میں سوار کراکے شیخوپور کو جو وہاں سے بیس میل کے فاصلے پر تھا بھیجدی گئی - اُسمین کچھ زیادہ وقت نہیں پڑی - لال سنگھ کی طرح وہ بھی علٰحدہ کردی گئی - یہاں آکر اُسنے اور خوفناک سازشیں کرنا شروع کیں اور اُسکے انسداد کے لیے تازہ تدبیریں عمل میں لانا پڑیں - دوسری جنگ افغانستان کے زمانہ کے

ص ۱۱۱

---

[1] "دیکھو صاحب کے لکھے ہوئے حالات متعلقہ افسران انگریزی" جلد دوم صفحہ ۲۹۷

[2] تاریخ حکومت لارڈ ڈلہوزی مصنفہ آرنالڈ صاحب - جلد اول صفحہ ۵۱

قریب وہ بنارس کو منتقل کر دیگئی جہان سے وہ ورزن کا بھیس بدلکر نیپال کو بھاگ گئی اور پھر طرح طرح کے انقلابات کے بعد وہان سے انگلستان چلی گئی۔

رانی کا لاہور سے نکلوانا ہنری لارنس کا رزیڈنٹ کی حیثیت مین پچھلا کام تھا۔ اُنکی تندرستی نے آنکو جواب دیا اور ماہ اگست مین وہ شملہ کو چلے گئے جہان سے انگلستان جاتے وقت وہ سیاحانہ طور پر ایک مرتبہ لاہور مین اور آئے۔ آنکی زندگی کے حالات کا ایک نہایت ضروری اور شاید بڑی خوشی کا باب اسوقت اختتام کو پہونچا۔ لاہور مین اُنکو اُنکے حوصلہ کے برابر کام ملا۔ وہ طرح طرح کا کام اور مختلف مشاغل اور افکار کی باتون کو بہت پسند کرتے تھے اور اُنکو گویا انفاس حیات سمجھتے تھے۔ چونکہ اُنکے مزاج پر ہر ایک بات کا اثر بہت جلد پیدا ہو جاتا تھا اس باعث سے جب کسی دیسی ریاست کو دیکھتے تھے کہ اسمین کچھ تاریخی عمدگی اور عقلمندی پائی جاتی ہے تو اُسکے بچانے کی کوشش کرنے لگتے تھے اور حال مین الحاق کا جو قصد کیا گیا تھا اور جس سے ہندوستان کی بیشمار خودمختار ریاستون کی بربادی متصور تھی تو اُنھون نے بڑی کوشش کی کہ ایسا نہونے پائے۔ آنکو سرکاری حکمت عملی کے اہم معاملات کو اُسطرح سے دیکھنا نہین پڑا جسطرح بعد کو ایک اس سے بھی زیادہ حیثیت اور مرتبہ کے عہدہ یعنی پریسیڈنٹی بورڈ آف ایڈمنسٹریشن پنجاب کے متعلق انگلستان سے واپس آتے ہی کام کرنا پڑا کیونکہ باوصف آنکی تمام فیاضانہ کوششون کے اب اُسکا الحاق ضروری پایا گیا۔ اُنکا کام بالکل خلائق دوستی کا تھا اور ایسے کام مین معزز اور ہوشیار آدمیون کو زیادہ اختلاف کرنے کی مشکل سے گنجائش ملے گی۔ اُنکے گرد ایسے ماتحتون کا ایک گروہ جمع تھا جنمین سے ہر شخص اُنکا دوست تھا اور اُنمین سے اکثر لوگ پنجاب مین اُنھین کے لائے ہوئے تھے اور اُنکے تمام خیالات اور ہمدردیون مین اُنکے شریک تھے۔ اُسکے علاوہ بروقت ضرورت اُنکے بھائی نے اُنکی مدد کی۔ اور یہ بھائی وہ تھا جسکا بازو اسیقدر زورآور تھا جس قدر اُسکا دل کشادہ اور باقاعدہ اور طبیعت کام اور محنت کرنے کی طرف مائل تھی۔ ہنری لارنس بیان کرتے ہین کہ "میرے ماتحتون مین ہر شخص بہت عمدہ تھا۔ اُنمین سے اکثر چیدہ اور منتخب لوگ تھے لیکن مجھکو خاص مدد اپنے بھائی جان سے ملی۔ اگر وہ نہوتے تو بیشک مجھکو اپنی کارروائی مین سخت دقت ہوتی۔ تین مرتبہ جب مین چند دنون کے لیے غیر حاضر ہوا تو میرا کام اُنھون نے انجام دیا۔۔۔ بہت سی باتون کے متعلق وہ میرے بڑے کام آئے اور ہمیشہ مجھکو اُسیطرح کی مدد دی جسطرح بھائی بھائی کی مدد کر سکتا ہے"۔

یہ شکرگزاری کشادہ دلی کو بھی اُسیطرح ظاہر کرتی ہے جسطرح بشاشت کو ظاہر کرتی ہے۔ اور اسواسطے اُسکی جانب خاص توجہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہنری کے بعض زیادہ عمدہ کام کرنے والون اور شاید ہنری سے بڑھکر اپنے ماتحتون کو زیادہ مستعد رکھنے اور اُس مستعدی کے ذریعہ سے عمدہ کام کرنے کے لیے مجبور رکھنے مین

اور کوئی شخص استاد نہوگا) نے شکایت کی ہے کہ جان نے جو پنجاب کے انتظام مین کامیابی حاصل کی تو یہ پہل اُن تخمون کا تھا جنکے بونے مین اُنھون نے بہت کم شرکت کی تھی۔ لیکن یہ راے ہنری لارنس کی البتہ نہین تھی جیسا کہ مندرجہ بالا چٹھی سے ثابت ہے۔

بمقابلہ ان عمدہ کام کرنے والون کے بڑی عقلمندی اور صحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ جان مین بالکل ہنری اور ہنری مین بالکل جان کی تعلیم کا اثر تھا۔ جسطرح لوتھر کے شاگرد لوتھر اور سینٹ پال کے چیلے سینٹ پال سے اُسیطرح ہنری اپنے استاد جان اور جان اپنے استاد ہنری سے بڑھ گئے تھے۔ اگر زمانہ ملازمت کا خیال کیا جائے تو دیکھنا چاہیے کہ اُس دو برس کے زمانہ مین جو عہدنامہ امرتسر (واقع مارچ ۱۸۴۶ء) اور غدر ملتان (واقع اپریل ۱۸۴۸ء) کے درمیان ختم ہوا ہنری تو صرف دس مہینے لاہور مین رہے تھے اور جان نے کم سے کم چودہ مہینے وہان قیام اور ہنری کی قائم مقامی کی۔ اور پھر جو کام اُنھون نے انجام کیا وہ اُن چٹھیون سے جنکو مین نے محول کیا ہے بخوبی ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ بعض بعض چھوٹی باتون کے متعلق حکمت عملی مین دونون بھائیون کی راے جیسا کہ اسطرح کے مختلف المزاج آدمیون مین ہوا کرتا ہے مختلف تھی لیکن وہ ایک دوسرے کے رقیب کسی طرح سے نہین تھے اور نہ ایک کو دوسرے کا حسد تھا۔ دونون مین سے کسی نے اس بات کی کبھی کوشش نہین کی کہ ہم اپنے دوسرے بھائی کو نیچا دکھاوین۔ استعداد قابلیت اور جانفشانی مین دونون بھائی بخوبی ایک دوسرے کے مماثل تھے اور جو شخص ایک کی مذمت کر کے دوسرے کی تعریف کرتا تو دونون کو بُرا معلوم ہوتا۔

بالآخر اس بات کے اندازہ کے لیے کہ ہنری کی اس زمانہ کی خوشی بمقابلہ اُنکے دوسرے اور مشہور تر زمانہ کے کیسی تھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ رزیڈنٹ کی حیثیت مین وہ اپنے ایک ایسے اعلی افسر کی ماتحتی مین کام کرتے تھے جو بہادری اور لوالعزمی اور خلائق دوستی مین اُنھین کا مثل اور اس سبب سے اُنکے دل کا شخص تھا۔ یہ اُنکو اور وہ اُنکو آزادانہ اور دوستانہ طور پر تحریر کیا کرتا تھا چنانچہ میرے پاس دونون کی چٹھیون کا ایک ذخیرہ اس بات کے ثبوت مین موجود ہے۔ جب ہنری لارنس انگلستان سے پلٹ کر آئے تو وہ باتین بالکل اور ہی طرح کی ہوگئین۔ کیونکہ لارڈ ڈلہوزی اور اُنکے مابین اسی طرح کا اختلاف تھا جیسا دو بڑے بھاری شخصون اور پختہ اصولون کے آدمیون کے درمیان ہوا کرتا ہے۔ دونون مین سے ہر شخص اسقدر اپنا اختلاف ظاہر کرتا تھا کہ بڑے سے بڑے متحمل اور کمزور شخص کی خاموشی مین بھی فرق آجاتا۔ ہنری لارنس کا لارڈ ہارڈنگ کے بارے مین جو کچھ خیال تھا اُسکو ہنری نے خود اپنی علاقانہ تحریر مین جو اُنکے انتظام کے حالات مین لکھی گئی ہے اور اُنکے مجموعہ تحریرات مین محفوظ اور منضبط ہے بیان کر دیا ہے اور جو خیال لارڈ ہارڈنگ کا

ہنری لارنس کے بارے میں تھا وہ اس رائے سے جو ہندوستان میں مشہور عام تھی کہ گورنر جنرل ہنری لارنس
کے اختیار میں ہیں صریح البیان ہے اُس زمانے میں بیان کیا جاتا تھا کہ گورنر جنرل نے سرحدات برٹش انڈیا ص ۲۳
کے اُس پار "مین لارنسون" کی ایک حکومت قائم کی ہے اور اُس ملک کے اندر وہ خود لارنسون ہی کے محکوم
ہیں - لارڈ ہارڈنگ اپنے دوست کو اپنے ہمراہ انگلستان لے گئے اور اثناے راہ میں اُنکے لیے سر جان
ہابہاوس پریسیڈنٹ بورڈ آف کنٹرول کو یہ چٹھی لکھی -

میرے پیارے سر جان - میں آپ سے چند باتیں ایک ایسے امر کی نسبت بیان کرنا چاہتا ہوں جس پر سابق
میں بھی آپ نے توجہ کی تھی میں کرنل لارنس کو خطاب کے بی - بی - ملنے کے بارے میں یہ اشارہ کرتا ہوں - اپنی
نسبت کوئی تاکید کرنا مجھکو مقصود نہیں ہے - اور اُنکا استحقاق ایسا زبردست اور واجبی ہے کہ اگر مجھکو کوئی خطاب ملتا
تو میں اپنے اوپر اُنہیں کو سبقت دیتا - اگر انگلستان واپس جانے پر حضور ملکہ معظمہ کی طرف سے اُنکو یہ خطاب مرحمت
ہو سکا تو میری بڑی خوشی ہوگی - آغاز ۱۸۴۶ء میں جنگ کے ختم ہونے کے بعد سے ابتک وہ علی الاتصال جانفشانی
کرتے آتے ہیں جسمیں اُنکو نہایت کامیابی حاصل ہوئی - اُنکی جسمانی قوت اور دماغی اوصاف کا حال اُسوقت بہت
اچھی طرح سے ظاہر ہو گیا جب وہ موسم برسات ۱۸۴۶ء میں سکھ سپاہ کو کشمیر کی گھاٹیوں سے لے گئے تھے یہ وہ فوج
جو غدر کے وقت سے ابتک خود اپنی گورنمنٹ کی بغاوت اور ہماری مخالفت سے باز نہیں آئی تھی - اور نامبردہ نے جیسا
کہ آپ کو معلوم ہے بڑی قابلیت اور کامل کامیابی سے گورنمنٹ پنجاب کا کام انجام کیا - ایک نہایت ہی مستحق افسر کے
بارے میں یہ سعی کرنے کا میرا پچھلا کام ہے جسکو میں بہ نیت صالح انجام کرتا ہوں اور ہندوستان میں جو افسر میں
چھوڑ آیا ہوں اُنمیں میرے دوست کرنل لارنس سے بڑھکر کوئی شخص گورنمنٹ کی عنایت کا زیادہ مستحق نہیں ہے - اور کوئی کام
جو آپ میری خوشی کا کر سکتے ہیں اس سے بڑھکر نہیں ہے کہ میں اس مستحق عزت شخص کو اُس عزت سے سرفراز ہوتے ہوے
مشاہدہ کر لوں -

یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں معلوم ہوتی ہے کہ لارڈ ہارڈنگ کی یہ سعی نہایت توجہ سے سنی گئی اور انگلستان
میں پہونچنے سے ایک مہینے کے اندر ہنری لارنس کو عام تحسین اور آفرین کے ساتھ وہ عزت حاصل ہوگئی جسکا
اُنھوں نے ایسا عمدہ استحقاق پیدا کیا تھا اور جسکی بابت اُنکے شفیق دوست پارنسٹون ابتدا ہی سے جب اُنکی
ملازمت ہندوستان کا زمانہ شروع ہونے والا تھا پیشین گوئی کر چکے تھے اور اُنکی بہن سے کہا تھا کہ "یوں تو
تمھارے سب بھائی اچھا کام کرینگے لیکن ہنری جب تک سر ہنری لارنس نہو جائینگے اُسوقت تک نہ مرینگے"

ص ۲۴۴

باب دہم

سکھون کی دوسری لڑائی سنہ ۱۸۴۸ء

جان لارنس دوسری مرتبہ لاہور مین اپنے بھائی کی قائم مقامی کرتے وقت عرصہ دراز تک جو مقیم رہے اُنکا حال اُنکے پہلے مرتبہ کے قیام شہر مذکور کی نسبت اگر زیادہ اختصار کے ساتھ بیان کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہین ہے۔ کیونکہ جو تصویر اول مرتبہ کے قیام کی مین نے جد و جہد کر کے کھینچی ہے کسیقدر الٹ پھیر کے ساتھ وہی اس مرتبہ بھی کام دے سکتی ہے۔ لال سنگھ اور مہارانی کے خارج البلد کر دینے سے تردد کے بعض اصل اسباب تو رفع ہو گئے تھے لیکن زیادہ مزمن مشکلین مثلاً زرپرستی اور خود غرضی سازشون کا عمل مین آنا اور اُن سرداروں کے خزانون کا خالی ہونا جنکی وساطت سے رزیڈنٹ کارروائی کرنے کا پابند تھا یہ باتین اب بھی اپنی اصلی حالت پر تھین۔ یہ امور بالقوی اُن کوششون کے مانع ہوے جو مذکورہ بالا فتنون کی انگریزی طریقہ سے اصلاح کرنے کے متعلق شاید حد سے زیادہ مستعدی کے ساتھ عمل مین لائی گئی تھین اور جان لارنس کی طبیعت والے آدمی کے لیے کسی ارادی مخالفت کی نسبت اِس غیرارادی مزاحمت کو تحمل کے ساتھ تسلیم کر لینا اور بھی مشکل تھا۔ اِسمین کچھ شک نہین کہ جو کامل اختیارات اُنکو عہدنامہ کی رو سے ملے تھے اُنکے سبب سے اُنکے استفادہ کا میدان بہ نسبت اُسکے جو پیشتر اُنکے واسطے کھلا تھا اور زیادہ وسیع ہو گیا اور اپنے بھائی کے ماتحتون کی مدد سے جنھون نے سرسری بندوبست کی تکمیل اور ستی و دخترکشی اور بردہ فروشی ان تین بڑی اخلاقی برائیون کے استیصال کی غرض سے تمام ملک کا دورہ کیا تھا اُن اختیارات سے پورا فائدہ حاصل کیا۔ جسوقت ہم اُن انقلابات کو جو رنجیت سنگھ کے مرنے کے بعد واقع ہوے یاد کرتے ہین تو اس بات پر کمال حیرت ہوتی ہے کہ یہ کم عمر انگلش اشخاص اپنی خداترسی کے کامون پر محض یکہ و تنہا کس اطمینان سے ہر چہار طرف گھومتے پھرتے

لیکن باوصف ان تقویتون کے دوسری مرتبہ کے قیام لاہور کے متعلق کچھ اور باتین تھین جو جان لارنس

ص ۲۴۵

کو قیام سابق کی باتون سے بھی زیادہ ناگوار معلوم ہوین۔ اُنسے کہا گیا تھا کہ وہ اس عہدہ پر براہ راست اپنے بھائی کے قائم مقام نہین کیے جاتے ہین جو خود ہنری لارنس کی خواہش تھی بلکہ وہ فریڈرک کری صاحب کے قائم مقام کیے جاتے ہین جو آیندہ کسیوقت غیر مقررہ پر اچانک اُس عہدہ کا اختیار اُنکے ہاتھون سے لینگے۔ کری صاحب کو کونسل کلکتہ کی ممبری مل ہی چکی تھی۔ اُنکو پنجاب کے حالات کم معلوم تھے اور لارنس اُنسے خوب آگاہ تھے علاوہ برین خود وہ سردار جن پر اوائل مین جان لارنس کے سیدھے سادے اقوال اور بے تکلفی کسیقدر گران گذرتی تھی اب اُنکی حاضر جوابی بیباکانہ گفتگو اور اُس محبتی دل کی قدر کرنے لگے تھے جو اُنمین سے بعضون کو اپنے ساتھ لیتا اور بعضون کو علیحدہ کر دیتا تھا۔ اپنے بھائی کو وہ لکھتے ہین کہ دو ارکان دربار میرے جانے سے ملول ہین تو بھی

[illegible]

تیج سنگھ نے مجھسے ایک سال کی رخصت مانگی - دینا ناتھ تک اس تبادلہ کو پسند نہین کرتا - حالانکہ مجھکو یقین معلوم ہے کہ مین اُسکے نزدیک عزیز نہین رہ سکتا ہون - کل اُسنے بسبیل تذکرہ مجھسے کہا کہ کام ہرگز نہ چلیگا - اُسنے یہی الفاظ استعمال کیے کہ آپ سے ہم بات چیت اصرار رد و بدل سب کچھ کر سکتے ہین آپ ہماری سنگت کے آدمی ہین لیکن کری صاحب سے ہماری کچھ نہ چل سکیگی ۔۔ اسیطرح یہ کہ لارڈ ہارڈنگ کے اس انتظام کو خود کری صاحب نے بھی ناپسند اور اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ مین لارنسون کو صرف تنگ کرنے جاتا ہون - تھوڑا بہت رنج طرفین کو ہوا - لیکن اس قسم کی کدورت اگر جان کے سینہ مین اسوقت بھی ذرا ظہور باقی رہگئی تھی وہ آخر مین کری صاحب کے آنے پر اُنکی باہمی ملاقات کے تپاک اور اُس چٹھی سے جو انگلستان کو روانہ ہونیکے چندہی روز پیشتر لارڈ ہارڈنگ نے انکو لکھی تھی ضرور رفع ہوگئی ہوگی - وہ چٹھی یہ ہے -

مقام سٹینڈ ہرز مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۴۸ع

میرے پیارے لارنس - ہمارا جہاز گھنٹہ بھر مین روانہ ہوگا اور یہ اپنی پچھلی چٹھی ہے ساحل بنگالہ سے صرف اُس شکر گزاری کے اظہار کے لیے لکھ رہا ہون جو مجھکو اس امر کے لیے ادا کرنا چاہیے کہ آپ اور آپکے بھائی ہنری اور جارج لارنس نے میری اُن امیدون سے جو مین نے ابتدا مین آپ لوگون کی قابلیت و حوصلہ بیدار کے بارے مین قائم کی تھین اسقدر بڑھکر کام کیا - مین نے آپکی پیش بہا خدمتون سے اپنا عہدہ چھوڑنیکے قبل اعتراف کیا ہے اور مین نے سفارش کی ہے کہ آپ یا تو کشمیر مین اسی سال یا دو مین دوسرے سال یا کری صاحب کے کلکتہ واپس آنیکی حالت مین قبل اسکے کہ آپکے بھائی تندرست ہوکر گورنمنٹ پنجاب کا پھر کام کرنیکے لائق ہون لاہور مین مقرر کیے جائین - مین نے یہ جو باتین آپکو لکھی ہین یقین ہے کہ اُنسے آپکے بھائی نے آپکو اطلاع دی ہوگی کیونکہ لاہور کے انتظامات کے متعلق (اور وہ ظاہر آپکے مقاصد کے خلاف ہین) جو فیصلے ہوے ہین وہ ظاہری مقاصد کی تکمیل کے سوا اور امور کی تکمیل کے لیے کئے گئے ہین - . . . . - پارسال کے جاڑون مین بمقام لاہور آپکے بھائی جیسے تھے اُس سے اب یقیناً کہین اچھے ہین - اگر کونسل مین کوئی فوجی جگہ خالی ہوئی ص ۲۴۱
تو مین یہی نہین خیال کرتا ہون کہ انکو لیٹلر صاحب کی جگہ مقرر ہونا چاہیے بلکہ فی الواقع وہ اُنکی جگہ مقرر ہونگے اور لندن مین ہوتے اُنکی یہ سب جائز امیدین جنکی اُنہین بخوبی قابلیت ہے پوری ہو جائینگی - اُنکے عروج کے لیے صرف اُنکی صحت درکار ہے اور میرے نزدیک اُنکی تندرستی مین کوئی بڑا خلل نہین واقع ہوا ہے جو لاعلاج ہو -

رقیمہ محبت ہارڈنگ

مگر یہ حالات مین قبل از وقت بیان کر رہا ہون - ماقبل موسم برسات مین جان لارنس کے لاہور مین پہونچتے ہی سکھ سردارون کی کونسل معہ اپنے صدر انجمن دیوان دینا ناتھ کے اُنکی خدمت مین حاضر ہوئی اور یہ تمہید اُٹھا کر کہ لارڈ ہارڈنگ مہاراجہ اور عام ریاست کے اصل سرپرست ہین اولاد کی طرح بھروسہ کرکے یہ استدعا کی کہ قیام فوج انگریزی کے مصارف ادا کرنے کا ریاست کی طرف سے جو وعدہ کیا گیا تھا تو اب وہ روپیہ یکقلم معاف کر دیا جاے - اور یہ عرض کی کہ ہمارے پاس روپیہ مطلق نہین ہے اور ہم کسیطرح یہ روپیہ ادا نہین کر سکتے

جَانْ نے بیساختہ یہی جواب دیاکہ یہ ہونے کا نہین - اگر ریاست کی آمدنی سلامت روی اور انصاف کے ساتھ صرف کیجاسے تو ریاست کے تمام اخراجات بخوبی اُس سے نکل سکتے ہین - اور اپنی عادت کے مطابق اس معاملہ کی اصل کیفیت سے بخوبی آگاہی حاصل کرکے اُنھون نے اپنے بھائی کو یہ تجویز لکھ بھیجی کہ معاملات مال کی درستی کے لیے یہ ضرور ہے کہ کاردار یعنی تحصیلدار لوگ اس بات پر مجبور کیے جائین کہ وہ اوقات معینہ پر اپنے حسابات رزیڈنٹ کے روبرو پیش کیا کرین اور رزیڈنٹ کے دستخط بغیر کوئی رقم خرچ نہونے پائے - اور یہ بات سب سے زیادہ وقیع تھی - چنانچہ اصل تحریر یہ ہے -

ہمکو معلوم ہے کہ حتی الامکان آپ کونسل کے توسط سے کام ہونے کی زیادہ خواہش رکھتے ہین اور اسمین شک نہین کہ جہانتک عملدرآمد ہو سکے یہ اصول بہت درست ہے - لیکن ابتک جسقدر مداخلت فروعی باتون مین ہم کرتے آئے ہین میرے نزدیک اُنسے زیادہ باتون مین دست اندازی کرنے کی ضرورت ہوگی - مین خیال کرتا ہون کہ مجھکو اپنا راستہ صاف معلوم ہوتا ہے اور مین دیکھتا ہون کہ فلان امر کیسے ہو سکیگا - ممکن ہے کہ آپ کے خیالات یہ نہون اور مین بہرحال ایک سافر چڑیا ہون - پس کیہہ زیادہ اور کیہہ کم دست اندازی کرون - کیہہ سب باتون کو اسیطرح رہنے دون اور کیہہ تمام دربار کو زیر وزبر کردون - مین سرکاری خواہ کے طور پر گورنمنٹ کو اس بارے مین کچھ نہ لکھونگا - جو کچھ آپ مناسب سمجھین سو کرین شیخ امام الدین کا روپیہ آج جالندھر مین پہونچا خزانہ مین بس اسیقدر روپیہ ہے -

گو یہ تجویز تمام پہلوؤن سے مدلل تھی مگر اُسکی وجہ سے جیساکہ امید تھی جَانْ لَارِنْسْ کی اُنکے بھائی کی طرف سے سخت چشم نمائی ہوئی کیونکہ ہنری لَارِنْسْ مدبرون کی نگاہ سے واصلباقی کا جانچنا کبھی منظور نہین کرتے تھے اور جَانْ نے جواب مین لکھاکہ الحاق کے روکنے کا بس یہی ایک آخری موقع تھا جس سے ہر شخص پناہ مانگ رہا تھا رزیڈنسی کے ایک ماتحت لیون بورنگ صاحب نے جو بعد کو میسور کے ایک نامی گرامی چیف کمشنر ہوے اپنے چیف کے کچھ دلچسپ حالات اس زمانہ کے متعلق جو اپنی یادداشتون مین لکھے تھے وہ مجھکو بھی ملگئے اور ذیل مین درج کیے جاتے ہین - صاحب موصوف لکھتے ہین کہ -

سیکریٹری زیڈنسی تھے

اُن ابتدائی ایام مین جَانْ لَارِنْسْ تقریر کے بڑے چست تھے اور جہانتک مجھکو یاد ہے وہ زمانہ حلم کی نسبت انکی سختی کا زیادہ اظہار کرتا تھا - وہ نیم متبسم ہوکر پنجاب کے سردارون کو بڑی بڑی باتین کہ جاتے تھے جنکو سنکر وہ جھجک اُٹھتے تھے حالانکہ یہ کسیقدر ہنسی کی راہ سے ایسا کرتے تھے - وہ اُس زمانہ مین واقعی سخت زبان تھے اور سردار لوگ اُنسے بہت ڈرتے تھے - لیکن باوصف سخت کلامی کے ہم ماتحت لوگ اُنکو اسقدر عزیز سمجھتے تھے کہ جسوقت ہم لوگون نے سُنا کہ سر ہنری کی جگہ اُنکے بھائی کے بدلے جن پر ہمکو بے انتہا بھروسہ تھا سر فریڈرک کری آئینگے تو ہم لوگون مین ایک کھلبلی مچگئی - ہنری کی غیرحاضری کے زمانے مین اُنکے دقت طلب کامون مین عارضی طور پر جَانْ نے اُنکی اعانت کی

اور وہان کی بدانتظامی کے بعد انتظام قائم کرنے مین بڑی تکلیف اُٹھائی - فروعی باتون مین وہ اپنے بھائی کی نسبت کہین زیادہ قابلیت رکھتے تھے گو وہ سردارون کی طرف کم لحاظ کرتے تھے - اُنھون نے ایک ایسی حالت مین مالگزاری کا بندوبست قائم کیا جب اُسکی حالت بالکل ابتر تھی - جوڈیشیل صیغہ کے متعلق بہت سی اصلاحین کین اور ایک قاعدہ جو ہمارے یہان کے ٹرمنی پوشنج کے مشابہ ہے جاری کیا جس سے بڑا فائدہ ہوا - اخراجات کم کرنے کی کوشش مین اُنھون نے اس بات کی سخت تاکید کی کہ خرچ کی کوئی رقم بغیر میرے دستخط کے برآمد ہونے پائے - اس تجویز کے متعلق دربار نے بہت کچھ عذر و معذرت کی اور شائد اُس کے عذرات بالکل بیجا بھی نہین تھے کیونکہ دستخط کرنے کا یہ اختیار اصل مین تمام محکمہ کی صدارت تھی -

جب راے بھاج سنگھ وکیل دربار ہر روز صبح کے وقت آنیسے کاغذ دستخط کرانے لاتے تھے تو وہ کہا کرتے تھے کہ "وِل بھاج سنگھ آج کیا نیا دغا ہے" اور دربار مین سردارون سے وہ مطلق الغنا فی کے ساتھ گفتگو کرتے تھے تکلف کے فقرے نہین استعمال کرتے تھے - چنانچہ نورالدین کو جو کونسل کا ایک رکن تھا یہ بات بہت بُری معلوم ہوتی تھی - دربار کے لوگ گو اُنکی بڑی تعظیم کرتے تھے لیکن اُنکے بھائی کے برابر اُنکی محبت نہین کرتے تھے - اُنکی عادت مین تصنع مطلق نہین تھا اور اپنے کمرہ مین آستین چڑھاکر اور چرٹ منھ مین دباکر بیٹھتے تھے اور ہندوستانی محرر کو احکام لکھواتے جاتے تھے - وہ زمین پر بیٹھتا تھا اور کاغذات پڑھ پڑھکر سناتا جاتا تھا اور اُنکی بی بی اُنکے پاس بیٹھکر اپنے سینے پرونے کا کام کرتی تھین - اُنکے سادے اور بے تکلف طریقہ کو ہم سب لوگ پسند کرتے تھے گو اُنکی بیباکانہ گفتگو سے بعض اوقات تکلف والے آدمیون کو برا لگتا تھا - ہم سب لوگ جانتے تھے کہ وہ ایک بڑے رعب داب کے آدمی ہین - اُس زمانہ مین بھی وہ فرمانروائی کی باتون سے بہت اچھی طرح واقف تھے کیونکہ مجھکو یاد ہے کہ جس زمانے مین آیرلینڈ مین بڑا فساد برپا تھا تو اُنھون نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ اگر آیرلینڈ کا انتظام مجھکو ملے تو مین ابھی اُسکا بیڑا اُٹھاتا ہون - اُنھون نے اس امر کو کچھ شیخی کی راہ سے نہین بیان کیا تھا بلکہ اپنی ہمیشہ کی عادت کے مطابق صرف اپنی راستبازی کی وجہ سے اُنھون نے ایسا کہا تھا -

لاہور مین جان لارنس کی سرکاری خدمتون کی دقت اور پریشانی کسی زائد خانگی راحت سے بھی کم نہین ہوئی - نہ اس زمانہ مین اور نہ اور کسی زمانہ مین برادران لارنس نے سامان عیش و نشاط یا تزک و احتشام کی جانب توجہ کی - ایوان ریزیڈنسی مین اسباب آسائش سے معدودے چند چیزین تھین اور جو چیزین علی العموم ضروریات زندگی سے تصور کیجاتی ہین وہ بھی افراط سے نہ تھین - بناؤ سنگار کی جانب سے ہنری کو جان لارنس ہی کیطرح کچھ عدم توجہی نہ تھی - بلکہ اُنکو اپنے گرد و پیش کی چیزون کی اُن سے بھی زیادہ لاپروائی تھی - جس کمرہ مین وہ اور اُنکی میم صاحبہ بیٹھکر کام کرتی تھین اُسمین صرف ایک ہی بتی جلتی تھی اور اُسکے جلنے یا خاموش ہو جانے کی بھی کچھ خبر نہ تھی اور یہ بتی بھی کسی شمعدان مین نہین جلتی تھی بلکہ جیساکہ ایک شاہد عینی نے مجھسے بیان

گیا ہے۔ بیئر شراب کی ایک خالی بوتل کے منہ پر لگی رہتی تھی۔ اور ایک مرتبہ جب کسی دوسرے کام کے لیے ایک اور شمع کی ضرورت ہوئی تو ہنری نے کمال سادہ پن سے کہا کہ پہلے کوئی شخص بیئر کی ایک اور بوتل پی لے تو دوسری شمع تیار ہو۔ "وہ ترک مشرقی" کی یہ ایک عجیب شرح ہوتی لیکن سب سے پہلے شاید پنجاب میں فرقہ کا وہی سب سے بڑا شاعر اسکا قدردان تھا۔ چونکہ ہنری لارنس نہایت ہی مہمان نواز شخص تھے اس باعث سے وہ اکثر اتنے آدمیوں کو دعوت میں طلب کیا کرتے تھے جنکے بیٹھنے کی بھی اُنکے گھر میں جگہ نہیں ملتی تھی۔ اور پھر اُنکے کھانے کے لیے کسی چیز کا منگوانا بھی بعض اوقات بھول جاتے تھے۔ اور کبھی کبھی کوئی عاقبت اندیش دوست جو اپنے چیف کے معاملات کی خبرگیری رکھتا پوشیدہ طور سے دریافت کر لیتا کہ آیا کھانے کے لیے آپ نے کھلا بھیجا ہے اور نہیں تو جو چیز کم پڑتی اُسکو اپنی میز سے لیکر بھیجدیتا۔

فصل ۲۴

جب جان لارنس اپنے بھائی کی جگہ پر ریذیڈنسی میں آئے تو اُنھوں نے بہت کچھ عاقبت اندیشی کی لیکن اُسپر بھی ایسی کوئی شے مہیا نہیں ہوئی جسکو عیش و آرام کی شے سے منسوب کیا جا سکتا ہو۔ اُنکے عیال و اطفال بیشک اُنکے ہمراہ تھے اس نعمت سے ۱۸۴۹ع میں نو مہینے اور ۱۸۵۰ع میں پانچ مہینے وہ محروم رہے تھے۔ لیکن یہ مکان جو برادران لارنس کی ایسی بڑھی ہوئی مہمان نوازیوں اور سادی حاجتوں کے لیے کفایت کرتا تھا اور جسمیں بزرگانہ طور پر اکثر لوگوں اور ماتحتوں کے ایک بڑے گروہ کی پرورش ہوتی تھی کرہی صاحب کے آنے پر اُنکے واسطے کفایت نہ کر سکا جو جان لارنس کی جگہ مقرر ہوئے تھے۔ اسطور پر ملک اور کام کی دقتوں میں مکان کی دقتوں کا اور اضافہ ہوا اور جان لارنس کی چٹھیوں سے انتخاب کر کے خانگی انتظامات کے متعلق جو دو ایک فروعی باتیں میں اس مقام پر درج کرتا ہوں شاید دوسری اور زیادہ ہوشیار نسلوں کے لیے خالی از منفعت نہونگی۔ جان لارنس انکی میم صاحبہ تین لڑکے اور ایک انگریز ملازم ان سب کے درمیان دو کمرے بٹے ہوئے تھے جو ۱۸ فیٹ کے لیے اور ۱۲ فیٹ کے چوڑے تھے ہنری لارنس اور رابرٹ نیپیر (جو اب لارڈ نیپیر آف مگڈالا ہیں) یہ تیسرے کمرے میں رہتے تھے اور ماتحت لوگ خوش قسمت تھے کہ جسطرح آدھے مکان میں اُنکے افسر جان لارنس رہتے تھے اسیطرح آدھا مکان اُنکے حصہ میں تھا۔ الغرض جس گھر میں ہندوستان کے بعض بڑے بڑے منتظموں نے تعلیم پائی تھی اُنکے طرز معاشرت کی یہ کیفیت تھی۔ یہ فروعی باتیں جنھیں معلوم ہونگی لیکن وہ ایک خاص وقعت اور فائدہ رکھتی ہیں کیونکہ وہ مقام یہی تھا جہاں سے (ہنری اور جان لارنس ان دونوں بھائیوں کی استادانہ تعلیم کی بدولت) ایک پورے گروہ نے سادگی اور قناعت کام میں مصروف رہنے اور جو اتنک ہندوستان کی اصلی قوت کہی جا سکتی ہے دیسیوں کے ساتھ غمخواری کرنے کا سبق سیکھا اور اُسکو پھر کبھی نہیں بھلایا۔ اسی طرح کے اسباب اور اسیطرح کے اثر سے ہماری عمارت سلطنت

ہندوستان کے عمدہ ترین حصے تیار ہوسے - یہ وہ سلطنت ہے جو اپنی عظمت مین سلطنت روما الکبری کے برابر ہوگی اور فی الجملہ اسکی حکومت اسی خالص نیت سے کی گئی کہ اسکے باشندون کو نفع پہونچے یہ بات رومیون کو کبھی خواب مین بھی نہ میسر ہوئی ہوگی " قدیم زمانہ کے سپاہی لوگون نے بھی اسی طرح کی زندگی اختیار کی تھی - ریمس اور اسکے بھائی رومیولس نے بھی ایسا ہی کیا تھا - اور سلطنت روم کو جو شرف حاصل ہوا وہ سب اسی بات کے طفیل سے تھا "

جان لارنس نے اس مرتبہ لاہور مین ایک ایسی دوستی پیدا کی تھی جسمین پھر کبھی خلل نہین ہوا اور اسکا بیان اس مقام پر درج کرنیکے قابل ہے ہماری مقبوضۂ پنجاب کی خاص حالتون کے سبب لاہور ہندوستان بھر مین سب سے زیادہ ضروری چھاونی تھا - سر جان لٹلر جو ایک نہایت عمدہ جنرل تھے وہ اس قسمت کے کمانیر تھے اور جسوقت کالن کیمبل صاحب (یہ وہ مشہور سپاہی ہین جنھون نے بازگشت مقام لکھنؤ کے وقت بڑا بھاری کام کیا تھا چلیانوالہ مین جنگ کی تھی اور ناامیدی کی حالت مین مقام سیمین ریاستین زخمی ہوسے تھے) چین کی فوجی کارروائیون سے کنارہ کشی کرکے اپنی نامی رجمنٹ نمبر ۹۸ کی سرکردگی سے واپس آتے تھے تو لارڈ ہارڈنگ نے خطرہ کے مقام پر متعین کرنے کے لیے انکو بھی ٹھہرالیا اور لاہور مین ایک بریگیڈ کی کمان دی - یہان پہلے تو پہچان ہوئی اور بعد اسکے جان لارنس سے وہ بڑے دوست ہوگئے - اپنے روزنامچہ مین وہ لکھتے ہین کہ " مجھکو اس بات کے معلوم ہونے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ جان لارنس اپنے بھائی کی غیر حاضری کے زمانہ مین انکے قائم مقام مقرر ہونگے " شکار مین وہ اکثر جان لارنس کے ساتھ جاتے تھے اس کام مین مشق دیرینہ کے سبب سے سویلین افسر فوجی افسر سے زیادہ ماہر تھا - جان لارنس حکمی نشانہ لگاتے تھے - مین نے انکے دوستون کی زبانی سُنا ہے کہ وہ بگھی پر بیٹھے بیٹھے چلتی گاڑی سے پستول لیکر لومڑی کا شکار کرلیتے تھے اور ادھر کالن کیمبل صاحب افسوس کے ساتھ اس امر سے اعتراف کرتے ہین کہ " مجھکو ہاتھی کی پشت سے بھی کبھی ایک پرند نہین ملا " جسوقت یہ بندوبست کیا گیا کہ جان لارنس اپنا عہدہ کری صاحب کو خالی کردین تو لاہور کے تمام افسرون مین کسیکو اسقدر صدمہ نہین ہوا جسقدر کالن کیمبل کو ہوا - چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ " مجھے کمال افسوس ہے کہ جان لارنس یہان سے جاتے ہین وہ ایک نفیس (کیمبل صاحب کی سوانح عمری دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جسوقت کسی کی بے انتہا تعریف کرتے تھے تو اس لفظ کو استعمال کرتے تھے -) یار باش اور ایماندار ہی آدمی نہین تھے بلکہ پولیٹکل معاملات مین وہ ایسے مستند شخص تھے کہ اگر میرے ایام قیام پنجاب مین کوئی فتور برپا ہوتا تو انسے بڑھکر کوئی شخص نہین تھا جس سے مین صلاح لیتا "[1]

[1] سوانح عمری لارڈ کلائیڈ مولفہ جنرل شیڈول جلد اول صفحات ۱۴۰ و ۱۵۹ -

لارڈ ڈلہوسی جدید گورنر جنرل جب ۱۲ جنوری ۱۸۴۸ء کو داخل ہندوستان ہوے تو معمولی اعزاز کے ساتھ گورنمنٹ ہوس مین انکا استقبال ہوا اور دوسرے ہفتہ مین لارڈ ہارڈنگ مع ہنری لارنس بسواری جہاز روانہ انگلستان ہوتے اور اپنے جانشین کی دلجمعی کر گئے کہ جہانتک مین دیکھ سکتا ہون "آیندہ سات برس تک ہندوستان مین ایک ضرب توپ کے چلانے کی ضرورت نہوگی"۔ لیکن کری صاحب ابتک لاہور مین نہین پہونچے اور جان لارنس بشاشت سے کام کرتے جاتے تھے حالانکہ وہ اپنے اس مقام کے عہدے سے بالکل مطمئن نہ تھے۔ بتاریخ ۱۲ نومبر انھون نے اپنے موسومہ جانشین کو لکھا "مجھے امید ہے کہ جہانتک جلد آسانی کے ساتھ آپ سے ممکن ہوگا یہان پہونچ جاینگے۔ میری کیفیت تو یہ ہے کہ پنجاب سے جسقدر جلد مین باہر نکلون اسیقدر بہتر ہے لیکن آیندہ فروری کے مہینے مین وہ پھر پنجاب سے نہ نکلنے پائے اور آخر کو جب انھون نے سُنا کہ کری صاحب درحقیقت روانہ ہوچکے ہین تو انھون نے اپنی معمولی بیغرضی کے ساتھ اپنے بھائی ہنری کو لکھا کہ بہتر ہوگا کہ آپ اب مناسب وقت پر لاہور مین آئین۔ یہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ آپ بغیر تندرستی حاصل کیے انگلستان سے چلے آئین۔ چنانچہ وہ بھائی کو لکھتے ہین کہ۔

اگر ضرورت ہوگی تو قبل اسکے کہ آپ آئین مین یہان پھر چلا آؤنگا جیسا کہ پیشتر بھی مین آپ کو تحریر کرچکا ہون۔ لیکن بہتر ہوتا کہ کری صاحب برابر قیام کرتے۔ اس گھڑی گھڑی کے تبادلہ مین بڑی خرابی پڑتی ہے۔ کسی شخص کو اپنی تدبیرین پوری کرنیکا وقت نہین ملتا اور اسواسطے وہ کوئی زیادہ عمدہ کام نہین کرسکتا۔۔۔۔۔ اگر میری یا آپکی نیکنامی کا تعلق ہوتا تو بھی خراب بات تھی لیکن اب اس سے بھی بدتر ہے میرے یا آپ کے ہونے کی حالت مین تو خرابی ہی تھی مگر اب اور بھی زیادہ خرابی ہوگی کیونکہ چولے پر کا تو ابنا کوئی شخص پسند نہین کرتا۔ گورنمنٹ کے پاس سے ابھی ابھی میرے یہان اس مضمون کی ایک تحریر آئی ہے کہ جب تک کری صاحب آنہ لینگے اسوقت تک کچھ نہوگا اس صورت مین چھ ہفتے اور ضائع ہونگے۔ دو مہینے کے عرصے مین ملتان بھر کی تشخیص کر ڈالتا۔ وسط مارچ مین جو لوگ وہان بھیجے جاینگے وہ ادھر اُدھر گھومنے مین علیل ہوجانے کے سوا اور کچھ نہ کرسکینگے اور دو چند وقت مین بھی کام اُنکے کرنے سے تمام نہوگا۔

پنجاب مین جو آتش فساد عنقریب مشتعل اور اُسکے سبب سے الحاق ہونے والا تھا اُسکے متعلقہ حالات کے اعتبار سے لازم تھا کہ جان لارنس کے مندرجہ بالا اقوال پر فی الفور لحاظ کیا جاتا۔ اگر جان لارنس کو اپنے طور پر اس معاملہ مین کارروائی کرنے کا اختیار دیا جاتا تو وہ آرتھر کاکس کو جنوری کے مہینے مین بجانب ملتان روانہ کردیتے اور سکھون کی دوسری لڑائی جسمین محض بیجا غلطیان سرزد ہوئین اور بے سود فتحمندیان حاصل ہوئین ہرگز ہونے پاتین جس رزیڈنٹ کا عرصہ دراز سے انتظار ہو رہا تھا وہ ۶ مارچ کو پہونچا اور باوصف سابق کی تکرار رنجیون کے دونون مین خوب یکجائی رہی۔ دونون مین تمام ضروری معاملات پر بحث ہوئی اور آخر کو بالکلیہ اتفاق راے رہا۔ نئی عمارتین

تیار ہو چکی تھین اور دو شخصون کے سواسب ماتحت مہاینہ کو بھیجدیے گئے - رزیڈنسی مین ماتحت لوگ جو ابتک اپنے گھر کی طرح اور ہنری اور جان لارنس انکے بزرگون کی طرح رہتے آتے تھے اب وہ زمانہ ہمیشہ کے لیے گیا گذرا ہوا چنانچہ جان لارنس اپنے بھائی کو لکھتے ہین کہ "میرے اور آپ کے زمانہ مین جس مقام پر نہ تخلیہ اور نہ آسایش تھی اب وہان غالبًا دونون باتون کی افراط ہوگی" ۲ اپریل ۱۸۴۸ع سینٹ پیٹرکس ڈے "کو جان لارنس کے ایک دوسرا فرزند ہنری (جیساکہ اسکا باپ شاید اپنے خاندانی نسب اور ایام طفولیت کی خانہ بدوشیون کو جو ابتک اسکو خوب یاد ہونگی خیال کرکے بڑی خوشی سے لکھتا ہے) پیدا ہوا اور ۳ اپریل کو کل خاندان لارنس معہ بچہ کے جو اس زمانہ مین صرف پندرہ روز کا تھا جالندھر کو روانہ ہوا اور اپنے اس روانگی سے نہایت خوش تھا - جان لارنس بسبیل تعجیل اپنے صوبہ کا دورہ کرکے معہ الخیر دھرم سالہ کے خوش سواد پہاڑ پر جہان انھون نے ایک مکان خرید کیا تھا پہونچے - یہان آکر جان لارنس سمجھے کہ اب اس سرد آب وہوا مین چند ہفتے بفراغت رہنا ملےگا صرف ایک مرتبہ ضرورت کے وقت مقدمات پیش کرنے کے لیے میدانی ملک مین جانا پڑےگا - اور اس خیال سے انکو ایسی مسرت حاصل ہوئی کہ وہ اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ دیکھیے یہ امید پوری ہوتی ہے یا نہین - چنانچہ وہ امید پوری نہونے پائی - کیونکہ چند روز بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ یہ خبر آئی کہ وانس انگنیو اور اینڈرسن صاحب یہ دونو افسر جو ملتان کو بھیجے گئے تھے فریب سے مارڈالے گئے - اور اب گورنمنٹ اس بات مین جسکو جان لارنس نے پہلے ہی سے دریافت کرکے اسکے دور کرنے کی کوشش کی تھی پس وپیش کرنے لگی کہ آیا ہم فورًا فوجی کاروائیان شروع کردین جن سے وسط موسم گرما مین ہندوستان کے گرم ترین مقام کو جانا پڑتا تھا یا آیندہ موسم سرما تک کاروائیان معطل رکھنے کی حالت مین اس بات کا اور بھی زیادہ خطرہ اُٹھائین کہ دشمن لوگ ہمکو سمجھین کہ وہ لڑائی مین ہچکتے ہین اور اس بات کا موقع دین کہ پہلے تو ملتان مین ہرطرح کی بغاوت پھیلجاے اسکے بعد تمام ملک پنجاب مین اُسکے شعلے پہونچ جائین

اب دیکھنا چاہیے کہ کن حالتون کی وجہ سے ہم اس افسوسناک پس وپیش کی حالت مین پھنسے تھے —

مولراج دیوان ملتان مشہور ومعروف ساون مل کا بیٹا اور جانشین تھا جسکو رنجیت سنگھ نے اس مستحکم قلعہ کی خبرگیری کا کام سپرد کیا تھا جو آخر مین اُسکے ہاتھ سے فتح ہوا - ملتان کے قلعجات اسکندر اعظم کے زمانہ سے مشہور ومعروف ہین اور یہ ممکن نہین معلوم ہوتا تھا کہ جو سردار اسپر قبضہ رکھتا تھا وہ اور کسی شخص پر بھروسہ کرتا - مشرقی فرمانرواؤن کے اعتبار سے ساون مل ایک اچھا فرمانروا تھا - اور بیس سال تک فرمانروائی کرنے کے بعد جسمین اُسنے بیشمار دولت جمع کرلی تھی اپنے بیٹے مولراج کو اپنی دولت اور سلطنت کا وارث چھوڑکر ۱۸۴۴ع مین فوت کیا - سکھون مین چاہے جو عمدہ صفتین پائی جاتی ہون لیکن وہ شدت سے زرپرست ہین انکو جزیرہ نماے ہندوستان کے یہودی اور ارمنی کہنا رواہے چنانچہ لال سنگھ نے بحیثیت قائم مقام مہاراجہ مولراج سے ایک

کرور روپیہ بطور نذرانہ طلب کیا۔ اس امر مین طرفین سے جو کد ہوئی وہ صرف روپیہ کے لیے ہوئی اختیار کے لیے نہین ہوتی اور مولراج نے پہلے ہی سے اس خرابی کے مقابلہ کا بندوبست کر رکھا تھا۔ لیکن آخر کو جان لارنس نے ترغیب دیکر اور اسکی حفاظت کا وعدہ کر کے لاہور مین طلب کیا۔ اور یہان سخت مگر دوستانہ قول اقرار کے بعد زر نذرانہ ادا کرنے کا فیصلہ کر دیا گیا۔ لیکن جب مولراج نے ایک مرتبہ بیزاری کی حالت مین استعفا دینے کی خواہش ظاہر کی تو اسکا استعفا قبول کر لیا گیا۔ ایک دوسرا سردار اسکی جگہ مقرر کیا گیا اور دو انگریزی افسرون کو حکم دیا گیا کہ وہ سردار مذکور کے ساتھ ملتان کو جائین اور جسطرح پنجاب کے اور حصون مین کارروائی ہوتی ہے اسی طرح وہان بھی کرین۔ آرتھر کاکس صاحب جنکو جان لارنس نے "ایک عمدہ دلیر نیک مزاج شخص" بیان کیا ہے اور جو سکھون سے بہت اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے انکو دونون بھائیون نے اس نازک کام کے لیے منتخب کیا۔ لیکن چونکہ صدر مقام سے ایک حکم اس مضمون کا آگیا تھا کہ جب تک نئے رزیڈنٹ صاحب نہ آلین اسوقت تک کوئی کارروائی نہ کیجاے اسیلیے تین مہینے کی اور تاخیر ہو گئی۔ اور بغاوت ملتان کی ترقی کے لیے اور وقت ملگیا۔ جب کری صاحب آئے تو انھون نے وانس اگنیو (یہ ایک سویلین تھے) اور لفٹنٹ اینڈرسن (یہ ہڈسن صاحب کے نسبتی بھائی تھے) کو اس خطرناک کام کے لیے منتخب کیا۔ اور سکھون اور گورکھاؤن کی پانچ سو مخلوط فوج کے ذریعہ سے نئے دیوان کو مولراج سے گورنمنٹ لینے کے لیے روانہ کیا۔ بدقسمتی سے یہ لوگ اپنے محافظ فوج کے ہمراہ نہین گئے۔ وہ دریا کے راستہ سے گئے اور فوج محافظ خشکی کی راہ سے گئی۔ چنانچہ اس طور پر سفر کے ختم ہونے کے بعد انکے اصل محافظون نے انکو معلوم بھی نہین کیا کہ کون ہین۔

اسکے بعد جو کچھ ظہور مین آیا وہ بخوبی تمام مشہور ہے۔ اور اسکو ایسے ایسے اہل قلم لکھ چکے ہین کہ اب اسکے بیان کی حاجت نہین ہے۔ وانس اگنیو اور اینڈرسن صاحب جب مولراج کی طرف والے پھاٹک کی راہ سے گھوڑون پر سوار جاتے تھے تو انپر حملہ ہوا اور انکی سپاہ کا جو حصہ اب تک وفادار رہگیا تھا اسنے بارہ گھنٹہ تک بہادری سے مقابلہ کیا تا آنکہ دونون صاحب نہایت ظلم سے مارے گئے اور انکی لاش کے ساتھ طرح طرح کی بیحرمتی کی گئی ابتدا مین جو حملہ (اور یہ حملہ اسی کے مشابہ تھا جو فی الحال ہماری سفارت کابل پر ہوا ہے) کیا گیا تھا اسکا حملہ آورون نے پیشتر سے کوئی قصد نہین کر رکھا تھا۔ اور حکام نے تو اور بھی اسکا ارادہ نہین کیا تھا۔ لیکن ایشیائی شہرون مین یوروپ کے شہرون سے بھی زیادہ عام لوگ برے افعال کے وسائل پا کر انکے مرتکب ہو جاتے ہین زیادہ دلیر اور لاپروا لوگ بیدل یا خیر اندیش آدمیون کو محض دیکھا دیکھی اپنا شریک بنا لیتے ہین اور اسطور پر چند آدمیون کے قصور مین تمام شہر شریک ہو جاتا ہے۔ لیکن بہر حال مولراج نے برخلاف بدقسمت سابق فرمانرواے کابل کے جرم مذکور کے ہو جانے کے بعد اسکو خود اختیار کر کے اپنا جرم بنا لیا اور سکھون ہندوؤن اور افاغنہ

تمام باشندگان پنجاب کے نام اس مضمون کا اشتہار جاری کر دیا کہ سب کے سب اجنبیون کو دور کرنے پر آمادہ ہو جائین ۔

اب اگر عجلت اور مستعدی سے کارروائی کرنے کا کوئی وقت تھا تو وہ یہی تھا ۔ اس موقع پر سپاہ کی چال دچلن کا امتحان کرنا اور ہر ہر صاحب حکومت آدمی کو جانچنا لازم تھا ۔ لارڈ ہارڈنگ اور ہنری لارنس اس موقع پر جو کچھ کارروائی کرتے وہ اُس کارروائی سے بخوبی ثابت ہو سکتی ہے جو کشمیر مین امام الدین کی نسبت کی گئی تھی ۔ اور جو کچھ کرّی صاحب آزادانہ اختیار پانے کی حالت مین کرتے اُسکا قیاس ان تدبیرون سے کیا جا سکتا ہے کہ اُنھون نے فوراً ملتان کی جانب سپاہ بھجوائی اور اگر حکام بالادست کے صریح احکام کے خلاف نہین تو اُنکی خواہشون کے خلاف ہر حالت مین بعد کو فوج کشی کی ۔ اور جان لارنس کو اس معاملہ مین جو کچھ کرنا تھا اُسکا حال بلاشک وشبہ اُن چٹھیون سے ظاہر ہے جو اسوقت میرے سامنے رکھی ہوئی ہین ۔ یہ چٹھیان اُس اعلم دانشمندی کے ذریعہ سے نہین لکھی گئی تھین جو وقوع واقعہ کے بعد ہر شخص مین آجاتی ہے اور اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ راقم اُس صورت مین جب اُسکے کرنے کا کوئی اختیار باقی نہ رہگیا ہو کیا کر سکتا تھا ۔ بلکہ جس روز خبر مذکور آئی اسی دن اُنھون نے ایلیٹ صاحب سکریٹری گورنمنٹ کرّی صاحب رزیڈنٹ گورنر جنرل اور ہویلر صاحب برگیڈیر جنرل کمان جالندھر کے نام اسی وقت کھسیٹ کر روانہ کین ۔ رزیڈنٹ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف کے مابین متواتر جوبنامہ و پیام رہا اور اُسکا کوئی نتیجہ نہ نکلا اُسکی تلاش مین محنت کرنے سے میرے لیے زیادہ تر یہی لازم ہے کہ جان لارنس کی چٹھیون اور اُنکے خیالات کو ظاہر کر دون ۔

اب اس بات کو دیکھنا چاہیے کہ صورت معاملات کیا تھی ۔ کمانڈر انچیف ایک بہادر اور شیر دل شخص تھے لیکن وہ ہمیشہ افراط پر مائل رہتے تھے ۔ جسوقت وہ جوش مین ہوتے اور کہین بندوق کی ایک آواز سن لیتے تو پھر اُنکی کارروائی اور جرات مین کوئی بات اُٹھ نہ رہتی ۔ اور جسوقت وہ سرد پڑتے تھے تو اُنمین اسطرح کی عاقبت اندیشی آجاتی تھی جو کسی کم بہادری والے آدمی مین اگر پائی جاتی تو وہ سستی بلکہ بزدلی مین معلوم ہوتا ۔ گورنر جنرل ابھی نئے نئے ہندوستان مین آئے تھے ۔ اُنکی عمر ابھی صرف ۳۶ برس کی تھی اور جیسا کہ ایسے موقعون پر اکثر ہوا کرتا ہے جسوقت یہ نازک معاملہ اُنکے روبرو پیش ہوا تو اپنی تیزی طبیعت اور پختہ ارادے کے کام مین لانے کے بدلے دوسرون کی مشورت پر بھروسہ کیا ۔ ہندوستان کی تمام کارروائیون مین جو اُنکے گورنر جنرلی کے زمانے مین اُنکے ذریعہ سے عمل مین آئین شاید اِسی موقع کی بابت اُنکے اوپر اعتراض ہو سکتا ہے ۔ اُن دونون حکام بالادست کی رائے آخر مین یہ قرار پائی کہ اب کسی جنگی کارروائی کا قصد کر کے انگریزی سپاہ کو جوکھم مین پھنسانے کا وقت نہین رہا ۔ یا جیسا کہ ہنری لارنس نے طنزاً کہا ہے اُنھون نے یہ قطعی قصد کیا کہ موسم سرما مین ایک بڑا شکار کھیلین گے اور گورنر جنرل کو

صہ ۲۵ [illegible]

اپنا رہنا بنائینگے - اگر اُس صلاح پر جو جان لارنس نے دی تھی اور ایک بڑے درجہ تک کری صاحب نے بھی جسکی تائید کی تھی عمل کیا جاتا تو ہم بلا مبالغہ کہ سکتے ہین کہ بگمان غالب فساد ملتان (جیسا کہ اسیطرح کی اور حالتون مین ہم ہمیشہ ہندوستان مین دیکھ چکے ہین) شروع ہوتے ہی ختم ہو جاتا اور صرف ایک مقامی ہنگامہ ہو کر رہ جاتا -

قتل کا ارتکاب ۲۰ - اپریل کو ہوا - اور جان لارنس کے دور دراز پہاڑی اسٹیشن پر جو کوہ ہمالیہ کی برفستانی چوٹیون کے نیچے واقع ہے ۳۰ - اپریل کو اس معاملہ کی خبر پہونچی - اُسی روز اُنھون نے نہایت زور دیکر اپنے ڈھب سے دو چٹھیان ایلیٹ اور کری صاحب کے نام لکھین جنکے اقتباسات مین آگے درج کرونگا جسوقت ہم ان چٹھیون کو پڑھتے ہین تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص مین کیسی خداداد ذکاوت اور عقل تھی کہ بادی النظر مین اصل حقیقت اس فساد کی اُسکو معلوم ہو گئی اور ایسی تدبیرین دفعتاً سوچ لین جن سے فی الحقیقت اُسکا انسداد متصور تھا - اُسکی یہ باتین اُس بڑے نازک وقت کا مقدمہ تھین جو بزمانہ مابعد اُسکے اوپر آن کر پڑا تھا - گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف دونون سے وہ جدا (اور شاید یہ خوش نصیبی کی بات تھی کہ وہ جدا) ہو گیا تھا - اُسوقت اُسکا کام تجویز بتلانے یعنی راے دینے کے بدلے حکم دینا خیال کرنے کے بدلے کارروائی کرنا اور داب واداب اور افسری کے قواعد کو اس مقصد کے لیے شکست کرنا تھا کہ اُن باتون سے بدرجہا بڑھکر کوئی کام کیا جاے اور جو طوفان اُس زمانہ مین اُٹھا تھا وہ خاموش کیا جائے - خیر - ایلیٹ صاحب کے نام اُنھون نے یہ چٹھی لکھی تھی -

میرے پیارے ایلیٹ صاحب - مجھکو کری صاحب کی تحریر مورخہ ۲۵ - ماہ روان سے ملتان کے افسوسناک واقعہ کی ابھی ابھی خبر پہونچی ہے - اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بیچارے اگنیو اور اینڈرسن صاحب مارے گئے - مین نے کری صاحب کو لکھا ہے کہ اگر میری خدمت کام آسکتی ہو تو مین وہان آنے کے لیے موجود ہون - مین ایسی جگہ پر جہان میری ضرورت نہو خواہ مخواہ کو اپنے تئین ٹھونسنا نہین چاہتا لیکن اس قسم کے نازک وقت مین مین اپنی طرف سے کام کرنے کی استدعا کرنا مناسب سمجھتا ہون - کری صاحب اس بات پر آمادہ معلوم ہوتے ہین کہ اس معاملہ کو دربار پر چھوڑ دین اور ملتان پر فوج کشی نہ کرین - مین نے اُنکو جو جواب لکھا ہے اُسکی ایک نقل آپکے پاس بھی روانہ کیے دیتا ہون - اسمین شک نہین کہ آج کل کا موسم فوج کشی کے لیے موزون نہین ہے لیکن جو خطرا بیان فوج کشی مین ہین خاموش رہنے مین اُنسے بھی زیادہ متصور ہین - اگر فوراً باغیون کا انسداد نہ کیا جائے گا تو نیون پشاور اور ہزارہ کے تمام انگریزون کی جانین معرض خطر مین رہینگی - دو سال کا عرصہ ہوا کہ کشمیر مین ہمارے آدمی اسی طرح کے خطرہ سے بال بال بچگئے اسوقت یہ مسئلہ زیر بحث تھا کہ یا تو شیخ اطاعت قبول کر لے یا اُسپر فوج کشی کیجائے - اگر ہم ایسا نہین کرتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ جو سپاہ ابھی نوکری سے چھوڑائی گئی ہے وہ سب ایک جگہ جمع ہو جائیگی اور باغیون کی شریک ہو کر یورش کریگی -

اُسی دن جان لارنس نے کری صاحب کو یہ چٹھی لکھی -

گو مولراج کا چال چلن کیسا ہی برا کیون نہو مگر اس بات مین مجھکو شبہ ہے کہ وہ اصل ہنگامہ کا بانی ہے - آپ اس

بات پر یقین کیجیے کہ وہ مقتضاے وقت سے مجبور ہو گیا ہوگا۔ یہ ایک مشہور بات ہے کہ وہ انتہا مرتبہ کا بزدل ہے اور ابتدا مین بعضے بعض خاص باتون پر اصرار کیا تھا انمین سے ایک بات یہ تھی کہ قبل اسکے کہ اسکا ملک کو چھوڑ دینا عوام مین مشتہر ہو اسکو وہان سے چلے جانے کی اجازت دیدیجاے۔ یہ اکثر واقع ہوا ہے کہ کسی ہنگامہ مین سکھ لوگ آپسمین ایک دوسرے سے نہین لڑے اور کمزور فریق اپنے قوی تر فریق سے شریک ہو گیا۔ تاہم یہ بات باور نہین آتی کہ خان سنگہ کی سپاہ نے اُسطرح کا برتاو کیا ہو جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اب مجھکو اس بات کا بڑا اندیشہ ہے کہ دربار کی کوئی فوج ملتان پر چڑھائی کرنے کی حالت مین وہی برتاو نہ کرے جو خان سنگہ کی سپاہ نے کیا ہے۔ باوصف گرمی اور خراب فصل کے مین اسی بات کی صلاح دونگا کہ فوج کشی کیجاے۔ ورنہ جو آپ کو اندیشہ ہے ہزارہ اور پشاور مین بھی فساد ہوگا۔ ملتان کوئی زبردست مقام نہین ہے افسر لوگ رضامند یا غیر رضامند ہون مگر انکو اپنے سپاہیون کے بچانے کے لیے ضرور جانا ہوگا۔ آپکے دفتر مین وہان کی قلعہ بندیون کا ایک نقشہ ہوگا جسکو بچاے اینڈرسن صاحب نے کھینچا تھا۔ میرے نزدیک ایک برگیڈ فیروزپور اور جالندھر سے لینا اور دو تین پلٹنین اور چہ دیسی حصص فوج لیکر ملتان پر چڑھائی کرنا چاہیے۔ یہ مقام محاصرہ کی تاب نہ لاسکیگا۔ وہان سے تھوڑی ہی بلندی پر اگر گولے چلاے جاینگے تو قلعہ سر ہو جائیگا۔ اس کارروائی مین میرے نزدیک بھی بہت سے اعتراضات ہو سکتے ہین لیکن مین سمجھتا ہون کہ دوسری کارروائیان اس سے بھی بڑھکر قابل اعتراض ہونگی۔ دربار نہ تو کچھ کرتا ہے اور نہ کریگا۔ مین نے اسکو کبھی کچھ کرتے ہوے نہین دیکھا۔ بہرحال سبقت ہماری جانب سے ہونا چاہیے اگر آپ مجھکو کسی کام کے لائق خیال کرین تو صرف آپکے کہنے کی دیر ہوگی۔ مین بارنس صاحب کو اپنا کام حوالہ کرکے کانگڑہ سے پانچ روز کے عرصہ مین پہنچ سکتا ہون۔ اس معاملہ مین میری کوئی ذاتی خواہش نہین ہے لیکن اگر مین کسی کام آسکون تو ایسے نازک وقت مین مجھپر آپکی اعانت کرنا فرض ہے مین دینانگر کے راستہ سے آؤنگا۔

صل ۲۵۲ دوسرے روز پھر اُنھون نے ایک چٹھی کری صاحب کے نام اس مضمون کی لکھی۔

میرے پیارے کری صاحب۔ مین نے جب سے آپکی تحریر کے ذریعہ سے معاملہ ملتان کی خبر سنی اسوقت سے اُسپر غور کرتا رہا۔ میری راے ابتک یہی ہوتی ہے کہ قلعہ پر ہماری فوج چڑھائی کرے اور یہ چڑھائی سکھون کی اعانت کے طور پر نہین بلکہ خاص ہماری طرف سے ہو۔ میری خواہش یہ ہے کہ وہ مقام محصور کیا جاے اور اگر وہان کی باغی سپاہ اطاعت نہ قبول کرے تو مصلحت وقت دیکھکر قلعہ گولون سے اوڑایا جاے اور خالصہ سپاہ کو ایک ایسا سبق پڑھا دیا جاے جو ہمیشہ کے لیے انکو یاد رہے۔ اگر آپ موسم سرما تک کچھ کارروائی نہ کرینگے تو مجھکو اندیشہ ہے کہ ملک مین بلوہ ہو جائیگا اور دوسرے مقامات پر بھی فساد ہوگا۔ آپ نہ تو اس صوبہ ملک سے مالگزاری وصول کرسکینگے اور نہ قرب و جوار کے اضلاع کی مالگزاری وصول ہوگی اصل تو یہ ہے کہ اگر تاخیر ہوئی تو معلوم نہین کیا ہو جاے۔ اگر آپ ہماری فوجین بھیجنا مصلحت نہ سمجھین تو اس صورت مین بہتر ہوگا کہ آپ کسی سکھ کو نہ روانہ کرین کیونکہ وہ بالیقین باغیون کے شریک ہو جاینگے۔ مین نہین سمجھتا کہ مولراج نے سازش کی

اسمین اُسکا نقصان سب طرح کا ہے اور فائدہ کسی طرح کا نہین ہے اگر وہ چاہتا تو ملتان مین رہ سکتا تھا لیکن اسمین شک نہین کہ آپ نے اُسپر ثابت کیا کہ وہ آپکی خواہش کے مطابق ملتان مین رہے۔ اپنی خوشی سے نہ رہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ نہ تو ملتان کا چھوڑتا اور نہ ہماری شرطون کا پابند ہوکر وہان رہنا پسند کرکے اُسنے اپنے نزدیک اس فساد کو خفیف سمجھکر جائز رکھا ہو تاکہ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ اُس صوبہ کی فرمانروائی کسقدر مشکل ہے۔ جو کچھ ہوا اب اسوقت باغیون کی تنبیہ مین ایک روز کی بھی تاخیر مناسب نہین ہے۔ جس روز آنکو خبر پہونچیگی کہ لاہور سے فوج روانہ ہوئی ہے اسی روز آنکی آدمی قوت زائل ہو جائیگی اور اگر تاخیر ہوئی تو ہزارہا آدمی اُنکے نشان کے نیچے جمع ہو جائینگے۔ آپ کا دوست صادق جان لارنس

مکرر یہ کہ ہمکو اپنے افسرون کا بدلہ جن سے لینا چاہیے وہ سکھون کی گورنمنٹ نہین ہے۔ فقط

اِن عجلت کی گھسیٹی ہوئی چٹھیون مین جو صلاح دی گئی تھی اُس سے زیادہ صائب صلاح کا دینا محال تھا لیکن بقسمتی سے اُس پر عمل نہین کیا گیا یا اگر عمل ہوا تو اتنی تاخیر کے بعد جب اُس سے کوئی فائدہ نہوا۔ یہ سچ ہے کہ جان لارنس کو ملتان کی قوت کے بارے مین غلط اطلاع ملی تھی جیسا کہ اُنھون نے اُس زمانے کے چندروز کے بعد خود ہی اعتراف کیا ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ بغیر قلعہ شکن توپخانہ کے چڑہائی کرنا خلاف مصلحت ہے۔ لیکن کیا قلعہ شکن توپخانہ حکم دینے کے ساتھ ہی کوچ کرنے کے لیے فیروزپور مین تیار نہین بیٹھا تھا۔ جو دریاے ستلج کی راہ سے ایسے مقام تک جا سکتا تھا جہان سے قلعہ صرف چالیس میل رہ جاتا۔ اور کیا لارڈ ہارڈنگ نے فیروزپور جالندھر اور لاہور مین تین گشتی برگیڈ بمجرد حکم چڑہائی کرنے کے لیے جو تعینات کر رکھے تھے وہ صراحتاً اس بات کے واسطے نہین تھے کہ اسی طرح کی بغاوتون کے وقت اُنسے کام لیا جاتا۔ اُس زمانہ تک مولراج نے محاصرہ کے لیے کوئی تیاری نہین کی تھی اور اگر فوراً چڑھائی کیجاتی اور اسکے ساتھ یہ خبر پہونچتی کہ توپین پیچھے آتی ہین تو شائد اس باغی جمعیت کا بالکل زور ٹوٹ جاتا جو گوہار کی طرح جمع ہو رہی تھی۔ اور گرمی کی یہ کیفیت ہے کہ اگر انگریزون نے ہمیشہ عمدہ موسم کے لیے ساری کارروائیان موقوف رکھی ہوتین تو ہندوستان کبھی اُنکے ہاتھ سے فتح نہو سکتا۔ قلعہ سری رنگ پٹن ہم مئی کو عین وسط فصل گرما مین سر ہوا تھا۔ اور جیسا کہ جان لارنس کو اسی بات کا خیال تھا وہ بڑے اطمینان سے اس بات کو یاد کرتے تھے کہ قلعہ سر کرنے والی جمعیت کے افسر اُنکے والد تھے جو تپتی ہوئی زمین پر رخنہ دیوار قلعہ کے پاس کئی گھنٹہ تک زخمی پڑے رہے تھے لیکن اسپر بھی جھگڑا تمام کر دیا تھا۔ جب علیگڈہ فتح ہوا اور آسائی کی لڑائی ہوئی تو ستمبر کا مہینہ تھا اور یہ فصل تندرستی کے حق مین اور بھی زیادہ خراب ہے اور جون کے مہینہ مین خود جان لارنس نے پٹیالہ سے دہلی کی طرف اپنی فوجون کو جمع کرکے چڑھائی کی تھی۔

خوش قسمتی سے پنجاب کے ایک دوسرے حصہ یعنی دیرہ جات مین ایک نوجوان ماتحت اُس زمانے مین مال پیمائش کے کام پر تھا جو گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف سے نہین بلکہ کمشنر دوآبہ جالندھر کی راے سے تمامتر متفق اور

فوراً کارروائی کرنے کا موقع تھا۔ اگنیو صاحب کی طرف سے چند عجلت مین گھسیٹی ہوئی سطرون کی ایک چٹھی جسکے لفافہ
کی عبارت یہ تھی ”بنام جنرل وَانْ کورٹ لینڈ یا بمقام بنون یا آنجا کہ صاحب موصوف باشند موصول باد“ ۲۲۔ اپریل کو
ڈیرہ فتح خان کے قریب ہربرٹ ایڈورڈس صاحب کے ہاتھ آگئی جہان وہ خیمہ زن تھے اور اُسکے ذریعہ سے اس
واقعہ کی اُنکو خبر پہونچی۔ اُنھون نے اپنے کسی اعلیٰ افسر سے استصواب راے کرنے کی انتظار نہ کی اور دل مین یہ
ٹھان لی کہ جہانتک ہو سکے مین اس بارے مین اعانت کرونگا۔ اُس پرشور ضلع مین ایک افسر مال کے ساتھ حفاظت
کے لیے جو چند آدمی تھے اُنکو ہمراہ لیکر اور اس بات سے بخوبی آگاہ ہوکر کہ اُن مین سے صرف چند ہی آدمی بھروسہ کے
قابل ہین اُنھون نے کشتیان جمع کرکے دریاے سندھ سے عبور کیا اور لیہ پر جو دوآبہ سندھ ساگر کا صدر مقام ہے
قبضہ کیا اور وہان یا اُسی جگہ کے کسی قریب مقام سے اُنھون نے بقول خود اسطرح سے مولراج کے حملہ کا انتظار
کیا ”جیسے ٹریرڈ چیتے پر بھونکتا ہے“۔ چونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ پنجاب مین مختلف اقوام کے لوگ آپسمین سخت عداوت
رکھتے ہین اس سبب سے اُنھون نے ... ۳ پٹھان بھرتی کیے اور اسطور پر بالکل اُس قاعدہ کے برعکس کارروائی
کی جس سے بزمانہ مابعد غدر کے ایام مین ہمکو بڑا فائدہ حاصل ہوا۔ اُنھون نے سرحد کے مسلمانون کو ملتان کے
سکھون اور مسلمانون سے مقابلہ کرنے کے لیے ہتیار دیے جسطرح سے بعد کو اُنھون نے سکھون کو دہلی کے
مسلمانون اور ہندوون سے مقابلہ کرنے کے لیے مسلح کیا تھا۔ اِدھر تو اُنھون نے یہ سپاہ جمع کی اور اُدھر
وَانْ کورٹ لینڈ صاحب کو جو ایک بڑے لائق افسر تھے اور سکھون کی فوج مین نوکر رہ چکے تھے بنون سے
طلب کیا اور کچھ سپاہ بسر کردگی لیک صاحب بہاولپور سے منگائی اور اس سب فوج کے ذریعہ سے ۱۸۔ جون کو
جو جنگ واٹرلو کی سالگرہ کا روز تھا مقام کینیری مین ایک سخت جنگ کے بعد مولراج کو شکست دی اور سیدھا ملتان کی
طرف اُسکو بھگا دیا۔ بعد اُسکے چند روز کے گزرنے پر تعاقب کرکے پھر ایک دوسری لڑائی مین بمقام سدوسائین اُسکو
زک دی اور مولراج اور اُسکی سپاہ کو درحقیقت اُسکے قلعہ کے اندر بند کر دیا۔ کری صاحب کو صاحب موصوف نے
لکھا کہ ”اب دعا واکرنے کا بس یہی وقت ہے مجھکو اس بات کا خیال کرکے سخت قلق گزرتا ہے کہ میری گردن کی
رسی بس اسی مقام تک مجھکو پہونچا سکتی ہے اور آگے نہین بڑھ سکتا“۔ اُنھون نے چڑھائی کرنے کے قبل ”چند
بھاری توپین ایک بم کے گولون کا توپخانہ کچھ سفر مینا کے لوگ اور اُسکی نگرانی کے لیے منتخب انجنیر بس اسیقدر مدد چاہی
تھی لیکن بدقسمتی سے یہ مدد نہ پہونچی اور اب وہ اپنے اختیار کے باہر کام نہین کر سکتے تھے کیونکہ ”اُنکی گردن کی
رسی اُنکو آگے بڑھنے نہین دیتی تھی“۔ لیکن ایک نوجوان ماتحت فوجی عہدہ دار کی حیثیت سے اُنھون نے جو
کوششین کین وہ بیشک اُس شخص کے مناسب حال تھین جسنے اس زمانہ کے چند برس بعد ایک اور بھی زیادہ
خطرناک وقت مین خاص ملک کے باغیون اور بیرونی ممالک کے دشمنون کا مقابلہ کرکے سرحدی مقام

ص ۲۵۵

پشاور کو بہادری سے محفوظ رکھا۔ اس دو مرتبہ کی فتح کا حال سنکر ریزیڈنٹ نے جسکی مخالفت ابتک حکام بالادست کرتے جاتے تھے یا اگر اعانت دیتے تھے تو محض برائے نام دیتے تھے خاص اپنی ذمہ داری سے ایک سپاہ بسرکردگی جنرل ہوئش فوج ملتان کی شرکت کے لیے لاہور سے روانہ کی۔ لیکن اب وقت گزرچکا تھا۔ عام بلوہ اُسکے روکے رک نہین سکتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ وہ صرف اسقدر کرسکتی تھی کہ فساد کی ترقی نہونے دیتی اور سب سے زیادہ خرابی کی بات یہ ہے کہ جان لارنس نے جو تنبیہ کی تھی کہ سکھون کی فوج سے کام نہ لیا جاے ورنہ وہ اپنے ہموطنون سے سازش کرلینگے اُس سے لاپروائی کی گئی اور اُسکا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہے۔ شیر سنگھ سکھ کا بہر اس نازک وقت مین غنیم کے مقابلہ کو گیا۔ ملتان کا محاصرہ جو شروع ہوچکا تھا وہ وقوع مین آنے لگا اور ’’مذہبی نقارہ‘‘ جسکی پہلی آواز شمال و مغرب جانب بمقام ہزارہ و پشاور کانون مین آچکی تھی اب بجانب جنوب زور و شور سے ملتان مین بجنے لگا اور سکھون کو ندا کرنے لگا کہ ہر ہر مقام کے لوگ جمع ہو جائین اور گسیان اور گرو کے نام پر اجنبیون سے لڑنے کے لیے تیار ہو جائین۔ فیروز شاہ اور سبراؤن کے آزمودہ کار سپاہی پھر ایک مرتبہ کھرپا اور ہل چھوڑ چھوڑ کر جدید جمہوری سلطنت خالصہ کی اعانت کے لیے دوڑنے لگے۔ وہ لوگ فیروز شاہ کی مشتبہ لڑائی کے بدلے چلیان والا کی لڑائی مین اسی طرح کی شکست اُٹھانے اور برٹش لوگون کو سبراؤن مین جو سربلند ترین فتحمندی حاصل ہوئی تھی اُسکے بدلے گجرات کی اور بھی زیادہ سربلند لڑائی مین منہ کی کھانے بغیر واپس آنے والے نہین تھے۔

پس ملتان کا فساد ہماری تاخیرون کی وجہ سے بڑھتے بڑھتے پنجاب بھر مین پھیلگیا تھا اور ۱۸۴۶ء کے بعد سے ابتک جو کچھ اصلاح ہوئی تھی وہ سب برباد ہوئی جاتی تھی۔ اِسکے علاوہ حدود پنجاب کے اُس پار گلاب سنگھ جسکو ہمنے کشمیر کا بادشاہ بنایا تھا اُسکی نسبت بیان کیا جاتا تھا کہ وہ صرف دفع الوقتی کررہا ہے۔ اور دوست محمد جو سب سے زیادہ مہیب تھا اُن لوگون سے نفرت کررہا تھا جنھون نے اُسکے تخت کے چھنوانے مین اپنی مرضی ظاہر کی تھی اور پھر صرف اپنی مجبوری کے باعث سے اُسکو اُسکا تخت واپس کردیا تھا۔ اب اُسنے اپنے جانی دشمنون کے ساتھ بھی جو اُسکی قوم اور مذہب کے عدو تھے ہمارے خلاف دوستی کرلی۔ گویا خرابی کے لیے آب و آتش مین اتفاق ہوا تھا سکھ اور افغان اپنی تواریخ مین پہلے پہل پہلو بہ پہلو استادہ ہوکر ہم سے لڑنے کے لیے تیار ہوئے۔ پشاور جو شیر پنجاب کا بہترین ملک مفتوحہ تھا وہ پھر افغانون کے ہاتھ مین جانے لگا اور دوست محمد اپنی عمر بھر جو شیخ چلی کے منصوبے باندھتا رہا ہوگا اُنکی اصل مین تکمیل ہونے لگی۔

خطرہ کی شدت دیکھکر آخر کو انگریزی شیر بھی جھپٹنے کے لیے تیاری کرنے لگا۔ مدد کے لیے بڑی بڑی سپاہ بمبئی سے طلب کی گئی دوسری فوجین بسبیل تعجیل بنگال سے روانہ ہوئین۔ لارڈ ڈلہوسی اپنی عاقبت اندیشیون

اور صلاح کارون کو دور کر کے ماہ اکتوبر مین کلکتہ سے میدان کارزار کی جانب روانہ ہوئے۔ جسوقت وہ روانہ ہونے کو تھے توبمقام بارکپور ایک مجمع عام مین اُنھون نے یہ تقریر کی کہ "قوم سکھ نے جسطور سے جنگ طلب کی ہے ایسا کبھی سننے مین نہین آیا اور اسطرح سے کبھی جنگ کی ترغیب نہو ئی ہوگی مگر صاحبو یاد رکھنا کیونکہ اُنسے اس کا انتقام لیا جاتا ہے" اور ماہ اکتوبر مین (یعنی اگینیو اور اینڈرسن صاحب کے قتل ہونے کے ٹھیک چھ مہینے کے بعد) وہ فوج ظفرموج جو انتقام لینے والی تھی فیروزپور مین آکر مجتمع ہوئی۔

اس جنگ کی اُن تفصیلات سے جو جان لارنس اُنکے صوبہ دوآبہ جالندھر اُنکے شرکا کے کار اور اُنکی آیندہ کارروائی سے تعلق نہین رکھتی ہین راقم سوانح عمری ہذا کو کوئی سروکار نہین ہے۔ صرف ایک مختصر بیان کافی ہوگا۔ یہ عظیم الشان فوج جو جمع ہوئی تھی اُسکی کمان لارڈ گف کو نومبر کے مہینے مین ملی۔ یہ فوج اپنے تمام شعبون سے درست تھی سوارون بار برداری کے جانورون سامان جنگ اور توپون سے بخوبی تمام تیار تھی۔ ہندوستان مین عرصہ سے جو لوگ تجربہ اُٹھاتے آئے ہین اُنکا قول ہے کہ ہمارے نزدیک یہ فوج جہان جاتی وہان جو چاہتی سو کرتی۔ لیکن پہلے پہل ۲۲ نومبر کو بمقام رام نگر واقع دریاے چناب پر جو لڑائی ہوئی اُس سے ایک بڑا خلل پڑگیا اور منجملہ اور بڑے بڑے نقصانات کے کیورٹن صاحب اور ڈبلیو ہیولاک صاحب بھی کام آئے۔ دوسرا معرکہ جو ۳ دسمبر کو سعداللہ پور مین ہوا گو اُسکی نسبت گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف دلیری سے دعوی کرتے کہ ہمکو فتح حاصل ہوئی لیکن اصل یہ ہے کہ سکھ لوگ مصلحت وقت دیکھکر ترتیب و انتظام کے ساتھ چناب سے جہلم یعنی ایک عمدہ مقام جنگ سے ایک اور زیادہ بہتر مقام کو بجانب عقب چلے گئے۔ اور اب لارڈ گف نے جنکی عادت سے گورنر جنرل بخوبی تمام واقف تھے اور اسلیے اُنسے عاقبت اندیشی کی سخت تاکید کردی تھی چھ ہفتے کی اور مہلت مانگی۔ آخرکار ۱۱ جنوری کو وہ آگے بڑھے اور تیرھوین تاریخ سہ پہر کو تین بجے (کیونکہ چند توپ کے گولے جنکی آدھی قوت ہنوز باقی تھی آکر ڈھلکنے لگے اور اس سے اُنمین جنگی جوش شدت سے پیدا ہوگیا) اس آتش مزاج بوڑھے جنرل نے برخلاف اُس عبرت انگیز تجربہ کے جو مُدکی اور فیروزشاہ کی لڑائیون مین حاصل ہوچکا تھا حکم دیا کہ حملہ کیا جائے۔

چلیان والا کی لڑائی اس طرح کے تذبذب اور مایوسی سے شامل تھی کہ گو ہماری فوج کے ایک بہت بڑے حصے نے داد شجاعت دی لیکن وہ قطعی شکست سے زیادہ ہمارے حق مین خطرناک تھی۔ پیادون کے ایک بریگیڈ نے اس عجلت سے چڑھائی کی جس سے وہ بالکل خستگی اور ضیق کی حالت مین غنیم کی توپون کے سامنے پہونچگیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ نقصان عظیم اُٹھاکر فوراً پیچھے پلٹا۔ سوارون کا ایک بریگیڈ اسطور سے غنیم کے مقابلہ کو بڑھا کہ نہ تو اُسکے آگے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لیے انگریز شتر لوگ تھے اور نہ عقب مین کوئی جمعیت مدد کرنے کے لیے تھی۔

پھر ہماری توپین اُنکے عقب مین اسطور سے رکھی گئی تھین کہ بریگیڈ کی مدد کے لیے اُنمین سے ایک ضرب بھی نہین چھوڑی جاسکتی تھی۔ کمانیرجو حکم دیتا تھا کبھی تو سُنا اور کبھی غلط سُنا اور کبھی بالکل سُنا ہی نہین جاتا تھا اور جو لوگ برخاستہ خاطر تھے وہ اُس سے خوش ہوکر یہ مطلب نکالتے تھے کہ اب پیچھے ہٹنا چاہیے۔ پیچھے ہٹنے مین ہر شخص اپنی اپنی جان لیکر بھاگا۔ اسمین ڈریگون کی رجمنٹ نمبر ۱۴ نے ہماری توپون اور گولہ اندازون اور اُن لوگون کو بھی جو عقب مین رحیمانہ کام کرتے تھے پامال کردیا۔ تین رجمنٹون کی جھنڈیان اور چار توپین غنیم کے قبضہ مین آگئین اور ہمارے کل ۸۹ افسر اور ۲۴۵۰ سپاہی مارے گئے۔ الغرض اس مصیبت خیز لڑائی کے حالات یہ ہین جسکو اس اعتبار سے (جیساکہ قیاس کیا گیا ہے) کہ ہم نے بارہ توپین غنیم سے چھین لی تھین گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف نے اپنے سرکاری مراسلات مین اسطور پر بیان کرنے کی کوشش کی کہ ہمکو ایک اور فتح حاصل ہوئی لیکن گورنر جنرل نے ایک نج کی چٹھی مین جو میرے آگے رکھی ہوئی ہے اس جنگ کی نسبت مع سابق کی دو لڑائیون کے یہ بیان کیا ہے کہ "تین افسوسناک غیر خاطر خواہ لڑائیان یکے بعد دیگرے ہوئین"۔ حقیقت حال سے تمام ہندوستان آگاہ تھا اور جو لوگ اس بات سے واقف ہین کہ "فتح چلیان والا" کی خبر ہوپنچنے پر انگلستان مین کیسا تردد اور ساتھی اُسکے رسوائی ہوئی اُنکو یہ بھی یاد ہوگا کہ اُس پرانے بہادر سپاہی مگر بیباک جنرل کی موقوفی سے جو ہماری سکھ لڑائیون کا ہارنیلس تھا عوام انگلستان کو ایک طرح کی تسکین ہوئی۔

سول اور فوجی حکام اعلی نے ابتک جنگ مین جو کارروائیان کی تھین اُنسے اطمینان کی وجہ بہت کم پیدا ہوئی۔ لیکن ایک گروہ کے آدمی یعنی بانیان مدرسہ تعلیم افسران پنجاب یا وہ لوگ اور بھی تھے جنھون نے فوجی ملازمت مین انتظام ملک اور انتظام ملک کے کام پر فن جنگ کی قابلیت حاصل کی تھی۔ یہ لوگ ماتحتین رزیڈنٹ کے جو نقب سے بیرونی حصہ جات پنجاب مین رہتے تھے اور اس تاریک زمانہ مین اعزاز حاصل کرکے اپنے اعلی افسرون کے عیوب کے دور کرنے مین بے انتہا کامیابی حاصل کی تھی۔ جو کچھ ہربرٹ اڈورڈس نے اس ضلع مین اور اسکے باہر کیا تھا اُسکا حال بیان ہوچکا ہے۔ لیکن جارج لارنس بمقام پشاور جیمس ایبٹ بمقام ہزارہ ہربرٹ بمقام قلعہ اٹک رنیل ٹیلر بمقام ڈیرہ جات اور جان لارنس بمقام دوآبہ جالندھر (جو مثل اور اکثر افسرون کے بیرونی ملک سے بالکل جدا ہوگئے تھے یا ایسی سپاہ رکھتے تھے جسپر مطلق بھروسہ نہین کیا جاسکتا تھا اور سب کے سب ایک ایسی ویسی آبادی کے درمیان محصور تھے جسکی حقیقت دریافت کرنے کا ابھی تک اُنکو بہت کم موقع ملا تھا) یہ لوگ اپنی بہادری سے اس امید پر اپنے اپنے عہدون پر جمے ہوے تھے کہ جب تک اعلی حکام حقیقت حال پر یقین کرکے لڑائی کا سامان نہ کرین اس وقت تک عام بلوہ کو روکنا یا اسمین خلل ڈالنا چاہیے۔ اب ہم خوشی کے ساتھ اعلی حکام کی لغزش رائے بیجا یا کارروائی مفسدانہ الاختیار

ص ۲۵۶

حکام متناقض احکام غیر قطعی لڑائیون اور جھوٹی فتحمندیون کے بدلے اُس ثابت قدمی بیباکی مستعدی اور عاقبت اندیشی کے بیان پر آتے ہین جو سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کے ان تمام ملازمون مین پائی جاتی تھی - جن لوگون کی مدد سے جنگ چلیان والا کا حال سننے کے قابل ہوا اور جنگ گجرات کی فتح ممکن ہوئی وہ یہی لوگ تھے - اُنہین سے بعض اشخاص سلسلہ قرابت بعض بعض سلسلہ اتحاد اور بعض لوگ سلسلہ ملازمت یکجائی کی وجہ سے متفق تھے اور صاحب سوانح عمری ہذا کی ہمدردی مین تو سب کے سب متحد اور شریک تھے - سکھون کی دوسری لڑائی مین انھون نے جان لارنس کے پہلو بہ پہلو جو کچھ کیا وہ گویا اسی بات کی تیاری تھی جو نو برس کے بعد بلوہ ہندوستان کے فرو کرنے مین اُنکو یا اُنکے جانشینون کو کرنا تھی - اُنہین سے ہر ایک کے حال کا بیان بجنسہ مثل اُسکے باقی ہمجنسون کے ہے چنانچہ اُنہین سے بعض سربرآوردہ ترین اشخاص کا جو حال مین لکھتا ہون اُس سے بخوبی تمام ظاہر ہوگا -

پہلے جارج لارنس کو لیجیے - یہ پشاور مین تعینات تھے اور اگرچہ اُنکی فوج کو چترسنگھ نے جو فوج مذکور کے سپاہیون کا اصل فرمانروا تھا منت و آرزو کرکے فساد کرنے پر آمادہ کر دیا تھا لیکن اُنھون نے سکھون پر اپنا رعب قائم رکھا جو اُنکے تمام اہالیان خاندان کو ظاہرا ایک موروثی حق کے طور پر حاصل رہا - وہ غازیانہ بہادری کے ساتھ سکھون اور افغانون کے بھی مقابلہ مین اپنے عہدہ پر جمے رہے تاآنکہ جب دم بھر کے لیے بھی وہان ٹھہرنا ممکن نہوا تو محصور رزیڈنسی سے خفیتاً نکل پڑے اور ایک افغان نے جسکو سر ہنری لارنس نے خاص ذمہ داریون کا پابند کیا تھا پکڑ کر دشمنون کے حوالہ کر دیا - سکھون نے جو ایک بڑی شریف قوم ہے اور جس مین فطرتی دغابازی اور ناشکری نہین پائی جاتی ہے اُنکے ساتھ قیدی کے طور پر نہین بلکہ اپنے معزز مہمان کی طرح سلوک کیا - اور کہا کہ ہمارے ساتھ آپ اور آپ کے بھائیون نے سوائے مہربانی کے کچھ نہین کیا ہے ہمنے جو بظاہر مجبوری سے اسقدر سختی دکھائی اُسکی بابت آپ سے معافی مانگتے ہین اور کچھ دیر کے بعد اُنکو اجازت دی کہ ہمارے حق مین کوئی برائی نہ کرنے کا اقرار کرکے اپنے انگریزی ہڈکوارٹر کو چلے جائین -

لفٹنٹ ہربرٹ کی یہ کیفیت ہے کہ جب افغانی حملہ کا خوف تھا اور چترسنگھ سب سے زیادہ ضروری چھاونی اٹک پر (جو دریاے سندھ کے اس مقام پر واقع ہے جہان اُسکا پانی پایاب ہے) قبضہ کرنے کے لیے بغاوت پھیلا چکا تھا تو نکلسن صاحب کی جگہ پر جارج لارنس نے اُنکو روانہ کیا تھا - وہ پٹھانون کی ایک قلیل سپاہ سے چھ ہفتے تک اس ویران قلعہ کو سنبھالے رہے - اور ان پٹھانون کا یہ قول تھا کہ جب تک خود دوست محمد ہمارے سامنے نہ آئیگا اُسوقت تک ہم آپکو نہ چھوڑینگے - اور جسوقت یہ بات بھی وقوع پزیر ہوئی اور اُنھون نے دیکھا کہ ہمارے اہل و عیال امیر کے قبضہ مین ہین تو اُنھون نے افسوس کے ساتھ کہا کہ اب ہم کچھ نہین کر سکتے

ص ۲۵۹ جیمس ایبٹ صاحب کا حال اور بھی حیرت انگیز ہے (یہی ایک انگریز ایسے تھے جو ابھی تک خیوا کی جانب انکو لگ دے تھے) ان صاحب کی کیفیت حکام بالادست اکثر غلط سمجھا یا انکو ناپسند کیا کیے جیسا کہ بعد کو ظاہر ہو جائیگا لیکن یہ نہایت مہربان اور بہادر شخص تھے اور شاید ہنری لارنس کے دوستون مین یہی ایک شخص تھے جنھون نے انکی عادات کا حال سب سے زیادہ قدردانی کے ساتھ بیان کیا ہے[1]۔ وہ ایسے لوگون کے درمیان تعینات کیے گئے تھے جو وحشی اور جاہل تھے اور اس قسم کے باشندگان ہزارہ کے درمیان وہ قریب قریب یکہ و تنہا رہتے تھے۔ سکھون کی سنگدلی اور ظلم سے بھی جو انکے ملک مین ہمیشہ دس رجمنٹین تعینات کیے رہے وہ کبھی انکے مطیع نہین ہوتے اور اب انکی اعانت سے انھون نے سکھون کی ایک بڑی بھاری فوج کے مقابلہ مین جو چتر سنگھ کے زیر کمان تھی پانچ مہینے تک قلعہ سری کوٹ کو بچایا اور قلعہ مذکور کو اسوقت چھوڑا جب لڑائی کا خاتمہ ہوگیا۔ اپنی حکومت کے زمانہ مین جو بعد اسکے پانچ برس تک رہی انھون نے اس خطہ کے سب سے زیادہ وحشی اور مطلق العنان لوگون کو پنجاب کے سب سے زیادہ مرفہ حال اور صلح پسند اضلاع کے باشندون کے مثل بنا دیا۔ اور اگر انکو گورنمنٹ کی طرف سے کوئی ظاہری نشان اعزاز کا حاصل نہین ہوا تو وہ بات جو انکو سب سے زیادہ پسند تھی حاصل ہوئی یعنی یہ کہ انکی رعایا دل و جان سے انکی دوست ہوگئی ان لوگون کے درمیان سے انکے چلے جانے کے بعد برسون تک دیہی لوگ انکو محبت یاد کیا کیے کہ کیونکہ انکے اطفال کو وہ شیرینی کھلایا کرتے تھے کیونکہ انکی عادت تھی کہ جب کبھی باہر نکلتے تھے تو لڑکون کے دینے کے لیے شیرینی اپنے ساتھ لیجایا کرتے تھے اور جس پتھر پر وہ تھوڑی دیر جاکر بیٹھا کرتے تھے اسکی طرف یہ لوگ اشارہ کرکے کہا کرتے تھے کہ "بابا ایبٹ اسی پتھر پر بیٹھا کرتے تھے"[2]۔ اس شخص مین جو صفتین تھین انکا یہ نعم البدل بہ نسبت اس پرستش کے کہین بہتر تھا جو بنون کے جنگلی باشندے نکلسن غازی کی کیا کرتے تھے جسکا حال آگے چلکر بیان کیا جائیگا۔ پس یہ امر بہت صحیح ہے کہ جس شخص مین شیر کی ایسی بہادری ہو اور اسمین عورت کے مانند رقیق القلبی اور بچون کی ایسی معصومیت کا بھی موجود ہونا کچھ بعید از قیاس نہین ہے اور اسیلیے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اسکا حقیقی اور مناسب نعم البدل نہ ملے۔

رینل ٹیلر کا یہ حال ہے کہ جب اوڈورڈس صاحب ملتان کو روانہ ہوئے تھے تو انکو دیرہ جات مین چھوڑ گئے تھے اور انھون نے بھی عین موقع پر جو کرتا تھا وہ کیا۔ کچھ ناتجربہ کار پٹھان لوگون کو بھرتی کرکے انھون نے ص ۲۶۰ سکھ سپاہیون سے سرحد کو صاف کیا نواب ٹانک سے ایک حصہ توپخانہ کا مستعار لیا اور قلعہ لوکی کو جسپر سکھون کی

[1] دیکھو انکی یادداشت مندرجہ سوانح عمری سر ہنری لارنس جلد دوم صفحہ ۱۴۶ تا ۱۵۴
[2] رنکین صاحب کی کتاب موسومہ "ریزولٹس آف مارتھ ویسٹرن پراونسز" صفحہ ۲۶—

دورِ جمنبئین دس توپون سے قابض تھین دفعتاً چارون طرف سے گھیر لیا۔ اُنکے جب گولے صرف ہوگئے تو نالہ سے گول پتھر لیکر اپنے کمزور توپخانہ سے مارنا شروع کیے۔ فوج مین نام کو ایک گورا نہ تھا اور کہین سے مدد پہونچنے کی امید تھی چارون طرف متعصب مسلمانون کی آبادی تھی اور اُدھر یہ خوف تھا کہ کابل سے ایک فوج آئی ہے جو خرم کی طرف کوچ کر چکی ہے۔ مگر باوصف اِن سب باتون کے اُنھون نے اپنے ارادہ کو فسخ نہین کیا اور ایک مہینے تک محاصرہ کیے رہنے کے بعد قلعہ کو سر کیا اور دریاے ستلج کے اُس پار ان صوبجات پر ہمارا قبضہ قائم رکھا[1]۔ اس بہادری کے کام کا حال اِنگلستان مین بہت کم مشہور ہے۔ جہانتک مین جانتا ہون کسی انگریزی کتاب مین بھی یہ حال مذکور نہین ہے اور اگرچہ اسکے بعد بھی اسی طرح کی سرحدی مہمین اور بھی اُنکے ہاتھ سے سر ہوئین جو ہرگز نظر انداز کرنے کے قابل نہین تھین لیکن رینیل ٹیلر اب تک اُسی طرح رینیل ٹیلر۔ سی۔ بیں۔ آئی رہگئے۔ لیکن سوانح عمری ہذا مین اس بات کا لکھنا بےمحل نہوگا کہ ۵ رجولائی ۱۸۷۹ء کو وہ ایک ایسے اعزاز سے معزز ہوے جو (اگرچہ یہ غمناک مضمون ہے) اُنکے نزدیک سرکاری طور سے اعلی سے اعلی خطاب کی نسبت بھی زیادہ وقیع معلوم ہوا ہوگا۔ کیونکہ اُس روز جان لارنس کا جنازہ وسٹ منسٹر کے قبرستان مین دفن ہونے جاتا تھا تو بیشمار ہندوستان کے فوجی افسرون اور مدبرون مین اُس تابوت کے چادر کے پکڑنے کے لیے وہی منتخب کیے گئے تھے جسکو اُنکے دوست اور چیف نے اس لیاقت کے ساتھ حاصل کیا اور پہنا تھا۔

اِس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے کہ نکلسن صاحب کاکس صاحب لمسڈن صاحب اور لیک صاحب کا جہان جہان کام ہوا یا جہان اُنھون نے اپنے لیے کام پیدا کیا وہان اُنھون نے اپنے فرض منصبی کو بخوبی تمام ادا کیا۔ لیکن اب دیکھنا چاہیے کہ خود جان لارنس نے کیا کیا۔

اُنکا ذکر ہم نے اس بیان پر چھوڑا ہے کہ فتور ملتان کے بعد اُنھون نے گویا غصہ ہوکر گورنر جنرل اور جالندھر کے برگیڈیر اور لاہور کے رزیڈنٹ کو لکھا کہ فوراً سخت کارروائی کرنا لازم ہے۔ اُنکی راے پر جس سبب سے عمل نہین کیا گیا اور نتیجہ وہی ہوا جو اُنکو پہلے سے معلوم تھا۔ اُنکو بذات خاص ملتان جانے کی بڑی اضطرابی تھی لیکن فساد اسقدر جلد پھیلنے لگا جس سے گمان یہی پیدا ہوا کہ ملتان کے باغی یا اُنکے جاسوس خاص اُنھین کے صوبہ مین پہونچ جائینگے۔ اُنکو معلوم تھا کہ اگر پنجاب مین بلوہ ہوا تو اُنکے دوآبہ پر بھی اُسکا اثر پڑیگا اور اسلیے اُنھون نے اُسکی تیاریان شروع کر دین۔ اب ہم اختصار کے ساتھ اُنکی کارروائیون کا کچھ حال بیان کرینگے۔

اُس صوبہ کو انگریزی عملداری مین شامل ہوے دو برس سے کچھ ہی زیادہ عرصہ ہوا ہوگا اور ایک بہادر

[1] دیکھو مضمون مندرجہ اخبار ٹیمس مطبوعہ ۸ رجولائی ۱۸۷۹ء جسکا عنوان یہ ہے کہ "اینگلو انڈین لارڈ لارنس کے جنازے کے ساتھ"

اور مستعد رعایا کو جو ہمارے مقابلہ مین گرم پیکار ہو چکی تھی و تہیا کرنے پر آنے انتظام کی سخت ترین برائیون کے دور کرنے اور عمدہ تر برتاو اور زیادہ انصافانہ قوانین "کے نئے قواعد کو اشاعت و ترویج دینے کے لیے یہ ایک بہت قلیل زمانہ تھا۔ لیکن اسپر بھی باوصف اس امر کے کہ اکثر وہ لاہور مین رہے جان لارنس کو مندرجہ بالا باتون کی تکمیل مین کامیابی حاصل ہوئی اور اب انکو اسکا ثمرہ ملا۔ اسمین شک نہین کہ بغیر بیشمار سختیان جھیلے ہوئے یہ ممکن نہین ہے کہ کسی گورنمنٹ کا انتظام موقوف ہو کر اسکے بدلے دوسرا انتظام قائم ہو جائے۔ صدہا اشخاص جو گورنمنٹ سابق کی ماتحتی مین عہدے پائے ہوئے تھے یا اسکی ذات سے توقع رکھتے تھے خواہ مخواہ انکی وجہ معیشت جاتی رہی اور صدہا سپاہیون نے یہ دیکھکر کہ اب ہر جگہ امن وامان اور حفاظت کو ترقی ہے خیال کرنا شروع کیا کہ اب ہمارا کام جاتا رہا بیسیون جاگیردار اس بات کو دیکھکر کہ انکے انتظام یا بدانتظامی کا حق انسے لے لیا گیا برہم ہو گئے اور ہمکو بیان کرنا چاہیے کہ جان لارنس نے ایک واحد شخص کی تنبیہ اور تادیب مین جب انکے نزدیک اس سے انصافًا اور ضرور تًا رفاہ خلائق متصور ہوا تو کبھی دریغ نہین کیا۔ ایسی حالت مین یہ کوئی تعجب کی بات نہین تھی کہ اسقدر ناراضی پھیلی تھی بلکہ تعجب کی بات یہ ہے کہ انکے عاقلانہ اور اعتدال آمیز برتاؤن سے وہ ناراض بہت کم ہوے۔ اور مقام حیرت یہ نہین ہے کہ اس حکومت کے خلاف جو باوصف ہر طرح کے اعتدال کے معًا مفسدون کی سرکوبی کر دیتی تھی اسقدر اور ایسے بے اثر فسادات اٹھے بلکہ متحیر اس بات پر ہونا چاہیے کہ ایسے قلیل فسادات ہوئے اور انکی اعانت کرنے والے بہت کم تھے اور اس آسانی کے ساتھ رفع ہو گئے۔

دوآبہ جالندھر مین جسقدر کام کے آثار پائے جاتے تھے اسکے مقابلہ مین وہان کی سپاہ بہت قلیل تھی خاص جالندھر مین چار دیسی اور ایک ولایتی رجمنٹ تھی اور کچھ غیر قواعددان سوار اور ایک باڑہی توپخانہ کی تھی۔ انکے علاوہ دیسی فوج کی چھوٹی چھوٹی جماعتین تھین جو ہوشیارپور اور کانگڑہ ایسے ضروری مقامات پر تعینات تھین۔ اور (جان لارنس کے کام کے لیے سب سے زیادہ ضروری اس باعث سے کہ فورًا حکم کی تعمیل ہو سکتی تھی) لوکل جنگی پولیس کے دو حصے تھے جنمین سے ایک حصہ سکھون اور دوسرا پہاڑی راجپوتون سے شامل تھا۔ الغرض صرف اسقدر فوج کل صوبہ کی حفاظت کے لیے تھی اور اسمین سے بھی ایک بہت بڑا حصہ باری دوآبہ کی لڑائیون مین کھنچ گیا تھا۔

طوفان بغاوت کے آثار پہلے پہل ماہ مئی مین یعنی اگنیو صاحب کے قتل سے دو ہفتہ کے اندر ظاہر ہوئے۔ ملتان کے جاسوسون نے پہاڑی اضلاع مین جا کر وہان کے سردارون کو بغاوت پھیلانے پر آمادہ کرنا شروع کیا اور انسے وعدہ کیا کہ تمہارے تمام حقوق اور دستورات از سر نو بحال کیے جائینگے۔ اسی زمانہ مین بھائی مہاراجہ سنگھ نے جو ریزیڈنٹ کے روبرو ایک سازش کرنے کی بابت قانونی حقوق سے محروم

کر دیا گیا تھا اپنے تقدس کے ذریعہ سے لوگون کو اپنی راہ پہ لانا شروع کر دیا اور دریاے بیاس کے اُسطرف کئی سو آدمی اُسنے جمع کر لیے۔ اُسکا قصد جیسا کہ اُسکی حرکتون سے ظاہر ہوا یہ تھا کہ برٹش عملداری پر حملہ کیا جائے لیکن دریاے مذکور کے اصل اولیا کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ کس کس مقام پر اُسکا پانی پایاب ہے اسلیے وہ دریاے چناب کی طرف پلٹ گیا۔ وہان بعض مسلمانون نے جو یہ جانتے تھے کہ سکھون کی حکومت سے انگریزون کی حکومت بہتر ہے اسپر حملہ کیا اور لوگ کہتے ہین کہ اپنے مشہور مشکی گھوڑے پر سوار ہو کر دریا مین کود پڑا اور پھر وہان سے غائب ہو گیا۔ لیکن یہ ممکن نہین کہ کوئی گرو کتے کی موت مرا ہو۔ وہ اچھی خاصی طرح زندہ رہا ہوگا اور اسلیے جا بجا پھر نمودار ہوتا تا آنکہ آخر کو وانسٹارٹ صاحب نے جالندھر مین اسکو گرفتار کیا جسکا حال آگے چلکر بیان کیا جائیگا۔

اواخر اگست مین اور ایک فتور برپا ہوا۔ رام سنگھ نے جو وزیر نور پور (اور یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ریاست ہے) کا بیٹا تھا اُن سفاکون کا ایک گروہ ساتھ لیکر جسکو اُسنے جمون کی پہاڑیون سے جمع کیا تھا دریاے راوی کو عبور کیا اور شاہ پور کے قلعہ پر قبضہ حاصل کرکے یہ منادی کرا دی کہ انگریزی حکومت اُٹھ گئی اور نور پور مین ایک بڑے موقع کی جگہ پر اپنا مورچہ قائم کیا۔ چارلس سانڈرس صاحب ڈپٹی کمشنر ہوشیار پور جو بقول جان لارنس ایک بڑے عاقبت اندیش افسر تھے اور میری ماتحتی مین عمدہ سے عمدہ جو لوگ رہے اُنمین ایک یہ بھی تھے انہون نے سب سے پہلے فشر صاحب کی عمدہ قواعد دان سپاہ کو ہمراہ لیکر موقع واردات پر پہونچے اُسکے بعد فوراً بارنس صاحب ڈپٹی کمشنر کانگڑہ اور خود جان لارنس کمشنر جا کر موجود ہوے۔ اور سپاہ بھی آئی اور چند روز کے عرصہ مین باغی کا مورچہ شکست کر دیا گیا (۱۶ ستمبر ۱۸۴۸ء) بیشمار مال غنیمت ہاتھ لگا اور رام سنگھ بڑی مشکلون کے ساتھ جان بچا کر سکھون کی اُس فوج مین جو بمقام رسول مجتمع تھی جا ملا۔

اس اثنا مین جیسا کہ مین نے بیان کیا ہے تمام پنجاب مین فساد پھیلتا جاتا تھا۔ حکام بالادست نے ایسی کوئی کارروائی نہین کی جو اُس فساد کو دور کرتی۔ چھ مہینے پیشتر سے یکم نومبر کی تاریخ لڑائی شروع کرنے کے واسطے مقرر کی گئی تھی اور فساد جو تیزی کے ساتھ ملک مین پھیلتا جاتا تھا وہ کمانڈر انچیف کی راے مین ایسا متصور نہین ہوتا تھا جس سے وہ اپنی تدبیر کو بدل دیتے۔ صوبہ کے ایک انتہائیہ کنارہ پر شیر سنگھ اور دوسرے پر چتر سنگھ نے فتور برپا کیا اور اسی وجہ سے ملتان کا محاصرہ کیا گیا اُسطرف شیر سنگھ نے جو چڑھائی کی اُسکا کچھ جواب نہین دیا گیا اور ادھر لاہور کا بھی خطرہ تھا جسکی کمزوری کا حال اگر اُنکو معلوم ہوتا تو وہ ضرور اُسپر فوراً قبضہ کر لیتا۔ ان سب باتون کا جو نتیجہ ہونا چاہیے وہی ظہور مین آیا۔ دو سردارون کے سوا اور سب سردار باغیون کے شریک ہو گئے اور تمام میدانی ملک اُنکے اختیار مین آ گیا۔

ص ۲۰۳

۲۵- ستمبر کو جان لارنس نے بریگیڈیر ہوبلر متعینہ جالندھر کو جو چٹھی بھیجی تھی اُسکے چند اقتباسات اس نظر سے ذیل مین درج کیے جاتے ہین تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ اس عام بلوہ کے خیال سے انکو کن کن خطرات سے محافظت کرنا تھی اور اس کام کے لیے کسقدر قلیل وسائل انکو حاصل تھے - وہ اقتباسات یہ ہین

مجھکو آپکی چٹھی مورخہ ۱۹- ستمبر ابھی ابھی وصول ہوئی - قطعی طور پر جو کچھ قرار پاے آپ یقین رکھیے کہ آپ کے ساتھ اُسکے انجام کرنے مین مین دل سے مستعد اور رضامند ہونگا - اور اگر آپ کو ظاہر مین یہ معلوم ہو کہ مین اپنے خیالات کے اظہار مین اپنے حد اختیارات سے بڑھتا جاتا ہون تو آپ مجھے معاف کرینگے - مین نے کانگڑہ اور نورپور کے بارے مین جو کچھ تجویز کیا ہے اُسپر آپکے اعتراضات اُسی صورت مین عائد ہو سکتے ہین جب فوج آپکی تجویز کے مطابق تعینات کیجائے - یہ امر میری خواہشون کے بالکل ایک ایسی مشکل پیدا کرتا ہے جو کسی طرح سے رفع نہین ہو سکتی - لیکن مین عنقریب آپ کو لکھونگا کہ جو کچھ مین نے تجویز کیا ہے اُسکے لیے کیا انتظام کرنا ہوگا اور اس بات کو آپ ہی کی راے پر چھوڑتا ہون کہ میری راے کیسی ہے - کانگڑہ کے بارے مین میرا یہ خیال ہے کہ اگر ایک پرانی کسی حصہ سپاہ کا خالی ہو سکے تو وہ وہان کے قلعہ پر تعینات کیا جائے کیونکہ اس انتظام سے کسی فساد کی حالت مین تمام کوہستانی سپاہ اُسکے انسداد کے لیے پہونچ سکیگی - سپاہی ایسے کام کے لیے بہت موزون ہین اور قواعددان سپاہیون کی نسبت زیادہ آسانی سے انکی نقل و حرکت عمل مین آسکتی ہے - موجودہ انتظام کے بموجب زیادہ سے زیادہ صرف دو کمپنیان یعنی ۱۵۰ آدمی مین علیحدہ کر سکتا ہون باقی لوگ قلعون مین ہین کیونکہ زیادہ جمعیت کانگڑہ مین درکار ہے - اگر وقت پر ایک قلیل سپاہ بھی پہونچ جاتی ہے تو باغی لوگ پریشان ہو کر تتر بتر ہو جاتے ہین اور اپنی جمعیت بڑھانے نہین پاتے ہین - اگر اُنپر یکبارگی حملہ نہ کیا گیا تو روز بروز انکی جمعیت بڑھتی جائیگی دوست دشمن سب اُنکے شریک ہو جاینگے کیونکہ وہ گانودن کو لوٹ لیتے ہین اور برباد کر ڈالتے ہین اور لوگونکو جبراً اپنے ساتھ شامل کر لیتے ہین - چنانچہ رام سنگھ کی یہی کیفیت تھی - وہ ہر گانون کے مقدم کو مار ڈالتا تھا اور لوگون کو گرفتار کر لیتا تھا - جس روز ہم نے اُسپر حملہ کیا تھا اُسکے دو روز پیشتر ان مقامات کے ۱۵۰ آدمی اُسکے شریک ہو گئے تھے - کوہستانی سپاہ کیطرف مین بے اعتمادی نہین کرتا میرا خیال ہے کہ وہ ہماری وفادار رہیگی حالانکہ لاہور کے لوگ اُسکے خلاف کہتے ہین - لیکن اگر وہ سپاہ کسی مقام پر پوری جمعیت کے ساتھ اور اُدھر قواعددان سپاہ کانگڑہ مین رہیگی تو ان مین بلوہ عام کے ہونیکا خطرہ رہیگا ...... ان پہاڑون پر سب نوکری سے چھوڑائے ہوئے سپاہی بھرے ہین جو ہمارے دشمن تو نہین ہین لیکن وہ پیشہ ور اور نوکری کی تلاش مین ہین اور میدان دوآبہ جالندھر کی نسبت ایسے مقامات پر اور بھی زیادہ خطرہ ہے ...... دوآبہ جالندھر مین نوکری سے چھوڑائے ہوے سپاہی معدودے چند ہین ملک کھلا ہوا ہے اور کوئی قلعہ نہین ہے - میرے نزدیک دو جماعت سپاہ پیدل اور دو جماعت غیر قواعددان سوار اور ایک توپخانہ سے سب طرح کی حفاظت ہو جائیگی - کوہستان کا رقبہ تین ہزار مربع میل ہے جسمین تمام سپاہی بھرے ہوے ہین اور انکی حفاظت کے لیے صرف تین کمپنیان نورپور مین اور تھوڑی سکھ سپاہ کا ایک حصہ کانگڑہ مین ہے - اگر گوبندگڑھ مین کسی حصہ سپاہ کے تعینات

کرنے کی ضرورت سمجھی جائے تو اسمین شک نہین کہ کانگڑہ کی بھی خبرگیری لازم ہے اور اگر ہمنے کوئی بڑا حصہ سپاہ کا جدا کر لیا تو پھر یہ ممکن نہوگا - آپ صرف اس بات پر خیال کیجیے کہ اگر کوہستان مین عام فساد برپا ہوا تو اُسکا نتیجہ کیا ہوگا - سڑکین غیر محفوظ ہوجائینگی شہر لٹ جائینگے اور مالگزاری وصول نہوگی -

مین اس بات کے دریافت کرنے مین قاصر رہا کہ جان لارنس کی درخواست آخر کو پذیرا ہوئی یا نہین لیکن بہرحال وہ دو تین مہینے تک اپنی گشتی کوہستانی سپاہ کو لیے ہوے آج یہان اور کل وہان گھومتے ہی رہے اور جہان کہین فساد پایا گیا فوراً اسکا انسداد کیا اور صفت یہ کہ جان اور روپیہ کا نقصان بہت ہی کم ہوا - اُنکین کی کامل منظوری اور صلاح سے ہوڈیکڈ صاحب نے جو جالندھر کی کسی جماعت سپاہ کو کوہستانی ملک کے لیے دینا گوارا نہین کرتے تھے اسمین کا ایک حصہ ساتھ لیکر خاص اُنکے ضلع سے باری دوآبہ پر چڑھائی کی اور وہان کے فساد کو دور کرکے وہان کے چند قلعون پر قبضہ کیا -

ماہ نومبر مین خبر آئی کہ پٹھان کوٹ کے سرحدی قلعہ کو جہان صرف پچاس سکھ سپاہی کانگڑہ کے اور کچھ پولیس کے لوگ حفاظت کے واسطے تعینات تھے ایک ہزار باغیون نے گھیر لیا ہے جو باری دوآبہ اور کشمیر مین جمع ہوے تھے - یہ بڑے خطرہ کا مقام تھا کیونکہ قلعہ بھاری اور سپاہ محافظ قلیل تھی - وہان صرف پانچ دن کا گولہ باروت اور رسد تھی اور چونکہ قلعہ مذکور پر سکھ سپاہی تعینات تھے اس سبب سے خیال بھی تھا کہ مبادا وہ لوگ اسکو غنیم کے حوالہ کردین - بارنس صاحب نے رات بھر مین کوچ کرکے وہان کے سپاہیون کو بچا لیا اور محاصرین کو بجانب دینانگر جو سکھون کی سرحد پر ہے پلٹا دیا - اور دوسری شب جان لارنس نے (حضرت یوشع کی طرح جب اسی طور کی ضرورت سے اُنکو جبیونیز لوگون نے طلب کیا تھا) رات بھر سفر کرکے دریاے بیاس سے عبور کیا اور پنجاب مین داخل ہوکر اُسوقت باغیون پر چھاپہ مارنے کا قصد کیا جب وہ خواب مین تھے -
ص ۲۶۵ اُنکو ایک گھنٹہ کی دیر ہوگئی لیکن بہادری سے اُنکا تعاقب کرکے اُنکو بھگا دیا - اپنی رپورٹ مین وہ لکھتے ہین کہ ڈوگرہ کی فوج اس بات سے واقف تھی کہ ہملوگ اُنکی سرکوبی کو جاتے ہین مگر اُسپر بھی اُنہنے بڑی جرات اور پھرتی ظاہر کی ۱۱

یہ یاد رکھنی کی بات ہے کہ میدانی ملک کے باشندون کے خلاف جو ہماری حکومت سے رضامندی تھے بلکہ اسکو پسند کرتے تھے کوہستان کے تمام سردار اپنے قدیم دستورات کے موقوف ہو جانے سے کم و بیش واجبی طور سے برہم تھے اور جو شعلہ اُسوقت نکلا تھا وہ چارون طرف بھڑک بھڑک کر پھیلتا جاتا تھا - کوہستانی ملک کے دوسرے کنارے پر کٹوچ کے سردار نے علم بغاوت بلند کرکے مقام ٹیرہ کے قدیم محل اور اُسکے متصل قلعون کو سر کیا اور برٹش راج کے موقوف ہونے کی سلامی سر کرکے اشتہار دیا - اسی زمانے مین راجہ جسوان نے کوہستان کے نشیب مین اور راجہ دتاپور اور بیدی اونا نے میدانی ملک سے ہمارے خلاف بغاوت

شروع کی۔ لارنس صاحب نے اپنی فوج کے دو حصہ کرکے ایک حصہ کی سرداری بارنس صاحب کو دی اور انکو سردار کٹوچ کی طرف روانہ کیا اور خود پانچ سو سکہ سپاہی اور چار توپین لیکر دوسرے باغیون کی سرکوبی کے لیے وادی جسوان کو روانہ ہوے۔ دونون مہمون مین بخوبی کامیابی حاصل ہوئی۔ بارنس صاحب نے اپنے حریف کو گرفتار اور اُسکے قلعجات پر قبضہ کیا اور لارنس صاحب نے بھی یہی کیا۔ اور بعد اُسکے اپنی فوج کے اور دو حصہ کرکے ایک کے ذریعہ سے آمپ کے اوپر کی پہاڑی جو دشمنون کے قبضہ مین تھی فتح کی اور دوسرے سے قلعہ کو برباد کیا۔ دونون راجہ گرفتار ہو آئے۔

بیدی اُونا کو اگر زک نہ دیجاتی تو وہ بڑا بیڈھب دشمن تھا اُسکے قبضہ مین کوہستان اور میدانی ملک کے بڑے بڑے علاقے تھے اور نہایت ہی حریص اور متکبر شخص تھا۔ علاوہ برین جیسا کہ مین اوپر بیان کرآیا ہون وہ سکھون کا بڑا گرو تھا کیونکہ سب سے بڑے گرونانک کی نسل سے تھا۔ یہ حیثیت اُسنے اپنے بھائی کو مغلوب کرکے پیدا کی تھی جسکو اُسنے لڑائی مین مارڈالا تھا۔ ایسا شخص ہماری مخالفت کرنے مین کبھی قاصر نہ رہتا اور ہمارا عدو اسوجہ سے وہ اور بھی ہوگیا تھا کہ ہم نے دختر کشی کے موقوف کرنے مین جو بیدی فرقہ کے لوگون کو اسقدر عزیز ہے اسطرح کی کوششین کی تھین۔ باایہمہ اُسکے اکثر لوگون نے اُسکی طرف سے لڑنا قبول نہین کیا اور جب جان لارنس جو ہمارا جنگان کوہستان کی طرح اُسکے خلاف بھی فوج کشی کرنے پر تلے ہوے تھے سکھون کے ایک گروہ کے ساتھ آگے بڑھے تو اُسنے اپنا قلعہ چھوڑدیا اور شیر سنگہ کے معسکر مین جا کر پناہ لی مجھکو یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ بعد کی لڑائی مین جو مایوسی اور تباہی آئی اُسکو برداشت کرنے کے بعد آخر مین اُسنے اطاعت قبول کرلی اور پھر اپنی عمر بھر امرتسر مین انگریزون کا پنشنخوار رہا۔

بیدی کے علاقہ سکہ کی جانب پلٹ جانے پر جان لارنس کی کارزار کا خاتمہ ہوگیا۔ یہ کارزار صرف تیرہ دن تک رہی لیکن باوصف اس امر کے کہ سب معاملات چھوٹے چھوٹے تھے کامیابی مثل بڑے معرکون کے حاصل ہوئی۔ جس کارزار مین کشت و خون نہین ہوتا اُسپر مورخ کی نگاہ بہت کم جاتی ہے اور اُسکی وجہین (بشرطیکہ وقیعہ مرض معالجہ اور حفاظت جان کسی کی ہلاکت سے بہتر ہو) وہ ہین جنکے باعث سے اُسکی طرف اور زیادہ توجہ کرنا لازم آتا ہے۔ اس تاریخ کے بعد سے پھر دوآبہ جالندھر مین کبھی ایک توپ بھی نہین چلی حتی کہ جب مصیبت انگیز جنگ چلیان والا کے نتیجہ کی صدا پہونچنے سے احتمال تھا کہ ایک آدہ کوشش باغیون کی طرف اور ہوگی تو اسوقت بھی کچھ نہین ہوا۔ اور یہ سب صرف کمشنر صاحب کی دانائی لیاقت محنت اور استقلال مزاج کا نتیجہ ہے۔ معدودے چند آدمیون کے بھروسہ پر جو اصل کارزار کے وقت جانچنے تک قابل اعتماد بھی تھے انھون نے اپنے صوبہ کے نہایت ہی برانگیختہ مقامات کا فتور رفع کرنے کا بیڑا اُٹھایا خود اپنے انتظام کے

ذریعہ سے کمسریٹ کا سامان جمع کیا فوجی حکام کو کام کی طرف متوجہ رکھا ملک کی سول گورنمنٹ قایم رکھی سکھون کو سکھون کے مقابلہ مین لڑوایا اور نہایت متعصب المذہب اشخاص کو اُنکے اعلیٰ گروون کے مقابلہ مین کھڑا کیا ۔
اس یادگار سال کے ماہ نومبر مین میزان پنجاب اور بھی لغزش کھانے یا جیسا کہ ابتدائی تین لڑائیون سے ظاہر ہوتا تھا سکھون کی جانب جھکنے لگا ۔ اگر دوآبہ جالندھر مین بھی آتش فساد مشتعل ہوتی اور ہماری مجبور فوج کے پہین ویسیار اور عقب کی طرف سے بھی خطرہ متصور ہوتا تو معلوم نہین کسقدر خرابی پڑتی ۔ اگر گلاب سنگھ اپنے حال پر چھوڑ دیا جاتا اور چارون طرف سے باغیون کے بس مین آجاتا تو یقیناً وہ بھی اُنکا شریک ہوجاتا اور غالباً کم سے کم جنگ گجرات کے پیشتر چلیان والا کی ایسی ایک اور لڑائی ہوتی ۔
ایسے کارہاے نمایان پر توجہ کرنے مین وہ نامی گرامی اور کامل شخص قاصر نہین رہ سکتا تھا جو لارڈ ہارڈنگ کی جگہ گورنر جنرل مقرر ہوا تھا اور جو پس وپیش کرنے کی اُن خفیف علامتون کو بھی چھوڑنے لگا تھا جنکی وجہ سے ابتداے ورود ہندوستان مین اُسنے اورون کی راے سے سہل انگاری کی تھی اور جو اسوقت سے ہر شخص کو شاید بے انتہا رکھائی کے ساتھ یہ ظاہر کرنے لگا تھا کہ مین صرف اپنے بھروسہ پر رہنا گوارا کرسکتا ہون ۔
لارڈ ڈلہوسی جنکی طرف یہ اشارہ تھا فیروزپور سے ہنری لارنس کو لکھتے ہین کہ دو بخیال اس امر کے کہ کوئی اشتہار بغیر میری سابق منظوری کے جاری نہوا اور بخیال اس امر کے کہ گورنمنٹ اور اُسکے افسر اتفاق کے ساتھ کارروائی کرین اور اختلاف راے نہونے پاے مین اس مقام کو جو بالکل سرحد کے کنارے ہے چلا آیا ہون اور صرف اسی سبب سے مین یہان ٹھہرا ہوا ہون ؎ صـ ۲۶
اس بات کو لوگ فوراً یقین کرلینگے کہ جو بے سلیقگی اور تاخیر اور خرابیان اوائل کارزار مین واقع ہوین اُنکے وقوع کے پیشتر جہاندیدہ کمانڈر انچیف اور نوجوان اور اپنی دُھن کے گورنر جنرل کے درمیان بہت کچھ طول کلام اور رد وبدل ہوئی ہوگی ۔ لارڈ ڈلہوسی کی متعدد چٹھیات موسومہ ہنری لارنس سے جنکو اُنکے حقیقی القائم فرزند نے عنایت کرکے میرے حوالہ کردیا ہے چند اقتباسات مین ذیل مین درج کرتا ہون ۔ لارڈ لارنس کی چٹھیات اکتوبر ۱۸۴۸ء لغایت ستمبر ۱۸۴۹ء مین جو باتین رہگئی ہین وہ بہت کچھ اقتباسات مذکور سے پوری ہوجاینگی اور اُنسے ایک کام یہ بھی نکلیگا کہ اس زمانے کے بعض سے متقدرات برادران لارنس پر جو شخص اسقدر اثر پیدا کرنے والا آیا تھا اُسکی کیفیت ایک امر کے متعلق (اور مین سمجھتا ہون کہ وہ امر نہایت ہی نامرغوب ہے) بہت وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوجاینگی ۔ اُن چٹھیون کے ذریعہ سے برادران لارنس اور صاحب موصوف یعنی لارڈ ڈلہوسی کے باہمی تعلقات کے متعلق اسقدر مسرت خیز اور دردانگیز باتین معلوم ہونگی کہ اس مقام پر مین ضرور اُنکو درج کرونگا ۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ لارڈ ڈلہوسی کی خط کتابت مین ایک خاص لطف یہ ہے کہ اُنکا زیادہ تر حصہ یعنی وہ سب چٹھیان

جن پر اُنکے اوصیا کا کلی اختیار ہے) اُنکی وفات سے پچاس برس بعد تک کے لیے مہر کر کے رکھدیا گیا ہے کہ کوئی
کھولنے نہ پائے۔ چونکہ وہ اپنی تدبیرات کے مسلم ہونے پر یقین رکھتے تھے اسلیے اُنھون نے یہ بندوبست کیا
کہ اُنکے ہمعصر لوگ تعجیل کے ساتھ تعریف یا مذمت پر مستعد نہو جائین اور اسواسطے اُنکو رہنے دیا ہے کہ آیندہ نسل والے
غور و فکر کرنے کے بعد اُسکی نسبت راے دین۔ پس جو کچھ نتیجہ ہملوگ اُنکی خط کتابت کے اس جزو سے نکالین
اُسکو کسیقدر احتیاط سے نکالنا چاہیے گو وہ برادران لارنس ہی کی خط کتابت کے برابر وسعت اور وقعت کیون نہ رکھتی ہو
ہنری لارنس جیسا کہ مین اوپر بیان کر آیا ہون ایک سال کی رخصت لیکر انگلستان کو گئے تھے جسمین یہ
شرط تھی کہ ضرورت کی حالت مین وہ دو برس تک بڑھ سکتی ہے۔ لیکن غدر ملتان کی خبر سے اُنھون نے قصد
کیا کہ جسقدر جلد ممکن ہو وہ اپنے تئین اپنے عہدہ پر پہونچا ئین۔ وہ نومبر کے مہینے مین انگلستان سے روانہ ہوے
دسمبر مین بمبئی پہونچے وہان سے بسبیل تعجیل ملتان کو گئے وہان کے آخری محاصرہ مین شریک ہوتے پھر ملتان
سے ۹ جنوری کو کوچ کیا اور شہر مذکور کے فتح ہونے کی خبر (گو قلعہ کے فتح ہونے کی خبر نہین لائے تھے) سب سے
پیشتر لارڈ ڈلہوسی کو پہونچائی۔ وہان سے کمانڈر انچیف کے معسکر کو گئے اور ۱۲ تاریخ کو چلیان والا کی مصیبت ص ۲۶۵
انگیز لڑائی مین اگر موجود ہوے۔ وہ ابھی انگلستان سے ہندوستان مین آنے بھی نہ پائے تھے کہ اُنکی نیکی کا اثر پڑنے
لگا۔ سکھون نے یہ کہنا شروع کیا کہ اُنکے جانے کے ساتھ ہی فساد اُٹھکھڑا ہوا اور ہمکو امید ہے کہ اُنکے آنے کی
خبر پہونچتے ہی امن و امان ہو جائیگی۔ ہنری لارنس کے اقبال کا یہ عام عقیدہ اہی لارڈ ڈلہوسی کا یہ جوش
ابھارنے کو کافی تھا کہ وہ اپنا قدم آگے بڑھا کر اپنے ماتحت پر ظاہر کرین کہ اقبال یا ادبار کے پیدا کرنے والے
ہنری لارنس نہین ہین بلکہ لارڈ ڈلہوسی ہین اور وہ اب کوئی بات بغیر اپنا آخری حکم لگائے ہوے ہونے نہ دینگے۔
ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ اُنکا یہ خیال بیجا تھا۔ اُس زمانے مین افواہین اوڑرہی تھین کہ مولراج کا قصد تھا کہ جسوقت
ہنری لارنس آئین تو اُسیوقت اُنکی اطاعت قبول کرلے کیونکہ اُسکو اُمید تھی کہ بہ نسبت کسی دوسرے شخص کے
وہ زیادہ رعایتی شرائط کو قبول کرلینگے۔ لیکن ۱۲ دسمبر کو گورنر جنرل نے سرہند سے ایک چٹھی اس ارادہ سے بھیجی کہ
سر ہنری لارنس کو پہونچنے کے ساتھ وہ چٹھی ملی اور امر مذکور کے متعلق جو غلط فہمیان ہون وہ رفع ہو جائین۔ اُس چٹھی کا اقتباس یہ ہے
مجھے آپ کو یہ اطلاع دینا ہے کہ مین مولراج کی ایک شرط بھی کسی طرح کی نہ قبول کرونگا اور نہ سواے اِس امر کے
کہ وہ بلا شرط اطاعت قبول کرلے اور کسی تجویز کی سماعت کرونگا۔ اگر وہ گرفتار ہوا تو اُسکے مقدمہ کی انصافانہ طور پر گو وہ اس
بات کا مستحق نہین ہے تحقیقات ہوگی۔ اور اگر اُس تحقیقات مین (جیسا کہ دراصل بھی وہی ہے) ثابت ہوا کہ وہ دغاباز ہے
جو برابر تک سرکار انگریزی کے مقابلہ مین شمشیر بکف رہا یا انگریزی افسرون کے قتل مین اُسکی سازش تھی تو جسقدر مجھکو اپنے
زندہ ہونے کا یقین ہے اُسیقدر آپ اس بات کا یقین کر لیجیے کہ اُسکو ضرور پھانسی دیجائیگی۔ لیکن آپ کو اب صرف یہی ایک جواب

اُنکو دینا ہوگا کہ وہ بلا شرط اطاعت قبول کر لا۔ جو کچھ مین نے آپکو لکھا ہے بعد کو وہی ظہور مین آئیگا۔

قبل اسکے ۱۳ نومبر کو جب لڑائی نہین شروع ہوئی تھی اُنھون نے ایک چٹھی الہ آباد سے لکھی تھی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لارڈ ڈلہوسی نے اس زمانہ مین بھی الحاق کی ضرورت اپنے دل مین تسلیم کرلی تھی۔ اور جن لوگون نے اس سوانح عمری کو یہانتک دیکھا ہے اُنمین سے بہت کم لوگ ایسے ہون گے جو اس امر مین ہنری لارنس کی راے سے اتفاق کرینگے اور آنکی راے سے نہ کرینگے۔ لارڈ ڈلہوسی لکھتے ہین کہ

ہماری قطعی حکمت عملی کا اظہار اسوقت تک ضرور نہین ہے جب تک ملتان فتح اور سکھون کا فساد رفع نہ کر دیا جاے لیکن مین اس امر سے اعتراف کرتا ہون کہ درمیان مین مین کوئی ٹھہراؤ کا مقام رکھنا نہین چاہتا ستلج اور پشاور کے درمیان ایک قومی ہندو گورنمنٹ کے قائم رکھنے کے متعلق مجسے بڑھکر لارڈ ہارڈنگ کی حکمت عملی کا سچا موئد کوئی نہوگا۔ ایسی گورنمنٹ کے قائم رکھنے کے لیے انسان سے جہانتک تائید ہوسکتی ہے وہانتک مین نے تائید کی اور اس حکمت عملی کو قائم رکھا لیکن اب مین ایسا کرنے مین کسی طرح کی مصلحت نہین دیکھتا۔ اور جو کچھ مین کر رہا ہون اپنے نزدیک بہترین امر سمجھکر کر رہا ہون۔ ص ۲۶۹

۱۸ جنوری کو یعنی جنگ چلیان والا کے پانچ دن کے بعد ہنری لارنس اپنی قدیم قیامگاہ لاہور مین آگئے جہان یکماہ بعد سے انکو اپنے سابق کے عہدہ رزیڈنٹی پر پھر عود کرنا تھا اور یہان جنگ چلیان والا کی "فتحمندی" کا نتیجہ اُنھون نے یہ دیکھا کہ کمانڈر انچیف نے آئندہ مفتوح سکھون کے آگے بڑھنے مین خلل ڈالنے کے لیے پھاٹکون کے بنوانے اور پلون کے تڑوانے کا ذکر کیا۔ لارڈ ڈلہوسی ہنری لارنس کو لکھتے ہین کہ

آپ کہتے ہین کہ مین نے لاہور جاکر جو کچھ دیکھا اور سنا اس سے مجھکو رنج ہوا اور وہی رنج مجھکو بھی ہے اور عرصہ سے چلا آتا ہے لیکن یہ البتہ مجھکو معلوم نہین ہے کہ ہم سب لوگون کا رنج ایک ہی امر کے متعلق ہے یا اور امورات مین ہے۔

ایک اور چٹھی مین فیروزپور سے لکھتے ہین۔

آپ اس کا کچھ خیال نہ کرین کہ صوبجات دریاے ستلج پر آپ کی حکومت کے بارے مین اور لوگ کیا کہتے اور اسکو پسند کرتے یا نہین کرتے ہین۔ مین سمجھتا ہون کہ آپ نفع سرکار کے خیال سے اسکو بہتر سمجھینگے اور یہ ہر شخص کے لیے کافی صلہ ہے۔ کرنل —— کی گوشمالی کیجیے کیونکہ بے اسکے چارہ نہین ہے۔ جنرل —— مین انسان کا صبر و استقلال نام کو بھی نہین گیا ہے۔ بریگیڈیر —— کو بلطائف الحیل یا خوف دلاکر نکال دیجیے۔

جس چٹھی مین لارڈ ڈلہوسی نے جو ابھی ہندوستان مین تازہ وارد تھے اور پنجاب کو دیکھا تک نہ تھا ہنری لارنس کی زجر و توبیخ کی تھی اسکا سبب وہ اشتہار نہین تھا جسکو اُنھون نے خود اپنے حکم سے مشتہر کرایا تھا بلکہ ایک اور اشتہار کا مسودہ تھا جسکو اُنھون نے گورنر جنرل موصوف کی کامل منظوری سے تیار اور بعد اسکے آخری منظوری کے لیے اُنکے پاس بھیجا تھا اور اُنکی ناراضی کی اصل وجہ یہ ہوئی کہ ہنری لارنس نے ایک بہادر دشمن کی نسبت

کچھ بیان اپنے ذاتی خیالات کے مطابق کیا تھا) اسکا ایک بڑا حصہ ہنری مر یول صاحب اپنی سوانح عمری سر ہنری لارنس مین چھپوا چکے ہین۔ بس اب اس مقام پر اسکے مکرر محول کرنے کی کچھ حاجت نہین ہے۔ اگر اس قسم کی چٹھی ہنری لارنس سے کتر ذیجس اور ان ادشخص کو ملتی تو وہ برق ہو جاتا اور جو لوگ اس بات کو جانتے ہین کہ کیا انھون نے کیا اور کون وہ تھے وہ اسوقت بھی اس چٹھی کو پڑھکر افسوس کرینگے۔

الغرض ہمارے بعض عمدہ ترین سرکاری ملازمان ہندوستان کا یہ نتیجہ ہوا اور وہ ایک ناگزیر نتیجہ ہے۔ ص ۲
اور یہ انکی حالت کے متعلق ایک ایسا سقم ہے جو انقلاب حالات گورنمنٹ ہند اسکے اور انگلستان کے مابین سہولت آمد و رفت یورپ اور ہندوستان کے پولیٹکل معاملات کی روز افزون ترقی اور اس جوش جماعت کے ساتھ جو اسطور پر دور دراز کے ممالک پر پڑتا ہے اور بھی بڑھتا جاتا ہے۔ نیا وائسرائے جیسا کہ ابھی حال ہی مین ہوا ہے عاقلانہ خواہ غیر عاقلانہ طور پر اسی قصد سے آتا ہے کہ اپنے جانشین سابق یا جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے اپنے عاقل ترین جانشین سابق کی کارروائی کو بدل دے۔ اس کام کے لیے اسکو حکمت عملی مذکور کے ادنی سر براہ کارون کو آزاد کرنا یا انسے نجات حاصل کرنا پڑتا ہے اور یہ امر کہ اس بات سے وہ انکے زوال مین سہولت پیدا کرتا ہے یا عداوت کو اور زیادہ بڑھا دیتا ہے اسکی ہمدردی اور کشادہ دلی پر موقوف ہے۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جسقدر ایک سربراہ کار کو ایک گورنر جنرل معتمد سمجھتا ہے اسیقدر دوسرا گورنر جنرل اسکو غیر معتمد سمجھتا ہے۔ کسی خاص امر سے جسقدر زیادہ اسکو واقفیت حاصل ہوتی ہے اسیقدر اسکے بارے مین اسکی رائے کم لیجاتی ہے۔ شاید سرشت انسانی کا خاصہ یہی ہے۔ صرف شہر ایتھنز[1] کے عوام الناس ہی دنیا مین ایسے نہ تھے جنھون نے ارسٹائیڈیز کو صرف اسوجہ سے نکال دیا تھا کہ اسکو "نجیب[1]" کہتے کہتے وہ عاجز آگئے تھے۔ پس نیا گورنر جنرل ہندوستان کے کسی افسر سے جس طرح کا برتاو کرتا ہے بعض اوقات افسر مذکور کی لیاقتون کے بالکل برعکس ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات اس صورت مین اور بھی زیادہ ہوتی ہے جب نیا وائسرائے صرف اسی بات کا بیڑا اٹھا کر نہین آتا ہے کہ وہ ایک نئی حکمت عملی پیدا کریگا بلکہ پہلے ہی سے اسکا نقشہ کھینچے لاتا ہے۔ کیونکہ ادھر تو وہ خود (سوائے ان بعض شاذ و نادر صورتون کے جب سول سروس کے ذریعہ سے اسکی ترقی ہوتی ہے) اپنے تجربہ کے مطابق ہندوستان کے حالات سے محض نابلد ہوتا ہے اور ادھر انگلستان مین اسکو ایسے اشخاص تعلیم دیتے ہین جو قیاساً اس سے بھی کم واقف ہوتے ہین۔ اسلیے سب کے پہلے اسکی کارروائی یہی ہوتی ہے کہ جو لوگ حقیقت حال سے واقف ہوتے اور اسکے خلاف رائے دیتے ہین انکو وہ کسی نہ کسی طرح سے کھنی مار مار کر نکال دیتا ہے حالانکہ وہ اتنے برسون کا تجربہ رکھتے ہین جتنے گھنٹون کا اسکو تجربہ نہوگا۔ حال کے ایک وائسرائے نے کہا تھا کہ "

[1] جلد دوم صفحہ ۱۲۳

مین مقامی تجربہ کے متعلق ایک بات بھی نہ سنونگا" اور یہ اس وقت کی بات ہے جب ایک ایسا افسر تھا جو سرحد افغانستان سے اپنے گھر کے برابر واقفیت رکھتا تھا اپنے تجربہ کے نتائج پیش کیے تھے اور اُسوقت مقتضائے حالات کے اعتبار سے مناسب یہی تھا کہ اُن باتون سے وائسرائے موصوف حرف حرف کا فائدہ اُٹھاتا۔ اُسنے تو یہ کہکر فرصت پائی کہ مین مقامی تجربہ کے متعلق ایک بات بھی نہ سنونگا مگر اُسکا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ ہندوستان و انگلستان دونون کو اپنے نقصان کا خیال کرکے برسون تک نہ بھولے گا۔

ص ۲۷۱ یہ بات نہین ہے کہ مین لارڈ ڈلہوسی کو دم بھر کے لیے بھی لارڈ ڈلہوزی کی حکومت سے تشبیہ دون یا ہنری لارنس کی مثال کسی امر کے اعتبار سے اُن عمر بھر کے "پاسبانان سرحد" سے دون جنکو حال کے وائسرائے نے "جھککر سلام کیا" اور کہا کہ "بس رخصت" حالانکہ اُنکو لازم تھا کہ پوچھتے پوچھتے اُنکا دماغ چاٹ جاتا یا اگر اُنکی نصیحت یا نسکو پسند نہ آتی تو بہر حال اُسکو یاد رکھتا اور اپنی خدمتون مین اُنکے ذریعہ سے فائدہ اُٹھاتا۔ لارڈ ڈلہوسی مین چاہے جو عیوب ہون مگر اُنکی نظر بالکل رفاہ خلائق پر تھی اور اُنکا ارادہ یہی رہتا تھا کہ جو کچھ کرین اُسکے بیشتر جہانتک اُسکے بارے مین واقفیت حاصل ہو سکے حاصل کرین۔ وہ اپنے ہر ایک ماتحت پر جسکو اس قابل سمجھتے تھے اعتماد کرتے تھے مگر اس شرط سے کہ ماتحت مذکور اپنا اختلاف ظاہر کرنے کے بعد پھر اُنکے حکم کی تعمیل کرتا۔ اور جب کوئی اچھا شخص ہوتا تو وہ ضرور اُسکو اچھا تسلیم کرتے تھے چنانچہ اس سے اُنکے دشمن بھی اقرار کرینگے۔ ۱۴۔ فروری کو ہنری لارنس کے نام کی چٹھی مین وہ لکھتے ہین کہ "آپ اپنے خیالات آزادانہ طور سے ظاہر کرتے ہین اور مجھکو امید ہے کہ آیندہ کے لیے بھی اسی طرح ظاہر کرتے رہینگے۔ اگر ہم لوگون کی راے خلاف ہوگی تو ہم کہدینگے کہ ہماری راے خلاف ہے لیکن میرے اس قول سے (اور اس مقام پر وہ بیشک ہنری کے دماغی سقم کی نسبت اشارہ کرتے ہین) یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کچھ بے اعتباری ہے"۔ اس سے بھی پیشتر ۲۴۔ فروری کی ایک چٹھی مین انھون نے ہنری لارنس کو لکھا تھا کہ "ابھی مین آپکو کمال راستی کے ساتھ یہ لکھ چکا ہون کہ مجھکو آپ کی قابلیت آپکے زور اور آپکے تجربہ پر پورا بھروسہ ہے۔ اور جب مجھکو آپ مین ان اوصاف کے موجود ہونے کا یقین ہے تو اپنی جو کچھ راے آپ ظاہر کرینگے مین اُسکو نہایت وقیع سمجھکر اُسپر کامل غور کرونگا"۔

میرے نزدیک لارڈ ڈلہوسی کا اپنے ماتحتون کی نسبت یہی انداز رہا اور اب اس تشریح کے بعد مین اُنکی چٹھیون کے بعض بعض فقرات اس بات کے سمجھانے کے لیے بیان کرتا ہون کہ اُنکی تحریر مین کیسا زور تھا اپنی ذات پر وہ کسقدر بھروسہ رکھتے تھے خاص اپنی راے پر چلنا اُنکو کسقدر پسند تھا اور فوجی حکام علی الخصوص بہادر اور جہاندیدہ کمانڈر انچیف کی غلطیون اور عیبون پر کیسی چشم نمائی کرتے تھے (بعض اوقات یہ چشم نمائی ایک سویلین کی کوتہ بینی ہوتی تھی جو اُن تمام دقتون کو نہین دیکھ سکتا تھا جنکی کیفیت فوجی حکام پر اظہر من الشمس تھی۔)

وہ مسئلہ جسکی بابت ہنری لارنس ایسے فرمانبردار افسر پر بھی عتاب آیا تھا مفتوح سرداروں (بشرطیکہ وہ مفتوح کہے جا سکتے ہون) کے ساتھ برتاؤ کرنے کا معاملہ تھا۔ ہنری لارنس جو اُنکے حالات سے بخوبی آگاہ اور اُن لوگوں مین خود بھی متعارف تھے اپنی معمولی کشادہ دلی سے یہ چاہتے تھے کہ جہانتک ممکن ہو آسان شرائط پر اُنکے ساتھ معاملہ کیا جائے لیکن لارڈ ڈلہوسی کہتے تھے کہ ہم اس قسم کی ایک بات بھی نہ سنینگے۔ یہ مغرور طاقتور سردار اگر اطاعت بھی قبول کر لینگے تو سوا اسکے اُنکے ساتھ اور کچھ نہین ہو سکتا کہ "اُنکی جان بخشی کیجائے اور کچھ گزارہ مقرر کر دیا جائے"۔ اور آخر کو جب یہ لوگ اُنکے ہاتھ لگے تو جو کچھ اُنھون نے کہا تھا وہی کیا۔ "چتر سنگھ اور شیر سنگھ کو اس بات کی اجازت نہین دیجا سکتی کہ وہ اپنے گھر پر رہین اور فرصت پا کر سازشین کیا کرین"۔ اُنھون نے جارج لارنس اور انگلش لیڈیون کے ساتھ جو بہادرانہ برتاؤ کیا تھا اور جنکی رہائی کے متعلق لارڈ ڈلہوسی نے بھی جیسا کہ اُنکی خط کتابت سے ثابت ہے بڑی ہمدردی ظاہر کی تھی) وہ لارڈ ڈلہوسی کے نزدیک اس بات کی کوئی وجہ نہین تصور کیا گیا کہ اُن لوگون کے ساتھ بھی علو ہمتی کا برتاؤ ہوتا۔ چنانچہ ایک چٹھی مین لارڈ موصوف لکھتے ہین کہ "اُنکے ساتھ آسان شرطین اس بنیاد پر کہ اُنھون نے قیدیون کے ساتھ عمدہ سلوک کیا ہے کرنے کے بارے مین میری کچھ اور رائے ہے۔ میرے نزدیک چتر سنگھ اور اُسکے بیٹون نے جو اپنے بہترین دوستونکو گرفتار کر کے قیدی بنایا تو اسمین اُنکی خونخواری کچھ کم نہین ظاہر ہوتی ہے اور اُنکے ساتھ جو بدسلوکی نہین کی تو اُسکی وجہ صرف یہ ہے کہ اُنھون نے غیر ممکن الحصول بدنامی سے اپنے تئین محفوظ رکھا سوا اسکے اور کچھ نہین ہے"۔ ہنری لارنس نے یوماً فیوماً اُن سردارون کے بارے مین جنکا قصور کم تھا نہایت زور دے دیکر چٹھیان لکھین مگر اُنکا کچھ فائدہ نہوا۔ لارڈ ڈلہوسی نے جواب دیا کہ

اُنکے لیے گزارہ کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ گزارہ کی مقدار پر بحث کرنے کی اجازت دیجائیگی لیکن اُنکی جائداد ہر قسم کی ضبط سرکار ہوگی۔ ... اس اثنا مین اُنکو کسی مقام پر نظر بند رکھا جائے لیکن مقام کے مقرر ہونے تک اُنکی جائداد مقروق رہے۔ اگر وہ بھاگ گئے تو یہ عہد کالعدم ہو جائیگا اور اگر گرفتار ہو آئے تو مین اُنکو قید کر دونگا۔ اور اگر اُنھون نے پھر قصور کیا تو جسطرح اُنکے اسوقت اور میرے اس وقت تک زندہ رہنے کا یقین ہے اُسیطرح اس بات کا بھی یقین کرنا چاہیے کہ مین اُنکو پھانسی دونگا۔

پھر گیارہ فروری کو لکھتے ہین کہ۔

کیمپ مین جہانتک کمانڈر انچیف کا تعلق ہے ہر شے روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے ... مجھکو عمدہ خبر کے آنے کی کوئی اُمید نہین رہی اور اب مین اس خوشخبری کے آنے کا منتظر ہون کہ ہز اکسیلنسی کے "اُنھون نے جوش نہین مارا" بلکہ چند روز کا انتظار گمک پہونچنے کے لیے اور کیا جس سے آیندہ کارروائی مین یقین کے ساتھ کام کرنے کا اُنکو

موقع ملیگا۔ مین نے آج انکو آیندہ کارروائیان کرنے کی ہدایت ایسے الفاظ مین دی ہے جو انکو بہت ناگوار گذرینگی لیکن اسکی ضرورت اور مصلحت تھی تاکہ انکو اشتباہ ہوجاے اور یہ سمجھ جائین کہ مین انکو اپنی جوابدہی مین رکھنا چاہتا ہون۔

دوسرے روز ہنری لارنس کی اس درخواست کا اشارہ کرکے کہ وہ لشکرگاہ مین جائین اور زود رادو عاقبت اندیشی پیدا کرنے کے لیے اپنا اثر ڈالین انھون نے یہ چٹھی لکھی۔

یہ بات ابھی سے بدنامی کے ساتھ مشہور ہوچکی ہے کہ نہ آپ اور نہ کوئی دوسرا شخص کمانڈر انچیف کے دل پر اپنا کوئی بھاری اثر ڈال سکتا ہے۔ اگر آپ ایسا کرسکتے تو چلیان والا کی لڑائی کا وہ حال نہوتا جو ہوا ہے۔۔۔۔ ہم چاہے جو کچھ کرین لیکن ہندوستان مین ہماری حکومت کا وہ رعب جو پہلے تھا مشکل سے پیدا ہوگا۔ اور نہ ہماری فوجی عظمت کا اثر ہوگا جسکی وجہ کچھ تو وہ ہے جو واقعات سے ثابت ہوتی ہے اور کچھ یہ ہے کہ بے عقل منافق طبع اور ذلیل باتین تمام ہندوستان کے انگریزون مین از اعلی تا بہ ادنی اختلاف پیدا کررہی ہین۔۔۔۔ علاوہ برین مین بھی کسی کا محکوم ہون اور آسنے سب کے پہلے مجھکو ملک کے فتح کرنے کا حکم دیا ہے۔ اسکی مین تعمیل کرونگا انشاء اللہ تعالے۔

اس مقام پر بیان کرنا چاہیے کہ لارڈ گف خود لارڈ ڈلہوسی کی ہدایتون کے بموجب اس کمک کے منتظر تھے جو جنرل وہوش بڑی تعجیل کے ساتھ ملتان کو لیے جاتے تھے تاکہ وہ کمک آلیتی تو دوسری لڑائی کی جوکھم اٹھاتے۔ اور اسی معطلی کی حالت مین یہ خبر پہونچی کہ غنیم جو ہمارے مقابلہ مین بمقام رسول لشکر ڈالے پڑا تھا وہ یکبارگی اپنی جگہ چھوڑکر خدا جانے کس طرف چلدیا کیونکہ ہمارے بعض مخبرون نے خبر دی تھی کہ وہ لوگ پورب طرف جہلم کو اور باقیماندہ پچھم طرف گجرات کو چلے گئے ہین۔ لارڈ ڈلہوسی بتاریخ ۱۵ فروری ہنری لارنس کو لکھتے ہین کہ۔

آپ نے خوب لکھا ہے کہ جاے حیرت ہے کہ سکھ لوگ اسطور سے ہمارے گرد گھوم رہے ہین اور کچھ تعرض نہین کیا جاتا۔ اسکے بارے مین جو کچھ کہا جائے ٹھیک ہے۔ میرے پاس کمانڈر انچیف کی آج ایک چٹھی آئی ہے جو چلیان کی لڑائی کے بعد یہ معمّا بہت جلد حل ہوگیا اور یہ دریافت ہوا کہ شیر سنگھ لارڈ گف کی داہنی جانب کا مورچہ چھوڑکر انکے عقب مین آیا اور گجرات مین اپنا صدر مقام قائم کیا اور اپنی فوج کا ایک حصہ دریاے چناب کے بھی اس پار اتارا اور اسطور پر غیر محفوظ شہر لاہور پر حملہ کرنے کی دھمکی دی یا انکو دکھلانے کے لیے ایسا کیا۔ اس اثنا مین لارڈ گف کو جو مہینہ بھر سے اپنے بھاری ساز و سامان کے اخراجات کے شاکی تھے لیکن اپنے کیمپ سے اسکے منتقل کرنے پر رضامند نہین تھے قریب سے دشمن کا تعاقب کرنا غیر ممکن پایا اور اسکے عبور دریا مین مانع ہونے کے لیے ایک بریگیڈ کو بھی علیحدہ کرنا ممکن نہ سمجھا۔ لارڈ ڈلہوسی لکھتے ہین کہ۔

افسوس ہے کہ ہماری سپہ سالاری ہوگا فوقا تنزل پذیر ہوتی جاتی ہے۔۔۔۔ مین نہایت تحمل کے ساتھ اس

اعلان کا انتظار کر رہا ہون کہ غنیم کہان ہے اور ہماری طرف سے کیا کارروائی ہوتی ہے - فی الحال تو میرے پاس کمانڈر انچیف کی خبر آئی ہے جسکے معنی تاویلاً یہ لگائے جا سکتے ہین کہ کل تک کے لیے اُنکا حکم منسوخ کر دیا گیا ہے"۔

لارڈ ڈلہوسی کی ایک چٹھی مورخہ ۲۰ فروری موسومہ ہنری لارنس لارڈ موصوف کے خاصہ طبیعت کو اس شدت سے ظاہر اور اُنکے زور دماغ پختگی راے اور قوت بیان کو اس وضاحت کے ساتھ عیان کرتی ہے اور ساتھی اُسکے اس امر کو کہ جسطرح کی فرمانبرداری وہ اپنے ماتحتون سے چاہتے تھے اُسیطرح یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ لوگ اپنے ماتحتون کو اُسیطرح سے مطیع رکھین اس صفائی کے ساتھ ثابت کرتی ہے کہ مین اُسکو پورا پورا درج کرنے مین کسیطرح کی عذر خواہی نہین کرتا ہون - وہو ہذا -

آپ نے جو خبرین بھیجین فی الجملہ قابل تسکین ہین اور مین خدا سے دعا کرتا ہون کہ بہت جلد مجھکو فتح نمایان حاصل ہو جس سے سب خوش ہون اور ملک مین امن وامان ہو - آپ نے جنرل کیمبل (سر کالن) کے بارے مین جو لکھا ہے کہ اُنھون نے آپ سے ذکر کیا کہ دریاے جہلم سے اس سال عبور کرنے کا کوئی خیال نہین پایا جاتا اُسپر مین نے بہت غور کیا"۔ آپکے بھائی اسکے پیشتر آپکو اس امر کے متعلق یقین دلا چکے ہونگے جسکا اُنھون نے اتفاقیہ طور پر مجھسے بیان کیا - کمانڈر انچیف کے معسکر مین جو خیال ہے اُسکا تو اور بھی کچھ مطلب نہین نکلتا - گف کا کام یہ ہے کہ وہ لڑائی کی تلاش کرے اور مین خیال کو تلاش کرتا ہون اور گف نے ابتک جو خیال پیدا کیا ہے وہ ایسی معیوب اور بری طرح کا ہے کہ اُس سے مجھکو اس بات کی ترغیب نہین ہوتی کہ مین اپنے مناسب لوازم منصبی کی تعمیل سے انحراف کرون - آپکی چٹھی کا تفصیلی جواب اس شب کو لکھنے مین بڑا طول ہوگا - مین عام طور پر صرف یہ بات بیان کیے دیتا ہون کہ گف مذکور اسی فصل مین دریاے جہلم اور اگر خدا نے چاہا تو دریاے سندھ سے بھی عبور کریگا اور کمانڈر انچیف اور جنرل تھیک ول یا محکمہ کے لوگ نہ عبور کرینگے - جنرل گلبرٹ کمان کرینگے اور مجھکو امید ہے کہ سب کام بوجہ احسن انجام پائیگا - یہ سب باتین کچھ روز پیشتر مین کمانڈر انچیف کو لکھ چکا ہون اور اُنکو اختیار اور ہدایت دی ہے کہ بشرط ضرورت خود بندوبست کرین اور جو باتین مناسب سمجھین حتی الامکان اُنکو درست کر دین -

آپ نے میجر اڈورڈس کے بارے مین جو کچھ لکھا ہے اُس سے مجھکو سخت تعجب ہوا بلکہ یہ کہیے کہ تعجب تو کچھ نہین مگر کمال رنج ہوا - (یہان اس بات کو بیان کر دینا چاہیے کہ اڈورڈس صاحب پٹھانون کی ایک رجمنٹ کو جسکی وفاداری مین اُنکو شبہ تھا بغیر اسکے کہ سر ہنری لارنس سے پہلے اجازت لے لینے شکست کر دیا تھا) - آپکے طرز عبارت سے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ مجھکو یہ کہنے کی حاجت نہین ہے کہ آپ کو میجر اڈورڈس سے سخت بازپرس کرنا لازم ہے - مگر اس بات کو جو مین بارہا بیان کر چکا ہون یہان ایک مرتبہ پھر مین بیان کرتا ہون کہ رزیڈنسی مین میجر اڈورڈس کے علاوہ ایسے ایسے لوگ ہین جو بظاہر اسوقت اپنے تئین افل درجہ گورنر جنرل تصور کرتے ہین - اُنکے سر سے آپ یہ سودا جسقدر جلد نکال دینگے

اسیقدر اُنکے اور آپکے آرام کے حق مین بھی مفید ہوگا۔ مجھکو اس بات مین شک نہین ہے کہ آپ بہت جلد اُنکے لیے ترقی اور زیر بار
تلاش کرینگے ۔ اور مین تو جسوقت کچھ اور امن وامان قائم ہوئی دم بھر کے لیے یہ باتین گوارا نہ کرونگا اور میجر اڈورڈس سی۔ بی ۔
سے لیکر ادنی درجہ کے عہدہ دار تک جو حال مین بھرتی ہوا ہو جو کوئی ایسا کریگا اُسکی خبر لونگا۔ کل پھر آپکو لکھونگا ۔

راقم آپکا صادق دوست ڈلہوزی

معترضین لارڈ ڈلہوزی (اور یہ امر ضرور قابل تسلیم ہے کہ یہ نوک جھوک مذاق اور اکثر موقع کی چٹھیان ایسی ہین ہین جن سے کوئی شخص اُنکے ساتھ محبت کرے) اور معترضین لارڈ گف (جن کے ساتھ باوصف اُنکی غلطیون اور لغزش رائے کے اُنکی بہادری اور فوجی سطوت کے سبب سے لوگ الفت کرتے تھے) یکسان طور پر خیال کرینگے کہ گو کمانڈر انچیف مذکور پر صاف صاف یہ نوکین اور چشم نمایان ہوتی تھین مگر وہ نہایت غور و فکر کے ساتھ اور مسلسل اُستادانہ کارروائیون کے ذریعہ سے ایک ایسی سربلند فتح کی تیاریان کر رہے تھے جو ابتک کبھی ہندوستان مین نہوئی ہوگی ۔ جنگ گجرات ۲۱ فروری کو ہوئی ۔ لارڈ گف نے ۲۰۰۰۰ سپاہیون اور سو توپون سے سکھون پر حملہ کیا جو ایک منتخب اور مستحکم مقام مین ۵۰۰۰۰ سپاہیون اور ساٹھ توپون کی جمعیت سے صف آرا تھے ۔ اپنے سخت تجربہ پایہ کہیے کہ لارڈ ڈلہوزی کی پرزور چٹھیون کی مدد سے جو اسوقت میرے سامنے رکھی ہوئی ہین اُنھون نے اپنی صف آرائی کے قواعد کو بدل دیا اور سر جان چیپ انجنیر اور سر پیٹرک گرنٹ کی عاقلانہ نصیحت سے جو اُنکے داماد تھے اُسوقت تک اپنے تئین اور اپنے سپاہیون کو روکے رکھا جب تک توپخانہ کا مناسب کام درجہ اتمام کو نہ پہونچ گیا ۔ جب سکھون کی توپین خاموش کردی گئین تو اُسوقت بھی وہ بہادرون کی طرح لڑے گئے لیکن وہ بالکل برباد کر دیے گئے اور گلبرٹ صاحب نے جو ہندوستان بھر مین سب سے عمدہ شہسوار تھے کئی دن تک بسواری پشت زین تباہ شدہ فوج کا تعاقب کیا تاآنکہ آخر مین اُسنے اپنی توپین سامان جنگ اور انگریزی قیدی (جو لارڈ ڈلہوزی کے نزدیک سب سے زیادہ ضروری تھے) اُنکے حوالہ کر دیے ۔

جسوقت سکھون کی اس فوج نے جو عالیشان سپاہ خالصہ کی یادگار رہگئی تھی آخری مرتبہ اطاعت قبول کی اُسوقت کی کیفیتین اسطرح کی حیرت انگیز تھین کہ ہندوستان مین بہت کم دیکھنے مین آئی ہونگی ۔ بقول ایڈون آرنالڈ ۳۵ سردارون نے شریفانہ نفس کشی سے اپنی تلوارین گلبرٹ صاحب کے قدمون پر ڈال دین اور سکھ سپاہی گروہون کی دورویہ قطار کے درمیان سے جو سڑک پر آراستہ کی گئی تھی ایک ایک کرکے گذرے اور ہتھیارون کے انبار پر جو بڑھتا جاتا تھا اپنی ڈھال تلوار اور بندوق ڈالتے اور پھر اُنکی فولادی زرہ کو سلام کرکے میدان کی طرف عام آدمیون کے طور پر چلے جاتے تھے ۔ لیکن اُسوقت کی کیفیت (جیسا کہ مجھسے ایک شاہدی نے بیان کیا ہے) اور بھی زیادہ دلکش تھی جب ہر ایک سوار ہمیشہ کے لیے اس جانور سے جسکو وہ اپنی آنکھ

سمجھتا تھا جدا ہوتا تھا (یہ وہ بہادر گھوڑا تھا جسنے بڑے بڑے سخت معرکون مین انسکو حفاظت کے ساتھہ رکھا تھا) یہ امر ایسا تھا کہ سکھ لوگ بھی با وصف اپنے اس تحمل کے اسکو برداشت نہین کرسکتے تھے۔ وہ اپنے وفادار رفیق کے ہر ہر جزو بدن کو چومتے اور تھپکی دیتے تھے اور بعد اسکے استقلال کے ساتھہ چلے جاتے تھے۔ لیکن انکا یہ استقلال شکست ہوجاتا تھا وہ پھر پیٹھہ پھیر کر دیکھتے ایک بار اور پیار کرتے اور پھر آخر مرتبہ چلتے وقت آنکھ مین آنسو بھر لاتے اور چلا کر یہ کہتے تھے کہ "آج رنجیت سنگھ مر گئے"۔ یہ الفاظ ہمارے اور سکھون کے باہمی تعلقات انکی بہادرانہ مخالفت اور اس سے بھی زیادہ بہادرانہ ناگزیر تبعیت کی کلید ہین۔

لیکن گلبرٹ صاحب کا کام ابھی تمام نہین ہوا تھا۔ وہ سیدھے آگے بڑھتے اور تعاقب کرتے چلے گئے اور افغانی سپاہ کو جو سکھون کی مدد کو آئی تھی دریاے سندھ کے اُس پار نکال کر پشاور اور وہان سے خیبر کی محرابون تک جو خوش قسمتی سے انکی سدراہ ہوئین بھگا دیا۔ اسطور پر جنگ گجرات سے صرف لڑائی ہی نہین بلکہ کارزارہی کا خاتمہ ہوگیا۔ فتحمندی کے جوش مین پیشتر کی سب خرابیان فراموش ہوگئین اور فاتح گجرات نے بڑی آب وتاب سے اپنی کمان سر چارلس نیپیر کے حوالہ کردینے کا موقع پایا جو کمال عجلت کے ساتھہ انکی جگہہ مقرر کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے اور آغاز ماہ مئی مین انگلستان سے یہان پہونچ گئے تھے۔

اب فتحیابی کے صلہ مین کل ملک پنجاب معہ پشاور وصوبجات آنروے دریاے سندھ لارڈ ڈلہوسی کے قدمون پر آگرا اور وہ ایسے شخص نہین تھے جو عام خواہ خاص اسباب کا خیال کرکے اسکی طرف سے اپنے پاؤن سمیٹ لیتے۔ اپنے ایک سرکاری کاغذ مین جو اُس زمانے کے ایک یا دو سال کے بعد لکھا گیا تھا اُنھون نے تحریر کیا تھا کہ "مین یہ موقع پاکے اپنی قوی اور سمجھی بوجھی راے ظاہر کرتا ہون کہ سرکار انگریزی ایک صائب اور عاقلانہ حکمت عملی کی عملدرآمد مین اپنے تئین پابند سمجھتی ہے کہ اسطرح جب اسکو علاقہ یا مالگزاری کے بڑھانیکا کوئی جائز موقع ملے تو اسکو ترک یا فراموش نہ کرے" (یہ راے انصافانہ خواہ غیر انصافانہ اور ضروری خواہ غیر ضروری صحیح اور قرین مصلحت خواہ خلاف مصلحت ہو مگر بہت سی دیسی ریاستون کے لیے بمنزلہ سزاے موت کے تھی)۔ لیکن پنجاب کے بارے مین انصاف کے متعلق کوئی اعتراض نہین ہوسکتا تھا اور مصلحت یا ضرورت کے بارے مین بہت کم کہا جاسکتا تھا بلکہ وہان کے لیے بطور قاعدہ کلیہ وہ راے چسپان ہوسکتی تھی۔ ہمارے اوپر سکھون نے دو مرتبہ بغیر اسکے کہ انکو کسیطرح کا اشتعال دیا جاتا حملہ کیا اور دوسری مرتبہ تو ایسی حالتون سے اُنھون نے مخالفت کی جن سے صراحتاً اُن پر دغابازی ناشکرگزاری اور قلبی عداوت کا جرم عائد ہوسکتا ہے۔ خالصہ حکومت کو اسکی اندرونی کمزوری سے بچانے کے لیے لارڈ ڈلہوسی اور لارڈ ہارڈنگ اور جان اور ہنری لارنس نے نہایت ایمانداری اور بے انتہا رعایت کے ساتھہ جو تجربہ کیا اُسمین ناکامی حاصل ہوئی۔ ابتدا مین ہملوگ اپنی خواہش کے

بالکل خلاف اور سرداروں کی متفق علیہ استدعا اور اصرار سے اُنکے ملک مین رہے اور اُدھر ہم لوگون نے انکی استدعا قبول کی کہ دغابازی سے وہ مستعد بجنگ ہوگئے اور اپنی گرمجوشی فوجی قواعد اور بہادری سے پھر ایک مرتبہ ہماری سلطنت ہندوستان کی حفاظت مین خطرہ پیدا کردیا-

لارڈ ڈلہوسی نے اس لڑائی کی ایک ابتدائی ہی نوبت مین اس طرف توجہ کی تھی کہ اُسکا آخری نتیجہ کیا ہوگا اور ہنری لارنس ایسے شخص نے بھی جو دیسی ریاستون کے ایسے بہادر مؤید تھے صرف آدھے دل سے اپنے خیالات اُنکی بربادی کے خلاف ظاہر کیے -گو وہ اس امر سے انکار کرتے تھے کہ الحاق قرین مصلحت ہے لیکن وہ اس امر کو تسلیم کرتے تھے کہ اُسکے قرین انصاف ہونے مین کچھ شک نہین ہے - جان لارنس نے ان باتون کا جن سے ہندوستان کی حفاظت متصور تھی خیال کرکے صاف صاف یہی راے دی کہ الحاق قرین مصلحت اور قرین انصاف بھی ہے -

اس زمانہ کے جو کاغذات میرے سامنے رکھے ہوے ہین اُنکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ جنوری سے دونون بھائی لاہور مین یکجا رہتے تھے - اور جب قریب الوقوع معاملہ الحاق پنجاب کے متعلق گورنر جنرل اور رزیڈنٹ کی باہمی ملاقات ضرور ہوئی تو ہمکو اس بات پر تعجب نہ کرنا چاہیے کہ اُنھون نے خود جانے کے بدلے ایک ایسے کام کے لیے جو اُنکے ناپسند تھا اپنے بھائی کے بھیجنے کو ترجیح دی - یہ ضروری ملاقات ۱۲ مارچ کو فیروزپور مین واقع ہوئی اور دوسرے روز جان لارنس "دو مرتبہ بڑی دیر تک گفتگو کرنے کے بعد" لاہور کو "اپنے بھائی سے اُس امر کا خلاصہ بیان کرنے کے لیے" واپس آئے جسپر بحث ہوئی تھی یعنی یہ دو باتین کہنے آئے کہ لارڈ ڈلہوزی کا ارادہ کیا ہے اور اُسکی کسطرح سے تعمیل کیجائیگی - میرے نزدیک لارڈ ڈلہوسی کو اس شخص پر جو بزمانہ آیندہ اُنکے تمام ماتحتون سے زیادہ نام پیدا کرنے والا تھا اپنی نظر ڈالنے کا یہ پہلا ہی موقع ملا تھا - لیکن جان لارنس نے سکھون کی پہلی لڑائی مین بحیثیت مجسٹریٹ دہلی جو زور ظاہر کیا تھا اور ضلع اور جنگ کے ایام مین دوآبہ جالندھر پر جسطرح حکومت کی تھی اور اُنکی خط کتابت موسومہ سکریٹری گورنمنٹ کو جو دیکھا بھالا تھا اُن سب باتون کا نتیجہ نکال کر لارڈ موصوف نے پہلے ہی اُنکو پرکھ لیا تھا اور جس حیثیت کے وہ آدمی تھے اُسکے مطابق اُنکو سمجھنے لگے تھے - گو لارڈ ڈلہوسی اسطرح کے آدمی تھے کہ وہ اپنے ہی اوپر اعتماد رکھتے اور اپنی ہی راے کو کافی سمجھتے تھے مگر اسپر بھی اپنے ماتحت سے جسکی صلاح بزمانہ مابعد اُنھون نے اکثر اور ایسی حالت مین بھی پوچھی جب اُنکا جواب پیشتر کے دیے ہوے جواب سے متفق نہین پایا گیا اُنھون نے پوچھا کہ "کیہ کیا کرنا ہوگا - پنجاب کے بارے مین اب کیا کیا جاے" - اور جان لارنس نے جو خوب جانتے تھے کہ گورنر جنرل نے ہر حالت مین صوبہ پنجاب کو سلطنت کے شامل سلطنت کرنے کا قصد مصمم کرلیا ہے کمال اختصار کے ساتھ یہ جواب دیا کہ "اُسکو اب ملحق

ص ۲۷

کر لیجیے"۔ گورنر جنرل نے مشکل کے بعد مشکل کا بیان کرنا شروع کیا لیکن جسطرح ڈیماستھنیز حکیم نے اس سوال کے جواب مین کہ "فصیح البیان کے لیے کون سی تین باتین درکار ہین" یہ کہا تھا کہ "کام - کام - کام" اسی طرح جان لارنس نے بھی ہر مشکل کے جواب مین جیسا کہ وہ سب سے بہتر اور انسب سمجھتے تھے بس یہی ایک جواب دیا کہ "اب اسکو ملحق کر لیجیے"۔ پنجاب کے فوراً شامل سلطنت کر لینے مین آسانی تھی کیونکہ اُسوقت لوگ قدمون کے نیچے رَوندے پڑے تھے - پھر گزشتہ سال موسم گرما کی جو مشکلات اور خطرات ایسے مہلک نتائج دکھا چکے تھے اُنسے بھی نجات ممکن تھی اور سب سے بڑھکر یہ کہ صوبہ کے ملحق کرنے مین یہ بات بھی متصور تھی کہ ڈیریکٹران انگلستان بھی معاً اسکو قبول کر لیتے ۔

۲۹ - مارچ کو لارڈ ڈلہوسی نے اپنے سکرٹری سر ہنری الیٹ صاحب کو اس بات کا اختیار سپرد کر کے لاہور روانہ کیا کہ پنجاب کے بارے مین جو کچھ اُنکا ارادہ تھا اُسکو الیٹ صاحب بار عام مین ظاہر کر دین - اور دوسرے دن سر ہنری لارنس رزیڈنٹ اور اُنکے بھائی جان لارنس اور سکھ دربار کے وہ لوگ جو وفادار باقی رہگئے تھے ان سب کے روبرو جہان وہ خورد سال مہاراجہ بھی موجود تھے جو آخری مرتبہ کے لیے رنجیت سنگھ کے تخت پر بیٹھے تھے الیٹ صاحب نے اس اشتہار کو جو سر نوشت مین لکھ گیا تھا باواز بلند اسطور سے پڑھا کہ رنجیت سنگھ کا خاندان تخت نشینی سے معزول کیا گیا خورد سال مہاراجہ کا پانچ لاکھ روپیہ سالانہ وظیفہ مقرر ہوا اور اختیار دیا گیا کہ حدود پنجاب کے باہر جہان چاہین سکونت اختیار کرین اور پانچ دریاؤن (پنجاب) کا ملک معہ زر و زیورات راج علی الخصوص عدیم المثال الماس موسومہ "کوہ نور" برٹش سلطنت کے قبضہ مین درآیا - حاضرین نے اس اشتہار کو خاموشی اور کسیقدر بے اعتنائی سے سماعت کیا - الحق کہ یہ کارروائی خرابی اور بہبودی کے ہیبت ناک احتمالات پر محمول تھی - اُسکی وجہ سے ہنری لارنس کی نہایت مشتاقانہ امیدین اور انتہا سے مرتبہ کی فیاضانہ آرزوئین خاک مین مل گئین لیکن جو کچھ گزر چکا تھا اُسکی رو سے یہی جائز قرار دیا گیا حالانکہ غیر ضروری الحاقون کا بڑے سے بڑا مستقل مزاج مخالف بھی اس بات کو تسلیم کر لیگا کہ نتائج کے اعتبار سے جو کچھ جائز ہو سکتا تھا اُس سے بھی یہ کارروائی بڑھکر ہوئی ۔

باب یازدہم

پنجاب بورڈ کی کارگزاری ۱۸۴۹ء لغایت ۱۸۵۲ء

پنجاب کا الحاق تو ہو چکا تھا لیکن اُسپر حکومت کس طریقہ سے ہوتی - ایک تو یہ ممکن تھا کہ سندھ کی طرح وہ بھی ایک خالص فوجی حکومت کے اختیار مین کر دیا جاتا - یہ طریقہ خود رائے اور نامور سر چارلس نیپیر فاتح سندھ کو دل سے پسند تھا جو اسحیثیت کمانڈر انچیف ہندوستان مین داخل ہوا چاہتے تھے - صاحب موصوف تمام سویلینون کے نام سے تو نفرت کرتے ہی تھے لیکن اپنی نفرت اور تحقیر کا ایک خاص حصہ اُن "فوجی مدبرون"

کے لیے اُنھون نے رکھو چھوڑا تھا جنھون نے لال کوٹ اُتار کر اور کالا کوٹ پہنکر یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ دیدہ و دانستہ نور چھوڑ کر ظلمت کو پسند کر رہے ہین - مگر با اینہمہ (جیسا کہ خود سر چارلس نپیر اس بات سے انکار نہین کر سکتے تھے) ہندوستان کو اُسکی اصلی حالت پر لانے کے واسطے بہت کچھ کوشش کر رہے تھے - اور اگر وہ نہین تو دوسری بات یہ ممکن تھی کہ اکثر صوبے جو زیادہ عرصہ سے ہماری حکومت مین رہ چکے تھے اور جہان زیادہ امن و امان تھی اُنکی تقلید کیجاتی - یعنی یہ کہ پنجاب کے لیے ایک خالص سول گورنمنٹ کسی تربیت یافتہ سولین کی ماتحتی مین مقرر کیجاتی جسکا پہلا مقصد یہ ہوتا کہ وہ پنجاب کو مزید فتوحات کا پایتراب نہ قرار دیتا بلکہ ایسٹ انڈیا کمپنی پر یہ ثابت کرتا کہ اُس ملک پر بخوبی حکمرانی بھی ہو سکتی ہے اور ساتھ ہی اسکے یہ بات بھی اُس سے پیدا ہو سکتی ہے کہ اُسکے ذریعہ سے روپیہ فوج اور ملکی عظمت حاصل ہو - یہ وہ طریقہ تھا جسکی نسبت امید کیجا سکتی تھی کہ ایسے گورنر جنرل کو اگر وہ پسند آئے تو کچھ عجب نہین ہے جسنے سکھون کی سرحد تک پہونچنے کے پیشتر کبھی ایک گولی چلنے کی بھی آواز نہین سُنی تھی اور جو (اُسوقت لوگ یہی یقین کرتے تھے) فوجی حکومت کو اسیقدر ناپسند کرتا تھا جسقدر نہ سر چارلس نپیر سول حکومت کو ناپسند کرتے تھے -

پس اس صورت مین سر چارلس نپیر کے طریقہ پر عمل ہوتا یا لارڈ ڈلہوسی کے طریقہ پر دونون مین سے کسی طریقہ پر نہین اور پھر دونون یعنی دونون کے بین بین ایک طریقہ پر - لارڈ ڈلہوسی اس بات کی بنیاد پر کہ صوبہ ملحقہ پر حکومت کرنے کا جن لوگون کو حق مرجح حاصل ہے مین اُنسے خوب واقف ہون جس تدبیر کو بتاتے تھے وہ ہماری سلطنت ہند کی تواریخ مین ویسی ہی نادر تھی جیسی کہ وہ بادی النظر مین بھی بیسود معلوم ہوتی تھی - پنجاب کی حکومت کسی شخص واحد کے ہاتھ مین عام اس سے کہ وہ سپاہی یا مدبر یا دونون مین ایک مشترک حیثیت کا کامل شخص ہوتا نہین دیجاتی تھی بلکہ وہ حکومت ایک بورڈ کے سپرد کیجاتی تھی جسکا ہر ممبر دونون صیغون کے افسرون سے منتخب ہو کر مقرر ہونے والا اور "اپنی اپنی محنت اور سب کی جوابدہی" کے ایک طریقہ سے کام کرنے والا تھا　ص ۲۶۱

اس جدید انتظام کی تردید مین سر چارلس نپیر نے لکھا تھا کہ " بورڈ مین شاذ و نادر کسی طرح کی قابلیت پائی جاتی ہے " - اور دوسرے مبصرون نے جو کم مخالف تھے اس خاص بورڈ کے متخالف اور متناقض ارکان سے آگاہ ہونے کی وجہ سے کہا تھا کہ وہ ابتدا ہی سے فی نفسہ قابل اعتراض ہے - کیونکہ ابتدا ہی سے اُسکی موقوفی کے اسباب جمع کیے گئے تھے - یہ اقوال صحیح تھے لیکن صرف ایک محدود درجہ تک صحیح تھے - بورڈ فی نفسہ ایک " امر بین بین " ہے اور اسواسطے ایک شخص واحد (علی الخصوص اُسوقت جب شخص مذکور کی طبیعت مین جوش ذکاوت ہو) اپنے محکومون مین جو اتفاق عجلت جمعیت اور انفراد پیدا کر سکتا ہے وہ بورڈ کے ذریعہ سے نہین پیدا ہو سکتا ہے - پھر ایک یہ امر نا گزیر تھا کہ ہنری اور جان لارنس ایسے

جو ڈلہوزی اور اُنہیں بھی اپنے اپنے ڈھنگ کے کامل عناصر جمع ہوئے تھے اونکے مابین کسی نہ کسی روز آتش اختلاف کے مشتعل ہو جانیکا اندیشہ تھا۔ کوہ آتش فشان برسون تک خاموش کیون نہ رہے لیکن پھر بھی وہ کوہ آتش فشان ہے ۔

لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ چونکہ بورڈ کا انتظام زیادہ عرصہ تک قائم رہنے والا نہین تھا اس سبب سے انہین ابتدا ہی سے خاموشی پائی جاتی ہو۔ اُسنے ٹھیک ٹھیک وہی کام کیا جو اُس سے مقصود تھا اور ویسا عمدہ کام فی الواقع تینون ممبرون مین سے کوئی شخص اکیلا نہ کرسکتا۔ یہ بورڈ تین برس تک قائم رہا اور اُس تین سال کے عرصہ مین جو کام (خواہ ممبرون کی کیسی ہی جانفشانی سے) انجام ہوا اگر ایک ممبر تنہا عمر بھر مین وہی کام انجام کرتا تو اسکو پشیمان ہونا پڑتا۔ اگر بورڈ مذکور کو اس امر مین کامیابی حاصل ہوئی کہ اسکے ذریعہ سے نہایت جنگجو اور مفسد لوگ جنہون نے کبھی ہماری حکومت ہندوستان کی اطاعت نہین قبول کی تھی مطیع ہوگئے ہون اور صرف مطیع ہی نہین بلکہ خوش رہے ہون اگر بورڈ کے ذریعہ سے صراحتا اور معنا انکی تلوارون کے ہل اور برچھیون کے ہنسیے بنگئے ہون اور اگر بورڈ نے مختلف قومون اور مختلف درجون کے باشندون کے ساتھ جو پنجاب مین پائے جاتے ہین برتاو کرنے مین اسطور پر پرانا قاعدہ موقوف اور نیا قاعدہ جاری کردیا ہو جس سے فی الجملہ تکلیف اور نقصان معدودے چند اور فائدہ بہتیرے اشخاص (اور مین آگے چلکر بیان کرتا ہون کہ اُسنے یہ اور اسکے علاوہ اور بھی بہت سے کام انجام کیے) کو پہونچا ہو تو بیشک اسکی وجہ سے ایک بڑا شریف کام انجام کو پہونچا۔ وہ کام ہی اسکی عمدگی کا بہترین ثبوت ہوا اور اسکے بانی کو جو کچھ توقع اور اسکے نامی گرامی ممبرون کو اُس سے جو بڑی بڑی امیدین تھین وہ سب پوری ہوئین ۔ ص ۲۸۲

بورڈ مذکور کے لیے تین ممبر یعنی رکن مقرر ہونے والے تھے۔ اُسکا افسر گویا موروثی حقدار کے طور پر وہ شخص مقرر کیا گیا جو قبل الحاق پہلے بحیثیت رزیڈنٹ اور پھر گویا بطور ریجنٹ ملک بھر مین سب سے اعلی عہدہ پر رہا تھا۔ یہ بہادر اور اولوالعزم محنتی اور جفاکش ہنری لارنس تھے ایک نئے صوبہ کے انتظام پر انکا مقرر ہونا لارڈ ڈلہوزی ایسے خود رائے آدمی اور خود ہنری لارنس کے لیے بھی قابل تعریف ہے۔ لارڈ ہارڈنگ کے دوست اور معاون اور انکے جانشین کے مابین کچھ شکر رنجی ہوچکی تھی اور دونون کے درمیان اسطور کا اختلاف پیدا ہوگیا تھا جو بظاہر کسی طرح کی باہمی بردباری سے رفع ہونے والا نہین معلوم ہوتا تھا۔ لیکن لارڈ ڈلہوزی جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون اپنے مخالف لوگون سے بھی جنہین وہ جانتے تھے کہ کوٹ کوٹ کر میری مخالفت کا مادہ بھرا ہوا ہے بعزت و اعتماد برتاو کرسکے۔ اور فی الواقع وہ اسطرح کے آدمی نہین تھے کہ محض اختلاف مزاج کی جہت سے ہنری لارنس کے اُن دعوون کو نظر انداز کرتے جو صاحب موصوف کو اپنی سابق خدمات سکھون کی واقفیت اور اُن پر رعب رکھنے مین

۲۷۱

حاصل ہے۔ اگر لارڈ ڈلہوسی اس بات کی خواہش کرتے کہ ہنری لارنس راستہ سے ہٹا دیے جائین اور کوئی دوسرا شخص انکی طبیعت کے موافق مقرر ہو جو صرف ایک کل کے طور پر انکے ہاتھون کے ذریعہ سے کام کرے اور جو احکام وہ صادر کرین انھین کی تحریر اور تعمیل پر قانع رہے تو انکے لیے یہ نہایت آسان بات تھی اور وہ اس بات کو بغیر مطعون ہونے کے عمل مین لا سکتے تھے۔ کیونکہ ہنری لارنس نے یہ دیکھکر کہ اخلاق کے خلاف انکے جو شکوک تھے وہ آخر مین مسترد کر دیے گئے از خود لارڈ ڈلہوسی کے ہاتھون پر اپنا استعفا رکھدیا تھا اور اگر لارڈ ڈلہوسی نے انسے مکرر غور کرنے کے لیے باصرار نہ کہا ہوتا کہ جو باتین آپ کو منظور نہین وہ جانے نہ پائینگی اور آپکے لاہور رہنے سے انکو اور تائید پہونچیگی تو فی الواقع وہ اپنا ارادہ پورا ہی کر دیتے لیکن لارڈ ڈلہوسی کی اس دلیل کا کوئی جواب نہ تھا۔ اور اس دلیل کے لیے لارڈ ڈلہوسی بھی قابل تعظیم ہین کیونکہ جس حالت مین انکو اپنے اور اپنے ماتحت کے درمیان اختلاف ہونے کا حال معلوم تھا تو گویا انھون نے اپنی طبیعت کے خلاف یہ امر کیا تھا اور پھر ہنری لارنس بھی خیال کر سکے ہونگے کہ گویہ امر انکو کیسا ہی ناگوار کیون نہ گذرتا ہو مگر ہر حالت مین واجب التعمیل ہے — ص ۲۸۳

ہنری لارنس کے بعد بورڈ مین اگر قدامت کے اعتبار سے نہین تو خاندانی نام اور ضلع دہلی و دوآبہ جالندھر اور خاص لاہور کے کارہاے نمایان کے اعتبار سے جان لارنس کا نمبر تھا۔ اقوام سکھ کے متعلق انکی واقفیت انکے بھائی کی نسبت کم تھی لیکن فروعات کی مداخلت مالی کام کا سلیقہ علی الاتصال کام کرنے کی صلاحیت اور سول صیغہ کی عام تعلیمات مین وہ اپنے بھائی سے بڑھے ہوے تھے۔ جو شخص گذشتہ دو سال کے عرصے دوآبہ جالندھر کی حکومت (مثل جان لارنس کے) کرتا آیا تھا اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھون کی دوسری لڑائی مین عرصہ تک جو مشتبہ کارزار رہی اسمین اس حکومت سے نہایت فائدہ پہونچا وہ صراحتاً چار اور دوآبون کی حکومت مین جو ہمارے ہاتھ آئی تھی ایک پر زور آواز سے اپنی راے ظاہر کر سکتا تھا —

لیکن بورڈ مین دو ممبرون سے زیادہ کا مقرر ہونا لازم ہے اور چارلس گرنویل مینسل تیسرے ممبر جو بورڈ مذکور کا کام کرنے کے لیے بلائے گئے تھے ہر دو برادران لارنس سے زیادہ ہموار اور حکیمانہ مزاج رکھتے تھے۔ جان کی طرح وہ بھی ایک سویلین تھے جنھون نے اپنی کار آموزی کا زمانہ اسوقت کے ایک نہایت عمدہ اسکول مین جو ہندوستان بھر سے بڑھا ہوا تھا یعنی مرٹنس برڈ اور ٹامسن صاحب کی صحبت مین بمقام ممالک مغربی و شمالی ختم کیا تھا۔ وہ صاحب عمل نہین بلکہ صاحب فکر تھے اور شاید انکا اسی صفت سے متصف ہونا بہتر ہوا کیونکہ یہ دونون بھائی گو بڑے بڑے عمدہ اوصاف رکھتے تھے لیکن پہلے درجہ کے صاحب عمل تھے۔ پس اس صورت مین مینسل صاحب دونون کو روکتے تھے مگر جسطرح وہ دونون ایک دوسرے کو روکتے تھے انسے انکے روکنے کا طریقہ مختلف تھا۔ وہ ایک بڑے حیرت انگیز طور پر ہر کارروائی مین جو تجویز کیجاتی تھی انکے معائب کو تلاش

کر لیتے تھے اور ایک طور کی پرجوش بے لوثی کے ساتھ کبھی تو جان کی مخالفت سے ہنری اور کبھی ہنری کی مخالفت مین جان کی طرفداری کرکے دلیل پیش کرتے تھے - اسطور پر وہ ایسے معاملات کے متعلق اصل عاقلانہ تدبیر سے عمل کر سکتے تھے جو اور صورتون مین خواہ ہنری لارنس کی شخصی یا جان لارنس کی جمہوری میلان طبع کے سبب سے نہایت افراط اور تفریط کے ساتھ وقوع پزیر ہوتے - اگر وہ خاص اپنی راے سے کوئی بات کرنے مین اچھے نہ تھے تو یہ امر بہت قرین قیاس ہے کہ انکے شرکا کے خیالات جنکو شرکاے مذکور اپنی اپنی کوششون کی افراط و تفریط کے ساتھ عمل مین لانا چاہتے تھے منیسل صاحب کی خاص صفتون کے سبب سے نہایت اصلاح پاکر ظہور مین آتے تھے جس سے اسمین خرابی بہت کم ہوتی ہے اور بعض اوقات زیادہ عمدگی آجاتی تھی - ص ۲۸۴

لیکن بورڈ کی ترکیب مین لارڈ ڈلہوسی نے جسطرح سے سول اور فوجی دونون قسم کے حکام شامل کیے تھے اسی طرح سے براہ عاقبت اندیشی لارڈ موصوف نے اُنکے ماتحتون کو بھی دونون صیغون سے برابر برابر منتخب کیا - ہمارے کرسچین سکرٹری جن پر جان لارنس نے عرصہ سے آنکھ گڑا رکھی تھی اور ملول صاحب کے علاوہ جنکو بالتخصیص لارڈ ڈلہوسی نے اسسٹنٹ سکرٹری مقرر کیا تھا جدید صوبہ کی چار قسمتون (یعنی لاہور جہلم ملتان اور لیہ) کے لیے چار کمشنر مقرر کیے - پھر انکی ماتحتی مین ۵۲ ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر جہانتک ممکن ہوسکا سول اور فوجی صیغہ سے برابر برابر منتخب کرکے مقرر کیے - قریب الوقوع الحاق کے ذکر مین لارڈ ڈلہوسی نے بتاریخ ۲۶ فروری ہنری لارنس کو لکھا تھا کہ "آپ کو آپ کی مدد کے لیے ہندوستان کے بہترین اشخاص ملین گے جنمین آپ کے بھائی جان کا نام سب پر مقدم ہے" - اور لارڈ موصوف نے جو کہا تھا وہ ہی کیا بھی -

لیکن قبل اسکے کہ مین بورڈ کی کارگزاریون کا حال عموماً اور (جہانتک کہ دونون کا حال جدا جدا کرکے بیان کرنا ممکن ہے) جان لارنس کا خصوصاً بیان کرون بہتر ہوگا کہ کچھ مختصر کیفیت اُس ملک کی وسعت رعایا اور خاص خاص قدرتی امور کی ظاہر کرون جن پر صاحبان بورڈ حکومت کرنے والے تھے اور جو (مین بلا خوف و خطر یہ پیشین گوئی کرسکتا ہون) دنیا کے قائم رہنے تک لارنس کے نام کے ساتھ یادگار رہیگا -

وہ پانچون عظیم الشان دریا (یعنی ستلج بیاس راوی چناب اور جہلم) جنکی وجہ سے اُس ملک کا نام جسمین ہوکر وہ نکلے ہین "پنجاب" قرار پایا ہے کوہ ہمالیہ کی برفستانی چوٹیون سے عموماً ایک ہی سمت یعنی شمال مشرقاً و جنوب مغرباً بہتے ہوئے چلے گئے ہین اور آخر کو سب کے سب دریاے سندھ کے چوڑے پاٹ مین آکر ملگئے ہین - ان چھ دریاؤن سے جو اتر سے دکھن طرف بتدریج تنگ ہوتے چلے گئے ہین پانچ چٹیل زمین کی گھر گئی ہین اور ہر حبٹ دو دریاؤن کے درمیان واقع ہونے سے دوآبہ کہلاتی ہے - دوآبہ جالندھر جو

دریاے ستلج اور بیاس کے مابین واقع ہے اُن سب سے زیادہ زرخیز اور پرامن ہے - گزشتہ دو سال کے عرصہ
سے یہ دوآبہ جان لارنس کے زیر حکومت رہ چکا تھا اور اُسکی خاص خاص باتین کافی طور سے مین اوپر ص ۲۸۵
بیان کر چکا ہون - باری دوآبہ جو اسکے بعد دریاے بیاس اور راوی کے مابین واقع ہے وہ نہایت ہی ضروری
ملک ہے اور اول درجہ اسکا شمالی حصہ پانچون دوآبون سے زیادہ آباد ہے - اسمین کل ملک کا صدر مقام سلطنت
یعنی لاہور اور تجارتی اور مذہبی صدر مقام امرتسر بھی واقع ہے - وہ قوم سکھ کا مانجھا یعنی "درمیانی مکان" ہے
جہان سکھون کے نہایت متبرک گرو رہتے ہین - رنجیت سنگھ کا دربار معہ ذی اختیار سردارون کے اور رنجیت سنگھ
کی فوج ظفر موج اور اُنکے معرکہ آرا غازی سب یہین گزرے ہین - باری دوآب کے اُس پار اور اُسکے بعد
دریاے راوی اور چناب کے درمیان رچنا دوآبہ اور پھر اُسکے بعد چناب اور جہلم کے مابین چج دوآبہ ہے -
چلیان والا اور گجرات جہان ابھی نامی گرامی لڑائیان ہو چکی تھین وہ اسی دوآبہ مین واقع ہین - ان سب کے بعد
سندھ ساگر کا دوآبہ ہے اور اسکو سندھ ساگر اسوجہ سے کہتے ہین کہ دریا کے سیلاب سے اس دوآبہ کی بہت سی زمین پانی
مین ڈوب جاتی ہے - یہ دوآبہ سب سے بڑا اور سب سے زیادہ آباد اور شور ہے -

دریاے سندھ کے اُس پار اُسکے اور کوہ سلیمان کے مابین درہ پشاور اور ڈیرہ اسمعیل ڈیرہ فتح اور
ڈیرہ غازی خان کا ضلع ہے جو ان تین ڈیرون کی وجہ سے ڈیرہ جات کہلاتا ہے - یہ خطہ افغانی سردارون کا
معسکر رہا ہے - وہ خاص پنجاب کا کوئی حصہ نہین ہے لیکن اُسکی حفاظت کے انتظام پر کل صوبہ اور ہماری
کل سلطنت ہندوستان کی مضبوطی منحصر ہے جیسا کہ بعد کے بیان سے ظاہر ہوگا -

پنجاب کے چھ دریاون کے ادھر اُدھر چند میل کے چوڑے قطعات زمین ایسے واقع ہین جو دریا کی
طغیانی اور سیلاب سے شاداب رہتے ہین اور اُنمین افراط سے غلہ پیدا ہوتا ہے لیکن ان قطعات ملک سے
زرخیزی وسعت اور پھر ایک قدرتی فائدہ مین بڑھکر وہ چپٹ زمین کی ہے جو دامن کوہ ہمالیہ مین واقع ہے اور درمیانی
تین دوآبون کا شمالی حصہ اُسی کے اندر واقع ہے - بمقابلہ اور مقامات کے یہان کی ہوا بہت معتدل ہے -
بارش اچھی ہوتی ہے بیشمار چشمے اور نالے جن سے دریاؤن کو اعانت پہنچتی ہے اسمین واقع ہین - اور تھوڑی سی
محنت اور تھوڑی سی کاریگری مین ہر سال دو دو بھاری فصلین تیار ہو جاتی ہین - اگر کل پنجاب اپنے اس زرخیز ترین
حصہ کے برابر ہوتا تو وہ اپنے مقابلہ مین قریب قریب بنگالہ کو بھی مات کر دیتا - لیکن یہ بات نہین ہے - کیونکہ زرخیز ص ۲۸۶
زمین کی چھوٹی چھوٹی چیتون کے درمیان جو صرف بڑے دریاؤن کی وجہ سے شاداب ہین بڑے بڑے شور قطاع
زمین واقع ہین جہان غلہ یا روئی تمباکو یا نیشکر ہی کی زراعت کیا سب نہین ہے بلکہ گھاس یا جنگل اور خار دار درخت
بھی صرف جابجا پائے جاتے ہین - اس زمین مین اکثر مقامات پر سختی یا کھاری پانی جاتی ہے - گرمی انتہا سے زیادہ

شدید ہے اور جنگلون مین بیشمار درندے اور موذی جانور بھرے پڑے ہوئے ہین جنگی غذا سالہا سال سے یہ ہوتی چلی آئی ہے کہ آباد اضلاع کے مویشی پکڑ لیجاتے ہین اور انھین کو کھاتے ہین۔

پس پنجاب ایک ایسا ملک ہے جو انتہا مرتبہ کا آباد اور انتہا درجہ کا ویران بھی ہے۔ اسکا ایک حصہ تو مثل بنگالہ کے آباد ہے اور دوسرے حصہ مین نام کے لیے بھی کہین ایک آدمی نہین پایا جاتا۔ ایک حصہ تو مثل جنت کے لہلہاتا ہے اور دوسرا حصہ مثل ریگستان سندھ اور راجپوتانہ کے بالکل اوسر اور بنجر ہے۔ پہاڑی اضلاع جنمین مری سے ڈلہوزی اور وہان سے تا بہ وادی کانگڑہ و دھرم سالہ و شملہ گرمیون مین رہنے کے لیے ایسے مقامات پائے جاتے ہین جنکو "فردوس بر روے زمین" کہنا زیبا ہے۔ یہ مقامات گرمی کے دنون مین بھی نہایت لطیف رہتے ہین۔ اور لاہور اور ملتان کے میدان قریب قریب اس طرح کے ہین جہان گرمیون مین یورپین لوگونکا رہنا ناممکن ہے۔ جسوقت رفقاے رسول عربی نے ملک عرب کی تمازت آفتاب مین لڑنے سے کچھ سہل انکاری ظاہر کی تو آنحضرت نے جواب دیا کہ اگر ریگستان عرب مین بڑی گرمی ہے تو "جہنم کی گرمی اس سے بھی زیادہ تیز ہے" اور اس بات کو سنکر وہ لڑنے اور مرنے کے لیے مستعد ہوگئے کہ جہان کام ہو وہان چلینگے۔ لیکن بدقسمتی سے ملتان مین جس یورپین کو گرمی کے ایام مین اگر رہنا پڑیگا وہ وہان کے لوگون کی اس ضرب المثل کو صحیح سمجھنے لگیگا کہ "جب ملتان موجود تھا تو خدا نے جہنم کو ناحق بنایا"۔

پنجاب اور ہندوستان کی حدود کارکنان قضا و قدر نے خود نہایت صفائی کے ساتھ معین کر دی ہین۔ اتر طرف کوہ ہمالیہ چینی تاتاری یا روسی حملون کا محافظ ہے۔ پچھم طرف سلسلہ کوہ سلیمان جو دریاے سندھ کے برابر برابر بہ خط متوازی چلا گیا ہے ہمالیہ ہی کے برابر مستحکم اور دشوار گزار سرحد ہے۔ اسمین شک نہین کہ کوہ سلیمان کے اندر گھاٹیان نکلی ہین اور موافق حالتون مین اسکندر اعظم اور تیمور تاتاری اور بابر اور نادر شاہ ایسے حملہ آورون کو اسطرف سے راستہ ملگیا۔ لیکن اُن فاتحون کا کسی ایسے غنیم سے مقابلہ نہین ہوا جو قابل ذکر ہو اور پھر ہم لوگون کی خوش قسمتی سے اصل پہاڑ کے بعد اور چھوٹے چھوٹے سلسلے چلے گئے ہین اور پھر اُنکے بعد لق و دق ریگستان دور دور تک واقع ہین اور انمین آبادی بھی اسیطرح کی ناہموار جنگلی اور خونخوار ہے جیسا ملک ہے۔ اور یہ سب باتین ہندوستان کی حفاظت کے حق مین بہت مفید اور غنیم کے لیے مضر ہین۔ کوئی دشمن جو افغانستان کی جانب سے آئے اُسکے لیے عملی خواہ قدرتی کسی قسم کی حصار بندی اس سے زیادہ دشواری نہین پیدا کر سکتی۔ اور اس بات کو بھی بیان کرنا چاہیے کہ اُن مقامات سے کوئی بھاری دشمن نہین پیدا ہو سکتا ہے۔

پنجاب کی حدود کے اندر صرف نمک والا پہاڑ ہے جو دریاے سندھ کو بمقام کالاباغ طے کر کے پورب

طرف پنڈی وادن خان واقع دریاے جھیلم تک چلاگیا ہے اور دوآبہ سندھ ساگر کو دو حصون مین تقسیم کرتا ہے۔ تجارت کے اعتبار سے وہ بہت ہی ضروری پہاڑ ہے۔ کیونکہ نمک انسانی ضروریات مین سب پر مقدم ہے اور اسمین جسقدر نمک نکل سکتا ہے اُسکی کوئی حد نہین ہے۔ اُسکے نیچے سے بڑی بڑی نمک کی کانین نکل گئی ہین اور خاص کر کے کالاباغ مین ایک عجب طرح کی دلچسپ کیفیت پائی جاتی ہے جہان خونی رنگ کی چٹانون کے درمیان برف کی ایسی سفید چوٹیان دکھائی دیتی ہین۔ نمک والے پہاڑ کے اُترطرف راولپنڈی کا ضلع ہے اور پھر اُسکے اُس پار جنگلی اور پہاڑی ملک ہزارہ کا ہے۔ اس ملک مین تمام نالے اور کھوے چلے گئے ہین جنہین وہ پہاڑی ڈاکو بستے ہین جو اسکندر اعظم کے وقت سے قرب وجوار کے لوگون سے نعلبندی لیتے چلے آئے تھے اور نہ بزور تیغ اور نہ بزور و فریب آج تک کبھی مطیع ہوئے لیکن اسپر جیمس ایبٹ اور اُسکے لائق جانشین جان بیچر کی پدرانہ شفقت سے وہ لوگ بھی ہمارے مطیع و منقاد ہوگئے تھے۔

پنجاب کی قومین بھی اسیطرح کی مختلف ہین جیسی وہانکی قدرتی کیفیتین انواع واقسام کی پائی جاتی ہین۔ گو اصل سکھ لوگ گل آبادی ہین جیسے وہ منتخب ہین لیکن شاید اُنکی تعداد بہت قلیل یعنی کل آبادی صرف چھٹا حصہ ہے۔ ایک اور چھٹا حصہ قدیم زمانہ کے گوجرون اور گکھڑون اور حال کے راجپوتون اور دوسری اقوام ہنود سے شامل ہے۔ باقیماندہ لوگ (یعنی باشندگان دوآبہ سندھ ساگر و اضلاع ملتان ہزارہ پشاور و دیرہ جات کم و بیش) سب مسلمان ہین۔ فاتحان انگلشیہ کو جنھون نے پنجاب پر تسلط کیا تھا اس بات کے خیال کرنے سے کچھ کم اطمینان نہوا ہوگا کہ اگر انھون نے سکھون کی سلطنت معدوم کردی تو اُنکی چہار چند رعایا کو اول درجہ مذہبی آزادی اور ظلم و جبر سے نجات بخشی۔ سکھ لوگ ہندوستان کی تمام اقوام سے زیادہ بہادر اور جسری ہین۔ ص ۲۵۵
انھون نے دو بڑی بھاری لڑائیون مین ہمارے ساتھ انتہا مرتبہ کی خیرخواہی کی اور اب بظاہر اُنھون نے مردانہ نفس کشی سے یہ بات قبول کرلی تھی کہ اگر ہم انصاف و اعتدال سے اُنکے ساتھ برتاؤ کرین گے تو وہ ہماری اصلی حکومت کے مقر و معترف رہینگے۔

سب سے زیادہ سخت مشکل اُن صحرائی اور جنگجو قومون کا مطیع رکھنا تھا جو ہزارہ کے اُترطرف سے سندھ تک ہماری کل مغربی سرحد پر آباد تھین۔ یہ قومین مدتون سے میدانی اقطاع کے صلح پسند اور مستقل باشندون سے آپسمین لڑتی اور جھگڑتی آتی تھین اور بحیثیت سنگہ کے سود مند بہر کہ جو مین ورثہ پایا تھا وہ مشکل سے اس بات کے شاکی ہوسکتے تھے کہ انھون نے ایک عمدہ شے ایک خراب شے کے ساتھ پائی۔ پشاور کے لیے افاغنہ اور سکھ لوگون کے درمیان ہمیشہ جنگ و جدل ہوتی رہی۔ وہ ایک ایسے مقام پر واقع ہے جسکے سامنے درہ خیبر منھ کھولے کھڑا ہے۔ درہ خیبر تین طرف پہاڑون سے گھرا ہوا ہے اور وہان اسطرح کے لوگ آباد ہین

جو زمانہ سلف سے اُن مسافرون پر جنکا اُدھر سے گزر ہوتا ہے نعلبندی وصول کرتے رہے اور دنیا کے سب سے نامی گرامی فاتح تحفہ رشوت خواہ خراج کے طور پر ہمیشہ کچھ نہ کچھ اُنکو دیتے رہے اور اُنھون نے خود کبھی کسی طرح کا محصول کسیکو نہین دیا۔ پس درہ پشاور پر بادی النظر مین بھی خیال کرنے سے یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ اُس زرخیز گھاٹی مین انتہا مرتبہ کے منافق لوگ انواع واقسام کے بھرے پڑے ہین اور اُسپر قبضہ قائم رکھنے کے لیے لوگون کو بیشمار ہتیارون دنیا بھر کی فکر اور پریشانی اور کبھی کبھی مہم روانہ کرنے کا بار اُٹھانا پڑا ہے بلکہ بعض اوقات جب کلکتہ کے شکان عقل کی طرف سے کچھ بدعنوانی ہوئی تو دور دراز فاصلہ تک فوجین بھیجکر جنگ کرنا پڑی ہے جسمین اگر فتح بھی حاصل ہوئی تو وہ شکست سے بدتر ثابت ہوئی —

اور جو بیان ضلع پشاور پر صادق آتا ہے وہ ایک کمتر مناسبت کے ساتھ کل سرحد آنزوے دریاے سندھ پر صادق آسکتا ہے مثلاً درہ کوہاٹ کو پشاور سے جو دو طول طویل اور خطرناک راستہ گئے ہین وہ آفریدیون کے علاقہ مین ہوکر نکلے ہین اور اُنمین پانی کا قحط ہے۔ درہ بنون کو بھی کوہاٹ سے اسی طرح کے دو راستہ گئے ہین اور اسیطرح جہانتک کوہ سلیمان ہے وہان تک ڈاکو لوگ راستے مین بستے ہین اور دیرہ جات کے لوگ قدرتی طور پر اُنکے ہاتھ کا شکار بنے ہوئے ہین۔ فی الجملہ اندازہ کیا گیا تھا کہ یہ سرحدی جرگے ایک لاکھ آدمیون کی جمعیت سے ہمارا مقابلہ کرسکینگے جو سب کے سب متعصب سب کے سب متشلم سب کے سب مسلح بسلاح حرب سب کے سب انتہا مرتبہ کے قادر انداز تھے اور سب کے سب ایک ایسے ملک مین بستے تھے جو اُنکی لوٹ مار کے لیے انتہا مرتبہ کو موزون لیکن باقاعدہ ص ۲۸۹ فوجی کارروائیون کے لیے بالکل ناموزون تھا —

پس پنجاب کے بورڈ کو جو فی الحال قائم کیا گیا تھا ایسے ملک اور ایسے لوگون کے ساتھ سابقہ پڑنے والا تھا جنکی عام کیفیت اور خاص عادتین یہ تھین۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جو ملکی خواہ تمدنی دستورات خاص کرکے رنجیت سنگھ کی زبردست گورنمنٹ کے قائم کئے ہوئے کامل خواہ ناقص دستورات باقی رہ گئے تھے اُنسے بورڈ کے کام مین آسانی یا دقت پیدا ہوئی —

اسمین شک نہین کہ رنجیت سنگھ ایک لائق اور بہادر فرمانروا تھا لیکن یہ بہادری اور قابلیت اسیطرح کی تھی جیسی اہل مشرق سمجھتے ہین۔ اُسکی گورنمنٹ کے دو مقصد صرف یہ تھے کہ ایک عمدہ سپاہ تیار اور خزانہ پر رہے ملک کے لوگ چونکہ بڑے تن و توش کے تھے اور فوجی اور مذہبی دونون طرح کا جوش اُنمین بھرا ہوا تھا اس سبب رنجیت سنگھ کا اول مطلب بخوبی حاصل ہوگیا۔ اور پھر جب فتح کے بعد فتح اور ایک صوبہ کے بعد دوسرا صوبہ بذریعہ سپاہ خالصہ عمل کیا گیا تو دوسرا انشا بھی جس نے سلطنت کے نام کو ڈاو دیا پورا ہوگیا۔ اس وقت طلب مسئلہ یہ کہ روزمرہ کی ضروریات کی چیزون مین کن اشیا پر ٹکس لگانا اور کن اشیا پر ٹکس نہ لگانا چاہیے رنجیت سنگھ نے

مطلق توجہ نہین کی۔ کیونکہ اُسنے یکسان سب اشیا پر محصول لگا دیا۔ مکانات و اراضیات بازار کے غلات اور کھیت کی اشیاء وہ فصل تجارت داخلہ و خارجہ اشیاے صنعت و حرفت و اشیاے قدرتی تکلفات کی چیزون اور ضروریات زندگی کی چیزون پر یکسان محصول لگا دیا گیا۔ ذی اختیار حکام صوبجات مثل ساون مل وغیرہ اور مفصلات کے کاردار لوگ آزادانہ طور پر ٹکس لینے کے لیے چھوڑ دیے گئے کہ وہ جس شخص سے پائین چھین جھپٹ کر بڑی بڑی رقمین لاہور کو روانہ کرین اور خاص اپنی جیب جسطرح چاہین بھر لین۔ صدر مقام کی گورنمنٹ نہ اُنسے کسی طرح کا حساب طلب کرتی تھی اور نہ وہ بھیجتے تھے۔ خود رنجیت سنگھ کی بہی ایک وندانہ دار لکڑی تھی اور ظاہر ہے کہ جو شخص نہ لکھنا اور نہ پڑھنا جانتا ہو وہ سواے اسکے اور کیا کر سکتا ہے۔ فرد واصلباقی کا نام ہی نہ تھا کہ وہ کیا شے ہے بخشی فوج کو فرد حساب تیار کرنے کی فکر اُسوقت ہوتی تھی جب اسکو دنیا مین کوئی کام کسی طرح کا کرنا نہین ہوتا تھا۔ جبوقت یہ ملک شامل سلطنت انگریزی ہوا تو ہمنے دریافت کیا کہ سولہ برس کی واصلباقی اُسنے پیش کی۔ سزائین بہت کم اور سادہ طور کی دیجاتی تھین۔ سرقہ یا معمولی قتل عمد کے جرم مین صرف جرمانہ کیا جاتا تھا۔ غایت درجہ کے سنگین جرائم مین سزاے قطع اعضا دیجاتی تھی یعنی ناک کان یا ہاتھ کاٹے جاتے تھے اور جو سب سے زیادہ سنگین جرائم کے مجرم ہوتے تھے انکی رگین کاٹ ڈالی جاتی تھین۔ اَوِیٹبِلؔ نامے ایک اٹلی کے سپاہی نے جو بڑھتے بڑھتے ضلع پشاور کا حاکم ہو گیا تھا عبرت کے لیے اور بھی زیادہ ظالمانہ سزائین دینا شروع کین جو معلوم ہوتا ہے کہ خاص اسی کام کے لیے رکھ چھوڑا گیا تھا۔ اسکی فرمانروائی ایک قہر مجسم تھی اسکو نہ تو خدا کا خوف اور نہ انسان کا ڈر تھا۔ وہ ہر قسم کا ظلم و جبر کرتا پھرتا تھا جو لوگ اسکی بیرحم نیت کی مخالفت کرتے تھے انکو وہ توپ کے سامنے کھڑا کر کے اُڑا دیتا تھا یا انکو برہنہ کر کے اور اُنکے بدن پر شہد ملکر باہر نکال دیتا تھا کہ وہ تمازت آفتاب سے ہلاک ہو جائین۔ بعضون کو وہ سولی پر چڑھا دیتا یا انکی کھال ادھڑوا ڈالتا تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے بعض اوقات اس سنگدلی کے کام کو وہ اپنے ہاتھون سے شروع کرتا تھا۔

جیلخانے معدودے چند تھے اور جو کچھ ہمکو ملے وہ بھی خالی پائے گئے۔ رنجیت سنگھ کی پولیس کا اصل کام یہ نہ تھا کہ جرم کا انسداد کرے یا اُس کا سراغ لگائے بلکہ اُسکا کام یہ تھا کہ کوئی ہنگامہ نہونے دے اور فوج کی نقل و حرکت مین آسانی پیدا کرے۔ وہ سڑکین جو سڑکین کہلاتی ہین وہان ایک بھی نہ تھی۔ ریل یا ڈاک وغیرہ کی قسم سے کوئی سواری یا پل نہ تھا اسپتالون اور پاگلخانون کا کہین نام نہ تھا۔ پس بورڈ کو جہان کام بہت کچھ کرنا تھا وہان کسی کیے ہوے کام کو مٹانا کم تھا۔ ہنری لارنس اپنے ماتحتون کی مدد سے بحیثیت رزیڈنٹ بڑی بڑی خرابیون کی شکایت کر چکے تھے اور فوج کی تنخواہ ادا کرنے اور ٹکسون کی ترمیم اور ٹکس وصول کرنے والون کے ظلم و جبر کے روکنے مین بہت کچھ کوشش انکی جانب سے ہو چکی تھی۔ اور اب جس حالت مین وہ پریسیڈنٹ بورڈ

اور اُنکے بھائی جان اُنکے اصل مددگار مقرر ہوتے تو وہ اب بغیر اُس کام کے انجام کئے ہوئے خاموش نہین رہنے والے تھے جسمین اُنھون نے ہاتھ لگایا اور ایک نہایت ہی قلیل زمانہ مین ایک حیرت انگیز طور پر انصاف اور آئین جہانداری کی ایک ایسی عمارت کھڑی کر لی تھی جو ہماری ضرورت کے وقت یقینی طور پر ایک بڑی مدد پہونچانے والی تھی —

سب کے پہلے اور سب سے مشکل کام جو بورڈ کو انجام کرنا تھا وہ یہ تھا کہ ملک مین امن و امان قائم ہو — اسمین شک نہین کہ جن بڑے بڑے بہادر دشمنون نے مقام فیروزشاہ اور چلیان والا کی لڑائیون مین ہماری سلطنت ہندوستان ہی کو ہلا دیا تھا اُنمین سے ایک بڑا حصہ جنگ گجرات کے بعد اس بات کا مقر و معترف ہونے لگا کہ ہمارا ستارہ ابھی عروج پر ہے اور پھر جیسا کہ مین بیان کر چکا ہون بتاریخ ۱۲- مارچ اپنی تلوارین رکھ رکھکر ایک انبار جمع کر دیا تھا اور ہر شخص ایک ایک روپیہ اپنی جیب مین لیکر پھر اُس ہل پر کام کرنے کے لیے بھیجدیا گیا تھا جسکو چھوڑکر وہ فوج مین بھرتی ہوا تھا — اب اُن معدودے چند آدمیون کا پانسہ پلٹا تھا جو اس لڑائی کے زمانہ مین ہمارے خیرخواہ رہے تھے — ہمارے بلانے پر ہمارے حکم کا اتباع کر کے وہ قدیم سکھ سردارون کے حشم و خدم کے ساتھ یکجا جمع ہو کر لاہور مین آئے — ص ۲۹۱ اُنمین جو لوگ ضعیف اور ناتوان تھے اُنکو پنشن دیدی گئی — باقی لوگون کو اُنکی باقیماندہ تنخواہ ادا کر دی گئی اور اس بات کی اجازت دی گئی کہ وہ پھر ہماری نوکری کرین جس سے بعد کو اُنھون نے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا —

اسطور پر ہم نے سکھون کی فوج کو شکست کیا — اور اب یہ کام باقی رہا کہ رعایا کے ہتھیار لے لیے جائین تاکہ وہ ارتکاب جرائم سنگین اور غدر و فساد پیدا کرنے سے جو ہتھیارون کے پاس رہنے مین متصور تھا باز رہین — ہتھیار کا باندھنا جیسا کہ مشرقی یوروپ کی تواریخ سے اب تک ظاہر ہے ایک ایسا حق ہے جو نیم شایستہ اور وحشی دونون قسم کے لوگون کے نزدیک عزیز سمجھا اور اکثر اُنکی سلامتی کے حق مین مفید خیال کیا گیا ہے — لیکن اب سے ملک پنجاب مین وہ امن جسکو کامل امن کہنا چاہیے ہماری امید کے موافق قائم ہونے والا تھا — چنانچہ الحاق کے چند ہفتہ بعد اس مضمون کا اشتہار ہر جگہ جاری کیا گیا کہ کل رعیت اپنے اپنے ہتھیار رکھدے اور عجیب بات ہے کہ ہر ہر جگہ اُسکی تعمیل ہوئی — ایک لاکھ بیس ہزار ہتھیار ہر قدا اور ہر قسم کے لوگون نے از خود داخل کر دیے — اُنمین سے اکثر ہتھیار دشمن کی نسبت اُنکے باندھنے والون کے حق مین زیادہ خطرناک تھے — اور انیسوین صدی عیسوی کی توپ اور بندوق سے لیکر زمانہ راجہ پورا اور اسکندر اعظم یعنی ۳۰۰ برس قبل سنہ عیسوی تک کے چکر یا کمان اور تیر تھے — اس قاعدہ سے صرف ہزارہ اور سرحد آنروے سندھ کے کوہستانی مستثنے کیے گئے اور ان لوگون کو اجازت اور صرف اجازت ہی نہین بلکہ حکم دیا گیا کہ وہ ہتھیار باندھین کیونکہ اُنسے اس ابتدائی زمانے مین ہتھیار لے لینا بمنزلہ اسکے تھا کہ وہ اپنے سرحد پار کے ہمسایون کا بے عذر شکار بنا دیے جاتے —

جو ملک اپنے قدرتی محافظان امن (یا یہ کہیے کہ شکست کنندگان امن) سے محروم کر دیا گیا اُس کی حفاظت کا کام واجبی طور سے فاتحون کے سر پڑا۔ پُرخطر سرحدی راستہ کی حفاظت کے لیے یہ بندوبست کیا گیا کہ دس رجمنٹین (پانچ پلٹنین اور پانچ رسالے) خاص ملک کے لوگون سے قائم کیجائین۔ اور مختلف قومون (ہندوستانی پنجابی اور مسلمان) کے لوگ خوشی سے آکر بھرتی ہوئے۔ اندیشہ اس بات کا تھا کہ سکھ لوگ بکثرت بھرتی ہونگے مگر صرف وہی لوگ پیچھے رہ گئے اور اُسوقت یہی معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہم برخلاف اپنے تمام اصولون کے اس بات پر مجبور ہونگے کہ پنجاب پر ایک ایسی فوج کے ذریعہ سے قبضہ رکھین جسمین اُس ملک کے سب سے زیادہ بہادر لوگ شامل نہون۔ یہ خطرہ بہت جلد رفع ہوگیا۔ سکھون کے شبہات بہت جلد جاتے رہے اور اُس زمانہ کے بعد جب جب اور جہان جہان اُنکی ضرورت ہوئی وہان اُنھون نے بڑی بہادری سے ہماری خدمتین انجام کین۔ وہ ہماری طرف سے اپنی خاص سرحد پر جسپر ثابت قدمی سے لڑے اُسیطرح ہندوستان کے دوسرے مقامات اور دریاے اراودی اور دریاے یانگسی کیانگ مین اُنھون نے داد شجاعت دی۔ ٹینگڈ الا کے فتحمند کوچ مین وہ شریک ہوے۔ اور جزیرہ نما پیرمن پر جو تازہ تازہ شامل سلطنت برطانیہ ہوا تھا آیک آسیب کی طرح جا پڑے اور پھر اس سے بھی زیادہ قریب زمانہ مین وہ ہمارے ساتھ قلعہ تل الکبیر کی فصیل کے روبرو شانہ بشانہ کھڑے رہے اور قاہرہ کے فیض رسان دھاوے مین بھی وہ ہمارے شریک تھے۔

بہت سی غیر قواعددان پنجابی رجمنٹون نے اپنے بھرتی ہونے کے ایک ہی سال کے اندر ہماری ملازمت مین اپنا خون بہایا اور پھر اس زمانہ کے بعد کسی اور معاملہ مین اُنکو بہت کم اپنا خون بہانا پڑا۔ آفریدیون سواتیون اور سرحد پار کی دوسری سرکش قومون کو معلوم ہوگیا کہ اُنکے پڑوس مین جو بڑے صلح پسند لوگ رہتے ہین اُنہین اندر اندر غضب کی قوت بھری ہوئی ہے جسکو اپنی حفاظت کے متعلق کسی طرحکا اندیشہ ہونے سے اشتعال نہین پیدا ہوسکتا۔ اور ان قومون کے لوگون نے اپنی لوٹ مار کسیقدر کم کر دینے کی نسبت میلان کرنا شروع کیا۔ تین گھوڑ چڑھے توپخانہ کی باٹریون اور ایک حصہ سپاہ شتر سوار متعینہ ڈیرہ اسمعیل خان مین اور مشہور حصہ سپاہ گائیڈ (ا) پر گشتی سپاہ حفاظت سرحد کا بندوبست ختم کر دیا گیا۔

لیکن "سپاہ گائیڈ" وہ مشہور فوجی جماعت تھی اور اُس کا بیان اس کتاب مین آگے استنے مقامات پر آئیگا کہ اُسکے کچھ خاص حالات اس مقام پر لکھنا مناسب ہین۔ اس فوج کی ابتدا اُس راے سے ہوئی جو عالی دماغ ہنری لارنس نے سکھون کی پہلی لڑائی کے ختم ہونے کے بعد دی تھی۔ اوائل مین صرف ۲۰۰ سوار اور پیادون سے یہ جماعت قائم ہوئی لیکن بخیال اُن خدمات کے جو روز بروز اُسپر پڑتی گئین اُسکی تعداد سہ چند کر دی گئی۔ اس سے بڑھکر لاپروا اور ساتھی اُسکے بیش بہا جماعت آدمیون کی کبھی نہ قائم ہوئی ہوگی۔ اگلے زمانہ کی فوج

کارنیشن ایلینا کی طرح جسمین اُس ہر ایک ملک کی ہر ہر قوم کا ایک ایک آدمی نمونہ کے طور پر شامل کیا گیا تھا جہان
اس بڑی جمہوری سلطنت کا ہر جگہ موجود رہنے والے جہازات کا بیڑا پہونچ سکتا تھا اس گائڈس والی سپاہ
مین بھی ہر قوم ہر مقام ہر زبان اور ہر مذہب کے وہ لوگ جو شمالی اور شمال مغربی ہند مین دستیاب ہو سکتے تھے
شامل تھے۔ اسمین ہر طرح کے چال چلن کے لوگ اور بعض اس قسم کے اشخاص شامل تھے جو کسی وضع کے
پابند نہ تھے۔ سراغ رسانی مین انتہا سے مرتبہ کے عیار مویشی چرانے مین انگشت نمائے عالم اور ڈاکہ ڈالنے
مین بالکل بیباک لوگ اس سپاہ مین بھرتی کیے گئے تھے وہ ایک اوسط درجہ کی قواعد کے پابند کیے گئے ص ۲۹۱
تھے زیادہ تاکیدی قواعد کے پابند نہین کیے گئے تھے انکو بھوری وردی پہنائی جاتی تھی تاکہ جس مقام پر وہ
جاتے ہون وہان سے تھوڑے فاصلہ پر بھی انکو کوئی تمیز نہ کر سکے۔ انکو ایک بھاری شرح سے مشاہرہ دیا جاتا
تھا اور تھوڑے ہی عرصہ مین وہ اس بات کے واسطے تیار ہو گئے کہ "جس مقام پر جس بات کے کرنے کی ضرورت
ہو اسکو انجام کرین"۔ انکی کارروائی کا اصل اصول یہ تھا کہ "ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے"۔ جفاکشی بہادری فراست
مقامی واقفیت ثابت قدمی یہ وہ صفتین تھین جو سپاہ گائڈس کے ہر آدمی مین پائی جاتی تھین۔ ہماری پانچسو میل
کی مغربی سرحد پر جہان بیسیون وحشی قومین آباد تھین جہان کہین کارروائیون کی ضرورت ہوتی تھی وہان
کے لیے سپاہ گائڈس مین ایسے لوگ ضرور نکل آتے تھے جو ضلع مذکور کی زبان مین گفتگو کر سکتے تھے۔ یہ لوگ ہانکی
خطرناک گھاٹیون سے پہلے بھی واقف تھے اور اب بھی وہان جا سکتے تھے اور یہ بتا سکتے تھے کہ غنیم کے لشکر کا پڑاؤ
یا قزاقون کا قافلہ کس مقام پر ٹھہرا ہوا ہے۔ اسطور پر گائڈس کے لوگ ایک نئے مگر صحیح مفہوم کے اعتبار سے
گویا "محکمہ مخبری" پنجاب کے برابر تھے۔ یہ لوگ دلاوری سے غنیم کی نقل و حرکت کا سراغ لگاتے تھے لمبے
کوچ کرتے تھے اور مایوسی کی حالت مین کام آتے تھے۔ چونکہ انکو لفٹننٹ ہیری لمسڈن صاحب نے بھرتی
کیا تھا اسوجہ سے وہ اسوقت بھی سرحد کی لڑائیون اور جنگ دوم سکھ مین عمدہ خدمات انجام کر چکے تھے۔
انکو عنقریب سر کالن کیمبل صاحب کی ماتحتی مین مہمندون اور آفریدین کے مثل دوسرے جرگون سے لڑنا اور
آخر مین کامیابی حاصل کرنا تھا۔ پھر سب کے بعد اُس عظیم الشان سلسلہ ملک کی پہلی کڑی آفریدین کو بننا تھا جسکی وجہ
سے نہایت خطرہ کے زمانہ مین پنجاب بالکل فوج سے خالی ہو گیا اور ساری فوج انتہا سے مرتبہ کی عجلت کے
ساتھ دہلی کو روانہ کر دی گئی۔ جسوقت ہنری ڈیلی صاحب کمانیر فوج مذکور اپنی مغز سفارت پر نہایت عجلت کے
ساتھ روانہ ہونے لگے تو انھون نے کہا کہ "مین ایک ایسا لمبا کوچ کرتا اور اسکا ارادہ رکھتا ہون جیسا آج تک
ہندوستان مین کسی نے نہ سنا ہوگا"۔ اور جو کچھ انھون نے اپنے منھ سے کہا تھا اسکو کر کے دکھا دیا۔ سال
کے گرم ترین موسم مین انھون نے ۲۲ روز کے عرصہ مین پشاور سے دہلی تک ۵۸۰ میل کا سفر طے کیا۔

پس کوئی تعجب کی بات نہین ہے جو دہلی کی قلیل محصور فوج نے متواتر خوشی کے نعرے مارکر اُنکا استقبال کیا اور یہ استقبال صرف اُنھین لوگون کی جمعیت کا نہین کیا گیا جسمین بالائی ہندوستان کے قریب قریب ہر فرقہ کے خیر خواہ اور ہوشیار لوگ نمونہ کے طور پر شامل تھے بلکہ بطور اُس کمک کے مقدمہ کے اُنکا استقبال ہوا جو پنجاب سے بحکم جان لارنس اور باعانت منٹگمری نکلسن اڈورڈس و چیمبرلین صاحب اور اسیطرح کے اور دس بارہ افسرون کے اس خطرناک مہم پر متواتر تیزی کے ساتھ چلی آتی تھی — ص ۲۹۴

وہ تمام سرحدی فوج جسکا ہین نے بیان کیا طول طویل بحث کے بعد براہ راست بورڈ کے ماتحت کی گئی اور بریگیڈیر جنرل ہاجسن اُسکے کمانڈر مقرر کیے گئے - سرحد کا ایک اور صرف وہی ایک حصہ لارڈ ڈلہوسی کے نزدیک کل سلطنت کی حفاظت کے لیے اسقدر ضروری خیال کیا گیا کہ وہان قواعد دان سپاہ تعینات کی گئی - یہ مقام درہ پشاور تھا جسکی حفاظت کے لیے (معہ درہ خیبر کے جو افغانستان اور وہان سے آگے بڑھکر وسط ایشیا کے جانے کا سیدھا راستہ تھا اور چونکہ وہان پر دریاے سندھ سے عبور کرنے کے بہت اچھے پایاب مقامات واقع ہین اسلیے بجانب عقب ہندوستان کا بھی وہان سے عمدہ راستہ تھا) دس ہزار کی ایک فوج جسمین ۳۰۰۰ گورے تھے تعینات کی گئی - بورڈ اپنی تدبیرات سے ظاہر کر چکی تھی کہ وہ اس یونانی ضرب المثل پر عمل کرنے لگی تھی کہ ”شہر دیوارون سے نہین بلکہ آدمیون سے تیار ہوتا ہے“ - لیکن اُسکے اختیار مین آدمی قلیل تھے اور خطرناک پہاڑ بہت قریب تھے - بعض بعض جگہ ہماری سرحد سے صرف دو میل کے فاصلہ پر واقع تھے اور ایسے قریب تھے کہ مثل دوسری سرحدات ہندوستان کے وہان پر صرف ”اہل اسپارٹا کے حصار“ کی طرح حصار قائم کرنے کا کوئی فائدہ نہ تھا - اسلیے تجویز کیا گیا کہ ہزارہ سے ڈیرہ اسمعیل خان تک صرف اُن مقامون پر جو نہایت خطرناک ہون بھاری قلعے بنائے جائین اور وہ اسطرح کے ہون کہ محاصرہ کی تاب لا سکین پھر اسکے بعد وادی ٹانک سے لیکر سندھ تک بارہ بارہ میل کے فاصلہ پر چھوٹی چھوٹی مسلح چھاونیان مقرر کیجائین اور یہ سب چھاونیان ایک عمدہ فوجی سڑک کے ذریعہ سے ایک مین ملا دی جائین اور اس سڑک سے ایک جانب خطرناک پہاڑون کی طرف اور دوسری جانب دریا سے موافق کی سمت سڑکون کی شاخین نکالی جائین —

یہ حفاظت کی تدبیرین ایسی عاقلانہ اور کامل تھین اور دلیرون کا تحمل اور واقفیت ایسی قابل تعریف تھی اور جو افسر اُس کام کے انجام کرنے کے لیے مقرر کیے گئے تھے وہ ایسے ثابت قدم چابک دست اور بیباک تھے کہ اُس زمانہ کے بعد سے آیندہ پھر کبھی پنجاب کی امن و امان مین بیرونی جانب سے کوئی خلل نہین پڑا پس اسطور پر بورڈ نے جو جنگی کارروائیان کین وہ لڑائی کے لیے نہین بلکہ صلح کے لیے کی گئین اور تمام فوجی تیاریون کو صلح کے واسطے ہونا چاہیے — مخالفت کے بدلے مدافعت اور مخالفت کی حکمت عملی کے بدلے

مدافعت کی حکمت عملی کی تیاری کرنا چاہیے لیکن ارادہ یہ ہونا چاہیے کہ جو کوئی اپنے راستہ مین آئے تو اُسکے ص ۲۹۵
مقابلہ مین جمے کھڑے رہین۔ اور مین نے ان انتظامات کو جو بالارادہ سب کے پہلے بیان کیا تو اُسکی غرض نہ تھی
کہ وہ انتظام پنجاب کے متعلق سب سے زیادہ بھاری بات تھی بلکہ اس نظر سے بیان کیا ہے کہ چونکہ اُنہین پوری کامیابی
حاصل ہوئی اسواسطے وہ انتظام پنجاب کے متعلق سب سے کم مشکل کی تدبیرین تھین۔ سرحدی حفاظت کے متعلق
اور جو تدبیرین ہوئین اُن سب کے اصل اصول یہی تھے جو اوپر بیان کیے گئے اور اب اُنکا بیان جسقدر کم کیا جائے
اُسیقدر زیادہ یقین کے ساتھ یہ سمجھنا چاہیے کہ اُنکا منشا بخوبی تمام پورا ہوا۔ لارنسون نے ان خطرہ اور دقت کی
چھاونیون پر بطور "پاسبانان سرحد" جارج لارنس رینل ٹیلر نکلسن اڈورڈز ایبٹ بیچر کینز پالک لمسڈن (بصیغہ جمع)
اور چیمبرلین (بصیغہ جمع) کو جو منتخب کیا تھا تو یہ سب کے سب چیدہ آدمی تھے اور جس تحمل اور بہادری کے کام
کے لیے وہ مقرر کیے گئے تھے اُسکی کمال لیاقت رکھتے تھے۔ افسوس ہے کہ ان لوگون کی تاریخ کے لکھنے والے
نہین ہین۔ تاہم یہ لوگ وہی تھے جنکو بشمول دوسرے اشخاص کے جو ایمانداری سے اُنکے قدم بقدم چلے تھے
حال کے ایک ویسرائے نے ایک نئی سرحدی حکمت عملی قائم کرنے کی غرض سے اپنے سرکاری کاغذات مین
راستبازی کو چھوڑکر دیدہ و دانستہ ذلیل کرنا چاہا۔ لائق مستعد پختہ رائے سرکاری ملازمون پر جو یکے بعد دیگرے
نسلاً بعد نسل مقرر ہوئے اس سے زیادہ ظالمانہ اور ناانصافانہ حملہ کبھی نہوا ہوگا۔ لیکن اُنکی ناموری اس حملہ کے
بعد بھی باقی رہ گئی اور اُنکی حکمت عملی کی دانشمندی بخوبی تمام اُن افسوسناک نتائج سے ثابت ہوگئی جو ایک مرتبہ کے
انحراف کرنے مین پیدا ہوئے۔ بہرحال اُنکا کام (یعنی مخالفت کا نہین بلکہ مدافعت کا اور ملک گیری کا نہین بلکہ اشاعت
تہذیب کا) جان لارنس کی نمود اور شہرت کے اس سبب سے زیادہ اُبھرے ہوے زمانہ مین اس عمدگی سے
درجۂ تکمیل کو پہونچا کہ اُنکا سوانح نگار صلح کی مفید اور پایدار کامیابیون کے خیال مین جنگ کی کامیابیون کو فراموش
کرکے اس بات پر قناعت کرسکتا ہے کہ لوزڈ نے سرحد کا جو کچھ اور جن عام اصولون سے حفاظت کے لیے
بندوبست کیا تھا اُسکے مندرجۂ بالا بیان کے بعد بالکل اُسکو قلم انداز کردے اور صرف شاذونادر موقعون کا جب
زیادہ خطرہ ہوا جابجا بیان کرے کہ لوزڈ نے ضرورت کے وقت کس طرح سے تدارک کیا۔

جب رعایا سے ہتیار لے لیے گئے اور سرحد کی حفاظت کردی گئی تو اُسکے بعد لوزڈ نے سراغ رسانی
اور انسداد جرائم کی طرف توجہ کی۔ اس مقصد کے پورا کرنے کو اُسنے دو بڑی بڑی جماعتین پولیس کی قائم کین
ایک کا کام یہ تھا کہ جرم کا انسداد کرے اور اُسکا انتظام فوجی قاعدہ کے طور پر تھا اور دوسری کا کام یہ تھا کہ
مجرمون کا سراغ لگائے۔ اول قسم کی پولیس کے لوگ معہ پیادہ و سوار ۵۰۰۰ تھے اُنمین سے اکثر لوگ ص ۲۹۶
دربار سابق کی ماتحتی مین عمدہ خدمتین انجام کرچکے تھے اور سکھون کی دوسری لڑائی مین ہمارے خیرخواہ رہے تھے

انکو یہ خدمت سپرد تھی کہ خزانون جیلخانون اور سرحدی تھانون پر پہرا دین سڑکون کی نگہبانی (جسوقت کہ ضرورت ہو اُسیوقت) کرین - اور صوبہ مین جہان قریب قریب امن وامان قائم ہوگئی تھی جس مقام پر ڈاکوون کا گروہ پایا جاوے اُسکا تعاقب کرین - دوسرا گروہ جسکی تعداد ۰۰۰ ۷ تھی اور جو ۲۳۰ تھانون پر منقسم تھا اُسکا کام یہ تھا کہ جرمون کا سراغ لگاوے گزرگاہون پر پہرا رکھے اور فوج کے لیے سامان رسد اور دریا مین جانے کے لیے کشتیان مہیا کرے -

بُورڈ نے عقلمندی کے ساتھ اپنے عُمّال پر اعتماد کرکے دیسی تحصیلدارون کو پولیس کا انتظام رکھنے اور اُنکی نگرانی کرنے کا اختیار دیدیا اور اسطور پر جو مقامی واقفیت اُنکو حاصل تھی اور سوائے اُنکے دوسرا شخص نہین جانتا تھا اُس سے فائدہ حاصل کیا - دیہات کے چوکیدارون کو جو قدیم انتظام کے بموجب بہت ضروری اشخاص تھے اور جنکی تنخواہ موضع والون سے لیکر دیجاتی تھی اُن افسرون نے بدستور بحال رہنے دیا جو شمالی مغربی دیہات کی جماعتون کے بیش بہا فوائد کو بخوبی تمام جانتے تھے -

جن اضلاع مین بہت کثرت سے جرمون کا ارتکاب ہوا کرتا تھا اُنکے لیے خاص خاص تدبیرین عمل مین لانا پڑین - مثلاً درہ پشاور سفاکون کا مسکن تھا - یہان بڑے بڑے جرم علانیہ ہوا کرتے تھے - جس مقام پر زمین مین کوئی غار تھا جہان کہین کوئی خندق اور خاص کرکے کسی مسلمان پیر کا مزار تھا وہان ضرور بیباک رہزن بھرے رہتے تھے - پھر دوآبون کے درمیان بھی جو جنگلون جھاڑیون یا لمبی لمبی گھاس سے جیسا کہ مین بیان کر آیا ہون زمانہ قدیم سے ڈھکے ہوے پڑے تھے مویشیون کے چور رہتے تھے - اس قدرتی گھنی چراگاہ مین تمام بیل جو قریب کی زرخیز اراضیات واقع ساحل دریا سے چرنے آتے تھے اپنے خوشی کے مطابق اودھر اودھر پھرا کرتے تھے مگر اُسپر بھی اپنے اصل مالکون کی نگاہ سے غائب ہوجاتے تھے - اب اگر کوئی کسان اس تنگ کلاپ کے غار مین اپنے مویشی کے تلاش کرنے کے لیے جسکو جنگلی چور اپنا واجبی حق تصور کرکے پکڑ لیجاتے تھے جاتا تو اس سے زیادہ اور کیا حماقت تھی - جانور کا دستیاب ہونا تو درکنار وہان سے اُنکے صحیح سلامت اور زندہ بچ آنے ہی کی امید نہین ہوسکتی تھی - پنجابی لوگون کی سرشت مین یہ بات داخل نہین ہے کہ وہ موہوم امید پر کوشش کرین اور اسلیے درمیانی دوآبے قدیم زمانہ کے اوڈیساین کی طرح صدہا گیکسون سے آباد تھے جنھون نے برٹش قبضہ کے زمانہ تک ہر کنوڈیر کے ایسے کسی شخص سے خوف کرنے کی کوئی وجہ نہین پائی تھی -

اب دیکھنا چاہیے کہ بورڈ نے ان اضلاع کے متعلق کیا کارروائی کی - شہر پشاور کے گرد پولیس کی چوکیون کی قطارین بندھ گئین - خندق اور غار پاٹ دیے گئے اور اضلاع متصلہ تک سڑکون کا ایک جال باندھ دیا گیا - اُن دوآبون مین جہان اونٹون کی پگڈنڈی کے سوا اور کسی طرح کا راستہ کبھی نہین دیکھا گیا

مختلف اطراف مین سڑکین نکالی گئین اور انپر گرداوری کے لیے پولیس کے سوار تعینات کیے گئے اور سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ پیشہ ور سراغ رسان مقرر کیے گئے - یہ وہ لوگ تھے جنکے حیرت انگیز ہنر سے جان لارنس نے بمقام دہلی و پانی پت و گوڑگانون مجرمون کا تعاقب کرنے مین بارہا فائدہ حاصل کیا - یہ وہ لوگ تھے جنکے محسوسات قدرتی خواہ مصنوعی قوت تجویز سے تجاوز کرکے ایک غیر معمولی درجہ کی قوت کو پہونچ گئے تھے - وہ ایک سخت زمین پر ایسا نقش قدم محسوس کر لیتے تھے جو معمولی آنکھ کو کبھی دکھائی نہین دے سکتا - وہ بتا دیتے تھے کہ کسقدر مویشی نہایت گھنے جنگل اور موٹی گھاس مین ہو کر کسطرف سے گئے ہین اور پچاس پچاس میل تک تعاقب کرکے اسکا پتا لگا لیتے تھے اور یہ پیشتر کہہ دیتے تھے کہ کتنے آدمی اور کتنے جانور ادھر سے بھاگے ہین - یہان تک کہ پتہ لگاتے لگاتے آخر کو کسی دور دور دراز پڑاو تک پہونچ جاتے تھے اور وہان انکی ہنرمندی کا چشمدید ثبوت بہم پہونچ جاتا تھا -

لیکن بورڈ کو جن جن جرائم کا تدارک کرنا ضرور تھا انمین مویشیون کی چوری ہی سب سے زیادہ بڑھی ہوئی نہین تھی - پنجاب کی تاریخ مین ڈکیتی ہمیشہ ہوتی چلی آتی تھی - سکھون نے اسکے گہوارے مین پرورش پائی اور جون جون وہ بڑھتے گئے اُسیطرح اسکی بھی ترقی ہوتی گئی - اور جسطرح اس زمانہ مین یورپ کی تواریخ کے واقعات وقوع پذیر ہوئے اُسیطرح یہان بھی ڈاکوون کے ان گروہون نے جو نہایت کامیاب ہوے اپنی تلوار کے یقینی زور سے بیشمار روپیہ اور مویشی جمع کرکے حسب معمول آخر مین اپنے لیے بڑے بڑے علاقے اور زبردست ریاستین پیدا کرلین - اسطور پر لٹیرون کے سرغنہ کو اپنے پیشہ سے نادم ہونے کا کوئی سبب نہین رہگیا - نہایت رقیق خون جو پنجاب مین پایا جاتا ہے اکثر انکی رگون مین دوڑنے لگا اور انکے پیشہ سے انکو اُسقدر عزت حاصل ہوئی جسقدر انکی ذات سے انکے پیشہ کو حاصل ہوئی تھی - رنجیت سنگھ کی زبردست حکومت کے پابند ہونے یا یہ کہیے کہ اسکی بیرونی فتوحات سے اور زیادہ وسعت پانے کی وجہ سے اس بدعملی کے زمانہ مین جو رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد آیا ڈکیتی کو اور بھی زیادہ ترقی ہوئی اور جب آخر مین ہم نے اسکی فوج کو بالکل شکست کردیا تو انمین سے زیادہ ص ۲۹۲
دلیر لوگ جو ہماری ملازمت حاصل نہ کرسکے یا اسکی خواہش نہ کی اپنے مروجہ وقت پیشہ کی جانب بالطبع راغب ہونے لگے - اضلاع لاہور و امرتسر مین یہ لوگ جوق جوق جمع ہونے لگے - لیکن سخت تدبیرون اور معقول ہدایات سے بہت جلد خرابی رفع کردی گئی - پہلے سال صرف امرتسر مین ۲۷ ڈکیتون کو سزاے موت دی گئی دوسرے سال صرف سات آدمیون کو پھانسی ہوئی اور چند ہی سال کے عرصہ مین پنجاب سے یہ جرم بالکل موقوف ہوگیا -

لیکن ایک جرم اس سے بھی زیادہ پر دغا وہان ہوا کرتا تھا جسکی نسبت پیشتر پنجاب مین کسی کو شبہ بھی نہین ہوا تھا - ہندوستان کے دوسرے حصون مین ٹھگی کا مروج ہونا چند سال پیشتر سے دریافت ہوا تھا - لیکن بوجہ عملیات سحر جو اسکے متعلق کیے جاتے تھے اور مذہبی رسوم درپردہ سازشون انتہا درجہ کی سنگدلی اور عیاری

اور اس پیشہ کے لوگون کی بیحد گرمجوشی سے اُسکی عام شہرت ہوگئی تھی۔ کرنل سلیمن نے اُسکے رموز کو مع تمام دقائق متعلقہ کے دریافت کیا اور اُسکے بعد کرنل میڈوز ٹیلر نے ایک مشہور قصہ سے جسمین کچھ مبالغہ نہین کیا گیا ہے تمام جہان پر اُسکی حقیقت ظاہر کردی۔

ڈکیتون کے کامل استیصال کے بعد جب کنوون اور جنگلون مین لاشین دریافت ہوئین تو اول اول اُسی امر سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ ہماری عملداری کے اندر اسطرح کے دوسرے جرائم بھی ہوتے ہون گے۔ مُردون سے تو کوئی حال اُنکی زبانی معلوم نہین ہوسکتا اور ہندوستان کے ٹھگ ایسے کچے نہین ہین کہ وہ اپنا کام ادھورا چھوڑ جائین۔ ان ٹھگون کی کیفیت یہ تھی کہ راہ مین مسافرون کے ساتھ ہولیتے تھے اُن پر اپنا اعتماد پیدا کردیتے تھے اُنکی ساری کیفیت دریافت کرلیتے تھے اور پھر جب اُنکے ساتھ مسافر لوگ بیٹھکر کھانا کھانے لگتے تھے تو اپنے مہلک انگوچھے کے پیچ سے تھوڑی دیر کے لیے اُنکو بیہوش کردیتے تھے اور کوئی آدھا گلا گھوٹا ہوا مسافر کبھی اُنکے ہاتھ سے بچ کر جانے نہین پاتا تھا کہ وہ اپنے ساتھی مسافرون کا حال اورون سے جاکر بیان کرتا۔ لیکن پنجاب کے ٹھگ اپنے پیشہ کے کچے تھے۔ یہ ہنر ابھی چندہی عرصہ سے اُن لوگون مین ہندوستان سے آکر مروج ہوا تھا اور پہلے پہل جس اُستاد نے اسکو اختیار کیا تھا رنجیت سنگھ نے اُسکا پتہ لگاکر اُسکو پھانسی دیدی تھی۔ اُسکے جانشین انگوچھا استعمال کرنے کی ترکیب مین مشاق نہین تھے اور اس سبب سے وہ اپنے شکار کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے تھے اور بعد اُسکے اُسکی لاش کو اُسیطرح گرم اُس قبر مین دفن کردینے کے بدلے جسکو اُنکا استاد مسافرون سے باتین کرتے وقت کھود لیتا تھا اکثر لاپروائی کے ساتھ سڑک پر سڑنے کے لیے چھوڑ دیتے تھے ص ۲۹۹
آخر کو ایک برہمن جسکا گلا دو تہائی کے قریب گھوٹا گیا تھا اور جو مردہ سمجھکر چھوڑ دیا گیا تھا اچھا ہوگیا اور اُسنے اپنا قصہ بیان کیا۔ اُس پتہ سے اُنکا سراغ لگا یا گیا۔ ٹھگون کی سراغ رسانی کے لیے انعامات مقرر ہوئے اور وعدہ کیا گیا کہ جو لوگ سرکاری گواہ بن جائینگے اُنکا قصور معاف کردیا جائیگا اور تحقیقات کے لیے ایک خاص افسر مقرر ہوا۔ سرکاری گواہون نے دو سو چھتیس آدمیون کی جو حال مین شکار ہوئے تھے ایک فہرست پیش کی — انھین لوگون نے پیشہ ور ٹھگون کی ایک دوسری فہرست پیش کی جو چھپوا کر ہر مقام پر مشتہر کرائی گئی۔ انمین سے اکثر لوگ گرفتار ہوے اور اُنکے اقرار قلمبند کیے گئے۔ اور لوگ بالکل مفقود الخبر ہوگئے۔ وہ سرکاری گواہ اکثر برٹش افسر کو جنگلون مین کوسون تک لیجاتے تھے جہان بظاہر کوئی ایسی علامت نہین پائی جاتی تھی جس سے اُنکو کچھ پتہ معلوم ہو یا کوئی نئی بات یاد پڑے۔ لیکن آخر کو تکلیف اور زحمت اُٹھانے کے بعد ایک مقام پر پہونچکر وہ کھڑے ہوجاتے تھے اور کہتے تھے کہ "یہان کھودو وہان کھودو" اور چند پھاوڑے جہان پڑے وہان مقتول کی لاش یا اُسکی ہڈیان نکل آئین۔ ایک پگڈنڈی پر اسطور سے تھوڑی ہی وسعت مین ۵۳ قبرین برآمد ہوئین

اور سب مین کھودتے پر لاشین نکلین - ایک ٹھگ سے جب آسکے مقتولین کی تعداد دریافت کی گئی تو اُسنے امنگ مین آکر سچے جوش سے یہ جواب دیا کہ "صاحب یہ کیونکر مین بتلا سکتا ہون بھلا آپکو یاد ہے کہ ہر ہر شکار مین آپ نے کتنے جانور مارے تھے - ٹھگی ہملوگون کا شکار ہے"[1]

دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ پنجاب کے ٹھگ خاص کر کے مذہبی[1] یعنی حلال خورون کی قوم سے تھے - وہ ضعیف الاعتقاد اسی طرح کے تھے جیسے ٹھگ اور سنگدل تھے - کسی بدشگون چڑیا یا چوپایہ کے دیکھنے سے اُنکا ایسا ارادہ بدل جایا کرتا تھا جو رحمدلی یا چشم نمائی سے کبھی نہ بدلتا - اس قسم کے ہزارہا مذہبی سکھ لوگ تھوڑی سال کے اندر اپنی بداطواریون کی سزا کو پہونچائے گئے - سکھ لوگون نے اُنکو خارج از ذات قرار دیا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ وہ اسقدر جلد ذات سے خارج ہو گئے - پنجاب بورڈ نے ایک بہت عمدہ ارادہ کیا تھا کہ اگر وہ ذات کے خیالات کو بدل نہ سکے تو اقل درجہ ان کمبخت لوگون کی حالت کو زیادہ درست کر دین اور سخت نگرانی رکھنے اور اُنکے لیے کوئی شغل پیدا کر دینے کے ذریعہ سے اُنکو ایک شائستہ قوم بنا دین - کئی برس تک یہ لوگ انتظام پنجاب کے سب سے زیادہ مفید کامون یعنی نہر باری دوآبہ اور بڑی سڑک پر جنکا حال آگے بیان کیا جائیگا شاغل رکھے گئے - اور غدر کے زمانہ مین جب دہلی سے سفر مینا کے لیے صدا بلند ہونے لگی تو جان لارنس نے انھین لوگون کو جنھون نے اپنے تئین خارج از ذات بنا رکھا تھا اُس کام کے لیے منتخب کیا اور اُنھون نے دہلی اور لکھنؤ دونون جگہ نہایت قابل تعریف کام کیا - ان آدمیون کو پھر اصلاح پر لانا اور ایک نہایت قلیل زمانہ مین ڈکیتی اور ٹھگی ان دونون بھاری جرمون کا ہمیشہ کے لیے انسداد کر دینا پنجاب بورڈ کی تعریف اور رفاہ خلائق کے متعلق کوئی چھوٹا کام نہین ہے -

دختر کشی بھی اسی قسم کا ایک معاملہ تھا جسکا انسداد ڈکیتی اور ٹھگی کے بعد بالطبع لازم سمجھا گیا - لیکن اسکے بارے مین پیشتر مین کچھ بیان کر چکا ہون اور اسکا انسداد جو ان چار دوآبون کے درمیان کیا گیا تھا زیادہ تر جان لارنس کی حیثیت کمشنری کے زمانہ سے متعلق ہے جنھون نے پہلے دوآبہ جالندھر مین اسکا تدارک کیا تھا بورڈ کے زمانہ سے اسکو چندان تعلق نہین ہے -

جرمون کی بحث پر غور کرنے مین برادران لارنس نے سزا دینے کے ضمنی مقصد یعنی مجرمون کی اصلاح سے بھی عدم توجہی نہین کی - چونکہ رنجیت سنگھ کے سزا دینے کا سیدھا طریقہ یہ تھا کہ وہ مجرمون پر جرمانہ کرتا یا اُنکی ران کی رگین کٹوا ڈالتا تھا اس سبب سے اُسپر جیلخانہ پر کرنے کا الزام کبھی عائد نہو سکا - اُسکے انتظام مین دو سو سے زیادہ آدمی جیلخانہ مین نہین تھے اور ہمارے انتظام کے زمانہ مین دس ہزار قیدی جیلخانہ مین رہتے تھے -

---

[1] آر ٹالڈ صاحب کی سوانح عمری لارڈ ڈلہوسی - جلد اول صفحہ ۲۵۹

لیکن ان لوگون کو بعوض ہاتھ پاؤن کٹوانے یا زنجیرون سے ستون مین باندھنے یا کسی خشک کنوین مین ڈالدینے کے بدلے ایک سخت قاعدہ کا تو حقیقت مین پابند کیا گیا اور سخت کام لیا گیا لیکن انکو اچھا کپڑا اچھا کھانا عمدہ مکان دیا گیا اور کچھ لکھنے پڑھنے اور پیشہ وری کی ابتدائی باتین تعلیم کی گئین۔ بچپیس جیلخانے مختلف قدا ور مختلف نمونون کے پنجاب بورڈ کے مختلف اضلاع مین تعمیر کرائے گئے۔ لاہور کا صدر جیلخانہ کفایت شعاری تندرستی اور قیدیون کی نگرانی تقسیم اور اخلاقی اصلاح کی نظر سے بھی ایک نرالی وضع کا بنوایا گیا۔ اسطور پر جان لارنس ڈاکٹر چارلس ہیتھ وائیے کی کوشش اور مستعدی سے اُس طریقہ کے مطابق جسکو وہ عرصہ سے برتنا چاہتے تھے اصلاح کے کام عمل مین لاسکے۔

واضع قوانین کے متعلق جہانتک ممکن تھا دیسیون کا رواج بنا آئین قرار دیا گیا۔ قدیم زمانہ کے عقلا کی طرح بورڈ اس بات سے خوب واقف تھی کہ "عمدہ رواج عمدہ آئین سے بھی زیادہ ضروری ہے"۔ اصل تو یہ ہے کہ قانون صرف اُسی حدتک کارگر ہوتا ہے جہانتک کہ رواج کا اخذ یا قائم مقام ہوتا ہے۔ بنابران ایک مجموعہ دیسی دستورات کا جمع کیا گیا جو دستورات بالکل خراب تھے اور قابل اصلاح نہین تھے اُنکی ممانعت کی گئی اور جو جو دستورات نکاح او طلاق کے متعلق تھے اور نیز اور مشرقی ملکون کی عورتون کے ذلیل کرنے کے بارے مین تھے پہلے انمین ترمیم کی گئی بعد اُسکے وہ منظور کیے گئے۔ جو دستورات وراثت یا شفعہ یا اسی قسم کی اور باتون سے متعلق تھے وہ فوراً جاری کیے گئے۔ تحصیلدار لوگ جو مقامی واقفیت کے باعث سے چھوٹے چھوٹے مقامی معاملات کے بہترین مبصر خیال کیے گئے انکو اختیارات پولیس مفوضہ حال کے سوا جوڈیشل اختیارات بھی سپرد کیے گئے۔ اسطور پر ہر گانون یا زمرہ دیہات قریب کے لیے اُسکی ایک عدالت قائم کی گئی جو رواج قدیم الایام کے ذریعہ سے اُسیطرح رائج چلی آتی ہے۔ اور اگرچہ ڈپٹی کمشنر کے یہان اپیل کرنے کا حق معین کر دیا گیا لیکن زیادہ تر مقدمات خاص انہین عدالتون مین طے ہو جاتے تھے اس مقام پر یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ ہر درجہ کے انگریزی افسر اُن ضوابط پر صرف نام کے لیے نہین بلکہ دل سے عملدرآمد مین کاربند ہونے لگے اور سب کے سب اہل مشرق کے اس مرغوب الطبع اصول کی پابندی کرتے تھے کہ اگر عدالت گستری کی تمام غلطیان رفع نہو سکین تو تاخیر کو ہر حالت مین دور کرنا چاہیے۔

لیکن انمین سے کوئی اصلاح بغیر اسکے عمل مین نہین آسکتی تھی کہ مال اور خاص کرکے اُس بڑی رقم یعنی مطالبہ اراضیات کا جس پر سرشتہ کا دارمدار ہے بندوبست کیا جاتا۔ مطالبہ اراضیات پیداوار زمین کا وہ مختلف القسم حصہ ہے جسکا گورنمنٹ کو بطور اپنے حق کے دعوی رہتا ہے۔ دیسی گورنمنٹ کے زیر انتظام اکثر وہ جنس کے ذریعہ سے ادا کیا جاتا ہے اور جب فصل درودھوتی ہے تو قلیل تنخواہون

افسر جو پوری رشوت پانے کی حالت مین کاشتکار سے بہت کم اور نہ پانے کی حالت مین انتہا سے زیادہ غلہ لیا کرتے ہین اوسکو وصول کرتے ہین۔ اور دونون صورتون مین ایک بڑی مقدار تک کی رقمین خزانہ شاہی مین جانے کے بدلے ٹکس وصول کرنے والون ہی کی جیبون مین رہ جاتی ہین۔ انگریزون کے انتظام سے ضلع کی پیداوار کی اوسط مختلف برسون کے تخمینجات سے نکالکر اسکے مطابق گورنمنٹ کا نقدی حصہ مروجہ نرخ کی اور بھی کم شرح کے حساب سے لگاکر قرار دیا گیا۔ اس انتظام سے سب کا فائدہ ہوا لیکن سب سے زیادہ کاشتکار کا فائدہ ہوا۔ اسمین ہر طرح سے بڑی بچت ہوئی کیونکہ ایک سال کے دوچند یا سہ چند تخمینہ کے بدلے دس بیس یا تیس سال کا یکبارگی اندازہ کیا گیا۔ اور تحصیل بالجبر اور دوسری خرابیون کا جہانتک ممکن تھا انسداد کیا گیا۔ اگر انگلش گورنمنٹ نے ہندوستان کے حق مین سوائے اسکے اور کوئی بہبودی کی بات نہین کی تو صرف یہی ایک بات اسکے قیام کے لیے کافی تھی۔ صل ۱۲۴

اب دیکھنا چاہیے کہ جسوقت پنجاب ورثائے رنجیت سنگھ کے ہاتھ سے نکلکر بورڈ کے اختیار مین آیا تو اسکی مالی حالت کیا تھی۔ برادران لارنس اپنی ریزیڈنسی کے زمانہ مین رنجیت سنگھ کے کاواک اور جلد بازی کے انتظام مین اسقدر اصلاح پیدا کر چکے تھے کہ بورڈ کو کوئی بات ازسرنو شروع کرنا نہ تھی بلکہ جو کچھ شروع ہو چکا تھا صرف اسکو ترقی دینا تھی۔ قسمت آبروے ستلج مین (قطع نظر اس سرسری بندوبست کے جو جان لارنس نے اس خوبی کے ساتھ کیا تھا) نہایت احتیاط سے پیمائش اور سی سالہ بندوبست کا کام ہو رہا تھا اور اب عنقریب ختم ہوا چاہتا تھا۔ خاص پنجاب کے بڑے بڑے حصون مین سرسری بندوبست ہو گیا تھا اور اب اسمین صرف اسقدر کام اور باقی رہگیا تھا کہ جہان جہان غلطی پائی جائے اسکی ترمیم ہو جائے اور باقیماندہ حصون کی اسیطرح سے پیمائش ہو جائے۔ چونکہ یہ پیمائش ایک ایسے ملک کی تھی جس سے اب تک بالکل ناقص طور پر ہمکو واقفیت حاصل تھی اسلیے اسکی میعاد تین برس سے کم اور دس برس سے زیادہ نہین مقرر ہونے والی تھی نوعیت اراضیات کی قسمین بھی بیشمار اور پیچیدہ تھین لیکن اسوقت اُنپر لحاظ کرنا لازم تھا۔ اور بورڈ کی مغز جاعت نے انکو کسی حالت مین برباد نہین کیا بلکہ ازسرنو تازہ کرکے قائم رکھا۔ رنجیت سنگھ کے زمانہ مین اراضی کا ٹکس نصف پیداوار خام تھا اور عموماً بذریعہ اجناس ادا کیا جاتا تھا۔ اس جنس کے قاعدہ ادائے مالگزاری کو ہم نے موقوف کیا (گو امر مذکور بغیر اسکے عمل مین نہین آنے پایا کہ ٹکس دینے والون کی جانب سے سخت مخالفت ہوئی) اور اسکی تعداد سابق کی نسبت نصف بلکہ چوتھائی رہ گئی۔ اور اس رعایت سے سرکار کا بھی کچھ نقصان نہین ہوا کیونکہ پنجاب کے سب سے زیادہ ضروری خطہ ملتان اور دوسرے بیرونی مقامات کی مالگزاری طمانیت سے آنے لگی اور ٹکس وصول کرنے والون کو جو ناجائز رقمین ملتی تھین اُنکے موقوف اور مفسد جاگیرداروں کی جائداد

۳۰

ضبط کرنے سے ہماری تحصیل وصول کی کارروائیون مین اور زیادہ سہولت پیدا ہوگی۔

مین دوآبہ جالندھر کے حالات مین جاگیرون اور دوسرے حقوق انتقالات مالگزاری سرکار کے فیصلہ کا دقت طلب مسئلہ بیان کر چکا ہون۔ اس مسئلہ کے متعلق برادران لارنس کے مابین نہایت اختلاف تھا اور چونکہ اس مسئلہ کو ہر ایک بھائی کی آیندہ کارروائی سے ایک بہت بھاری تعلق رہا اسلیے مین اسکا بیان باب آیندہ کے لیے اٹھا رکھتا ہون کیونکہ اس باب کو حالات متعلقہ کے اعتبار سے بلکہ سوانح عمری کے مضامین سے تعلق ہوگا جیسا کہ باب ہذا کو خاص کر کے تاریخی حالات سے تعلق ہے۔

معاملات خزانہ کے متعلق بورڈ کی حکمت عملی ہمیشہ فیاضانہ رہی۔ نیز لگان رنجیت سنگھ نے جن ۴۸ اشیا پر محصول تجارت قائم کیا تھا ہنری لارنس نے انکی تعداد گھٹا کر صرف ۲۰ تک محدود کی۔ اور ان محدود محصولون کی بھی وصول کرنے مین حفاظت کے لیے یہ ضرور پایا گیا کہ سرحد کے چارون طرف انسداد رکھنے والی پولیس کی جمیعت قائم رکھی جائے۔ راہداری اور گھاٹون کا محصول پنجاب کے جس جس مقام مین جہانتک ممکن تھا اس درجہ تک رنجیت سنگھ نے جاری کیا۔ تجارت کی کوئی چیز جو ملک مین ہوکر گذرتی تھی اسکی بابت کم سے کم دس بارہ مرتبہ محصول دینا پڑتا تھا۔ یکم جنوری سنہ ۱۸۵۱ء کو یعنی الحاق کے دس مہینے بعد تمام محاصل شہر اور راہداری اور محصول اشیا ے تجارت داخلہ و خارجہ بکقلم موقوف کر دیا گیا۔ سرحد کی انسدادی سپاہ موقوف کر دی گئی اور تجارت کے رستے چارون طرف سے کھول دیے گئے کہ جس جانب انکا بالطبع میلان ہو وہان بلا تقیید وہ ترقی حاصل کر سکے۔ ان تخفیفون کے پورا کرنے کے لیے شرابون پر محصول لگایا گیا جسکی ہر امر کے اعتبار سے ضرورت تھی محصول اسٹامپ کا قاعدہ جاری ہوا۔ گھاٹون کا محصول صرف خاص خاص معبرون پر قائم رکھا گیا اور ایک محصول نمک (جو اسوقت کے حالات کے اعتبار سے تو ضروری تھا لیکن اصولاً وہ خالی از اعتراض نہین تھا کیونکہ ضروریات زندگی کی ایک شے ہے) پر لگایا گیا تھا۔ نمک والے پہاڑ مین جو یہ معدنی شے بمقدار کثیر برآمد ہوتی تھی آیندہ سے اسکا انتظام گورنمنٹ نے اپنے ہاتھ مین لیا اور انکے محصول کی مضبوطی کے لیے اس بات کی ممانعت کر دی گئی کہ قرب وجوار کے اور اضلاع سے ملک مین نمک نہ آنے پائے۔ مالی انتظام مین جو از سب طرح سے نہایت ہی عمدہ تھا اس پر ایک داغ لگ گیا۔ لیکن رعیتون نے اسپر کچھ اعتراض نہین کیا اور وہ انپر کچھ بار نہین ہوا۔

اب اسطرح کے انتظامات سے اگر ملک یکبارگی مرفہ حال نہین معلوم ہوا تو یہ گورنمنٹ کا قصور نہین تھا بلکہ ان حالتون کا قصور ہے جن پر کچھ قابو نہین چل سکتا تھا۔ الحاق کے بعد مین فصلین نہایت عمدہ ہوئی تھین خالصہ فوج کے سپاہیون نے کسانی یا مزدوری کرنا شروع کی اور چونکہ لگان کے کم اور ملک مین امن و امان

قائم ہونے سے زراعت کو ترقی ہوئی اسوجہ سے مدتون کی افتادہ اراضیات بھی آباد ہوگئین۔ اسطور پر بازارون مین جنس کے انبار لگ گئے اور اُسکے بیچنے کے ابتک کافی وسائل بہم نہین پہونچائے گئے تھے جس سے فوراً سب غلہ منتقل ہو جاتا۔ کاشتکارون کو تخفیف شدہ شرح سے بھی لگان کے ادا کرنے مین وقت معلوم ہوئی مزید کمی لگان کی فریاد بلند ہوئی اور چونکہ گورنمنٹ اسقدر فیاض تھی اس سبب سے وہ فریاد بیکار نہین گئی — اسطور پہ ملک کی ترقی کرنے سے عارضی طور پر جو ناراضی پیدا ہوئی تھی اُسکے سبب سے باشندون کی حالت اور بھی زیادہ سرسبز ہوگئی —

مین اس بات کو بیان کرچکا ہون کہ نوڑڈ نے پنجاب مین چھاؤنیان بنوائے اور مغربی سرحد پر قطار در قطار قلعے تعمیر کرائے لیکن اُنکے سوا اور بھی سرکاری عمارتین اور تعمیرات کے کام تھے جنکی اگر ہماری حکومت کی ابتدائی حالت مین چندان ضرورت نہ تھی تو اُسکے قیام اور کامیابی کے اعتبار سے ہر حالت مین اشد ضرورت تھی — ہم عام طور پر جن کامون کو "ترقی وسائل ملک" (اور یہ ملک وہ تھا جہان کے بعض بعض حصون مین کارکنان قضا و قدر نے اسقدر برکتین دی تھین اور انسان نے اُنسے غفلت کی تھی) کہا کرتے ہین اُنکے لیے ایک محکمہ اور اگر محکمہ نہین تو ایک زبردست حاکم کی ضرورت تھی اور لارڈ ڈلہوسی نے جو ہنری لارنس سے وعدہ کیا تھا کہ "ہم آپ کو ملک بھر سے چنکر عمدہ آدمی دینگے" مثل اور باتون کے حرف حرف اُسکو پورا کیا۔ کیونکہ انھون نے انکو ایک ایسا سول انجینیر دیا جو اُس زمانے مین (بلکہ شاید ہر زمانہ مین) ہندوستان بھر کے انجینیرون سے اس کام کے لیے چیدہ و منتخب تھا۔ کرنل رابرٹ نپیر نے رزیڈنسی کے زمانہ مین بطور چیف انجینیر کے ہنری لارنس کی ماتحتی مین کام کیا تھا انھون نے اس پار سے اُس پار تک کل ملک کا دورہ کیا تھا اور اُسکی حالتون اور ضرورتون سے خوب واقف تھے۔ علاوہ برین وہ نہایت بلند خیال شخص تھے۔ اُنمین بعض بعض باتین عالی طبع ارسطاطالیس کی پائی جاتی تھین وہ بہادری اور کشادہ دلی کے گویا دیوتا تھے جیسا کہ اُنکے مابعد کی کل کاروائیون سے بخوبی ظاہر ہے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا کہ ایسا کام نہایت ہی عمدہ اور بہت ہی کم خرچ مین ہو جائے تو نپیر کو اُسکا اہتمام سپرد کردیتا۔ وہ عمدہ سرکاری عمارتین جو پنجاب کی فخر ہین اور ہندوستان مین آج تک عمارتون کا نمونہ خیال کیجاتی ہین نپیر کی ذکاوت کا اظہار کررہی ہین —

نپیر صاحب کی ماتحتی مین ایک معقول اسٹاف مقرر کیا گیا۔ ان سب مین اول نمبر لفٹنٹ الکزینڈر ٹیلر کا ہے جن کا نام اکثر مقامات پر اس سوانح عمری مین آئیگا اور جو نپیر اور نکلسن ہنری اور جان لارنس ایسے مختلف الطباع اشخاص کے مورد الطاف رہ سکے چیف انجینیر موصوف کو ہر ہر کام کے مصارف کے لیے بھاری رقمین حوالہ کی گئین — اور بڑی سڑک اور بڑی بڑی نہرون کے عالیشان کامون کے لیے

خاص خاص رقمین انکو دلوائی گئین - لیکن سڑکین اور نہرین ایک دن مین نہین بنتی ہین اور ایسے معاملات مین بورڈ کا کام تکمیل کے بدلے تیاری اور کامیابی حاصل کرنے کے بدلے دقتین اٹھانے کا تھا - لیکن اس ابتدائی زمانہ مین بھی سڑکون کی صرف تجویز اور پیمائش ہی نہین ہوئی بلکہ دراصل وہ تیار کی گئین - نیپیر صاحب کے دفتر مین جو نقشہ تیار کیا گیا تھا اور جو اول رپورٹ پنجاب کے ساتھ منسلک ہے اسمین سڑکون کا ایک پورا جال بندھا ہوا ہے (جسمین کچھ فوجی سڑکین کچھ داخلہ اور خارجہ تجارت کی سڑکین چوراہے اور چارون طرف کی شاخون کے نشانات بنے ہین) بعض بعض سڑکون کی صرف تجویز اور پیمائش ہوئی تھی بعضون کی داغ بیل لگی تھی یا کامل طور سے تیار ہوگئی تھین اور ملک کے نقشہ مین ایسی معلوم ہوتی تھین جیسے انسان کے جسم مین شرائین ورباط وغیرہ رگین پھیلی ہوتی ہین —

اس رپورٹ پنجاب کے ایک فقرہ مین (اور اس رپورٹ سے انتظام پنجاب کے متعلق میری اس مختصر تحریر کو بڑی مدد ملی) وہ تمام کارروائیان ایک جگہ جمع کردی گئی ہین جو ہمارے قبضہ کی تاریخ سے تین برس تک کے عرصے مین سڑکون کی تعمیر کے متعلق عمل مین لائی گئین - وہ فقرہ یہ ہے "۱۳۴۹ میل سڑک کا راستہ صاف کرکے اسپر سڑک تعمیر ہوگئی - ۸۵۳ میل سڑک زیر تعمیر ہے - ۲۴۸۷ میل پر داغ بیل لگ گئی ہے اور ۵۲۷۲ میل کی پیمائش ہوگئی ہے اسمین چوراہون اور شاخون کی سڑکین نہین شامل ہین" - رومن لوگ قدیم زمانہ مین سڑکون کے بڑے بنانے والے تھے اور یہ انکی ناموری کی بڑی بھاری بات ہے - لیکن وہ بڑی سڑک بھی جو کلکتہ سے پشاور کو گئی ہے باعتبار ان دقتون کے جو پیدا ہوئین اور باعتبار اس طریقہ کے جسطرح وہ رفع ہوئین فن انجنیری کے متعلق رومیون کی سب سے بڑھی ہوئی کاریگری یعنی اپیئین وے کی کامیابیون سے مقابلہ کا دعوی کرسکتی ہے جسکے ذریعہ سے شہر رومۃ الکبری برنڈزیم اور شہر فلیٹینین شہر آریمنم سے ملحق ہوگیا تھا اور ریاسٹ نیپیر کی ناموری اور کارروائی کا بھی ان تمام باتون مین جو خواہ بڑے مردم شماری کرنے والے اپیئین خواہ کانسل فلیمینس مین پائی جاتی تھین بہت اچھی طرح سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے - یہ کانسل حکومت امرا اور حیلہ سازی کا بڑا دشمن تھا اور وہان کے مشہور سرکس اور سڑک کی تعمیر اسی نے کی تھی جس سے اسکا نام ہمیشہ یادگار رہے گا —

سابق کی گورنمنٹون نے سڑکون کی نسبت نہرین تعمیر کرنے کے ذریعہ سے پنجاب کی ترقی مین بہت کچھ کوشش کی تھی - مغلون نے جو ہر کام مین ہاتھ لگاکر اسکو درجہ کمال تک پہونچا دیتے تھے اس نہر کے کام مین سب سے زیادہ ناموری حاصل کی - ضلع ملتان مین نہرون کا جال بندھا ہوا تھا - اور دیسیون کے اس طریقہ کو جس سے ہر گانون والے کو نہرون کی مرمت کے متعلق اپنے حصہ کے مطابق محنت کرنا خواہ روپیہ

دینا پڑتا تھا نیپیر صاحب نے ایسا عمدہ اور کارآمد پایا کہ اُسکو اسی طرح چھوڑ دینے پر اُنھون نے قناعت کی۔ پھر دوآبہ باری کے شمال مین ہنسلی یا شاہ نہر کے نام سے ایک نہر دریاے راوی کے اُس مقام سے جہان وہ پہاڑون سے جدا ہوتا ہے لاہور تک (یہ فاصلہ ۱۰۰ میل ہے) گئی تھی۔ یہ ایک بڑا بھاری کام تھا۔ لیکن اس نہر کی وجہ سے کوئی افتادہ زمین آباد نہین ہوئی اور نہ نئے گانون بسے۔ اُس سے صرف شاہی کامون یعنی شاہی محلسرا ے لاہور کے حوضون اور فوارون مین پانی پہونچتا تھا۔ اسلیے بورڈ نے ایک دوسرا بھاری کام تجویز کیا جو انگلش گورنمنٹ ہند کے لیے اسی طرح کی ناموری کا باعث ہے جس طرح نہر ہنسلی سے دیسیون کی شہرت ہوئی۔ دریاے راوی کے عین اسی مقام سے جہان ہنسلی نہر نکالی گئی ہے (گویا اُسکے جواب کے طور پر) ایک نہر نکالنے کی تجویز کی گئی کہ وہ شہر دینا گ پٹیالہ اور امرتسر سے گذرتی ہوئی اور کل دوآبہ مین ہوتی ہوئی اوپر کی جانب ان اضلاع مین جہان اُسکی کمال ضرورت ہے ساٹھ میل سے لیکر ۱۰۰ میل تک کی تین شاخین پہونچاے اور بعد اُسکے جنوب کی طرف جہان بڑی دور تک زمین افتادہ ہے وہان کے خالی تالابون اور خشک نالون کو بھرے جا بجا مقام پر نئے موضعون کے آباد ہونے کی ضرورت پیدا کرے اور جو مواضع ویران ہوگئے ہین اُنکو از سر نو شاداب کرکے ۲۴۷ میل کے چکر کے بعد پھر دریاے راوی سے ملتان کے اُسطرف ملجاے۔ یہ نئی نہر واقعی کئی برس کا کام تھا لیکن ہر طرح کا بھروسہ کرکے شروع کیا گیا اور جان لارنس کی کمشنری کے زمانہ مین درجہ تکمیل کو پہونچا۔ "موجد تواریخ" اپنے حالات مصر کے بیان مین جو ہمیشہ تازہ اور نیا معلوم ہوتا رہیگا وہان کے جان بخش دریا کی طلسماتی قوت سے متحیر ہوکر اُسکو ایک زندہ شخص قرار دیتا اور یہ کلمات اُسکی نسبت استعمال کرتا ہے۔ کہ "اے دریاے نیل مصر کی کل زمین کا خالق تو ہے محنت اور مشقت تو ہی کرتا ہے۔ فیض تیری ہی ذات سے پہونچتا ہے۔ کبھی یہ اور کبھی وہ خیال لوگون مین تو پیدا کرتا ہے تیرا ہی سب اختیار ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے"۔ لیکن جن الفاظ سے ہیروڈوٹس نے دریاے نیل اور اُسکے اندر دریاے دیوتا کے رہنے کا ذکر کیا ہے وہ کمال مشابہت کے ساتھ پنجاب کے دریاؤن اور اُس خلاق دوست مدبر کے بارے مین صادق آسکتے ہین جسنے بیسیون نہرون اور صدہا خندقون اور نالیون کے ذریعہ سے اُن دریاؤن کو موڑ موڑ کر ریگستانون کو شاداب کردیا ہے اور ایک خوش سواد زمین کو ایسا بنا دیا ہے جسمین ضرورت سے زیادہ اجناس پیدا ہوتی ہین۔

اب مین اُن سب سے زیادہ اہم معاملات پر بحث کرچکا جن پر بورڈ کو فوراً توجہ کرنے کی ضرورت تھی لیکن اُنکے علاوہ دوسرے معاملات بھی تھے جن پر کم مستعد فرمانروا اُس وقت تک مطلق توجہ نہ کرتے جب تک اُنپر کام کا بار زیادہ ہلکا نہ ہوجاتا۔ ایک وقت طلب معاملہ یہ پیش آیا کہ ملک کے سکّے انواع و اقسام کے تھے

دوسرا

دوسری بات زبانوں کا اختلاف اور تیسرا امر یہ تھا کہ ناپ اور تول کے پیمانے مختلف تھے۔ تعلیم اور زراعت کا انتظام نہیں تھا۔ جنگلات اور حفظان صحت اور گرمی میں حکام کے رہنے کے مقامات کا انتظام ان تمام باتوں کے لیے فوراً توجہ درکار تھی اور اسی ضرورت کے مطابق بہت جلد ان پر توجہ کی گئی۔ چنانچہ چند سطرین ہر ایک امر کے بیان کو کافی ہوں گی تاکہ برادران لارنس کے نقشہ کارگزاری کی خانہ پری ہو جائے۔

پنجاب میں جو مختلف قسم کے سکوں اور زبانوں کا خلط ملط پایا گیا اسکی وجہ بہت آسانی کے ساتھ یہ بیان کیجا سکتی ہے کہ اس ملک پر علی الاتصال بیرونی حملے اور ملک کے اندر طرح طرح کے انقلابات ہوتے رہتے ہیں۔ سکوں کا مضروب کرانا ہر مقام پر ایک شاہی قوت خیال کیا گیا ہے لیکن مشرق میں اس بات کا جیسا خاص خیال رکھا جاتا ہے ویسا اور کہیں نہیں ہے۔ اس لحاظ سے پہلا امر جو کوئی فاتح یا نوخیز چند روزہ حاکم کرتا ہے وہ یہی ہوتا ہے کہ اپنے نام کا سکہ جاری کراتا ہے۔ چنانچہ اس طور پر صرف ایک قسمت لیہ میں ۲۹ قسم کے مختلف سکے رائج پائے گئے اور کشمیر کا روپیہ کمپنی کے روپیہ کے صرف دو ثلث کے برابر تھا اور پھر یہ کمپنی کا روپیہ مال کی کھرائی اور قیمت میں قدیم نانک شاہی روپیہ سے ادنی درجہ کا تھا۔ یہ نانک شاہی روپیہ سکھوں کے مذہب اور قوت کی علامت تھا جو امرتسر اور لاہور میں ضرب ہوا تھا۔ اور پھر صرف اتنی ہی خرابی نہیں تھی کیونکہ نانک شاہی روپیہ بھی کم سے کم تیس طرح کا رائج تھا۔ تجارت پیشہ لوگوں کی حیرانی اور پریشانی ناجائز طور کا منافع اور بٹہ کا خسارہ یہ سب خرابیاں جو سکوں کے اس اختلاف کی وجہ سے پڑتی تھیں بہت اچھی طرح سے قیاس میں آسکتی ہیں۔ ناخواندہ لوگوں کا اسمیں سب سے زیادہ نقصان اور سکوں کے ضرب کرنے والوں صرافوں اور شاطر سرداروں کا بھی خاص فائدہ تھا۔ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جسمیں فوراً ہماری دست اندازی درکار تھی۔ متروک الرواج سکے فوراً طلب کیے گئے اور گلانے کے لیے بمبئی اور کلکتہ کو بھیجے گئے اور وہاں سے انکے بدلے نئے سکے جن پر بجائے گرو یا عالیشان مغل بادشاہ کا کتبہ تھا بلکہ ملکہ انگلستان کا سکہ بنا ہوا ضرب ہو کر پنجاب کو روانہ کیے گئے۔ اس طور پر ملک کے سکے سب یکساں ہونے لگے اور تین سال کے عرصہ میں یہ ہوا کہ سرکار کی جو مالگزاری پیشاور خزانہ میں داخل ہوئی اسمیں تین ثلث انگریزی سکے تھے۔

ص ۲۰۸

اسی طرح پنجاب کی زبانیں بھی مختلف تھیں۔ گورمکھی یا گرنتھ کی زبان مثل سنسکرت کے پڑھنے کی نہیں بلکہ صرف لکھنے کی تھی۔ پچھم طرف بالکل کنارہ سرحد پر جو دو آبے واقع ہیں وہاں فارسی یا اسی کی اور شاخیں رائج تھیں اور مشرقی کنارہ پر پنجابی جو ایک طور کی بگڑی ہوئی اردو ہے بولی جاتی تھی۔ سندھ کے ایک ضلع میں پشتو اور دوسرے ضلع میں بلوچی بولی جاتی تھی۔ پس ایسے اختلاف السنہ کی حالت میں جو شہر بابل کی السنہ کے مشابہ ہے کسی مستقل طور کی گورنمنٹ کا قائم ہونا اور عدالت گستری کا عمل میں آنا سخت مشکل بات تھی۔ لیکن اسمیں کوئی ترکیب

کارگر نہین ہوسکتی تھی کہ (قطع نظر عدالت گستری کے) سب لوگون پر ایک زبان بولنے کے لیے اس طرح سے جبر کیا جاتا جسطرح روسیون نے ملک پولینڈ مین کیا ہے۔ آخر کو ایک بندوبست یہ قرار پایا کہ نصف مشرقی حصہ پنجاب مین دفتری زبان اردو اور نصف مغربی حصہ مین فارسی قرار دیجائے اور اس مین بین کی تجویز کی اچھی طرح سے عملدرآمد ہوسکے

تعلیم کے متعلق پہلے تین برسون کا کام صرف ابتدائی طور پر رہا۔ امر اول اس بات کا دریافت کرنا تھا کہ دیسیون نے اسمین کیا تدبیر کی ہے اور رابرٹ منٹگمری (پنجاب کے متعلق یہ نام اس مقام پر پہلے یہان بیان کیا گیا ہے لیکن بعد کو اسکا تعلق پنجاب سے مثل برادران لارنس کے رہیگا) نے بڑی چستی سے اپنے تئین اس کام مین مشغول کیا۔ انکو اس امر کے دریافت ہونے سے بڑی حیرت اور مسرت ہوئی کہ تمام ملک پنجاب مین ہر درجہ کے لوگون کے لیے ابتدائی مکتب مہیا تھے اور برخلاف ہندوستان کے اور حصون کے زراعت پیشہ لوگون کے اطفال اقل درجہ راجپوت برہمن کھتری ان اعلی ذات کے اطفال کے برابر پڑھنے جاتے تھے اور اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز امر یہ دریافت ہوا کہ تعلیم نسوان کی جانب سے بھی جو ہندوستان کے اور حصون مین کہین نہین ہے وہان غفلت نہین کیجاتی تھی۔ مثلاً لاہور مین لڑکیون کے ۱۶ مکتب تھے اور اوسطاً چھ لڑکیان ہر مکتب مین پڑھتی تھین اور اسپر طرہ یہ کہ سب کی سب مسلمان تھین۔ اصل تو یہ ہے کہ وہان پڑھنے لکھنے کی خواہش علی العموم پائی جاتی تھی۔ اسمین شک نہین کہ ان دیسی مکاتب مین کچھ بہت بھاری پڑھائی نہین ہوتی تھی۔ صرف اسقدر تعلیم دیجاتی تھی کہ ہر ہر مذہب کے طالب علم اپنی اپنی مذہبی مقدس کتاب کا پڑھنا اور کچھ لکھنا اور حساب سیکھتے تھے۔ بہرحال یہ کیا کم تھا کہ سکھ لوگ اپنے سود در سود کا حساب صحیح صحیح لگا لیتے تھے اور گانون کے پٹواری کا کام کرنے کے لائق اپنے تئین بنا لیتے تھے۔ ان مکتبون کی عمارتین بالکل حقیر قسم کی تھین۔ کہین کوئی چھپر یا کھپریل کہین کسی مسجد یا مندر کا احاطہ مکتب خانہ کا کام دیتا تھا۔ بعض مقامات پر درخت کے سایہ کے سوا کچھ بھی نہین ہوتا تھا۔ معلم کا وظیفہ جو کچھ مقرر تھا اسکا خیال کر کے کچھ ہنسی اور کچھ رونا آتا ہے۔ کبھی لڑکے اور کبھی انکے والدین کچھ اناج یا شیرینی اسکو دیجایا کرتے تھے اور اسی پر وہ پڑھاتا تھا۔ ممبران بورڈ اس ابتدائی حالت مین تعلیم کے متعلق کوئی معقول اور وسیع تدبیر نہین نکال سکتے تھے۔ لیکن انھون نے عاقبت اندیشی سے تمام موجودہ تعلیمی اوقاف کو قائم رکھا اور پنجاب کے ہر ہر شہر مین ایک صدر اسکول قائم کیا گیا۔ امرتسر کا مدرسہ زیادہ اولوالعزمی کے ساتھ قائم ہوا۔ وہان کے مدرسہ مین اسقدر شاخین مقرر کی گئین جسقدر مذاہب یا زبانین شہر مین پائی جاتی تھین۔ الحاق کے دوسرے سال اس مدرسہ مین ۱۵۰ اور چوتھے سال ۳۰۸ طالب علم پڑھتے تھے۔ اسوقت یہ امید کی گئی کہ اسطور پر پنجابی لوگ جب تعلیم پا جائینگے تو ان کم و بیش ضروری عہدون پر مقرر ہونے لگین گے جو اب تک صرف ہندوستانیون کے ہاتھ مین تھے۔

درختون کے جنگلون مین ہونے کے متعلق جہانتک انسداد ممکن تھا یہ احکام جاری کیے گئے کہ تمام موجودہ جنگلون کی احتیاط کے ساتھ حفاظت کیجاے سرکاری عمارتون کے گرد اشجار لگائے جائین بڑی بڑی سڑکون کے دونون طرف اور بڑی بڑی نہرون کے برابر برابر درخت لگائے جائین۔ اسطور پر آیندہ نسلون کے لیے سایہ اور درختون کا بندوبست معقول کر دیا گیا اور جلانے کی لکڑی کے لیے جو ایسے ملک مین جہان کوئلہ کا قحط ہو نہایت ضروری شے ہے یہ حکم دیا گیا کہ بڑے بڑے جنگلون کی حفاظت کیجاے اور لکڑی بیچنے والے بے احتیاطی سے جو درخت کی جڑ تک کاٹ کر خراب کر ڈالتے ہین وہ ممتنع کیے جائین اور جنگلون مین از سر نو درخت بوئے جائین اور انکی حفاظت کیجاے۔ گھاس کے مشہور میدان جہان کی عمدہ پیداوار نگہبانی کرنے والے سردار لوگ خود اپنے تصرف مین لاتے تھے اور رنجیت سنگھ کے رسالے کے لیے صرف خس و خاشاک بھیجا کرتے تھے آیندہ سے انگریزی افسر اڈورڈ پرنسپ صاحب کی نگرانی مین سپرد کیے گئے اور انھون نے اس بات کی تدبیرین کین کہ آیندہ سے سرکار کا مال خاص سرکار کے کام مین آئے۔

کھیتون مین جو چیزین بوئی جاتی تھین فصل و ضرورت کو دیکھکر مناسب طور پر انکے بدلتے رہنے کا
ص ۱۲۱ مسئلہ زراعت پیشہ اشخاص کی سمجھ مین نہین آتا تھا اور جہانتک سمجھتے تھے اسپر اسقدر بھی عمل نہین کرتے تھے کیونکہ پنجاب کے یہ زراعت پیشہ اشخاص اس ہاتھ سے کماتے اور اس ہاتھ سے کھاتے رہتے ہین اور جب کھانے بھر کو بھی میسر نہین آتا تو قناعت کے ساتھ اپنے تئین حوالہ مرگ کر دیتے ہین۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ ٹکس کم کرنے کا پہلا نتیجہ ایک یہ ظہور مین آیا کہ نا عاقبت اندیش کاشتکارون نے ہر جگہ غلہ بونا شروع کر دیا اسلیے بازارون مین غلہ کی مانگ کم ہو گئی اور زمین کو بھی اسی مناسبت سے نقصان پہونچا۔ اس خرابی کے رفع کرنے کے لیے پنجاب بورڈ نے مزاحمت کرکے روئی تمباکو پٹوہ نیشکر اور ان چیزون کی کاشتکاری کو مروج کرایا جنکی جڑین کام آتی ہین اور اس مین کامیابی حاصل ہوئی۔ ملک مین توت کے درخت کثرت سے موجود ہی تھے اور ریشم کے کیڑون کی پرورش کرنے سے خاص پنجاب مین ریشم کی تجارت کھل گئی۔ جو قطعات زمین لکڑی کے درخت بونے کے لیے علیحدہ کیے گئے تھے انمین پچاس نئی قسمون کے جنگلی درخت نصب کرائے گئے اور چاے کی زراعت جسکو ٹائیسن صاحب اور انکے ماتحتون نے ممالک مغربی و شمالی مین رواج دیا تھا مری کے پہاڑون اور مشہور کانگڑہ گھاٹی کے نشیبی میدانون مین رواج دی گئی۔ اسطور پر ایک نیا ملک ایک تازہ تجارت کے لیے کھل گیا اور یہ تجارت اس قسم کی تھی جو افیون کیطرح تمامتر قابل اعتراض نہ تھی۔

خدا کے فضل سے ممالک مشرقی مین تدابیر حفظان صحت سے بالکل غفلت رہا کرتی ہے۔ بڑے سے بڑے شہرون کا بھی یہ حال ہوتا ہے کہ نہ سڑکون پر کھرنجہ ہوتا ہے نہ نالیان بنی ہوتی ہین اور نہ صفائی کیجاتی ہے

جانورون کی لاشین جہان وہ مرتے ہین اُسی جگہ سڑنے کے لیے چھوڑ دیجاتی ہین اور مضافات شہر شہرون سے بھی بدتر ہوتے ہین — وہ اصل مین مثل اُن "انبارون" یا "تودون" کے ہوتے ہین جنکا انجیل مین ذکر کیا گیا ہے اور مشرقی شہر کے گرد و پیش اسطرح کے مزبلے ضرور ہوا کرتے ہین — اسوجہ سے ہوا خراب ہو جاتی ہے پانی کثیف رہتا ہے ہمیشہ وبائین آیا کرتی ہین اور جب سے یورپین لوگون نے سرکاری انتظام تیار کرنے کا خوفناک خیال اہل مشرق کے دلون مین پیدا کیا اسوقت سے یہ امر بھی زیادہ خوفناک بات معلوم ہونے لگی کہ انھین وجہون سے مشرقی شہرون مین بے انتہا آدمی ہلاک ہوا کرتے ہین — لاہور کی نسبت مشہور ہے کہ "ہر کہ لاہور ندید از شکم مادر نزائید" لیکن باوصف اس شہرت کے شہر مذکور کی گندگی اور مقامات سے بھی بڑھی ہوئی تھی — جب انگریزی فوج ایک مقام پر حوالی شہر مین ویران مکانون اور پشتا پشت کی وبائی قبرون کے درمیان تعینات ہوئی تو فطرت نے ہمیشہ کی طرح اپنا انتقام انگریزی فوج سے لینا شروع کیا — اور ابتدا سے حفظان صحت کی جو تدبیرین کی گئین اُن سے اور بھی خرابی پیدا ہوئی — علم حکمت کے ذریعہ سے بغیر اسکے ایسی غلاظت کی کانون سے بیماری کے اسباب رفع نہین ہو سکتے جبتک اُنکی روز افزون ترقی کا استیصال نہ کیا جائے — لیکن چندسال کی کوششون سے ایک ایسے ملک مین بھی جہان ہمیشہ بیماری رہتی تھی صفائی پیدا ہونے لگی — لاہور مین جارج بینگلیکر اور امرتسر مین سی - بی - سانڈرس صاحبان مجسٹریٹ مقام مذکور کی بدولت سے اُن شہرون کی ہیئت ہی بدل گئی — گو اُنکے ناگزیر انتظام مین کسیقدر شہر کی وہ خوبی اور رونق جو اہل مشرق کی آنکھون کو بھلی معلوم ہوتی ہے جاتی رہی لیکن باشندون کی تندرستی آسودگی اور خوشحالی کو اُس سے بہت ترقی ہوئی

ان معاملات کے متعلق لورڈ نے رعایا کے ساتھ صرف پدری سلوک کرنے پر قناعت نہین کی — یہ بات اکثر بیان کی گئی ہے کہ مشرقیون کے لیے سب سے عمدہ گورنمنٹ وہ ہے جو فیاض اور خودمختار ہو یعنی یہ کہ ایسی گورنمنٹ ہو جو اپنی رعایا کے لیے خود سب باتین کرے اور رعایا آپ کچھ نہ کرے — لیکن لارنسون نے یہ خیال ہرگز اپنے دلون مین نہین پیدا کیا ہر ایک شہر مین جو بات ہوتی تھی انگریزی مجسٹریٹ کے حکم سے ہوتی تھی اور اُسکی مدد کیواسطے خاص اُس شہر کے لوگونکی ایک کونسل ہوتی تھی اور اُن لوگون کو جب ایک مرتبہ حرکت دیدیجاتی تھی تو وہ سیدھے راستے رو مین چلے جاتے تھے — پس سب سے پہلے پہل جس ملک مین میونسپلٹی کی بنیاد قائم ہوئی وہ اُسکے لیے کچھ بالکل ناموزون نہین تھا —

میدانی ملکون کی اس تدبیر حفظان صحت کے ساتھ پہاڑون پر بھی تبدیل آب و ہوا کے لیے مکانات کا بندوبست کیا گیا — پشاور راولپنڈی اور جہلم کی بڑی بڑی چھاونیون کی فوجون کے لیے سنہ ۱۸۵۱ء مین مری کے خوش سواد پہاڑ پر ایک پہاڑی چھاونی قائم کی گئی — اس مقام کا ذکر اس سوانح عمری مین اکثر جگہ آئیگا کیونکہ آیندہ آٹھ سال تک افسران پنجاب پر جو حد سے زیادہ مشقت کرنے کا کام پڑا تو اُس زمانہ مین وہ لوگ اپنی تعیناتی کے

مقام کی نسبت زیادہ آرام حاصل کرنے کے لیے عارضی طور پر وہین جایا کرتے تھے اور کچھ دنون کے بعد پھر اپنے اصل مقام پر محنت کرنے کے لیے تازہ ہو آیا کرتے تھے۔ دوسری پہاڑی چھاونی پنجاب کی غیر قواعددان سپاہ کے لیے جو تجویز کی گئی تھی وہ دریاے سندھ کے اُس پار کوہ مدار الدین پر قائم کی گئی اور لاہور اور سیالکوٹ کے لیے ایک تیسری چھاونی کوہستان چمبا پر قائم ہوئی۔ اس آخری چھاونی کا نام لارنسون کی تجویز سے گورنر جنرل کے نام پر رکھا گیا جنکی علاقلانہ تجویز کے مطابق وہ غور و فکر اور کارروائی کرنے پر ہمیشہ قانع رہے تھے۔ ساتھی اُنکے ملک کے مشہور مقامات مین ڈسپنسریان مقرر کی گئین۔ اُنکا
ص ۳۱۲ انتظام اُن دیسیون کے سپرد کیا گیا جنھون نے انگریزی تعلیم پائی تھی۔ مشرقی مریض دوا علاج کے بدلے عموماً دعا تعویذ پر زیادہ اعتقاد رکھتے ہین اور جسوقت ہم یہ خیال کرتے ہین کہ مشرقی اطبا محض جاہل ہوتے ہین تو ہم اسی بات کو غنیمت سمجھتے ہین۔ لیکن پنجابی لوگ دیسی ڈاکٹرون کے ہاتھ سے دوائین خوشی کے ساتھ لینے لگے جنکے انگریزی ڈاکٹر کے ہاتھ سے لینے مین اُنکو انکار تھا۔ اور اُمید کی گئی کہ جسوقت اُنکو انگریزی دواؤن کی خوبیون کا یقین ہو جائیگا تو وہ اُنکے بنانے والے انگریزون پر بھی بہت جلد اعتماد کرنے لگین گے

انتظام ڈاکخانہ بار برداری کے جانورون اور چھکڑون کے بیگار مین پکڑے جانے کا انسداد ٹھگی کی کانون کے کام مین ترقی اور ملک کی تاریخی عمارتون وغیرہ کی مرمت مین توجہ غرض اس طرح کی چھوٹی چھوٹی باتون کے متعلق پنجاب کو جو فائدہ پہونچا یا گیا اسکا بیان کرنا کچھ ضرور نہین ہے۔ اس بات کے ظاہر کرنے کے لیے کافی بیان ہو چکا کہ برادران لارنس نے ہر امر پر برابر توجہ کی اُنکا منشا ہمیشہ یہی رہا کہ جو کام کیا جا سکتا ہو وہ تلاش کیا جائے اور اس بات کا حیلہ اُنھون نے کبھی تلاش نہین کیا کہ فلان کام انجام نہو سکیگا۔ اور اُن فروعی باتون مین سے جنکا عام انتظام پنجاب کے متعلق مین نے اوپر بیان کیا ہے اگر کسی شخص کو کوئی بات چندان قابل لحاظ نہ معلوم ہو تو مین اسکا جواب یہ دیتا ہون کہ ادنی چیزون سے کمال کی حالت پیدا ہوتی ہے لیکن فی نفسہ کمال کوئی ادنی شے نہین ہے۔

اب صرف یہ بات بیان کرنا باقی رہی کہ پنجاب مین آمدنی اچھی خاصی ہوئی اور ہندوستان مین جسطرح کا افلاس پایا جاتا ہے اُسکے اعتبار سے یہ امر بہت لحاظ کرنے کے قابل ہے۔ گو یہ امر صحیح ہے کہ ہماری سلطنتون کی فرد واصلباقی ہمیشہ مہاجنی کوٹھی کی فرد واصلباقی کے برابر نہین ہوتی اور بہادری کے ساتھ آمدنی کی طرف چندان توجہ نکرنا انجام کو سمجھی عقلمندی ہی نہین ثابت کرتا بلکہ کفایت شعاری کو بھی ثابت کرتا ہے۔ لیکن لوئنڈ کی کوششون اور یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ زیادہ تر جان لارنس کی اعلی واقفیت معاملات خزانہ کے سبب سے ایسے وقت مین بھی جب کل ملک کا انتظام نئے سر سے اور وہ بھی انجن کی ایسی عجلت کے ساتھ ہو رہا تھا ملک پنجاب

کا انتظام نہایت سخت تجارتی آزمایشون کی حالت مین سنبھل سکا ۔ ہم اول تین سال کی افراد واصلباقی کی
ص ۱۳۱ نسبت کچھ نہین بیان کرتے ہین جب ایک سال ۵۲ دوسرے سال ۶۴ ۔ اور تیسرے سال ۷۰ لاکھ روپیہ
کی بچت ہوئی تھی (کیونکہ یہ بچت زیادہ تر جاگیرون کی قرقی اور نزول املاک کے نیلام کی وجہ سے ہوئی تھی ۔
مگر چوتھے سال جب یہ خاص خاص آمدنیان قریب قریب بالکل موقوف ہوگئی تھین اور بڑی سڑک اور
بڑی نہر کی تعمیر مین بحساب روپیہ صرف ہو رہا تھا تو ۲۵ لاکھ روپیہ کی بچت ہوتی تھی ۔ بورڈ نے نہ تو خود اس امر
چشم پوشی کی اور نہ اپنے حکام بالادست سے اسکو مخفی رکھا کہ انھون نے آیندہ دس سال کے زمانہ تک ان تعمیرات
سرکاری کے متعلق زر کثیر صرف کرنے کی تجویز کی تھی ۔ بلکہ انھون نے اپنے سچے اعتماد سے ٹھان لیا تھا کہ اگر
اس مد مین روپیہ صرف کیا جائیگا تو اس سے مزید فائدہ ہوگا اور اس قلت کے دس سال کے عرصہ مین بھی جسکے
بعد بہتیرے دس دس سال کثرت کے آئینگے بارہ بارہ لاکھ کی بچت ہوا کریگی ۔ یہ پیشینیان گو کیسی ہی خیالی کیون
نہ معلوم ہوتی ہون مگر واقعات سے صحیح ثابت ہوئین ۔ بندوبست اراضیات مین برابر تخفیف ہوتی گئی مگر اسپر بھی آمدنی
بڑھتی گئی ۔ ۱۸۴۹ع مین جب صوبہ پنجاب سرکاری عملداری مین شامل کیا گیا تھا اسکی آمدنی ایک کرور ۳۴ لاکھ تھی
اور غدر کے سال یعنی ۱۸۵۷ع کی آمدنی دو کرور پانچ لاکھ تھی ۔ اس جالندھر کے سال مین چیف کمشنر نے صرف
اسقدر آمدنی ہی نہین وصول کی (اور یہ آمدنی ان وسیلون سے وصول کی گئی جو صرف امن وامان کے ایام مین
کام دے سکتے ہین) بلکہ توفیر سے تقریبًا بیس لاکھ روپیہ دہلی کو بھیجدیا ۔

حکومت پنجاب کے باریک بینون نے جو یہ اشارہ کر کے کہ صوبہ مذکور کی حدود کے اندر پچاس ہزار سپاہیون
کی ایک بھاری فوج تعینات ہے یہ بحث کی کہ اسکا سارا خرچ پنجاب کے حساب مین شامل کیا جائے اسکا کچھ
فائدہ نہوا کیونکہ لارڈ ڈلہوزی نے بڑے فخر کے ساتھ اسکی یہ تردید کی کہ اگر ہماری سرحد دریائے ستلج ہی قرار پاتا تو وہان
جسقدر فوج رکھنے کی ضرورت ہوتی وہ اس فوج سے کچھ کم نہوتی جسکی کوہ سلیمان کی سرحدات کی حفاظت کے لیے
ضرورت ہوئی ہے ۔ پنجاب پر واجبی طور سے صرف اسقدر فوج کا بار عائد کیا جا سکتا ہے جو اس مفروضہ
سرحد کی نسبت موجودہ سرحد کی فوج مین زیادہ پڑتا ہے (اور یہ صرف دو یورومین رجمنٹون کا خرچ تھا) لیکن
اگر یہ خرچہ پنجاب سے نہین دیا گیا تو بھی نتائج کے لحاظ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسمین حد سے زیادہ کامیابی
ہوئی ۔ ایسے اچھے ملک مین یہ امر ہمیشہ بلکہ اکثر اوقات ضروری نہین ہے کہ لڑائی کا خرچہ اس لڑائی کے جائز یا ناجائز
ہونے کے حساب سے لیا جائے ۔ لیکن اس بات پر غور کرنے سے اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ سکھون کی دو لڑائیان
ص ۱۳۲ جو جبرًا ہمکو لڑنا پڑین اور جو اصل مین مدافعت کی لڑائیان تھین علاوہ ان بیشمار فائدون کے جو مفتوح لوگونکو
پہونچے مالی معاملات کی طرف سے بھی کامیابی حاصل ہوئی ۔ اور افغانہ کی لڑائیون مین جو بالکل فوج کشی کی

بنیاد پر تھین اور جسکی تاریخ سخت بیوقوفی اور بے انصافی کا الزام عائد کرتی ہے روپیہ کا اُسیقدر نقصان ہوا جسقدر کہ اُس غلطی کی پاداش مین لازم تھا۔ جنگ اول افاغنہ کی غلطیون اور جرمون کے نقصانات جو کل خزانہ ہند پر پڑے تھے ابھی تک وہ پورے نہین ہوئے اور دیکھیے دوسری لڑائی کے نقصانات کب پورے ہوتے ہین —

مین پنجاب بورڈ کے انتظام کا بیان اس سے بہتر طریقہ پر ختم نہین کر سکتا ہون کہ آخر مین یہ تین مضامین (یعنی اولاً رپورٹ پنجاب کا آخری فقرہ جسکی بنیاد پر زیادہ تر یہ باب لکھا گیا ہے ثانیاً لارڈ ڈلہوزی کی تحریر جو اُس فقرہ کی نسبت لکھی گئی تھی ثالثاً ڈیرکٹران انگلستان کا جواب) محول کرون —

اپنی واجبی ذاتی قدردانی کے جوش مین اور اسیطرح جھوٹے انکسار اور تکبر سے احتراز کر کے صاحبان بورڈ نے اپنی گزشتہ محنتون اور آیندہ امیدون کا خلاصہ حال اسطور پر تحریر کیا ہے —

بورڈ نے زمانہ الحاق سے لیکر اپنے تمام صیغون کے انتظام کی کیفیت اُسقدر اختصار کے ساتھ بیان کی ہی کہ اصل مطلب کے سمجھنے اور ہرشے کے علیحدہ علیحدہ ظاہر ہو جانے مین کوئی دقت نہ واقع ہو — یہ بیان کر دیا گیا ہے کہ کیونکر ملک کے اندر امن و امان قائم کیا گیا سرحد کی حفاظت کی گئی مختلف سرکاری محکمجات قائم کیے گئے سنگین جرائم کا انسداد کیا گیا اور قانون تعزیرات نافذ کیا گیا اور جیلخانون مین ضابطہ مقرر کیا گیا کیونکر سول عدالتون کا انتظام ہوا۔ کیونکر ٹکس مقرر اور مالگزاری وصول کی گئی۔ تجارت کو آزادی اور زراعت کو مدد دی گئی۔ کیونکر آیندہ ترقی کے لیے تدبیر کی گئی اور بالآخر خزانہ کا کیونکر انتظام کیا گیا۔ جناب معلی القاب گورنر جنرل بہادر نے ملک کو دیکھا اور انتظامی عملہ کا بنفس نفیس ملاحظہ کیا ہے۔ اور حضور ممدوح اس امر کی نسبت رائے دینگے کہ آیا گورنمنٹ کی خواہشین پوری ہوئین یا نہین ملک زیادہ تر دولتمند اور رعایا زیادہ خوش اور آسودہ حال ہے۔ کوئی بڑا بھاری انقلاب اُسوقت تک نہین پیدا ہو سکتا جب تک کسی گروہ عوام کو نقصان نہ پہونچے گا۔ جب کسی سلطنت کو زوال آتا ہے تو اُسکے رئیسون اور کسیقدر اُسکے موید ون کو بھی نقصان پہونچتا ہے۔ کوئی ذی اختیار فرقہ یا جماعت جسکو کسی زمانہ مین ملکی اولوالعزمی یا مذہبی جوش رہا ہوگا وہ معمولی طور کی معاشرت اور عام مشاغل زندگی کو بغیر اسکے قبول نہین کر سکتی کہ اپنے ذی اختیار مگر خلایق دوست فاتحون سے کسیقدر ناراضی اور کچھ عداوت ظاہر کرے — لیکن گمان غالب یہی ہے کہ انگریزی عملداری کے اثر سے جمہور عوام کی حیثیت اور اخلاقی حالت مین ترقی ہوگی — ص ۱۰۱
ارکان بورڈ اس امر سے چشم پوشی نہین کرتے کہ اُنھون نے اُس انتظام کی عملدرآمد مین اکثر گورنمنٹون کے تجربہ متعلقہ ملک ہندوستان پیش نظر رکھا علی الخصوص گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی کے ذریعہ سے اُنکو ایک نہایت عمدہ مثال ملی — جو کچھ عیوب ہین اُنسے بھی ارکان بورڈ چشم پوشی نہین کرتے لیکن اُسپر بھی وہ اس بات کے بیان کرنے کی جرات کر سکتے ہین کہ اس گذشتہ کارگزاری کے حالات سے اُنکو آیندہ کے لیے عمدہ امید پیدا ہوتی ہے —

(دستخط) ہنری ایم۔ لارنس پرفیسیڈنٹ جان لارنس سینیر ممبر رابرٹ منٹگمری جونیر ممبر

مقام لاہور مورخہ ۹ اگست ۱۸۵۲ع

لارڈ ڈلہوزی رپورٹ مذکور کی نسبت طول طویل کیفیت لکھنے کے بعد مندرجہ ذیل عبارت تحریر کرتے ہین اور ایسے بہت کم لوگ ہونگے جو غور و فکر کرنے کے بعد اسپر صاد نہ کرینگے —

اس مفید اور خاطر خواہ نتیجہ پر آنریبل کمپنی ممبران بورڈ آف ایڈمنسٹریشن یعنی سر ہنری لارنس سر جان لارنس مسٹر مینسل اور اُنکے جانشین مسٹر منٹگمری کی خاص شکر گزار ہے ـ مین خود اپنی جانب سے نہایت پرزور طور پر ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ ان نامی افسرون کی گورنمنٹ ہند شکر گزار اور انکی قابلیت مستعدی صواب دید رائے اور محنت و جانفشانی کی معترف ہے کہ انھون نے اپنی دشواری اور جوابدہی کے کام کو اسطرح سے انجام دیا اور مین کئی برس سے نہایت غور کے ساتھ شکر گزاری ان کارگزاریون کو دیکھتا آتا ہون ـ مین استدعا کرتا ہون کہ وہ گورنر جنرل باجلاس کونسل کی کمال خوشنودی اور شکر گزاری قبول کرینگے ـ اور ساتھی اس مین اس بات کی اجازت طلب کرتا ہون کہ ان کارروائیون کی کیفیت آنریبل کورٹ آف ڈیرکٹرس کے غور اور ملاحظہ کے لیے پیش کرون —

(دستخط) ڈلہوزی

۹ مئی ۱۸۵۴ء

بالآخر ڈیرکٹران ایسٹ انڈیا کمپنی نے جنکی نسبت اُنکے نامی گرامی اور خاص مشیر سر جان کے نے بہت واجبی طور سے کہا ہے کہ "وہ بہت اچھے مالک ہین لیکن کلمات تحسین کے استعمال کرنے مین سخت دل گرفتہ ہین" رپورٹ پنجاب اور اُسکے متعلق لارڈ ڈلہوزی کی لکھی ہوئی کیفیت کے وصول ہونے پر کلمات تحسین ہی نہین استعمال کیے بلکہ اپنا سچا جوش ظاہر کیا ـ چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ —

ہم اس امر کے بیان کرنے مین تاخیر نہ کرینگے کہ ہمکو اس عاقلانہ اور بدرجہ غایت کامیاب انتظام کی رپورٹ پڑھکر کمال اطمینان ہوا ـ الحاق پنجاب کے بعد جو قلیل عرصہ گزرا اسمین اُمید سے کہین بہتر نتائج پیدا ہوے جو برسون کی کوشش اور محنت کا ثمرہ معلوم ہوتے ہین ـ وہ ہیبتناک تعداد کی فوج جسکے مطیع کرنے مین اسقدر لڑائیون کی ضرورت ہوئی تھی خاموشی سے شکست کردی گئی اور اُسکے مفسد سپاہی محنت و مشقت کے کامون مین مشغول ہوگئے ـ اب ملک بھر مین امن و امان اور آسودگی کا ڈنکا بج رہا ہے ـ اور جرائم کی تعداد مثل ہمارے اور صوبون کے جہان عمدہ سے عمدہ انتظام ہوتا ہے بہت کم ہے ـ دادرسی کی ہر شخص کے لیے بغیر اسکے کہ اُسکو ضوابط سرکاری مین زیادہ فکر کرنا پڑے آسانی ہوگئی ـ تجارت اور صنعت و حرفت بالکل آزاد ہوگئی — ص ۳۱۶
اس قسم کا ٹکس جس سے ظلم متصور تھا اور لوگون پر ایک بار عظیم معلوم ہوتا تھا بہت کچھ موقوف کر دیا گیا ـ سرکاری لگان جو پیشتر بٹائی تھا اب اُسکے بدلے نقدی مقرر کر دیا گیا اور قریب قریب کل ملک مین مالگزاری کا بندوبست مکمل ہوگیا ـ اور یہ بندوبست اس طور پر عمل مین لایا گیا کہ سابق کی نسبت بہت کچھ تخفیف مطالبہ سرکار کے متعلق کر دی گئی ـ اثنائے بندوبست مین جو تازہ باتین پایۂ تحقیق کو پہونچین اُنسے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا گیا اور ہندوستان کے متعلق جو ہماری واقفیت ناقص تھی اور اُسکی

وجہ سے غلطیان ہوتی تھین اب بڑی ہوشیاری سے اُسکے بارے مین کوشش کی گئی کہ وہ غلطیان نہو نے پائین - زراعت مین ایک بڑے درجہ تک ترقی ہوئی ہے - گو بحساب اخراجات وقوع مین آتے تاہم سول اور فوجی صیغہ کا خرچ منہا کرنیکے بعد پہلے سال ۵۲ دوسرے سال ساڑھے چوسٹھ لاکھ روپیہ کی بچت ہوئی ...... اس قسم کے نتیجون سے بورڈ لارڈ ڈلہوزی باجلاس کونسل اور گورنمنٹ ہند کے عام حسن انتظام کا بخوبی اثبات ہوتا ہے - ہم اگر اس بات پر ناز کرین تو بجا ہے کہ ہمارے سول اور فوجی صیغون کے افسر بہم پہونچے جو اسقدر قلیل زمانہ مین ایسی عاقلانہ اور فیاضانہ تدبیرین عمل مین لاسکے - ان ادنی درجہ کے ماتحت افسران عامل نے اپنی کارگزاری مین وہ اعزاز حاصل کیا جو اُنکی عزت افزائی کی راہ دیکھ رہا ہے - ممبران بورڈ انتظامیہ یعنی سرہنری لارنس مسٹر جان لارنس مسٹر مینسل اور مسٹر منٹگمری نے اپنے تئین اس امر کا مستحق ثابت کردیا کہ وہ اعلی درجہ کے منتظمان ہند مین قرار دیے جائین -

مقام لندن مورخہ ۲۶ - اکتوبر ۱۸۵۳ع

ہم ہین آپ کے دوستان صادق

(دستخط) آر - ایلیٹ جے اولیفینٹ وغیرہ

اگر اس مقام پر کوئی نکتہ چین عداوتاً یا اور کسی طرح سے یہ کہے کہ لارڈ ڈلہوزی نے جو کلمات تحسین بورڈ کے بارے مین استعمال کیے تھے وہ اقل درجہ کچھ کچھ خاص لارڈ موصوف ہی کی کارگزاریون سے نسبت رکھتے تھے اور اسلیے اُنکی بابت لارڈ موصوف ہی کی تعریف ہوئی اور ڈائرکٹرون نے صرف رپورٹ کی تشریح کرنے والون ہی کی تحریر پر اپنی راے ظاہر کی اُنکو بذات خاص حقیقت حال سے چندان آگاہی نہ تھی تو شاید اُسکے جواب مین صرف یہ امر کافی ہوگا کہ بلوہ ہندوستان کی طرف اشارہ کرکے پوچھا جاے کہ پنجاب کے انتظام کے متعلق جو کچھ صاحبان بورڈ نے اپنا تجربہ ظاہر کیا تھا آیا حرف حرف واقعات سے بھی اُسکی تصدیق ہوگئی یا نہین - اگر اُس انتظام مین کسی طرح کا نقص ہوتا تو اُس سخت آزمائش کے زمانہ مین ضرور اُسکا حال کھل گیا ہوتا اور وہ حال اُس نقص کو بالکل عیان کردیتا -

ص ۱۷۱

لیکن اس مقام پر اتنا اور بیان کرنا دوسرے اشخاص کے لیے عموماً اور میرے نزدیک خصوصاً لطف خاص سے خالی نہین ہے کہ اُس شخص سے جسکو شاید منجملہ اور تمام اشخاص کے جو اسوقت بقید حیات ہین حقیقت حال پر سب سے زیادہ آگاہی حاصل ہے اور جو جان لارنس کے عمدہ ترین زمانہ ملازمت مین برسون اُنکا رازدار رہا ہے یعنی مسٹر رچرڈ ٹمپل سے ایک مرتبہ کئی گھنٹہ تک بات چیت کرنے کے بعد دوران مین مین نے یہ پوچھا تھا کہ اتنے عرصہ دراز کے بعد اب غور کرنے سے آیا آپ کو یہ خیال گزرتا ہے کہ اُن رپورٹہاے پنجاب کے کسی حصہ مین بے انتہا رنگ آمیزی کی گئی تھی اور اگر وہ دوبارہ لکھی جائین تو آیا آپ یہ چاہینگے کہ اُنمین کچھ ترمیم کیجائے - مسٹر رچرڈ ٹمپل سکرٹری بورڈ تھے لیکن جیسا کہ اب آیندہ سے ظاہر ہوگا قطعی طور پر

اُسکے موقوف ہونے کے کچھ مدت پیشتر اُنھون نے سکریٹری کے ایک ضروری حصہ کا کام انجام دیا تھا۔ وہ قلم اُنہین کا تھا جسنے لارنسون کے خیالات کو ضبط تحریر مین لانے اور اُنکی کارگزاریون کے درج کتاب کرنے مین زیادہ تر مدد دی اور یہ بھی لکھنے کی کچھ حاجت نہین ہے کہ بعد کو ہندوستان کا ایک گوشہ بھی ایسا نہین رہا جسکو اُنھون نے ملاحظہ نہ کیا ہو یا جو خاص اُنکے تحت حکومت نہ رہا ہو۔ پُرانے زمانہ کے جہان گشت یولیسیز کی طرح اُنھون نے ایسے ایسے شہرون کو دیکھا جہان مختلف قومون کے آدمی آباد ہین اور اُنکے خیالات سے آگاہی حاصل کی۔ وہ لارنس کے اکثر ہمعصرون کے بعد تک زندہ رہے اور ایک دوسری پشت کی حکومت یا خدمت کی جو اُنسے اور اُنکے ہمعصرون سے واقف نہین ہے۔ لیکن میرے سوال کا اُنھون نے بیجا یہ بڑا تام جواب دیا کہ "رپورٹ ہاے پنجاب" مین ایسا ایک لفظ بھی نہین ہے جسکو مین چاہتا کہ وہ نہ لکھا جاتا برخلاف اسکے مین اس امر کو واجب سمجھتا ہون کہ اسوقت بورڈ کی کارگزاریون کو اُسوقت سے بھی زیادہ شد و مد کے ساتھ بیان کرون۔ اس زمانہ کے بعد مین قریب قریب ہمیشہ ہندوستان کی حکومت مین شریک رہا اور اب اُن سب گذشتہ باتون پر خیال کرکے مین آپ پر ظاہر کرتا ہون کہ مین نے ایسی کوئی گورنمنٹ نہین دیکھی جسکا لارنسون کی حکومت پنجاب سے مقابلہ کیا جاسکتا ہو"۔

باب دوازدہم

ہنری اور جان لارنس ۱۸۴۹ء لغایت ۱۸۵۲ء

باب سابق مین جہانتک ہوسکا وضاحت اور اختصار کے ساتھ مین نے بورڈ انتظامیہ پنجاب کے نظم و نسق کی کیفیت بیان کی کہ اُسنے کن کن باتون کے انجام کرنے کا ارادہ کیا تھا اور کن کن باتون کی تکمیل کردی۔ اسمین شک نہین کہ باب مذکور من حیث ہو ہو سیاق سوانح عمری کے مطابق نہین ہے کیونکہ اُسمین مین ایسی کوئی بات بہت کم بیان کرسکا جو خاص جان لارنس کے متعلق ہوتی اور اُنکے دوسرے شرکا سے اُسکو کچھ لگاؤ نہ ہوتا۔ امر مذکور مین دشواری اس وجہ سے لاحق ہوئی کہ ہر سہ ممبران بورڈ بالاشتراک کام کے ذمہ دار تھے اور انتظام یہ تھا کہ تمام ضروری تدبیرین اُنکے روبرو اُنکی مشترک حیثیت سے پیش ہون اور اُنکے کام کا قاعدہ یہ بندھا ہوا تھا کہ اصولاً ہر حالت مین وہ مشترک مقصد سے کارروائی کرتے تھے۔ پس مین اس بات کو پھر ایک مرتبہ بیان کرتا ہون کہ باب سابق سیاق سوانح عمری کے مطابق نہین ہے۔ لیکن اُس وجہ سے سوانح عمری ہذا کے لیے اُسکے ضروری ہونے مین وہ کچھ کم نہین ہے۔ کیونکہ خانگی خطوط کی عدم موجودگی کی حالت مین ہم مجبور ہین کہ زیادہ تر جان لارنس کی کارروائیون سے اُنکی نسبت اپنی راے قائم کرین۔ اور اُنکو جو شہرت حاصل ہوئی میرے نزدیک اُسکا اصل باعث یہی ہے کہ اُن ایام مین اور بعد اُسکے جب اُنکو بذات واحد ذمہ واری اور اختیار

اُنکے بعد اُنکے جانشینون نے اپنی شہرت کے لیے اُنکو [illegible]

حاصل ہوا تو اُسوقت بھی اُنھون نے پنجاب مین ایسی ایسی کارگزاریان کین - اور یہی وجہ ہے کہ جب فساد برپا ہوا تو وہ اسکا مقابلہ اور استیصال کر سکے - اگر وہ پیشتر سے اپنے زبردست انتظام سے بھی بڑھکر کوئی بات نکر سکے ہوتے تو انکا زبردست انتظام بھی اُس نازک زمانہ مین پنجاب کو اپنے پنجہ مین نہ رکھ سکتا - بلوہ ہندوستان کا استیصال بڑے فخر کی بات ہے لیکن جس بات سے اُس استیصال کا عمل مین آنا پیشتر ہی سے ممکن معلوم ہو سکا اسکے اظہار کا یہ موقع ہے اور یہی پڑھنا ہے

اب اس باب مین میرا مقصد ہے کہ اُس زمانہ انتظام بورڈ از مارچ ۱۸۴۹ء لغایت جنوری ۱۸۵۳ء تک کے متعلق جان لارنس کے وہ حالات بیان کرون جو اُنکے ذاتی اور خانگی معاملات سے زیادہ خصوصیت رکھتے ہین - اور اُنکی خاص کارگزاریون کو زیادہ وضاحت کے ساتھ ظاہر کرون - اور اس مقصد کے لیے ص ۳۱۹ اُنکی نیم سرکاری چٹھیون کے ایسے مضامین اقتباس کرکے درج کرون جو ہر زمانہ مین مذاق پیدا کر سکتے ہین -

ایک اعتبار سے یہ اُنکی نہایت رنج یعنی دونون بھائیون کی مفارقت (جو ناگزیر اور لاعلاج تھی) کا زمانہ ہے جو ایسے لائق اور عالی ہمت اور اپنے فرائض منصبی مین سرگرم تھے اور اُنمین سے ہر ایک دوسرے بھائی پر اسطرح سے جان دیتا تھا کہ اسطرح کے بھائی بہت کم نکلینگے - لیکن وہ معاملہ ایسا نہین ہے جسکے قلم انداز کرنے کا مجھکو اختیار رہو ہرمن مریویل صاحب نے بحیثیت سوانح نگار سر ہنری لارنس نہایت قابلیت اور انصاف کے ساتھ اپنے مذاق کے مطابق اسپر بحث کی ہے اور اب میرے لیے یہ لازم ہے کہ حتی الوسع نہایت عمدگی کے ساتھ بحیثیت سوانح نگار جان لارنس اپنے مذاق کے موافق اُسکے بارے مین طبع آزمائی کرون - خوش قسمتی سے مجھکو کسی ایسے امر کے مخفی رکھنے کا میلان نہین پیدا ہوتا ہے جو دونون مین سے کسی بھائی کی حقیقت حال کا اظہار کرتا ہو - دونون کے حالات صاف صاف بیان کر دیے جاینگے - دونون مین سے کسی کے حالات عیوب سے پاک نہ پائے جاینگے اور جن باتون کو مین عیوب قرار دیتا ہون اُنکے بھی بلا تکلف اور بلا رو رعایت بیان کر دینے کی کوشش کرونگا کیونکہ دونون بھائی اپنے سوانح نگارون سے اسی امر کے خواہشمند ہوتے - لیکن ایسی کوئی بات ہی نہین ہے جسکے بیان کرنے مین کچھ پس و پیش کی حاجت ہو یا جو دونون مین سے کسی کے لیے (گو وہ کیسی ہی درد ناک کیون نہو) نامدوح ہو - مثل مشہور ہے کہ آنرا کہ حساب پاک از محاسبہ چہ باک -

جان لارنس کا بیان مارچ ۱۸۴۹ء تک لکھکر ہم نے چھوڑا تھا جب وہ اطمینان (بشرطیکہ اطمینان کا لفظ اُنکی محنت شاقہ کے زمانہ کی نسبت صادق آسکتا ہو) کے ساتھ اپنے اہالیان خاندان مین رہتے تھے بعد اُسکے اپنے وقت طلب عہدہ قائم مقامی لاہور سے مخلصی حاصل کرکے اپنے اہل و عیال سمیت اس اُمید پر کمشنری جالندھر کو واپس آئے کہ پہاڑی چھاونی دھرم سالہ مین کچھ دنون تک اپنے اہل و عیال کے ساتھ سیر و تفریح مین بسر کرینگے - اُس نواح مین شکار کثرت سے تھا اور خوش قسمتی سے مین اُنکے

ایام شکار کا ایک دلچسپ واقعہ قریب قریب اُنھین کی عبارت مین بیان کرسکتا ہون وہ یہ تھا —

سنہ ۱۸۴۱ء کا ذکر ہے کہ میرے بھائی رچرڈ میرے اہل و عیال اور مین خود کوہستان کے ایک مقام کو جو دھرم سالہ
کے نام سے مشہور اور کانگڑہ کے قریب واقع ہے گیا - وہان کے نواح مین ریچھ کا شکار بہت کثرت سے تھا اس لیے ایک
روز رچرڈ اور جارج کرسچین اور مین بہت سے اور ہمراہیون سمیت جو جھاڑیون کو ہلاکر جانورون کے نکالنے کے لیے ساتھ گئے تھے
باہر نکلا - تھوڑے ہی دیر کے بعد ہلوگون کو دریافت ہوا کہ ایک بڑا بھاری ریچھ ایک غار مین چھپا ہوا ہے - اس بات کی بڑی بڑی
کوششین کی گئین کہ وہ باہر نکلے مگر کسیطرح سے نہ نکلا - تاآنکہ ایک پہاڑی آدمی نے کسی نہ کسی طور پر پیچھے سے ایک برچھا اُسکے ص ۳۲
اندر چلایا پہلے تو یہ معلوم ہوا کہ ریچھ کو اس سے کچھ صدمہ نہین پہونچا لیکن آخر کو جب وہ بار بار وہی آزمائش کرنے لگا تو ریچھ طیش
کھاکر ایک مرتبہ باہر نکل پڑا اور اپنے دشمنون پر دوڑا - مین نے نگاہ پڑتے ہی اُسپر گولی ماری لیکن وہ گولی سے صرف زخمی
ہوکر رہگیا گرا نہین - مگر زخم کی وجہ سے اور بھی زیادہ طیش مین آگیا - وہ میری طرف دوڑا - پیچھے ہٹنے مین میرا پاؤن لغزش
کھاگیا اور مین ڈھالو پہاڑی پر کانٹون مین ڈھلکتا ہوا نیچے جارہا - آنا فانا وہ میرے اوپر آن پہونچا اُسکی گرم سانس میرے
چہرہ پر محسوس ہونے لگی اور مین سمجھا کہ بس اب میرا خاتمہ ہوگیا — لیکن میرے ساتھی مجھکو بچانے دوڑے اور ریچھ خوف کھاکر
ایک ایک کو دیکھنے لگا کہ کس پر حملہ کرون لیکن قبل اسکے کہ رچرڈ لارنس اُسپر گولی چلائین اُسنے ایک دراز قد خوبصورت ہندوستانی
سپاہی کو دھر دبوچا اور اُسکی ناک صاف چہرہ پر سے اوتار لی - اب میرے بھائی کی گولی چلگئی لیکن اس مرتبہ بھی وہ صرف زخمی
ہوکر رہگیا - خوش قسمتی سے مین نے اتنے عرصہ مین پھر اپنی بندوق تیار کرلی تھی اور ایک گولی اُسکے سر مین مارکر اُسکا کام تمام
کردیا کیونکہ گولی اُسکے مغز کے اندر رہگئی - مین نے فوراً ایک شخص کو اپنے مکان کی طرف روانہ کیا اور اُس سے خوب سمجھاکر
کہدیا کہ میم صاحب سے کہدینا کہ پٹیان اور دوسری ضروری چیزین تیار کر رکھین گی - لیکن دیکھو کہین یہ نہ کہنا کہ مین زخمی ہوگیا
ہون — ادھر تو مین نے آدمی کو مکان پر روانہ کیا اور اُدھر اُس بیچارے کو ایک ٹکٹھی پر لٹاکر ہم سب لوگ بھی گھر کی طرف چلے
اس بیچارے کے شدت سے درد تھا اور اُسکا چہرہ بالکل بگڑ گیا تھا — لیکن اُسکو بجز اس بات کے اور کچھ تردد نہ تھا کہ اُسکی شادی
عنقریب ہونے والی تھی اور اُسکو اندیشہ تھا کہ شاید اُسکی نوجوان منگیتر نکٹا دیکھکر اُسکو قبول نہ کرے - مین نے اُسکی بہت کچھ تسلی
اور تشفی کی لیکن کچھ فائدہ نہوا —

اس اثنا مین وہ آدمی میرے مکان پر پہونچ گیا تھا اور اُسنے میری زوجہ کو میرا پیام دیکر یہ بھی کہدیا تھا کہ مین زخمی ہوگیا
ہون - معلوم نہین اُس بدمعاش کو یہ کیا سوجھی لیکن ہان اتنا البتہ ہوا کہ میری میم صاحبہ بالکل ہول کھاگئین اور کینیٹ اور
ایمی اپنی اِن دونون بیٹیون کو لیکر میرے ملنے کے لیے روانہ ہوئین - جب اُنھون نے لوگون کو ٹکٹھی لاتے ہوئے دیکھا
تو وہ سمجھین کہ بس میرا کام تمام ہوگیا لیکن اُنھون نے اور لوگون کے درمیان مجھکو بھی آتا ہوا دیکھکر فوراً پہچان لیا اور جب
مین نے کہا کہ مین بخوبی تندرست اور صحیح ہون تو اُنکو اس بات کا یقین نہ آیا - ہم سپاہی کو اُسکے خیمے مین لیگئے اور جاسے

خاص ڈاکٹر نے فوراً اسکے زخم دیکھے مگر یہ رائے دی کہ اسکی صورت اب عمر بھر اسی طرح سے بگڑی ہوئی رہیگی۔ اب میرے دل مین یہ خیال آیا کہ ایک دیسی ڈاکٹر اس نواح مین اس بات کے لیے بہت مشہور تھا کہ وہ ناک کا زخم اچھا کرکے چہرہ کو اصلی ہیئت پر بنا دیتا تھا۔ مین نے پیشتر کبھی اس امر کی طرف توجہ نہین کی تھی لیکن اب مجھکو یہ خیال آیا کہ سب کے پہلے اسی کو بلانا اور اس بات کو آزمانا چاہیے کہ میری خدمت مین جس سپاہی کی ناک زخمی ہوگئی ہے اسکا وہ کسطرح سے علاج کرتا ہے۔ چنانچہ مین نے اسکو طلب کیا اور اسکو مریض کے دکھانے کے لیے اپنے ساتھ لیگیا۔ اُسنے کہا مین ایک نئی ناک ایسی بنا دون گا جو اسکی اصلی ناک سے کہین عمدہ ہوگی۔ مین نے اس سے کہا کہ تم اپنا کام شروع کرو اور اُسنے میرے کہنے کے ساتھ ہی زخمی سپاہی کی پیشانی سے مثلث کی شکل کی تھوڑی کھال کاٹ ڈالی۔ اس کھال کو اُسنے اسی مقام پر جہان ناک کو ہونا چاہیے تھا لگا یا اور بعد اسکے اسکے چہرہ کی کھال کو کبھی اس طرف اور کبھی اُس طرف سے کھینچنا شروع کیا تا اُس آدمی کے چہرہ پر ناک کے طور کا کچھ چمڑا اُبھرا ہوا دکھائی دینے لگا۔ ایک ہفتہ تک برابر وہ اسی طرح سے کھال کو کھینچتا رہا اور آخر کو ایک ایسی ناک اسکے چہرہ پر پیدا کر دی جو اگر اسکی اصلی ناک کی ایسی عمدہ نہ تھی تو ایسی بھی نتھی کہ ظاہر مین کوئی شخص اسکو مصنوعی تصور کر سکتا۔ اب یہ نہ پوچھیے کہ سپاہی کسقدر خوش ہوا علی الخصوص اس سبب سے کہ اسکی نوجوان بی بی نے بالکل اصلی ناک کے طور پر اس نئی ناک کو پسند کیا۔ مجھکو یقین ہے کہ اُسنے اس شخص کو ضرور ایک بہادر آدمی خیال کیا ہوگا —

سپاہی کا تو یہ حال ہے مگر خود جان لارنس ہی بال بال بچگئے۔ جارج کریچپن نے جو اُس غول کے ساتھ تھے اپنے چیف سے کہا کہ "جب مین نے دیکھا کہ ریچھ اور آپ لپٹے ہوے چلے جاتے ہین تو مین اپنے دل مین تصور کرنے لگا کہ میری ترقی کی ترازو جھونکے کھا رہی ہے"۔ اسپر اُنکے چیف نے کہا کہ "او بچہ جی تم بڑے گرو ہو" اور جسوقت وہ اس قصہ کو بیان کیا کرتے تھے تو کہتے تھے کہ جب لٹے ہٹنے کے بعد مین سنبھل کر کانٹون مین کھڑا ہوا تو اسوقت ساہی کی طرح میرے تمام بدن پر کانٹے ہی کانٹے معلوم ہوتے تھے چنانچہ میری میم صاحبہ کو میرے سر کے کانٹے نکالتے ہوے ایک ہفتہ گزر گیا تب وہ نکلے —

اگنیو اور اینڈرسن صاحب کے ملتان مین قتل ہونے اور قریب الوقوع طوفان کی گھر گھراہٹ پنجاب مین بلند ہونے سے جان لارنس کو ریچھ کا شکار چھوڑ کر اس سے زیادہ اضطراب انگیز کیفیتون کے موقع پر جانے کی ضرورت پڑی۔ اہل و عیال کو اُنھون نے رہنے دیا اور ہدایت کر دی کہ جسوقت مین خبر بھیجون تو تم فوراً میدانی ملک کے کسی محفوظ مقام کو چلے جانا۔ یہ دھرم سالہ کی چھاونی بہت عمدہ جگہ تھی اور وہان کے پہاڑی لوگ یعنی گودی سیدھے سادے اور دلپسند لوگ تھے۔ چنانچہ پہلے پہل اس مقام پر لارنسون کے آنے کی ایک چھوٹی گر پر تاثیر کیفیت بیان کیجاتی ہے۔ جان لارنس اپنے بھائی کی مدد کے لیے لاہور کو گئے اور اس چھوٹے سے مقام مین انکی میم صاحبہ رہگئی تھین اور سواے اُنکے کوئی دوسرا انگریز وہان نہین تھا چنانچہ

اس لحاظ سے وہ چلتے وقت اُسی جگہ کے ایک مقدم موضع سے کہگئے تھے کہ تم میری میم صاحبہ کی خبر لیتے رہنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ اُنکو کسی شے کی دقت نہ ہونے پاتے - یہ بوڑھا آدمی انوکھی وضع کی پہاڑی پوشاک پہنکر اکثر اُنکے دیکھنے کے لیے آیا کرتا تھا - ایک بڑا بھاری جُبّا یا لمبا کرتا کمر پر تسمہ سے بندھا ہوتا تھا اور اس لمبے چوڑے کرتے کے نیچے سے لکڑیان یا بُتّے یا اسی طرح کے اور بیشمار تحائف اور کبھی کبھی کوئی چڑیا یا بکری کا بچہ بھی دیا کرتا تھا اسکو میم صاحبہ کا بڑا خیال رہتا تھا اور ہمیشہ نہایت مہربانی اور اخلاق ظاہر کیا کرتا تھا - اُسنے یہ خیال کرکے کہ میم صاحبہ

صہ ۳۲۲ اکیلی گھبراتی ہون گی ایک خفیہ چٹھی اُنکے شوہر جان لارنس کو بمقام لاہور روانہ کی اور اسمین لکھا کہ میم صاحبہ اُدہر اُس رہتی ہین ہمیشہ سر نہوڑائے رہتی ہین اسلیے مین آپکو صلاح دیتا ہون کہ جسقدر جلد ممکن ہو آپ اُنکے پاس چلے آئیے ورنہ چکور کی طرح اوڑکر یہان سے چلدینگی اور پھر آپ کو پتہ بھی نہ ملیگا کہ کہان گئین - الغرض اس سیدھے سادے اور نیک محضر آدمی کو اسطرح کا انوکھا وسوسہ پیدا ہوا تھا -

لیکن اس متمرد کودی کی خبرگیریون سے بھی دھرم سالہ ایک ایسا محفوظ مقام نہین ہوسکتا تھا کہ سنہ ۱۸۴۸ء کے فصل گرما مین مسٹرس جان لارنس وہان رہ سکتین - کیونکہ بہتیرے پہاڑی سردار بلوہ کرنے کی تیاری مین تھے اور اُنکے شوہر نے بعجلت تمام اُنکو خبر دی کہ بہتر ہوگا کہ تم کوہستان قلعہ کانگڑہ کو چلی جاؤ جہان میرے بھائی رچرڈ تمھاری مدد کرینگے - کانگڑہ وہان سے صرف ۱۲ میل کے فاصلہ پر تھا لیکن سفر آسان نہین تھا اور اسواسطے اُسکے طے کرنے مین بہت زمانہ صرف ہوا - اُنکو جھپان کی سواری پر جانا پڑا - راستہ مین کئی نالون سے جو طغیانی پر تھے عبور کرنا پڑا اور ان نالون کے عبور کرنے مین کہارون کو جھپان کاندھے پر رکھکر لیجانے کے بدلے سر پر اونچا کرکے لیجانا پڑا اور دوسرے آدمیون کو اُنکی مدد کے لیے ادھر اودھر چلنا پڑتا تاکہ وہ کہارون کو سنبھالے رہین اور اُنکے پاؤن لغزش نہ کھائین - قبل غروب آفتاب یہ مسافر لوگ بخیر و عافیت قلعہ کانگڑہ کی دیوارون کے قریب پہونچگئے اور وہان پہونچنے کے تھوڑے سے ہی عرصہ کے بعد جان لارنس کے پاس سے اور خبرین آئین کہ تم لوگ ہوشیار رہو اور جالندھر کو چلے آؤ - یہان اُنھون نے میم صاحبہ کے لیے ایک مکان لیا تھا اور وہی اُنھون نے اپنی نند مسٹرس بارنَس کے ساتھ جنکے شوہر ہم چلیان والا مین جان لارنس کے شریک تھے فصل سرما بسر کی - اس فصل سرما مین جان لارنس جو اوپر بیان کی ہوئی بیشمار مہمون مین فوج کے ساتھ رہے تھے عارضی طور پر کئی مرتبہ میم صاحبہ کے دیکھنے کو آیا کیے - لیکن آغاز موسم بہار مین اُنکو اپنے بھائی ہنری سے جو ابھی حال مین انگلستان سے آئے تھے ملنے کے لیے لاہور جانا پڑا -

آخر مارچ مین ملک پنجاب داخل سلطنت انگریزی کیا گیا اور جان لارنس کو یہ دیکھکر کہ وہ جدید بورڈ انتظامیہ کے ممبر مقرر ہوئے کسیقدر اطمینان ہوا جیساکہ اُنکی چٹھیون سے ثابت ہوتا ہے - گرمی کی فصل بہت تیزی کے

ساتھ چلی آتی تھی اور رزیڈنسی مین اُسوقت انتہا سے مرتبہ کا کام انجام کرنا تھا چنانچہ اس بات کو مجسے عمدہ واقفکارون
نے بیان کیا ہے ۔ پچاس افسرون کے قریب اپنے اہل وعیال سمیت ہندوستان کے مختلف حصون سے
روانہ کیے گئے تھے جنکو حکم تھا کہ وہان کے بے سڑک راستون اور مخدوش ملک سے ہوکر جسقدر جلد ممکن ہو اپنے ص ۳۲۲
اپنے منازل مقصود مین پہونچائین ۔ برادران لارنس اور اُنکے سکریٹری ہر گھنٹہ مین پورے ۶۰ منٹ برابر
کام کرتے رہتے تھے جیساکہ ہمکو بخوبی یقین ہے ۔ رزیڈنسی کا ہر ایک کمرہ اور ہر ایک خوابگاہ آدمیون سے بھری
ہوئی تھی بلکہ جسقدر جگہ تھی اُس سے کہین زیادہ آدمی تھے اور ہر مقام پر ایک ہجوم مجتمع تھا ۔ لیڈی لارنس کہتی ہین کہ
باوصف اُس شدت کی گرمی اور شور وغل کے ہلوگون کو کام کی کثرت اسقدر تھی جس سے شاید بیمار پڑجانے کا اندیشہ
پیدا ہوسکتا تھا ۔ ان ایام مین طلسماتی طور پر کام ہوتا تھا اور اسمین شک نہین کہ مجھکو وہ ایام بڑی خوشی کے ساتھ یاد رہینگے ۔
مین اپنے شوہر کے ساتھ شام کیوقت سیر کے لیے نکلنا اُس زمانہ مین کیسا غنیمت سمجھتی تھی اور وہ بھی اُن ایام مین کیسے قوی اور
توانا تھے ۔ باوجود کثرت کار کے اُنھون نے میری جانب سے کبھی عدم توجہی نہین کی اور ہمیشہ مجھکو میرے کاروبار مین مدد دیتے
رہے اور باوصف اپنی کثیرالاشتغال کے وہ اپنے بھائی کے خانگی معاملات کو بھی دیکھتے بھالتے رہتے تھے ۔ اسمین شک
نہین کہ جیسا اُنکے بھائی کا قول تھا وہ اپنے عیال واطفال کے لیے ایک حبہ بھی پس انداز نہ کرسکتے اگر جان نے اُنکو جبر کیگر
طور سے مدد نہ دی ہوتی ۔ میرے شوہر جو اپنی جیب خاص کے روپیہ مین ہمیشہ کشادہ دل رہے اور دوسرون کی مدد مین
تلے رہے اپنی ذات خاص پر بہت کم خرچ کرتے تھے اور سرکاری روپیہ کے بچانے مین بڑی کفایت شعاری کرتے تھے
ہر شخص پر زور ڈال ڈال کر یہی کہتے تھے کہ نو ملحقہ صوبہ کے انتظام مین نہایت سلامت روی کے ساتھ چلنا چاہیے ۔ لیکن یہ
ایک ایسی مشہور بات ہے جسکے متعلق میرے بیان کی کچھ حاجت نہین ہے ۔ مجھکو صرف یہ بات ظاہر کرنا مقصود ہے کہ دوسرون
کے لیے تو وہ بڑی کفایت شعاری کرتے تھے لیکن اپنا روپیہ یا وقت یا تکلیف کسی کی مدد کرنے مین اُنکو عزیز نہین تھی ۔
بورڈ کے اجلاس ہوا کرتے تھے اور صدہا قسم کی باتین ایسی پیش ہوتی تھین جنپر فوراً توجہ کرنے کی حاجت
تھی ۔ سر ہنری لارنس کے متعلق بحیثیت پریسیڈنٹ نو ملحقہ صوبہ کا وہ کام تھا جو ہندوستان مین پولیٹکل ڈپارٹمنٹ کہلاتا ہے ۔ گورنمنٹ عالیہ سے خط کتابت کرنے کا اختیار اُنہین کو تھا اور لارڈ ڈلہوزی کی دلچسپ اور طنز آمیز چٹھیان
جو میرے سامنے رکھی ہوئی ہین اور ہر روز ایک ایک یا بعض اوقات دو دو اور تین تین الحاق کے چند مہینے پیشتر
اور چند مہینے بعد ہنری لارنس کے نام آتی رہین اُنسے دوسرے کاغذات کی عدم موجودگی کی حالت مین بخوبی تمام
ظاہر ہوسکتا ہے کہ ہنری لارنس کو بحیثیت پریسیڈنٹ اور بعد اُسکے دوسرے ممبران بورڈ کو کس کس طرح کی مختلف
اور بیشمار خدمتین انجام کرنا ہوتی تھین ۔ سکھون کی فوج کو موقوف کرنا اور بعد اُسکے اُنہین سے چیدہ چیدہ اشخاص
کو پھر بھرتی کرنا رعایا سے ہتیار رکھوانا معزول سرداروں کے ساتھ برتاو کرنا غیر قواعد دان سپاہ کو بھرتی کرنا فوج کے

ص ۲۲۴ بھائیون اور سپاہیون کے لیے باغات کی جگہین تلاش کرنا گائیڈون اور انجینیرون کے لیے بندوبست کرنا کپتان کننگھم کو حسب الحکم صاحبان ڈائرکٹر اُنکی عاقلانہ اور انصافانہ تاریخ قوم سکھ کی اشاعت کی بنیاد پر (شائد یہ تاریخ نہایت ہی سچائی سے لکھی گئی تھی) موقوف کرنا مولراج کے مقدمہ کی تحقیقات کرنا خردسال مہاراجہ کی خبرگیری اور مہاراجہ بھاگنا جواہرات راج کا حفاظت سے حراست مین رکھنا (جسکا مفصل حال آگے بیان کیا جائیگا) آفریدیون کی شورہ پشتیان جو بقول لارڈ ڈلہوسی "ایک بدمعاشون کا گروہ" تھے دور کرنا اور سرچارلس نیپیر جو کل انتظام پنجاب پر حملہ کرنے والے تھے اسکے لیے تیاریان کرنا یہ چند باتین منجملہ اُن بیشمار امور کے ہین جن پر لارڈ ڈلہوسی کی چٹھیون مین بحث کی گئی تھی اور وہ سب باتین بحیثیت ممبر بورڈ جان لارنس کے روبرو پیش ہوتی تھین گو اُنکو جان لارنس نہین بلکہ اُنکے بھائی پیش کرتے تھے —

جان لارنس کی خاص خدمات سول انتظام علی الخصوص بندوبست مال کے متعلق تھین - یہ ایک ایسا کام تھا جسکے انجام کرنے کے لیے اپنی اعلی درجہ کی تعلیم سول سروس کی وجہ سے وہ بالتخصیص موزون تھے - سالہا سال تک پانی پت مورگوڑگانون اٹاوہ اور دہلی کے لکھو کھا تیرہ فام لوگون مین رہکر جو تجربہ اُنھون نے حاصل کیا تھا اب اُسکا ثمرہ (ثمرہ سے مراد یہ نہین ہے کہ اُنکو اب آرام تھی بلکہ اور دو چند کام اور ذمہ داری اُنکے ذمہ عائد تھی) اُٹھاتے تھے - اُنھون نے ہر درجہ کے ہندوستانیون مین رہ کر اور اُن سے واسطہ قریب رکھکر جو واقفیت پیدا کی تھی (اور یہ واقفیت سواے اس طریقہ کے اور کسیطرح حاصل نہین ہو سکتی) اور جسکو اُنھون نے ہمیشہ حفظ رکھا اور اُسکی مزاولت ترک کرکے کبھی اُسکو دل سے فروگذاشت نہین ہونے دیا اب اُسکی انتہا مرتبہ کو ضرورت ہوئی - مال پیمائش اور ترمیم بندوبست کے اسرار اُنکے نزدیک اسرار نہین رہگئے تھے کیونکہ اُنکو جسطرح کی دقتین پیدا ہوتی ہین اُن سب دقتون سے عرصہ تک اُنکو مقابلہ کرنا پڑا اور اُس مقابلہ مین وہ کامیاب ہوتے - مسٹر جان کے جو دونون بھائیون کے دوست تھے لکھتے ہین کہ —

اُنکو خوب معلوم تھا کہ محالات کی حدبندی کیونکر ہوتی ہے - اُنکی پیداوار مین ترقی پیدا کرنے کا کیا ذریعہ ہے اور اسطرح سے مالگزاری سرکار وصول کرنے کی کیا تدبیر ہے جسمین سرکار کا بے انتہا فائدہ ہو اور رعایا کے حق مین ذرا بھی نقصان نہونے پاتے - اور اس وسیع تجربہ کے سوا اُنمین اعلی درجہ کی استعداد اور چابکدستی بھی موجود تھی - اُنمین جوانون کی ایسی اولوالعزمی اور بوڑھون کا ایسا تجربہ تھا اور کینہ اور بدگوئی کے بارے مین کوئی بات اُنکے متعلق نہین کہی جا سکتی سواے اسکے کہ وہ ہنری لارنس کے بھائی تھے —

فی الواقع پنجاب مین اسقدر کام انجام کرنا تھا کہ اس تمام تجربہ تمام استعداد اور اس تمام سرگرمی کی بدرجہ نہایت اُس کام کے لیے ضرورت تھی - حکمت عملی معاملات کے متعلق دونون بھائیون کا باہمی اختلاف راے بہت

کچھ

جلد آشکار ہونے لگا یا یون کہیے کہ چونکہ اب دونون شخص برابر کی کرسی پر ایک میز کے پاس بٹھائے گئے تھے تو اسوجہ ص ۳۲۵
سے وہ اختلافات اور بھی شدت کے ساتھ ظاہر ہونے لگے۔ ان اختلافات مین کبھی رنگ آمیزی نہین کی گئی
برخلاف اسکے دونون نے ایک دوسرے کے اختلافات کو قرار واقعی جائز گردانا چنانچہ جان لارنس کی اُن چٹھیون
سے جو اُنکے بھائی کے نام لکھی گئی تھین اور جنکا اقتباس مین اوپر درج کر چکا ہون یہ امر بخوبی تمام ثابت ہے۔ علاوہ
برین جب تک الحاق پنجاب عمل مین نہین آیا تھا صرف اُسکی تجویز ہو رہی تھی اُسوقت تک جاگیرون اور دیسی رئیسون
کے حقوق و منصب کے بارے مین دونون کے درمیان جو تکرار پیدا ہوئی وہ صرف علمی طور کی تھی عمل نہین تھی
لیکن اب پنجاب کا الحاق ہوگیا تھا اور جو مسائل پیش ہوتے تھے وہ واجب العمل پولٹیکل معاملات کی مد مین داخل کیے
جاتے تھے۔ اور اختلافات زیادہ زور کے ساتھ ظاہر کیے جاتے تھے۔ دونون بھائیون کا مزاج تیز تھا اور ہنری
کا مزاج اور بھی کم اختیار مین تھا۔ ہر ایک روشندماغ اور ارادہ مین پختہ تھا۔ بورڈ مین ہر ایک کو برابر درجہ مساوی کلام
کرنے کا منصب حاصل تھا اور پھر ایک اپنی جو رائے قائم کرتا تھا اُسکے قرین مصلحت اور صائب ہونے کا قرار واقعی
یقین رکھتا تھا۔ لیکن یہ اختلافات بمنزلہ اُسکے تھے جیسے کوہ آتش فشان مین آتش فشانی کے قبل پہلے کچھہ
گڑگڑاہٹ کی آواز آتی ہے اور اُسکے بعد مہینون تک بلکہ سال سال بھر (اور بعض اوقات مطلق) مادہ آتش فشان
خروج نہین کرتا اور اس آتش فشان بورڈ کی بعض ابتدائی مجلسین بڑی دلگی کی منعقد ہوتی ہونگی۔

ذیل مین اُسکی ایک مثال بیان کیجاتی ہے۔ فرمان الحاق کے صادر ہونے کے کچھ ہی پیشتر لارڈ ڈلہوزی
نے ہنری لارنس کو لکھا تھا کہ ریاست کے جو جواہرات عنقریب ضبط سرکار ہونے والے ہین اُنکی حفاظت کا
ہر طرح سے بندوبست کیا جائے اور پھر بتاریخ ۲۷ اپریل جب مہارانی کے بارے مین جو ہمارے ہاتھ سے
نکلکر چلی گئی تھی لارڈ موصوف نے چٹھی لکھی تو اُسمین درج کیا کہ "یہ واقعہ اگر آج کے تین مہینے پیشتر گذرا ہوتا تو
اُس سے بڑی تکلیف واقع ہوئی ہوتی۔ اب اُس سے کچھ خلل نہین پیدا ہو سکتا۔ ساتھ ہی اسکے یہ ایک نامستحسن
بات ہوئی اور مجھکو واقعہ مذکورہ سے رنج پیدا ہوا۔ جس حالت مین محافظ لوگ ایسے بے اعتماد ہین تو مجھکو امید ہے
کہ وہ جواہرات اور املاک لاہور اچھی طرح سے حفاظت مین رکھے جائینگے جو ضبط سرکار ہونگے اور اگر وہ تلف ہوگئے
تو مہارانی کے بھاگ جانے کی نسبت وہ ایک بڑا سنگین معاملہ ہوگا" ۔ یہ بات اکثر وقوع مین آچکی ہے کہ جب
ہماری سلطنت مین جو خواہ تفویض خواہ انقضاے میعاد ہبینہ خواہ جبر یہ الحاق سے اسقدر جلد بڑھ رہی یا بڑھتی ص ۳۲۶
جاتی ہے کوئی نیا صوبہ شامل ہوا تو ریاست مذکور کے زر و جواہرات غائب ہوگئے۔ میرے سامنے جو چٹھیان
رکھی ہوئی ہین اُنمین اس بات کو پڑھکر ہنسی آتی ہے کہ بارہا جب یہ خیال کیا گیا کہ ملحقہ ریاستون مین بڑا مال واسباب
نکلیگا اور تلاشی کے وقت بالکل خزانہ خالی اور زر و جواہرات غائب پائے گئے تو ہمارے افسرون نے

مالکان سابق کی فضول خرچی خواہ غارتگری خواہ لاپروائی پر کیسا غصہ اور طیش ظاہر کیا۔ اسلیے اس معاملہ مین بڑی احتیاط درکار تھی خاص کر کے اس خیال سے کہ عدیم المثال الماس موسومہ "کوہ نور" بھی اُسی مین تھا اور اُسکی نسبت یہ ارادہ تھا کہ خردسال مہاراجہ خوشی سے ملکہ انگلستان کو نذر کرے گا۔

اس بے نظیر الماس کی ابتدا کا اصل حال اسوجہ سے کچھ نہ معلوم ہوا کہ خدا جانے کس کس زمانہ کی کہانیان اُس سے منسوب کیجاتی ہین۔ پہلے پہل ہندوستان پر جب تاتاریون نے حملہ کیا تھا تو یہ اُنکے ہاتھ آیا تھا اور اُنسے مغلون کے پاس پہونچا۔ عظیم الشان شاہنشاہ بابر نے جو مشرقی بادشاہون مین سب سے زیادہ ہر دل عزیز تھا بیان کیا ہے کہ "میرے بیٹے ہمایون نے ایک راجہ کو شکست دیکر اُسکے مال غنیمت مین ایک ایسا ہیرا حاصل کیا ہے جو تمام عالم کے نصف روزانہ خرچ کے قیمت کے برابر ہے"[1]۔ اسکے سوا دو سو برس بعد ایرانی فاتح نادر شاہ نے بابر کی ایک مفتوح اولاد کے سر مین اُسکو چمکتا ہوا دیکھکر عامیانہ ظرافت اور کسیقدر اپنے مطلب سے بھی کہا کہ "ہمارے آپ کے دوستی رہے گی لائیے اس دوستی کے استحکام کے لیے اپنی اپنی پگڑی بدل لین"۔ چنانچہ فی الواقع پگڑی بدلوّل ہوگئی۔

اسکے بعد جب افغانی فاتح احمد شاہ کی باری آئی تو اُسنے نادر شاہ کے وارثون سے اُسکو چھین لیا اور اسطور پر وہ شاہ شجاع کے قبضہ مین آیا جو آخر کو انگریزون کا پنشنخوار اور کٹھ پتلا اور اول جنگ مہلک افغانستان کا حیلہ تھا۔ جب وہ رنجیت سنگھ کا نصف قیدی اور نصف مہمان بنا تو اُس واحد امین زبردست سکھ نے ایسی قیمتی شے کی جوابدہی سے اُسکو سبکدوش کر دیا۔ جب رنجیت سنگھ اپنے مرض الموت کے بستر علالت پر تھا تو ایک شوخ چشم برہمن نے اُس سے کہا کہ آپ اس خوبصورت الماس کو جگنّاتھ جی کے مندر پر چڑھا دین اور چونکہ مرنے کے وقت اکثر لوگ بڑے اللہ والے ہو جاتے ہین اس سبب سے رنجیت سنگھ بھی اس امر پر کچھ نیم راضی ہوگیا تھا لیکن نوشتہ تقدیر تو یہ تھا کہ وہ پنجاب بورڈ کی حفاظت مین آئے اور وہان سے تاج انگلستان کے قبضہ مین رہے۔ مین اُسکے منتقل ہونے کا ایک قصہ جو مشہور عام نہین ہے بہت مستند ذریعہ سے بیان کر سکتا ہون۔

ابتدا مین جب بورڈ کے جلسہ منعقد ہوتے تھے تو ایک مرتبہ الماس مذکور گورنمنٹ پنجاب کے حوالہ کر دیا گیا اور گورنمنٹ پنجاب نے اُسکو جان لارنس کے سپرد کر دیا۔ شاید بورڈ کے اور ممبرون نے اُنکو سب سے زیادہ مشاق اور کاروباری لا اور اسمین شک نہین کہ بعض معاملات مین وہ ایسے ہی تھے) تصور کیا یا یہ خیال کیا کہ اُنکی شاہانہ وضع اور وہ گرہ دار لکڑی (جو اُنکا نہایت موزون نشان تھا اور جسکو وہ ہمیشہ اپنے

[1] ایڈون آرنالڈ صاحب نے اس بیان کو اپنی کتاب موسومہ "انتظام ڈلہوزی" جلد اول صفحہ ۱۹۱ مین درج کیا ہے۔

ساتھ لیجایا کرتے تھے (اس لکڑی کو سکھ لوگون نے ایک قسم کی چابک یا آسیب سمجھکر صاحب عصا کے نام کے اعتبار سے اسکو بہ تسمیہ "جان لارنس" موسوم کیا تھا) الماس مذکور کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہوگا لیکن اس بارے مین انکا خیال غلط تھا۔ جو شخص تکلفات زندگی سے اسقدر نابلد تھا اور جسنے اسوقت تک اپنی ذات خاص کا کوئی زیور نہین پہنا تھا جب خطاب وغیرہ حاصل کرنے پر مجبوری اسکو تمغے لگانا پڑے اور اسوقت بھی جسنے اس بے قرینہ طور سے انکو پہنا تھا کہ کورٹ کسٹومیر نے متاسف ہوکر کہا تھا کہ باوصف تمام جانفشانیون کے آپ کی وجہ سے آپ کی ساری ناموری خاک مین ملجاے گی تو مین پوچھتا ہون کہ ایسے شخص سے کیونکر ایسی بات کی امید ہوسکتی تھی کہ جو بیش بہا الماس اسکے سپرد کیا گیا تھا اسکی وہ حفاظت کریگا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ لکھوکھا آدمیون کی جس بہبودگی کے لیے وہ علاوہ اس کے ذمہ دار تھے بمقابلہ اسکے اسکے نزدیک اسکی کیا پروا تھی۔ بہرکیف کچھ ہوشیاری کچھ لاپروائی کے ساتھ انھون نے بہت سی چیتھڑون مین اسکو لپیٹ کر ایک بالکل بے حقیقت ڈبیہ مین بند کیا اور وہ ڈبیا اپنے واسکٹ کی جیب مین ڈالدی۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت مین اسکے بچنے کی کوئی امید نہین تھی۔ بعد اسکے وہ اپنے کام مین حسب معمول متوجہ رہے اور اس بیش بہا الماس کا کبھی خیال بھی نہین کیا۔ وہ کھانا کھانے کے وقت اپنے کپڑے بدلتے تھے اور اپنے واسکٹ کو اوتار کر علحدہ پھینک دیتے تھے انکو کبھی اس امر کا خیال بھی نہین گزرتا تھا کہ ڈبیہ مین وہ ہیرا ابتک ہے یا نہین۔

اسکے چھ ہفتہ کے بعد لارڈ ڈلہوسی کے پاس سے یہ خبر آئی کہ حضور ملکہ معظمہ نے حکم دیا ہے کہ الماس مذکور فی الفور یہان بھیجدیا جاے۔ سر ہنری نے یہ مضمون بورڈ مین آکر بیان کیا۔ اسپر جان نے بڑے اطمینان سے کہا کہ "اسکو فی الفور منگوا بھیجیے"۔ سر ہنری نے کہا "منگواکس سے بھیجون۔ وہ تمھارے ہی پاس تو ہے"۔ یہ سننا تھا کہ وہ چونک اٹھے اور نہایت مضطرب ہوگئے اور اپنے دل مین کہنے لگے کہ "بس آج البتہ مجھپر ایک مشکل پڑی ہے" چنانچہ بعد کو یہ کیفیت انھون نے خود لوگون سے بیان کی تھی۔ لیکن وہ اپنے بشرہ پر اسقدر قادر تھے کہ ظاہر مین اپنے اضطراب کی کوئی علامت انھون نے پیدا نہونے دی۔ سر ہنری کا کلام سنکر انھون نے کہا کہ "ہان ٹھیک تو ہے مین بھول گیا تھا" اور بعد اسکے اسطور سے اپنے اجلاس کے کام مین مشغول ہوگئے جیسے یہ کوئی بات ہی نہ تھی۔ لیکن تھوڑی دیر مین انکو اپنے رہنے کے کمرے مین جانے کا موقع ملگیا اور چونکہ جو کچھ انکے دل مین ہوتا تھا وہی زبان پر رہتا تھا اسوجہ سے انھون نے اپنے بوڑھے بیرا کو بلاکر دفعتاً اس سے صاف صاف یہ پوچھا "کیون تمنے کوئی ڈبیہ تو کہین نہین دیکھی۔ کچھ زمانہ ہوا مین نے ایک بکس اپنے واسکٹ کی جیب مین ڈالدیا تھا"۔ اس نے جواب دیا "ہان دیکھا صاحب آپکا ڈبیہ کو پوچھتے ہین وہ ملی تھی مین نے اسکے کسی ٹین والے بکس مین ڈالدی ہے" صاحب بولے "لاؤ"

ص ۲۲

وہی چاہیے اسکو لے آؤ" یہ سنکر بوڑھا بیرا ایک ٹوٹے ہوئے ٹین کے صندوقچہ کے قریب گیا اور اسمین سے
وہ ڈبیہ نکال کر انکو لا دی - جان لارنس نے کہا "اسکو کھولو اور کھولکر دیکھو کہ اسمین کیا ہے - جسوقت وہ
شخص کپڑے کی تہین ایک ایک کرکے کھول رہا تھا تو جان لارنس اسکی طرف نگاہ کرتے جاتے تھے
اور جسوقت اسکے اندر وہ قیمتی الماس نکل آیا تو انکو اسکے دیکھنے سے بڑی تشفی ہوئی - بیرا کو مطلق اس بات کا
حال نہین معلوم تھا کہ اسکے پاس اسقدر قیمتی جواہر رکھا تھا - اسنے کہا "صاحب اسمین ایک شیشہ کا ٹکڑا ہے
اور کچھ نہین ہے"

اسکے بعد "کوہ نور" فوراً "لوڈ" کے سپرد کردیا گیا تاکہ وہ حضور ملکہ معظمہ کی خدمت مین روانہ کردے -
اور جسوقت جان لارنس نے صاحبان لوڈ سے اپنا قصہ بیان کیا تو وہ بہت ہنسے - مجھکو مستند ذریعہ
سے خبر پہونچی ہے کہ تاج انگلستان مین جڑے جانے کے پیشتر یہ الماس اور بھی کئی انقلابی حالتون سے
گزرا - لیکن ترکون یا مغلون کے تاج یا ایرانیون یا افغانون اور سکھ فاتح کی جابرانہ تلوار علم ہونے کے زمانہ
مین کبھی ایسی انقلابی حالت سے اسکو گزرنا نہین پڑا اور نہ گم ہوجانے کا کبھی اسقدر خطرہ ہوا جیسا جان لارنس
کے واسکٹ کی جیب یا انکے بوڑھے بیرا کے ٹوٹے ہوئے ٹین کے بکس مین وہ رکھا رہا - لوڈ کے روبرو
اوائل ایام مین جسقدر اور جیسے جیسے مشکل کام پیش ہوتے تھے مین نے انکو بیان کردیا - الحاق پنجاب کے
زمانہ مین ہنری لارنس کی طبیعت بخوبی تندرست نہین تھی - اسکے لیے ڈاکٹرون نے تجویز کیا تھا کہ کچھ
دنون تک آرام کرنا انکی صحت کے لیے ضروری ہے مگر قبل اس قدر آرام لینے کے وہ انگلستان سے
واپس چلے آئے اور جن بدانتظامیون کی وجہ سے وہ سمجھتے تھے کہ سکھون کی دوسری لڑائی واقع ہوئی تھی
اسکے خیال سے انکو سخت تردد تھا - الحاق پنجاب سے عمر بھر کی یہ منصوبہ بازی بالکل درہم برہم ہوگئی کہ ایک
زبردست دوستانہ خودمختار دیسی ریاست ہمارے اور افغانستان کے وحشی جرگون کے درمیان قائم ہو
انھون نے اپنی تمام فطرتی بہادری اور کشادہ دلی سے ابتدا ہی مین الحاق پنجاب کی مخالفت کی تھی - اسوقت
تک صرف تجویز ہی تجویز کیجاتی تھی - اور اب جسوقت درحقیقت اسکی عملدرآمد ہوگئی تو انھون نے بلاکم و کاست
اسکو قبول کیا اپنے تئین اس سے ہر طرح کا فائدہ حاصل کرنے مین مشغول کیا اور اس بہادری اور کشادہ دلی
سے رعایتی اشخاص کے زوال پذیر ہونے کے وقت انکی طرفداری کی - انھون نے لارڈ ڈلہوزی اور اپنے
بھائی جان لارنس سے ایک ایک انچ زمین کے لیے رد و بدل کی کیونکہ ان دونون صاحبون کے
نزدیک باعتبار افلاس عوام دو طریقون کی گورنمنٹ یعنی ایک تو دیسی جاگیرون کا انتظام جو بھاری بخششون
اور معافی لگان اور فوجی خدمات پر منحصر تھا اور دوسرا ہمارا انتظام جو قانونی مساوات یکسان اور ہلکی تشخیص

اور ہر قسم کی اصلاحات و ترمیمات منحصر تھا) کا قائم رہنا بالکل ناممکن تھا۔ ہنری لارنس کا خیال یہ تھا کہ سردارون کا مرتبہ اور اُنکا اختیار اور املاک اور اُنکے حقوق جسقدر قائم رکھے جاینگے اُسیقدر بہبودی متصور ہے اور جان لارنس اور لارڈ ڈلہوسی کے نزدیک اُن باتون سے اسیقدر خرابی متصور تھی۔ صورت اول مین معدودے چند اور صورت دوم مین بہتیرے اشخاص کا فائدہ متصور تھا۔ یہ مسئلہ منجملہ اُن مسائل کے تھا جن پر ایماندار مغز اور دور اندیش اشخاص بہت اچھی طرح سے اختلاف راے ظاہر کرسکتے ہین۔

شاید لوگ یہ بات کہہ سکتے ہونگے کہ ہنری لارنس کی دلی کیفیتون کے ساتھ اتفاق نہ کرنا اُسیقدر مشکل ہے جسقدر جان لارنس کے خیالات سے ہمدردی نہ کرنا مشکل ہے۔ ایک بھائی مین ہمارے فطرتی خواص کے متعلق جوش طبیعت اور دوسرے بھائی مین ذہنیات اور عملیات کی قوت غالب تھی۔ دونون کے دونون رحمدل اور حق شناس تھے اور دونون مین بلاشک وشبہ نیک و بد کے تمیز کرنے کی قوت مثل مطالب قانون کے پائی جاتی تھی۔ لیکن ہنری مین چونکہ رحمدلی کی قوت بہت بڑھی ہوئی پائی جاتی تھی اس سبب سے بعض اوقات اُنکی راے پر اسکو غلبہ ہوجاتا تھا اور جان لارنس مین راے کی صفائی اس قدر بڑھی ہوئی تھی جو بعض اوقات اُنکی دلی کیفیتون کو مغلوب کرلیتی تھی۔ اگر ایک بھائی کے طرفدار دوسرے بھائی کو متلون المزاج اور ناتجربہ کار اور دوسرے بھائی کے طرفدار اُس پہلے بھائی کو جابر اور سخت مزاج کہتے تو کچھ بیجا نہ تھا۔ لیکن یہ غیرممکن تھا کہ جان کے طرفدار ہنری اور ہنری کے طرفدار جان سے محبت نہ کرتے۔

ہر ایک بھائی اس امر کی کامل واقفیت کے ساتھ کہ دوسرا بھائی جہانتک ممکن ہوگا تمام باتون مین میرے خیالات کی مخالفت کریگا شاید اور بھی زیادہ زور دیکر اُنکو ظاہر کرتا تھا۔ یہ فطرت انسانی کا مقتضا تھا۔ دونون بھائیون مین رد و بدل گرمجوشی اور عداوت بہت بڑھ گئی کیونکہ سردارون کے ساتھ برتاؤ کرنے کا یہ معاملہ ایسا تھا ص ۳۳ جسکے متعلق در پردہ اور بہت سے معاملات تھے اور اُس مسئلہ کی بنیاد پر اُن سب معاملات کا باہمدگر تعلق پیدا ہوتا تھا۔ لیکن اُسکا نتیجہ جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون بیشک سلطنت کے حق مین مفید تھا۔ رعایتی اشخاص جیسا کہ اُنکے لیے لازم تھا مورد زوال ہوے لیکن ہنری لارنس کی سخت مخالفت کی بدولت اُنکو بتدریج اور بہ تخفیف زوال پہونچا۔ عوام الناس کی قومی آزادی جو جاتی رہی تھی اُسکے بدلے اُنکو ظلم سے نجات اور جان و مال سے حفاظت حاصل ہوئی بڑی بڑی باتون کی تشخیص لگان مین اصلاح ہوگئی اور اُسپر بھی تشخیص ملکی قائم ہوئی اور یہ سب باتین خاص کرکے جان لارنس کے مدبرانہ خیالات اور سخت کوشش سے ظہور مین آئین۔

اسمین شک نہین کہ سردار لوگ جنھون نے مفسدون کی طرفداری کی تھی اگر لارڈ ڈلہوسی ہی کی راے پر چھوڑ دیے جاتے تو اُنکے حق مین بہت خرابی واقع ہوتی۔ لارڈ ڈلہوسی نے تو کہا تھا کہ وہ بجز اسکے کہ اُنکی جان بخشی کی

ہوا اور کچھ گزارہ دیا جاے اُنکے حق مین اور کسی طرح کی رعایت نہوگی" لیکن ان باتون کے سوا اگر انکو کچھ اور حاصل ہوا تو صرف ہنری لارنس کی پر زور اور تاکیدی التجاؤن کا نتیجہ تھا - ۲۵ - اگست کو ہنری لارنس کے مبالغہ آمیز بیان کے مطابق نہین بلکہ خود لارڈ ڈلہوزی کے بیان کے مطابق ڈپٹی کمشنران انگلستان کی غلط فہمیون سے کیونکہ انکو سردارون کی طرف سے پنجاب مین اور لڑائی کے پیدا ہونے کا خوف تھا سرداران مذکور کی حلیہ یہ تھی — وہ تمام خطابات موقوف تمام املاک ضبط ہر ہر شخص کے لیے صرف دو سو روپیہ ماہوار کا وظیفہ - ہر شخص ایک محدود رقبۂ زمین کے اندر مقید اور زیر حراست اور اس حکم سے واقف و متنبہ کہ اگر بھاگنے کا قصد ظاہر ہو تو جان سے محروم

الحاق پنجاب کی وجہ سے جو کثرت کار اور دقت اور پریشانی لاحق ہوئی تھی اُسکا اثر اُنکے ناتوان جسم پر ابھی سے پڑنے لگا تھا - گرمی اس شدت کی تھی کہ اُس فصل مین کبھی اُسقدر شدت نہین ہوئی تھی بجز بی لارڈ ڈلہوزی اُن لوگون کے لیے جو اُس گرمی مین کام کرنے پر مجبور تھے بمنزلہ ملک الموت کے تھے - لاہور مین ہر شخص پر اور سب سے زیادہ ہنری لارنس پر تکلیف تھی اور آخر کو بمجبوری اُنکو ایک مہینے کی رخصت لیکر کسولی جانا پڑا - اس سبب سے ۱۲ - مئی کو جان لارنس پر بہ نسبت ایام ریزیڈنسی کے وہ چند پیچیدگی اور دقت کے کام کا بار پڑا - لاہور مین اکیلے وہ اور اُنکے ایک شریک ممبر رہ گئے گو وہ صاحب بہت قابلیت رکھتے تھے مگر نکتہ چینی کے سوا اپنی طبیعت سے کوئی بات کم پیدا کرتے تھے اور بجاے اسکے کہ وہ کسی دقت کو رفع کرتے صرف اُسکا اظہار کر دیتے تھے اس سبب سے جان لارنس کو معلوم ہوا کہ ملک کے تمام موجودہ معاملات کے انصرام کا بار اُنہین کی پشت پر آپڑا ہے —

ہنری لارنس فطرتاً ایک حرکت دینے کی کل تھے - دفتر کا کام اُنکے ناپسند تھا - اُنھون نے عرصہ تک سِوِل معاملات مین تعلیم نہین پائی تھی اور اسوجہ سے وہ اس کام کے لیے موزون نہین تھے - اُنکے میلان طبع ناتوانی جسم اور بورڈ کے اختلافات سے جو اُنکو ابھی سے ناگوار معلوم ہونے لگے تھے اور کچھ اس اعتبار سے بھی کہ وہ ایسی نوکری چاہتے تھے جسمین اُنکو حد سے زیادہ فائدہ پہونچانے کا یقین ہوتا بہیئت مجموعی یہ گمان پیدا ہوتا تھا کہ جسوقت وہ جائز موقع پائینگے تو لاہور چھوڑ کر دوسرے مقام پر کام کرنے چلے جاینگے - ایک نوجوان سویلین نے جو ضلع جالندھر مین عمدہ خدمات انجام کرچکا تھا اور جو ایک بڑا بذلہ سنج شخص تھا اُسنے ایک مرتبہ لاہور مین اگر شاید اسیقدر سچائی اور صفائی سے جو لطیفون مین ہوا کرتی ہے یہ کہا تھا کہ پنجاب کا انتظام ایک مشترک تجارتی کوٹھی کے ذریعہ سے کیا جاتا ہے جسمین تین شریک ہین — اور اُنہین سے ایک کی عادت "چلتے پھرتے" دوسرے کی عادت "کام کرتے" اور تیسرے کی عادت "سوتے" رہنے کی ہے ہرسال چار پانچ مہینے خیمون کے نیچے بسر کرنا اور ہر روز تیس سے چالیس میل تک کا سفر کرنا ملک کی کان

قلعہ جیلخانہ شفاخانہ وغیرہ یا بازار کا معائنہ کرنا نہایت جلدی کے ساتھ کسی مضمون کا گھسیٹ دینا اور اپنی ہر وقت مستعدی کے لیے صرف نحو یا مطالب کی غلطیون کو درست کرنے کے لیے چھوڑ دینا اپنے صوبہ کے ہر ہر حصہ کو خاص اپنی آنکھ سے ملاحظہ کرنا اور اپنی رعایا کے ہر درجہ کے لوگون سے بلا تکلف باتین کرنا اور اپنے ہر ایک اور تمام ماتحتون سے حتی الامکان اُنکے مکانون پر جاکر ملاقاتین کرنا اور اپنے فیاضانہ خیالات اُنہین پیدا کرنا انھین سب باتون مین ہنری لارنس کو اپنی زندگی بسر کرنا اور مشاغل کا بدلنا اور تازگی حاصل کرنا اُنکی دُھن مین رہنا اور رفاہ خلائق کا لحاظ کرنا پسند تھا اور انھین سب باتون سے اُنھون نے ایک ایسی قوت پیدا کی تھی جسکے ذریعہ سے وہ اپنے تمام معاصرین مین بے نظیر تھے یعنی یہ کہ اُن لوگون کے دلون مین اپنی طرف سے انتہا درجہ کی محبت پیدا کر دی تھی - وہ ایک اس طرح کے آدمی تھے کہ جن لوگون کو اُنکے حالات دریافت کرنے کا عمدہ موقع ملا تھا اُنکو اپنی جان اُنکے لیے عزیز نہ تھی اور وہ ہر وقت جان نثاری کے لیے تیار تھے پنجاب مین اس قسم کا ایک ہی آدمی نہ تھا بلکہ دس بارہ شخص ایسے تھے جو اُن کے لیے سر کٹا ڈالا کرتے تھے - چنانچہ ہم نے ان باتون کو پیشتر بھی کئی جگہ بیان کیا ہے -

گو ہنری لارنس کے لیے سفر کرنا اکثر ضروری ہی ہوا کرتا تھا اور جس صوبہ کو وہ جاتے تھے اسکو اُنکے دورہ سے ہمیشہ فائدہ پہونچتا تھا لیکن بعض اوقات اُسمین ایسی خرابیان پڑتی تھین جنکا اثر بلا فصل اُنکے شرکون اور بالآخر خاص اُنھین پر پہونچتا تھا - کچھ یہی بات نہین ہوتی تھی کہ اُنکے چلے جانے سے اُنکے ماتحتون پر کام کا بار زیادہ ہو جاتا تھا بلکہ ماتحت لوگ جس کام کو کرتے تھے اُسمین اُنکو شک و شبہات بیشمار واقع ہوا کرتے تھے - اگر وہ اپنے نزدیک بہت غور و فکر کرکے بھی کام کرتے تو یہ معلوم نہین ہو سکتا تھا کہ اُنکے پریسیڈنٹ صاحب کو بھی آنکی رائے سے اتفاق ہوگا یا نہوگا - ہنری لارنس کو تو اکثر خود اپنی طبیعت کا حال نہین معلوم ہوتا تھا - وہ تنک مزاج اور متلون الطبع تھے اور اسوجہ سے اس بات کا پہلے ہی سے دریافت کر لینا نہایت دشوار تھا کہ اُنکی طبیعت کس امر کی جانب راغب ہوگی کیونکہ یہ صفتین ایسی ہین جو ہر وقت بھٹکتی پھرتی ہین اور کبھی اُنکو قرار نہین رہتا - اور پھر ایک نازک وقت مین ممکن تھا کہ اُنکو پھر کسی طرح کا خیال آجاتا کہ فلان معاملہ مین کیا کارروائی ہوئی ہے اُسوقت وہی کیفیت ہوتی جسطرح مسٹر گلیڈسٹون چند روز کے لیے پارلیمنٹ سے کنارہ کشی کرنے کی حالت مین بہت سی باتون کو جو پوری خواہ ادھوری انجام ہو چکی ہوتی ہین معدوم کر دیتے ہین اگلینڈ اگر موجود نہو تو بھی وہ اگلینڈ ہے - پھر لاہور سے اکثر غیر حاضر رہنے کے باعث سے اُنکے بھائی جان کی نمود ہوئی - وہ یہ ہرگز نہین چاہتے تھے کہ مین اپنے کو شہرت دون بلکہ اس امر سے وہ احتراز کرتے تھے - لیکن بعض ضروری باتون کے متعلق بورڈ اور لارڈ ڈلہوزی کے مابین اُنکو رسل و رسائل کا متوسط بنا پڑا اور اُسمین یہ نتیجہ گورنر جنرل کو اس بات کا موقع ملا کہ دونون بھائیون کی استعداد

اور قابلیت کا باہم گر مقابلہ کرے اور اگر کبھی ضرورت پڑے تو دونون مین سے ایک کو منتخب کرنے کے لیے
اپنی راے قائم کر سکے - چنانچہ اگر ہنری لارنس اکثر غیر حاضر نہ رہتے تو یہ موقع ہرگز نہ پیدا ہوتا -

ماہ ستمبر مین ہنری لارنس ہزارہ اور کشمیر کے طول طویل دورہ پر روانہ ہوے لارڈ ڈلہوزی کو یہ بات کچھ ناگوار نہ
تھی کہ پریسیڈنٹ بورڈ خود جا کر اپنی آنکھون سے ضلع ہزارہ کا معائنہ کر آئے - ضلع جمیس ایبٹ صاحب ہی کے
تحت حکومت رہا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ڈلہوزی اس حکومت کو شبہ اور غلطی پر مشتمل سمجھتے تھے کیونکہ جمیس ایبٹ
صاحب کی بزرگانہ حکومت کی نسبت کسیقدر طنز کے ساتھ اُنھون نے کہا تھا کہ "وہ حکومت پیغمبر اور بادشاہ
کی ایسی ہے" - لیکن لارڈ موصوف نے اس بارے مین اپنا شبہ ظاہر کیا تھا کہ باقی ممبران بورڈ ہنری لارنس کی عدم
موجودگی مین وہان کا کام انجام کر سکینگے "جہاں گرمی" بخوبی تمام اپنا کام کر چکی تھی - افسران پنجاب مین سے
دس شخص ابھی سے کام کے لائق نہین رہ گئے تھے - منیسل صاحب بورڈ کے تیسرے ممبر اور کیمپین صاحب
سکریٹری بورڈ علیل تھے - اڈورڈس اور نکلسن صاحب جو بذات خاص بہتیرے آدمیون کے برابر تھے عنقریب
رخصت پر جانے والے تھے - لیکن جان لارنس اس کل نقصان کے پورا کرنے پر آمادہ ہو گئے اور ایسی طرح
سے اس نقصان کو پورا کیا کہ بہت کم لوگ انکی طرح سے کر سکتے - اس زمانہ کے بعد سے ظاہر ہوتا ہے کہ پھر برابر
لارڈ ڈلہوزی سے وہی خط کتابت کرتے رہے ہر ایک معاملہ کی نسبت جسوقت وہ پیش ہوا اُنھون نے بلا تکلف ۳۳
اپنی راے ظاہر کر دی اور اس بات کا خاص خیال رکھا کہ جس امر مین اُنکے بھائی کی راے اُنکے خلاف ہوئی تو
اُس بات کو زور دیکر ظاہر کر دیا - اب اس زمانہ مین ایک مہم کی جو خبر آئی تو اس سے اُنکو کام کی کثرت نہین معلوم ہوئی
بلکہ وہ یہ سمجھے کہ کچھ دنون کے لیے کام سے سبکدوشی حاصل ہوئی اور اُنکو اپنے پرانے ایام پانی پت کا خیال آگیا -

چتر سنگھ اور شیر سنگھ کے بارے مین ہنری لارنس اور لارڈ ڈلہوزی کے مابین عرصہ تک بے انتہا خط کتابت رہی
جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ اپنے مساکن خاص واقع اٹاری مین رہنے کے مجاز کیے گئے لیکن جیسا کہ بعض حکام لاہور
کو خیال ہوا وہ ابھی سے آثار بغاوت ظاہر کرنے لگے - وہ ہر روز اپنے یہاں بیشمار برہمنون اور کھتریون کو کھانا
کھلاتے تھے اور یہ بات مشہور عام ہو رہی تھی کہ اٹاری سیالکوٹ اور امرتسر کے درمیان برابر قاصد آتے جاتے
رہتے تھے جہان دوسرے زوال رسیدہ سردار رہتے تھے - اور اس بات کی بھی سرگوشیان ہو رہی تھین کہ کشمیر کے
گلاب سنگھ اور کابل سے دوست محمد مفسدہ آمیز خط کتابت کرتے تھے - جان لارنس لارڈ ڈلہوزی کو لکھتے
ہین کہ "برہمن اور حجام یہ دو طرح کے لوگ جو ہمیشہ ہر طرح کی سازشون کے لیے مقرر کیے جاتے ہین بار بار
مقام اٹاری مین دیکھے گئے" - یہ ایک اس طرح کا کام تھا جو بحفاظت تمام مقامی افسرون پر چھوڑا جا سکتا تھا
لیکن جس شخص نے ولیم فریزر کے قاتلون کا پتہ لگا لیا تھا اُسکی طبیعت پھر جوش مین آگئی اور اُسنے خود اس

کام مین سب سے زیادہ شریک ہونے کا عزم کیا۔ یکم اکتوبر کو رات کے ایک بجے منٹگمری صاحب کمشنر
لاہور اڈورڈس صاحب اور ہاڈسن صاحب اور تھوڑی سی سپاہ کو ہمراہ لیکر اس مہم پر روانہ ہوئے
اسوقت چاندنی خوب کھلی ہوئی تھی مطلع صاف تھا اور گھوڑے کو جو ایک ذرا ایڑ دے دی تو صبح ہوتے ہوتے
وہ موقع پر پہونچ گئے۔ ان سب لوگون نے خاموشی کے ساتھ گانون کا محاصرہ کرکے چتر سنگھ کو خاص
اُسکے مکان مین گرفتار کرلیا اُسکے بیٹے جو بھاگ نکلے تھے اور گھوڑون پر سوار ہوکر چلنے کے ارادہ مین تھے
اُنکا بھی تعاقب کرکے اُنھون نے گرفتار کیا اور کامیابی کے ساتھ اس کل جماعت کو اسطرح سے لاہور مین
لے آئے کہ اسوقت تک شہر کے کسی آدمی کو اس مہم کے روانہ ہونے کا شبہہ تک نہین ہوا تھا۔ قریب قریب
اسی کے ساتھ ہی امرتسر اور سیالکوٹ کے دوسرے سردار گرفتار ہوے۔ مختلف مقامون مین ہتھیار مدفون نکلے
دوست محمد اور گلاب سنگھ کی کچھ باہمی مشتبہ خط کتابت جسکو لارڈ ڈلہوزی نے جنگلی جھاڑیون کے ایک ہرن سے
تعبیر کیا ہے پکڑی گئی اور بغیب سردار تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ہندوستان کے اور مقامات کو جہان اُنکے
رہنے مین خطرہ کی زیادہ تر حفاظت متصور تھی منتقل کردیے گئے۔

بھائی مہاراج سنگھ گرو جو سال سابق مین دوآبہ جالندھر کے فساد کا بانی مبانی ہوا تھا اور جو حسب خبر مشہور
دریاے چناب مین غرق ہو جانے کے بعد دنیا کی نگہ مین پھر زندہ ہوگیا تھا اب آخر کو اسی زمانہ مین اسکا بھی قلع قمع
کردیا گیا۔ جسطرح ارسٹومینیز قدیم زمانہ کے باشندگان مسینیا یا شمالی باشندگان کوہ قاف کے مابین خضر
سے غائب ہوکر اور مردون کے درمیان سے واپس آکر صاحب کرامات سمجھا گیا اسیطرح یہ بھی خیال کیا گیا۔
اُسکے تابعین نے چالاکی سے اُسکا پتہ نہین بتلایا اور قبل اسکے کہ کوئی مہم اسکے مقابلہ مین روانہ کیجاتی وہ پھر جالندھر
کیجانب واپس چلا گیا اور وہان وانسٹارٹ صاحب نے اُسکو گرفتار کیا۔ اس شخص کے مفسدون سے جدا
کردینے کے بعد پھر پنجاب مین فتور برپا ہونے کا خدشہ نہین رہ گیا۔

دوسرا امر جس پر بورڈ قائم ہونے کے بعد اول ایام بارش مین جان لارنس کا خیال متوجہ رہا وہ ایک
کامل رپورٹ کی تیاری تھی جسمین اُنھون نے نہایت جرات کرکے یہ صلاح دی تھی کہ پنجاب مین راہداری کے
کل محصولات موقوف کردیے جائین۔ چنانچہ وہ لارڈ ڈلہوزی کو لکھتے ہین کہ "ہماری اصل حکمت عملی یہ ہے کہ
جس جس قید کے اُٹھا دینے سے ہمارے انتظامات مین کوئی خلل نہین پڑسکتا وہ سب اُٹھا دیجائین صرف
مالگذاری اراضیات قائم رکھی جاے۔ اس تدبیر سے عوام الناس خوش ہوجائینگے خاص کرکے محنت پیشہ
اشخاص تو بہت ہی رضامند ہونگے۔ دوسرے محصولات تمام ملکون مین نہایت ناگوار سمجھے جاتے ہین
اور اس ملک کے لیے تو وہ بالکل موزون نہین ہین۔" طول طویل خط کتابت کے بعد یہ اصلاح جسکی عرصہ

خواہش تھی عمل مین لائی گئی اور اس زمانہ کے بعد سے پنجاب کی تجارت اپنی اصلی راہ پر چھوڑ دی گئی اور اسکی تمام قیدین اور شرطین جو قائم کی گئی تھین دور کردی گئین —

افسران نظم و نسق پنجاب کو جس امر سے بورڈ کی تقرری کے پہلے سال زیادہ دقت واقع اور بیشمار وقت صرف ہوا وہ یہ تھا کہ جنگ چلیان والا کے بعد عوام الناس نے شور و فریاد بلند کرکے ایک ایسی عقل کے آدمی کو انگلستان سے افواج ہند کی اعلی کمان پر طلب کیا جسکی تجویزین کسی طرح سے ممکن العمل نہین تھین — سنتے ہین کہ جسوقت اس عہدہ کے لیے سر چارلس نیپیر سے کہا گیا اور انھون نے اسکے قبول کرنے سے انکار کیا تو ڈیوک آف ولنگٹن نے کہا "اگر آپ نہین جاتے ہین تو مین اس عہدہ پر جاؤنگا" انکا مذہب بہت جلد مغلوب ہوا اور انکی اولوالعزمی شعلہ زن ہوئی اور وہ فتوحات و اصلاحات کے ایسے بڑے بڑے منصوبے باندھکر انگلستان سے روانہ ہوے جو ہندوستان ایسے ملک مین کبھی عمل مین نہین لائے جاسکتے تھے —

۶ مئی ۱۸۴۹ء کو وہ کلکتہ مین داخل ہوئے اور نہایت عجلت کے ساتھ انھون نے بجانب شملہ کوچ کیا — ص ۳۳
لیکن ابھی سے ان پر مایوسی ظاہر ہونے لگی — انکو تو یہ امید تھی کہ وہان جنگ کی تیاریان ہونگی مگر جاکر دیکھا تو سب طرح کی امن و امان کا ڈنکا بج رہا تھا — ہمارے نیم مفتوح حریف جنگ چلیان والا امن و امان اور نیم خوشنودی کے ساتھ ہماری مطیع رعایا ہوگئے تھے اور اس مایوسی کی قرار واقعی تکمیل کرنے کے لیے ملک مفتوحہ ایسے "برادران" کے اختیار مین منتقل کردیا گیا تھا جنکی مفروضہ نالائقی پر فاتح اور امن قائم کنندہ سندہ صلح و جنگ مین برابر حقارت و نفرت کا مینہ برسایا کیا — ۲۲ جون کو انھون نے (کمانڈر انچیف) اپنے بھائی کی چٹھی مین لکھا تھا کہ "کاشکے مین کمانڈر انچیف ہونے کے بدلے گورنر پنجاب ہوتا" خوش قسمتی خواہ بدقسمتی سے وہ اب گورنر پنجاب نہین ہوسکے اور اپنے غصہ مین انھون نے ایسے موقعون کو جو کمانڈر انچیف کے عہدہ کے باعث سے انکو حاصل ہوے تھے ایسی باتون مین استعمال کیا جنکی وجہ سے (اگرچہ ارادے سے نہین) اور کسی شخص کے لیے دونون مین سے کسی عہدہ کا ملنا دوچند دشوار ہوگیا —

انکی سوانح عمری مین جو انکے بھائی ولیم کی لکھی ہوئی ہے اور اس سے بھی زیادہ رسالہ "بدنظمی ہند" مین جو انکی وفات کے بعد لکھا گیا عجب عجب طرح کی منافق طبعی خود رائی اور ہرزہ درائی کے مضامین بھرے ہوے ہین اور جو دوراندیشی اور عقلمندی اسمین ظاہر کی گئی ہے اسکی تکذیب اور تردید کرتے ہین — یہ دونون کتابین اور انکے ساتھ خود سر چارلس نیپیر لارڈ ڈلہوسی اور بورڈ پنجاب کی یادداشتین اور میرے پاس کی وہ چٹھیان جو برادران لارنس اور گورنر جنرل کے مابین آئی گئی تھین میری اس بحث کے لیے ایک سمع خراش مادہ پیدا کرتی ہین — اس مخالفت کی تصریح مین ایسی کوئی بات نہین ہے جو کوئی پایدار ذوق پیدا کرسکے لیکن انکی

بازگشت کی صدائین ابتک اُن اختلافات سے پیدا ہو سکتی ہین جنکی وجہ سے سندھی فرقہ پنجابی فرقے سے جدا ہوگیا ہے پنجابی فرقے سے وہ گروہ مراد ہے جو فوجی انتظام (صدیوں انتظام) کا مشیر تھا اور جسنے اب بعد کے ایام مین ایک دوسری خطرناک صورت اختیار کرکے منتظمین ہندوستان کو دو گروہون مین تقسیم کر دیا ہے انمین سے ایک گروہ وہ ہے جو روسیون کی پیشقدمی جانب ہند کے خیال سے یہ چاہتا ہے کہ آگے بڑھکر غنیم کا مقابلہ کیا جاے اور اس تدبیر کے عمل مین لاتے وقت افغانستان اور اُسکے قرب وجوار کے ملک شامل یا داخل سلطنت کر لیے جائین اور دوسرا گروہ وہ ہے جو نہایت استقلال کے ساتھ اصل قدرتی سرحد یعنی دریاے سندھ اور کوہ سلیمان پر تکیہ کرکے یہ چاہتا ہے کہ صرف سرحدات مذکور کے اس پار والے وحشی ممالک پر اُنکے دوست کے طور پر کسی محتمل حملے کے روکنے کو چڑھائی کیجاے ۔ شاید سب سے زیادہ نامی قائم مقام ایک فرقے کے سر بارٹل فریرا اور دوسرے فرقے کے قائم مقام بلاشک وشبہ لارڈ لارنس ہین اسلیے وہ اختلاف تا متر اس سوانح عمری سے تعلق رکھتا ہے ۔ ملخص ۳۳۴

یہ بات تو پیشتر ہی سے معلوم ہوگئی ہوگی کہ اسطرح کے دو کامل استاد اور خود مختار اشخاص کے درمیان جیسے گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف تھے اعلی اقتدار کے لیے ضرور اختلاف واقع ہوگا ۔ لیکن اسی طرح یہ امر بھی صاف ظاہر تھا کہ جو شخص بلا حجت وتکرار اعلی اختیار سے مسلح اور اپنی نفس پر اسقدر قادر تھا وہ میدان کارزار کے اوس مشہور اور بدمذہب بوڑھے سپاہی کو ضرور بھگا دیگا جو "بلا وجہ یقین اور بلا اشتعال نفرت کرنے کی خاصیت رکھتا تھا" اور اسوقت تک کسی بات کو صحیح خیال کرنے پر راغب نہین ہوتا تھا جب تک وہ بات اسی کی کی ہوئی یا اسی کے خواہش کے مطابق کی ہوئی نہین ہوتی تھی ۔ سر چارلس نیپیر اسوقت ساٹھ برس (یعنی اپنے بوڑھے رقیب سے دو چند عمر) کے تھے لیکن اس بات کے خیال نے کہ وہ ۳۰۰۰۰۰ سپاہیون کے کمانیر تھے انکو جوان کر دیا تھا ۔ اور باوصف ایک سخت بیماری کے جو آخر مین بڑی مہلک ثابت ہوئی اُنھون نے شملہ مین جاکر سخت کوشش کرنا شروع کی اور جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہین ہر روز پندرہ گھنٹہ میز پر بیٹھکر کام کیا کرتے تھے ۔ اگر ہم اُس کتاب کا جو سر چارلس کے بعد لکھی گئی یقین کرین تو اُسکے مطابق پایا جاتا ہے کہ جسوقت انکے اور گورنر جنرل کے مابین پہلے پہل ملاقات ہوئی تو دونون کے بشرے سے اختلاف کے آثار ہویدا تھے ۔ لارڈ ڈلہوسی نے کہا کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ آپکو اپنے اختیارات مین دست اندازی کیا جانا نہ کرنے دون اور مین اس بات کی بڑی خبرداری رکھونگا کہ آپ میرے اختیار مین دست اندازی کرنے پائین

جس شخص سے بورڈ (یہ بورڈ ابھی نئی نئی قائم ہوئی تھی اور اس سبب سے اُسکو اپنے اصلی ممبرون سے اعانت کی بہت کچھ امید ہو سکتی تھی) پنجاب کو اب سابقہ پڑنے والا تھا خود اسی کی تجویزون اور روزنامچون

سے اقتباسات جو ادھر اُدھر سے منتخب کرکے اس مقام پر نقل کیے جاتے ہیں اُن سے شخص مذکور یعنی سر چارلس نیپیر کی کیفیت بہ نسبت کسی دوسرے طول طویل بیان کے زیادہ معلوم ہوگی۔ کلکتہ میں پہنچنے کے بعد ہی ۲۲ مئی کو اُنھوں نے مقام مذکور سے یہ چٹھی لکھی تھی۔

پنجاب کی حکومت پولیٹکل اشخاص کے ایک محکمہ کے ذریعہ سے ایک عجیب بات ہے اور یہ بات مشکل سے یقین کیجا سکتی ہے کہ ڈلہوزی کا یہ مطلب ہوگا ۔۔۔۔ گردن کا گھٹا ایک میں باندھنے کے بدلے یہ پولیٹکل انتظام اسکو اور بھی کھولے ڈالتا ہے۔ فوجوں کی حالت دیکھ دیکھ کر مجھے خوف معلوم ہوتا ہے۔ ہر مقام پر کام دینے کے حق میں وہ کم اور جمعیت میں زیادہ ہے ۔۔۔ پنجاب میں ہم ۵۴۰۰۰ سپاہی رکھتے ہیں یہ فوج وہاں کے لیے ضرور نہیں ہے اگر عمدہ حکومت ہو تو ۲۰۰۰۰ سپاہی کافی ہیں لیکن یہ جو بورڈ انتظامیہ کہلاتی ہے اُسکے انتظام میں البتہ اسقدر آدمی کافی ہونگے اس بورڈ کے پاس ابتک پولیس کا ایک سپاہی نہیں ہے اور ۱۶۰۰۰ آدمی اُسکے یہاں کی پہرہ داری کا کام دیتے ہیں جنکے بارے میں کمانڈر انچیف اور نہ ایجوٹنٹ جنرل کو کوئی بات معلوم ہے اور کوئی چھاونی ایسی نہیں ہے جو اُن لوگوں سے قریب ہو۔ ۱۶ میل سے لیکر ستو میل تک کے فاصلہ سے کوئی کم نہیں ہے۔

پھر لکھتے ہیں کہ

گو یہ امر عجیب معلوم ہوگا مگر اصل یہ ہے کہ میرا کوئی سرپرست نہیں ہے۔ لارڈ ہارڈنگ نے ۱۰ نئی رجمنٹیں بھرتی کی تھیں اور لارڈ گف کو ایک کمیشن کے تجویز کرنے کا بھی اختیار نہیں دیا تھا۔ لارڈ ڈلہوزی نے دس رجمنٹیں بھرتی کیں اور ایک کمیشن کے تجویز کرنے کا مجھکو اختیار نہیں دیا۔ اصل تو یہ ہے کہ میرے آنے کے پیشتر ہی سارے کمیشن طے کر دیے گئے تھے۔ صاحبان گورنر جنرل نے یہ کمیشن اپنے پیشتی کر رکھے ہیں۔

۴۔ اگست کو وہ اپنے روزنامچہ میں لکھتے ہیں کہ

لارڈ ڈلہوزی کے نام اس مضمون کی ایک چٹھی لکھی گئی کہ اگر فوج سیول اختیار کی کشش سے سبکدوش نہ کی گئی تو ہندوستان محفوظ نہ رہیگا۔ اسوقت کا دستور تو یہ ہے کہ ہر سیول ملازم کے اعزازی گارڈ مقرر ہیں خزانہ میں گارڈ ہیں اور خدا جانے کہاں کہاں اسیطرح کے گارڈ مقرر ہیں۔ یہانتک کہ جب فوجی گارڈ اور خدمات بھی انمیں شامل کیجاتی ہیں تو سپاہی بالکل نیست و نابود ہوئے جاتے ہیں۔ اگر میں اس کا انسداد کر سکا تو پھر یہ بات قائم نہ رہنے پائیگی اور لارڈ ڈلہوزی میری مدد کرنیکے بہت اچھی طرح سے آمادہ ہیں۔ وہ ایک اچھے آدمی اور تیز شخص معلوم ہوتے ہیں لیکن اس بات میں مجھکو شبہ ہے کہ آنکی قابلیتیں اتنی بڑی وسیع سلطنت کے سنبھالنے کے لائق ہو سکیں گی۔

الغرض لارڈ ڈلہوزی کے بارے میں سر چارلس نیپیر کی یہ رائے تھی۔ اب مندرجہ ذیل مضمون سے انکی رائے برادران لارنس اور اُنکے تعلقات گورنر جنرل کے بارے میں معلوم ہوگی۔

برادران لارنس لارڈ ڈلہوزی پر جبراً تسلط ہین ۔ انتظام پنجاب لارڈ ڈلہوزی کا کیا ہوا نہین ہے ۔ یا بہر حال خود انہین کے قول کے مطابق ایسا نہین ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ہنری لارنس ایک عمدہ شخص ہین لیکن انکی لیاقت مین مجھکو شک ہے ۔ اُنکے بھائی جان لارنس کی نسبت لوگ کہتے ہین کہ وہ ایک ہوشیار شخص ہین اور مین بھی کہہ سکتا ہون کہ وہ ایسے ہونگے لیکن ممکن ہے کہ ایک آدمی عمدہ سمجھ رکھتا ہو مگر اُسپر بھی ایک بڑے ملک کی فرمانروائی نہ کر سکتا ہو ۔

اب یہ مضمون وہ خاص اپنے بارے مین جیسا کہ انکو خود معلوم ہوا بیان کرتے ہین ۔

مین فوج ہندوستان کا کمانڈر انچیف ہون لیکن ایک آدمی کو بھی حرکت کرنے کا حکم نہین دے سکتا ہون مجھکو ایک چٹھی ایک سکریٹری کے نام لکھنا پڑتی ہے جو دوسرے کو اور وہ دوسرا تیسرے کو لکھتا ہے اور وہ گورنر جنرل سے اس امر کی استدعا کرتا ہے کہ مُبالا سے ایک کمپنی کے واپس طلب کرنے کا حکم ملے ۔ خدا بدلہ کیا ہے ایک گورکھ دھندا کیا غضب ہے کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ فوج کا کمانیر بلا اجازت حکام سول تین کمپنیون کو خطرہ کے مقام سے علحدہ جانے کی اجازت نہ دے سکے ۔ مین تو ہندوستان مین نہ ٹھہرونگا ۔

اور اس مقام پر ایک مرتبہ اور اُنکا بیان جو اُنھون نے خاص اپنے بارے مین کیا تھا لکھا جاتا ہے اور وہ بین اعتبار سے کہ اگر سر چارلس نیپیر بادشاہ انگلستان یا بادشاہ انگلستان سر چارلس نیپیر ہو جاتا تو اپنے خیال کے مطابق وہ افلاطون کی طرح فیلسوف بادشاہ ہون اور بادشاہ فلسفیون کی نظیر تھے عظیم الشان اور پھر لطیف و دلکش شے کا ایک عجیب معجون مرکب ہے ۔

کاش کے مین ہندوستان کا بادشاہ ہوتا ۔ ماسکو اور پیکن تک تہلکہ مچا دیتا ۔ ۔ ۔ پنجاب کے پانچون دریا ملک سندھ اور دریاے سندھ بحیرۂ قلزم اور مالٹا یہ سب تری اور خشکی کے مقامات انگلستان کو ہندوستان سے ملا دینے کے لیے کیا ہی موزون تھے ۔ اگر مین انگلستان کا بادشاہ ہوتا تو ایوان دہلی سے روس و فرانس کے دانت کھٹے کر دیتا ۔ انگلستان کی بحری فوج کو سر تا سر مغرب اور ہندوستان کی بری فوج کو سر تا سر مشرق مین رہنا لازم ہے ۔ اگر ایسا ہو تو ہندوستان ایک دن کے لیے بھی آیندہ "نالائق ظالمون" کے ہاتھ مین نہ رہنے پائے اور نہ اُسکا دارمدار فروخت افیون پر رہے بلکہ اُسکی آبادی کو کثرت اور رعایا صلح آمیز پیشون مین مشغول ہو ۔ اُسکے لیے لازم ہے کہ انگلستان کی صنعت و حرفت کی چیزین اُسکے بڑے بڑے دریاؤن کی راہ سے جا کر بکثرت فروخت ہون اور جو مختلف اشیا وہان پیدا ہوتی ہین غیر ملک کو جانے کے لیے انھین دریاؤن پر اُنکا ذخیرہ جمع رہے ۔ اسے کراچی بندر تو اب بھی ملک مشرق کا فخر ہو سکتا ہے ۔ خدا کرے کہ مین پھر زندہ جاکر تیری شان و شوکت دیکھنے کے لیے آسکون ۔

ہندوستان کے جو اعلیٰ حکام اُسکے مخالف تھے یا جنکو اُنھون نے مخالف تصور کیا تھا اُنکی نسبت اُنھون نے اپنے خیالات اُسی صفائی کے ساتھ ظاہر کیے ۔

تجربہ کار ہندوستانی حاکم سے میری مراد وہ شخص ہے جو چکنی چپڑی اور بدمحاورہ ہندوستانی باتون سے واقف ہو جگر چوڑا ہوا اور دماغ نہ رکھتا ہو لیکن اپنے دل مین یہ بخوبی سمجھتا ہو کہ سوائے اُس شخص کے جسکو برانڈی شام مین پانی ملا کر پینی اور بکرے کا گوشت چرٹ اور حقہ سے عرصہ تک تجربہ نہ رہا ہو ہندوستان کے حالات سے اور کوئی آدمی واقفیت نہین حاصل کر سکتا ہے[۱]۔

۱۶۔ اکتوبر کو یہ بہادر بوڑھے کمانڈر انچیف جس فوجی دورہ پر شملہ سے روانہ ہوئے تھے اُس دورہ مین ایسے ایسے آدمیون سے انکو بات چیت کرنے کا موقع ملا جنکے بارے مین اُنکے وہ خیالات تھے جو اوپر بیان کیے گئے اور آپنے اعلیٰ اور ادنیٰ اور آنکے برابر والے اشخاص کے بارے مین اُنکی وہ رائین تھین جو اوپر درج کی گئین یہ دورہ اس قصد سے کیا گیا تھا کہ اُسکے باعث سے آخر مین بڑی بڑی اصلاحین عمل مین آئینگی اور ہر طرح کی فریادین اور شکایتین اوسکین بھری ہوئی تھین۔ اسمین شک نہین کہ انھون نے اپنی تیز نگاہ کے ذریعہ سے فوجی انتظام کے متعلق بہت سی غلطیون کی گرفت کی لیکن انھون نے بلا تمیز نیک و بد تمام موجودہ انتظامات پر ایک سرے سے جو اعتراض کرنا شروع کر دیا تو اس سے اُنکی نکتہ چینیون کا اثر اسقدر نہین پیدا ہوا جسکی وہ سزاوار تھین۔ اسمین شک نہین کہ بارکین ہر ہر مقام کی اصلاح طلب تھین۔ لیکن جب حالت یہ تھی کہ انھون نے بورڈ کو ”جاہل فوجی بورڈ“ اور اسکی بارکون کو کلکتہ کے ”بلیک ہول“ اور ”مذابح“ سے تشبیہ دی تو یہ امر بیقین معلوم تھا کہ اس سے حکام اور برہم ہونگے اور یہی چاہینگے کہ اُنکی بارکین صرف بلیک ہول اور مذابح کی سی رہ جائین۔ بہرحال انتظامات فوج کے متعلق انھون نے جو کچھ اعتراض کیا وہ اصل مین خاص انھین کے صوبہ کے متعلق تھا جسکی نسبت قیاس کیا جا سکتا ہے کہ شاید انھون نے کچھ واقفیت پیدا کی ہوگی۔ لیکن انھون نے اپنے حملہ مین جو کل پنجاب کو شامل کر لیا تو اُنکا بیان ایسے معاملات کے متعلق سمجھا گیا جن سے انکو مطلق واقفیت حاصل نہ تھی اور نہ اُس واقفیت کے حاصل کرنے کا وہ ارادہ رکھتے تھے۔ اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ جسوقت وہ اپنا اعتراض نامہ تیار کرنے لگے تھے تو سرسری طور پر انھون نے صرف دو روز کیلیے پنجاب کا دورہ کیا تھا ہنری لارنس سے صرف ایک مرتبہ کی ملاقات کی اور اُسکی نسبت بھی اُنکو خفگی حاصل ہوئی تھی اور جن جن باتون کی اطلاع انھون نے بہم پہونچائی اُنکی صاف صاف توہین کی۔ چونکہ اُنکو اس بات کا کامل یقین تھا کہ ہندوستان بھر مین وہی ایک لائق اور ایماندار آدمی تھے اور ہر ایک سول منتظم باستثناے ناپئین و ڈبلیو اڈورڈس صاحب جنپر کسی نہ کسی طور سے ظاہرا کچھ اُنکی نظر عنایت ہو گئی تھی اُنکے نزدیک یا تو بیوقوف یا بدمعاش یا دونون صفتون سے متصف تھا اسلیے گمان نہین تھا کہ وہ ”جاہل سولینیون اور خالی دماغ مدبران ملک“ ص ۳۳

[۱] سوانح عمری سر چارلس نیپیر جلد چہارم صفحات ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۳ و ۱۸۱ و ۱۸۳ و ۲۰۸ وغیرہ۔

یعنی اُن جنٹلمینون کو چھوڑ دینگے جو لال کوٹ توپہنے تھے لیکن سپاہی نہ تھے" اور جنھون نے اس بات کے موقع سے انکو محروم کر دیا تھا کہ جسطرح انھون نے سندھ مین حکومت کی تھی اُسیطرح سے پنجاب مین حکومت کر سکین اور جنگی کارگزاریون کی تشخیص کرنے کا اختیار اب اُنکے ہاتھ مین آیا تھا۔ اور اسلیے انھون نے واقعات کے بدلے اپنے تعصبات اور پیشین گوئیون کے بدلے اپنی خواہشات کا خاکہ کھینچکر اس بات مین سہولت پیدا کرلی کہ لارڈ ڈلہوسی کے روبرو پنجاب کی ایک بالکل سیاہ تصویر اس امر کے دکھلانے کے واسطے پیش کرین کہ پیشتر اُسکی کیا کیفیت تھی اور کیا اب ہونے والی تھی۔

۲۰- نومبر کو لاہور مین پہونچے۔ اُسوقت تک اُنکی رپورٹ تمام نہین ہوئی تھی اسلیے اُنکو اس بات کا موقع ملگیا تھا کہ جو شخص رائے ظاہر کرنے کے زیادہ مجاز اور خواہشمند تھے اُنکے ذریعہ سے مقامی حالات دریافت کرلیتے لیکن انھون نے لارنسون کی صحبت سے احتراز کیا اُنسے کسی سرکاری معاملہ پر بحث کرنا پسند نہ کیا اور جن جن باتون پر اُنکی بیشمار تدبیرین منحصر تھین اُنکی نسبت علی الخصوص بڑی سڑک کے راستہ کی بابت (اور یہ امر ایسا تھا جسپر صوبہ کے تمام فوجی انتظامات کا دارمدار تھا) جو کچھ لارنسون نے پوچھا اُسکا انھون نے کچھ جواب نہ دیا۔ برادران لارنس کو اُنسے اتنا بھی دریافت نہوسکا کہ کوئی ایک ہی چھاونی کس مقام پر بنیگی یا آیا کہ وہ لوگ حفاظت سرحد اور محافظان سرحد کے انتظام کے ذمہ دار ہین یا نہین۔ انھون نے کہا کہ جب تک ہم اپنی آنکھون سے ہر ہر مقام کو نہ دیکھ لینگے اُسوقت تک کسی چھاونی کی جگہ کے بارے مین کچھ رائے نہ دینگے حالانکہ پیشتر کئی مہینے سے اس امر کے لیے سر والٹر گلبرٹ اور سر کالن کیمبل ایسے دو تجربہ کار سپاہی اُنکے اختیار مین موجود تھے جو تمام حالات سے واقف تھے اور دونون صاحب پنجاب مین اعلی عہدہ پر ممتاز تھے۔

جس حالت مین ایسی ایسی باتون کے ہوتے ہوے اُنکی رپورٹ تیار اور پوری کی گئی تھی تو ہم کو اس بات سے کچھ تعجب نہین معلوم ہوتا کہ اُسکے مضامین محض مبالغہ آمیز اور زیادہ تر بے بنیاد اور ناراست ہین۔ انھون نے بیان کیا تھا کہ سکھ لوگ (یہ امر نہ تو پنجاب گورنمنٹ اور نہ کسی دوسرے شخص کو معلوم تھا اگر سر چارلس نیپیر کو معلوم نہین کہان سے اُسکا القا ہو گیا تھا) روزمرہ جنگلون مین غارون کے اندر توپین ڈھالتے ہین اور ہنگامہ برپا کرنے کی فکر مین ہین۔ گلاب سنگھ کا اختیار بیحد بڑھا ہوا ہے (حالانکہ ہنری لارنس نے انکو کشمیر سے مفصل حالات اصل مقام پر دریافت کرکے لکھے تھے اور اُنکے قول کے بالکل برعکس ثابت کر دکھایا تھا) اور وہ بھی جنگ کی تیاریان کر رہا ہے۔ دوآبہ جالندھر کے اکثر طرف پہاڑی ضلع کے باشندے بمنزلہ مفسد سکھ سپاہیون کے ہین سابق مین فرمان پذیر اور رضامند راجپوتون کی طرح جو وہ تھے اُسطرح اب نہین ہین۔ پہلے راولپنڈی اور پھر وزیر آباد مین تنخواہ کے کم ہونے کی بابت بعض بعض رجمنٹون مین

ناراضی ظاہر ہوئی تھی وہ ایسی حالت مین حق بجانب تھی۔ لیکن سر چارلس نے جیسا کہ مابعد برسون مین انکو معلوم ہوا اسکو بڑھا کر تیس پلٹنون کا اچھا خاصہ بلوہ قرار دیدیا اور یہ لکھا کہ اگر مین اُس مقام پر موجود نہوتا تو اُس سے ہماری سلطنت ہندوستان کا خطرہ متصور تھا حالانکہ لارڈ ڈلہوزی جو اُس سلطنت کے قیام کے ذمہ دار تھے سر والٹر گلبرٹ جو پنجاب مین اعلی کمان رکھتے تھے ہنری اور جان لارنس جو فوج کے ساتھ ملک اور ملک باہر جاتے آتے تھے اور ڈیوک ولنگٹن جنکو بزمانہ انسداد اس بلوہ کی شہادت خود سر چارلس نے جانچنے کے لیے بھیجی تھی ان سب صاحبون نے بھی یہی راے دی کہ بلوہ وغیرہ کچھ نتھا صرف سر چارلس کی جدت طبع کا نتیجہ تھا۔ مفتوحہ صوبہ پر ۵۴۰۰۰ فوج جو حفاظت کے لیے تعینات تھی اسکی نسبت سر چارلس نے بیان کیا تھا کہ اگر مین گورنر ہوتا تو اسکو گھٹا کر صرف ۲۰۰۰۰ باقی رہنے دیتا اور اُسکے بعد اس تعداد مین بھی تخفیف کر دیتا۔ اس فوج کی صرف اسوجہ سے ضرورت واقع ہوئی تھی کہ گورنمنٹ پنجاب ناقص تھی اور دوسرے بغاوت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ غیر قواعددان سپاہ اور پولیس وغیرہ جو اُنکے اختیار سے باہر تھی اور جو ملک کی حفاظت کا اصل کام کرتی تھی وہ اُنکے نزدیک مفت کی تنخواہ کھاتی تھی اور سول ملازمان تاج کی مطلق حفاظت نہین کرتی تھی۔ فوجی معاملات کے متعلق اُنکی راے کا خلاصہ یہ ہے کہ منتظمین پنجاب محض نکتہ چینی کے قابل ہین اور اُنکے انتظام سے ہماری فرمانروائی ابتدا ہی سے مکروہ ہوتی جاتی ہے اور بلوہ کا گمان پیدا ہوتا جاتا ہے۔ ..... یہ گورنمنٹ کمزور اور مسرف ہے حالانکہ اسکو زبردست اور کفایت شعار ہونا چاہیے تھا پھر اپنی ایک معمولی دیانتداری اور ایک طرح کے انکسار سے جو انہین شاذونادر ظاہر ہوتا تھا بیان کرتے ہین کہ "دوغراج گیر اور خاموش رعایا مجھکو ایک پیغمبر کاذب ثابت کرے گی"۔ لیکن اس اثنا مین کل رپورٹ کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ سندھ مین جو فوجی انتظام تھا وہ پنجاب اور باقی حصص ہندوستان کے لیے ایک نمونہ قرار دیا جاے۔ اور تمام قسمون کی سول گورنمنٹ صریحًا قابل الزام ہے[1]۔

اس قسم کے کاغذ سے ممکن نہ تھا کہ لارڈ ڈلہوزی کو شبہات نہ پیدا ہوتے۔ اس سے لارڈ ڈلہوزی کو بہت ہی ملال ہوا کیونکہ گورنمنٹ پنجاب انھین کی قائم کی ہوئی تھی۔ لیکن اُس سے جو رنج پہونچا تھا وہ خوشی سے خالی نہ تھا کیونکہ اُس سے لارڈ موصوف اور ممبران بورڈ کو جن پر براہ راست حملہ کیا گیا تھا دندان شکن جواب دینے کا موقع ملا اور اس موقع کو انھون نے فروگذاشت نہین کیا۔ گورنر جنرل کی یادداشت کو خود سر چارلس نیپیر نے چھپوایا تھا لیکن اس بات سے مجھکو آگاہی نہین ہے کہ بورڈ کا جواب بھی اسیطرح سے شائع کیا گیا ہو۔ وہ جواب لارڈ لارنس کی خانگی چٹھیون مین محفوظ رکھا گیا اور اندرونی شہادت اور جابجا کے دوسرے اشارات سے جو اُنکی چٹھیون مین کیے گئے ہین مین یہ راے قائم کرتا ہون کہ یہ سب اُنھین کے قلم کا زور تھا۔ وہ ایک سندی سرکاری کاغذ ہے طرز بیان بہت

[1] دیکھو رسالہ "بدنظمی ہند" مطبوعہ سر چارلس نیپیر اور اُسکا مقابلہ کرو سر ہنری لارنس کے جواب سے جو اخبار کلکتہ ریویو جلد ۲۲ مین چھپا تھا۔

اعتدال آمیز ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ راقم مضمون کو اپنے زور طبیعت دکھانے کی کمال قدرت تھی لیکن
اُسنے قلم انداز کیا اور اُس کی عبارت نہایت دلچسپ ہے - مین بخوف طوالت اس مقام پر اُسکو تمام وکمال درج
نہین کرسکتا ہون - اُسکے سب فقرات جو شمار مین ۶۰ ہین اگر اس کتاب مین نقل کیے جاتین تو اُسکی ضخامت
بیحساب بڑہ جائیگی اور یہ امر میرے نزدیک اور بھی قابل اعتراض معلوم ہوتا ہے کہ کاغذ مذکور کے صرف چند فقرات
محول کیے جاتین کیونکہ اُسکا ہر ایک فقرہ دوسرے فقرات ماقبل و مابعد سے تعلق رکھتا ہے اور ایک کا استدلال صہ۳۴۴
دوسرے سے ہوتا ہے - اس قسم کے کاغذ کی اگر جانچ کیجائے تو اُسکے کل مضامین پڑھکر اُسکی جانچ کرنا چاہیے
اور امید ہے کہ شاید یہ کاغذ اور اسیطرح کے دوسرے ضروری کاغذات سرکاری جو لارڈ لارنس کے لکھے ہوے ہین
اور جو اس سوانح عمری مین طوالت کے لحاظ سے محول نہو سکے کسی نہ کسی روز ایک جداگانہ جلد مین شائع ہو کے
معاملات کی صورت مشرق مین بھی بہت جلد جلد بدلتی رہتی ہے اور انقلاب ایام سے لارڈ لارنس کے بھی کثر
خیالات بظاہر تقویم پارینہ معلوم ہوتے ہونگے لیکن اُنکی تمام تحریرات خیالات اور افعال مین جو ضروری اصول مستتر
ہین وہ آج سے سو برس کے بعد بھی اُسیطرح کے صادق معلوم ہونگے جیسے اسوقت معلوم ہوتے ہین اور ان
اصولون سے مثل خزائن زر مدبران ہند کی بہتیری نسلین سنیٔ اور پُرانے خزانے جمع کرینگی اور یہ دونون باتین ایک
طرح سے سیکھین گی کہ کن کن عملی باتون مین ہندوستان کے منتظمون کو اُنکی تقلید کرنا چاہیے اور وہ کون سے
خطرات ہین جنسے اُنکو احتراز کرنا مناسب ہے پس بالعوض اسکے کہ اس مقام پر جان لارنس کے جواب حملۂ
سر چارلس نیپیر سے دو چار غیر مسلسل فقرات اخذ کیے جاتین میری راے ہے کہ ایک مختصر بیان جو پہلے شاید مسودہ
کے طور پر لکھا گیا تھا اور جسمین نہایت فصیح و منکسرانہ عبارت سے تقرر بورڈ کے بعد پہلے سال کی تجویزون اور
کارگزاریون کا حال قلمبند کیا گیا تھا یہان پر درج کرون - ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین جو جواب تیار ہوا اُسمین
یہ بات خاصکر اس خیال سے رہنے دیگئی کہ بورڈ نے اپنے اس الزام کے جواب کو کہ وہ اُسکا منتظم کرنے والا اور جسکے
تھا گورنر جنرل کی راے کے لیے چھوڑ دینا بہتر سمجھا جنکے ملاحظہ سے بورڈ کی کارگزاری کا ہفتہ وار خاکہ برابر گزرتا تھا
یہ کارگزاریون کا ایک بڑا بیش قیمت اور سندی کاغذ ہے اور بابت سابق سے یہ بات بہت اچھی طرح ثابت ہوگئی کی
کہ پہلے سال جن جن باتون کے انجام کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا وہ کس خوش اسلوبی سے انجام ہوئین اور دوسرے
اور تیسرے سال امید سے بھی زیادہ ترقی ہوئی - جان لارنس اُس کاغذ مین تحریر کرتے ہین کہ -

اس سال جسقدر کام طے کیا گیا اُسکی مقدار بیحساب تھی - تمام پرانے ملازمون کا جائزہ لیا گیا اُنکی تنخواہین جو کئی مہینون
سے باقی تھین ادا کی گئین اور بڑا حصہ برخاست کیا گیا - اکثرون کو انعامات دیے گئے اور بہتیرون کو پنشن ملی -

خزانہ اور پولیس کے محکمہ کا جدید انتظام کیا گیا اور آسان اور صاف قواعد اُنکی ہدایت کے لیے مقرر کیے گئے -

بیشمار جاگیرون کی نوعیت جانچی اور کیفیت لکھی گئی اور انکا معاملہ طے کیا گیا۔

ص ۲۴۳ جاگیرداروں اور قابضان اراضیات کے مابین جو نزاعین پیدا ہوا کرتی ہین انکی تحقیقات اور فیصلہ کے لیے قواعد مقرر کیے گئے۔ فوجون کے حصے سب یکجا جمع کیے گئے اور جائزہ لینے کے بعد برخاست کردیے گئے جو لوگ نوکر رکھنے کے قابل تھے انکی پولیس کے سوارون مین بھرتی کی گئی اور انکی تنخواہ گورنمنٹ کے ذمہ قرار دیگئی۔ جو اراضیات بطور مدد معاش انکے نام منتقل کی گئی تھین منضبط سرکار ہوئین۔

آیندہ موسم سرما مین جو مساحت ہونے والی تھی اسکے مقدمہ کے طور پر گانوکی نشان دہی اور حدبندی کرنے کے لیے افسر مقرر ہوے اور ملک مین جو جو اراضیات معافی تھین انکی تحقیقات کے لیے قواعد مرتب اور شایع کیے گئے۔ تجارت داخلہ و خارجہ پر جو محصولات لگاے گئے تھے وہ سب موقوف کیے گئے اور صرف نمک کے محصول کو جو دو روپیہ من لگایا گیا چھوڑکر (اسمین کھودائی اور گودام تک کی باربرداری کا حصہ بھی شامل ہے) پنجاب کی کل تجارت آزاد کردی گئی۔ صرف ان محصولات سے چھ لاکھ روپیہ کی آمدنی تھی مگر شاید انکے موقوف ہوجانے سے رعایا کے حق مین اسکا دوچند فائدہ پہونچا ہوگا۔

اس بات کے متعلق بھی تدبیرین عمل مین لائی گئین کہ پرانے سکے متروک کیے جائین اور انکے بدلے کمپنی کا سکہ رواج پذیر ہو۔ اس انتظام سے تمام درجہ کے لوگون علی الخصوص کاشتکارون کو جو فائدہ پہونچا اسکا بہت آسانی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ لوگ اکثر اپنی پیداوار کو ایک طرح کے سکے پر بیچتے اور لگان ادا کرنے کے لیے اسکو دوسرے قسم کے سکہ سے بدلتے تھے۔ بھیر نانک شاہی روپیہ اکیلا سترہ قسم کے سکون کا رائج تھا اور پورے پچاس طرح کے دوسرے سکے تھے۔

اس بات کا بھی بندوبست کیا گیا کہ رفتہ رفتہ سہولت کے ساتھ پرانے تولون اور پیمانون کا رواج شکست کرکے انکے بدلے نئے پیمانے اور نئے بٹے جاری کیے جائین کیونکہ پرانے پیمانے اور بٹے گانون گانون اور شہر شہر مین طرح طرح کے تھے۔

گورنمنٹ نے پانچ لاکھ روپیہ ملکی اصلاحون کے لیے علیحدہ رکھ چھوڑا ہے۔ اگر وہ ہر سال اس رقم کا پانچ گونہ روپیہ دس سال تک نئی سڑکون اور نئی نہرون کے نکالنے مین صرف کرتی رہیگی تو غالبًا اس زمانہ کے ختم ہونے کے بعد آمدنی دوچند ہوجائیگی اور بہ نسبت اس امر کے کہ بیس ہزار آدمی اور فوج مین داخل کیے جائین اس خرچ سے امن وامان اور حفاظت ملکی کے متعلق زیادہ فائدہ ہوگا۔ انجنیرون کا عملہ ابھی سے مرتب کیا گیا ہے اور باری دوآبہ مین انجنیرون کے گروہ پیمائش کے لیے نکل چکے ہین۔

ہمارے افسرون نے ۱۸۴۶ء مین جو جمع تشخیص کی تھی وہ بحیثیت موجودہ قائم رکھی گئی اور جہان جہان مثلاً ملتان یا مولراج کے ماتحت اضلاع مین تشخیص نہین ہونے پائی تھی وہ اس سال کے آخر تک پوری کردیجائیگی۔ اس تدبیر کو زراعت پیشہ اشخاص بہت خوشی سے قبول کرینگے کیونکہ اسکے سوا دوسری صورتون مین بھاولی مالگزاری سرکار وصول کرنے والے اشخاص

اُنکا شکار کر ڈالتے ــ

یہ سب بڑی بڑی تدبیرین جو عمل مین لائی گئی ہین اُنکا نتیجہ بہت جلد ہی پیدا ہوگا کہ جمہور عوام کی اصل آسائش مین ترقی ہوگی
اور وہ لوگ ہماری حکومت سے رضامند ہوتے جائینگے فاتحون کی حیثیت سے یہ ممکن نہین ہے کہ جن لوگون کا اختیار ہم نے چھین کر ص ۲۴۴
اُنکو اپنا مطیع بنایا ہو اُنکی موجودہ نسل ہم سے موافقت کرے ۔ سپاہیون اور دفاتر کے ملازمون کے ایسے بڑے بڑے گروہ
ہین جو اس انقلاب سے بیروزگار ہوگئے ہین ۔ یہ لوگ اپنے زور یا سازش سے فتور برپا کرنے مین اسوقت پہلوتہی
کرینگے جب اُنکے لیے کوئی وجہ معیشت پیدا ہوگی ۔ یہ عظیم الشان تبادلے بغیر کسی شور وشر کے عمل مین لائے گئے ہین
اُنکا حال خاص ہمارے ہم وطنون مین سے بہتیرون کو نہین معلوم ہے انہین فوجی فتحمندی کی کوئی شان وشوکت نہین
ظاہر ہوئی لیکن اسمین شک نہین کہ جن لوگون کی فائدہ رسانی کے لیے اُنکی عملدرآمد ہوئی وہ لوگ بخوبی سمجھنے اور اُنکی
قدر کرتے ہین ــ

بیان کیا گیا ہے کہ ملک پنجاب کی حالت ایسی نہین ہے جو سِوِل گورنمنٹ کے لیے موزون ہو یعنی یہ کہ اُسپر فوجی
قانون کے ذریعہ سے حکومت ہونا چاہیے اور اُسکے باشندون کو گورنمنٹ مارشل کی برکتون کا پابند کرنا چاہیے ــ
ہمکو امید ہے کہ جو لوگ یہ رائین رکھتے ہین وہ صرف اپنی ہی پیشین گوئیون کا ظہور نہ چاہینگے ۔ ہم نے قریب قریب اُنہین کی
خواہشون کو لکھدیا ہے ۔ انتظام پنجاب کی کارروائیان جس مدد اور اعانت کی مستحق ہین اور اُسکی تدبیرین جس مدد اور اعانت
کا نتیجہ ثابت کرتی جاتی ہین صرف اُسکے پہونچنے کی دیر ہے اور جسوقت یہ بات حاصل ہوجائیگی تو ہم بخوف وخطر پیشین گوئی
کرسکتے ہین کہ ملک مین رفتہ رفتہ امن وامان قائم ہوجائیگی اور حملہ وسط ایشیا کی شاہراہ اور ہندوون اور مسلمانون کی جنگگاہ
ہونے سے جو دولت اور آسائش مدتون سے اُسپر حرام ہوگئی وہ پھر عود کرنے لگے گی ــ

سرکاری افسران ہند کے اطمینان کو یہ بات بہت عمدہ ہوئی کہ جن کا غذات کا مین نے اوپر بیان کیا دسمبر
۱۸۴۹ء تک اُنمین سے ایک بھی پیش ہونے پایا ۔ کیونکہ بڑے بڑے مخالف اس مہینے مین سب بمقام لاہور آکر
جمع ہوئے تھے ۔ جس صوبہ کو گورنر جنرل نے شامل سلطنت کیا تھا اُسکی دارالسلطنت مین اس موقع پر پہلے ہی پہل اُنھون
نے قدم رکھا تھا ۔ ہنری لارنس اُنکے استقبال کے لیے بہت عجلت کے ساتھ کشمیر سے واپس روانہ ہوئے اور
سر چارلس نیپیر جیسا کہ مین ابھی بیان کرچکا ہون اپنے فوجی دورہ کی تقریب سے وہان آگئے ۔ چونکہ وہ دونون
مخالف شریک تھے اسوجہ سے دونون ایک جگہ آرہے اگر ایسا نہوتا تو شاید اُنکا ایک جگہہ آجانے کی چندان خواہش نہوتی
اور سر چارلس نیپیر نے ظاہرا اپنا زیادہ وقت لاہور کی اُن قلعہ بندیون کی تفضیحات مین صرف کیا جو نوزوڈ نے تجویز کی
تھین اور برخلاف اُنکے اپنی رائے کے مطابق دوسری قلعہ بندیون کی تجویزمین بھی وہ مصروف رہے ۔ یہ ایک
اس قسم کی دل لگی تھی جسکے متعلق بایام مابعد ہنری لارنس نے اُنکو اپنا ریشخند بنایا اور جیسا کہ اخبار کلکتہ ریویو کے صفحات

(جنوری ۱۸۵۴ع) سے ظاہر ہوتا ہے بدلائل اس کو ثابت کیا۔ سرحدی فوج اور چھاؤنیون بالخصوص سابقہ دار السلطنت
کے ضروری معاملات اسی طرح سے ناتمام رہ گئے اور انکے بارے مین کچھ فیصلہ نہوا۔ [illegible] گنگ تھا
اور جبتک وہ کلام کرنے پر آمادہ نہ کیا جا سکتا اسوقت تک تمام انتظامات ضرور بالضرور معطل رہینگے

جس طور پر یہ معاملہ ختم ہوا اسکا حال مین ایک ایسے شخص کے ذریعہ سے بیان کر سکتا ہون جو اس موقع
پر موجود اور ایک بڑے درجہ تک اس کام مین شریک تھا۔ مجھکو یقین ہے کہ اس قصہ کو ابتک کسی نے نہ بیان
کیا ہوگا اور سر چارلس نیپیر کی خاصیت اس سے بہت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے —

جب سر چارلس نیپیر کے قیام لاہور کا زمانہ قریب اختتام تھا تو ایک روز حسب اتفاق ہر سہ ممبران بورڈ
اور منٹگمری صاحب جو اس زمانہ مین قسمت لاہور کے کمشنر تھے صبح کی سیر کو نکلے اور راستہ مین کچھ فاصلہ پر انھون نے
دیکھا کہ کمانڈر انچیف اور انکے اسٹاف کے لوگ بھی سیر کرنے جاتے ہین۔ ہنری نے جان سے کہا "چلو سیدھے
سیدھے کمانڈر انچیف کے پاس چلے چلین اور لاہور کی چھاونیون کی بابت اُنسے کہین کہ آخر آپ کچھ جواب دینگے
یا نہین"۔ چنانچہ انھون نے ایسا ہی کیا۔ سر چارلس نے کہا کہ "آپ یہی بات دریافت کرنا چاہتے ہین کہ چھاونیان
کہان بنین گی بہت اچھا آپ لوگ میرے ساتھ چلین" اور یہ کہکر انھون نے اپنے گھوڑے کو زور سے مہمیز کیا
اور سرپٹ دوڑاتے ہوئے تین چار میل باہر نکل گئے۔ انکے اسٹاف کے لوگون نے جہانتک ممکن ہوسکا انکا
ساتھ دیا اور ہنری لارنس جان لارنس مینسل صاحب اور منٹگمری صاحب جو غالباً کچھ اچھے گھوڑون پر سوار نہ تھے
جہانتک ہوسکا پیچھے پیچھے وہ بھی گئے — یہ دوڑ بالکل مثل جان گلپن کے تھی جسمین سائیس اور لڑکے چیخ چلا کر
"چور چور" پکارنے والے تو نہین تھے لیکن معاملہ اسی طرح کا تھا۔ اور یہان سول اور فوجی حکام پنجاب کے بڑے بڑے نامی لوگ
تھے۔ آخر کو بوڑھے جنرل نے بیچ میدان مین جاکر اپنے گھوڑے کی لگام اسطرح سے روکی جس سے ظاہر مین
معلوم ہوا کہ اتفاق سے وہان گھوڑا ٹھہرالیا گیا اور اتنی دور دوڑنے کے بعد گھوڑے کے تھمتے ہی انھون نے
پسینہ مین ڈوبے ہوئے گھوڑون اور ہانپتے ہوئے سوارون کے درمیان سے چلاکر کہا کہ "آپ لوگون نے
مجھسے پوچھا تھا کہ چھاونیان کہان بنین گی سو مین بتاتا ہون کہ اس مقام پر بنین گی"۔ بدقسمتی سے جس مقام پر انھون
نے ایک چپہ زمین کا کھودا تھا وہ خاص کرکے دلدل اور وبائی خس و خاشاک سے بھرا ہوا نکلا۔ لیکن حکم صادر
ہوچکا تھا اور بیان انجنیرون نے جو تعمیر کے کام پر مقرر ہوئے تھے صرف اپنے اختیار سے تجاوز کرکے چھاونیون کو
کسیقدر پیچھے ہٹا دیا یہ جگہ بھی ویسی ہی کثیف تھی مگر بمقابلہ اسکے کسیقدر غنیمت تھی۔ الغرض میانمیر کی مشہور چھاونیون
کی ابتدا یہ ہے —

جب یہ معاملہ طے ہوگیا تو سر چارلس کو اپنے فوجی دورہ پر آگے بڑھنے کا موقع مل سکا۔ جان لارنس

حصہ ۲۴۳ع ساتھ لیکر وہ جموں میں گئے اور وہاں گلاب سنگھ سے ملاقات کی۔ انکا ہمراہی بیان کرتا ہے کہ "کمانڈر انچیف ایک نیک اور خلیق شخص" اور "ہیبت ناک مہاراجہ" دونوں پہ بہ نسبت اور کسی زمانہ کے زیادہ تر خلیق اور پسندیدہ خصائل پائے گئے۔ جب سر چارلس اور آگے بڑھے اور وزیر آباد، جہلم، راولپنڈی اور پشاور کو گئے تو اس امر کا خیال کر کے کہ اسی زمین کو اسکندر اعظم نے بھی طے کیا تھا انکو بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ وزیر آباد میں جا کر انکے خیال کے مطابق ہندوستانی سپاہیوں میں بو سے بغاوت پیدا ہونیکا انکو تازہ ثبوت ملا اور پشاور میں جا کر جارج لارنس سے جو وہاں کے افسر تھے انسے بڑی دوستی ہوگئی۔ گو ایک لارنس وہ بھی تھے اور گو "وہ صلاح دینے کی کوشش اکر تے جرم میں جو قابل عفو نہیں تھا مجرم تھے" مگر اسپر بھی سر چارلس نے انکو "ایک بہت معقول شخص" بیان کیا ہے۔

کچھ مختصر فوجی کارروائیاں مشہور درہ کوہاٹ کے آفریدیوں کے انسداد میں اسی زمانہ میں شروع ہوئی تھیں۔ ان وحشی پہاڑیوں نے اقرار کیا تھا کہ ایک رقم معینہ کے عوض ہم اپنے علاقہ کی کچھ زمین سڑک بنانے کو دینگے لیکن جب سفر مینا کے کچھ لوگ اس کام میں جا کر مشغول ہوئے تو انھوں نے اپنی معمولی عادت کے مطابق رات کے وقت جا کر انپر حملہ کیا اور جن خیموں میں وہ بیکسانہ لوگ پڑے سوتے تھے انکی طنابیں کاٹ ڈالیں اور قبل اسکے کہ وہ بیچارے انمیں سے نکلنے پاتے چھریاں مار مار کر انکو ہلاک کر ڈالا۔ سر چارلس ان کارروائیوں میں شریک ہوئے جو فی نفسہ چنداں قابل لحاظ نہیں ہیں مگر صرف اس نزاع لفظی کے اعتبار سے قابل یادگار ہیں جو اوروں کے بیان میں داخل ہوتی ہے پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ کمانڈر انچیف کا بیان ہے کہ اگر میں نہوتا تو دونوں رجمنٹیں جو اس مہم پر بھیجی گئی تھیں تو زدگی کی حماقت سے ہلاک ہو جاتیں اور انکے جواب میں فوجداروں کا یہ بیان ہے کہ کوئی بھاری لڑائی ہونے ہی نہیں پائی اور بالعوض اسکے کہ سر چارلس فوج ہمراہی کی حفاظت کرتے وہ خود گورکا رجمنٹ کی حفاظت میں پشاور کو روانہ کیے گئے۔ بہر حال اس عظیم الشان بڈھے سپاہی کو آگ کے نیچے آنے کا یہ پہلا موقع ملا تھا اور اپنے فوجی دورہ میں گو وہ ایک طوفانی طریقہ کا تھا اول درجہ اسنے ملک کو دو فائدے پہونچائے۔ ایک تو یہ کہ کمانڈر انچیف کے ساتھ کوچ کے وقت بطور معمول جو فضول سامان حشم و خدم ساتھ ہوتا ہے اور جو اکثر اپنے راستہ کے ضلعوں کو ٹڈیوں کے بادل کی طرح چاٹ جاتا ہے وہ کچھ زمانہ کے لیے موقوف رہا اور ثانیاً لارڈ ڈلہوزی کو اس بات پر آمادہ کرنے میں انکو کامیابی حاصل ہوئی کہ کچھ گورکھاؤں کو فوج میں داخل کر کے ہندوستانی سپاہیوں کی سازش کا خطرہ کم کر دیا جاوے۔ صاحب موصوف نے بقول خود "جنگیز کی طرح ہیبت ناک چھوٹے ٹانڈیوں کی تلوار کو زیر و زبر کر دیا" اور اس آزمایش میں باوصف لارڈ ڈلہوزی اور بعد کی لائق قسمت کی ناقابل شیدوں کے آخر میں نہایت کامیابی حاصل ہوئی۔ ہماری سلطنت کے جس حصہ میں گورکھا سپاہی تیغ آزمائی کے لیے طلب کیے گئے وہاں انھوں نے ہماری امانت کے متعلق نہایت عمدہ خدمتیں انجام کیں۔

حصہ ۲۴۴

جب لارڈ ڈلہوسی سیاحت دریا کے لیے گئے اور سر چارلس نیپیر گویا بحیثیت گورنر جنرل انکی قائم مقامی کرنے لگے تو انھون نے فوج کی تنخواہ کی بابت گورنمنٹ کے حکم کو اپنی راے سے معطل کر دیا۔ اختیار کا اس طور پر غصب کر لینا سراسر ظلم تھا جیسے گورنر جنرل نے واپس آکر سخت چشم نمائی کی اور سر چارلس نے اسیوقت اپنا استعفا داخل کیا اور ڈیوک آف ولنگٹن نے جو پہلے انکے ہندوستان جانے کے لیے بہت مصر ہوئے تھے مگر اب بلا تامل یہ کہدیا کہ وہ غلطی پر ہین انکا استعفا قبول کر لیا الغرض وہ نامی گرامی تجربہ کار کامل سپاہی اسطرح پر ہندوستان سے چلا گیا انکا آفتاب جو درحقیقت کئی بڑے بڑے دنون تک چمکتا رہا تھا اب آخر کو عین سمندر مین طوفان کے وقت غروب ہوگیا۔ وہ اپنا غصہ مابعد تحریرون کو شایع کر کے برابر نکالتے رہے تا آنکہ انکی شورانگیز روح نے قبر کے اندر جا کر قرار لیا۔ اس زمانہ مین جان لارنس نے جو چٹھیان لکھی تھین انمین سے بعض بعض کے اقتباسات اس مقام پر درج کیے جاتے ہین۔ انسے ظاہر ہوگا کہ جان لارنس کے ذاتی تعلقات ان دو بڑے مخالفون سے کیا تھے اس زمانہ کے سب سے زیادہ اہم معاملات پر انکی کیا راے تھی ہاتھون سے انکو کسطرح کا تعلق رہا اور انکی علاوہ ازین دونون حالتون مین انکو کیسی کیسی خدمتین انجام کرنا پڑین اور کس خوشی سے ان خدمتون کو انھون نے قبول کر لیا۔ ذیل مین انکا خیال سرحدی فوج کے مسئلہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے یہ خیال انکے بھائی کی راے اور اس راے سے بھی جو آخر کو بحال رہی مختلف ہے —

بنام لارڈ ڈلہوسی

۱۸ دسمبر ۱۸۴۹ع

کمانڈر انچیف ابتک یہین مقیم ہین اور یہ کسیکو نہین معلوم ہے کہ وہ یہان سے کب تک جاوینگے میرے بھائی نے سرحد اور غیر قواعددان سپاہ کے بارے مین جو یاد داشت انکو لکھی تھی اسکا ابتک انھون نے جواب نہین دیا حضور سے ملاقات ہونے کے بعد مین نے اس معاملہ مین بہت کچھ غور کیا اور مین مقر ہون کہ میرے نزدیک کمانڈر انچیف کا خود سرحد پر انتظام رکھنا ہیچ ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ میرے بھائی کا انتظام عمدہ ہے اور اگر بخوبی تمام اسکی تعمیل کیجاے تو اس سے بحال بہبودی متصور ہے لیکن مجکو اندیشہ ہے کہ اگر ہم کو وہ کام کرنا پڑا تو جسقدر کام کی خواہش ظاہر کیجاتی ہے اسکا صرف ایک حصہ انجام ہو سکیگا۔ مجکو فوجی اعزاز کی طمع نہین ہے بلکہ اصل تو یہ ہے کہ مین اس سے کنارہ کشی کرتا ہون۔ ہر ایک سیول اور پولیٹکل افسر جسکو ایسے معاملات مین دست اندازی کرنا پڑیگی وہ گویا اپنی گردن رسی سے بندھوا دیگا۔ عزت اور فائدہ تو فوجی حکام کو حاصل ہوگا اور بدنامی اور نقصان پولیٹکل افسرون پر پڑیگا مین یقین کرتا ہون کہ غیر قواعددان سپاہی بہ نسبت قواعددان سپاہیون کے تمام عارضی لڑائیون کے لیے زیادہ موزون ہین لیکن مجکو دل سے یقین ہے کہ اگر غیر قواعددان سپاہی ہماری ماتحتی مین سرحد کے محافظ رہے تو قواعددان ص ۳۴۳

سپاہیون کے بہترسے افسر جیسا چاہیے اور جیسا خواہ مخواہ ضرور ہوگا ہماری اعانت کے لیے طلب کیے جائینگے مین چاہتا ہون کہ فوجی افسر اپنا اور سیول افسر اپنا کام کرین۔ سرحد ایک خطرہ کا مقام اور اسواسطے عزت کا مقام ہے اور اسکا ہم لوگون کے سپرد ہونا خلاف قاعدہ ہے۔ پنجاب مین ہمارے پاس قواعددان اور غیر قواعددان سب ملاکر چون ہزار فوج ہے اور تین ۳ ہزار سے کچھ ہی کم نئے آدمی بھرتی ہونے والے ہین یہ تعداد میرے نزدیک اپنے ملک کے لیے زائد از ضرورت ہے —

اسکے تین روز کے بعد پھر وہ اسی رنگ مین لکھتے ہین کہ —

کمانڈر انچیف کل روانہ ہونے والے ہین جہانتک مین خیال کرسکتا ہون وہانتک تو مجھکو یہی معلوم ہوتا ہے کہ فوجون کی تقسیم اور نئی چھاونیون کی بابت فیصلہ کرنے کے لیے وہ سابق سے کچھ زیادہ آمادہ نہین ہین۔ مین دیکھتا ہون کہ اگر فوراً کام شروع نہ کردیا جائیگا تو اس سال بہت کم کارروائی ہوسکیگی ۔۔۔ بلکہ کچھ بھی نہوسکیگا۔ اگرچہ پنجاب مین سیول گورنمنٹ ہونیکی وجہ سے وہ چاہتے ہین کہ تمام فوجین وہین جمع ہون تو یہ خواہش کس خیال سے کرتے ہین کہ ساری جمعیت سڑک پشاور ہی پر اور ملک کے پانچ حصون مین سے چار حصے فوج سے بالکل خالی چھوڑ دیے جائین —

میرے نزدیک شاید اب وہ خیال کرنے لگے ہین کہ گلاب سنگھ ویسا خوفناک اور جنگ پر آمادہ نہین ہے جیسا وہ تصور کرتے ہین۔ مین کل لاہور سے سیالکوٹ کو روانہ ہونگا اور مہاراجہ سے ایکبار ملاقات کرکے پلٹ آؤنگا مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ دس دن مجھکو لاہور سے غیر حاضر رہنا پڑیگا۔ یہان ایک خبر یہ مشہور ہوئی ہے کہ ۶۶ ویں ہندوستانی پلٹن نے وزیرآباد مین بلوہ کیا ہے لیکن مجھکو یقین ہے کہ یہ خبر مبالغہ آمیز ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ میرے بھائی کی یہ رائے بہت صحیح ہے کہ ہمکو ویسی فوج کثرت سے جمع نہ کرنا چاہیے۔ بریگیڈ سب ظاہر مین اچھے معلوم ہوتے ہین آٹھ یا دس فوجی حصون کا ایک جگہ رہنا اچھا نہین ہے۔ اس مین خطرہ متصور ہے علی الخصوص ایسی حالت مین جب انکو کوئی کام کرنا نہین ہے —

پھر ۱۲ جنوری ۱۸۵۰ء کو وہ لکھتے ہین کہ

جسطرح سے کمانڈر انچیف فوجون کی تقسیم کررہے ہین اور جیسے کہ انکو چھوڑتے جاتے ہین اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ چاہتے ہین کہ کوئی بلوہ ہو جائے اور وہ لوگ اس بلوہ کے دور کرنے مین ناموری حاصل کرین۔ وہ کہتے ہین کہ سیول گورنمنٹ کے لیے اسقدر فوج کا رہنا ضروری ہے اور اسپر بھی وہ افاغنہ اور گلاب سنگھ کا حوالہ دیکر انکو جمع کررہے ہین۔ سیول کام کے لیے مزید فوجی حصون کے طلب کرنے سے حضور کو تعجب ہوگا۔ لیکن اگر قواعددان سپاہ متفرق رکھی جائیگی تو پھر اس بات کی ضرورت نہوگی اور وہ لیکن اسوقت جب سیول خدمت ان سے
ص ۳۴۹ نہ لیجائے۔ اس صورت چھ ہزار پیدل اور ۲۵۰۰ سوار میرے نزدیک کافی ہونگے۔ حضور کو معلوم ہے کہ سرحد کی حفاظت کے بارے مین میری کیا رائے ہے۔ سیول افسرون کے سرحد کی حفاظت کرنے مین جو بڑے بڑے اعتراضات عائد

ہوتے ہین منجملہ انکے ایک اعتراض یہ عائد ہوتا ہے کہ اس سے انکی جائز خدمات کے انجام کرنے کا وقت اور بھی نہ ملے گا ـ انکو اتنا وقت نہین ہے کہ سپاہی اور سیویلین دونون کا کام کرین ـ اگر انہین عقلمندی اور واقفیت ہو تو بھی وہ اس کام کو انجام نہین کر سکتے ہین اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سول خدمتون کی طرف سے فروگذاشت ہوگی ـ

مندرجہ ذیل فقرہ اس امر کے اعتبار سے بالتخصیص دلچسپ ہے کہ لارڈ ڈلہوزی کی نسبت علی العموم جیسا خیال کیا جاتا ہے اسکے مطابق لارڈ موصوف نے جاگیرداران پنجاب کے بارے مین سختی نہین کی تھی ـ

جاگیرداروں کے متعلق حضور نے حال مین جس انتظام کی ہدایت کی ہے اس سے بڑا اطمینان ہوا اور یہ نتیجہ امید سے بھی بڑھ گیا ـ ایک سکھ سردار نے مجھسے کہا کہ ہم لوگون کو اس سے زیادہ ملا جو رنجیت سنگھ سے ملتا اور اسپر بھی تمام خدمتون سے ہلوگ معاف کر دیے گئے ـ اسنے بیان کیا کہ جب ہری سنگھ جو سکھ سردارون مین سب سے زیادہ بہادر تھا افاغنہ کے خلاف جنگ کرنے مین مارا گیا تو رنجیت سنگھ نے اسکی ازواج کو اسوقت تک قید رکھا جب تک انھون نے متوفی کی دولت کا پتہ نہ بتلا دیا ـ مجھکو اطمینان ہے کہ محصولات کی موقوفی سے بھی لوگ خوش ہونگے علی الخصوص جمہور عوام کو تو اور بھی زیادہ خوشی ہوگی کیونکہ اس تبادلہ سے انکے مقاصد اصلی کو بہت جلد فائدہ پہونچیگا ـ اب ہمکو صرف اس بات کی خواہش باقی رہی کہ ملک مین نہرین جاری ہو جائین ـ اگر حضور کو اس بارے مین کوئی شک ہو تو سرسری طور پر حضور کے ملتان مین تشریف لانے سے وہ رفع ہو جائیگا ـ رابرٹ نپیئر بیان اپنے کام پر ہین افسوس بیچارے کی بی بی حال ہی مین انتقال کر گئی ـ

لفٹننٹ جیمیس کو جنھون نے چار برس تک سندھ مین کام کیا تھا (اور اس مدت کا زیادہ حصہ سول کامون مین صرف ہوا تھا) اور جو اس زمانہ کے بعد جان لارنس کے بہترین ماتحتین پنجاب ہونے والے تھے انھون نے دو طولانی چٹھیان لکھین اور انہین انتظام سندھ کے مفصل حالات کی نسبت استفسار کیا ـ کیونکہ انھون نے چارلس نپیئر کے حملون سے اپنے تئین بچانے کی حالت مین اس بات کو بہتر سمجھا کہ لڑائی غنیم ہی کے ملک مین قائم کیجاسکے مین انمین سے بعض منتخب فقرات نقل کرتا ہون علی الخصوص وہ فقرات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مفصل حالات دریافت کرنے کا انکو کسقدر شوق تھا اور جس شخص کو وہ پنجاب مین بلاتے تھے اسکے حالات پہلے کس ہوشیاری سے وہ دریافت کر لیتے تھے یا وہ فقرات جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاملہ سندھ پر انھون نے کس راستبازی سے نگاہ کی اور انکی خواہش یہی رہی کہ انکے حریف کی حکومت مین جو بات عمدہ ہو اسکی تعریف کرین اور جو بات خراب ہو اسکو چھوڑ دین ـ

مین آپ سے یہ بات دریافت کرنا چاہتا ہون کہ سندھ مین کپتان فلانگ کس طرح کے افسر ہین ـ آیا وہ لائق افسر ہین آیا وہ مالی معاملات کو جیسا چاہیے ویسا سمجھتے ہین ـ آیا وہ بٹائی ٹھیکہ یا گاؤن کی زمینداری سے واقف ہین براہ مہربانی ان سوالون کا جواب دیجیے اور یہ بھی لکھیے کہ آیا وہ دماغ اور جسم قوی رکھتے ہین یعنی یہ کہ وہ آیا محنت شاقہ کر سکتے ہین یا کرینگے ـ ضمیمہ ۳

مین چاہتا ہون کہ آپ گذشتہ و موجودہ انتظام سندھ سے مجھکو آگاہ کرینگے یعنی یہ کہ سر چارلس نیپیر کے عہد مین کیا انتظام تھا اور پرنگل صاحب کے زمانہ مین کیا انتظام ہوا۔ علی الخصوص آپ سر چارلس نیپیر کے انتظام سے زیادہ تر اطلاع دینگے۔ وہ ایک اول درجہ کے سپاہی اور بالعموم بڑی لیاقت کے آدمی ہین لیکن مین نہین سمجھتا کہ وہ سول صیغہ کی فروعی باتون کا کیونکر بندوبست کر سکینگے۔ انکو رعایا کی زبان دستورات یا عادات اور مالی محصولات یا پولیس کے انتظامات سے بالکل واقفیت نہین تھی حالانکہ یہ پچھلی دونون باتین صرف شعور اور سلیقہ پر منحصر ہین۔ مین انکے سکرٹری براؤن صاحب کو خوب جانتا ہون۔ وہ ایک اچھے شخص ہین لیکن سکرٹری کے کام کے لیے تو فی الواقع وہ ناموزون تھے۔ پھر سب سے مقدم بات یہ ہے کہ انکے افسران ضلع کو سول معاملات کی تعلیم حاصل نہین ہوئی۔ مین مقر ہون کہ جسوقت مین ان سب باتون کا خیال کرتا ہون تو مجھکو انتظام سندھ کی ان غلطیون ہی پر جو بیان کیجاتی ہین تعجب نہین ہوتا بلکہ مجھکو تو اس بات کی حیرت ہے کہ کوئی ایسی بات عمل مین آئی ہو جسکو انتظام کہا جا سکتا ہو۔

مین خیال کرتا ہون کہ مین نے سنا تھا کہ مالگزاری اراضی بذریعہ اجناس وصول کیجاتی تھی اور انکی تعداد ہر موضع مین مقرر نہین تھی بلکہ بٹائی ہوجاتی تھی۔ لیکن شاید حال مین سہ سالہ بندوبست کیا گیا ہے۔ آیا یہ امر صحیح ہے اور اگر ایسا ہے تو یہ بٹائی کا قاعدہ کب تک جاری رہا آپ نے اسکو جاری ہی کیون رکھا کیا اسمین کچھ خرابی نہین واقع ہوتی تھی۔ آیا گورنمنٹ اور رعایا دونون کو جاتے تھے یا صرف گورنمنٹ ہی لیتی تھی۔ محصولات کی قسم سے آپ کیا کیا وصول کرتے تھے آیا صرف تجارت داخلہ و خارجہ ہی کا محصول تھا یا راہداری کا بھی محصول لیا جاتا تھا۔ آیا شہرون مین بھی چنگی لیجاتی تھی —

قاعدہ پولیس کچھ اسکا بھی بیان کیجیے۔ جوڈیشل صیغہ مین اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ افسر اور گورنر تھے مگر ملازم اختیار کسکو تھا آیا ڈسٹرکٹ افسر کو یا اسسٹنٹ کو یعنی یہ کہ آیا اسسٹنٹ لوگ تمام فروعات اور ڈسٹرکٹ افسر ایک قسم کے جج کے طور پر کام کرتا اور اپیلون کو سنتا تھا جیسا کہ مدراس مین میرے نزدیک قاعدہ ہے یا آنکہ ہمارے بنگال کی طرح افسر ضلع کو عاملانہ کامون کی جوابدہی تھی اور اسسٹنٹ لوگ صرف اسکی مددگار رہتے تھے اس صورت مین اپیلین کون سنتا تھا۔ اگر گورنر سنتے تھے تو پھر اپیل کا انگریزی ترجمہ ضرور داخل ہوتا ہوگا۔ اسکا وقت انکو کہان سے ملتا تھا آیا گورنر کبھی خود بھی کچہری کرتے تھے اور اگر کرتے تھے تو کس قسم کے مقدمات انکے بیان تجویز پاتے تھے۔ جو مقدمات ہمارے یہان ایسا کمشنرون کو سپرد ہوتے ہین وہ کیونکر تجویز کیے جاتے تھے۔

صیغہ مال کے متعلق آپ سندھ کی اصل آمدنی کیا خیال کرتے ہین۔ سول صیغہ کے اخراجات مع خرچہ سپاہ و پولیس کیا تھے مین آپ سے ٹھیک اصل تعداد نہین پوچھتا ہون آپ صرف اندازاً لکھ دیجیے وہی کفایت کریگی۔ مثلاً یہ کہ اگر آمدنی چالیس لاکھ تھی تو خرچ اسکا آدھا تھا یا چوتھائی تھا۔ جسوقت فرصت ہو مہربانی کرکے اول وقت آدھ گھنٹہ صرف کرکے اس چٹھی کا جواب لکھ بھیجیے گا۔

حاں ۵۳ پس رچمینڈ صاحب کے لیے یہ ایک بڑے طولانی "آدھ گھنٹہ" کا کام دیا گیا تھا لیکن انکا جواب دس دن کے اندر یعنی واپسی ڈاک کے وقت تک پہونچ گیا اور جان لارنس اور بہت سے سوالات اور اشارات کا دریا بہا سکے۔ انھین چند باتین اقتباس کرکے مین ذیل مین درج کرتا ہون —

مین نے تین کلکٹرون اور اُنکے مباحثون کا تھوڑا بہت حال سُنا۔ سر چارلس ایسے شخص کے لیے صلاح دینے کو یہ کیا ہی عمدہ قاعدہ ہے۔ یہ کیا اچھا انصاف ہے کہ ایک شخص کی پشت بیدون سے لال کردی گئی پانچ سو روپیہ تک جرمانہ ہوا اور اُسکے مقدمہ کی نہ کوئی مثل تیار ہوئی نہ حق اپیل دیا گیا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کے بعض لوگون نے اس سے بھی زیادہ نقصان پہونچایا ہوگا۔ جالندھر مین میرے ماتحت ایک مسٹر ـــــ تھے جو سندھ مین بھی رہ چکے تھے اور اُنکے ہاتھون سے مین نے بعض بعض اسیطرح کی سنگدلی کے مقدمات دیکھے جنکا مین نے فوراً تدارک کیا۔ . . . مین سمجھتا ہون کہ اگر سندھ پر ایک انصافانہ طور سے اور خیال کو وسعت دیکر کوئی مضمون لکھا جاے اور اُسمین تمام کیفیتین مفصلاً و مشروحاً قلمبند کی جائین اور تمام عیب و صواب کی باتین راست راست بلا کم و کاست ظاہر کیجائین تو خاص کرکے ایسے وقت مین لوگ اُسکو بڑے مذاق اور خوشی سے پڑھین۔

جان لارنس نے سر چارلس نیپیر کے حملہ کا حسب ضابطہ جو جواب لکھا تھا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آخر مارچ کے قریب قریب ختم ہوا۔ ۱۴ مارچ کو لارڈ ڈلہوسی کے نام اُنھون نے جو چھٹی لکھی تھی اُسمین اسطور پر اُسکا ذکر کیا ہے ہم نے سر چارلس نیپیر کی تحریر کا جو جواب لکھا ہے امید ہے کہ حضور اُسکو پسند کرینگے۔ ممکن تھا کہ ہم اور بہت کچھ تحریر کرتے لیکن ہماری خواہش ہوئی کہ جہانتک ممکن ہو اپنے طرز بیان کو دوستانہ رکھین۔ ملکی معاملات خواہ جنگ مین ہمیشہ نقصان اُسی کا ہوتا ہے جو مدافعت کے لیے لڑتا ہے حملہ آور کو بہت سے فوائد رہتے ہین اول تو یہ کہ اُسکا نام بہت بھاری ہوتا ہے۔ مین یقین کرتا ہون کہ میرے حملہ آور نے سندھ مین نہایت حیرت انگیز کام کیا اسیطرح کی دقتون مین اور کوئی شخص جو کچھ کرتا اگر اُس سے بہتر نہین تو اُسکے برابر ضرور کیا گیا ہے۔ لیکن یہ خیال میرے نزدیک بالکل محال معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص رعایا کے اوضاع و اطوار عادات اور زبان سے بالکل ناواقف ہو اور اُسکے ماتحت لوگ محض ناتربیت یافتہ ہون وہ ایک ملک پر دراصل اسیطرح سے حکومت کرسکیگا جسطرح سے سر چارلس نیپیر خیال کرتے ہین کہ مین نے سندھ کی حکومت کی ہے۔ اُنکو ایک بات کا ہمیشہ بہت بڑا فائدہ حاصل رہا کہ وہ اپنا قصہ آپ ہی اپنے طور پر بیان کیا کرتے ہین۔ ممکن ہے کہ ایک شخص بہت سی غلطیان کرے اور اُسپر بھی امیر سندھ سے بہتر فرمانروا ہو۔

آفریدیون کی شورہ پشتی کے مطابق جو کچھ اُنھون نے لکھا تھا اُن سے بہت اچھی طرح پر ظاہر ہوتا ہے کہ ان وحشی جرگون سے برتاؤ کرنے مین کیا کیا دقتین پڑتی تھین۔ یہ دقتین صرف اُنکے اور اُنکے جانشینون کے عاقلانہ انتظام سے بتدریج کم ہوتی گئین اور یہ تو اب تک نہین کہا جاسکتا کہ اُنکا قرار واقعی تدارک ہوگیا مندرجہ بالا باتون سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سرحدی جرگون کے مقابلہ مین جہان جہان ضرور تھا فوج کشی کی صلاح دینے مین بھی وہ غافل نہین رہے۔

کوہاٹ کی موجودہ حالت قابل اطمینان ہونے سے بہت بعید ہے مجھے بڑا اندیشہ ہے کہ ہمارے امکان مین جو کچھ صل ۳۵

باتین ہین اُنمین سے کوئی بات آفریدیون کو راہ راست پر نہین لاسکتی ہے - اگر کوئی دوسری مہم غور و فکر کرنے کے بعد کافی سپاہ کے ساتھ روانہ کیجاتے تو اُس سے البتہ اسطرح کی کسی بات کا ظہور مین آنا ممکن ہے - صاحب کمانڈر انچیف جنھون نے پہلے ہی پہل پشاور مین آتے ہی کہا تھا کہ اگر میرے ہاتھ پاؤن جکڑے ہوئے نہوتے تو مین ایک ہفتہ کے اندر کابل کی راہ مین ہوتا اب یہ خواہش ظاہر کرتے ہین کہ صلح کے عہدنامے عمل مین آئین اور وظیفے مقرر کردیے جائین - اگر اس طریقہ مین بھی امن و امان اور حفاظت غالباً مقصود ہو تو اُسکی آزمایش کرنے مین کچھ مضائقہ نہین لیکن حضور اس بات کو خوب یقین کرلین کہ اس طور پر نہ تو سندھیون اور نہ افاغنہ کا تدارک ہوسکتا ہے - جب تک ایک مرتبہ اُنکی معقول تنبیہ نہو جائیگی اُسوقت تک وہ ہمارا لوہا نہ مانینگے اگر اس تنبیہ کے بعد ہر ہر فرقہ کے سرغنہ کو امتیاز کے ساتھ کچھ زر نقد دیا جائیگا تو اُس سے فائدہ ہوگا - لیکن اس زربخشی کے قاعدہ مین بھی بڑی بڑی قباحتین ہین - کسی ذی اختیار شخص کو زر نقد کے دینے ہی مین رعب کا کم ہونا متصور ہے - اس بات کا دریافت کرنا بہت مشکل ہے کہ روپیہ کسکو دیا جائے اور کسکو نہ دیا جائے کیونکہ اُن لوگون مین رعب و اختیار برابر بدلتا ہی رہتا ہے - جسقدر ہم اُنکو دیتے جائینگے اُسیقدر اُنکی خواہش بڑھتی جائیگی - لارڈ ڈالہوزی نے ہرات کابل اور خیبر مین اسیطرح سے لکھو کھا روپیہ صرف کرڈالا مگر اُس سے بہت کم بلکہ کچھ بھی فائدہ نہوا - جس حالت مین کمانڈر انچیف صلح کی صلاح دے رہے ہین تو ایک پولیٹیکل افسر کے لیے فوج کشی کی صلاح دینا بہت مشکل ہے - آفریدی لوگ اسوقت بھی ہم سے برہم ہین اگر اُنکی تنبیہ کی جائیگی تو اُس سے کچھ زیادہ برہم نہونگے مگر یہ البتہ ہوگا کہ وہ ہم سے ڈرنے لگینگے ہماری طرف سے جسطرح اسوقت بیخوف ہین ویسے بیخوف نرہینگے - سر کالن کیمبل کی ایک چٹھی میرے پاس آئی تھی اُسکو مین اپنی اس چٹھی کے ساتھ منسلک کرتا ہون اس چٹھی سے ظاہر ہوگا کہ آفریدیون کے بارہ مین اُنکے خیالات کیا ہین اور جدید غیر قواعددان سپاہ اور ہمارے دیسی پیادون کے مابین ما بہ الامتیاز کیا ہے - مجھکو تو بذات خاص اول قسم کی سپاہ کی افضلیت پر علی الخصوص کوہستان کے تمام کامون کے لیے کامل اطمینان ہے - ہمارے اودھ کے لوگ اس ملک کے لوگون کے برابر نہین ہین اگر ایک ایک آدمی کا مقابلہ کیا جائے چنانچہ اس بات سے ہر دو فریق واقف ہین

جب کمانڈر انچیف نے تھوڑے زمانہ کے لیے جان لارنس کو تنگ کرنا موقوف کیا اور اُنکو فرصت ملی تو چھبیسوین اپریل کو اُنھون نے ممالک مغربی و شمالی کے نامی گرامی لفٹنٹ گورنر ٹامسن صاحب کو ایک ایسے امر کے متعلق جو خاص اُنھین کے مذاق کا تھا ایک چٹھی لکھی یعنی اُنمین دریافت کیا کہ کل ملک پنجاب کی مالی پیمایش اور بندوبست کا بہترین طریقہ کیا ہے - اس زمانہ مین اس معاملہ کی تجویز ہورہی تھی - معاملہ مذکور نہایت دلچسپ اور ضروری ہے کیونکہ ایک ایسے ملک کے لیے جو پہلے پہل شامل سلطنت کیا گیا ہو بندوبست ہر شئے کی بنیاد ہے اس لیے مین اُنکی چٹھی کا صرف آخری فقرہ منقول کرتا ہون - اُسمین جس امر کی استدعا کی گئی تھی اُسکو اشخاص متعلقہ کی آیندہ حالتون سے بہت کم لگاؤ تھا جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا -

صفحہ ۳۵۱ براہ مہربانی مجھکو اس بات سے آگاہ کیجیے کہ اُن باتون کے بارہ مین آپکی راے کیا ہے اپنی راے ظاہر کرنے مین آپ کامل طور سے

بیان کر دی حالانکہ یہ مجھکو معلوم ہے کہ ان باتون کا تجربہ بمقابلہ آپ کے مجھکو بہت کم ہے۔ لیکن آپ کو بھی انسے آگاہ کر دینے مین کوئی مضائقہ نہین ہے۔ ایک بات یہ بھی مین دریافت کرنا چاہتا ہون کہ اگر دو برس کے لیے لارڈ ڈلہوزی کی ماتحتی مین ٹمپل صاحب کو مین آپ سے مانگون تو آپ کو کچھ عذر نہوگا مجھے معلوم ہے کہ آپ ٹمپل کو بہت عزیز رکھتے ہین۔ اگر آپ انکو میرے یہان آنے دینگے تو یاد رہے بھی کشادہ دلی کا کام ہے۔ ہم کو عمدہ آدمیون کی بڑی خواہش ہے۔ ہمارے انتظام کی ساری کامیابی انہین کے ملنے نہ ملنے پر موقوف ہے

اس زمانہ مین جان لارنس کو لارڈ ڈلہوزی نے شملہ مین طلب کیا اور یکم مئی سنہ ۱۸۵۵ء کو انھون نے لارڈ ڈلہوزی کی چٹھی کا جو جواب لکھا اس سے کچھ ان دقتون کا حال ظاہر ہوتا ہے جنسے اسوقت تک بھی وہ لاہور مین مقابلہ کر رہے تھے۔

مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ شملہ مین آکر حضور کی قدمبوسی حاصل کرون اور مجھکو یقین کامل ہے کہ اگر کچھ دنون تک مین وہان ٹھہر سکا تو اس سے مجھکو بڑا فائدہ ہوگا لیکن یہان کام کی بہت کثرت ہے اور مجھکو اپنی راے کے مطابق انکے تعمیل ہونے کی امید بہت کم ہے اسلیے مین مناسب سمجھتا ہون کہ کچھ دنون کے لیے یہان ٹھہر جاؤن حتی الامکان مین جلدی کرونگا۔ جب سے کام کی تقسیم ہوگئی اسوقت سے ہم سب لوگون نے خاطر خواہ کام کیا لیکن بہت سے معاملات ایسے ہین جنمین ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ مین اپنی راے کے مطابق کام کرون اور اس صورت مین میری عدم موجودگی کے وقت میری راے کے مطابق کام کرنے کا ہرگز کسیکو خیال نہوگا مین اپنے محکمہ کے کام کا اپنے ایام غیر حاضری کی بابت بند و بست کرکے آؤنگا اور جو کام میری عدم موجودگی مین انجام کے قابل نہین ہے انکو اپنے وقت واپسی تک کے لیے چھوڑ دونگا۔ میرا قصد ہے کہ یہان سے چہارشنبہ کی صبح کو کوچ کرون اور مجھے امید ہے کہ ہفتہ تک مین شملہ پہونچ جاؤن۔ مجھے یقین ہے کہ اس تاخیر کی بابت حضور کوئی اعتراض نہ فرماینگے

... کل کی ڈاک مین مجھکو اس بات کے دریافت ہونے سے بڑی خوشی ہوئی کہ سر رابرٹ نیپیر نے لارڈ گف کے عظیم الشان جلسہ دعوت مین حکام سول سروس کی ایسی تعریف کی۔ اس بات کے دیکھنے سے خوشی ہوتی ہے کہ انگلستان مین اگر کسی کی کچھ لیاقت دیکھی جاتی ہے تو لال کوٹ پہننے والے آدمی کے سوا دیکھی جاتی ہے۔

جان لارنس آخر کار شملہ کو گئے وہان صرف دو ہفتہ تک قیام کیا اور اس زمانہ مین بہت کچھ کام انجام دیا جان لارنس کو شملہ جانے سے تندرستی کے حق مین بہت فائدہ پہونچا اور طول طویل اور سخت موسم گرما مین چند روزہ سفر بمنزلہ تبادلہ کے ہوگیا۔ ایک افسر کے بارے مین جو سرحد پر ایک پولیٹیکل خدمت پانے کا خواہشمند تھا اور یہ بھی چاہتا تھا کہ اگر وہ خدمت نہ ملے تو جسطرح سندھ مین انکو ایک مجسٹریٹی کا عہدہ ملا تھا اسیطرح کا کوئی کام پائے ۳۔ جولائی کو لارڈ ڈلہوزی سے انھون نے یہ باتین بیان کین۔

[illegible]

وہ ایک معقول سپاہی ہے لیکن مجھکو بیان کرنا چاہیے کہ سول کام کے لیے وہ کسیطرح موزون نہین اور نہ اس عہدہ کا جسکی وہ خواہش رکھتا ہے اس سے کام ہو سکیگا۔ کوئی شخص دو مالکون کی خدمت نہین کر سکتا علاوہ برین ایسے انتظامات مین ۱۰

ص ۳۵۴ ہمیشہ یہ بھی خرابی متصور رہتی ہے کہ اس سے کسی سپاہی کو اگر وہ چاہے تو ہنگامہ پیدا کرنے کی بڑی آسانی رہتی ہے۔ لیکن حکومت دیرحکومت بھی ایک خراب بات ہے اور اس سے بالیقین افسر ضلع اور اسیطرح کے دو اور منتظمون کے مابین مخالفت پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ہمارے افسر لوگ جب کسی بوڑھے افسر کے بارے مین کچھ اور کہنے کی جگہ نہین پاتے ہین تو اسوقت کبھی کبھی اسکی نوعمری کا جال پھیلاتے ہین نوعمری فی نفسہ کوئی عیب نہین ہے جو افسر عامل کی مانع ہو ہندوستان ایسے ملک مین جہان کاہلی اور سستی عام عیوب ہین اگر کوئی نوعمر شخص اپنے کام سے واقف ہو تو اس سے اور بھی فائدہ متصور ہے۔ ہم روزمرہ دیکھا کرتے ہین کہ اکثر زیادہ سن والے آدمی تجربہ کار نہین ہوتے جس حالت مین دونون ناتجربہ کار ہون تو مین نوعمر آدمی کو زیادہ سن والے آدمی پر ترجیح دیتا ہون کیونکہ شخص اول مین سیکھنے کی صلاحیت زیادہ پائی جاتی ہے اور شخص ثانی زیادہ تر اپنے پرانے خیالات مین محو رہتا ہے۔

۴۲۔ جولائی کی ایک چٹھی مین ایک فقرہ ایسا درج ہے جس سے کچھ کچھ دریافت ہوتا ہے کہ اوائل ایام مین اعلیٰ و ادنیٰ ہر ایک افسر پنجاب پر کام کا کسقدر بار تھا۔ برادران لارنس گویا طالبعلمون کے طور پر ایک ایسے اسکول مین گئے تھے جہان کبھی کوئی تعطیل نہین ملتی تھی اور افسران پنجاب کو ظاہرا ایک تعطیل بھی جہانتک اُنکے معلمون کا قابو چل سکتا تھا نہین ملتی تھی یا بہرحال اُسوقت تک تو ہرگز نہین ملتی تھی جبتک وہ جی توڑکر کام نہین کر لیتے تھے محنت شاقہ کی خواہش گو کیسی ہی کیون نہو لیکن ماہ بماہ جیسا جیسا اُنکے کامون کا میدان زیادہ وسعت کے ساتھ اُنکے سامنے کھلتا جاتا تھا اُسیقدر اُنکی خواہش دور ہوتی جاتی تھی مصلحت اسی مین تھی کہ لکھو کہا بیرونی فام باشندگان پنجاب کے لیے چند گورے آدمی مبتلاے مصیبت ہون اور بشرط ضرورت اپنے تئین ہلاک بھی کرین اسی اصول پر جان لارنس کام کرتے تھے اور جو شخص اُنکی ماتحتی مین آتا تھا اُس سے بھی بشرطیکہ وہ شخص اُنسے نباہنا چاہتا اسیطرح کے کام کرنے کی توقع رکھتا۔ لارڈ ڈلہوسی نے صاف صاف تو نہین مگر اشارتًا جان لارنس سے لارڈ ڈلہوزیہ کے بارے مین جو لارڈ ڈلہوسی کے ایک عزیز قریب اور پنجاب کی ماتحتی مین ایک عہدہ پر ملازم تھے تھوڑی رخصت کے لیے کچھ سعی کی اُسکے جواب مین جان لارنس نے لکھا کہ۔

اگر لارڈ ڈلہوزیہ ہم لوگون کے اختیار پر چھوڑ دیے جائینگے تو ہم ایک امر لازمی سمجھکر کبھی اُنکو رخصت نہ دینگے۔ ہم لوگون نے بالاتفاق تجویز کیا ہے کہ جبتک لوگ بیمار نہون اُسوقت تک ہرگز رخصت کے بارے مین سعی نہ کرین۔ ہم لوگون کو ابتک بہت کچھ کام کرنا باقی ہے اور ابھی دو برس تک یہی کیفیت رہیگی۔ ایک ایک روز جو گذرتا ہے وہ ہم لوگون کے نزدیک نہایت بیش قیمت ہے اور عمدہ افسر کی نسبت جو رفاہ خلائق کا کام کرے یہ نہین خیال ہوسکتا کہ اُسپر بڑی محنت پڑی یا اُنکو ادسنہ بہت دنون تک کام کیا ہمارے یہان بہت سے آدمی بیماری کے سارٹیفکٹ پر رخصت گئے ہین اور قریب قریب ہر ہفتہ میں اسطرح کی درخواستین آتی ہی رہتی ہین اور مجھے اندیشہ ہے کہ اکتوبر تک یہی حال رہیگا اگر بارش نے جسکی طرف سے مجھکو اندیشہ ہے

دھوکا دیا تو ہم لوگ بالکل بیدست و پا ہو جائینگے - کام اُسوقت تک کبھی انجام نہو سکیگا جبتک پنجاب کے تمام عامل افسر جی توڑ کر محنت نہ کرینگے —

پس ایسی حالت مین یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی کہ افسران پنجاب قوت سے زیادہ کام پڑ جانے کی وجہ سے اُنکو چھوڑ چھوڑ کر چلے جانے کے لیے مشہور ہو گئے اور اپنے اعلی افسرون کی مرضی کے خلاف اپنی خستہ اور پژمردہ طبیعتون کو بہلانے کے لیے اُنکو بغرض تبدیل آب و ہوا مری یا چمپا یا شملہ کے پہاڑ پر جانا پڑا —

عارضی تبدیل آب و ہوا اور نقل مقام کو جان لارنس نے صرف اُسی حالت مین اپنے لیے جائز رکھا جب اُس زمانہ کے واسطے بھی کسی نہ کسی طرح کا کام مقرر کر لیا کہ اُسکو دورہ مین انجام کرتے جائینگے اور وہ ہمیشہ اس بات کے واسطے مستعد ہے کہ اگر دورہ کرنے کے کام پر اُنکے بھائی جنکو وہ کام بہت اچھا معلوم ہوتا تھا جائین تو مین اپنی سیر ہی پر بیٹھا کام کرتا رہون - مثلاً یہ بندوبست عرصہ سے ہوا تھا کہ جب لارڈ ڈلہوزی شمالی مغربی پنجاب کے دورہ کو نکلین تو جان لارنس اُنکے ساتھ جائین - اور وہ بہت خوشی سے اُسوقت کا انتظار کر رہے تھے لیکن ۱۵ ستمبر کی لکھی ہوئی چٹھی کے ایک فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُنکو اپنے بھائی کے خلاف یا اُن پر ترجیح حاصل کرنے کی ہرگز کسی امر کی خواہش نہین تھی - وہ فقرہ یہ ہے —

مجھکو اس بات کا نہایت ہی شوق ہے کہ سرحد کی سیر کرون - لیکن میرے بھائی کو بھی علی الخصوص ایسی حالت مین جب آفریدیون کے خلاف ہمکو کوئی کارروائی کرنا ہو وہان جانے کی خواہش ہے - اور عوام کی راے مین اُنکی خدمتین میری خدمتون کی نسبت زیادہ مفید اور کارگر ہونگی - اسلیے مین نے حضور کے ساتھ سرحد پر جانے کی جو استدعا کی تھی اُسکو خوشی سے واپس لیتا ہون - مجھے اس بات کے بیان کرنے مین سخت افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے افسر روز بروز علیل ہوتے جاتے ہین - منٹگمری اور ہنری لیوینز اور کاٹ دونون بیمار ہین اور عجب نہین اگر انگلستان چلے جائین - ہمارے سول افسرون مین جان نکلسن اور گسٹ جو ترین افسر ہمارے ہاتھ سے جاتے ہین اور اُنکی جگہ مقرر کرنے کے لیے اُنکی لیاقت کے برابر کوئی آدمی نہین ہے - جب مین آیندہ حالات پر خیال کرتا ہون تو مجھے ایک طرح کی مایوسی پیدا ہوتی ہے —

سرحدی فوج کے زیادہ بحث طلب مسئلہ کے متعلق جو آخر کو اب حل ہونے کے قریب پہونچتا جاتا تھا اور جسطرح سے جان لارنس چاہتے تھے اُسطرح اُسکا فیصلہ نہین ہوتا معلوم ہوتا تھا مین ایک دوسری چٹھی نقل کرتا ہوں کیونکہ گو اُسمین زیادہ تر پرانی دلیلین درج ہین لیکن عام راے ہندوستان کا بھی تذکرہ ہے اور وہ راے جیسی اُسزمانہ مین صحیح سمجھی جاتی تھی ویسی آجتک سمجھی جاتی ہے چٹھی مذکور کے نقل کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اُسمین جان لارنس اور اُنکی سرکار کے بورڈ کے مفصل حالات چند الفاظ مین نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیے گئے ہین —

اصل امر تجویز طلب یہ ہے کہ پنجاب مین جو دس فوجی حصے رہتے ہین وہ کمانڈر انچیف کے سپرد کر دیے جائین

یا دریاے سندھ کے داہنے ساحل پر پشاور کے جنوب مین ملک کی حفاظت کے لیے بورڈ کے اختیار مین چھوڑ دیے جائین - اس صفحہ ۲۴
بات سے تو مین صاف صاف اعتراف کرتا ہون کہ اگر یہ فوجی حصے ہمارے اختیار مین سے نکلے جائینگے اور سرحد کی حفاظت ہمارے
ذمہ مقرر کیجائیگی تو اسمین بڑے بڑے فوائد متصور ہین لیکن مین اس بات کی صلاح دینے سے ہمیشہ پہلوتہی کرتا رہا کہ اسمین بڑی بڑی
مشکلات لاحق ہونگی - اسمین شک نہین کہ اگر کوئی اچھا برگیڈیر ہو یعنی ایسا جسپر ہم بھروسہ کرسکین اور جو ہمارے خیالات کے مطابق
عمل کرنے پر تیار رہے تو یہ دقتین بہت کم ہو جائین - اسپر بھی مجھکو وہ بہت بھاری معلوم ہوتی ہین بعض وقتین تو ایسی ہین جنکا
بابت خاص مجھکو تجربہ ہوا ہے اور جو شخص فوجی آدمیون کے ساتھ رہچکا ہے اور اُن لوگون مین شامل رہا ہے وہ ضرور اُن قوتون
سے اعتراف کریگا - ہندوستان مین عام راے بالکل فوجی خیالات کے مطابق ہے اسواسطے فوجی رایون اور فوجی خیالون اور
فوجی مقاصد کو سب پر غلبہ ہے - اگر معاملات مین عمدگی ثابت ہوئی تو ستایش فوجی حکام کو ملیگی اور اگر کچھ خرابی ہوئی تو اُسکا الزام
انھین افسرون پر عائد کیا جائیگا - کمانڈر انچیف کی رائین بالضرور اُنکی وردی کے مطابق ہین آئین شاید بہت کچھ مبالغہ ہے لیکن
پھر بھی کمانڈر انچیف کی رائین ہین - اس بات پر کامل اطمینان نہین ہوسکتا کہ میدان کارزار کا افسر کمان کبھی کسی مشکل کے وقت مین
بعض نا قابل نہ ثابت ہوگا گمان تو ہر امر کے اعتبار سے یہی ہے کہ بعض اوقات اُسکی یہ حالت بھی ہوگی لیکن اُسکی نالائقی کے نتیجے
سول انتظام پر عائد کیے جائینگے - یہ ایک لازمی بات ہے - اگر مین سپاہی ہوتا تو غالبًا مین بھی اس فریاد مین شریک ہوتا - ہندوستان
نے شروع ایام ہنگامہ سے زیادہ لائق اور بہتر اشخاص بہت کم بہم پہونچائے ہونگے - اگر اُنکی صلاح پر عمل کیا جاتا تو فساد کابل کا نتیجہ
ہوا ہے وہ کبھی نہوتا بلکہ کچھ اور ہی ظہور مین آتا لیکن لوگ آجتک اُنکو بدنام کیے جاتے ہین اور جو جو خرابیان واقع ہوئی ہین اُن
سب کے باعث وہی خیال کیے جاتے ہین - فوجی حکام کے سول افسرون کو عاجز کرنے کے ہزارہا طریقے ہین جنکا کوئی علاج
نہین ہے اور اُنکا شاکی ہونا دانشمندی کے خلاف ہے - مین کہتا ہون کہ یہ کوئی رنجش کی بات نہین ہے کیونکہ فی الجملہ مین نے
بہت توجہ کے ساتھ اس بارے مین برتاؤ کیا ہے - لیکن یہ مجھکو اکثر دریافت ہوا کہ میری عزت اور ناموری ایک چڑچڑے بوڑھے
آدمی کے ہاتھ مین ہے - سرحد ایک خطرہ کی جگہ اور اسواسطے ایک اعزاز کا مقام ہے اور فوجی حکام بہ حیثیت مجموعی اس بات
کبھی گوارا نہ کرینگے کہ وہ ہمارے سپرد کیجائے - جب تک سب طرح کی امن و امان رہیگی وہ لوگ رضامند رہینگے مگر جہان ذرا گڑبڑ
ہوئی اور وہ بددماغ ہوگئے - قطع نظر اُن امور کے بورڈ کی جمعیت اس قسم کے اختیار کی سپردگی کے خلاف ہے - ہم نے سُنا ہے
کہ مشیرون کی کثرت مین حفاظت متصور ہے لیکن اس بات پر بھی یقین کرنا چاہیے کہ اس صورت مین زیادہ کارگزاری نہین ہوسکتی
ہر شخص اپنی اپنی راے کے مطابق خیال کریگا اور اس اختلاف کے ہوتے ہوئے کارروائی کرنے کا وقت گذر جائیگا - مجھکو
اندیشہ ہے کہ تیزی اور زور جو فوجی انتظامات کے جزو اعظم ہین اُنکا اکثر فقدان رہیگا اس لیے اگر حضور سرحد کی حفاظت بورڈ کے
صفحہ ۲۵ حوالہ کرنا مناسب سمجھین تو میری التجا یہ ہے کہ اُسکے صرف ایک ممبر کو یہ اختیارات سپرد ہون - ایسا ایک مسئلہ بھی نہین ہے
جسپر ممبران بورڈ تمام تر متفق الراے ہون اگر وہ اصول مین اتفاق کرتے ہین تو عمل درآمد مین اختلاف رہتا ہے میرے بھائی کا

میرے مزاج کے بہت مشابہ ہے لیکن ہم دونون نے جداگانہ مکتبون مین تعلیم پائی ہے چونکہ میرے بھائی مجھسے زیادہ پُرزور اور اعلی درجہ کی عقل رکھتے ہین اس سبب سے وہ اپنی عادت اور کچھ علالت کے سبب سے بھی سلسلہ وار کوشش نہین کر سکتے مینشیل صاحب ایک صاحب فکر اور حکیمانہ مزاج کے آدمی ہین لیکن کارروائی کرنے سے وہ ہاتھ پاؤن سمیٹے ہین مین متغیر المزاج اور بیصبر آدمی ہون اور کوئی شے جو ادھوری رہجاتی ہے اسکو سمجھتا ہون کہ اب نہوگی اور توقف مین مجھکو غصہ معلوم ہوتا ہے جسوقت ہمارے بورڈ کے ارکان کی کیفیت یہ ہے تو میری راے بالکل اسکے خلاف ہے کہ سرحد کا انتظام ہم لوگون کے سپرد ہو کیونکہ اسکے لیے ضرور ہے کہ زور اور تیز دستی کی کارروائی زیادہ سلسلہ اور قاعدہ کے ساتھ عمل مین لائی جاے -

مین سمجھتا ہون کہ حضور میری ان باتون کو سستی پر محمول نہ کرینگے مین سرکار دولتمدار اور حضور عالی کی سچی خدمت بغیر اسکے ہرگز انجام نہین کر سکتا کہ اپنے خیالات کشادہ پیشانی ظاہر کرون - اگر سرحد کا انتظام ہم لوگون کے سپرد ہوا ہے تو میری راے ہے کہ میرے بھائی کے سپرد کیا جاے - مجھکو امید ہے کہ وہ اس خدمت کو پسند کرینگے اور انکے بارے مین میری جو کچھ راے ہے اسکے ذریعہ سے قیاس کرکے مجھکو کہنا چاہیے کہ وہ اپنے شریکون کے ساتھ ساری ذمہ داری اُٹھالینا بہتر سمجھینگے

اسی سال (۱۸۵۰ء) ہنری لارنس ایک طویل دورہ پر روانہ کشمیر ہوے - اس سفر مین انکی بی بی اور انکی بیٹی ہنوریا (جواب مسٹرس ہنری ہارٹ ہین) کچھ دور تک انکے ساتھ گئین - ان صاحبزادی کا سن اُس زمانہ مین صرف ڈیڑھ مہینے کا تھا - ڈاکٹر ہیتھ جو انکے پرائیوٹ سکرٹری رہے تھے اور اس زمانہ مین سول اسٹیشن لاہور کے سرجن تھے اور ہاڈسن صاحب جو بعد کو رسالہ ہاڈسن کے افسر مقرر ہوے یہ لوگ بھی اُس گروہ کے ہمراہ تھے - اس سفر مین ایسی ایسی عجیب دلچسپیون کی کیفیتین پائی گئین جو بجنسہ ہنری لارنس کے حسب حال تھین - سواد کشمیر کی بے نظیر خوبیان اب تمام عالم مین مشہور ہوگئی ہین - لیکن اُس زمانہ تک ایک انگریز کا بھی وہانتک قدم نہین پہونچا تھا - یہ ایک ایسی ہندوستانی ریاست تھی جو سرکاری عملداری مین شامل ہوتے ہوتے رہ گئی تھی - اور اگر کل نہین تو اول درجہ اُسکا ایک حصہ ہنری لارنس کی ہمدردانہ کوششون سے ضرور بچگیا تھا - اُس ریاست کی مسند پر گلاب سنگھ متمکن تھا جسکی بدعنوانیون کی بابت ہنری لارنس کو اسکے سرپرست کے طور پر کبھی تو ایک عجیب ظالمانہ مقدمہ کے باعث سے الزام لگانا اور کبھی بری کرنا اور حامی بننا پڑتا تھا - اس دورہ مین اُدھر طرف اسکردو اور لداخ تک اُنکا اور آگے بڑھنا ہوا اور یہ سیاح لوگ ایک نامعلوم ملک مین جسقدر آگے بڑھتے جاتے تھے اُسیقدر بے انتہا دلچسپی کے اسباب بکثرت بہم پہونچتے جاتے تھے ہنری لارنس نے اپنے بھائی جارج کو فخر کے ساتھ جو کچھ لکھا اسکے مطابق "۔۔۔ ۱۴۰۰۰ فیٹ کی پانچ کوتل کی بلندی پر انکا گذر ہوا" اُنہون نے دور دراز مقامات کے دیسی تاجرون کی جو یارقند مین تجارت کرتے تھے دعوت کی ان لوگون کی تعداد جو دعوت مین شریک کیے گئے تھے ۴۰۰ کے قریب قریب تھی (گو ہنری لارنس بڑے مہمان نواز تھے لیکن اس بے تکلفی خوبی سے بے انتہا مصارف اور بیحد دشواری کے ساتھ اُنہون نے کبھی کبھی دعوت نہ دی ہوگی) اور

فصل ۵۴

مقام اِنکَرڈُوْ کے تاجرون اور سپاہیون کی ایک متفرق جماعت کو اس سے بھی زیادہ بھاری دعوت دینے کی فکر مین تھے —

اس سفر کی ہر منزل پر ہاڈسن صاحب کی اولوالعزمی جرات اور ناعاقبت اندیشی کا ثبوت ملتا جاتا تھا — ایک مرتبہ وہ اپنی جان کو بالکل جوکھم مین ڈال کر ایک برف سے بھرے ہوئے پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے جو مُنْبَر اَرُنْ کے مشابہ تھی اور جسپر "سواے ہاڈسن یا عقاب کے اور کوئی چڑھنے کا قصد نہ کرتا"۔ چنانچہ اس بات کو بزمانہ مابعد ہنری لارنس نے بیان کیا ہے۔ انکی تقدیر نے انکو اس سے بھی زیادہ بہادری کے بہتیرے کامون اور اس سے بھی کم عمدہ انجام کے لیے بچا رکھا —

اس مہم کا ایک اور بے لطف امر لارڈ ڈلہوسی کی خط کتابت تھی جو پہلے ہی سے جاری تھی۔ ہنری لارنس نے اس خیال سے برسات بھر کے لیے رخصت کی استدعا کی تھی کہ وہ بخار کی صعوبت سے جو فی الحال حد سے زیادہ شدت پر تھا بچ جائین۔ اور لارڈ ڈلہوسی نے درخواست مذکور اس بنیاد پر نامنظور کی کہ اگر آپ سال بھر مین چھ مہینے لاہور سے غائب رہینگے تو یہ آپکے دفتر کے حق مین مناسب اور آپ کے شرکا کے اعتبار سے جائز نہوگا کیونکہ وہ لوگ آپکے واپس آنے تک دارالسلطنت سے حرکت نہ کر سکینگے — چنانچہ لارڈ موصوف لکھتے ہین کہ "مسٹر مینسل کی عادتون سے مجھکو کچھ بھی آگاہی نہین ہے لیکن جس حالت مین آپ کے بھائی اتنے برسون تک برابر چلنے پھرنے کے کامون پر رہ چکے ہین تو اب ایک مقام پر مقید ہو کر رہنا انکے واسطے کبھی بہتر نہوگا — اسلیے مین چاہتا ہون کہ قبل موسم برسات جب آپ روانہ ہون تو آپکی روانگی کے پیشتر وہ شملہ مین چلے آئین اور وہان مجھسے ملاقات کرین"۔ لارڈ ڈلہوسی نے کسیقدر رنجش کے ساتھ اجازت دی اور ہنری لارنس جو ایک بیباک شخص تھے انھون نے بھی اسیطرح کے لہجہ سے جواب دیا ہوگا۔ لیکن جان لارنس کی تندرستی کے محفوظ رہنے کی بابت انھون نے جو پیشینگوئیان کی تھین وہ صحیح نکلین۔ دس برس تک علی الاتصال جو محنت شاقہ کرنا پڑی تو اس سے انکا بھی فولادی جسم کچھ کھنے لگا جس برسات کے بچا جانے کی ہنری نے خواہش ظاہر کی تھی اُسنے ابتدا ہی مین جواب دیا اور خشکسالی کے سبب سے آب وہوا اور بھی بگڑ گئی۔ انارکلی کی پرانی چھاونیان بیماری کے باعث سے ویران ہوگئین اور سر چارلس نیپیر نے میانمیر مین جو نئی چھاونیان تیار کرائی تھین انکی حالت اور بھی بدتر تھی۔ وزیرآباد کے متعلق انگلس صاحب نے بیان کیا کہ "میرا کل محکمہ بیماری مین مبتلا پڑا ہے"۔ اور پنجاب کے عام دیسی باشندے انگریزون سے بھی زیادہ علیل ہوتے — ص ۲۵۹

جان لارنس کی باری سب کے بعد آئی۔ وہ گرمی کی فصل بھر محنت شاقہ کرتے رہے تھے اور اب ماہ اکتوبر مین انکی نوبت آئی — پہلے تپ نائبہ کا خفیف اثر ان پر ظاہر ہوا بعد اُسکے مرض بڑھنے لگا۔ سر مین شدت کا درد

اور بخار حد سے زیادہ محسوس ہونے لگا اور پھر آخر مین قے ہونے لگی اور سرسام کے آثار نمایان ہونے لگے۔ اُنکے ہمنشین تصور کرنے لگے کہ اب نہایت اندیشہ کی بات ہے لیکن ڈاکٹر ہیتھوڈ وڈ نے ایک تبرید ایسی پلادی جسنے اکسیر کا کام کیا۔ اُنکو غفلت کی نیند آگئی اور جسوقت بیدار ہوے توکسی طرح کا خطرہ باقی نہین رہگیا تھا۔ توانا آدمیون مین بطور قاعدہ کلیہ جیسا اکثر دیکھا گیا ہے اُنکی قوت یکبارگی جسطرح سے سلب ہوگئی تھی اُسیطرح پھر عود کرآئی اور سولھوین تاریخ جو گورنر جنرل کے دورہ دراز سفر مین ساتھ جانے کو اُنکے واسطے مقرر کی گئی تھی اُس تاریخ کو وہ ہمراہ جانے کے قابل ہوگئے۔ لارڈ ڈلہوزی نے کشادہ دلی سے اُنکے ساتھ لیجانے کی جو خواہش ظاہر کی تھی اسکو اُنھون نے پیشتر سے منسوخ کردیا اور یہ حکم دیا کہ اب جان لارنس کے بدلے اُنکے بھائی ساتھ جائینگے۔ ۱۶ ستمبر کو وہ لکھتے ہین کہ "مین راستے پور مین خوشی سے آپکی ملاقات کرونگا۔ لیکن مین یہ بھی چاہتا ہون کہ دورہ کے آخری ایام مین آپ میرے ساتھ ہون۔ اگر آپکے بھائی اکتوبر مین واپس آگئے تو بمقام وزیرآباد گلاب سنگھ سے ملاقات کرنے کے لیے وہ میرے ساتھ جاسکتے ہین۔ اسکے بعد آپکی باری لاہور مین رہنے کی ہوگی اور آپکو وہان رہنا پڑیگا۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے ساتھ ہون"۔ لارڈ ڈلہوزی کی خواہش بمنزلہ حکم کے تھی اور درمیان کے کچھ مختصر زمانہ کو چھوڑکر جب لاہور مین اُنکا آنا ہوا جان لارنس چھ مہینے تک برابر گورنر جنرل کے کیمپ کے ساتھ جو شمالی اور شمال مغربی حصہ پنجاب کو اس حدتک ملاحظہ کرنے کے لیے گئے تھے جہانتک اُنسے ممکن تھا گھومتے پھرتے تھے۔

لارڈ ڈلہوزی کو جان لارنس کی انجام وہی خدمات سرکار کا جو کچھ خیال تھا اور خاص جان لارنس کی نسبت اُنکی جو کچھ راے تھی وہ اُنکی مندرجہ ذیل چھٹی مورخہ ۲۱۔ اکتوبر سے جو اُنکی ناگہانی اور خطرناک علالت کے ظاہر ہوتے ہی لکھی گئی تھی ظاہر ہے۔

جب سے مین نے آپکی علالت کا حال سُنا اُسوقت سے مین نے آپکو کوئی چھٹی لکھکر تکلیف نہین دی۔ مجھکو اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے کہ آپکی سخت علالت کا حال سُنکر مجھکو کس درجہ ملال ہوا۔ اور اب کسقدر اس بات کے سننے کا مین خواہشمند ہون کہ اس سفر مین آپکی طبیعت درست ہوتی جاتی ہے اور آپ اپنے تئین پھر کام مین حد سے زیادہ مشغول کرکے اپنی سادہ لوحی سے تندرستی مین مخل نہین ہورہے ہین۔ مجھکو یہ سُنکر نہایت انتشار ہوا کہ آپ بمجبوری کام چھوڑکر وطن چلے جانیکا ارادہ رکھتے ہین اور مین اُسکے جواب مین یہ کہتا ہون کہ جسطرح مین اپنے داہنے ہاتھ کے بچانے کی کوشش کرتا اسطرح سے آپکے بچانے کی کوشش کرنا چاہتا ہون کہ آپ انگلستان نہ جائین۔ آپ لوگون مین سے دو آدمیون نے حد سے زیادہ جانفشانی کی۔ تیسرے کا حال خدا کو معلوم ہوگا اب دو اور آدمیون کی باری ہے کہ وہ آپ دونون کی جگہ کام کرین۔ آپ بس اسیقدر کام مین اپنے تئین مشغول کیجیے جو آپ سے انجام ہوسکتا ہو اتنا کام نہ لیجیے جو آپ پر بار ہوجائے۔ ص ۳۴

ایسی حالت مین یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے کہ جب گورنر جنرل کو اپنے نائب کے منظور ہونے کا

قرار واقعی یقین ہوگیا تو اُنھون نے تاکید کی کہ نائب مذکور آیندہ فصل گرما کو تا فیستان لاہور مین نہین بلکہ بہارستان شملہ مین بسر کرین اور اس مقام پر بطور واقعہ قبل از وقت یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ جو برجستہ تشخیص ڈاکٹر ہتھیو آدمے نے اس نازک وقت مین کی تھی علاوہ اُس قابلیت کے جو ایک عرصہ دراز تک بطور ہمدم ہندوستان مین ساتھ رہنے سے جان لارنس پر ظاہر ہوئی تھی وہی چودہ برس کے بعد اس کام آئی کہ جب جان لارنس عالمگیر تحسینون کے ساتھ سلطنت ہند کے سب سے بھاری منصب وائسرای و گورنر جنرلی کے لیے طلب کیے گئے تو اُنھون نے اپنے پرائیوٹ سکرٹری کے عہدہ پر اُنکی تقرری کے لیے سعی کی۔

جان لارنس جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون اپنی میم صاحبہ سمیت ۱۶۔ اکتوبر کو اپنے بھائی کے واپس آنے کے بعد لاہور سے روانہ ہوئے تھے۔ اُنھون نے امرتسر اور جالندھر کی راہ سے سفر کیا۔ جیسا کہ اُنھون نے بندوبست کر رکھا تھا اُسکے مطابق دونون مقامات پر اُنھون نے بہت سا کام انجام کیا اور بعد اسکے آغاز نومبر مین بمقام روپڑ جو ایک چھوٹی سی بستی دریای ستلج کے کنارے آباد ہے گورنر جنرل سے ملاقات کی۔ گورنر جنرل کا کیمپ بہت بھاری تھا۔ اُنکے خاص سامان حشم و خدم کے علاوہ جن اضلاع مین وقتاً فوقتاً اُنکا گذر ہوتا رہتا تھا وہان کے افسر بھی کیمپ مین اکثر مقیم ہوتے تھے اور اسطور پر جان لارنس کو اپنے حاکم اعلیٰ اور ماتحتون سے بھی اُس زمانہ کے ضروری معاملات اور ملک کی آیندہ امیدون کے بارے مین بھی بہت کچھ صلاح و مشورت کرنے کا موقع ملا۔ جو کاغذات میرے پاس موجود ہین اُنکے ذریعہ سے دریافت نہین ہوتا ہے کہ اس دورہ مین جان لارنس کا کس کس مقام مین گذر ہوا تھا اور کیا کیا کام اُنھون نے انجام کیے۔ اکتوبر ۱۸۵۱ء سے نومبر ۱۸۵۱ء تک کی چٹھیان بالکل نہین ہین اور یہ امر لازمی بھی ہے۔ جس حالت مین جان لارنس گورنر جنرل کے ساتھ رہے تو نہ جان لارنس کو لارڈ ڈلہوزی اور نہ لارڈ ڈلہوزی کو جان لارنس کے نام چٹھی بھیجنے کی حاجت تھی۔ ہنری لارنس لاہور مین تھے اور اس سبب سے محنت طلب خط کتابت (جو اب تک خاص کر کے اُنکے بھائی کے ذمہ تھی) کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنرون صاحبان سے رکھنے کا کام بطور واجبی اُنکے ذمہ عاید ہوا اور ان لوگون کی کیفیت یہ تھی کہ آج یہان اور کل وہان گھومتے پھرتے تھے کسی ایک مقام پر جمکر اُنکا رہنا نہین ہوتا تھا اور اس مقام پر ایک مرتبہ یہ بات اور بیان کر دینا چاہیے کہ جان لارنس کے کوئی پرائیوٹ سکرٹری نہین تھا اور چند برس کی چٹھیان جو اس کتاب کے مولف کو دستیاب ہوئی ہین وہ خاص کر زوجہ جان لارنس کا کام ہے جو اس خاص سفر مین جا بجا اُنکے ساتھ رہین۔

گورنر جنرل کے انتظامات سفر کی بابت جان لارنس اور لارڈ ڈلہوزی کے مابین مہینون سے خط و کتابت ہوتی آئی تھی اور اُنکی چٹھیون سے مین قیاس کرتا ہون کہ اس سفر مین مندرجہ ذیل باتین انجام کرنے کے لیے تجویز کی گئی تھین۔ شمالی اضلاع پنجاب مین سہولت کے ساتھ سیاحت کی جاسکے لاہور مین عرصہ تک قیام رہے جہان

ص ۲۲

بقول لارڈ ڈلہوسی اور بظاہر زیادہ تر انکی مرضی کے مطابق "سال سابق کی نسبت کام زیادہ اور رسوم تکلفات کم ملحوظ رہین" وزیر آباد اور راولپنڈی کا دورہ کیا جائے - وہان سے بذریعہ نو تعمیر اور دشوار گزار سڑک کے کالاباغ کو جو دریاے سندھ کے اُس پار واقع ہے سفر کیا جاتے اس مقام پر گورنر جنرل کا قصد یہ بھی تھا کہ بورڈ نے محصولات نمک کا جو بندوبست کیا تھا بصورت امکان اُسکی بھی اصلاح کی جائے گورنر جنرل کے مطابق "ارباب بورڈ نے اس بھی ایک غلطی کی تھی" - بالآخر اگبوٹ کے ذریعہ سے دریاے سندھ کی راہ سے ڈیرہ اسمعیل خان کا مختصر سفر کیا جائے اور گورنر جنرل کی خواہش تھی کہ اس مقام پر کوہستانی سرداران ڈیرہ جات کا ایک دربار منعقد ہو - اسکے بعد گورنر جنرل کی تجویز تھی کہ اگر پہاڑی جرگے مزاحمت نکرین تو ڈیرہ جات ہوکر کوہاٹ اور پشاور اور وہان سے گرینڈ ٹرنک روڈ یعنی بڑی سڑک کی راہ سے اٹک اور اٹک کے درمیان ہوتے ہوتے اور بالآخر ہزارہ اور کشمیر سے گذر کر شملہ مین آئین - یہ ایک بڑی بھاری تجویز تھی جسکے کم اولوالعزمی والے حصے بظاہر طے ہوگئے تھے لیکن کشمیر مین ہوکر آنے کا نازک اور مشکل راستہ برادران لارنس کی عاقبت اندیشانہ مزاحمت سے چھوڑ دیا گیا -

جان لارنس بڑا دن کرنے کے لیے لاہور مین آئے اور گورنر جنرل دریاے سندھ کے اُس پار اپنا دورہ تمام کرنے کے لیے رہگئے - آئندہ موسم بہار (۱۸۵۱ء) مین کام کرنے کے لیے جان لارنس نے جو فہرست تیار کی تھی اسمین صرف یہی ایک خلل اندازی ہوئی کہ وہ درمیان مین پشاور چلے آئے اور یہان سرکاری کاغذات اور تنقیحات فوجداری کے جانچنے مین دو ہفتہ تک نہایت سرگرمی سے مستعد رہے قلعہ جیلخانہ اور چھاونیون اور شہر کا ملاحظہ کیا - گورنر جنرل کے ساتھ باڑہ اور جمرود کو گئے اور اپنے طور پر ہر درجہ کے لوگون اور ہر قسم کے اہل الراے سے بلا تکلف ملاقاتین کین - انکو دریافت ہوا کہ اُس زمانہ مین بلکہ غالباً اُسوقت تک بھی اُس ضروری مقام کی حالت قابل اطمینان نہوتی درہ مذکور پر دس ہزار تعداد سپاہ موجود تھی اور مین یقین کرتا ہون کہ اُسکی تعداد کا گھٹانا ابتک کبھی ممکن العمل نہ سمجھا گیا - اُس ملک کی قدرتی کیفیتین ایسی تھین جنسے نہ تو اُسپر قبضہ کرتے اور نہ اُسکو چھوڑتے بنتا تھا - کیونکہ دو بڑے بھاری دریا اور بیشمار کوہستانی چشمے اُسمین سے ہوکر نکلے ہین گہرے گہرے نالے اور ناہموار پہاڑیان واقع ہین اور چارون طرف ایسے ایسے پہاڑون سے وہ ملک محصور ہے جسمین ہر قسم کے بدمعاش لوگ کشت و خون کرکے جا چھپتے ہین اور انکا کچھ پتہ نہین لگتا ہے سکھ لوگ جنھون نے ہمارے پیشتر اس مقام پر قبضہ کیا تھا اور تھوڑے زمانہ تک اپنے تئین اُسکا مالک قرار دیا تھا فوجی تھانون کے اُس پار ایک گز بھی آگے ملک پر تسلط نہ کرسکے اور کوہستانی خواہ میدانی اضلاع قرب و جوار مین جو لوگ آباد ہین اُنسے ہواے اُسکے کہ جب اُنکے سرون پر تلوار رکھدی گئی کبھی ایک روپیہ وصول نہ کرسکے پس کوئی تعجب کی بات نہین ہے اگر باوصف اس امر کے بھی کہ ہماری حکومت مین اعتدال اور انصاف کا حل ۱۲

لحاظ کیا گیا ہر قسم کے محصولات معاف کردیے گئے مالگزاری اراضیات مین تخفیف کردی گئی اور اعلی درجہ اس حصہ ملک مین احتیاط کے ساتھ جاگیرداران موضع یا سرداران ضلع کا گذارہ مقرر کر دیا گیا ایسے مفلس لٹیرے اور جنگجو لوگ اپنی آبائی حرکت سے باز نہین آتے سوہ ابد قرار پہاڑ اب تک موجود ہین جہان کسی کا گذر نہین ہو سکتا مگر وہان کے لوگ میدانی ملک کے کمتر جنگجو باشندون پر ٹوٹ پڑتے ہین سوہ پہاڑ ایک کام یہ بھی دیتے ہین کہ جب کبھی میدانی ملک کے باشندے اپنے وطن کا مال غنیمت لیکر یا کہ وہ فرنگیون کے خون مین اپنے ہاتھ آلودہ کرکے پہاڑون مین جا چھپتے ہین تو وہان نہایت ثواب سمجھکر انکو پناہ ملتی ہے۔ چونکہ یہ دیسی باشندے اس بات کے عادی تھے کہ اپنے نقصان کی خود ہی چارہ جوئی کر لیتے تھے اور بنی نوع انسان کا مطلق خیال نہین کرتے تھے اس سبب سے ہم کو باشندگان ملک کے کسی حصے سے ہتیار رکھوانا ممکن نہ معلوم ہوا پس جس ملک مین ہمیشہ ظلم و جبر ہوتا رہا ہو وہان قانونی عملدرآمد صرف آہستہ آہستہ اور بتدریج ممکن ہے جان لارنس کی تحقیقات کے مطابق اُنکے پہونچنے کے اڑھائی مہینے پیشتر کی مدت مین قتل عمد یا ضرب شدید کی اکاون وارداتین گذر چکی تھین ۔ اور انھین حالتون کو دیکھکر انھون نے ضلع پشاور کی حفاظت اور تنظیم کے لیے نہایت قابلیت کے ساتھ دو تحریرین تیار کی تھین ۔ انمین جو رائین ظاہر کی گئی تھین انپر ابتک عمل ہوتا آیا اور رفتہ رفتہ (دو ایک نسلون مین جہانتک امید ہو سکتی ہے) اُنکے باعث سے اس امر مین کامیابی بھی حاصل ہوتی رہی کہ قرب و جوار کے ڈاکو اپنی حرکتین چھوڑکر زیادہ آشتی کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے ۔ چھاؤنیون کے گرد جو ناہموار زمینین پڑی تھین اُنکو اسطور سے چورس کرنا کہ ڈاکو یا قاتل لوگ چھپ کر تاک مین بیٹھنے نپائین رات اور دن کو گرداوری کرنے کے لیے پولیس کا ایک زبردست انتظام کرنا ۔ اندرونی ملک اور سرحد پر بھی مسلح تھانون کا ایک سلسلہ قائم کرنا ۔ ہمارے افسر اور سپاہی دورہ کرنے کے وقت جو طمع داریان کرتے ہین اُنکے متعلق تاکیدی شرطین مقرر کرنا ۔ کوہستانی سوداگرون سے ہماری سرحد کے تھانون پر پہونچتے ہی اُنکے ہتیار لے لینا اور پھر واپسی کے وقت بالضرور واپس کر دینے کا انتظام کرنا ۔ ہر ہر موضع کے مقدم کو اُن جرمون کے لیے جو گانوؤن کے اندر واقع ہوتے تھے اُنکو جوابدہ مقرر کرنا ۔ اور فوج پشاور کے سب آگے بڑھے ہوئے تھانے کے طور پر غیر قواعدوان سپاہ کا جمرود پر قابض کرا دینا یہ چند تدبیرین وہ ہین جو سب کے پہلے جان لارنس نے بتائی تھین اور جن پر کم و بیش اُس زمانہ سے ابتک لحاظ ہوتا آیا ۔۔۔

ماہ اپریل مین جان لارنس اپنے اہل و عیال کو ساتھ لیکر شملہ کو گئے اور یہان انکو اور اُنکے اہالیان خاندان کو اس بات کی بیحد خوشی حاصل ہوئی (مین خیال کرتا ہون کہ جس شخص کو بذات خاص تجربہ نہین ہوا ہے یا انکو جیسے جان لارنس کی طرح تابستان ہندوستان کی صعوبت نہین پڑی ہے اُسکی سمجھ مین یہ بات کبھی نہین آسکتی) کہ بیس سال کے بعد ہر موسم گرما کے ایام تابستان مین گذارنے کے بعد اس مرتبہ پہلے پہل گرمی

ایام کوہ شملہ پر بسر کرنا نصیب ہوئے - چہل قدمی کے لیے دور دور تک جانا لطیف صحبتین اُٹھانا اُس فرحت دہ سرزمین کی دلچسپ آب وہوا سے فرحت حاصل کرنا لارڈ اور لیڈی ڈلہوزی کی مہربانی اور سخت دشوار کام ایسی حالتون مین جب وہ بالکل آسان معلوم ہوتا تھا کر دینا یہ سب باتین بہ ہیئت مجموعی اُنکے کل ایام ملازمت ہندوستان مین اسوقت محض اتفاقیہ طور پر نمودار ہوئین اور جس بی بی نے اُنکے ساتھ یہ حظ اوٹھایا تھا تین برس کے بعد جب اُسکا خیال کیا تو اُسکو کچھ رنج اور کچھ خوشی محسوس ہوئی لیکن لاہور کی مہلک آب وہوا کا جو اثر اُن پر پڑا تھا اُس سے وہ یہان بھی بچ نہ سکے - سال سابق مین جو بخار اُنکو آیا تھا اُسنے اس مرتبہ اور بھی شدت سے ظہور کیا اور چار ڈاکٹرون نے جو اُنکے معالج تھے (ان چارون مین لارڈ ڈلہوزی کا خاص طبیب بھی داخل ہے) بالاتفاق یہ راے دی کہ جب تک وہ انگلستان کو واپس نہ جائینگے اسوقت تک اُنکی تندرستی عود نہ کریگی -

فصل ۳ اس زمانہ کے دس برس پیشتر جب اُنکی نئی نئی شادی ہوئی تھی اور کوئی خاص کام بھی اُنکو نہین ملا تھا اور جب ڈاکٹرون نے اُنکو متنبہ کیا تھا کہ ہندوستان کی آب وہوا مین جانیکا ہرگز قصد نکرنا تو اُنھون نے یہ جواب دیا تھا کہ ”اگر مین ہندوستان مین جاکر زندہ نہین رہ سکتا تو اس قصد سے وہان جاؤنگا کہ وہان پہونچکر ہلاک ہو جاؤن“ اور اب اُسوقت جب ایک اتنے بڑے صوبہ کے لیے ایسے فوائد عظیم کا اُنپر دارمدار تھا ممکن نہین تھا کہ اُنکا خیال کچھ اور ہو جاتا - اُنھون نے کہا کہ جب تک مین اُس کام کو جو میرے ہاتھ مین ہے انجام نکرلونگا اُسوقت تک کسی امر سے مجھکو وطن جانیکی ترغیب نہ ہوگی اور جب ایکمرتبہ بخار مین تخفیف ہوئی تو وہ اس عجلت کے ساتھ اپنے کام کی طرف بڑھے کہ ہر شخص یہی خیال کرنے لگا کہ اب اُنکے ڈاکٹر اور اُنکی بی بی نے اُنکے انگلستان جانیکے خیال کو بالکل دور کر دیا -

باایں ہمہ لارڈ ڈلہوزی کو آسانی سے اطمینان نہین ہوا اور جس شخص کو وہ اپنا داہنا ہاتھ سمجھتے تھے اُسکے بچانیکی آرزو مین اُنھون نے ڈایرکٹران ایسٹ انڈیا کمپنی سے التجا کی کہ جان لارنس کو خاص رعایتی شرطون پر وطن جانیکی اجازت ملے - اس استدعا سے سرکاری وجوہ پر انکار کیا گیا لیکن انکار کے ساتھ ایسے کلمات بیان کیے گئے جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ جان لارنس کی خدمتین نہایت بیش قیمت سمجھی گئین اس بارے مین اُنھون نے لارڈ ڈلہوزی کو جو چٹھیان لکھی تھین اُنمین سے ایک چٹھی کی چند سطرین خاص کرکے اس خیال سے مین یہان درج کرتا ہون کہ اُنسے صاحب موصوف کی آیندہ تدبیرون کا حال ظاہر ہوتا ہے -

مین نے قصد کیا ہے کہ اب وطن کو نہ جاؤن میرے سن اور اُن دعوون کے اعتبار سے جو میرے اہل وعیال مجھپر رکھتے ہین اسوقت وطن کو واپس جانا میرے حق مین سراسر مضر معلوم ہوتا ہے میری تندرستی نہایت مشکوک ہے مین نہین سمجھتا کہ تین چار برس سے زیادہ ایمانداری کے ساتھ عمدہ کام کرنے کی قوت مجھ مین باقی رہگئی ہو - ماہ مئی ۱۸۵۵ء

تک مین اپنی پوری مدت ملازمت کی صرف کر چکونگا اور اُسوقت تک اسقدر وجہ معیشت بھی مہیا کر سکونگا جو میری ادنی حاجتون اور میرے اہل وعیال کے لیے کفایت کرے - میرا قصد یہ نہین ہے کہ مین اُس زمانہ تک بالکل ترک ملازمت کرون لیکن مین چاہتا ہون کہ اس امر کے عمل مین لانے کے قابل ہو جاؤن - اگر مین اِسوقت بلا تنخواہ جاتا ہون تو اس بات کی کچھ بھی امید باقی نہین رہتی کہ جو کچھ میرا خیال ہے اُسکے مطابق مین ترک ملازمت کرنے کے قصد سے اس ملک کو واپس آسکونگا کیونکہ اس عارضی سفر مین میری توقیر کا بہترین حصہ صرف ہو جائیگا مین نہایت شکرگزار ہون کہ حضور نے مہربانی اور نوازش سے میرے بارے مین رعایت ہونے کی سعی کی اور جس تالیف قلب کے ساتھ اُس رعایت سے انکار کیا گیا اُسکا بھی ممنون ہون -

ایسی حالت مین جب راقم کا طول طویل پُرماجرا زمانہ ختم ہو گیا یہ امر دشوار ہے کہ جو سادی حاجتین اور کم حقیقت پیشین گوئیان اس چٹھی سے ظاہر ہوتی ہین آنپر خیال نکیا جائے اور گو اس امر کا بیان کر دینا جسکا اس سوانح عمری کے آخر مین لکھنا مناسب ہے شاید قبل از وقت متصور ہوگا مگر یہ بات اور بھی دشوار معلوم ہوتی ہے

ص ۳۲۵ کہ اس چٹھی کی تحریر کے وقت جسقدر کام اُنکے انجام کرنے کے لیے جمع تھا اُسپر سرسری طور سے جس شخص نے خیال کیا تھا کہ "تین چار برس سے زیادہ ایمانداری کے ساتھ عمدہ کام کرنے کی قوت مجھ مین باقی نہین رہ گئی ہے اور میرا انگلستان جانا بغیر اسکے نہین ہو سکتا ہے کہ میری توقیر کا بہترین حصہ سفر مین صرف ہو جائے" اسکو اور بھی زیادہ جوابدہی اور اختیار کے ساتھ تین ہی چار برس تک نہین بلکہ سات برس تک اسطرح سے کام کرنا پڑا کہ اکثر لوگ جس کام کو دس بارہ دن مین انجام کرین اسکو اُنھون نے ایک دن مین انجام کیا اور اخیر کے دو سال مین انکو اسقدر پریشانی ودشواری اور خطرہ کا سامنا رہا کہ اگر کوئی ادنی درجہ کا آدمی ہوتا تو یا اچھی طرح سے بن ہی جاتا یا ہلاک ہی ہو جاتا - جب غدر کے بعد وہ بیماری سے چور ہو کر انگلستان کو واپس آئے تو اُنھون نے آرام نہین کیا بلکہ چار برس تک انڈیا کونسل مین کام کرتے رہے اور جو وسیع تجربہ اُنھون نے حاصل کیا تھا اسکو اور اپنی عقل سلیم کو اُسوقت کے مشکل مسائل کے حل کرنے مین جو حکومت ہندوستان کی کمپنی کے اختیار سے بادشاہ وقت کے اختیار مین منتقل ہونے سے پیدا ہوتے تھے صرف کیا - اس زمانہ کے ختم ہونے کے بعد جو بمقابلہ ایام ملازمت ہندوستان اُنکے کسیقدر آرام کے دن تھے وہ بہ حیثیت وائیسرائے وگورنر جنرل ہندوستان کو واپس آئے اور پورے پانچ برس تک ایسی محنت شاقہ اور کامیابی کے ساتھ کام کیا کہ شاید ہی اور کسی گورنر جنرل نے کیا ہوگا - جب وہ انگلستان کو پھر واپس آئے تو عظیم الشان وائیسرائیون کے زمانہ عروج سے لنڈن اسکول بورڈ کے بے لطف اور غیر مشکورانہ کام پر تنزل قبول کیا اور اس کام پر جو وہ مقرر ہوئے تو اسکی وجہ یہ نہین تھی کہ وہ عام تعلیم کے صیغہ سے کوئی خاص واقفیت رکھتے ہون بلکہ اسوجہ سے اُنھون نے اس کام کو قبول کیا کہ ایک کار نیک تھا اور اسمین سخت محنت درکار تھی - اسکے بعد جب اُنکی تندرستی

نے قطعی طور پر جواب دیا بصارت چشم قریب قریب بالکل زائل ہوگئی اور جب اُنھون نے اپنے پانون گویا قبر مین لٹکا دیے تو اپنے فرائض کا خیال کرکے وہ ایک مرتبہ پھر بیدار ہوگئے طعنہ زنی اور ہر قسم کی غلط فہمی کا کچھ خیال نہ کرکے اُنھون نے آخر درجہ تک ایک ایسی حکمت عملی کی مخالفت کرنے مین جانفشانی کی جو اُنکے نزدیک محض خلاف انصاف تھی اور جس سے انگلستان اور ہندوستان کے بہترین مقاصد کا خطرہ اور نقصان متصور تھا۔ اگر کسی شخص کے سوانح عمری اول سے آخر تک محض محنت (اور محنت بھی وہ جو ایمانداری جانفشانی اور بیغرضی کے ساتھ کی گئی ہو) کے اعتبار سے قابل تعظیم ہین تو وہ سوانح جانؔ لارنسؔ کے ہین۔

ماہ نومبر مین جانؔ لارنسؔ اُن تمام سولؔ اسٹیشنون کو جو راستہ مین لے دیکھتے ہوئے لاہور کو واپس آئے اور اپنے ساتھ ایک شیرخوار بچہ (اڈورڈ ہیز) کو بھی جو ماہ جون مین بمقام شملہ پیدا ہوا تھا ساتھ لائے۔ یہ نہایت پیارا بچہ تھا جسنے اپنے پیدا ہونے ہی کے وقت سے اپنے باپ کی اندرونی محبت جو اُنکے دل مین نہان تھی عیان کردی تھی۔ گو ظاہر مین اُنکی صورت سے محض بے اُنسی پائی جاتی تھی لیکن جو لوگ اُنکے حالات سے بخوبی تمام واقف ہین اُن سب کو معلوم ہے کہ باطن مین وہ بڑی محبت کے آدمی تھے بچے اور خاص کرکے شیرخوار بچے سے اکثر (چنانچہ ایک مشہور واقعہ سے جسکو مین اُنکے آخری ایام کے حالات مین درج کرونگا ثابت ہوگا) پریشانی کے وقت جانؔ لارنسؔ کی بڑی تسکین ہوتی تھی اور جب اپنے یومیہ اشغال کے تردد و افکار سے وہ نہایت خستہ ہوجاتے تھے تو بچون سے اُنکا دل بہت بہلتا تھا یہ بچہ روز اول ہی سے نہایت نازک اندام تھا اُسکی نازک اندامی اس بات سے عیان ہے کہ جب جانؔ لارنسؔ کو پنجاب مین موسم سرما کے کئی مہینے تک اس زمانہ مین دورہ مین رہنا پڑا تو مان نے بچہ کو وہان کے سخت موسم مین لیے لیے پھرنا گوارا نہ کیا چنانچہ جب تک باپ اپنے صوبہ مین دورہ کرتے رہے اُسوقت تک مان بچہ کی پرورش کے لیے مکان پر ٹھہری رہین لیکن افسوس کہ موت نے وہان بھی نچھوڑا اور وہ معصوم بوئے گل کیطرح باغ عالم سے چل بسا۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایک جانکاہ صدمہ تھا اور وہ اکیلی مان ہی پر نہین ہوا لارنسؔ کے خاندان مین پہلے پہل یہ موت ہوئی تنومند باپ صدمہ سے بالکل چور ہوگیا پھر جسوقت وہ لاش کو قبر کیطرف لیکر چلا تو بچون کیطرح پھوٹ پھوٹ کر روتا تھا اس سے ناواقف لوگون کو سخت حیرت ہوئی مگر اُنکے سوا اور کسی کو نہین ہوئی۔ جانؔ لارنسؔ کو کسی نے بار بار روتے ہوئے نہ دیکھا ہوگا دو ایک مقام پر جو اُنھون نے آنسو بہائے اُسکی سوانح عمری مین مین نے تصریح کردی ہے لیکن اُنکے آنسو اُن کے دائمی چشمہ محبت کی جو اندر بھرا ہوا تھا صرف ظاہری علامتین تھین جو کبھی کبھی نمایان ہوجاتی تھین۔ یہ محبت شاید زیادہ سچی تھی کیونکہ وہ ظاہر بہت کم ہوا کرتی تھی

اور جن لوگون پر عادتاً اُسکا اثر پہونچتا رہتا تھا اُنکو حقیقت مین زیادہ تقویت اور اعانت پہونچتی تھی کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ کسی ضعیف آدمی کی صحبت نہین ہے بلکہ ایک شہ زور اور اکھڑ شخص کی صحبت ہے -

یہ پہلی موت تھی مگر تفرقہ خاندان پہلا نہین تھا کیونکہ سال الحاق پنجاب (سنہ ۱۸۴۹ع) کے موسم برسات مین وہ ناگزیر مفارقت واقع ہوئی تھی جسکی تلخی موت سے بھی زیادہ ہے اور جو تمام انگریزی افسران ہندوستان کے خاندانون کے لیے لازم ہے اور یہ خاص مفارقت ایسے وقت واقع ہوئی جب بچون کو والدین کی خبرگیری حد سے زیادہ درکار ہوتی ہے اور والدین کو اپنے بچون کا چھوڑنا انتہا سے مرتبہ کا ناگوار گذرتا ہے جان لارنس کی بڑی دو بیٹیان کسیقدر نادر حالتون مین انگلستان کو بھیجی گئی تھین - ہربرٹ اڈورڈس اور جان نکلسن اتفاقاً ص ۹۲
سے رخصت فرلو پر جانیوالے تھے اور اُنھون نے از خود اس بات کا بیڑا اُٹھا لیا کہ ہم لڑکیون کو انگلستان پہونچا دینگے گو یہ دونون صاحب لارنسون کے بڑے دوست تھے مگر اسپر بھی اُنکے دل مین کبھی یہ خیال نہین پیدا ہوا کہ لڑکیون کو انگلستان لے جانے کا کام جسمین سراسر تکلیف اور جوابدہی تھی اُنکے لیے تجویز کرین لیڈی لارنس بیان کرتی ہین کہ "یہ امر کسیقدر حیرت انگیز تصور کیا گیا کہ دو کم سن لڑکیون کو صرف دو نوجوان مردون کی حفاظت مین بھیجدیا جاے لیکن وہ دونون بڑے شفیق اور معتمد دوست تھے اور کمال شرافت سے اُنھون نے اپنی امانت کا کام پورا کر دیا کم سن لڑکون کے سنبھالنے مین جو تکلیف و پریشانی ہوتی ہے اُسکا کچھ لحاظ نہین کیا اور راستہ بھر انپر شفقت و مہربانی کرتے ہوئے لیگئے" - جان لارنس نے ان لڑکیون کو فیروزپور پہونچایا اور وہان دونون کو اُنکی آیا سمیت اُنکے مہربان محافظون کے سپرد کر دیا جو دریاے سندھ کی راہ سے اُنکو بمبئی لیگئے اور وہان سے بخیر و عافیت انگلستان مین پہونچا دیا جسوقت ہم اس بات کا خیال کرتے ہین کہ علی العموم نوجوان ناکتخدا افسرون کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور اسطرح کا کام اگر وہ چاہتے ہین تب بھی اُنسے انجام نہین ہو سکتا ہے تو بیشک ہم کو یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ ان دونون نوجوان غازیان ملتان کے لیے جو بعد کو دہلی کے بھی نامی گرامی بلکہ ملتان کی نسبت اور بھی بڑھے ہوئے غازی ہوے یہ کام نہایت دلچسپی اور محبت کا تھا - جب جان لارنس سنہ ۱۸۵۰ع مین عارضی طور پر شملہ کو گئے تھے تو ممبران بورڈ کے متعلق ایک بڑا ضروری تبادلہ واقع ہوا پنجاب بورڈ کے تین ممبرون مین سے ایک ممبر کے عام خصائل مین بیان کر چکا ہون اور اس بات کو بھی ظاہر کر چکا ہون کہ ایک بے لوث شخص کی راے کے مطابق جنیل صاحب کے اعتدال آمیز اور حکیمانہ مزاج سے باقی دونون ممبرون کے تیز و تند مزاجون کی جیسے کہ اُسوقت وہ پائے جاتے تھے کیسی اصلاح ہوتی ہوگی - جہانتک مین دریافت کر سکا اُس سے تو یہی دریافت ہوتا ہے کہ اُنکی دماغی صلاحیتون کے دونون بھائی بڑے قدردان اور اُنکی نسبت نہایت ہی دوستانہ خیال رکھتے تھے لیکن یہ بات بھی تھی

کہ دونون بھائی اُنکو اپنی راہ کا کانٹا سمجھتے تھے ۔ یہ دونون بھائی تو ہمیشہ اور اگر ہمیشہ نہین تو اکثر کام کرنے پر اور منٹگمری صاحب
اُسیطرح بک بک کرنے پر آمادہ رہتے تھے ہر ایک امر مین جو ان کے روبرو پیش ہوتا تھا اُسکے لیے اپنے ڈھب کے
دوسرے آدمیون کی طرح کم سے کم وہ تین طریقے نکالتے تھے ۔ قطعی طور پر تو وہ کوئی امر طے نہین کرتے تھے
مگر اُنکا تیسرا طریقہ جسپر وہ زیادہ تر راغب ہوا کرتے تھے عموماً اُنکے باقی دو ہمجنسون کی راے سے بالکل مختلف صل ۳
ہوا کرتا تھا یہ اکثر ہوتا تھا کہ جب کسی اہم مسئلہ کے متعلق ہنری لارنس نے اُسکے حل عقد کی ایک تدبیر بتائی اور
جان نے دوسری راے دی اور وہ دونون طریقے فیصلہ کے لیے منٹگمری صاحب کے روبرو پیش ہوئے تو
اُنھون نے دونون کو اُٹھا کر کھٹائی مین ڈالدیا یعنی یہ کہ دونون تجویزون کو اُٹھا کر اپنی جیب مین رکھ لیا اور پھر اُس
مسئلہ کا تصفیہ ایک وقت غیر مقررہ کے لیے اُٹھا رکھا ۔ مین نے ایک شاہد عینی کے قول کو جو بیان کیا ہے
اُسکے مطابق بعض اوقات وہ دو دو گھنٹے رزیڈنسی کے سامنے والے برآمدہ مین ادھر سے اُدھر اور اُدھر
سے ادھر ٹہلتے اور ہنری کی کسی نہ کسی تجویز پر بڑی گرمجوشی سے بحث کرکے اُسکی تردید کرتے جاتے تھے
اور جسوقت بحث ختم ہو جاتی تو بڑی سہولت سے کہنے لگتے کہ "آپ سے مین بحث تو بڑی دیر سے کر رہا ہون
مگر ابھی مین نے اپنی کچھ راے نہین ظاہر کی ہے صرف اسیقدر کہتا تھا کہ آپکی تجویز کے خلاف جان لارنس کی
کیا راے ہوگی اور اکثر یہی برتاؤ جان لارنس کے ساتھ بھی وہ کرتے ۔ یہ طریقہ عملدرآمد دونون بھائیون سے
کسیکو مرغوب نہین معلوم ہوتا تھا جان لارنس بحث کے بڑے شائق تھے مگر اس شرط سے کہ وہ بحث کسی
کارروائی کے مقدمہ کے طور پر کیجاتی لیکن منٹگمری صاحب کے مباحثہ کو وہ خوب سمجھتے تھے کہ اس سے کوئی نتیجہ
نہ پیدا ہوگا اور ہنری لارنس جو زیادہ تند مزاج تھے اور مخالفت کو بہت کم جائز رکھتے تھے بعض اوقات منٹگمری صاحب
کی ردوبدل کو ضرررسان ہی نہین بلکہ موجب توہین سمجھتے تھے پس اس سے ظاہر ہے کہ دونون مین سے
کوئی بھائی سقراطی طریقہ تحقیقات کو پسند نہین کرتا تھا اور کبھی کبھی دونون بھائی مستعدی اور جلدی کے کام مین مانع
سمجھکر اس ناتجربہ کار حکیم کو اپنے راستہ سے ہٹا دینے پر مائل ہو جایا کرتے تھے چنانچہ جسوقت ماہ نومبر ۱۸۵۱ء مین
رزیڈنسی ناگپور کا عہدہ خالی ہوا اور یہ عہدہ ایسا تھا جسکے لیے دونون بھائی منٹگمری صاحب کو زیادہ موزون سمجھتے تھے
تو اُنھون نے باتفاق راے لارڈ ڈلہوزی سے اس امر کی استدعا کی کہ منٹگمری صاحب وہان بھیجدیے جائین لارڈ ڈلہوزی
راضی ہو گئے اور منٹگمری صاحب نے اُس عہدہ کو غالباً بڑی دادرسی سمجھکر قبول کیا ۔

اسمین شک نہین کہ بورڈ کی تیسری ممبری کی جگہ عام اس سے کہ اُسپر کوئی شخص مقرر کیا جاتا فرش مخمل تھی
ہنری لارنس نے تو اُسکو اپنے تجربہ کے مطابق کانٹون کا بستر بیان کیا ہے اور ایک عجیب طرح کے اتفاق سے
اُس جگہ پر ایک ایسے شخص کی تقرری ہوئی جو جان لارنس کے ایام طفولیت سے اُنکے خاندان کا دوست

رہا تھا۔ ہنری اور جان لارنس دونون بھائیون کے ساتھ فوائل کالج مین تعلیم پائی تھی دونون بھائیون کی بیویون صفحہ ۱۹۶
کو اُسوقت سے جانتا تھا جب وہ بالکل چھوٹی چھوٹی لڑکیان تھین اور ڈونیگال کے صحرائی ملک مین اُس کے
ہمسایہ رہتی تھین ان دونون لڑکیون سے جسطرح اُسکو الفت اور محبت تھی اُسیطرح اُنکے شوہرون سے اُس
زمانہ مین دوستی رہی جب وہ ممالک مغربی وشمالی مین روزافزون شہرت کے ساتھ بتدریج ایک عہدہ سے دوسرے
عہدہ پر ترقی پاتے جاتے تھے ہنری لارنس کی سفارش سے الحاق پنجاب کے بعد وہ لاہور مین طلب کیا گیا اور اب پچھلے
ڈیڑھ برس کے عرصہ مین اس نو ملحقہ صوبہ کے درمیانی اور سب سے ضروری ضلع کی کمشنری پر ہنری اور جان
دونون بھائیون سے سرکاری طور پر واسطہ قریب رکھتا آیا تھا اسطور پر وہ اپنے گذشتہ حالات اپنے موجودہ منصب
اور اپنی آیندہ امیدون کے اعتبار سے بھی بورڈ کی ممبری کے لیے بالتخصیص موزون تھا اور اسلیے بطور مستحق کے
وہ اس خالی عہدہ پر مامور ہوا۔

چونکہ اُس شخص کو ہنری لارنس سے یہ واسطہ تھا کہ وہ اُنکی بڑی قدر اور اُنسے نہایت محبت کرتا تھا اور جان
سے یہ نسبت رکھتا تھا کہ اُنسے کمال اُنس تھا اور جو صلاحیتین سرکاری معاملات کی واقفیت اور شاہانہ حکمت عملی کے
متعلق اسمین تھین وہی جان مین بھی پائی جاتی تھین اور اس سبب سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ دونون بھائیون سے
بہت اچھی طرح برتاؤ رکھ سکیگا دونون کے اختلافات کو اصلاح پر لانے کی فکر کریگا اور اگر دونون کی شکایتون
اور شکررنجیون اور غلط فہمیون کو بالکل دور نہ کر سکیگا تو اسمین کمی ضرور پیدا کر دیگا یہ سب باتین ایسی تھین جنسے ابتک
سلطنت کے حق مین بہت فائدہ ہوتا آیا تھا لیکن جن لوگون کے ہاتھ مین عنان سلطنت تھی اُنکے دلونکو تسکین نہین
رہی۔ چونکہ اُسکو کام کرنے کا شوق لارنسون کی خواہش پوری کرنے کو قرار واقعی طور پر تھا اور اس کام کے
انجام کرنے کا موقع شاذ اُسکو اور کبھی حاصل تھا طبیعت مین ذکاوت ایسی تھی جو کبھی خطا نہین کرتی تھی مزاج مین
اسقدر اعتدال تھا جو بشرہ سے ظاہر ہوتا تھا اور کبھی اسمین تغیر نہین پیدا ہوتا تھا اور ہمت دور اندیشی کے ساتھ ایسی
ملی ہوئی تھی جس سے نہایت اہم باتون کی نسبت بھی اُنکو شک نہین رہتا تھا کہ اُنکا انجام اچھا ہوگا اور جو لوگ زیادہ
تند مزاج نہین تھے وہ اُس پر کامل بھروسہ کرتے تھے اس سبب سے وہ اس جگہ کے لیے بالتخصیص موزون
تھا۔ پنجاب مین اُسوقت امن وامان کا ڈنکا بجتا تھا لیکن اگر اچانک کوئی عزل ونصب کا وقت آتا تو بھی وہ اپنے
کام کو بخوبی انجام کرنے کے قابل تھا۔ ہندوستان مین کچھ زمانہ کے بعد جو طوفان آنے والا تھا ابھی اُسکا حال کوئی
نہین کہہ سکتا تھا کیونکہ ابھی سے کوئی راے اُس بارے مین قائم کرنا بالکل ناممکن تھا لیکن اگر کسی شخص کو وہ حال
پہلے سے معلوم ہو جاتا اور اُسکی نسبت کوئی شخص صحیح پیشین گوئی کرتا تو بھی یہ امر مشتبہ تھا کہ ملک بھر مین ایسا کوئی
شخص بہم پہونچ سکتا جو اُس عہدہ کے لیے جسپر فساد کے شروع ہونے کے وقت وہ مقرر کیا گیا تھا اُس سے

حص ۳ زیادہ موزون ہوتا۔ ایام غدر مین جان لارنس کے ہاتھون نے جو کارہاے نمایان انجام کیے انکی طول طویل فہرست مین اگر کوئی کام ایسا تھا جو عین وقت عین مقام اور خاص اس طریقہ سے جسطور پر اسکو انجام ہونا چاہیے تھا انجام کیا گیا (یعنی دوراندیشی اور بہادری سے اسکی تجویز کی گئی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اتمام کو پہونچایا گیا اور اسکی کارروائی کے آغاز ہی سے اسکے عمدہ نتیجہ کے آثار معلوم ہونے لگے) تو وہ کام ۱۳ مئی ۱۸۵۷ء کی صبح کو لاہور مین ہندوستانی سپاہیون سے ہتیارون کا رکھوانا تھا اور جنرل کاربٹ کے بعد جن پر ساری جوابدہی تھی تمام عالم کی رضامندی سے جو شخص انکی جانشینی کا مستحق تھا وہ رابرٹ منٹگمری صاحب تھے۔

جو تین شخص بالکل مختلف مگر اسقدر محنت و دشواری کی زندگی بسر کرنے کے بعد پھر ایک ہی کونسل بورڈ مین اکٹھے جمع ہوے تھے انکی حالت پر نظر ڈالنے سے ممکن نہین کہ ان لوگونکی ابتدائی طالبعلمی کا زمانہ یاد نہ آئے جب وہ وہیلی کے مدرسہ مین پڑھتے تھے تو ہر طرح کی ہنسی دلگی اور عیش و تفریح کی باتین کیا کرتے۔ ادنی درجہ کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور جوش انگیز صحبتین گرم کرتے تھے چنانچہ ان سب باتون کا حال مین اس سوانح عمری کے باب اول مین بیان کرچکا ہون۔ خوش قسمتی سے مین اس مقام پر ایک ایسا قصہ بیان کرسکتا ہون جسکو سنکر کوئی شخص یہ بات فراموش نکریگا کہ جن تین شخصون سے لاہور مین گورنمنٹ قائم کی گئی تھی انھون نے فوایل کالج مین بھی اسیطرح کا ایک نگڈم مقرر کیا تھا اور دونون بڑے بھائی جو بعض معاملات متعلقہ حکمت عملی عام مین اتفاق نہین کرسکتے تھے وہ ایک زیادہ تر ضروری امر مین بہرحال متفق الراے تھے یعنی یہ کہ دونون کی یادداشتین الفت اور کام کرنیکی خواہش گو یہ سب باتین کیسی ہی ادنی درجہ اور کتنے ہی پرانے زمانہ کی کیون نہون مگر دونون بھائیون مین متحد اور مشترک تھین۔ فیاض دونون بھائی تھے لیکن بڑے بھائی کی فیاضی اسطور کی تھی کہ جو کچھ انکے پاس ہوتا تھا سب دے ڈالتے تھے اور چھوٹا بھائی فیاضی کے وقت اس بات کا خیال کرلیتا تھا کہ مجھپر دوسرے کن کن اشخاص کے حقوق ادا کرنا ہین قصہ مذکور اول تو مجھکو ڈاکٹر چارلس ہیتھ اوفیہ کے ذریعہ سے جو اسکے شاہد عینی ہین ہمکو پہونچا ہے لیکن مجھکو یہ بھی بیان کرنا چاہیے کہ سر رابرٹ منٹگمری نے جو ان اصحاب ثلثہ مین سے زندہ رہگئے ہین اسکی صحت کی تصدیق کی۔ اس زمانہ مین انکو قصہ مذکور تفصیل کے ساتھ یاد نہین تھا لیکن جب اون کے سینہ گنجینہ معلومات کو اشتعال دیا گیا تو انھون نے بھی اصل حال کو حرف حرف بیان کردیا۔

حل ۳ ۵ ۲۔ دسمبر ۱۸۵۱ء کو تینون ارکان بورڈ مع اپنی میم صاحبون کے قدیم ایوان رزیڈنسی واقع انارکلی مین بڑے دن کی دعوت کھارہے تھے۔ میزبان بیٹک جلسہ کے پریسیڈنٹ یعنی سر ہنری لارنس تھے دوسرے مہمانون مین جو اسوقت رہگئے تھے صرف ڈاکٹر ہیتھ اوفیہ پریسیڈنٹ تھے لیڈیان سب چلی گئی تھین چند منٹ سے لوگ خاموش بیٹھے تھے کہ اتنے مین سر ہنری نے دفعتًا اپنے بھائی کی طرف خطاب کرکے کہا وہ معلوم نہین کہ

اسوقت بیچارے ہمسن دونون ضعیف بھائی کیا کرتے ہونگے معلوم نہین آج بھی روزمرہ کی غذا سے بہتر انکو کچھ کھانے کو ملا ہے یا نہین" اس بات کو بیان کرنا لازم ہے کہ ہمسن نامے دو بھائی نہایت غریبی مین بسر کرتے تھے اور فوایل کالج کے اوُستشر تھے - یہ امر قرین قیاس نہین پایا جاتا ہے کہ ایک پرایوٹ اسکول کی ملازمی مین چندنا ہوا ایرش لڑکون کے درمیان ایک اوُستشر جو یون بھی خوشحال نہین رہتا زیادہ فراغت سے زندگی بسر کریگا اور برادران لارنس کو اس بات سے قرار واقعی آگاہی تھی کہ انھون نے اپنے طالبعلمی کے زمانہ مین کوئی ایسا سلوک نہین کیا تھا جس سے ان اوُستشرون کی حالت اُس زمانہ مین کچھ درست ہوتی جو کبھی دفعتاً اُس اشارہ کرنے سے لنڈن ڈیری اسکول کی طالبعلمی کے متعلق بہت سی پرانی باتین یاد آگئین اور کچھ دیر تک اس عجیب اتفاق پر کہ پیشتر جو تین شخص مذکورہ بالا اسکول مین برسون تک طالبعلمی کرتے رہے تھے اب ایک مرتبہ انکو پنجاب مین آکر ایک جگہ فرمانروائی کرنے کا کام ملا ہنری لارنس نے جوش فیاضی سے جو انمین سب صفتون سے بڑھی ہوئی پائی جاتی تھی کہا کہ "سمجھو جو کچھ کرنا ہے دیکھیے مین اسکو بیان کرتا ہون برادران ہمسن اب بہت ضعیف ہوگئے ہونگے اور مین خیال کرتا ہون کہ انکی بصارت مین بھی فرق آگیا ہوگا وہ ہرگز عمدہ حالت سے نہون گے لاؤ ہم سب لوگ پچاس پچاس پونڈ (پانچ پانچ سو روپیہ) جمع کرین اور انکو کل اس پتہ سے روانہ کرین

تھوڑے دن کا ایک خیراتی چندہ جسکو دور دراز ملک سے تین پرانے شاگرد جو فی الحال پنجاب بورڈ آف ایڈمنسٹریشن لاہور کے ممبر ہین حسب اللہ روانہ کرتے ہین"

جان نے کہا "بہت خوب مین پچاس پونڈ دونگا" منٹگمری صاحب بولے "اچھا مین بھی اسیقدر دونگا" اسکے بعد چکین تیار کی گئین اور دوسرے روز خزانہ کے ذریعہ سے حسب ضابطہ انگلستان کو ہنڈوی روانہ کی گئی

یہ مہربانی کا پیام ہنڈوی سمیت بحفاظت تمام سمندر پار روانہ ہوا - کئی ہفتہ گذر گئے ممبران بورڈ اپنے سخت اور دشوار کام مین مشغول ہوئے اور وہ بات کسیکو یاد بھی نہین رہی کہ اتنے مین ایک روز صبح کو ڈاک کی بیشمار چٹھیون کے انبار مین ایک چٹھی مہر ڈاکخانہ آیرلینڈ کی برآمد ہوئی یہ چٹھی برادران ہمسن کی لکھی ہوئی لنڈن ڈیری سے آئی تھی اُسکے حروف تھرائے ہوئے ہاتھون کے لکھے تھے اور بعض بعض جگہ کاتب کے آنسوؤن سے جو ظاہرا تحریر کی نسبت زیادہ جلد آنکھ سے روان ہوئے تھے حرف بالکل پڑھے نہین جا سکتے تھے . اگر وہ چٹھی دستیاب ہوسکتی تو چھاپنے کے لائق تھی گمان غالب سر ہنری نے اسکو رکھ چھوڑا ہوگا اور اگر بدقسمتی سے انکے کاغذات آیندہ نسلون کے لیے انکی سوانح عمری تیار کرنے کی غرض سے دست بدست منتقل ہوتے نہ پھرتے تو وہ چٹھی بھی اُنکے کاغذات مین ضرور برآمد ہوتی لیکن جس شخص کے ذریعہ سے مجھکو یہ قصہ معلوم ہوا ہے اُسکو تیس برس گذرنے کے بعد بھی بہت اچھی طرح سے چٹھی کا عام مضمون اور اُسکے ضروری مقامات یاد ہین

اُسکا القاب یہ تھا کہ "میرے پیارے لڑکون" لیکن بعد اسکے شائد ہیر مرد نے "لڑکون" کا لفظ قلمزد کر دیا تھا کیونکہ اُسکے اوپر "دوستون" کا لفظ بطور بدلہ کے لکھا تھا بعد اسکے کاتب اور اُسکے بھائی کیطرف سے اُنکے محسنون کی فیاضی کا ذکر تھا کہ جو چند روز اُسکی زندگی کے باقی رہگئے ہین اس عطیہ سے بخوبی تمام کٹ جائینگے لیکن عطیہ سے بڑھکر اس بات کا شکریہ ادا کیا گیا تھا کہ ان دونون بھائیون کو اُنکے پرانے شاگردون نے ایسے عہدہ پر بھی پہونچکر فراموش نہین کیا کیونکہ اُنکے نزدیک یہ عہدہ نہایت بھاری متصور ہوا کاتب کو یہ نہین معلوم تھا کہ بورڈ آف اڈمنسٹریشن کیا شے ہے لیکن اس بات کا اُسکو یقین بیشک تھا کہ یہ کوئی بڑا بھاری عہدہ ہے اور اسکے بعد مکرر کر کے بچون کیطرح محض سادگی سے یہ لکھا تھا کہ ہمین نے مدرسہ کی پرانی اٹلسون یعنی کتاب نقشجات ملک مین بہت تلاش کیا مگر اُسمین کہین لاہور کا پتہ نہین لگا" کچھ دنون کے بعد جب ڈاکٹر بینیٹا ابوے کے سامنے یہ فقرہ پڑھا گیا تو سر ہنری نے کہا کہ وہ آپ اسکی وجہ نہین سمجھے مین سمجھ گیا مدرسہ مین جو پرانی اٹلسین تھین اور جو تیس برس کے استعمال سے اب اور بھی پرانی ہو گئی ہونگی اُنہین اس بیچارے بوڑھے آدمی نے لاہور کا نام تلاش کیا ہوگا اور وہ اُنہین کہین درج نہین ہے —

اب صرف اس بات کا بیان کرنا اور باقی رہا اور قصہ کے آخر مین یہ ایک نہایت دلچسپ بات ہے کہ گو کاتب خط سن رسیدہ تھا لیکن اُسکی زندگی نے اسقدر کفایت کی کہ اُسنے اپنے تین شاگردون مین سے ایکو صحیح سلامت دیکھ لیا اور جب سر رابرٹ منٹگمری بلوۂ ہندوستان کے بعد اعزاز حاصل کر کے داخل وطن ہوئے تو ایک جلسہ دعوت مین جو اُنکے پہونچنے کے بعد ہی منعقد ہوا تھا وہ نیم نابینا اسکول ماسٹر بھی کسی نہ کسی طرح سے ایک ٹکٹ جو اُسکو دیا گیا تھا حاصل کر کے جلسہ مین پہونچگیا تھا۔ اُسکی جیب تو خالی ہو گئی ہوگی مگر اُسکا دل مثل اور میہمانون کے جو وہان جمع تھے غنی ہوگا اور مین بلا تامل یہ کہہ سکتا ہون کہ اب اس زمانہ مین ملک پنجاب کے تلاش کرنے مین اُسکو "اسکول کے قدیم اٹلسون" کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہی ہوگی کیونکہ اُسی ملک پنجاب کے ذریعہ سے کل ملک ہندوستان بچا یا گیا تھا اور جن لوگون کے ذریعہ سے خاص کر کے ہندوستان محفوظ رکھا گیا وہ اُسی کے تین پرانے شاگرد اور محسن یعنی ہنری لارنس جان لارنس اور رابرٹ منٹگمری تھے۔ اسکے تھوڑے ہی دنون کے بعد اُسنے قضا کی مگر اس بات سے خوش تھا کہ یولیسیز کے وفادار کتے کی طرح (جو ایک قدیم زمانہ کا قصہ ہے) اُسکی عمر نے اپنے شاگردون کا عروج اپنے مالک کی واپسی کا زمانہ دیکھنے کو کفایت کی [1]

ماہ جنوری ۱۸۵۲ء مین لارڈ ڈلہوزی (بجواب ارل آف ڈربی ہین) جو اُسوقت ہندوستان کی سیاحت مین

[1] اس کتاب کے چھپنے کے بعد مجھکو دریافت ہوا کہ ہیٹسن صاحب کو جو روپیہ بھیجا گیا تھا اُسکے متعلق اُنکے چوتھے شاگرد نے کہ وہ بھی ایک لارنس تھے یعنی سر جارج لارنس نے جواب بھی لکھدیا ہے اسکے بعد کو پچاس پونڈ کی ایک ہنڈوی روانہ کی ۱۲

مشغول تھے لاہور مین آ ئے اور چند دنون تک جان لارنس کے مہمان رہے اسی مقام پر اُنسے پہلے پہل اُس شخص سے ملاقات ہوئی جسکو اس زمانہ کے سات برس بعد جدید انڈین کونسل کا ممبر مقرر کیا اور پھر اُسکے دس برس بعد اُس جلسہ کی اسپیچ مین جو "یادگار لارنس" کے چندہ کے لیے منشن ہوس مین منعقد ہوا تھا دو لفظون سے اُنکی تعریف کی اور وہ دو لفظین جان لارنس کی خصلتون کو اسقدر ظاہر کرتی ہین کہ اور بڑی بڑی باتون سے بھی اسقدر صراحت نہین ہو سکتی۔ لارڈ ڈ الہوسی نے اپنی اس اسپیچ مین کہا تھا کہ "مین اس بات کا دعوی نہین کرتا کہ مجھکو لارڈ لارنس کے حالات سے کوئی خاص واقفیت ہے مگر اسقدر البتہ کہسکتا ہون کہ مین اُنسے خوب واقف ہون اور اُنکے چال وچلن کا جو نقش میرے دل پر ہمیشہ رہگیا اُسکے اعتبار سے مین صرف اسقدر بیان کرسکتا ہون کہ وہ بالیقین ایک معصوم شجاع تھے۔ لارڈ ڈلہوسی نے جب یہ خبر سنی کہ لارڈ ڈ الہوسی پنجاب کی سیر کو آنے والے ہین تو اُنھون نے پیشتر سے دونون بھائیون کو لکھ بھیجا کہ اگر ممکن ہو تو لارڈ موصوف کا سفر شمال مغرب کی زیادہ خطرناک سرحد کی طرف نہ بڑھنے پاوے جہان مہمندون اور سیوائیون نے اسقدر شورش مچا رکھی تھی۔ لارڈ ڈلہوسی نے لکھا تھا کہ "اگر کچھ نعوذ باللہ ہوئی تو لارڈ ڈ الہوسی اور سر ہنری لارنس یا جان لارنس اور پامرسٹن کے مابین بڑا اختلاف پیدا ہو جائیگا" لیکن خوش قسمتی سے ہند برطانیہ روسی ترکستان نہین ہے اور کوئی انگریزی یا روسی سیاح جو کسی حصہ سلطنت ہندوستان کی خواہش کرے تو اُسکے ارادون مین عاقبت صفحہ ۲۴۵ اندیش ترین گورنر جنرل بھی پند و نصیحت کرنے کے سوا اور کسی قسم کی ممانعت نہین کرسکتا۔ جواب مین جان لارنس نے گورنر جنرل کو لکھا کہ "لارڈ ڈ الہوسی لاہور مین جو چیزین دیکھنے کے قابل تھین اُن سبکو دیکھنے کے بعد ابھی ابھی یہان سے روانہ ہوے یہان سے ہزارہ جاکر وہ میرے بھائی سے ملین گے اور وہان سے براہ پشاور دیرہ جات کو جائینگے اور درہ کوہاٹ کی سیر سے بھی باز نہین رہینگے" ہنری لارنس کا یہ دورہ جیسا کہ آخر کو معلوم ہوا اُس صوبہ کی سرحد کے متعلق جسکو وہ بہت عزیز جانتے تھے اور جہان کے لوگ اُنکو عزیز جانتے تھے آخری تھا۔

اُس زمانہ مین جب جان لارنس کے بڑے بھائی اسی دورہ پر یا پھر اُسکے بعد دریائی ملک کی سیر کو گئے تو جان لارنس اور گورنر جنرل کے درمیان بہت کچھ خط کتابت رہی لیکن اُن چٹھیون کا کوئی تمام پاس سوانح عمری کے متعلق ایسا مضمون نہین ہے جو کچھ لطف رکھتا ہو مہمند سیوائی اور "متعصبین ستیانا" جنکی بعد کو اسقدر شہرت ہوئی یہ سب لوگ اسباب مخالفت ظاہر کر رہے تھے اور جان لارنس جیسا کہ اُنکی چٹھیون سے ظاہر ہوتا ہے اس رائے کے موید تھے کہ اُنکے خلاف فوج کشی کی جائے۔ سر کالن کیمبل اپنی معمولی عاقبت اندیشی سے اس معاملہ مین گریز کرنا چاہتے تھے۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ سر کالن کیمبل کی راے کوہستان پر قبضہ کرنے کے کسقدر خلاف ہے گو اپنی راے کی تائید مین کوئی وجہ بیان کرین مگر انکی اصل دلیل یہ ہے کہ قواعددان دیسی پیدل فوج پر اعتماد نہین ہو سکتا اس راے مین صرف حضور ملکہ معظمہ کی افسر نہین بلکہ کمپنی کے بھی بہت سے افسر شریک ہین مین یقین کرتا ہون کہ اگر انھون نے اپنی اصل راے ظاہر کی تو انکا منشا یہی ہوگا کہ وہ پیدل سپاہ کو قواعددان سپاہ پر ترجیح دیتے ہین۔ گانڈہش کے لوگ گورکھا اور پنجاب کے غیر قواعددان سپاہی کوہستان کی لڑائیون کے لیے قواعددان سپاہیون کی نسبت زیادہ موزون سمجھے جاتے ہین پس ایسی حالت مین حضور کیا یہ مناسب نہین ہے کہ قواعددان سپاہیون کی تعداد گھٹا دی جاسے اور غیر قواعددان پیادون کی تعداد زیادہ کر دی جائے مین یہ نہین صلاح دیتا کہ قواعددان سپاہ کے لوگ سب انتہا گھٹا دیے جائین۔ چونکہ یہ لوگ معتبر اور فرمان پذیر ہین اسلیے وہ ہمیشہ قابل قدر رہینگے لیکن اگر فوج مین مختلف قومون کے لوگ شریک کر دیے جائینگے تو لڑائی کے وقت انسے زیادہ کام نکلیگا اور صلح کے وقت بالکل حفاظت رہیگی . . . . مجھکو یقین ہے کہ جبتک ہمسایون اور سیواتیون کی پوری تنبیہ نہ کر دی جائیگی اسوقت تک درہ پشاور بالکل صاف نہوگا اور اس تنبیہ مین جسقدر تاخیر ہوگی اسیقدر زیادہ خرابیان ظاہر ہوتی جائینگی۔ مین نہین یقین کرتا کہ اگر ہمت باندھکر یہ کام کیا جاے تو اسمین ناکامی واقع ہوگی۔

اس اثنا مین جارج اڈمنسٹن لائق فائق کمشنر علاقہ انبہ و ستلج علیل ہوے اور بمجبوری انگلستان جانے کا خیال کرنے لگے انکی قائم مقامی اور اس سے بھی زیادہ ضروری عہدہ کمشنری لاہور پر مقرر کرنے کے لیے جو منٹگمری صاحب کی ترقی سے خالی ہوا تھا انکی جگہ عمدہ افسرون کے تلاش کرنے مین جان لارنس کا بڑا وقت صرف ہوا اور بہت کچھ غور و فکر کرنا پڑی انھون نے تمام امیدوارون کی درخواستین جو پیش ہوئین لارڈ ڈلہوزی کے حضور مین جنکو اس بارے مین اعلی اختیار تھا روانہ کین اور ذرا بھی رورعایت نہین کی اور پہلے اپنے دل مین ہر ایک کا بخوبی اندازہ کرکے آخر مین عہدہ اول کے لیے جارج بارنس اور عہدہ دوم کے لیے چارلس ریکس کمشنر جالندھر پوری کو جو لوگون کو یاد ہوگا کہ سابق مین بمقام پانی پت انکے ماتحت تھے منتخب کرکے انکے لیے سفارش کی۔ سر ہنری لارنس چاہتے تھے کہ دوسرا انتظام ہو اور اس کے لیے سفارش کی لیکن گورنر جنرل نے جیسا کہ انکا معمول تھا جان لارنس کی راے سے اتفاق کیا جان لارنس نے انکو لکھا تھا کہ۔

جبتک کمشنر اول درجہ کا افسر نہو اور جو باتین اسکو سمجھانا پڑتی ہین انکو قرار واقعی نہ سمجھتا ہو اسوقت تک اسکی ذات سے کسی بہبودی کے نتیجہ کی امید کرنا بے سود ہے الحاق پنجاب کو تین سال کا زمانہ گذرتا ہے اور مین سمجھتا ہون کہ زیادہ انھین افسرون سے کام نکلا۔ ہم لاکھ قواعد و اصول مقرر کیا کرین لیکن جبتک کمشنر لوگ انکا منشا اور مطلب نہ سمجھائین اور انکی عملدرآمد کرائین اسوقت تک کچھ حاصل نہین ہے ہر قسمت مین جو کچھ ترقی ہوئی ہے وہ کمشنران قسمت کی مستعدی محنت اور تجربہ کاری سے جدا جدا مناسبت رکھتی ہے۔ مین حضور کو بلاتکلف صاف صاف لکھ رہا ہون میرا خیال ہے کہ ملک کی بہبودی اور خوبی

ناموری اُن لوگون پر منحصر ہے جو اعلیٰ عہدون کے لیے منتخب کیے جائین . . . . تھامسن صاحب مین اعلیٰ درجہ کی صفتین موجود ہین وہ ایک بہت عمدہ مالی افسر ہین۔ شاید ہمارے عمدہ ترین افسرون سے وہی ہین اور تمام صیغون کی ملازمت کے لیے کامل لیاقت رکھتے ہین۔ اصل صفت اُنمین یہ ہے کہ وہ اپنے ماتحتون کی تعلیم و تربیت مین بڑی جانکاہی کرتے ہین۔

جس بورڈ نے پنجاب مین ایسے ایسے کارہائے نمایان کیے تھے چونکہ اب اُسکا زمانہ قریب اختتام پہونچنے والا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ سب مین سربرآوردہ یا ہونہار افسر تھے اور جنکی نسبت برادران لارنس اس بات کے تحریر کرجانے کی خواہش رکھتے تھے کہ زیادہ تر اُنھین کی وجہ سے کامیابی حاصل ہوئی اُنکی فہرست ایک جگہ درج کی جائے اُنمین سے اکثرون کے نام اس سوانح عمری مین پیشتر مذکور ہو چکے ہین اور اکثرون کے نام اب جابجا آتے جائینگے۔ ان مین سے بعض بعض افسر فوجی اور سول خدمت زمانہ غدر بعض بعض ہندوستان کے اندرونی اور بیرونی معرکون کے لائق فائق سپہ سالارون اور بعض بعض ایسے صوبون کے لائق منتظمون کے طور پر جو پنجاب کے برابر بلکہ اُس سے بھی زیادہ وسیع تھے اور دوسرے لوگ بطور سول انجنیرون اہلقلم اور محققین و مدبرین کے قابل یادگار ہین لیکن سب کے سب دوستی خواہ مرتبہ کے اعتبار سے صاحب سوانح عمری ہذا سے تعلق رکھتے ہین اور سبھون نے ایک ایسی تعلیم گاہ مین اُنکے ساتھ کام کیا ہے جہان لاپروا کاہل اور نالائق آدمی کا کام نہین تھا۔ حل ص ۳

اُس زمانہ مین سکھون کا علاقہ جو شامل سلطنت ہوا تھا چھہ کمشنریون پر منقسم تھا از انجملہ کمشنری لاہور پر پہلے منٹگمری بعد اُسکے رنکین صاحب کمشنری جہلم پر اڈورڈ تھارنٹن صاحب کمشنری ملتان پر اجونتھ صاحب کمشنری لیہ و دیرہ جات پر راس صاحب کمشنری ہزارہ و پشاور پر مکیسن صاحب کمشنری علاقہ اندر دست ستلج پر پہلے اڈمنڈسٹون بعد ازان بارنس صاحب کمشنری علاقہ آنر دست ستلج پر جو خود جان لارنس کا سابق عالیشان عہدہ تھا ڈونلڈ میکلیوڈ صاحب مقرر تھے۔

لیکن بہت سے ماتحت عہدون پر ایسے ایسے لوگ تھے کہ اوپر جن افسرون کا حال مین ابھی بیان کر آیا ہون اُنھین کے برابر ہونہار تھے اور بعضون نے اُنسے بھی زیادہ ناموری پیدا کی ایسے اشخاص مین مندرجہ ذیل افسر داخل ہین یعنی رابرٹ نیپیر اور نول چیمبرلین جان نکلسن اور ہربرٹ اڈورڈس جارج میکگریگر اور جیمس میکفرسن جارج لارنس اور ہنری لمسڈن جان بیچر اور الگزینڈر ٹیلر جارج کیمبل اور ریچرڈ ٹیمپل ہنری کوپ اور رابرٹ کسٹ اڈورڈ لیک اور جارج بارنس ہرکیولیز اسکاٹ اور ریچرڈ لارنس لون بورنگ اور اڈورڈ برینڈرتھ ریچرڈ پالاک ہیوجیمس اور ڈگلس فورسائیتھ ہندوستان مین ہماری سلطنت کی تاریخ جب سے شروع ہوئی شاید اسوقت سے ابتک ایک واحد صوبہ کے اندر کبھی اسقدر لائق افسر ایک جگہ جمع نہوئے ہونگے اور کوئی صوبہ بھی ایسا نہ پایا گیا ہوگا جسمین اتنی قلیل رعایت کے ساتھ بھی اسقدر لائق لوگون کو کارگزاری کرنے کا اتنا بھاری میدان

ملاہو۔ لیکن براداران لارنس سے جنکی شہرت کی خاص وجہ سے یہ نامی گرامی لوگ ایک جگہ جمع ہوگئے اور پنجاب کی ملازمت کے لیے ہندوستان بھر کے افسران کو خواہشمند بنا دیا اب جیسا کہ ظاہر مین معلوم ہوتا تھا ملک کا کام اسقدر عمدگی کے ساتھ جیسا کہ دیرات کی حکمت مین اپنے عرصہ کے اندر انجام ہوسکتا تھا درجہ اتمام کو پہونچا دیا بورڈ کی نسبت لارڈ ڈلہوزی جو اسکے بانی مبانی تھے یا ممبران بورڈ نے جو اسمین شامل تھے سوا اسکے کبھی اور کچھ خیال نہین کیا کہ یہ ایک عارضی انتظام عارضی ضرورتون کے لیے کیا گیا تھا۔ یہ ضرورتین جیسا کہ مین بیان کرچکا ہون ایک ش ۲
ایسے طریقہ سے رفع ہوچکی تھین جو شاید اور کسی انتظام سے نہین ہوسکتی تھین۔ بورڈ کی حکومت مین ملک مین امن وامان قائم کردی گئی اسکے جنگلی اور متعصب سپاہی آشتی سے کسانی کرنے لگے۔ سرحد کی حفاظت کے لیے فوج کا بندوبست کردیا گیا۔ انسداد جرم اور بقاے امن کے لیے انتظامات پولیس کی تکمیل ہوگئی صف بستہ ڈاکوؤن اور سنگین جرائم کا تدارک کردیا گیا محصول اراضیات مین تخفیف کردی گئی اور بندوبست مال کی ازسرنو ترمیم ہوئی ہر قسم کی ملکی اصلاحون کے مطابق مثلاً پلون سڑکون نہرون کچہریون بارکون اسکولون شفاخانون اور دوسری عمارات متعلقہ رفاہ خلائق کے کام جاری کیے گئے اور انکی تجویزین عمل مین لائی گئین اصل تو یہ ہے کہ پرانا انتظام بالکل بدل گیا اور نیا انتظام اسکے بدلے جاری کیا گیا اور اگر اب بھی بہت کچھ کرنے کو باقی رہگیا تھا تو ملک کا انتظام بخوبی تمام اسطرح کا کردیا گیا تھا کہ صلح آمیز طریقون سے اسکی بہبودی اور فلاح ہو اور اب چونکہ اس تو ملحقہ صوبہ کی کیفیت غیر معمولی حالت سے کسیقدر بدلگئی تھی تو اب اسکے واسطے بورڈ کی نسبت زیادہ باقاعدہ گورنمنٹ کی حاجت تھی۔

تبدیل انتظام کا جو عام خیال تھا وہ ان مین افسرون کی عقل آرائیون سے اور بھی قوت پکڑ گیا۔ بورڈ کے قائم ہونے کے قبل دونون براداران لارنس کے درمیان طبیعت تعلیم قابلیت اور طرق انصرام کار مین جو اختلافات پائے جاتے تھے وہ بورڈ کی نشستون کے شروع ہوتے ہی عیان ہونے لگے اور ممبرون کے ہاتھ مین جو جو کام بڑھتا گیا اسیطرح وہ اور زیادہ ظاہر ہوتے گئے اور گو صورت معاملات کی درستی کے لیے جوارکان بورڈ سے برداشت نہین ہوسکتی تھی وہ اختلافات افسوس کے قابل تھے لیکن تمام باتون سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ اب یہ اتفاق شکست ہوجائیگا منٹگمری صاحب کے آنے سے جو دونون بھائیون کے دوست تھے باوصف اس امید کے کہ انکی ذات سے اسوقت بڑا فائدہ ہوگا اور بھی بدتر حالت ہوگئی یا بہرحال جس بھائی نے پہلے پہل انکو پنجاب مین بلایا تھا اسی کے نزدیک یہ بات پائی گئی۔ خاص خاص لوگون کے خیال کے مطابق منٹگمری صاحب ہنری کے دوست تھے لیکن اپنی تعلیم اور حکمت عملی کے عام خیالات کیوجہ سے تمام مختلف فیہ مسائل مین انھون نے جان کی راے سے اتفاق کیا بورڈ کی ممبری کے لیے ہنری لارنس نے اسواسطے انکی سعی کی تھی کہ وہ جان سے اختلاف

راے کرینگے لیکن بالآخر کیطرح اسکا نتیجہ اسکے خلاف پیدا ہوا ہنری لارنس مین جیسا کہ معلوم ہوتا ہے یہ بڑا عیب تھا کہ وہ بعض اوقات دیانت داری کے اختلاف اور خود غرضی یا مفاد ذاتی کے اختلاف مین تمیز نہین کر سکتے تھے اسلیے اپنے فریق کیطرح انکو ایک مرتبہ بھی یہ معلوم ہوا کہ جسکو وہ اپنا جانی دوست سمجھے تھے اسی نے انکی شہرت کا جس پالیٹکل حکمت عملی کے متعلق جیسا کہ مین کئی جگہ بیان کر چکا ہون دونون بھائیون مین زیادہ اختلاف تھا وہ جاگیرداروں کا معاملہ تھا ان جاگیرون کی روسے خاص خاص اضلاع کی مالگذاری اراضیات منتقل تھی اس مسئلہ کے متعلق ہر مقام پر دقتین واقع تھین لیکن پنجاب مین بالتخصیص زیادہ تھین کیونکہ پنجاب کی جاگیرین بیشمار اور بڑی بڑی تھین۔ رنجیت سنگھ کی سپاہ مین سوارون کا ایک بڑا حصہ انھین جاگیردارون کے بہم پہونچاے ہوے سوارون سے شامل تھا۔ خاص خاص وزراے دربار لاہور۔ خاص خاص سرداران رنجیت سنگھ جو لڑائیون پر جاتے تھے انکے اہل و عیال بی بیان بیوائین۔ حرمین خود رنجیت سنگھ اور اسکے تین چند روزہ جانشین شاہی حجام شاہی علما شاہی منجم اور شاہی باورچی جسنے ایک خاص قسم کی نئی غذا مہاراجہ کے مرغوب الطبع ایجاد کی تھی۔ برہمن اور فقیر مکتب اور خیراتخانے ان سب کو الحاق پنجاب کے وقت بذریعہ نقد خزانہ سے نہین بلکہ جاگیرون کے ذریعہ سے مدد دی جاتی تھی یا اصل تو یہ ہے کہ خاص خاص اضلاع انکے لیے علیحدہ کر دیے گئے تھے اور اختیار دیدیا گیا تھا کہ جو کچھ پائین ان اضلاع سے چھین جھپٹ کر وصول کر لین انمین سے بعض بعض جاگیرین تو ویسی فرمانروایون کے وقت مین نسلاً بعد نسل قائم رہین اور بعض فوراً سختی کے ساتھ ضبط کر لی گئین لیکن گورنمنٹ کو ہر حالت مین اختیار تھا کہ جب چاہے انکو نکال دے اس قسم کا انتظام اس گورنمنٹ کے لیے البتہ موزون تھا جسکو صرف یہ خواہش تھی کہ بلا وقت روپیہ وصول ہو جاوے اور بلا کد و کاوش اور ادائے تنخواہ کے بروقت فوج تیار رہے لیکن انگلش گورنمنٹ نہ ان طریقون کو جائز رکھ سکتی تھی اور نہ اسکا یہ منشا ہو سکتا تھا کہ لوگ جاگیردارون کے ذریعہ سے ملک کا انتظام کیے ہوے تھے اور انھین جاگیردارون کے ذریعہ سے انکا حق المحنت دیتے تھے۔ انگریزون نے بیشتر اور ولایتی افسرون کے ذریعہ سے انتظام کرنے کی کوشش کی اور ساتھ ہی انکے ملک کی بڑی بڑی اصلاحین کرنا چاہین پس اصل سوال یہ تھا کہ ان دونون طریقون کی گورنمنٹ کیونکر بالاشتراک قائم ہو سکتی تھی اور اس کا جواب اس فیصلہ پر منحصر ہے جو ہم دونون بھائیون کے اصل سبب اختلاف کی نسبت صادر کرینگے۔

یہ تکرار دونون کے درمیان اصولی نہین بلکہ فروعی تھی۔ بعض عام اصول گورنمنٹ عالیہ نے مقرر کر دیے تھے جو اس زمانہ کے حالات کے اعتبار سے بہت کچھ فیاضانہ تھے مثلاً ایک قاعدہ یہ مقرر کر دیا گیا تھا کہ جو جاگیرین اگلے فرمانروایون کے وقت مین جائز رہی تھین وہ اور تمام سرکاری وظائف اسوقت تک برابر بحال رکھے جائین جب تک انکے عطیہ کا منشا پورا نہو۔ اختلاف ان صورتون مین پیدا ہوا تھا جنکی بابت کوئی مضبوط او مستحکم قاعدہ

نہین مقرر کیا گیا تھا بلکہ براہ دانشمندی غور خاص کے لیے چھوڑ دی گئی تھین ان صورتون مین ہنری نے اپنی طبیعت اور حکمت عملی کے اعتبار سے بھی ہمیشہ جاگیرداروں کے مفید مطلب راے ظاہر کی اور جان نے اسیطرح لفظ خلائق اور بعہد انتشار انگلش گورنمنٹ کے اعتبار سے اپنی راے ظاہر کی —

ابتدائی تحقیقاتین جو ہونیوالی تھین وہ بہت بھاری تھین، صرف پنشن کے مقدمات دس ہزار کے قریب تھے اور جاگیرون کا جو ایک ایک علاقہ سے لیکر ایک ایک گانون تک تھین کوئی حساب نہین تھا ہربرٹ اڈورڈس ہر مقدمہ کی ابتدائی تحقیقات کے لیے خاص افسر مقرر کیے گئے اور جب دوسری جگہ انکی ضرورت ہوئی تو جان نیچر نے انکی قائم مقامی کی نیچر صاحب کی راے ہنری کی راے سے بالعموم مطابق تھی اور اسوجہ سے علی العموم انکی سفارشین جاگیرداروں کے زیادہ مفید مطلب ہوتی تھین۔ وہ ہر مقدمہ کو پہلے پریسیڈنٹ کے پاس جو ریذیڈنسی کے ایک کمرہ مین کام کرتے ہوتے تھے اور ہمیشہ انکی سفارشون پر دستخط کر دیا کرتے تھے اور بعد اسکے جان کے پاس لے جاتے تھے جو اسی کے متصل ایک دوسرے کمرہ مین کام کرتے تھے اور جو ایک لیپے تبسم کے ساتھ جسکی جان نیچر سے بڑھکر اور کوئی شخص قدر نکرتا ہوگا یہ کہتے تھے کہ "آہاہ آپ چاہتے ہین کہ مجھکو مغلوب کرین اور ان کاہل الوجودون کو سرکاری روپیہ برباد کرنے کو دلوا دین یہ مجھسے ہرگز نہوگا مین ایک نہ مانونگا"۔ اسکے بعد نیچر اس مقدمہ کو منٹگمری صاحب کے پاس لیجاتے تھے جو علی العموم جان کی راے سے اتفاق کرتے تھے چنانچہ اس سبب سے ان معاملات مین جب ایک بھائی دوسرے کی کارروائی مین مانع رہتا تھا تو ساتھ ہی اسکے ایک دوسرے کے عیوب کی بھی تصدیق کرتا تھا اور رچرڈ ٹمپل نے بھی یہ بات ایک مرتبہ ہربرٹ اڈورڈس سے کنایتاً بیان کی تھی ہنری اپنی تمام تجویزات مین گو وہ کسیطور کی ہوتین ضرور کشادہ دلی صرف کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جان ضرور انہین تراش خراش کریگا اور انہین وجوہات سے جان بڑی سختی اور دل گرفتگی سے اپنی راے ظاہر کرتے تھے —

ص ۳۸۱

ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۵۱ء مین جب منٹگمری صاحب کا آنا ہوا اور جان نے باہمی صلح قائم رکھنے کے خیال سے چاہا کہ آپسمین کام تقسیم ہو جاتے تو اس زمانہ مین کچھ دنون کے لیے بظاہر یہ اختلاف کم ہو گیا لیکن یہ حالت تھوڑے ہی عرصہ تک قائم رہی۔ ماہ مئی سنہ ۱۸۵۲ء مین (یعنی سرحد دیرہ جات کے دورہ اور دوسرے سالہ کے دورہ پر جانے کے مابین جو وقفہ گذرا تھا) منٹگمری صاحب نے ایک طول طویل چٹھی جان کی شکایت مین لکھی اور اسمین یہ خواہش ظاہر کی کہ یہ چٹھی ہنری کو دکھا دیجیگا۔ دوسرے دن جان نے اس سے بھی زیادہ طول طویل چٹھی اسکے دندان شکن جواب مین لکھی اور آخر مین انہون نے بھی اسیطرح کی استدعا ظاہر کی منٹگمری صاحب نے جو "دو اعلی درجہ کی قوت کے انجنون کے درمیان ایک روک تھے" جان لارنس کا جواب

جب ہنری لارنس کو روانہ کیا تو انکو ایسی نصیحت آمیز عبارت لکھی جسکی لفظ لفظ اُن لوگون پر جو اُنکے حالات سے واقف تھے صاحب موصوف کی خصلتون کو آشکار کرتی ہے ۔ ٹامگری صاحب نے لکھا تھا کہ "اس چٹھی کو بہت سہولیت اور سلوک کے ساتھ پڑھیگا اور میرے نزدیک تو آپ کو اُسکا جواب ہی لکھنا مناسب نہین تھا مین خوب جانتا ہون کہ اگر آپ چاہتے تو دفتر کے دفتر اس چٹھی کے جواب مین سیاہ کر ڈالتے لیکن میرے نزدیک یہ امر تحصیل حاصل ہے جب آپ دونون کے خیالات مختلف ٹھہرے تو ضرور ہے کہ آپ اختلاف مین اتفاق کرینگے پس آپ اسی اتفاق کو غنیمت سمجھیے اگر سرکاری معاملات کے متعلق آپ دونون بھائیون کی رائین متفق ہوتین تو میرے نزدیک بہت بہتر ہوتا مین خوش ہون کہ مین آپ دونون بھائیون کا دوست ہون گو آپ لوگون کی رائے سے مین نے اکثر اختلاف کیا لیکن مجھکو یہ کبھی نہین معلوم ہوا کہ آپ مجھکو کچھ برا سمجھتے ہین مین بھی کوشش کرتا رہتا ہون کہ جہانتک ممکن ہو اپنا اداری سے کہ ساتھ برتاؤ کرون اور میری دلی آرزو یہی رہتی ہے کہ آپ سے اتفاق نہ کہ اختلاف کرون " اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے کہ باوجود اس عمدہ نصیحت کے ایک پورا دو ورقہ جواب مین لکھا گیا لیکن چونکہ ٹامگری صاحب ہمیشہ صلح قائم رکھنے پر آمادہ رہتے تھے اس سبب سے اُنھون نے وہ چٹھی نہین دکھلائی کیونکہ اُنھون نے خیال کیا کہ اس سے معاملات کی درستی اور بھی بگڑ جائیگی اُنھون نے بیان کیا تھا کہ "میرے بھائی اسٹنٹ جان نے ہنری لارنس سے زبانی کہہ دیگا کہ انکی چٹھی سے انکو بہت رنج ہوا اور انمین بعض ضروری باتین جو تمنے بیان کی ہین انکو بھی حتی الامکان سہولت سے بیان کر دیگا ۔ مجھے کچھ شک نہین کہ وہ دونون بھائیون کے درمیان صلح کرانے کا کام اس سے بڑھکر کسی سے نکیا ہوگا اور ان بھائیون کے سوا کسی شخص نے وہ اعلیٰ درجہ کی قوت کے انجمنون کو ایک دوسرے سے ٹکرا کر نقصان پہونچنے کو روکا ہوگا ۔۔

اس خط وکتابت کے اقتباسات ہرمن میریول صاحب نے اپنی سوانح عمری سر ہنری لارنس صاحب مین بخوبی تمام استقدر درج کیے ہین جسقدر ان چٹھیون کا عام منشا ظاہر کرنا ہے اور مین انکی طرح اس بات مین کوئی فائدہ نہین دیکھتا کہ اب اتنے عرصہ دراز کے بعد ان دونون اولوالعزم اور عالیہمت بھائیون کی تحریرین جو ایک دوسرے پر الزام لگانے کے بارے مین ہین شائع کرون ۔ دونون بھائیون کو باہم کسیقدر اپنا ذاتی خیال تھا اس سے کہین زیادہ انکو اپنی سرکاری خدمات کا لحاظ رہتا تھا

بہت سی باتین جو بطور عیوب کے ظاہر کی گئی تھین مثلاً یہ کہ ایک بھائی کا دوسرے بھائی کی خدمتون مین خلل انداز ہونا وہ ہرگز داخل عیوب نہ تھین بلکہ خالص نیکی پر دلالت کرتی تھین بعض باتین اگر کسیطرح پر داخل عیوب ہو سکتی ہین تو بہرحال انکا میلان بجانب صواب ہے اور آئندہ خلائق کے حق مین نہایت ہی فائدہ ہوا الٰہی اور قسم کے عیوب جو بیان کیے گئے ہین وہ صرف راقم کتاب کی پرجوش قوت متوہمہ کے نتائج ہین ۔ دونون بھائیون کی آئی

ح ۱۴۱

تہمتون سے جنکا اظہار کیا گیا ہے بعضون کو مین بھی مدلل بدلائل پاتا ہون مثلاً یہ کہ ہنری لارنس اپنے دفتر کے کام مین ترتیب اور قاعدہ اور ضابطہ پر چندان لحاظ نہین کرتے تھے جان لارنس مزاج کے اکھڑ تھے طبیعت مین حکومت اور راے مین خود اختیاری تھی اور جو لوگ بدانتظامی کیوجہ سے قصوروار ہوتے تھے اُنکے ساتھ کسیقدر ہمدردی کرتے تھے چنانچہ ان سب باتون کو مین بیشتر بیان کر چکا ہون مین دیکھتا ہون کہ مین زیادہ تر منٹگمری صاحب کی نصیحت پر عمل کر رہا ہون اور ساتھہی اُسکے وہ بات کر رہا ہون جو آشتی کے وقت دونون بھائی کرتے تھے اگر مین دونون بھائیون کی اُسلئے الزامون کو ظاہر نہ کرون بلکہ اُسکے بدلے جان لارنس کی ایک چٹھی موسومہ لارڈ ڈلہوسی مورخہ ۲۳ نومبر (یہ چٹھی بہت بیشتر یعنی الحاق پنجاب کے پانچ برس اُدھر کی ہے اسمین نہایت انصاف کے ساتھ وہ اختلافات بیان کیے گئے ہین جنکی نسبت اُس زمانہ مین بھی جان لارنس یہ نہین سمجھتے تھے کہ اُنکی کسی کوشش سے وہ فرو ہونگے اور اُس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت نوح کیطرح وہ ہر وقت اس بات پر آمادہ رہتے تھے کہ اگر اُن کے دریا مین کو ڈپٹنے سے جہاز سلطنت زیادہ بادبان کا متحمل ہوسکے اور بآسانی منزل مقصود کیطرف چل سکے تو وہ سمندر مین بھی کود پڑین) کو نقل کرون تو مین سمجھتا ہون کہ منٹگمری صاحب کی نصیحت پر زیادہ تر عمل اور ساتھہی اُسکے ایسا کام کرسکونگا جو دونون بھائیون کے نزدیک عمدہ متصور ہوتا۔ وہ چٹھی یہ ہے

حضور عالی مفاخرت نامہ مورخہ ۲۰ نومبر وصول ہوکر باعث سرافرازی و ممتازی ہوا۔ حضور نے جن الفاظ سے میری خدمات کی نسبت اپنی راے ظاہر فرمائی ہے اُنکا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہون واقعی اس سے بڑھکر کوئی بات نہین ہے کہ جو شخص کوئی خدمت کرے گو وہ کیسی ہی حقیر کیون نہو اور اُس خدمت کی نسبت ایسا شخص جو سب سے زیادہ راے دینے کا مجاز ہو اپنا اعتراف ظاہر کرے۔ حضور عالی یقین فرمائین کہ جبتک لاہور مین میرا قیام ہے میری بہترین کوششون مین گو کسی جگہ پر میری قسمت مجھکو مقرر کرے مجھسے کوتاہی نہوگی۔

ص ۱۸۲ مین اپنی تمام عمر محنت شاقہ کرتا آیا اور اب گویا یہ میری طبیعت ثانیہ ہوگئی ہے اسلیے مین کچھ عادت اور کچھ اصول سے کام کرتا ہون۔ میرا جثہ قدرتی طور پر قوی ہے اور مین نے کوشش کرنے مین کبھی راست بازی سے تجاوز نہین کیا لیکن جسقدر وقت مین صرف کرسکتا ہون اُس سے زیادہ مشقت اور کام کرنے کی حاجت ہے۔

اگر مین نے اپنی ذاتی خواہشون کے مطابق اپنی راے پر عمل کیا ہوتا تو علاقہ آنروے ستلج کے قدیم ہی عہدہ پر مین قائم رہا ہوتا جہان خوش قسمتی سے دماغی کامون کے ساتھ مجھکو جسمانی محنت بھی کرنا پڑتی۔ یہ عہدہ مجھکو کچھ اچھا نہ معلوم ہوا جب مسٹر میکسیل میری جگہ مقرر کیے گئے تو وہ تنہائی اور اولوالعزمی کی بات جاتی رہی باینہمہ مجھکو خیال ہوا کہ یہ عزت کا عہدہ ہے اعلیٰ افسرون کی خواہش بھی ہے کہ مین اس عہدہ کو قبول کرون اور اس سے انکار کرنے مین غلط فہمیون کے واقع ہونے کا گمان ہے۔ اس عہدہ کے قبول کرنے کے بعد مین نے کوشش کی کہ اپنے فرائض منصبی جہانتک ممکن ہون نہایت عمدگی

ساتھ ادا کرون جاننے والون پر یہ بات مخفی نہین ہے کہ میری یہ خدمتین کسقدر دشوار ہین گو یہ عہدہ کیسا ہی اعلی اور ممتاز کیون
نہو مگر قطع نظر خیال تندرستی کے اور خاص کر کے ایسے شخص کے لیے جسکی رائین مستقل اور طبیعت ایک خاص طور کی ہو
اُسمین بہت سی خرابیان ہین - اگر میری راے غلطی پر نہین ہے تو مین یقین کرتا ہون کہ خاص اپنی راے کے موافق عمل کرنے
مین میری خوشی اور سرکار کا فائدہ زیادہ متصور ہے - مین اپنی سرشت کے مطابق اس حکومت ثلثہ کے لیے موزون نہین ہون
میری راے صحیح خواہ غلط ہو لیکن عادت یہی ہے کہ اکثر باتین جو میرے ذہن مین آتی ہین انکو یہی چاہتا ہون کہ فوراً عمل مین
لائی جائین اور اپنے خیالات کے موافق عمل کرنے کی جوابدہی اُٹھانے مین مجھکو پس وپیش بہت کم ہوتا ہے میرے بھائی جنکو
جو مجھسے کہین زیادہ لائق فائق ہین اُنکے خیالات میرے خیالات کے خلاف ہین مین چاہتا ہون کہ انتظام جسطرح سے بدل دیا جاے
اور وہ یہ بات ہرگز نہین چاہتے ہین - وہ عمر مین مجھسے بڑے ہین اور ہم دونون بھائیون مین ہمیشہ نہایت الفت رہی - اب اُنسے
اختلاف کر کے رہنا مجھکو نہایت شاق گذرتا ہے - اُنسے بہتر اور اُنسے زیادہ ایماندار شخص مین نے نہین دیکھا یعنی یہ کہ اپنے فرائض
منصبی کو اُنسے زیادہ ایمانداری کے ساتھ انجام کرنے والا میری نگاہ مین کوئی نہین معلوم ہوتا ہے لیکن سول معاملات کی حکمت عملی
کے متعلق میری اور اُنکی راے مین بڑا اختلاف ہے مسٹر منسیل کا مین بڑا دوست ہون لیکن اُنکے خیالات کا رجحان میری نسبت
بھائی کیطرف زیادہ ہے - اور اس وجہ سے مجھکو اپنا کام ہی نہین کرنا پڑتا ہے بلکہ اپنے شریکون سے بحث ومباحثہ بھی کرنا ہوتا ہے
یہ بات سرکاری کام کے لیے اچھی نہین ہے کیونکہ اُس کی اشد ضرورت ہے کہ لیے ایک سیدھا اور قوی انتظام کی حاجت ہے -

مجھکو حضور کی سرپرستی کا کوئی دعوی نہین ہے لیکن اگر کوئی عہدہ ایسا خالی ہو جسمین میری قابلیتون اور تجربہ کا عمدہ
طور پر استعمال ہو سکتا ہو تو مین خوشی سے اُسکی نسبت اپنی امیدواری ظاہر کرتا ہون مجھکو ہمیشہ کچھ نہ کچھ عاملانہ کام ملتا رہا ہے اور
الحاق پنجاب کے تین برس پیشتر جب مین علاقہ آنر وسے ستلج پر مقرر تھا تو اُس مقام پر وہ بہبودگی جو اسوقت وہان پائی جاتی ہے
نہین پیدا کی بلکہ اول دو برسون مین مہینون تک ایسی خدمتون پر جو میرے عہدہ سے بالکل تعلق نہین رکھتی تھین لاہور مین بھی
مقرر رہا - اگر مین سویلین نہوتا بلکہ سپاہی ہوتا تو ابتک اعلی عہدہ پر میری ترقی ہوگئی ہوتی - جو لوگ میرے ماتحت تھے اور ابھی
نئے نئے کام پر مقرر ہوئے تھے اُنکی ترقی تو ہوگئی اور بہت واجبی طور سے ہوئی -

جب گورنر جنرل سابق ہندوستان سے روانہ ہوتے تھے تو اُنھون نے میرے نام کی آخری چٹھی مین میری خدمتون
کی شکرگزاری ظاہر کر کے لکھا ہوگا کہ اگر میرا قیام کچھ دنون اور ہوتا تو مین آپکی ترقی کرتا - گو جس طریقہ سے سر فریڈرک کری کو لاہور
مین مجھپر ترجیح دی گئی تھی اُس سے مجھکو کسیقدر رنج ہوا لیکن مین اُس جگہ کا چندان خواہشمند نہین تھا کیونکہ مجھکو اس عہدہ کی
دقتین اور خطرات خوب معلوم تھے اور مجھکو جو جگہ دی گئی تھی اُس سے مطمئن ہوگیا اب مین دیکھتا ہون کہ مین ایک ناموزون
جگہ پر ہون اور اگر عزت کے ساتھ میری رہائی ہو تو بہت خوشی سے اُسکو قبول کرونگا -

مین اپنی امیدون اور خواہشون کو اس بیباکی کے ساتھ ہرگز نہ بیان کرتا لیکن سابق مین حضور نے جو نظر توجہ مبذول فرمائی تھی

۱۸۵۱ع

اُس سے یہ عبارت ہوئی ہے۔ اب مین حضور کو اپنے معاملات کی نسبت زیادہ تکلیف نہ دونگا صرف اسقدر عرض کرتا ہون کہ اگر میرا لاہور ہی مین رہنا ضرور ہے تو مین خوشی سے ٹھیرا رہونگا اور جب تک میری تندرستی اور قوت قائم رہیگی اُسوقت تک اپنی خدمت کو انجام کرونگا ـــ

جو درخواست اس دردناک بیان سے پیش کی گئی تھی اُسکو لارڈ ڈلہوسی نے یہ انصافانہ اور سخت کیفیت لکھکر داخل دفتر کردیا کہ گو دونون بھائیون پر کیسی ہی تکلیف کیون نہ گذرتی ہو لیکن نتیجہ بالضرور سرکار کے حق مین مفید ہوگا اور اسطور پر اولوالعزم جان لارنس نے بہادری کے ساتھ اور تین برس تک اُس جہاز کے چلانے کا بیڑا اُٹھالیا لیکن جو لوگ اُسپر کام کرنیوالے اور ہر طرح کے موسم مین سکان کے چلانیوالے تھے اُن کے بہم پہونچانے کے لیے اور بھی زیادہ کوشش کرنے کا ارادہ باندھا آخرکار ۱۸۵۲ع مین طوفان آہی گیا۔ رزیڈنسی حیدرآباد کا عہدہ خالی ہوا اور دونون نے (قریب قریب ایک ہی طرح) لارڈ ڈلہوسی کی خدمت مین اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ اس خالی عہدہ پر ہم دونون مین سے ایک نہ ایک کا تبادلہ کردیا جائے دونون نے صاف صاف یہی لکھا کہ پنجاب مین رہنا ہم بہتر سمجھتے ہین لیکن ساتھ ہی اُسکے اس بات کی آمادگی بلکہ خواہش بھی ظاہر کی کہ موجودہ انتظام قائم رہنے کے بدلے ایک نہ ایک کا یہان سے چلا جانا بہتر ہے۔ دونون بھائیون کی درخواستون کا ماحصل یہی تھا کہ ہم لوگون کو ہر ایک انتظام جسمین سرکار کا فائدہ مقصود ہو منظور ہے لیکن بنسبت ایسا کرنا چاہیے جسمین ہر شخص کی خلاف راے اُسکی خدمتون کے لیے موزون ہوسکے۔ جان لارنس نے مندرجہ ذیل چٹھی کورٹنی صاحب کو جو گورنر جنرل کے سکرٹری تھے تحریر کی۔ چٹھی بہت طول طویل ہے لیکن چونکہ اُسکے مضامین بہت ضروری ہین اسلیے مین اُسکا زیادہ تر حصہ منتخب کرکے نقل کرتا ہون ـــ

۵۔ دسمبر ۱۸۵۲ع مقام لاہور ـــ

میرے پیارے کورٹنی صاحب مین نے سنا ہے کہ جنرل فریزر عنقریب حیدرآباد سے کنارہ کش ہونے والے ہین اسلیے مجھکو بھی کچھ کچھ امید (شاید وہ امید موہوم ہی ہے) ہوئی ہے کہ ہماری موجودہ حالت مین کچھ تغیر کی شکل پیدا ہوجائے ـــ مجھے خوب معلوم ہے کہ پارسال گورنر جنرل کی راے میرے پنجاب سے چلے جانے کے بارے مین قطعاً خلاف تھی اور منسیل صاحب کو ناگپور مین مجھپر کیسی مہربانی کرکے مقرر کیا۔ لیکن عجب نہین کہ وہی عذرات اسوقت بھی پیش آئین۔ بہرحال مین نہایت خواہشمند ہون کہ اپنے موجودہ عہدہ کی پریشانیون کا حال آپسے بیان کرون سرکاری کام مین جیسے اور میرے بھائی سے جیسی پیشتر بنتی تھی ویسی اب نہین بنتی ہے۔ اصل تو یہ ہے کہ میرے اور اُنکے درمیان اب بیگانگی بہت بڑھگئی ہے۔ ہمارے اُنکے یکجائی بہت کم اور سرکاری معاملات کے متعلق بحث و مباحثہ اور بھی کم ہوتا ہے۔ مین اُنپر کوئی الزام نہین عاید کرنا چاہتا۔ اُنکے گذشتہ حالات میرے گذشتہ حالات سے ایسے مختلف ہین اور ہم دونون آدمیون کی

ایسی مختلف تعلیم گاہون مین تربیت پائی ہے کہ اندرونی حکمت عملی نظم ونسق کے متعلق شاذ ہی مسائل پر ہمارے اُنکے اتفاق
ہے - فی الحال کثرت سے کام رکھا ہوا ہے اور الحاق پنجاب کے وقت سے ابتک یہی کیفیت چلی جاتی ہے مین نے چاہا تھا کہ
آپسمین کام تقسیم ہوجائے لیکن وہ نہوا حالانکہ اُس سے میری خواہش کچھ یہ نتھی کہ مین کسیکی صلاح پر عمل کرنے یا اپنے
ہمجنسون کی رائین سُننے سے نجات پاتا بلکہ اسوجہ سے اُسکی کوشش کی تھی کہ یہ باہمی اختلاف جو برابر چلا جاتا ہے وہ کسیطرح سے
فرو ہوجائے مین اس بات کو سمجھتا ہون کہ تینون ممبر آپس کے اتحاد سے ایک جگہ بیٹھکر کام کرین اور اسطور پر اُن سب کا کام
انجام ہوتا جائے لیکن خرابی تو یہ ہے کہ دو ایسے آدمی ایک جگہ جمع ہوئے ہین جو اپنی اپنی راے کے موافق عمل کرنا چاہتے ہین
اور ایک دوسرے کی راے بالکل مختلف اور دستور اور عادت کام کرنے کی جدا جدا ہے - گورنر جنرل نے ایک مرتبہ
مجھکو لکھا تھا کہ گو موجودہ انتظام سے دونون بھائیون کو کیسی ہی تکلیف کیون نہو مگر اُس سے ابتک سرکار کے حق مین فائدہ
ہوتا آیا - شاید یہ ہوسکتا ہو لیکن اب تو اُسکے آثار روز بروز کم ہوتے جاتے ہین آپ نے ایک مرتبہ مجھکو لکھا تھا کہ اگر تم موقع دیتے
تو بعید از قیاس نتھا کہ تمھارے بھائی ابتک کب کے ولایت چلے گئے ہوتے لیکن یہ غلطی ہے - وہ جب تک رہ سکینگے اُسوقت
تک ضرور ہندوستان مین رہینگے انگلستان اُنکے پسند نہین ہے اور اُنکی بی بی کے اور بھی ناپسند ہے - وہ کاٹھی ہی پر بیٹھے
بیٹھے مرنا چاہتے ہین جیسا کہ اکثر اُنھون نے خود بیان کیا ہے مگر بہر حال مجھکو یہ ہرگز ہرگز منظور نہین ہے کہ مین اُنکے نقصان
سے اپنا فائدہ حاصل کرون - علاوہ برین یہ امر محض نا ممدوح اور نازیبا ہے کہ سرکاری معاملات کے متعلق جو خیالات عرصہ سے
میرے ذہن نشین ہوگئے ہین اور جن پر مدتون سے مین غور و فکر کرتا آیا ہون اُنکو اپنے ذاتی فائدے کے لحاظ سے چھوڑ دون
نظم ونسق کا نتیجہ بھی مخالف پیدا ہوا ہم لوگون کے اختلاف کا اثر یہ ہوا کہ دونون رایون کے بین بین ایک طریقہ پر عمل کیا گیا لیکن
اُسمین انتظامی قوت کا زور گھٹ گیا کامون کے انجام مین تاخیر ہوتی خط کتابت اور حکمت عملی کے متعلق بے ترتیبی اور
ص ۳۱۵ بدعنوانی رہی اور ہمارے ماتحتون پر جو رعب رہنا چاہیے تھا وہ کم ہوگیا یہ حالتین مجھکو ایسی سوہان روح معلوم ہوتی ہین
کہ اگر مجھکو چھٹکارا ملجائے تو مین بڑی بڑی منتون کو مان لون - اگر مجھکو صرف اسقدر اختیار مل جائے کہ مین اپنی راے کے
مطابق عمل کر سکون تو مجھکو اس بات کی کچھ پروا نہین کہ کام کسقدر زیادہ ہے اور میرے اوپر ذمہ داری کسقدر عائد ہوتی ہے
لیکن ہر وقت تیر و کمان لگائے رکھنا اور خواہ مخواہ کو تیغ بکف رہنا ستم ہے - مین اپنے تئین اس بات کے لیے بورڈ کا
ممبر سمجھتا ہون کہ خبر رسی کی حد تک بھی کفایت شعاری کرون اور بھائی صاحب اس بات کے لیے اپنے تئین بورڈ کا ممبر
سمجھتے ہین کہ اپنی فیاضی اسراف کے درجہ سے بھی بڑھا دین مین دیکھتا ہون کہ ملک کے اخراجات روز بروز بڑھتے اور
آمدنی گھٹتی جاتی ہے اور اسطور پر اُس خرچ سے جو مفید اور ضروری ہے انکار کیا جاتا ہے - مجھسے برابر اس بات
کی تاکید ہوتی ہے کہ جو امر تمھارے نزدیک خلاف مصلحت ہو اُسمین مخالفت کرو اور جب مین اُس سے انکار کرتا ہون
تو میرا انکار ذاتی ایذا رسانی پر محمول کیا جاتا ہے - مین اس بات کے خلاف ہون کہ کسی مسئلہ کو سب لے دیکھے بھالے

فیصل ہو جانے دون یا کسی تدبیر کے عمل مین لانے کی صلاح دون میرے بہائی ضرورت کو نہین خیال کرتے یعنی یہ کہ وہ صرف ایک مختصر کارروائی کے ذریعے سے اپنا اطمینان کر لیتے ہین اور اس سبب سے فروعات پر مجھکو توجہ کرنا پڑتی ہے اگر مین کبھی چند دنون کے لیے چلا جاتا ہون تو بھی میری محنت کم نہین ہوتی کیونکہ جو کام خاص مجھسے متعلق ہوتا ہے وہ تو میرے ساتھ ہی رہتا ہے اور علاوہ اسکے جب مین پلٹ کر آتا ہون تو بقایا کا ایک ذخیرہ جمع ہوتا ہے۔ مین تو اپنے دل مین یہ سمجھتا ہون کہ اس عہدہ پر مجھکو انتہا درجہ کی تکلیف ہے اور اُدھر میرے بہائی کا یہ خیال ہے کہ میری طرح وہ بھی مبتلائے بلا ہین۔ وہ خیال کرتے ہین کہ بحیثیت پریسیڈنٹ جو اختیار اور رعب انکو حاصل ہونا چاہیے یا آنکہ آنکی عام لیاقت اور اقتدار جن باتون کا مقتضی ہے وہ انکو حاصل نہین ہے وہ سمجھتے ہین کہ ہر طرف سے میری راہ رُکی ہوئی ہے اور لوگون نے مجھکو گرفتار کر رکھا ہے اگر حیدرآباد میرے لیے موزون نہ سمجھا جائے یا یہ کہ وہان کے عہدہ پر کوئی دوسرا شخص مقرر ہو تو جو کوئی عہدہ خالی ہو مین اسکو قبول کرلون گا۔ راجپوتانہ لکھنؤ اندور ان مقامون مین جہان میری گنجایش ہو مجھکو بخوشی منظور ہے بلکہ اگر عزت کے ساتھ مجھکو پھر ممالک مغربی اور شمالی کی کسی کمشنری پر جا کر وہان کا بے ذوق کام کرنا پڑے تو اسکو بھی مین خوشی سے قبول کرونگا پہلے میرے ذہن مین آیا تھا کہ حضور گورنر جنرل کو ایک چٹھی لکھون لیکن پھر جو مین نے خیال کیا تو آپ کا لکھنا بہتر معلوم ہوا آپکے انکار کرنے سے مجھکو اسقدر بیدلی نہوگی جسقدر حضور گورنر جنرل کے انکار سے ہوگی آپکو اختیار ہے کہ اس بارے مین جو کچھ مناسب سمجھین وہ گورنر جنرل سے کہین۔ نواب ممدوح نے ہمیشہ خوشی اور مہربانی سے میرے ساتھ برتاؤ کیا اور مین نہین چاہتا کہ نواب موصوف خیال فرمائین کہ مین اُن باتون پر معترض ہون گا جسقدر آسانی کے ساتھ مین نے آپکو لکھا ہے شاید نواب گورنر جنرل کے نام کی چٹھی مین اسطرح نہ لکھ سکتا۔

پس اسطور سے جب مستعفی ہونے کی دو درخواستین یکبارگی لارڈ ڈلہوزی کی خدمت مین پیش کی گئین تو نواب ممدوح کو پھر اُس مسئلہ کے فیصل کرنے کی وقت واقع ہوئی جسکو وہ دو آدمیون کے درمیان اُسوقت تک اپنی ترکیب سے وہ معطل رکھتے آئے تھے اگر آنکی اب بھی یہ خواہش ہوتی کہ بورڈ کا انتظام قائم رکھا جائے تو جو سپاہی انکی حکمت عملی کے اسقدر خلاف تھا اور جو سویلین دل سے اسکو پسند کرتا تھا اُن دونون مین سے ایک کے پسند کر لینے مین کسیطرح شک و شبہہ نہین تھا لیکن انھون نے پیشتر ہی سے قصد کر لیا تھا کہ جسوقت وہ موقع آئیگا تو بورڈ ہی کو جسکا کام اب تمام ہوگیا تھا شکست کر دینگے اور اُسکے بدلے ایک شخص کی حکومت قائم کرینگے۔ اس سے اُنکے فیصلہ مین کسیطرح کا شک نہین رہا۔ یہ ممکن نہین تھا کہ کوئی واقفکار گورنر جنرل اتنے بھاری اور ایسے ضروری صوبہ کو اُس شخص کے اختیار مین دیدیگا جسکی رائے سے اُسکو کامل ہمدردی نہین تھی اور جسپر یا بھی خیال کی وجہ سے کبھی اُسنے پورا بھروسہ نہین کیا کیونکہ بمقابلہ اُسکے ایک اور امیدوار موجود تھا جسپر وہ کامل بھروسہ کرسکتا اور جسکے ساتھ پوری ہمدردی ہوسکتی تھی حیدرآباد مین جو جگہ خالی ہوئی تھی اُسپر کرنل لو مقرر ہوچکے تھے لیکن انجنٹ

گورنر جنرل متعینہ راجپوتانہ کا عہدہ خالی تھا جو بہت سی باتون کے اعتبار سے اُس شخص کے لیے نہایت ہی موزون معلوم ہوتا تھا جسکو دیسی خاندانون سے اسقدر ہمدردی تھی۔ پھر جو شخص اس عہدہ پر مقرر ہوتا اُسکے لیے اس بات کا بھی موقع تھا کہ موسم سرما بھر دورہ کرتا پھرتا اور جب گرمی کے دن آتے تو مزہ سے کوہ آبو پر جاکر مقیم ہوتا۔ چنانچہ انھین سب باتون کی وجہ سے یہ عہدہ جان کے بدلے ہنری لارنس کو دینے کے لیے کہا گیا لیکن راجپوتانہ کا ملک پنجاب نتھا وہ ایسا ملک نہین تھا جہان ہزارہا دلی دوست پیدا ہو جاتے اور جہان عمر بھر کی محنتون اور اولوالعزمیون کے نتیجے جلوہ پذیر ہوتے۔ ہان یہ بات البتہ تھی کہ ہنری لارنس کا مشاہرہ اس ایجنٹی کی حیثیت مین ممبری بورڈ کے مشاہرہ کے برابر کر دیا گیا تھا۔ کام بمقابلہ بورڈ کے چندان مشکل اور دقت طلب نتھا اور گورنر جنرل نے اس دار وے تلخ کو گلے سے اوتارنے کے لیے شیرینی ڈالنے کے طور پر یہ کہدیا تھا کہ اگر خود مسٹر ٹامسن ممبر بورڈ کے ممبر ہوتے تو مین انپر ترجیح دیکر ایک "تربیت یافتہ سویلین" کو اس چیف کمشنری کے عہدہ پر مقرر کرتا مگر یہ سب باتین بمنزلہ نمک کے تھین جو انکے زخمون پر چھڑکی گئین۔ کیونکہ ہنری لارنس درحالیکہ وہ ایک "تربیت یافتہ سویلین" نہ تھے اور اسواسطے سویلین کی خدمتون مین جو زیادہ ضروری تھین قاصر رہے (یعنی ضابطہ دانی فروعات سے صحیح صحیح واقفیت اور کام مین علی الاتصال مصروفیت) تو وہ اس ناکامی سے بالکل بے خبر تھے اور یہ بات مین بلا مبالغہ بیان کرتا ہون کہ گذشتہ بیس سال کے عرصہ سے ممالک مغربی و شمالی سرحد پنجاب اور خاص پنجاب مین ایکھ ایسے طریقہ سے سول اور پولیٹیکل عہدون کا کام کرتے رہے جس طریقہ سے ہندوستان کے بہت کم سویلینون نے کیا ہوگا اب اس زمانہ سے انکی زندگی بالکل غمگین ہوگئی اور تا دم مرگ انکو یہی خیال رہا کہ لارڈ ڈلہوسی نے مجھکو نقصان پہونچایا۔ ص ۳
اُنکا یہ خیال حق بجانب تھا سرشت انسانی مقتضی اسی امر کی تھی لیکن اگر انکے لیے اس امر کے یقین دلانے کی حاجت باقی رہگئی ہو کہ انکی کارگزاریون کا نتیجہ کیا ہوا اور انکے چلے جانے کے بعد انکے مرغوب الطبع ملک پر انکا کیا اثر باقی رہگیا تو اُسکی وجہ اس بات سے بخوبی تمام معلوم ہوسکتی ہے کہ جسوقت لارڈ ڈلہوسی کے فیصلہ سے خبر دی گئی تو لاہور مین لوگون کی عجیب کیفیت ہوگئی (گو یہ بخوبی معلوم تھا کہ کیا فیصلہ ہوگا لیکن جب خبر آئی تو لوگ قریب قریب بیہوش ہوگئے اور اگرچہ واقعات کی رو سے وہ بالکل جائز تھا لیکن لوگون کا ناراض ہونا اور الزام لگانا بھی حق بجانب تھا) چنانچہ بہت سے لوگون نے جو اس موقع پر موجود تھے اس کیفیت کو بیان کیا ہے۔ ہر شخص کے چہرہ پر ملال چھایا ہوا تھا برنا و پیر غریب و امیر فوجی لوگ اور سویلین افسر انگریز اور ہندوستانی ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ اب ہمارا ایک دوست چھوٹ جائیگا۔ بڑے بڑے شہ زور لوگ جنمین ہربرٹ ایڈورڈس سب سے نمودار تھے بچون کی طرح بلک بلک کر رو رہے تھے اور جسوقت وداع کی آخری ساعت آئی اور ۲۰ جنوری ۱۸۵۳ء کو ہنری لارنس اپنے اہل و عیال سمیت ہمیشہ کے لیے لاہور اور بلکہ پنجاب سے رخصت ہونے لگے تو ہم ہندوستانی رئیسون کی ایک بلیٹن کی پلٹن آنکے

پیچھے پیچھے ساتھ ہوئی بعض لوگ پانچ اور بعض لوگ دس اور بعضے بعضے بیس بلکہ پچیس میل تک شہر سے باہر جاکر انکو رخصت کر آئے یہ وہ لوگ ہین جنکو اب اُنسے کسیطرح کی امید نہین رہی تھی کیونکہ اوّل درجہ پنجاب مین ہنری لارنس کا آفتاب ہمیشہ کے لیے غروب ہوگیا تھا۔ لیکن انکی آرزو یہی تھی کہ جن بے حقیقت علامتون سے ممکن تھا اپنے رنج شکر گزاری اور قدردانی کا اظہار کرین۔ لاہور سے قریب قریب امرتسر تک گویا ایک زندہ آدمی کا جنازہ گیا تھا رابرٹ نیپیر کو جواب لارڈ نیپیر آف میگڈالا ہین سب کے بعد اُس شخص کے فراق مین جو انکو بھائی سے بھی زیادہ عزیز تھا دامن چاک کرنا پڑا۔ جسوقت نیپیر صاحب الوداع کہکر شکستہ دل کے ساتھ لاہور کیطرف روانہ ہونے لگے تو ہنری لارنس نے اپنی بہن سے کہا کہ "ان کو بوسہ دو بہن انکو بوسہ دو کیونکہ یہ میرے بہترین و عزیزترین دوست ہین" جب وہ امرتسر مین جاکر چارلس سانڈرس ڈپٹی کمشنر کے مکان پر پہونچے تو وہان دیکھا کہ ماتمیون کا ایک نیا گروہ جمع ہے اور تازہ شور و فریاد برپا کرنے کے لیے منتظر ہے اور وہان سے بقول ہربرٹ اڈورڈس دوستون اور نا پسندیدگیون سے مشتبک ہوکر جو دیکھنے والون کی نگاہ مین اعزاز کی نشانیان تھین وہ راجپوتانہ کو روانہ ہوے"۔ یہ علامتین بیشک اعزاز کی تھین کیونکہ سبکے سب جو انکے بہادرانہ برتاؤ سے جو "انھون نے کمزورون کے بچانے مین کیا تھا" انکو پہونچی تھین انکا ایک دوست کہتا ہے کہ "سر ہنری لارنس کے حال سے جو شخص واقف ہوجاتا وہی اُنکے ساتھ محبت کرنے لگتا"۔ اُنکے ایک دوسرے دوست کا بیان ہے کہ "سر ہنری لارنس کی دعوت مین جس شخص نے کھانا کھایا ہوگا وہ ضرور یہ سیکھ گیا ہوگا کہ ہندوستانیون کے ساتھ مہربانی کرنا چاہیے"۔ لارڈ اشٹنلی نے بیان کیا ہے کہ "گو وہ اپنی ملکی خدمتون کی وجہ سے بہت نامور ہوے لیکن انکی کارگزاریون سے بڑھکر انکی وضع نے انکا نام بالا کیا"۔ لارڈ کیننگ نے جب اُنکے سپاہی کے لکھنؤ مین مارے جانے کی خبر انگلستان اور ہندوستان بھر مین مشہور ہوئی تو بیان کیا تھا کہ "مجھے یقین ہے کہ ہندوستان بھر مین کوئی ایسا انگریز نہوگا جو سر ہنری لارنس کی موت کو سرکار کے حق مین ایک آفت عظیم تصور نہ کرتا ہو اور جن جن صوبون مین انھون نے حکومت کی ہے وہان ایک ہندوستانی بھی ایسا نہوگا جو اُنکے نام کو بطور ایک دوست اور فیاض محسن اقوام ہندوستان کے نہ یاد کریگا"۔ اسی سوانح عمری کے لکھنے مین اپنے فرائض کا خیال کرکے مجھکو انکی تعلیمات اور اطوار کے متعلق چند خاص باتین ایسی بیان کرنا پڑی ہین جن سے میرے نزدیک ظاہر ہوتا ہے کہ چیف کمشنری پنجاب کے لیے وہ اپنے بھائی کی نسبت کم موزون تھے پس اس بات کا بیان کردینا مجھ پر فرض ہے کہ جسوقت مین نے انکی غیر مطبوع خط کتابت کا ایک بڑا حصہ پڑھا اور اُنکے اکثر عزیزون اور دوستدارون سے جو [illegible] ہین گفتگو کی تو میری یہ پکّی رائے قائم ہوئی کہ انکی تمام اخلاقی اور دماغی صفتون کے اعتبار سے ہندوستان مین آنیوالے انگریزون مین سے ایسا کوئی شخص نہین گذرا ہے جسنے اورون کو عمدہ کام کرنیکی اُنسے بڑھکر ترغیب دی ہو یا مختلف قوم اور مختلف رنگ کے لوگون کے درمیان حد فاصل کے اٹھا دینے مین پیروی کی ہو یا کوئی شخص ایسا ہر دل عزیز ہونیکا ایسا مستحق ہوا ہو جیسے سر ہنری لارنس تھے۔

ص۹۰

بابؔ سیزدہم[۱۳]

چیف کمشنر پنجاب ۱۸۵۲ع لغایت ۱۸۵۴ع

سَرہِنری لَارِنس کے پنجاب سے چلے جانے کی وجہ سے اگرا ُس بھائی کو جو اُنکے ساتھ ایسے پیچیدہ تعلقات مگر اصل برادرانہ الفت سے کام کرتا رہا گو اُسوقت کی غیر قابل برداشت کشمکش سے چندے نجات ہوگئی مگر اُسکا قلق بھی بہت گذرا اس واقعہ سے جسقدر صدمہ اور رنج اُنپر گذرا اُسکا پورا اندازہ سواے اُن لوگون کے جو اُنکے قریبی دوست اور یگانے تھے اور کوئی نہین کرسکتا۔ لیکن وہ اندازہ حالات مندرجہ باب سابق کے تمام و کمال پڑھنے سے بھی ہوسکتا ہے۔ جَانؔ لَارِنس اکثر اپنی طبیعت اور تندرستی کے خلاف اور اہل و عیال کو برسون چھوڑ کر دراصل ہمارے آغاز تعلق پنجاب کے زمانہ سے ہِنری لارنس کی قائم مقامی کی حیثیت مین اور اُنکے ساتھ بھی کام کرتے رہے اور بعد اسکے آخر مین اُنکو ایسے عہدہ پر جانا پڑا جو اُنکے بھائی کو ملنے والا تھا بلکہ بھائی خود اُس عہدہ کا متمنی تھا۔ جَانؔ لَارِنس سوچتے تھے کہ بعض بہترین افسران پنجاب جو ہِنری کے ذریعہ سے وہان بلوائے گئے تھے اور کمال دلسوزی کے ساتھ اُنسے محبت کرتے تھے وہ میری جانب ترچھی آنکھون سے دیکھ رہے ہین بلکہ شاید ناشایستہ کارروائیان اور نازیبا تدبیرین میری جانب منسوب کررہے ہین اور بلکہ نِکلسن کیطرح اس بات پر بھی آمادہ ہین کہ مجھکو چھوڑ کر اپنے اگلے مالک کا دامن پکڑین جَانؔ لَارِنس یہ بھی تصور کرتے تھے کہ میرا بھائی مجھسے اسقدر ناراض ہوگیا ہے کہ اب وہ کبھی میری ملاقات کی پروانہ کریگا اور نہ "ہال"[۱] کے قدیم مانوس اور مربوط خطاب سے مخاطب کریگا۔ پس جسوقت جَانؔ لَارِنس ان سب باتون کا خیال کرتے ہونگے تو اُنکو بے انتہا قلق گذرتا ہوگا اور اقل درجہ اُس زمانہ مین تو بیشک کچھ دنون کے لیے اُنھون نے رفاہ خلائق کی اور باتون کو فراموش کردیا ہوگا۔ ہِنری لَارِنس نے عین اپنی روانگی
ص۹۱
کے وقت ایک پردرد چٹھی اپنے بھائی کو تحریر کی تھی اور اُسمین لکھا تھا کہ معزول پنجابی سردارون پر مہربان رہنا کیونکہ وہ لوگ افتادہ ہین" اور بعد اسکے دعا دی تھی کہ نئے عہدون مین تمکو کامیابی حاصل ہو۔ جَانؔ لَارِنس نے اُسکا یہ جواب دیا۔

میرے پیارے ہِنری۔ سرفراز نامہ پہونچا اُسکے جواب مین مین صرف اسقدر بیان کرسکتا ہون کہ میری دلی خواہش یہی تھی کہ آپ پنجاب مین رہجاتے اور اپنی رایون کے مطابق عمل کرتے اور مجھکو کوئی دوسری جگہ ملتی۔ مجھکو یہ بھی بیان کرنا چاہیے

سلہ[۱] اس زمانہ کے بعد اُنھون نے اپنے بھائی کو ہمیشہ یہی القاب لکھا "میرے پیارے ہِنری"۔

کہ جب کبھی مین نے آپ سے اختلاف کیا تو اپنے اصلی عقیدہ کے مطابق نہ کہ متعصبانہ طور پر یا خود غرضی سے کیا - مین ہر شخص کے عذر کو معقول طور پر سنونگا اور اس بات کی کوشش کرونگا کہ جو جس بات کا مستحق ہے اُس سے محروم نہ رہے - اسکے سوا کسیکو کچھ ایسا نہ لکھنا چاہیے . . . . . یہ امر قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ میرے اور آپ کے پھر یکجائی نہوگی لیکن یقین ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان کسی طرح کی کدورت باقی رہجائیگی -

آپکا محبتی بھائی جان لارنس

چیف کمشنری کا عہدہ (اور یہ عہدہ وقعت مین ہندوستان کے چند ہی عہدون سے ادنی تھا) ایسا عہدہ تھا جسکے لیے خود سر چارلس نیپیر نے کہا تھا کہ مین کل ہندوستان کی سپہ سالاری پر اسکو ترجیح دیتا ہون - یہ افسوسناک آغاز تھا لیکن اس بات پر ایک مرتبہ اور لحاظ کر لینا چاہیے کہ یہ تبادلہ جو عمل مین آیا جسقدر دونون بھائیون کے حق مین مفید تھا اُسی قدر سرکار کے حق مین بھی سودمند ہوا - ہنری لارنس نے دیسی اور انگریزی انتظام کے باہمی اختلافات کو فرو کر دیا تھا - رعایتی لوگون کی اُفتادگی مین اُنکی حمایت کی تھی ہر درجہ کے لوگون کو اپنا دوست بنا لیا تھا اور اسطور پر ایک امر کے اعتبار سے نئی گورنمنٹ کے لیے اپنا استحقاق ثابت کر دیا تھا جو فی الواقع جان سے نہین ہوسکتا تھا - صلح قائم کرنے کا کام (جو ہنری لارنس کے لیے بالتخصیص موزون تھا ختم ہوگیا تھا) نئی عمارت کی بنیاد بڑے بڑے اختلافات کے بعد مگر دونون بھائیون کے نہایت ہی غلو آمیز خیالات کے بین بین قائم کر دی گئی تھی اب صرف یہ باقی تھا کہ اس بنیاد پر عمارت بنتی جائے اور اسکی ترقی درستی اور مضبوطی ہو - یہ کام تین شخصون کی نسبت ایک آدمی اچھی طرح کر سکتا تھا اور ہنری لارنس کے بڑے سے بڑے معترف اس بات کے مقر ہونگے کہ جب اسکے چار برس کے بعد بلوہ کا زمانہ آیا تو اُسوقت انگلستان اور ہندوستان کی خوش قسمتی سے اس زمانہ مین چار برس پیشتر سے صلاح دینے والے متعدد نہین تھے - اسلیے یہ نہایت بہتر ہوا کہ ایک ہی دماغ روشن ایک ہی ارادہ مستقل تھا جسکی جانب ہر آدمی اور تمام شخص دیکھتے تھے اور جو آزادی سے احکامات جاری کرتا تھا اور خاص اپنی ذمہ داری سے بلا شرکت احدے ہر ایک کارروائی کرتا تھا -

جان لارنس کا اصلی کام جیسا کہ مین بیان کر چکا ہون اب از سر نو کارروائی کرنے کا نہین رہگیا تھا بلکہ جو بنیادین قائم کر دی گئی تھین اُنکے مطابق ترقی مین کوشش کرنے کا تھا - پس یہ کچھ ضرور نہین معلوم ہوتا کہ اس کے چار برس بعد تک جو صلح و آشتی کا زمانہ رہا اُسکے حالات تفصیلوار بیان کیے جائین - بورڈ کی تقرری کے پیشتر یا ان کی افتادہ زمین اور نئی نئی کارروائیون اور تیز دستیون کے متعلق جسطرح تفصیلی حالات کا لکھنا ضرور تھا ویسا اس زمانہ کے متعلق لکھنا اب ضرور نہین ہے - بحیثیت چیف کمشنر جان لارنس کے روبرو وہی مسائل پیش ہوئے جو بورڈ کی ممبری کے زمانہ مین اُنکے روبرو پیش ہوتے تھے - اس سنگلاخ کوہستانی سرحد کی اسوقت بھی حفاظت مدنظر رکھی

وہی شورہ پشت اور بیوفا جرگے اسوقت بھی موجود تھے جنکو خواہ مہذب خواہ دوست یا دشمن بنایا جاتا - طرز معاشرت
کی وہی خرابیان جو لوگون کے دلون پر نقش کالحجر ہوگئی تھین اور جنکا اسوقت تک صرف تدارک ہوا تھا استیصال نہین ہوا تھا
اب بھی موجود تھین - وہ قدیم مسئلہ کہ مالگزاری اراضیات کے وصول کرنے کی بہترین تدبیر کیا ہے ابتک اسی طرح لاحل
پڑا تھا (اور اصل تو یہ ہے کہ آج تک اسکی وہی کیفیت ہے) جس سے کاشتکار پر بیجا جبر ہوا ور ملکی اور تمدنی اصلاحون
کے جو بڑے بڑے کام جاری کیے گئے تھے اُنکے اخراجات کی بھی گنجایش ہے - بالآخر ان ماتحت افسرون کے
گروہ مین جو پنجاب مین آکر جمع ہوسے تھے اور ہندوستان کے تمام حصون سے وقت طلب کام کے انجام کرنے کو
آئے تھے چال چلن اور طبیعت کے اختلاف بدستور باقی تھے جنکے حالات سے آگاہی کرکے انکو اصلاح پر لانا انمین
آمادگی پیدا کرنا اور انکو رضامند اور تابع رکھنا تھا ــ

لارڈ لارنس نے قریب تر زمانہ مین جو چٹھیان لکھی تھین اور جنکو مین نے بھی بیشک اول سے آخر تک پڑھکر انکے
مطالب کو ذہن نشین کیا ہے وہ چھ جلدون مین مجلد ہوئی ہین اور انکے ذریعہ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ انھون نے انمین سے
ہر ایک اور اسیطرح کی دوسری صدہا دقتون کے متعلق کیا برتاو کیا - لیکن اسکے لیے اقل درجہ ایک جلد کے برابر اور
لکھنا درکار ہوگا اور میرے نزدیک اس زمانہ خواہ ایام والیسرائی کے متعلق اگر اسطرح کی کارروائی کیجائیگی تو راقم سوانح عمری
کا اصل منشا یعنی یہ امر فوت ہو جائیگا کہ جن سربرآوردہ باتون کو زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہیے وہ رہ جائینگی -
اسطرح کی جلدون کے پڑھنے مین ناظرین کتاب فروعات کی جانب متوجہ ہو جائینگے اور اکثر بے لطف اور نہایت دشواری
کے چھوٹے چھوٹے کامون پر خیال کرنے لگینگے انھون نے جو جو کام کیا اگر وہ بخوبی تمام ہم پر ظاہر ہو جائیگا تو اس
صورت مین انکی ذاتی کیفیت دریافت کرنے کا میلان کم ہو جائیگا - اسلیے میرا قصد نہین ہے کہ جن جن تدبیرون کے ذریعہ ص ۱۹۲
سے ایک ایک وحشی قوم جو ہماری سرحد کے اسطرف چلی آتی تھی وہ نکال جاتی اور سزایاب ہوتی تھی اور بعض اوقات
بتدریج صلح و آشتی سے رہنے کی پابند کر دیجاتی تھی ان سب کا حال ترتیب اور تفصیل کے ساتھ بیان کرون بلکہ میرا مقصد
صرف اسقدر بیان کرنے کا ہے کہ سرحدی حکمت عملی کے متعلق جیسے ایسے حملے اور اسطرح کے غلط بیانات
کیے گئے تھے لیکن میرے نزدیک لارڈ لارنس کے نام سے ہمیشہ اسکو اعزاز کے ساتھ تعلق رہیگا انکا منصوبہ کیا تھا
یہ حکمت عملی وہ ہے جس سے ہندوستان کی حفاظت کا یقین ہوگیا اسکی ترقیون کی امید بڑی کمزور اور وحشی باشندون
کے حقوق جائز ٹھہرائے گئے اور صیغہ فوج کے تندمزاج اور حریص افسرون مین ہمیشہ ملک گیری کی جو خواہشین پائی جاتی
ہین اور جو ہمیشہ قابل الزام بھی نہین ہوتی ہین - انکا ہمیشہ کے لیے تدارک ہوگیا - اور نہ مین یہی قصد رکھتا ہون کہ پنجاب کی
رپورٹون سے اخذ کرکے اس امر کے متعلق تفصیلی حالات بیان کرون کہ مالگزاری سرکار مین کسقدر کمی یا بیشی ہوئی یا جرم
کہان تک کم یا زیادہ ہوگیا یا انکو ماتحتون کے دلون مین ایک مجلس افسر یا سپہ چیف کی طرف سے جو غلط فہمیان تھین

ہوگئی تھین وہ چیف مذکور کی بیحد مستعدی اور تحمل سے کہان تک رفع ہوگئین۔ بلکہ مین صرف ان باتون کا اشارہ کر دونگا کہ اُنھون نے اپنی قوی ذاتی صفتون اور سرکاری کامون مین حد سے زیادہ مصروف رہنے کی خواہش کو اپنے ماتحتون کے کسقدر ذہن نشین کیا۔ نالائق لوگون مین سے کتنون کو خارج کر دیا اور کاہلون مین سے کتنون کو تیز بنا دیا اور جو لوگ تیز و چالاک تھے اُنمین بھی دو چند قوت اُس تیزی اور چالاکی کی پیدا کر دی۔ پس اُنکے انتظام کی تواریخ لکھنے کے بدلے اس قسم کے مختصر خلاصہ سے مین امید کرتا ہون کہ جسطرح مجھپر بے انتہا محنت کے بعد سب حالات روشن ہوگئے ہین اُسیطرح اورون پر بھی دو ہی تین ابواب کے ذریعہ سے یہ ظاہر کر دون کہ جب غدر کا نازک زمانہ آیا تو جان لارنس اپنے اُن ماتحتون کے ذریعہ سے جنکو اُنھون نے فراہم کر کے اپنے زیر انتظام رکھا تھا اُسکا تدارک کر سکے اور ملک پنجاب اور اسیطرح پنجاب کے باہر دوست دشمن ہندوستانی اور انگریز ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ جب تک عنان حکومت اُنکے ہاتھ مین ہے اُسوقت تک کسی طرح کی خرابی نہوگی۔

ماہ فروری سنہ ۱۸۵۳ء مین جب بورڈ شکست ہوا تو جان لارنس بحیثیت چیف کمشنر پنجاب مشتہر کر دیے گئے پنجاب کے نظم و نسق کی ساری جوابدہی اُنھین کے ذمہ عائد کی گئی۔ تمام صیغون کی عاملانہ افسری اُنھین کو مفوض ہوئی علاقجات متصلہ سے پولیٹیکل تعلقات قائم رکھنے کا کام اُنھین کے سپرد کیا گیا۔ سرحدی فوج سپاہ گایڈس جنگی پولیس اور سول انجنیر کا محکمہ اُنھین کی نگرانی مین کیا گیا۔ اُنکے ماتحت دو پرنسپل کمشنر ایک افسر صیغہ جوڈیشل اور دوسرا افسر صیغہ مال مقرر کیا گیا۔ اسطور پر کام کی تقسیم جسکے لیے ممبری بورڈ کے زمانہ مین اُنھون نے اسقدر کوشش کی تھی بخوبی تمام ہوگئی۔ دونون افسر جو اُنکی ماتحتی مین مقرر کیے گئے تھے اُنکو بشرکت کام کرنے کے بدلے اپنے اپنے صیغہ کی خاص ذمہ داری دیگئی۔ اس طور پر اُنکے غور و فکر کے ایک کام پر صرف کرنے کا موقع پیدا ہوا اور اُنکی خاص ذمہ داری کی تعین ہوگئی۔ اور پھر ایک شخص واحد کی تقرری سے ایک طرح کی تجویز اور ایک طور پر تعمیل کرنے کا بھی موقع پیدا ہوا۔

جان لارنس کے بعد بھاری عہدون پر جو دو شخص مقرر ہوے وہ بالکل اُنکے دل کے تھے۔ اُنمین سے ایک منٹگمری صاحب تھے۔ وہ جوڈیشل کمشنر مقرر کیے گئے اور اس حیثیت مین وہ عدالت سشن اور اپیل کے جج اعلی ہی نہین مقرر ہوے بلکہ بہت سی باتین جو خالص عاملانہ حکومت کے متعلق تھین وہ بھی سپرد کی گئین جیسے تعمیر سڑک کا اہتمام محکمہ پولیس کی افسری لوکل اور میونسپل سرمایون کی نگرانی اور مختلف صیغون علی الخصوص سررشتہ تعلیم کی اصلاح۔ صیغہ مال کا کام جارج اڈمنڈ سٹون کے سپرد ہوا جو کمشنری علاقہ اندرون ستلج کے وقت طلب اور پیچیدہ عہدہ پر رہ چکے تھے اور جنکے عزم ولایت کی خبر سنکر جان لارنس کو چند ہفتے پیشتر سے تردد ہوا تھا

ہر ایک کام عمدگی سے انجام ہو رہا تھا۔ پسماندہ کام بعجلت صاف ہوتا جاتا تھا۔ جن افسرون نے غصہ مین آکر پنجاب سے چلے جانیکی دہمکی
دی تھی انہون نے اُس دہمکی پر عمل نہین کیا اور پھر شاذ ہی کسی نے اُسکا ذکر کیا۔ جو لوگ رخصت فرلو پر گئے
اور غصہ مین کہتے تھے کہ جس حالت مین ہنری لارنس وہان سے چلے گئے تو پھر ہم کبھی وہان نہ جاینگے انہون نے
جب سُنا کہ جو جو باتین ہنری لارنس کے انتظام مین تھین وہ جان لارنس کے انتظام مین بھی باقی جاتی ہین تو
خوشی سے مراجعت کرنے لگے۔ نکلسن صاحب کی کیفیت ان لوگون مین بالتخصیص قابل ذکر ہے۔ انکی نسبت
چند مہینے پیشتر جان لارنس نے بیان کیا تھا کہ ملک بنون کے وحشی بزرگون کے درمیان انکا ہونا "رجمنٹ کے
ایک پرے" کے برابر ہے۔ گو صاحب موصوف اپنا وہ عزم بالجزم کر چکے تھے جسکو مین پیشتر تحریر کر آیا ہون اور صل ۲۶۴
باوصف اس امر کے بھی کہ انکی خودمختارانہ طبیعت اور پرجوش مزاج سے اُنکے دل مین اکثر غلط فہمیان آگئی تھین
لیکن جب اُنکے چیف نے بباؤ ڈالکر ایک ترکیب سے کہا کہ آپ اپنے عہدہ سے اور کہین نہ جائین تو وہ راضی ہوگئے
اور اپنے اُسی عہدہ پر غدر کے ایام تک ٹھہرے رہے۔ جان لارنس نے پہلے پہل اُنکو جو چٹھی لکھی تھی (اور جیف کے
ہونیکے بعد پہلی چٹھی انہون نے یہی لکھی تھی) اُسکے بعض فقرات اس مقام پر مین اس خیال سے درج کرنا مناسب سمجھتا ہون کہ اُنسے لکھنے والے
کے متعلق نہایت دلچسپ حال اور کاتب کے متعلق صاف دلی اور دوستی کی ایک عجیب مجموعی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔

مقام لاہور مورخہ ۲۲ جنوری

میرے پیارے نکلسن ۔ ۔ ۔ ۔ میرے بھائی کے چلے جانے سے آپ کا ایک معقول دوست آپ کے ہاتھ سے
نکل گیا لیکن مین یقین کرتا ہون کہ مین بھی اپنے تئین آپکا اُسیقدر وفادار دوست ثابت کرونگا۔ مین آپکی سرگرمی جانفشانی اور انتظامی
لیاقتون کا کمال معترف ہون گو بعض اوقات مجھے یہ بھی خیال آتا ہے کہ آپ کو ابھی بہت کچھ سیکھنا ہے۔ یاد رکھیے کہ انتظام حکومت
اور آئین کا برتاؤ وہی لوگ خوب کرینگے جو ان باتون کو بخوبی سمجھ سکتے ہین اور اس بات کو جانتے ہین کہ اُنسے کسطور پر کام لینا چاہیے
اگر لائق آدمی ہو تو اُنھین باتون مین وہ چند قوت آجاتی ہے اور اگر وہ نہو تو معمولی آدمی سے کچھ نہو سکے گا۔
مجھکو امید ہے کہ آپ کوشش کرکے اسی موسم سرما مین تشخیص لگان کی تمام کارروائیان ختم کر دینگے۔ جمع بشرح اوسط قائم کیجئیگا
تاکہ مزارعین کے حق مین فائدہ ہو اور فیاضانہ طور پر اُنکے ساتھ برتاؤ ہو۔ اس صورت مین وہ اپنی زراعت مین ترقی کرینگے اور
مالگزاری کا اسطور پر بندوبست کرسکینگے کہ کسی خراب فصل مین انکو پریشانی نہو سکے۔ درمیانی اشخاص کو دور کیجیے۔ یہ لوگ ہر مقام
پر بدنام کنندہ ملک ہوتے ہین۔ مالگزاری اراضی کا بندوبست اسطور پر کرنا چاہیے کہ سرکاری لگان ادا ہو جاتے مزارعین کی بھی
پرورش ہو اور مالکان اراضیات کو اعانت پہونچے۔ اگر جمع ایک اوسط شرح سے قائم کرکے اراضیات موضع مین برابر
برابر تقسیم کر دیجائیگی تو آپکی نصف محنت بچ رہیگی اور آپکو انتظامات پولیس کے لیے پورا وقت صرف کرنے کا موقع مل سکیگا۔
آپکا دوست صادق جان لارنس

جان لارنس نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہم نکلسن صاحب کی تمام محنتون مین اُنکی مدد کرینگے اُسکو اُنھون نے کیا ہی پورا کیا چنانچہ دونون کے درمیان کئی سو چٹھیان جو آئی گئین اُنسے اور دونون کے حالات مابعد سے بھی یہ امر بخوبی تمام ظاہر ہے۔ جیمس ایبٹ صاحب البتہ پنجاب سے چلے گئے اور اُنکے چلے جانے سے شاید اُنکے بلافصل افسرون (مینکسن اور لارڈ ڈلہوسی کو جنھون نے اُنہین بعض بعض باتین ضد اور مطلق العنانی کی پائی تھین) کو چھٹکارا ملا۔ لیکن ہزارہ کے جنگلی باشندون کو جو اُنکو اپنا مربی سمجھتے تھے بڑا افسوس ہوا۔ جان لارنس نے اُنکی بہت سی اعلی و اشرف باتون کے متعلق (اور اُنمین اعلی و اشرف اکثر باتین پائی جاتی تھین) کمال لسوزی سے اعتراف کیا اور یہ کلمات بحیثیت چیف کمشنر اُنکی نسبت استعمال کیے "وہ ایک نہایت معقول آدمی ہین اور اعلی درجہ کی لیاقت رکھتے ہین"۔ یہان بیان کر دینا چاہیے کہ اُنکے جدا ہونے کا بندوبست بورڈ کی موقوفی کے پیشتر ہی ہو چکا تھا اور اعلی احکام کی تبدیلی سے اس بارے مین کچھ نہین ہوا تھا۔ ہزارہ مین ہربرٹ اڈورڈس اُنکے جانشین مقرر ہوئے اور یہ جگہ بقول جان لارنس پشاور کے زیادہ ضروری مقام اور ہزارہ کے درمیان تھی۔ عہدہ مذکور کے لیے اس شورانگیز زمانہ مین جواب غدر پیش آنے والا تھا صاحب موصوف بالتخصیص موزون تھے۔ ہاڈسن صاحب جو ایک زمانہ مین ہنری لارنس کے دوست اور ایک بڑے بہادر اور محنتی آدمی تھے لیکن ایک قسم کا دماغی نقص رکھتے تھے جو کبھی کبھی اُنکو سیدھے راستہ سے منحرف کر دیتا تھا بجاے ہنری لمسڈن کے سپاہ گائڈس کے کمانیر مقرر ہوے کیونکہ ہنری لمسڈن رخصت فرلو پر ولایت گئے تھے۔ ہنیڈاوے صاحب انسپکٹر جیلہاے پنجاب کیے گئے۔ نکلسن صاحب لاہور کی کمشنری پر جسکو بارنس صاحب نے خالی کیا تھا بھیجے گئے اور بارنس صاحب بجاے اڈمنسٹون علاقہ اندرون ستلج پر مقرر ہو گئے۔ اوائل زمانہ چیف کمشنری مین بس یہی چند بھاری تبدیلیان عمل مین آئین اور اسطور پر اصل اصل کارگزار لوگ وہی رہ گئے صرف معدودے چند اشخاص جدا ہوے۔ یہ ایک نئی کارروائی اور نئی کیفیت تھی لیکن حکمت عملی وہی تھی اور جو منصوبہ پیشتر باندھا گیا تھا وہی اسوقت تک بدستور قائم رہا۔ ص ۲۹۵

اس موقع پر یہ بھی بیان کر دینا چاہیے کہ جب ایک بھائی کے چلے جانے سے باہمی اختلاف کا جوش ایک بار کم ہو گیا تو جاگیرون اور معافیون کے متعلق جان لارنس کی حکمت عملی بھی کسیقدر ہنری کی حکمت عملی کی جانب (گو سمجھ بوجھ کے ساتھ) میلان کرنے لگی۔ یہ شاید ہنری لارنس اپنے رخصت ہونے کے وقت اُنسے جو کہ گئے تھے کہ "زوال رسیدہ سردارون کا خیال رکھنا" اُسکا جان لارنس کے دل پر بڑا اثر پڑا گو اسوقت اُنکو کچھ نہ معلوم ہوا ہو کہ اُنکے کلمات نے مجھپر کیا تاثیر کی۔ لیکن بہرحال اس قسم کے حقوق (جو قریب ساٹھ یا ستر ہزار کے تجویز کیے گئے تھے) کے متعلق بحیثیت چیف کمشنر اُنھون نے جو سفارشین کین وہ اس زمانہ کی نسبت جب وہ بورڈ کے ممبر تھے

زیادہ فیاضانہ اصول پر تھین - وہ فیاضانہ اصول پر اسقدر جہ بنی تھین کہ گورنمنٹ نے اکثر انکو نامنظور کیا
ص ۲۹۵ اور آخر کو لارڈ ڈلہوزی نے خود ایک چشم نمائی کی چٹھی لکھی اور یہ خیال کیا کہ پیشتر جان لارنس کی جو رائے تھی اب وہ
بہت کچھ بدلگئی - ہنری لارنس کو جسوقت یہ حال معلوم ہوا ہوگا تو انکی ناراضی کسیقدر مبدل بہ خوشی ہوگئی ہوگی -

ذاتی برتاؤ کے متعلق بھی مین سمجھتا ہون کہ اس زمانہ سے جان لارنس زیادہ تر اپنے بھائی کے مشابہ
ہونے لگے اور پھر برابر انکی وہی کیفیت رہی - ان کے مزاج مین جو جانفشانی اور خودمختاری تھی اسمین تو ایک ذرہ بھی
فرق نہین آیا لیکن انکا رو کھا پن یا وہ بات جسکو غیر شخص سختی یا ترشروئی قرار دیتا جاتی رہی - رینل ٹیلر صاحب جو دونون
بھائیون کے حالات سے بخوبی واقف اور دونون کے معرف تھے کہتے ہین کہ "دونون برادران لارنس اپنی
اوضاع واطوار مین قریب قریب ایک دوسرے کے مماثل تھے - دونون مین خاص خاص قابلیت اور خاص خاص
صفتین پائی جاتی تھین اور جب دونون مین سے ایک شخص چلا گیا تو دوسرے بھائی مین بہت سی عمدہ صفتین دوسرے
بھائی کی پیدا ہوگئین - پس اس اعتبار سے میرے نزدیک یہ بات صحیح معلوم ہوتی ہے کہ ہنری لارنس کا رعب انکے
بھائی پر اسوقت جب وہ ہمیشہ کے لیے پنجاب سے چلے گئے بہ نسبت اس زمانہ کے کہین زیادہ تھا جب وہ زندہ
تھے اور ملک مذکور کے اندر کام کرتے تھے - چنانچہ اسیطرح مردون کے کلمات اور انکی صورتین اکثر زندہ لوگون
اس سے زیادہ اثر پیدا کرتی ہین جو خاص انکی ذاتی خوبیون کے وجود سے انپر پیدا ہوتا - یہ قابل یادگار الفاظ کہ "اگر
کوئی شخص مجھے پردہ زمین سے اوپر اٹھا لیگا تو مین دنیا کے سب لوگون کو اپنی طرف کھینچ لونگا" صرف اپنے لفظی
اور لغوی معنی کے اعتبار سے صحیح نہین ہین بلکہ وہ ایک بڑے اصول فطرت انسانیہ سے خبر دیتے ہین - اور اسیطرح
انکے پہلے پہل بتلانے والے نے اشارہ کیا ہے اسکے تمام پیروی کرنے والون علی الخصوص ان اشخاص کے
بارے مین جو نہایت اعتقاد سے اسکی پیروی کرتے ہین صادق آسکتے ہین -

جان لارنس کی آیندہ کارروائیون کے زمانہ مین جب کوئی پیچیدہ اور ضروری مسئلہ سامنے آتا تھا تو سب کے
پہلے اپنے دل مین وہ اس بات کا خیال کرتے تھے کہ اس حالت مین ہنری اسکے متعلق کیا کارروائی کرتے -
جو لوگ انکے حالات سے بخوبی تمام واقف ہین انھون نے اکثر یہ الفاظ انکی زبان سے نکلتے ہوے سنے ہین کہ
"میرے بھائی ہنری ایسا ایسا یعنی فلان امر کہا کرتے تھے" اور اپنی وفات کے چند مہینے پیشتر اس امید پر کہ شاید
ص ۲۹۶ وہ جنگ افغانستان کی بیجا کارروائی کو موقوف رکھ سکین انھون نے مسٹرس ہارٹ سے جو سر ہنری لارنس کی اکلوتی
بیٹی تھین بڑی محبت سے کہا تھا کہ "مجھے یقین ہے کہ اگر تمھارے والد زندہ ہوتے تو وہ اس کارروائی مین جو مین
اسوقت کر رہا ہون مجھسے اتفاق کرتے" -

اور اب اس زمانہ مین اس امر کی نسبت کہ وہ اپنے ذات خاص کے بھروسہ پر کہان تک رہ سکتے تھے

اور پیشتر کے مقابلہ مین بہت کم پریشانی کے ساتھ اُسکا دو چند کام کر سکتے تھے گورنر جنرل پر اپنے خیالات وہ اسطور پر ظاہر کرتے ہین ـــ

میرا اپنا عہدہ جس مہربانی اور عمدگی کے ساتھ میرے سپرد کیا گیا اُسکا مین انتہا سے زیادہ شکریہ ادا کرتا ہون جس طریقہ سے میرے ساتھ یہ رعایت کی گئی اُس سے عہدہ مذکور کی وقعت بہت کچھ بڑھ گئی ـ اب مین صرف اس بات کے لیے دست بدعا ہون کہ جو اعزاز مجھکو دیا گیا ہے اپنے تئین اُسکے لائق ثابت کرون .... نئے انتظام کا جا ہے جو کچھ نتیجہ ہو لیکن مجھکو اُسکے متعلق کوئی خوف نہین ہے اور نہ کسی طرح کی غلط فہمی واقع ہے ـ میرے پاس چند اول درجہ کے لوگ کمشنرون کی حیثیت سے موجود ہین ـ گو مجھکو احتمال نہین ہے لیکن اگر محنت مین کسیطرح کی کمی واقع ہوئی تو خیال رکھنا چاہیے کہ کل سیول سروس کی عزت زیادہ میرے ہاتھ مین ہے ـ مین بہت صدق دلی سے یہ بات ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ جس شخص کی سولین کے طور پر تعلیم و تربیت کی گئی ہو وہ ایک نئے ملک مین کیا کارروائی کر سکتا ہے ـــ

اپنے دوست رکنس صاحب کو بھی اُنھون نے اسی طرح کی چٹھی لکھی ـ "ہمارے یہان کی کارروائیان بہت اچھی طرح انجام ہوتی جاتی ہین ـ نئے انتظامات سے جو امن وامان اور آسایش پیدا ہوئی ہے وہ لوگون کی بہبودی کے متعلق حد سے زیادہ مفید ہے ـ مین مشکل سے یہ خیال کر سکتا ہون کہ اس آسایش کا مجھکو استحقاق ہے" ان کلمات سے یہ سمجھنا چاہیے کہ اُنکو فرصت زیادہ ہو گئی تھی کیونکہ ایک چٹھی مین اُنھون نے بیان کیا ہے کہ "میرے ہاتھ سے کبھی قلم نہین چھوٹتا" اور دوسری چٹھی مین وہ لکھتے ہین کہ "آپ زیادہ خطوط مجھکو نہ لکھا کیجیے کیونکہ ہاتھ کی لکھی ہوئی عبارت پڑھتے پڑھتے میری بصارت مین فرق آگیا ہے" ـ اُن پر آخرین جو مصیبت پڑنے والی تھی اُسکا اظہار میری دریافت مین اس مقام پر اول اول کیا گیا ہے ـ اسمین شک نہین کہ دشواریان کثرت سے واقع ہوتین لیکن تقسیم محنت اور کام کی پسماندگی اُن دشواریون مین کبھی داخل نہین ہوئی ـ ہان ایک موقع پر جب وہ بڑے جوش ہمت کے ساتھ تب البتہ اُنھون نے یہ امید ظاہر کی تھی کہ جدید انتظام کی وجہ سے میرا کام آدھا رہ جائیگا اور آیندہ سے غور و فکر کرنے کے لیے مجھکو زیادہ فرصت مل سکیگی لیکن یہ امید پوری نہین ہونے پائی اور اگر پوری ہوتی تو اُنکی طبیعت ایسی نہین تھی جو وہ اس سے خوش ہوتے ـــ

افسران پنجاب کی تنخواہین اس درجہ تک بڑھوا ئین کہ ہندوستان کے دوسرے حصون کے افسر لوگ جو مشاہرہ پاتے تھے اُنکے برابر ہو جائین اور اسطور پر اُن دقتون کو اُٹھا دینا چاہتے بشرط دوسرے افسران ہند کے استحقاق کے وہ بھی نجات پانے کے مستحق تھے نو عمر اور ناتجربہ کار سولینون کو اُنکی معمولی خدمتین لذات خاص ص ۲۹۸
اور بحیثیت افسر اعلی سکھانا اور اس طریقہ پر اُنکے ایام ملازمت کے آغاز ہی سے اُنمین اپنا اثر پیدا کرنا جو لوگ نکلسن خواہ ہیکسن صاحب کی طرح لڑائی بھڑائی کے لوگ تھے اس بات کے بھی قابل کرنے کے لیے رجو

اور بھی زیادہ مشکل اور عمدہ گورنمنٹ کے لیے اور بھی ضروری ہے) آمادہ کرنا کہ وہ کاروبار کے معاملات کو
بھی دیکھین اور اپنی رپورٹین سلسلہ کے ساتھ تیار کرتے اور بھیجتے رہین۔ نکلسن صاحب ہاڈسن و دیگر ایڈورڈس
و جیمیس صاحب ایسے لوگون کو جو ہر بات مین سپاہ گری کا برتاؤ کرتے تھے اور جنکے خیالات انصاف بھی در
اصل فوجی طور کے تھے (یعنی یہ کہ جس کام مین بھڑ جاتے تھے تو اُسمین سرگرم رہتے تھے اور جسکو چھوڑتے تھے
پھر اُس سے خبر نہین ہوتے تھے) ترغیب دیکر نصفت شعاری کا زیادہ ترپابند کرنا۔ اس بات کا خیال رکھنا کہ مثلاً
اگر کوئی قاتل خون آلودہ ہاتھون کے ساتھ بھی سرحد آنروسے ستلج پر گرفتار ہوتا تو اُسکے لیے لازم تھا کہ گواہ طلب
کیے جاتے اُسکو گواہون کے بلانے کا موقع دیا جاتا اور اُنکے اظہارات اور تجویز مقدمہ ہوشیاری کے ساتھ
قلمبند کیجاتی ایسے آدمیون کو جو مثل نکلسن صاحب (اُن کا نام ایک مرتبہ اور اس موقع پر بیان کیا جاتا ہے)
کے اپنی بے نظیر حکمرانی اور اپنی اعلی درجہ کی فوجی قابلیت پر نازان تھے ترغیب دیکر ایسا کر دینا کہ وہ ہمیشہ اپنے
اعلی افسر فوج سے صلاح لینے اور اُسکے حکم کی پابندی کرنے پر تیار رہین۔ کوک صاحب ایسے اولوالعزم فوجی
مدبرون کو جو ہمیشہ اس بات پر تلے رہتے تھے کہ اُنکے سول اسٹیشن سے شاید پچاس میل کے فاصلہ پر جو فوجی
کارروائیان ہوتی تھین اُنمین شریک ہون اس بات پر راغب کر دینا کہ عمدہ افسر کی بہترین شناخت یہ ہے کہ
وہ اپنی جگہ موجود رہنے پر رضامند رہے۔ صاحبان انجینیر کو جن کے افسر رابرٹ نیپیر تھے بڑے بڑے
کامون کی تعمیل کے متعلق جادۂ اعتدال کے اندر رکھنا اور اُنکو یقین دلانا کہ (اگرچہ اس بارے مین وہ خود بھی
کامیابی نہین حاصل کر سکے چہ جائیکہ دوسرے اشخاص کے لیے تو اور بھی دقت تھی) اُنکے لوازم منصبی کا
سب سے زیادہ ضروری حصہ یہ تھا کہ اپنے حسابات نہایت جانچ پڑتال کے ساتھ ہر وقت تیار رکھین اپنے
دوست کورٹنی صاحب پرائیوٹ سکرٹری گورنر جنرل سے نہایت قابلیت کے ساتھ طول طویل خط کتابت ضروری
اور اہم معاملات سرکاری پر کرتے رہنا تاکہ وہ بتدریج لارڈ صاحب کی طبیعت کو آمادہ رکھتے اور پھر اُن چٹھیون
کو مناسب طریقہ سے موزون وقت پر فیصلہ کے لیے پیش کرتے خود گورنر جنرل کی خدمت مین انصافانہ طور
بلا رورعایت ہر ایک ضروری عہدۂ پنجاب کے متعلق ہر ہر امیدوار کے متناقض دعوون کو پیش کرنا اور جسقدر
ممکن ہو سکتا گورنر جنرل کو ترغیب دیکر نالائق یا کام چور یا ناشائستہ افسرون کو اپنے اصول کے مطابق جسپر وہ
ہمیشہ کاربند رہتے تھے یعنی یہ کہ ایک آدمی کا خلق اللہ کے لیے ذبح کرنا اس سے بہتر ہے کہ ایک گروہ
ص ۲۹۹
خلائق کسی خاص شخص کے لیے تباہ کر دیا جائے اُن لوگون کے نکالنے کی ترغیب دینا جو لوگ حد سے
زیادہ کام کرتے اور ضرورت سے زیادہ کام کرنے پر مستعد رہتے تھے (مثلاً جان نیکلسن) اُنسے یہ کہدینا
کہ اُنکو اپنی جان کا بچانا نہایت ضرور ہے (اس ضرورت کو اُنھون نے خاص اپنے لیے حقیقت مین کبھی

جائز نہین رکھا) اور ان طریقون کا ٹھیک ٹھیک بتانا کہ اُنکو کیونکر کام کرنا چاہیے وُانکا فرض تھا۔ کیطرح جو لوگ بہترین نیت سے کام کرتے تھے اور اعلیٰ درجہ کی قابلیت رکھتے تھے لیکن اپنی ناگزیر نارسائی ذہن کیوجہ سے ہمیشہ ناواقفی مین مبتلا رہتے تھے اور کام باقی رہتا تھا اُنکے صدہا کاغذات کو خود اپنی نگاہ سے دیکھ دیکھ کر سطے کرنا دیسیون کو عموماً اور دیسی سپاہیون کو خصوصاً اُس بدسلوکی سے محفوظ رکھنا جو کبھی کبھی پنجاب مین بھی ظہور پذیر ہوتی تھی یعنی یہ کہ افسر لوگ اُنکو مارتے یا سخت وسست کہتے یا حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس بات کو فراموش کرتے تھے کہ رنگ اور قوم کے اختلاف سے بجز اسکے اور کچھ ممکن نہین ہے کہ اخلاقی جوابدہی بڑھجائے ہماری سرحد پر وحشی جرگے عرصہ تک ہمارے تحمل کرنے سے جو بیباکانہ حملے کرنے لگے تھے اور اکثر اُنکا کوئی تدارک نہین ہوسکتا تھا اُنکے انسداد کے لیے احکام کا جاری یا منسوخ کرنا یا انصاف اور اعتدال کی حد تک اُنکو محدود رکھنا اسطرح کے مفلس ملک مین کفایت شعاری کی اشد ضرورت ہونے کی وجہ سے زائد ماتحتون کے لیے صاحبان کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اپنے یہان کا کام زیادہ دیکھکر جو درخواستین بھیجا کرتے تھے اُنکو ایک عمدگی کے ساتھ نامنظور کرنا بیبیان اپنے شوہرون اور مائین اپنے بیٹون کے لیے جب اُنکی نوکری کی سعی کرتی تھین اور وہ لیاقت نہین رکھتے تھے تو اُنکی درخواستین خلق کے ساتھ مگر قطعی طور پر نامنظور کرنا اپنے ماتحتون پر ذہن نشین کرنا کہ مین خود ہر جنس و ہر نوع کے ناجائز کام سے ترسان رہتا ہون اسلیے جہانتک ممکن ہو (یہی اُنھون نے خود بھی کیا تھا اور جب تک اُنکی صحت نے جواب نہین دیا اور ڈاکٹرون نے یہ صلاح نہین دی کہ اب اُنکے لیے ہندوستان مین ٹھہرنا مناسب نہین ہے اُسوقت تک وہ کام چھوڑکر کہین نہین گئے) اُنکو اُنکے کامون پر موجود رکھنا اور پہاڑون کیطرف جانے سے باز رکھنا (کیونکہ وہ اس بات کو سمجھتے تھے کہ ایک طور کی ناجائز طمع ہے جس مین کام اور فرائض بعض فراموش ہوجاتے ہین) الغرض چیف کمشنر مقرر ہونے کے بعد اول اول چند مہینے تک جن باتون کے متعلق وہ خط کتابت کرتے رہے اور جن جن ذمہ داریون کا کام اُنھون نے انجام کیا منجملہ اونکے یہ چند باتین بطور مشتے نمونہ از خروارے بیان کی گئی ہین لارڈ ڈلہوسی اور جان نکلسن سے جو خط و کتابت اُنھون نے کی صرف اُسی سے ایک جلد جمع ہو جائیگی اور ایک جلد تاریخی اور سوانح عمری کے متعلقہ حالات سے فراہم ہوگی۔ لارڈ ڈلہوسی سے اُنھون نے جو خط و کتابت کی اُسکے تمام و کمال دیکھنے سے شاید سب سے بڑا خیال اُنکی نمک حلالی مردانہ صاف باطنی دور اندیشی اور عالی دماغی کا پیدا ہوتا ہے اور جو خط و کتابت نکلسن صاحب سے ہوئی اُس سے اُنکی دور اندیشی اور صبوری تحمل اور علو ہمتی پیدا ہوتی ہے سب سے بڑھکر تو اس بارے مین اُنکی ثابت قدمی ظاہر ہوتی ہے کہ گو نکلسن صاحب اُنھین کے ایسے سرکش اور خود مختار تھے مگر اپنے ذہن مین یہ سمجھکر کہ وہ اعلیٰ درجہ کے ہوشیار صاف باطن اور جان نثار ملازم سرکار ہین اپنے دل مین ٹھان

لیا تھا کہ انکو پنجاب سے کبھی جدا ہونے دینگے - جان لارنس کی ایک قسم کی چٹھیون سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ اطاعت قبول کرنے پر ہر وقت تیار رہتے تھے اور دوسری قسم کی چٹھیون سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکو حکومت کرنے کے بڑے بڑے دعوے تھے - ایک سے تو نہایت ہی واجب التسلیم شہادت انکی قوت دماغی اور دوسری سے انکی عمدہ دلی صفتون کا اور بھی بین ثبوت پیدا ہوتا ہے مندرجہ بالا مسئلون کے مطابق جان لارنس نے جو برتاؤ کیا اسکی قرار واقعی کیفیت ان انتخابات سے بخوبی تمام ظاہر ہو جائیگی جو ذیل مین درج کیے جاتے ہین اور اسلیے ان چٹھیون کو تمام و کمال پڑھکر جو راے مین نے قائم کی تھی وہ پہلے ہی درج کر دی - با اینہمہ میرا ارادہ ہے کہ چند چٹھیون کے اقتباسات اور درج کرون - گو ان سے تمام و کمال حالات کی تصدیق و تشریح نہین ہوگی مگر کچھ کچھ ضرور ہو جائیگی -

ایک ناتجربہ کار مگر محنتی اور ہونہار سولیین مسمی ہڈسن وفعتاً ایک ضلع کی حکمرانی پر جسکے انتظام مین اسکے جانشین سابق نے بالکل فراموشی اختیار کی تھی مقرر کر دیا گیا اور جب اسنے دیکھا کہ اسکے کام مین بڑی بڑی مشکلین لاحق ہین تو اکثر براہ راست چیف کمشنر سے اعانت طلب کی - چیف کمشنر نے اسطور پر اسکو جواب لکھا

آپ سے جہانتک محنت ہوسکے جان لڑا کر کام کیے جاتے اور تمام معاملات کو درست رکھے اگر اسمین آپ کو کامیابی ہوئی تو سب سے پہلے آپ کی ترقی پر خیال کیا جائیگا اور جہانتک میرا اختیار ہے اسمین کوتاہی نہوگی - مجھے یاد آتا ہے کہ سنہ ۱۸۳۷ء مین اسطرح مین بھی ضلع لیتہ مین مقرر ہوا تھا وہان مین نے دو برس تک دن رات صبح و شام کام کیا اور اسپر بھی ایک اور شخص کو مجھپر ترجیح دی گئی با اینہمہ مجھکو جو کچھ کامیابی حاصل ہوئی وہ اسی زمانہ سے ہوئی اب آپ جو اس ضلع مین مقرر ہوے تو آپ کی بھی وہی کیفیت ہوگی ... مین اپنے مقدور بھر کوشش کرونگا کہ آیندہ سے معاملات درست رہین اور گذشتہ زمانہ کی جو شکایتین ہین حتی الامکان انکو چھوڑ دونگا خراب افسرون کو خارج کر دونگا اور ایک سرسری مگر جائز طریقہ سے جابجا نظیرین قائم کر دونگا .... آپ ضابطہ اور سیاق کا چندان لحاظ نہ کیجیے جو کچھ گذرے اسکو ضبط تحریر مین لاتے جاتے اور اس بات کا خیال رکھیے کہ ہر ایک کارروائی قانون اور انصاف کی رو سے عمل مین آئے .... تخفیف کے متعلق جو باتین آپ کے نزدیک معقول اور جائز پائی جائین وہ عمل مین لاسیے لوگون کی فریاد پر توجہ نہ کیجیے اپنی ضرورت کو دیکھیے - نگاہ زیادہ کمی پر نہ رہے بلکہ زیادتی پر رہے یہی اصول انجام کو سچا ثابت ہوگا - ص ۴۰۱

نکلسن صاحب نے جو بمقام بنون ہڈسن صاحب کے ہمسایہ مین رہتے تھے انکی شکایتون اور مشکلون سے ہمدردی نہین کی اور چیف کمشنر کو بھی اسی کے مطابق لکھ بھیجا - چیف کمشنر نے یہ جواب دیا کہ "ہڈسن واقعی شور و فریاد کیا کرتے ہین لیکن جو طریقہ وہان رائج ہے اسکے خلاف لوگ انسے زیادہ فریادی ہین "

مجھکو منظور ہے کہ شیورانیون کے خلاف جنھون نے حال مین ہمارے ایک گانون کو آگ لگا کر لوٹ لیا ہے ایک مہم روانہ کی جاتی با اینہمہ مین چاہتا ہون کہ برگیڈیر (ہاجسن) اس مہم کی ضرورت کو تسلیم اور اس سے اتفاق راے کرین اور

کہان خواہ انکو خواہ فِٹز جرالڈ صاحب کو ملے - میری یہ خواہش نہین ہے کہ آپ یا کوک صاحب پہاڑون پر جائین الّا اسوقت کہ اگر انکی لیاقت کا دوسرا افسر نہ مل سکے - چونکہ دونون آدمی ڈپٹی کمشنر افسر ہین اسلیے انکا اپنے اپنے ضلع ہی مین رہنا قرین مصلحت ہے اگر دونون مین سے ایک بھی مقتول یا مجروح ہوا تو اسکے نتیجے نہایت خراب پیدا ہونگے کیونکہ کل انتظام درہم برہم ہو جائیگا -

یہ کیا ہی علاقلانہ راے ہے جسکو شاید اسوقت مکتوب الیہ نے پسند کیا ہوگا - ایسا شخص بہت کمتر پایا گیا ہے جو اپنے مجروح یا مقتول ہونے کا صرف اس اعتبار سے خیال کرلے کہ ان دونون کا اثر گورنمنٹ وقت پر کیا پڑیگا اور وہ جائز طور سے اُس گورنمنٹ کے افسر سے ناراض نہو جو دونون مین سے ایک بات کرتا لیکن جان لارنس کا طریقہ ہمیشہ یہی رہا کہ وہ سرکاری خیالات کو ہمیشہ مقدم رکھتے تھے اور خانگی امور کو انھین کے حال پر چھوڑ دیتے تھے کہ جسطرح علی العموم ہوا کرتا ہے انکا خود بخود اظہار ہو جائیگا اور اگر نِکلسن صاحب اس بات پر خیال کر سکتے کہ انکا مختلف الراے تربیت دہندہ ایسے وقت مین بھی انکی نسبت لارڈ ڈلہوسی[1] وغیرہ کو انکی عمدہ لیاقتون اور کارآمد صلاحیتون کا ذکر کن الفاظ سے کرتا تھا تو انکی ذاتی پاسداری بلکہ گرمجوشی کی تعریف کا اور بھی زیادہ خیال پیدا ہوتا کیونکہ جسوقت یہ خبر آئی (اور یہ ایک عمر بھر کی خبر تھی) کہ دہلی ہمارے قبضہ مین آگئی تو انکی ساری خوشی جاتی رہی اور آنکھ مین آنسو بھر آئے جسکی وجہ یہ تھی کہ فتح کی خبر کے ساتھ نِکلسن صاحب کوان باتون کا خیال ہوتا تو مذکورۂ بالا چِٹھی اور اسیطرح کے دوسرے قصور سے انکو اپنے افسر بالادست کے دلکا حال معلوم ہو جاتا اور جسطرح وہ اپنا حاکم سمجھکر اپنا عزیز جانتے تھے اُسیطرح اُنکے خانگی برتاؤ سے بھی انکی قدر کرتے -

ظاہرا یہ معلوم نہین ہوتا کہ نِکلسن صاحب کے جواب سے اُنکے افسر بالادست کا یہ شک رفع ہو گیا ہو کہ تھوڑی ترغیب اور دینے سے وہ اپنی جوابدہی پر اس مہم کا بیڑہ اُٹھا لیتے اور جان لارنس نے پھر انکو یہ چِٹھی لکھی اگر آپ شیورانیون کی تنبیہ کرینگے تو یہ امر میری بڑی خوشی کا باعث ہوگا لیکن آپ کو ایسا بندوبست کرنا چاہیے کہ ہاجسن صاحب آپ کی تدبیرون مین اتفاق کرین آپ یہ نہ سمجھیے کہ میری خواہش یہ ہے کہ آپ ایک محض قلیل سپاہ لیکر پہاڑ پر جائین یہ حکم ہرگز ہرگز نہ اُٹھائیگا . . . مہربانی کرکے اپنے دورون کی رپورٹ حسب ضابطہ بھیجا کیجیے اگر آپ ایسا نکرینگے تو مجھے زحمت ہوگی صاحب گورنر جنرل تحقیق کرتے ہین کہ جو واقعات گذرین اُنسے اطلاع دیجاے اور انکی یہ تاکید بیوجہ نہین ہے لیکن جب تک مجکو

[1] یہ اشارہ بجانب اس امر کے ہے کہ ۳۱ اگست ۱۸۵۳ء کو انھون نے نِکلسن صاحب کے بارے مین یہ لکھا تھا "مین میجر نِکلسن کو سرحد کا بہترین افسر ضلع تصور کرتا ہون اُنمین بڑی ہمت اور سطوت ہے اور ساتھ ہی اُسکے ہوشیاری اور ذکاوت بھی پائی جاتی ہے - سرحد پر وہ بذات واحد ایک پیرسے کے برابر ہین - کیونکہ کوہستان اور نشیبی ملک مین بھی رعایا پر انکا نہایت رعب ہے وہ ایک بڑے عمدہ سِول افسر ہین اور اپنے ضلع کے معاملات کی درستی مین انھون نے بہت کچھ کام کیا ہے"

تفصیلی حالات نہ معلوم ہونگے اُسوقت تک مین کچھ نہین کر سکتا ۔

اسکے چندروز بعد بھی خطرہ کا اندیشہ اسیطرح قائم رہا ۔

اگر آپ ضرور پہاڑون پر جائینگے تو ہر طرح سے کوشش کیجیئے گا کہ برگیڈیر بھی آپ کے اس ارادہ کو منظور کرلین انکی رائے کے خلاف کارروائی کرنے مین فائدہ نہین ہے برگیڈیر کی حیثیت سے گو وہ کیسے ہی کیون نہون لیکن اگر کوئی ناشدنی بات ہوئی تو انکی مخالفت مین سخت نقصان ہوگا اسلیے آپ کوشش کرکے آنکو اپنی تجویز پر آمادہ کر لیجیے گا اور آنکی مرضی کے خلاف نہ کیجیگا ۔ اگر آنکو کامیابی ہوئی تو بھی آپکی کارروائی جائز ہوگی اگر آنکی راے مین آپکے لیے زیادہ سپاہ کا بھیجنا مناسب ہو تو آنسے کہیے کہ ملتان سے ایک حصہ سپاہ کا منگوا دین اور آنسے کہدیجیے کہ چیف کمشنر نے آنکو اس بات کا اختیار دیا ہے ۔ آپ یہ نہ تصور کیجیے کہ مجھکو پہاڑ پر جانے کے لیے آپکو اجازت دینے کی جوابدہی سے خوف ہے ۔ مین خوشی سے اس جوابدہی کو قبول کرتا ہون لیکن میرے نزدیک یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ برگیڈیر جو سرحد کے کمانیر ہین وہ اس تدبیر سے اتفاق راے کرینگے گورنمنٹ نے لوڑد کو اختیار دیا تھا اور اسیطرح مجھکو بھی دیا ہے کہ فوج کشی کی تدبیرین نہایت سخت ضرورت کی حالت مین کی جائین لیکن اگر کچھ خرابی واقع ہوئی اور ہمنے برگیڈیر کی راے کو بالکل کردیا تو آن تدبیرون سے کچھ مدد نہ پہونچے گی اسلیے براہ مہربانی آپ اس بات کا خیال رکھین گے ۔

ص ۴۰

پھر اُسکے چندروز بعد وہ لکھتے ہین کہ آپکی سرکاری اور خانگی چٹھیان معاملہ شیورانی کے بارے مین پہونچین اور یہ معلوم ہوا کہ ہاجسن نے حملہ کرنے مین تاخیر کی ہاں یہ نہین کہتا کہ فوراً کارروائی کرنیکے لیے جو آپ نے تاکید کی یہ عمدہ بات نہین تھی لیکن چونکہ ہاجسن صاحب اسکے خلاف تھے اور یہ معاملہ بالکل صیغہ فوج سے تعلق رکھتا ہے اسلیے وہی اسکا فیصلہ کرسکتے ہین اس معاملہ مین ایک مرتبہ راے دینے کے بعد اب مین کچھ اور راے نہین دے سکتا میرے نزدیک یہ بادہ تدبیر تجویز کرنے سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ لوگون کے درمیان آپسمین اتفاق رہے ۔

لارڈ ڈلہوزی کا یہ کہنا بہت بجا تھا کہ "بیقاعدہ لڑائیون کے لیے نکلسن صاحب ایک اول درجہ کے افسر ہین لیکن مین بیقاعدہ لڑائیون کی حکمت عملی پسند نہین کرتا" اسمین شک نہین کہ اگر اقتدار اور بردباری مین جان لارنس سے کم قابلیت کا کوئی افسر اعلی فرمانروائی پر مقرر ہوتا تو پانچ سو میل کی سرحد پر اُس اشتعال کے اعتبار سے جو ہمیشہ سرحدی افسرون کو پہونچتا رہا تھا ہمیشہ بے ترتیب لڑائی ہوا ہی کرتی ۔ صرف اسقدر بیان کرنا اور درکار ہے کہ یہ مہم آخر کو روانہ ہی ہوئی مگر وہ ایک معقول حد و ذات محدود رکھی گئی جو کچھ اُسکا مقصد تھا پورا ہوا اور جان لارنس کی کوششون سے برگیڈیر اور برگیڈیر کے تندمزاج ماتحت کے درمیان ناچاقی نہین ہونے پائی رابرٹ نیپیر صاحب کی ذات سے جنکے خیالات نہایت اعلی تھے مگر مصارف کی پروا مطلق نہ تھی حسب ... مدد پہونچی اُسیقدر دشواری لاحق ہوئی جو کام اُنھون نے کیا بہت عمدہ کیا جس سے بہتر شاید ممکن نہ تھا نکلسن کیطرح

وہ بھی ہنری لارنس کی تحریک سے پنجاب مین آئے تھے اور جسوقت جان لارنس جو بقول خود "خبرسی کی حد تک کفایت شعاری کرنے کے لیے بورڈ کے ممبر تھے" اپنے بھائی کی جگہہ پہ مقرر ہوئے تو یہ امر لابدی تھا کہ کچھ دوستانہ اختلاف راے اُنکے درمیان واقع ہو نیپیر صاحب جو بیشک اپنے اعلیٰ اختیارات پر نازان تھے اور قریب قریب جان لارنس ہی کے برابر کام کرنے کے شائق تھے (اور اُنکی یہ خواہش حق بجانب تھی) کہ رفاہ خلائق کے بیشمار کام جہانتک ممکن ہو بہترین طریقہ سے اور نہایت جلد شروع کر دیے جائین چیف کمشنر صاحب جو بہ ہئیت مجموعی کل صوبہ کی بہبودی اور اسواسطے اس بات کے بھی جوابدہ تھے کہ اُسکے مصارف آمدنی سے بڑھنے نپاوین مجبور ہوئے کہ اسمین کچھ تامل کرین اور اس بات کی استدعا کرین کہ قبل اسکے کہ پرانے کامون کی تکمیل نہو جائے نئے کام شروع نکیے جائین اور جو نیا کام شروع کیا جائے پہلے حسب ضابطہ اُسکی اجازت لے لی جائے اور سب سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جسقدر کام ہوتا جائے اُسکی رپورٹین اور حسابات جہانتک ممکن ہو تیار روانہ کرتے رہین مجھکو یہ بیان کرنا لازم ہے کہ اسمین نیپیر صاحب کو صرف جزئی کامیابی حاصل ہوئی اور اگر یہ کامیاب ہوا تو شاید سرکار کے حق مین بالکل مضر بھی نہین ہوا اسطور سے نیپیر صاحب پر اُنھون نے جو بار ڈالا تھا وہ آپہی آپ نہ ڈالا تھا میرے روبرو جو بیشمار چٹھیون کا ذخیرہ جمع ہے اسمین اس بات کے دیکھنے سے بڑا مذاق حاصل ہوتا ہے کہ مہتمان سرکار کمپنی کفایت شعاری کے لیے برابر لارڈ ڈلہوسی اور اسکے مطابق لارڈ ڈلہوسی جان لارنس اور جان لارنس نیپیر صاحب پر جنکی عادت سے وہ بخوبی واقف تھے کفایت شعاری کے لیے تاکید کرتے تھے اور اسیطرح نیپیر صاحب بہت کچھ باطنی مخالفت اور غالبًا نہایت تخفیف کے بعد اپنے ماتحتون پر جنکے حالات سے وہ بھی آگاہ تھے بڑی تاکید کرتے تھے۔ یہ وہی قصہ ہوا کہ نہ پانی سے آگ بجھیگی نہ آگ سے رسی جلیگی اور نہ رسی سے پھانسی لگ سکیگی۔

نیپیر صاحب کے ماتحت (مثلاً الگزنڈر ٹیلر جنکے اہتمام مین پشاور کی سڑک تھی اور اُس زمانہ کے معاملات مجھسے بیان کیے ہین) ہر روز چارون پہر اُن بڑے بڑے کامون مین جنپر اُنکی تعیناتی کی گئی تھی مصروف رہتے تھے اور اُنکو اسقدر وقت یا خیال نہین رہتا تھا کہ اپنے چیف کو کامل رپورٹ کرین تاکہ نیپیر صاحب وقت پر اُنکو جان لارنس کے پاس بھیج سکتے اور جان لارنس پنجاب کی ششماہی رپورٹون مین اُنکو چھپوا سکتے یا گورنر جنرل کو صیغہ خزانہ کے متعلق جو تردداات تھے اُنکو رفع کر سکتے۔ اسلیے انجینیرون سے چیف کمشنر کو برابر پریشانی ہوتی تھی گو وہ دیدہ و دانستہ اُس پریشانی کے باعث نہین تھے اور چیف کمشنر اُنکی نسبت دل لگی سے کہا کرتے تھے کہ "جب تک انجینیرون کے منھ مین ایک لاکھ روپیہ نہ بھر دیا جائیگا اُسوقت تک اُنکی زبان نہ کھلیگی" لیکن جیسا کہ مین بیان کر چکا ہون اس انتظام مین سرکار کا چندان نقصان نہین ہوا اور جان لارنس کو نیپیر صاحب کا جو پاس و

لحاظ تھا اُنمین بھی کچھ فرق نہین آیا ۱۸۵۴ء مین جو نیپیر صاحب پنجاب کے چیف انجنیر مقرر ہوے تو اُسکا سبب یہ تھا کہ جان لارنس نے خود استدعا کی تھی اور گورنر جنرل کو بھی یہی مناسب معلوم ہوا کہ یہ عہدہ اُنکے لیے مناسب ہے - ۶ - مئی ۱۸۵۴ء کو جان لارنس نے لکھا تھا کہ "مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ گورنر جنرل نے نیپیر صاحب کو چیف انجنیری کے عہدہ پر قبول کیا وہ ایک بڑے معقول شخص ہین اور اسمین کوئی شک نہین کہ اس عہدہ کے قابل تھے - الحاق پنجاب کے بعد اُنھون نے اسقدر کام کیا ہے جسکی کچھ حد و حساب نہین ہے بہتیرے آدمی ایسی مشقت مین ہلاک ہو جاتے - اور اُسکے برسون کے بعد جب جنگ ابیسینیا کے آثار دکھائی دیے اور جان لارنس سے پوچھا گیا کہ وہ اس مہم کی خاص کمان پر کس شخص کو مقرر کیا چاہتے ہین تو اُنھون نے جواب دیا کہ "فلان فلان انتظام بہتر معلوم ہوتا ہے - لیکن اگر آپ چاہتے ہین کہ نہایت عمدگی کے ساتھ کام انجام ہو (اور پنجاب کی بڑی سڑک اور نہر باری دوآبہ کے لحاظ سے جو قبل اُن کے دل مین پیدا ہوا تھا بیشک اُسکے سبب سے اُنھون نے یہ کہا تھا -) تو نیپیر کے پاس جانا چاہیے - چیف کمشنری پر مقرر ہونیکے پہلے سال اُنھون نے جو چٹھیان لکھی تھین اُنمین سے بعض بعض چٹھیون کے خلاصے اسبات کے ظاہر کرنے کے لیے ذیل مین درج کیے جاتے ہین کہ بدعمل شخص کی وہ کیونکر چشم نمائی کرتے تھے مستعد یا تربیت یافتہ شخص کی کسطرح پرورش کرتے تھے اور فضول خرچی دفع کرنے اور نالائق افسرون کے نکالدینے مین کہانتک کد کرتے تھے -

کپتان کوک صاحب کے نام ۲۰ مارچ ۱۸۵۴ء کو اُنھون نے یہ چٹھی لکھی تھی - کپتان موصوف ایک بڑے مستعد اور لائق افسر تھے لیکن سول کام مین اُنکو چندان تجربہ نہین تھا اور اس زمانہ مین وہ کوہاٹ کے علاقہ مین مقرر تھے -

آپکو کوہاٹ سے اپنی رجمنٹ کے ساتھ کچھ دور آگے جانے کی جو اجازت نہین ملی تو امید ہے کہ آپ اس سے ناراض نہون گے - مقتضاے طبیعت و سپہ گری سے کچھ بعید نتھا جو آپ نے یہ خواہش کی لیکن مجھپر بھی فرض ہے کہ سرکار کی بہبودی کا خیال رکھون اور اُسکے اعتبار سے ضرور ہے کہ آپ کوہاٹ ہین رہین علی الخصوص اس زمانہ مین جب ایک حصہ سپاہ کے چلے جانے سے وہ مقام اور بھی کمزور ہو گیا ہے مین اسبات کو دیکھتا ہون کہ کوہاٹ بانبون سے افسر ضلع کا چلا جانا بمنزلہ اسکے ہے کہ پلٹن کا ایک پر الگ جائے - علاوہ برین اگر آپ چلے گئے تو سول کام کیونکر ہوگا اگر آپ مقتول یا مجروح ہوتے تو آپکی جگہ کون شخص کام کر سکیگا آپ میری نصیحت پر عمل کرین "رسالہ محاسبین" کی ایک جلد منگوالین اور ہفتہ مین آدھ گھنٹہ اُسکا مطالعہ کرکے اُسکے مضامین سے آگاہی حاصل کرین اسکے بعد جب کسی امر مین آپکو شک گذرے تو رسالہ مذکور کو نکال کر دیکھ لیا کرین یا اپنے منشی سے کہین کہ وہ دیکھ لے اور اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ کا دفتر درست ہو جائیگا اور چھ مہینے کے عرصہ مین ان تمام معاملات کے متعلق آپ خود منٹگمری صاحب کے برابر واقف کار ہو جاوینگے - اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو آپ کو ہمیشہ دقت ہوتی رہیگی اور کسی کی

روز آپ کا نام نالائق افسرون مین لکھ لیا جائیگا - اگر آپ سول افسر ہونا چاہتے ہین تو اُس صیغہ کے فروعات سے آگاہی حاصل کرین مین نے بلاتکلف جو یہ باتین لکھی ہین اُنسے آپ ناراض نہونگے - درستی معاملات کا بہترین طریقہ یہی ہے - ان باتون کے متعلق آپ کو کارآموزی کرنا لازم ہے ٹمکینسن صاحب جب تک اپکی تمام ہنڈویان جاری نہ کردین یا جبتک وہ جاری نہو جائین اُسوقت تک انکو دم نہ لینے دیجیے مین آپ کی مدد کرونگا لیکن یہ کام عمدہ طور پر صرف اُس صورت مین مجھ سے ہو سکتا ہے جب آپ باضابطہ کارروائی کرین . . . مین مستعد ہون کہ ہر ایک کام کے کرنے کا طریقہ آپ کو دکھلا کر آپکی مدد کرون افسوس کی بات ہے کہ آپ کے کمشنر خود یہ نہین کرتے -

کپتان ــــــ کے نام ۳۱ مارچ کو اُنھون نے یہ چٹھی لکھی -

مین نے سنا ہے کہ آپ کے ضلع کے سردار لوگ آپ کے انتظام سے نہایت ناراض ہین مین سمجھتا ہون کہ اُسکے متعلق مجھکو کچھ لکھنا لازم ہے - مجھکو معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ آپ کے جاسوسون اور مخبرون اور عملہ والون سے نالان رہتے ہین مین ملتجی ہون کہ آپ اس بات کا لحاظ کرینگے ہلوگون کو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کی اسطور پر کوشش کرنا چاہیے کہ لوگون کو ضرر نہ پہونچنے پاوے جاسوسون کا انتظام رکھنا ایک نہایت دشوار امر ہے - ص ۴۰۶

۱۷ - جولائی کو نکلسن صاحب کے نام لکھتے ہین کہ -

چھ سو اکاسی روپیہ ماہواری بیشک فی نفسہ کوئی بھاری رقم نہین ہے لیکن صرف یہی ایک معاملہ نہین ہے جسپر خاتمہ ہو جائے پنشنون اور تنخواہون مین پنجاب کی آمدنی کا ایک بڑا حصہ صرف ہوتا ہے اور کوئی دن ایسا نہین آتا کہ نئے دعوے پیش نہون نتیجہ اسکا یہ ہے کہ رفاہ خلائق کے عمدہ اور مفید کامون مین خرچ کے خیال سے انکار یا سہل انکاری کی جاتی ہے - ہا رے اور بہت سے دوستون کیطرح شاید آپ بھی ایسی باتون پر خیال نہ کرینگے لیکن مجھپر ایسا خیال کرنا فرض ہے خواہ جلد خواہ بدیر اس خیال کو اور باقیماندہ باتون پر ضرور سبقت رہتی ہے -

مین دیکھتا ہون کہ ہمارے گورنمنٹ آف ڈائرکٹرس (کچہری مہتمان سرکار کمپنی) کی بنیاد جنگ افغانستان مین پندرہ ملین بیکار صرف کرنے سے ہل گئی اور ہندوستان مین ترقی ملک کے لیے جو اصلاحین درکار ہین اُنکا خرچ نہ دیگی جب تک مقدمہ ایسا ہی ضروری نہو آپ اور لوگون کو سزاے موت دینے کے لیے براہ راست چالان نہ کیجیے اور جب ایسا کیجیے تو اظہارات کا خلاصہ انگریزی زبان مین روانہ کیجیے اور اسکو کمشنر کے ذریعہ سے بھیجیے -

جس معاملہ کے متعلق اُنکا خیال نہایت ہی مضبوط تھا اور جسکے بارے مین اُنھون نے بہت سی چٹھیان لکھی تھین یعنی یہ کہ ہندوستانیون کے ساتھ انگریزی افسرون کو کیا برتاؤ کرنا لازم ہے اُس مضمون کی ایک چٹھی ذیل مین درج کی جاتی ہے - سکھون کی تیسری مقامی پلٹن مین بمقام ہزارہ سخت ناراضی پیدا ہوئی تھی یہانتک کہ بلوہ ہو جانے کے آثار پیدا تھے اور تحقیقات کرنے سے معلوم ہوا کہ اس معاملہ مین جسقدر سپاہی لوگ قصوروار تھے اُس سے

۱۹۵۵

زیادہ افسر کمان کا قصور تھا چنانچہ جان لارنس لارڈ ڈلہوزی کو لکھتے ہین کہ

کپتان ــــ کو اسطرح کی آسان خدمت مین بھی کامیابی حاصل نہوئی اول تقامی پلٹن فی الواقع نہایت فرمانبردار اور تربیت یافتہ ہے لیکن ظاہرا مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ ایک غیر قواعد دان سپاہ کی ضروری اور نازک افسری کے لیے جو صفتین درکار تھین وہ انمین ہرگز نہین پائی جاتین ــ یہ ایک مشہور بات ہے کہ ہمارے پاس بعض انگریزی افسر ہندوستانیون سے اخلاق کے ساتھ بات چیت نہین کرتے ــ اگر کسی بات مین وہ ناراض ہوتے ہین تو کالا چہرہ دیکھکر بے سخت و سست کہے انسے رہا نہین جاتا ــ کپتان ــــ بھی ظاہرا اسی قسم مین داخل ہین ــ ایڈورڈس صاحب اپنی خانگی چٹھیون مین لکھتے ہین کہ وہ کپتان مذکور نہایت واہیات باتین لوگون کو کہ جاتے ہین ااکیا عجب ہے اگر وہ ہمیشہ لوگون سے اسیطرح خیال کرتے ہون ــ معلوم نہین پھر وہ کیونکر کہتے ہین کہ مین ہندوستانی افسرون کا بڑا لحاظ کرتا ہون ــ ہر طبقہ کے ہندوستانی لوگ گو وہ ظاہر نکرین مگر اس بات پر بالتخصیص خیال کرتے ہین مہربانی کے ساتھ آنا دانہ طریقہ کا برتاو کرنا انہی بولی بولنا اپنے افسران بالادست تک عام طور پر رسائی رکھنا یہ سب باتین ایسی ہین جو نہایت عزیز سمجھی جاتی ہین اور شاید روپیہ لوٹ اور پاس آبرو سے بھی زیادہ محبوب ہین ــ

غیر قواعد دان سپاہ کے افسرون کا جو موجودہ انتظام ہے اسمین شاید یہ بڑے فائدہ کی بات ہے کہ نالائق افسر اپنی رجمنٹون کو واپس بھیجدیے جاتین اور اسطور پر انسے نجات حاصل کی جا سکے ــ مین بہت شد و مد کے ساتھ اس امر کا ساعی ہون کہ کپتان ــــ کے ساتھ بھی یہی کیا جاسکے ــ انکی راے یا طبیعت یا استقلال پر کوئی بھروسہ نہین کیا جا سکتا ــ ص ۴۷

لارڈ ڈلہوزی کے پرائیوٹ سکرٹری کو بھی انھون نے یہی مضمون لکھا تھا ــ

سکھون کی تیسری پلٹن کی نسبت جو کچھ مین بیان کرتا ہون آپ اسپر خیال کرینگے اسکا شکست کر دینا کچھ ضرور نہین ہے سپاہیون کو نکالدیجیے اور ــــ کو پھر انکی سپاہ پر بھیجدیجیے اور انکے موجودہ عہدہ پر کوئی معقول سپاہی مقرر کر دیجیے اس سب معاملات درست ہو جائینگے ــ کمپنی کی فوج مین اچھے اچھے افسر ہین اور انکے ہوتے ــــ ایسے آدمی کا منتخب ہونا بھی مناسب نتھا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ مجھکو ایک سخت دل آدمی تصور کرینگے لیکن جب مین دیکھتا ہون کہ برے اوزارون کے استعمال کرنے سے کیا کیا خرابیان پیدا ہوتی ہین تو مین سمجھتا ہون کہ ان دو باتون کے کرنے مین عاقبت اندیشی درجہ اعتدال سے نہ بڑھجائیگی یعنی اول یہ کہ جو شخص کسی عہدہ پر مقرر کیا جائیگا دیکھ بھال کر مقرر کیا جائیگا اور جس شخص کی نسبت معلوم ہو کہ وہ کام کے لائق نہین ہے وہ خارج کر دیا جائیگا ــ مین دیکھتا ہون کہ اگر ــــ موقوف نکر دیے جائینگے تو بڑی غلطی ہو جائیگی ــ میرا یہ خیال ہرگز نہین ہے کہ دیسی افسر سامنے کیے جائین اور انگریزی افسر بچا دیے جائین لوگ کہینگے کہ تمام عزت و افتخار انکو حاصل ہوا اور انگریزی افسرون کو کچھ نہوا کیونکہ جسوقت کوئی خرابی پڑتی ہے تو سارا الزام ہندوستانی افسرون پر عائد کیا جاتا ہے

اب صرف اسقدر اور بیان کرنا باقی رہا کہ چیف کمشنر کو اپنی تکا پو مین کامیابی حاصل ہوئی رجمنٹ مذکور پر ایک نیا افسر کمان مقرر ہوا اور چند ہی مہینہ کے بعد رپورٹ ہوئی کہ وہانکا سب بندوبست درست ہوگیا اور دنیا بھر مین

جہان کہین ضرورت ہو وہ بخوبی تمام کام دے سکتی ہے -

جب سے ہندوستان مین انگریزون کی عملداری ہوئی خوش قسمتی سے یہ کبھی نہین ہوا کہ کسی انگریزی افسر نے رشوت لی ہو لیکن ایک مرتبہ پنجاب مین یہ بھی ہو گیا - مندرجہ ذیل چٹھی مجرم کے نام لکھی گئی تھی -

۱۶ - جولائی ۱۸۵۳ء - آپ کی چٹھی مورخہ ۱۴ جولائی پہونچی افسوس ہے کہ اُسکا جو جواب مین لکھ رہا ہون اُسکے سوا سرکاری طور پر اور کچھ تحریر نہین کر سکتا - مجھے حقیقت مین سعی کرنا معلوم نہین ہے اور اگر معلوم بھی ہوتا تو مین آپ کی مدد نہ کرتا - مقام حیرت ہے کہ آپ کے لیے سب سے آسان طریقہ یہ تھا کہ مسٹر جے - پی گرینٹ کو لکھتے اور آپ گورنر جنرل کی امداد چاہتے ہین - آپ تسلیم کرین کہ آپ ایک احمق اور پاگل شخص ہین اور خود اپنی زبان سے کہین کہ جیسا مین نے کیا ہے اُسکی پاداش کے لیے تیار ہون - مین دیکھتا ہون کہ سوا اسکے آپ کے لیے اور کوئی چارہ نہین ہے - ص ۴۴

یہ ایک نہایت افسوس کی بات ہے - مین اس مصیبت مین آپکو اور رنج دینا نہین چاہتا لیکن جب سے مین نے سرکاری ملازمت اختیار کی ہے مین نے کبھی نہین سُنا کہ کسی سویلین نے رشوت دی یا لی ہو - آپ نے اپنی ترقی کے بارے مین مجھسے ہی کیون نہ کہا -

آپ کی مدد کے لیے میرا کوشش کرنا بیکار ہے - آپ نے جو غلطی کی ہے اُسکا علاج سوا اس کے اور کچھ نہین ہے کہ اُسکی پاداش اُٹھائیے اور سر پیٹ پیٹ کر رو دیئے -

اپنے پُرانے ہماری دوست جان نکلسن انجنیر کو جنھون نے حال ہی مین سول کام کرنا شروع کیا تھا وہ اپنی معمولی طرز تحریر کے خلاف ایک عجیب عبارت سے لکھتے ہین کہ آپ زیادہ کام نہ کیجیے بلکہ کم کیجیے چنانچہ اُسی بات سے مین اُسکے چند جملے اس مقام پر نقل کرتا ہون -

امرتسر - ۲۲ - اپریل ۱۸۵۳ء

آپ کی چٹھی مورخہ ۲۰ - اپریل پہونچی جب ہمارا گذر اُسطرف سے ہوا تھا تو ہم بہت خوشی سے چاہتے تھے کہ آپکی ملاقات ہو لیکن آپ کی تجویز کچھ اور ہوئی جسکو ہم پسند کرتے ہین - مجھے اندیشہ ہے کہ بٹالا مین آپکی زندگی بڑی بے لطفی سے کٹتی ہوگی اور کام کا بار آپ پر نہایت ہی گران گذر رہا ہوگا ۰۰۰۰ - آپ حد سے زیادہ مشقت نہ کرین اور اکثار نہ ہونے دین - اپنا کام تقسیم کر لیجیے اور سب کا حصہ علیحدہ علیحدہ مقرر کر دیجیے -

نکلسن صاحب کی تبدیلی عین وقت پر ہزارہ کو کر دی گئی اور اُنھون نے اپنے تئین جیمس ایبٹ اور ہربرٹ ایڈورڈس کا بہت اچھا جانشین ثابت کیا وہ اب تک اپنے کام سے سخت عاجز تھے اور اُنکے اعلی افسر یعنی چیف کمشنر جو اُنکی مستعدی اور لیاقت کا حال خوب جانتے تھے اُسی رنگ مین اس امید پر کہ وہ کوئی چارہ کار تلاش کرینگے لکھتے ہین -

اُنھون نے اپنے کام کرنے کی قوتون مین سرسری طور پر جو باتین لکھی ہین وہ سوانح عمری کے مذاق سے

خالی نہین ہے –

۱۶- مارچ ۱۸۵۴ء –

مین نہین سمجھتا کہ دو آدمی کیونکر آسانی کے ساتھ ہزارہ کا کام نہین کر سکتے ہین جانتا ہون کہ آپ بڑی مشقت کرتے ہین شاید حد سے زیادہ کام آپ انجام کرتے ہین اور اسمین تو کوئی شک نہین کہ جسقدر محنت کرنے مین آپ تندرست رہ سکتے ہین اس سے زیادہ محنت کرتے ہین – اسلیے کام مین تاخیر ہونے کے بارے مین ہمیشہ یہ سمجھا گیا کہ اسقدر زمانہ مین پس ماندہ کام کا نام بھی نرہیگا جب مین افسر ضلع تھا تو اقل درجہ سال مین چھ مہینے دورہ پر رہتا تھا اور اسپر بھی ہر کام انجام کرلیتا تھا اور ہر ایک بات کے لیے مجھکو وقت رہتا تھا مین نے بندوبستون کی تکمیل کی حدود کے فیصلے کیے اور معافی اور فوجداری کے مقدمات طے کیے مجھے شبہ ہے کہ آپ کو اپنے اوپر بھروسہ نہین ہے اور اگرچہ آپ ہمیشہ جلی کیطرح پیمائی کرتے رہتے ہین اور پھر بھی قطعی فیصلہ کے وقت آپ تعویق کرتے ہین – یا تو اینیٹا صاحب نے باقی کام ڈالدیا ہے جسکی مجھکو اطلاع نہین ہے یا پیرس صاحب اپنے حصہ کا کام انجام نہین کرتے کہین نہ کہین تساہلی ضرور ہوئی ہے – ہزارہ ایک کوہستانی ملک ہے جسکی آبادی نہایت گنجان ہے اور تجارت بہت کم ہوتی ہے اس سبب سے میری سمجھ مین نہین آتا کہ ایسے مقام پر کام کیونکر بڑھگیا – مین ایک طور سے مگر اصل مین آخر اگست سے اسوقت تک دورہ پر رہا اور میرے دفتر کا کام جیسا اسوقت مرتب ہے ویسا کبھی نہین رہا – مین یہ اپنی شیخی جتانے یا انکی محنتون کو حقیر ظاہر کرنے کے لیے نہین لکھتا ہون بلکہ یہ مین نے اسلیے لکھا ہے کہ آپ غور کرین اور بعد غور کرنے کے یہ دریافت کرین کہ غلطی کا سبب کیا ہے نکلسن صاحب یہان ہین وہ ایک اول درجہ کے دوار ہین ضلع بہت عمدہ حالت مین ہے –

اپنی چیف کمشنری کے اوائل ایام مین جان لارنس نے اپنے ماتحتون کے ساتھ جو برتاؤ کیا اسکے بیان کی تکمیل کے لیے مین ذیل مین ایک ایسے شخص کی سخت مگر دوستانہ نکتہ چینی کی کیفیت درج کرتا ہون جسکو شاید وہ اپنے تمام دوستون سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے – (یہ وہ شخص ہے جس سے عنقریب انسے واسطہ قریب پیدا ہونے والا تھا کیونکہ اڈمنڈسٹون صاحب کی جگہ عہدہ فینانشل کمشنری پر اسکی تقرری ہونے والی تھی ایام غدر مین جان لارنس کے ساتھ باہمی اتفاق سے وہ کام کرنے والا تھا اور اسکے بعد جب جان لارنس وئسرائے ہوئے تو عہدہ لفٹنٹ گورنری پنجاب کے لیے انھون نے اسکی سعی کی) اور وہ شخص سر ڈانلڈ میکلیوڈ صاحب ہین – جان لارنس انکی نیک بختی کیوجہ سے انکو بہت عزیز سمجھتے تھے اور ایسی حالت مین جب جان لارنس کو خود کثرت سے کام کرنا ہوتا تھا خوشی سے صاحب موصوف کا کام اپنے ہاتھ مین لیکر انکے تمام کاغذات خود دیکھ ڈالتے تھے – صاحب ممدوح کا وہ بیان نہایت دلچسپ ہے اور اسکی عمدگی اور صداقت سے جسقدر خود میکلیوڈ صاحب اعتراف کرنے کے لیے تیار ہے اسقدر کوئی شخص نہوگا –

یکم اگست ۱۸۵۳ء

ص ۴۰

پیارے اڈورڈس صاحب مین ڈانلڈ میکلیوڈ صاحب کو پچیس برس سے جانتا ہون اور انکی خوبیون اور قابلیتون کو اُسیقدر عزیز جانتا ہون جسقدر اور کوئی شخص جانیگا اخلاقی اور دماغی قوت مین پنجاب بھر مین کوئی ایسا شخص نہین ہے جو انسے بڑھا ہوا ہو شاید اُنکے برابر کوئی نہوگا۔ لیکن بہ حیثیت منتظم اُنکا نمبر اڈمنڈ سٹون صاحب رنکیس صاحب بلکہ بارنس صاحب سے بھی گھٹا ہوا ہے وہ جلا دینے کے بڑے شایق ہین اور جسقدر تجویز کرتے ہین اُسقدر تعمیل اُنسے نہین ہوتی ہے غیر ضروری معاملات مین اُنکا وقت بہت صرف ہوتا ہے جسقدر وقت وہ کسی بھاری مقدمہ مین صرف کرتے ہین اُسیقدر وہ چھوٹے معاملہ مین بھی صرف کرتے ہین اُنکی کمشنری مین کسی لیاقت اور علم والے آدمی کے لیے راستبازی اور دیانتداری سے چھ گھنٹے روز بھی کام کرنے کو نہین ہے مجھکو وہان کے حالات اسوجہ سے معلوم ہین کہ مین اُس زمانہ مین تین برس تک وہان کا کمشنر رہا جب پہلے پہل ہر ایک چیز کا ڈھانچہ باندھا تھا۔ اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے کہ پہلے ہمکو کیفیت اور کمیت مین امتیاز کرنا چاہیے۔ جب تک ہم دونون کا خیال نہ کرینگے اسوقت تک آخر مین ضرور ناکامی ہوگی۔ بہت سی باتین ایسی ہین جنکو ضابطہ کے ساتھ اور ایک وقت معین کے اندر انجام کرنا ہوتا ہے۔ عمدہ اور لائق منتظم اپنے اوقات کا اسطور پر انضباط کر لیتا ہے کہ تمام کامون کو انجام کریگا۔ جہان تک وقت بچ سکتا ہے وہانتک وہ ضرور بچاتا ہے اور جب اُسکو محنت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تب محنت کرتا ہے اڈمنڈ سٹون صاحب مین دماغی قوت اُسقدر نہین ہے جسقدر ڈانلڈ صاحب مین ہے انکو رعایا کے دستور و عادات سے بذات خاص آگاہی نہین ہے لیکن پابندی اور انضباط اوقات اور اپنی محنت شاقہ کے ذریعہ سے اُنھون نے ڈانلڈ صاحب کا سہ چند کام کیا اور فی الجملہ جو کچھ کیا اچھا ہی کیا۔ کوئی خاص مقدمہ شاید وہ بہت اچھا نہ کر سکینگے لیکن جتنی دیر مین وہ سو معاملے طے کر دینگے اور لوگ دس بھی نہ کر سکینگے اور اُسپر بھی اُن دس والون سے اچھا کرینگے۔ ڈانلڈ صاحب اپنا آدھا دن رنگین نیم سرکاری چٹھیون کے لکھنے مین صرف کرتے ہین مین دس بارہ چٹھیان ہر روز گھسیٹ ڈالتا ہون اور اسپر بھی پورا گھنٹہ صرف نہین ہوتا جو رنگینی اُنکی چٹھی مین ہوتی ہے وہ تو بیشک اُنمین نہین ہوتی لیکن مطلب ادا ہوجاتا ہے اور جو ضرورت ہے وہ رفع ہوجاتی ہے۔ اڈمنڈسٹون رنکیس اور بارنس صاحب نے میکلیوڈ صاحب سے زیادہ کام بندوبست کے متعلق انجام کر ڈالا ہے ملک کی آمدنی زیادہ آدمیون کی تقرری کا خرچ ادا نہین کر سکتی۔ ہمکو لازم ہے کہ یا تو تنخواہین کم کردین اور جو آمدنی اسطرح بڑھے اُس سے اور لوگ مقرر کرین یا اسطرح کے ڈانلڈون سے زیادہ کام انجام کرائین دفتر کا متفرق کام جو کچھ ہوتا ہے اُسکا انجام کرنا میر منشی کو جو ایک تعلیم یافتہ شخص کی تنخواہ پاتا ہے لازم ہے۔ اگر کوئی تجربہ کار شخص ہوتا تو وہ ــــ ایسے آدمی کو ایک مہینہ بھی اپنا میر منشی نہ رکھتا۔ ڈانلڈ صاحب شکایت تو کر رہے ہین مگر اُسکو رکھے ہوے ہین۔ گذشتہ تین سال کی انتظامیہ رپورٹ اُنھون نے ابتک نہین بھیجی ہے اور کئی سو مقدمات اپیل زیر دوران ہین اُنمین بعض بعض مقدمات چار چار برس کے ہین بعض بعض لوگ جیلخانہ مین ایک ایک سال سے پڑے ہوے ہین اور اُنکے مقدمات ابھی تک طے نہین ہوے ہین۔ نظم و نسق مین بس اس ضرب المثل پر عمل کرنا چاہیے کہ دو سنی سے سوم بھلا جو سویرے دے جواب بابا۔ ڈانلڈ صاحب

ص ۴۱۰

سے نئے ملک مین کام کرنے کے لیے موزون نہین ہین جہان انہین سب اوصاف ہین وہان برائیان بھی بہت بھاری بھاری ہین جنپر بہ اتین دیکھتا ہون باوجودیکہ مین انسے محبت رکھتا ہون بس اب اسکے سوا اور کچھ نہین کہہ سکتا ہون ۔

پنجاب یا مضافات پنجاب مین جان لارنس کی چیف کمشنری کے اول دو برسون کے زمانہ مین ایک جھگڑا تو بہاولپور کی متصل ریاست کی جانشینی کا ہوا اور دوسرا معاملہ یہ واقع ہوا کہ مکیسن صاحب پشاور مین مارے گئے سواے اسکے اور کوئی سانحہ ایسا نہین گذرا جسمین پولٹیکل پیچیدگیان واقع ہوتی ہون اب دیکھنا چاہیے کہ ان دونون معاملات کے متعلق انھون نے کیا برتاو کیا ۔ بہاولپور ایک وسیع علاقہ دریاے ستلج کے دکن جانب پنجاب اور راجپوتانہ کے درمیان واقع ہے اس ریاست نے ۱۸۰۹ء ہی سے ہماری اطاعت قبول کر لی تھی لیکن اپنے اندرونی معاملات کو اسنے ہمیشہ آزاد رکھا ۔ نواب بہاولپور نے جو ۱۸۵۲ء مین قضا کر گئے سکھون کی دوسری لڑائی کے زمانہ مین ہماری بڑی عمدہ خدمتین انجام دی تھین اور خاص انھین کی استدعا سے ہمنے اس بات کو منظور کر لیا تھا کہ بہ محرومی انکے خلف اکبر حاجی خان کے انکے تیسرے بیٹے سعادت خان مسند ریاست پر بٹھائے جائین ۔ چونکہ انگریزون کے تعلق سے انسانیت کے خیال کو بیشک مزید تقویت ہوئی اسلیے وہ نوبت نہین آنے پائی جو خالص ہندوستانی دربارون مین ہوا کرتی ہے اور بڑے بھائی کی جان بچگئی صرف مقید ہونا پڑا ۔ مگر وہ بہت جلد نکل گیا اور خانہ جنگی شروع ہوگئی صاحب چیف کمشنر نے پہلے تو یہ قصد کیا تھا کہ چھوٹے بھائی کی مدد کر کے وہ فسادات نہ پیدا ہونے دین جو غالبًا پھیلتے پھیلتے اضلاع متصلہ پنجاب تک پہونچ سکتے تھے لیکن جب انھون نے دیکھا کہ داؤدپوترا فرقہ کے لوگ جو ملک بھر مین سب سے زیادہ سربرآوردہ تھے بڑے بھائی کے طرفدار ہین تو براہ دانشمندی اور مصلحت اندیشی انھون نے اس معاملہ کو اسیکے حال پر چھوڑ دیا (جیسا کہ عمومًا مشرق مین ہوا کرتا ہے) کہ جو شخص سب سے زیادہ لایق ہو وہ مسند حاصل کرے ۔ بڑے بھائی کو کامیابی حاصل ہوئی اسکے بعد چیف کمشنر نے صرف یہ وجہ نکالکر کہ کسی آدمی کا خون نہ ہونے پائے دست اندازی کی اور چھوٹے بھائی کو مقید یا ہلاک ہونے سے بچا کر اس خیال سے اسکو لاہور مین پناہ دی کہ وہ پھر اپنا دعوی تازہ نکر سکے ۔ گو یہ ایک چھوٹا معاملہ تھا لیکن بڑی ہوشیاری سے اسکا بندوبست کیا گیا اور میرے نزدیک اگر دست اندازی نہ کی جاتی تو نتائج بہت خراب پیدا ہوتے کیونکہ قرب وجوار کی دیسی ریاستون کے متعلق اس زمانہ سے جان لارنس کی حکمت عملی کا جو یہ اصول مقرر ہو گیا تھا کہ ایک معقول طور سے انکے اندرونی معاملات مین دست اندازی کرنے سے احتراز کیا جاے اسکی یہ پہلی مثال تھی چنانچہ بعد اسکے وہ برابر اسی اصول پر قائم رہے حتی کہ ایسے وقت مین بھی انکی عملدرآمد کی جب لوگ انپر بہت آسانی سے حملہ کر سکتے تھے اور ان لوگون کی سخت مخالفت کا اندیشہ تھا جو متواتر خودکشی یا غیر ضروری لڑائیون سے سرحد کے اس پار قصور برپا کر کے ہماری سرحد ہندوستان کو ہمیشہ کو مخطور رکھ سکتے ہین چنانچہ شیرعلی اور امارت افغانستان سے

مخالف دعویدارون کی نسبت اسی حکمت عملی کا برتاؤ ہوا۔ اس معاملہ مین دست اندازی نکرنے کی حکمت عملی سے جان لارنس نے جنگ اور جنگ سے بھی بڑھکر اس خرابی کو واقع ہونے دیا کہ وہان کی رعایا کے خلاف اُنپر زبردستی کوئی حاکم مقرر کیا جائے۔ اگر اسکے خلاف کسی حکمت عملی پر انھون نے عمل کیا ہوتا اور گورنمنٹ انگلستان اور گورنمنٹ ہندوستان نے اس حکمت عملی کو بحال رکھا ہوتا تو معلوم نہین اُسکے پیشتر ہمکو کتنی سرحدی لڑائیون مین مبتلا ہونا پڑتا قرب وجوار کی مسندون پر بہتیرے کٹھ پتلے بٹھائے اور اُسکے بعد اُتارے گئے ہوتے۔

ہماری مغربی سرحد کے جرگون سے (جسکی وجہ کچھ تو شاید یہ تھی کہ ہمنے اُنکے ہولناک ظالمون یعنی سکھون کو جو زیر کیا تو اس سے وہ ڈر گئے اور کچھ وجہ یہ بھی ہے کہ ہمنے جو اُنکے معاملات مین دست اندازی نہین کی تو وہ متحیر اور مطمئن تھے) اُنکے ملک اور اُنکی کل تواریخ کے اعتبار سے جسقدر نقصان پہونچنے کا ہمکو گمان تھا اُس سے کم پہونچا مگر غیر مہذب لوگ اکثر تحمل اور اعتدال (یہ وہ صفتین ہین جو خود اُنمین بہت کم پائی جاتی ہین) کو ایک قسم کی کمزوری پر محمول کرنے لگتے ہین چنانچہ ہمارے اعتدال کا اصل سبب اُنکو اسوقت دریافت ہونے لگا جب مختلف جرگون کو ہماری سرحد پار آنے اور ہمارے مواضعات لوٹنے کے بعد سخت نقصان اُٹھا کر یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ گئی کہ مداخلت اور مدافعت دونون کے لیے ہمارے سرحدی تھانے اور سرحدی سپاہ کافی صلاحیت رکھتی ہے یہ ایک صحیح اور دانشمندانہ اور معقول حکمت عملی تھی جو ہماری کمزوری کے علم پر نہین بلکہ قوت کے علم پر مبنی تھی۔ اسطرح کے اکثر حملون مین حملہ آورون کی زجر و توبیخ اسطور سے کردی گئی کہ جان و مال کا نقصان بہت کم ہوا لیکن پشاور کے تین طرف چونکہ مخالف یا حال مین زیر کیے ہوئے جرگے رہتے تھے اس سبب سے وہان کے معاملات ابتک تردد کے قابل تھے جان لارنس نے یکم ستمبر کو لکھا کہ۔ ص ۱۲

پشاور کی کیفیت ویسی نہین ہے جیسی دوسرے مقامات کی ہے۔ مقام بنون شاید اس سے مستثنی ہے ان دونون ضلعون مین تمام لوگ آبائی ڈاکو اور خونخوار بستے ہین اس قسم کے لوگون کا کوئی ایک فرقہ نہین ہے جس کا ہم تدارک کرین بلکہ جمہور عوام کی یہی کیفیت ہے۔

یہ چٹھی ابھی پوری لکھی بھی نہ گئی ہوگی کہ ناگہان خبر آئی کہ مکیسن صاحب کمشنر پشاور جو ایک اول درجہ کے سپاہی ایک بڑے عمدہ پولیٹیکل افسر تھے خود دھوکے سے مار ڈالے گئے۔ وہ اپنی کوٹھی کے برآمدہ مین جہان ایک سنتری کا بھی پہرا نہین تھا بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص جو موچی تھا ایک درخواست لیے ہوے آیا اور جب وہ اپنی یہ درخواست پیش کر چکا اور وہ اُسکی درخواست پڑھنے لگے تو اُسنے ایک پیش قبض مار کر اُنکا کام تمام کر دیا۔ اس سانحہ سے جو کھلبلی مچی اُسمین لوگون کو خیال پیدا ہوا کہ امیر کابل کے اغوا کرنے سے آخوند سوات اس فعل کے بانی ہوئے۔ اور معلوم نہین کسقدر دوسرے صاحب اختیار لوگ اس سازش مین شریک تصور کیے گئے۔ پشاور

کی چھاونیون اور اسٹیشنون مین جو غیر ذمہ دار مدبران ملک رہتے تھے وہ سب یہی تذکرہ کرتے تھے کہ ان تمام لوگون
کے خلاف مین بھی جائنگی نکلسن کی جگہ پر جیمیس صاحب قائم مقام کمشنر پشاور مقرر ہوئے انھون نے بغیر اسکے کہ
عدالت کے کسی ضابطہ کی پابندی کرتے قاتل کو سزاے موت کا مستوجب قرار دیدیا۔ فوجی حکام نے وزیرآباد سے
راولپنڈی اور راولپنڈی سے پشاور کو فوجون کی روانگی کا حکم دیدیا اور قبل اسکے کہ وہ منازل مقصود پر پہونچنے پائین
ان احکام کو منسوخ کر کے برعکس احکام جاری کیے جس سے عوام مین اور بھی تردد و انتشار پیدا ہو گیا۔ ایک امر یہ دریافت
یا قیاس کیا گیا کہ باغیون کی سازش کی ہے کہ جب حفاظت کی فوج نہ رہے تو راولپنڈی کی چھاونیون پر قبضہ کر لینا چاہیے
اور نادر خان جو راجہ منڈلا کا ایک باغی بیٹا تھا پہاڑیون کو جمع کرنے کے لیے کوہستان کی طرف بھاگ کر چلا گیا۔ لیکن ص ۳۱۴
جان لارنس جو اتفاق سے شملہ مین تھے اسیطرح ثابت قدم رہے واپسی ڈاک پر جیمیس صاحب کی سخت
چشم نمائی کی کہ انھون نے ضابطہ کی پابندی نہین کی اور عوام کے دل مین جو دہشت سمائی تھی اسمین وہ بھی آگئے
قاتل کی نسبت حکم دیا کہ جب تک قانونی ضابطون کی عملدرآمد اور اس بات کی کوشش نہو لے کہ اسکے جرم مین اور لوگ
تو شریک نہین تھے اسوقت تک اسکو پھانسی نہ دیجاے۔ پشاور اور نواح پشاور کی نسبت تجویز کیا کہ جو جو تدبیرین ضرور
معلوم ہون عمل مین لائی جائین اور جسطرح انکو بذات خاص یقین ہو چکا تھا اسیطرح دوسرے اشخاص کو انھون نے
یقین دلایا کہ جس حالت مین پشاور خود ہی تعصب کا سرچشمہ ہو رہا ہے تو اس بات کا خیال کرنا بالکل فضول ہے
کہ اس معاملہ مین کابل یا سوات کی طرف سے تحریک ہوئی۔ مقدمہ کی تحقیقات حسب ضابطہ ہونے کے بعد قاتل
کو پھانسی دیگئی اور جان لارنس کی تجویز سے اسکی لاش جلا ڈالی گئی اور خاکستر ہوا مین اڑا دی گئی تاکہ مقتول کا مدفن
زیارت گاہ نہونے پاے اور اسطور سے قرب و جوار کے غیر مہذب جرگے تازہ کشت و خون کے مرتکب نہونے پائین
سولی پر جا کر اُسنے جو اقرار کیا اُس سے چیف کمشنر کی اس راے کی تائید ہو گئی کہ اُسنے یہ فعل کسی کے اغوا کرنے سے
نہین کیا تھا اور اڈورڈ تھارنٹن نے اپنی مستعدی اور ہمت سے نادر خان کا تعاقب کر کے قبل اسکے کہ کوہستان
پر کوئی بلوہ واقع ہو اسکو گرفتار کر لیا اسمین ایک گولی بھی اُنکے گلے پر پڑ گئی جو ایک دشمن نے کمینگاہ مین بیٹھکر ماری تھی
حفاظت کی وہ دوسری تدبیرین جو کی گئی تھین انکا بھی معقول نتیجہ پیدا ہوا اور جس کھلبلی سے کچھ دنون تک بدنامی اور خطرہ پھیلا
رہا تھا وہ اُسیطرح جلد جاتی رہی جسطرح اُسکا ظہور ہوا تھا۔

لیکن نکلسن صاحب کے مارے جانے سے تردد کر کے جو کیفیتین دریافت ہوئین اور اُسکے بعد جو نتائج
ظہور پذیر ہوئے اُن سب کا خیال کر کے جان لارنس نے قصد کیا کہ خود پشاور کو جائین اور دریافت کرین کہ
اس زمانہ کے دو برس پیشتر جو تدبیرین انھون نے بتائی تھین انکی کہانتک تعمیل ہوتی ہے۔ ان تدبیرون سے
بہت اچھی طرح پر امید کی جا سکتی تھی کہ جان و مال کی حفاظت ہو جائیگی اور رعایا ہماری حکومت کو پسند کرنے لگیگی

پشاور جانے سے ایک امر یہ بھی انکو مقصود تھا کہ جہانتک ممکن ہو سکیگا نئے کمشنر کو اپنی راہ پر لائینگے چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ
میکنسن صرف پولیٹیکل اور فوجی معاملات کو دیکھتے تھے سِوِل انتظام سے جو ہر گز انکی سمجھ مین نہین آیا
لاپروائی کرتے تھے - انکی نگاہ ہمیشہ سرحد کے اُس پار ہی رہتی تھی اور اندرونی انتظامات سے گویا انکو واسطہ ہی نہ تھا - ص ۱۸۱
ملک کے لوگ ہمکو اجنبی اور کافر سمجھتے ہین اگر انکے لیئے امن وامان اور حفاظت کا انتظام نکیا جائیگا تو وہ کیونکر ہماری حکومت کو پسند کرینگے
گو یہ ضروری اور ممکن بھی نہین ہے کہ جسطرح اندرونی ملک مین جاری ہے اسی طرح سرحد پر بھی رہے لیکن بہ نسبت اور مقامات کے
ایسی جگہ کے لیے زیادہ زبردست اور ہوشیار افسر عامل درکار ہے کیونکہ غفلت کے نتائج اور بھی زیادہ مہلک اور مضر ہین . . . . –
میرے نزدیک ہملوگون کی غلطی یہ ہے کہ ہم نالائق لوگون کو چھاونیون کی کمان پر مقرر کرتے ہین اور بعد اُسکے درستی معاملات کے لیے عمدہ
سپاہیون کو سِوِل انتظام کے کام پر تعینات کرتے ہین - اسطور پر دونون محکمے بیتبا ناس ہوتے ہین پشاور کی کمان بِرِگیڈیر کاٹن یا فرنیکس
متعلقہ رجمنٹ حضور ملکہ معظمہ نمبر ۱ کو دیجیے وہان کے فوجی انتظام کو ترمیم کرکے درست کیجیے بلکہ از سرنو دوسرا انتظام مناسب کیجیے - سپاہ کو
کوہستان پر کام کرنے کے لیے مسلح اور لیس رکھیے پہاڑیون مین سے جو فرقہ جسوقت کوئی بدعنوانی کرے فوراً اُسکی تنبیہ کیجیے اور اپنے
سِوِل افسرون کو آمادہ کیجیے کہ وہ نہایت محنت اور جانفشانی سے انتظام ملک مین مصروف رہین - جب یہ سب باتین ہو جائنگی تو جرگے
خود مغلوب اور رعایا خوش ہو جائنگی اور ہر جگہ کے لوگ ادب مانینگے - لیکن جو کیفیت اسوقت ہے اُس سے نہ تو ہمارے دشمن ہمارا
رعب مانتے ہین اور نہ رعایا ہمارا ادب کرتی ہے - میکنسن صاحب مین جو اعلیٰ صفتین تھین مجھسے بڑھکر انکا معترف کوئی شخص نہوگا لیکن
کام اُنکے کیے نہین ہوتا تھا - اگر کسی معمولی امر کی نسبت اُنسے استفسار کیا جاتا تھا تو جب تک پانچ مرتبہ سرکاری طور پر اور تین مرتبہ خانگی
طور پر انکو چٹھی نہین جاتی تھی اُسوقت تک جواب نہین آتا تھا ہر ایک کام پس ماندہ پڑا رہتا تھا ملک کے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے معاملات
پر کبھی خیال ہی نہین کیا جاتا اور اُسپر بھی لوگ تعجب اور تاسف کرتے ہین کہ رعایا ہماری حکومت پسند نہین کرتی ہے –

اب اسوقت سب سے ضروری مسئلہ فوراً تجویز کرنے کے لیے یہ تھا کہ پشاور کا نیا کمشنر کون مقرر ہو - لارڈ ڈلہوزی
اپنی رائے کے امیدوار رکھتے تھے اور چیف کمشنر نے حال مین جب کئی مرتبہ اس معاملہ کے متعلق سفارشین کین تو
اُسکے جواب مین جیسا کہ خود چیف کمشنر خوشی سے کہا کرتے تھے "بادشاہون کا صیغہ نفی" استعمال کیا گیا لیکن یہ ایسا
موقع نہین تھا کہ جان لارنس خاموش رہتے اور اپنی ساری گرمجوشی اور ثابت قدمی صرف کرکے انھون نے بڑے
شد و مد کے ساتھ پشاور کے لیے ہربرٹ اِڈورڈس اور ہزارہ کے لیے جان نِکلسن کے دعوے گورنر جنرل کے
روبرو پیش کیے –

جواب یہ آیا کہ اچھا اب وہ مقرر ہو سکتے ہین لیکن یہ بخوبی سمجھ لیا جائے کہ انکی تقرری صرف عارضی طور کی ہوتی ہے
لیکن جان لارنس خاموش رہنے والے نہین تھے اور انکا جواب کئی باتون کے لحاظ سے نہایت دلچسپ ہے
یعنی اول تو اپنے نامور ماتحت کے بارے مین انھون نے آزادانہ رائے ظاہر کی تھی جو از روئے نتیجہ اسقدر صحیح ثابت

ص ۴۱۴ ہوئی۔ دوسرے ایک اور امر اُس سے ظاہر ہوتا ہے جو میرے نزدیک سابق مین کبھی مشتہر عوام نہوا ہوگا نہ اُس وقت ہی شخص کو معلوم تہا بلکہ اُسکے سوانح نگار کو بھی معلوم نہین ہوا یعنی یہ کہ کمشنری پشاور کے لیے لارڈ ڈلہوزی کا امیدوار ایک اور بھی زیادہ نامی گرامی شخص جسکو رستم ہندوستان کہنا چاہیے یعنی سرہربٹ ایڈورڈ متوفی تھے۔ اس تقرری مین بہت سے بدیہی اعتراض عائد ہوتے تھے جنکے ظاہر کرنے مین جان لارنس قاصر نہین رہے۔ لیکن اس امر سے اُن لوگون کو ضرور حظ حاصل ہوگا جو حقیقت حال سے واقف تھے اور یہ تصور کر سکتے تھے کہ اگر سرحد سندھ کا سب سے زیادہ نامی فوجی مدبر پنجاب کے اس خطرناک عہدہ پر منتقل اور پنجاب کے اُس عظیم الشان سویلین کے زیر حکومت کیا گیا جو ایسا قوی دل سپاہی تھا تو دونون آدمیون اور دونون صوبون کے حق مین کیا نتیجہ پیدا ہوگا۔ مثلاً کیا سرہربٹ ایڈورڈ اس امر کی تکمیل یا خواہش کر سکتے کہ سرحد پنجاب کی حکمت عملی مین کوئی ایسا امر داخل کیا جاتا جو سندھ مین مناسب معلوم ہوا تھا کیا وہ اس بات کے قابل ہو سکتے کہ اپنی جانب سے مداخلت کر کے لڑائیان نہ لڑتے اور ناتربیت یافتہ آفریدیون اور مہمندون پر اُسیطرح کا رعب قائم کر دیتے جیسا بلوچیون اور بہیلون پر جو بہ نسبت اُنکے زیادہ فرمان پذیر اور صلح پسند تھے اُنھون نے قائم کیا تھا۔ بالآخر کیا دیسی شاہزادون اور ہر مقام کے دیسی خاندانون کا محافظ پھر انپر وہی تلوار علم کرتا جو ہنری لارنس نے اپنے ہاتھ سے رکھدی تھی اور اسکی روائی سے بوڑھون کی کوششون کی ضرورت از سر نو پیدا کر دیتا یا اپنے نئے آقا کے اعتدال آمیز خیالات کی تائید کر کے اتفاق کے ساتھ اُنکی شرکت مین کام کر سکتا۔ ۲۔ اکتوبر ۱۸۵۳ع کو جان لارنس لکھتے ہین کہ۔

مقام لاہور۔

حضور عالی۔ حضور کی چٹھی سے جو نوازش ظاہر ہوتی ہے اُسکا مین شکریہ ادا کرتا ہون اور اُسکا بہترین معاوضہ یہ ہے کہ کمشنر پشاور کی نامزدگی کے متعلق جو ایک ضروری مسئلہ ہے ایمانداری کے ساتھ اپنے تمام و کمال خیالات ظاہر کرون۔

اس بات سے حضور کو اطلاع دیچکا ہون کہ میرے نزدیک ایڈورڈس صاحب بخوبی تمام اس عہدہ کی لیاقت رکھتے ہین معاملہ مذکور پر بخوبی غور و فکر اور اُنکی قابلیتون کو دوسرے اشخاص کی قابلیتون سے اپنے دل مین مقابلہ کرنے کے بعد مین بلاتامل یہ کہ سکتا ہون کہ میرے نزدیک اس جگہ پر اُنھین کا مقرر ہونا بہتر ہے۔ اپنی خلقی قابلیت اور علم مین وہ ہر ایک سیول اور فوجی افسر سے جسکو مین جانتا ہون بخوبی تمام مقابلہ کر سکتے ہین اُنکی رائے نہایت صائب مزاج بہت معقول ہے وہ ایک بارعب دار افسر ہین اور

ص ۴۱۵ ہندوستانیون کے حالات سے نہایت ہی واقفیت رکھتے ہین سول معاملات مین اُنکو چندان تجربہ نہین ہے لیکن دو برس تک اُسمین بھی مشق حاصل کر چکے ہین جو اُنکی لیاقت والے آدمی کے لیے بمقابلہ عام اشخاص کے دو چند ہے۔ چونکہ اُنکے اختیار مین ایک ضلع ایسا رہچکا ہے جسکا ضابطہ کے ساتھ بندوبست اور انتظام ہوا تھا اسلیے سول انتظام کے تمام فروعات دیکھنے کا اُنکو موقع ملا اور اُنھون نے ہندوستان کے لائق ترین کمشنر (ڈونلڈ میکلیوڈ) کے متعلق کام کیا۔ جب وہ جالندھر سے رخصت ہوئے تو میکلیوڈ صاحب نے اُنکی نسبت یہ رائے ظاہر کی کہ مین نے جو افسران ضلع دیکھے اُن سب مین اُنکو بہتر پایا۔ ایڈورڈس صاحب بڑے اعلیٰ خیالات

رکھتے ہین مزاج کے بڑے ملنسار اور رحیم ہین اور سیول انتظام کی ایک خلقی صلاحیت رکھتے ہین جسکے وہ بڑے معرف ہین۔ پشاور یون سے نباہنے کے لیے اورون کی نسبت ایسا آدمی زیادہ تر موزون ہے۔ پھر اپنے فوجی ساتھیون کا لحاظ رکھنے اور سرحدی جرگون کا خیال کرنے کے لیے جو باتین درکار ہین وہ سب اُنمین موجود ہین ۔

ہمین اُنکے حالات سے سات برس کا زمانہ ہوا جب سے واقفیت قریبہ رکھتا آیا ہم دونون ہین سن کی چھوٹائی بڑائی بہت ہے اور مجھے یقین ہے کہ اُنپر میرا بہت کچھ دباو ہے اسلیے میری خواہشین اور راے اُنکے نہایت موافق ہے ۔

اسمین شک نہین کہ اڈورڈس صاحب کی ناموری سے خاص اُنھین کے سپتھ سیول سروس ہین جسکا اُنھون نے نام روشن کر دیا ہے بسدر کو ترقی ہوئی لیکن جب سے وہ انگلستان سے واپس آے وہ خیالات بہت کچھ بدل گئے۔ جالندھر ہین وہ بہت ہر دلعزیز تھے وہ بیشک ایک نوجوان سپاہی ہین لیکن انکی عمر تینتیس برس کی ہے اس سے کم نہین ہے اور یہ عمر عہدہ فوج کی لازمت کے لیے بخوبی موزون ہو سکتی ہے ۔

اڈورڈس صاحب کے بارے مین اُنکے چال چلن پر بحث کرنے مین مجھکو بہت خط حاصل ہوتا ہے وہ ایک بڑے عمدہ سپاہی اور شریف شخص ہین لیکن انکی عمر مجھسے بہت بڑی ہے اور وہ بڑے بڑے عہدون کا کام انجام کرنے کے عادی رہے ہین اس قسم کا آدمی میرے ہی اختیارات مین خلل اندازی نہین کریگا (اور اتنی ہی بات مین بڑی بڑی خرابیان لاحق ہو سکتی ہین) بلکہ جوڈیشل اور فینانشل کمشنر کے اختیارات مین بھی حارج ہوگا انکی پولیٹکل اسکول مین کیسا قلم تعلیم ہوئی ہے اور اسواسطے وہ اسی کے مسلمہ اصولون پر چلنے لگے وہ اعلی درجے کے لوگون کے خیالات اور حقوق پر لحاظ کرینگے خلق اللہ کے فوائد دیکھینگے۔ جو امر انکو معلوم نہین ہے انکو کوئی شخص تعلیم نہین کر سکتا اُنکے ارادے چاہے جو کچھ ہون لیکن وہ بالضرور اپنے خیالات اور تجربہ پر عمل کرینگے یہ باتین کہ فوجداری کے انتظامی کامون پر حسب ضابطہ محنت اور شفقت کے ساتھ لحاظ کیا جاے جو باتین پوچھی جائین بظاہر وہ کیسی ہی کم حقیقت معلوم ہون انکا فوراً جواب دیا جاے اور جو جو ہدایتین کی جائین حرف حرف انکی تعمیل کی جاے ان سب باتون کے انجام ہونے کا یقین صرف اُن افسرون کیطرف سے ہو سکتا ہے جنکو قاعدہ کے ساتھ انکی خدمتون کی تعلیم ہوی ہے ۔

ہم اُن لوگون کے نزدیک جو دشوار گذار ملک مین دریاے سندھ کے اُس پار رہتے ہین اور از بس متعصب اور جنگجو ہین زبان رنگ اور مذہب مین بالکل اجنبی ہین۔ انکو موافق کرکے اپنے تحت حکومت رکھنے کے لیے نہایت دوراندیشی اور قابلیت کے انتظام کی ضرورت ہے۔ طرز معاشرت کے متعلق ہر ایک تکرار جو پیدا ہوتی ہے اُسکا فیصلہ پولیٹکل معاملہ کے برابر اہم ہوتا ہے۔ ہمارے واسطے ضرور ہے کہ ایک اوسط درجہ اور انصافانہ شرح سے اراضیات کا ٹکس لگایا جاے اور ہوشیاری کے ساتھ اُسکی تقسیم عمل مین آوے تاکہ اجارہ دار لوگ اپنے بار کا کوئی حصہ اپنے عاجز ہمسایون پر نہ ڈال سکین۔ ہمکو انتظام کرکے پولیس ایسی مقرر کرنا چاہیے جو ہمیشہ ثابت قدم ہو اور نیک دہ ہین تیز کرے لیکن ظالم نہو ضابطہ ایسا ہونا چاہیے جو نہایت سیدھا ہو مگر ساتھ ہی اُسکے اس بات کی بھی بخوبی اچھی طرح حفاظت ہونا چاہیے کہ لوگون کو ظلم کرنے مین آسانی نہونے پاوے۔ جوڈیشل انتظام مستحکم اور قطعی ہونا چاہیے لیکن

ص ۱۴

اسطرح کا جو نچوڑ بھی سمجھ مین آسکے - اگر تمام مرتبہ کی عمدہ تدبیرین کیجاوینگی تو بھی ان باتون کا پیدا ہونا مشکل ہے لیکن اگر افسر لوگ ہوشیاری کے ساتھ تربیت نہ پاوینگے تو کسی ضابطہ سے انکا پیدا ہونا امید سے باہر ہے . . . . ـــ

مجھکو جو کچھ بیان کرنا تھا بیان کرچکا اب صرف اسقدر اور عرض کرتا ہون کہ حضور جس شخص کو پسند کرینگے مین اپنے مقدور بھر یہی کوشش کرونگا کہ انکو اپنے معاملات کی درستی مین آسانی اور کام مین سہولت ہو ـــ

اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہین کہ جو امور اس شدومد کے ساتھ ظاہر کیے گئے تھے انکا جواب دندان شکن "حسن انتظام" اثبات سے دیا گیا اور اڈورڈس صاحب کا نام فوراً گزٹ مین چھپ گیا کہ وہ پشاور کے کمشنر مقرر ہوگئے وسط ماہ کے پیشتر جان لارنس نے ارادہ کیا کہ پشاور مین جاکر انسے ملین - انکی نیت یہ تھی کہ پشاور مین جو بہت نہایت ضروری معاملات ملتوی پڑے تھے جہانتک ممکن ہو عجلت کے ساتھ دونون آدمی ملکر انکو طے کردین یعنی یہ کہ سرحد کی حفاظت کا بندوبست کردین فوج متعینہ کے سپاہیون کے بھرتی کرنے کی تدبیرین بتائین کہ کیا تبدیل بحالی ہونا چاہیے - ان آفریدیون اور وحشی جرگون کی تنبیہ کرین جنھون نے اپنے عہود فسخ کرکے ہمارے قبضہ کو پامال اور خلل اندازی کی تھی اور بالآخر مکیسن صاحب جو کام باقی چھوڑ گئے تھے (منجملہ انکے "چوبیس مقدمات دیوانی ایک سال بلکہ اور زیادہ عرصہ سے ملتوی پڑے ہوئے تھے") انکو طے کرڈالین - یہ کام کرنے کے بعد انھون نے تجویز کیا تھا کہ ملتان کا دورہ کرین - یہ پنجاب کا ایک حصہ ہے مگر عجیب بات ہے کہ انھون نے ابتک اسکو نہین دیکھا تھا اور جسکی نسبت وہ بالکل یقین کرتے تھے کہ انتظام اور ترقی کے اعتبار سے بمقابلہ باقیماندہ ملک کے وہ بہت پیچھے رہگیا ہے - بعد اسکے انکا قصد تھا کہ دیرہ جات سے لیکر پشاور تک برابر دورہ کرتے جائین اور تمام سرحدی تھانون اور قلعون کو پھر معائنہ کرلین اور بذات خاص اس امر کو دیکھلین کہ انتظام مین کہانتک کامیابی حاصل ہوئی ہے اور ہر ہر ضلع کی رعایا کی حالت کیا ہے - گو یہ ایک بڑی بھاری فہرست تھی لیکن انھون نے حرف بحرف اسکی تعمیل کی یہ پورے چھ مہینے کا کام تھا جسکا ابتدائی حصہ مین لارڈ ڈلہوسی اور کورٹنی صاحب وغیرہ کو بیشمار چٹھیان لکھین مین تو کہتا ہون کہ شاید اپنے ایام ملازمت مین کبھی اس کثرت سے چٹھیان لکھی ہونگی اور اگر یہ نہین تو ایک روزنامچہ تو انسے بہت اچھی طرح تیار ہوسکتا ہے ان چٹھیون سے مین ایسے ایسے مضامین منتخب کرکے لکھتا ہون جو کوئی خاص لطف رکھتے ہین یا جنسے جان لارنس ص ۴۱۹ اور انکی کارگزاریون کا کوئی نیا حال معلوم ہوتا ہے ـــ

بنام کورٹنی صاحب

۱۱ - اکتوبر ۱۸۵۲ء

پشاور کے انتظام مین کوئی ایسی دقت نہین ہے جو معمول سے زیادہ بڑھی ہوئی ہو بشرطیکہ ہم ٹھیک طریقہ سے اسکا بندوبست کرین . . . . ـــ مین اقرار کرتا ہون کہ اڈورڈس صاحب کی مدد سے چھ مہینے کے اندر اسکا انتظام نہایت درست کردونگا جو کام فوج کے

متعلق ہے وہ چندان آسان نہین ہے ۔ آدمی فوج تو فوج کشی کی سخت ضرورتون کی تکلیف سے شور و غل مچا رہی ہے باقاعدہ نصف فوج کوہستان پر جانے کے خلاف ہے اس آخری امر کی بہت سی وجہین ہین کہ نگران افسرون پر انکو بھروسہ نہین ہے اور ہمارے دیسی سپاہی اپنے موجودہ ہتیارون اور سامان کے ساتھ پہاڑیون کا مقابلہ نہین کر سکتے ۔ اگر اصل دقت یہی ہے تو اسکا علاج ہمارے ہاتھ مین ہے افسر ایسا منتخب کیجیے جو پشاور کی کمان کرے اور اڈورڈ صاحب یہ کام خوب کر سکتے ہین ۔ انکو اعزازی عہدہ عطا کیجیے قواعددان پیدل سپاہی واپس بلوا لیجیے اور انکا ایک حصہ اٹک مین تعینات کیجیے پیادے گورون کی تین پلٹن پشاور اور نوشہرہ مین رکھیے اور جسقدر مناسب معلوم ہو انکو توپین دیجیے اور مختلف قومون کے آدمیون سے پیادون کی بہت سی غیر قواعددان پلٹن بھرتی کیجیے ۔ انپر اول درجہ کے افسرون کے سوا اور کسیکو نہ مقرر کیجیے جسوقت یہ سب باتین ہو جائینگی تو پھر فسادون اور جھگڑون کی یہ دقتین اور خطرے نہ باقی رہینگے ۔

بنام ایضاً

نپولین کو خاموشی کے ساتھ چڑھانے کی یہ غرض تھی کہ تہلکہ نہ ہونے پائے جب کسی شخص کو تعذیر دینے کا قصد ہو تو میرے نزدیک انسکو پہلے سے دہمکی دیکر باغی کر دینا چاہیے ۔ گو تو پین خاموشی کے ساتھ چڑھائی گئی ہون مگر اسپر بھی لوگون کو معلوم ہی ہو گیا میری رائے مین ہندوستانیون کو دہمکی دینے کے لیے خاموشی اور مستعدی کے ساتھ کارروائی کرنے سے بہتر اور کوئی بات نہین ہے یہ وہ شامتی اور چاپلوسی لوگ ہین کہ جو شخص اُنکے سامنے آجاتا ہے انسکو ملا لیتے ہین یہ لوگ فوجون کو بڑھاتے اور ہٹاتے رہتے ہین انھین کی وجہ سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے اور ہندوستانی رعایا سمجھتی ہے کہ ہم فریب کر سکتے ہین ۔ اگر ایسے موقعون پر کمان دیجاے تو ول ہین یا اڈورڈ صاحب کا ایسا ایک سپاہی بیشک ایک بریگیڈ کے برابر ہوگا ۔ اگر ہینری صاحب کیطرح ہم ایک آفریدی فرقہ کی تنبیہ کر سکتے تو اس بدمعاشی اور شرارت کا کچھ کبھی ذکر سننے مین نہ آتا ۔ ماکیسن صاحب کے مرنے سے بڑا نقصان ہوا یہ نقصان بہتیرون کی سمجھ مین نہ آیا ہوگا کہ کتنا ہوا وہ ایک پکے منتظم تھے یادہ گو تھے ۔ گورنر جنرل نے انکی جو کچھ ثنا و صفت لکھی وہ سب بجا تھی مین نے جسوقت بیچارے ماکیسن کی وفات کی خبر سنی تو اسیوقت اشارہ کیا تھا کہ انکی جگہ پر جان لارنس مقرر ہون ۔ ۔ ۔ ۔ مین نے خود اس تقرری کا ہرگز خیال نہین کیا مین دیکھتا ہون کہ میری سرکاری ملازمت کا باقی ماندہ زمانہ پنجاب ہی سے وابستہ ہے لیکن مین امید کرتا ہون کہ یہ زمانہ بہت طول نہو گا ۔ صفحہ ۴۱۹

بنام اڈورڈس

مقام جہلم مورخہ ۱۶ اکتوبر

مجھکو بڑی خوشی ہے کہ آپ اٹھارھوین تاریخ تک پشاور مین پہونچ جائینگے میرے نزدیک یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے افسرون کی تحریر اور تقریر کا یہ حال ہے ۔ ظاہراً انکا قصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اور اپنے ساتھ انتظام ملک کو بھی قرار واقعی نقصان پہونچائین ۔ جان نیکلسن کے پاس سے جو اس مضمون کی ایک چٹھی آئی تھی کہ ہزارہ کی رعایا کا آشتی کے ساتھ بندوبست کر دیا گیا اور جس سے آپ کے بھی بیان کی تصدیق ہوئی اُس سے مجھکو تازہ اطمینان ہو گیا ۔

بنام لارڈ ڈلہوزی

کیمپ ہٹی - ۴ میل اٹک سے
مورخہ ۲۶ اکتوبر ۱۸۵۳ء

قواعد دان سپاہی پشاور سے نفرت کرتے ہین حالانکہ وہان کھانے کی چیزین ارزان ہین - وہ لوگ دریاے سندھ کے اس پار بلا بھتہ رہنا پشاور مین بھتہ پاکر رہنے سے بہتر سمجھتے ہین اپنی عادت قواعد اور انتظام کے اعتبار سے وہ کوہستان پر کام کرنے کے لیے موزون نہین ہین لیکن زیادہ تجربہ کار سپاہیون کی بھی برابری کر سکتے ہین - پشاور مین امن وامان قائم رکھنے کے لیے ایک نہایت کامل اور عام پسند انتظام اور کوہستانی جرگون کے بخوبی زیر کرنے کی ضرورت ہے - زیر کرنے سے میری مراد یہ ہے کہ وہ ہمارا خوف اور اطاعت کرنے لگین یہی نہین کہ ہماری رعایا ہو جائین - اگر منتخب سپاہی اس کام پر مقرر ہون اور انکو بندوق اور ہلکی وردیان دیجائین تو وہ گھنے سے گھنے جنگلون اور اونچی سے اونچی پہاڑیون مین خوف اور رعب پیدا کر دین -

بنام گورنر صاحب

کیمپ نوشہرہ ۱۹ اکتوبر

مین سمجھتا ہون کہ بیچارے چارلس نیپیر کے مرنیکے بعد انکی جو کتاب چھپی ہے تو غالبًا وہ انکو گدھا ثابت کرےگی - جسطرح فالسٹاف کی زنبیل مین اور تمام اخراجات کا پیسہ حساب مگر روٹی کے دام بہت کم ہوتے تھے اسیطرح نیپیر صاحب کی اس کتاب مین خاص اُسکے متعلق تو بہت کچھ بیان ہے لیکن ہندوستان کے بارے مین کچھ بھی نہین ہے اُنکے مزاج مین غصہ اور تعصب اسقدر تھا جو اُنکے تمام عمدہ اوصاف کو پست کر دیتا تھا -

لارڈ ڈلہوزی نے اپنے نائب یعنی چیف کمشنر سے ایک چٹھی مین کسیقدر طنز کے ساتھ استفسار کیا تھا کہ "آیندہ سے آپکی نگاہ گورنر جنرل اِن کونسل کیطرف ہوگی یا آگرہ کیطرف" اور اُسکے بعد مکرر کر کے ایک فقرہ اور لکھا تھا جو اس مقام پر نقل کرنیکے قابل ہے کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جان لارنس اور ان "لارڈ صاحب" کے درمیان جو نہ یہ بات کبھی خود بھولتے اور نہ دوسرون کو کبھی فروگذاشت ہونے دیتے تھے کہ مین گورنر جنرل ہون کسطرح کا ربط وارتباط تھا -
صفحہ ۴۲
وہ فقرہ یہ ہے "میری نگاہ ابھی اتفاق سے آپکی چٹھی پر پڑگئی جو مائی لارڈ کے لفظ سے شروع اور اُسی پر ختم کی گئی ہے بیشتر یہ بات آپکی چٹھی مین مین نے کبھی نہین دیکھی تھی - کیا آپ یہ خیال نہین کرتے کہ میرے اور آپکے جو دوستی اور یکجہتی عرصہ سے چلی آتی ہے اُسکے اعتبار سے میرے پیارے لارڈ کا القاب زیادہ تر موزون ہوگا یہ مین نے اپنی خاص راے لکھی ہے" چٹھی مذکور کا جواب یہ بھیجا گیا -

میرے پیارے لارڈ مین سمجھتا ہون کہ لفٹنٹ گورنری ممالک مغربی و شمالی کے لیے جان کالون صاحب جو منتخب کیے گئے تو اس سے عوام الناس خوش ہونگے اس صوبہ مین اُنکے سوا اور کوئی ایسا سویلین نہ تھا جو اُنکے مقابلہ کا دعوی کر سکتا ہو - مجھکو اسوقت تک پنجاب کے

چھوڑنے کا کبھی خیال نہوگا جب تک مجھ مین تندرستی اور قوت باقی ہے اور گورنمنٹ میری خدمتون سے مطمئن ہے جن حالتون مین اس عہدہ پر میری تقرری ہوئی تھی اُنکے اعتبار سے مجھپر واجب اور لازم ہے کہ اگر مجھکو اپنی عزت قائم رکھنا ہے تو سوائے اس منصب کے اور کسی جانب نگاہ نہ کرون یہ ایک بڑا مشکل عہدہ ہے اور ایسا نہین ہے جسمین ہمیشہ ہر لوگ کامیابی کی امید کرسکتے ہون مجھکو ممبر کونسل ہونے کی حرص نہین ہے اگر آگرہ کا منصب مجھکو دینے کے لیے کہا جاتا اور مین عزت کے ساتھ اُسکو قبول کرسکتا تو شاید مجھکو مشکل سے اقرار کرنا لازم آتا لیکن مین یہان عرصہ تک یعنی جب تک معقول طور پر اپنا فرض ادا کرسکتا ہون رہنا پسند کرتا ہون مین چاہتا ہون کہ ملک کے نظم و نسق مین اپنا نشان قائم کر جاؤن اور اس بات کو دکھلا دون کہ ایک نئے ملک مین ایک سویلین بھی کیا کچھ کرسکتا ہے -

حضور کو معلوم ہوگا کہ حضور کی چٹھی مین مکرر کرکے براہ مہربانی جو رعایت کی گئی تھی اُس سے مین افادہ لیتا ہون اور بکمال ادب اسطور پر اپنا نام لکھتا ہون کہ اسے میرے پیارے لارڈ مین ہون -

آپکا دوست صادق

جان لارنس

جان لارنس ۱۲ اکتوبر کو پشاور مین پہونچے لیکن جو فوج وہان کی حفاظت کے لیے تعینات تھی اُسکے اسقدر لوگ بیماری مین مبتلا پائے گئے کہ اُن وودرون کے مخالف آفریدیون کی سرکوبی کے لیے جو وہان سے کوہاٹ کی مشہور گھاٹی کو گئے ہین ایک آدمی بھی اُن کے ساتھ جانے کے لیے بہم نہ پہونچ سکا لیکن اُنکو اور بھی بہت سا کام انجام کرنے کے لیے تھا - رابرٹ نیپیر کے ساتھ اُنھون نے شہر کی قلعہ بندیون کا معائنہ کیا بڑی سڑک کے اس حصہ کی تکمیل کے لیے جو اتنے دور دراز فاصلہ پر واقع ہے گلاب سنگھ سے پانچ سو کشمیریون کی مدد لیکر کوشش کی - ہر روز صبح تڑکے سے دوپہر تک وہ علیم کے مورچے کی سراغ رسانی مین رہتے تھے اور دوپہر کے بعد ہر روز سشن کے مقدمات جو سال بھر سے ایڈمنسٹن صاحب نے زیر دوران چھوڑ رکھے تھے فیصل کیا کرتے تھے اور بقول جان لارنس یہ مقدمات سب کے سب نہایت بدنصیب تھے جس قلعہ کی عرصہ سے خبر گرم تھی وہ درہ کوہاٹ کے دہانہ یعنی باب پر اس غرض سے تعمیر ص ۴۴
کرایا گیا کہ درہ مذکور کے آفریدی لوگ خاموش رہین اور صلح قائم رکھنے کی اُنھون نے ایک تدبیر اور کی کہ دوسرے وردن مین جو آفریدی لوگ رہتے تھے اُنکے ملوک (ملک کی جمع) کو طلب کرایا اور اُنسے تین دن تک صلاح و مشورت کرنیکے اُنکو شرائط صلح پر رضامند کرلیا - لیکن اُن لوگون کے درمیان ایک فرقہ اور تھا (یعنی بوری آفریدی) جو حجت و دلیل کو بیدلان تسلیم نہ کرتے تھے یہ لوگ چند گانون یا پہاڑیون کی ناف مین ایک مقام پر اکٹھا آباد تھے اور یہ سب گانون دشوار گزار تصور کیے جاتے تھے - گذشتہ دو برس سے یہ لوگ برابر درہ پشاور پر حملہ کرتے آتے ضلع پشاور کے پولیس کے معاشون کو پناہ دیکر صرف لوٹ مار کی غرض سے گھوڑے چھینے اور بارہا انگریزی رعایا کو پکڑ لیگئے اور اُنسے زرفدیہ کے طالب تھے چیف کمشنر نے تقاضا کیا کہ قیدی رہا کر دیے جائین لوٹ کا مال واپس کر دیا جائے

اور ڈاکوؤن کے گروہ نے جو گھوڑے لیے ہین اُن لوگون کے حوالہ کر دین۔ اس مطالبہ کو اُنھون نے صاف صاف نامنظور کیا اور پوری فرقہ کے لوگون نے کہلا بھیجا کہ تمھارا جو جی چاہے سو کرو چیف کمشنر اس بات کے کب سننے والے تھے اُنکا قدیم ولولہ جنگ پھر جوش مین آگیا۔ اُنکا دعوی جائز تھا اور جس موقع کی اُنکو عمر بھر آنے کی اُمید تھی وہ بھی حاصل ہوتا تھا یعنی یہ کہ فوجی کارروائیون کی بذات خاص تدبیر اور تعمیل کرتے۔ اُنھون نے بذات خاص یہ معقول تجویز مرتب کی کہ پہاڑیون پر یکے بعد دیگرے مختلف مقامات سے حملے کیے جائین تاکہ اُنسے بخوبی تمام انتقام لیا جاسکے اور اُسکا نتیجہ زیادہ پائدار پیدا ہو۔ اس تجویز کو نارتھ لنسڈن کاٹن اور جیمس ایسے عمدہ عمدہ سپاہیون نے پسند کیا جس سے وہ بہت خوش ہوے اور یہ تجویز اُسوقت متروک ہوئی جب دریافت ہوا کہ جنرل رابرٹس ہنوز اُس حصہ فوج کو جو اُس مہم کے لیے اور کار آمد ہمین بہم پہونچا سکتے ہین۔ جنرل رابرٹس اُسوقت پشاور کے کمانیر تھے اور اُنکا نام آیندہ نسلون مین خاص کر اسوجہ سے زیادہ یادگار رہیگا کہ وہ اپنے نامی گرامی بیٹے سر فریڈرک رابرٹس کے باپ تھے۔ جان لارنس نے کہا کہ "اچھا جو باتین درکار ہین اگر ہم اُن سب کو انجام نہین کرسکتے تو اقل درجہ جہانتک امکان مین ہے اُسکو ضرور کرینگے" اور اُنھون نے فوراً گائیڈس کے لوگون کو ہوتی مردان سے طلب کیا جنکے آنے سے اُنکے پاس کی سب سپاہ ملاکر تیرہ سو آدمیون کے جمع ہو جانیکی اُمید تھی کوک صاحب جنکے بارے مین بیان کیا گیا تھا کہ "وہ ایک بڑے عمدہ چالاک مستقل مزاج اور خود دار آدمی مگر ایماندار اور امتیاز سپاہی ہین" ابتک دوسری تدبیرون کی کوشش مین تھے لیکن چیف کمشنر اپنے ارادہ پر قائم رہے اُنھون نے کہا کہ "اسوقت آفریدیون کی سرکوبی بدرجہ غایت ضرور ہے مین خیال کرتا ہون کہ آپکی تدبیرون کی آزمائش مین عرصہ سے کرتا آیا اور اب اس بات کا وقت آیا ہے کہ پھر اپنی تدبیرین شروع کرون۔۔۔۔ مین نے جو تجویز کی تھی کہ مشکل کو ص ۴۲۲ پوری آفریدیون پر حملہ کرونگا اُس پر قائم ہون اور کسی وجہ سے اُس سے باز نہ آؤنگا"۔ بنابر آن ۲۹۔ نومبر کو حملہ کیا گیا اور جو کچھ نتیجہ ہوا وہ مندرجہ ذیل چٹھی سے جسکو حملہ کے دوسرے دن اُنھون نے بڑے جوش سے لارڈ ڈلہوسی کو لکھا تھا ظاہر ہو جائیگا۔

۳۰ر نومبر ۱۸۵۳ء

میرے پیارے لارڈ۔ مین چند سطرین اس امر کے بیان کرنے کو لکھتا ہون کہ کل مین نے پست پہاڑیون کو طے کیا اور جس گھاٹی مین پوری آفریدی رہتے ہین اُسمین داخل ہو کر اُنکے گانوؤن کو غارت کیا اور اُسی روز چلا آیا ہم لوگ اس مہم مین سولہ گھنٹے باہر رہے چنانچہ دن بھر سپاہی محنت ہی مین رہے۔ ہمارے ساتھ ایک معقول مختصر فوج تھی یعنی گائیڈس کے لوگ چار سو پچاس گورکھا چار سو گورے چار سو اور تین سو سانبلی پیادے تھے۔ آفریدی خوب لڑے اور گائیڈس کے لوگ اور گورکھا اسقدر تیزی سے پہاڑ کی بلندی پر چڑھے کہ ہر ایک افسر جو وہان موجود تھا تعجب کرتا تھا حقیقت مین یہ بڑے کام کے آدمی ہین۔ ہماری طرف یہ نقصان ہوا کہ آٹھ آدمی مقتول اور چوبیس مجروح ہوئے۔ ان لوگون کو مین پانی نہین ملا اور اسوجہ سے وہ بڑی تکلیف مین رہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ اس مہم سے بڑا فائدہ ہوگا۔ پوری آفریدیون کی گھاٹی مین صدہا برس سے

کوئی دشمن نہین گیا اور مجھکو یقین ہے کہ اس مہم مین جسقدر کامیابی حاصل ہوئی ہے اُسقدر لوگون پر ہمارا رعب پڑیگا۔ درہ کے دہانہ پر جو پست پہاڑیان واقع ہین وہان کے آفریدیون نے بہت ہی عمدہ برتاؤ کیا یہ لوگ چارون طرف بلند مقامات پر بیٹھے رہے مگر ایک گولی نہین چلائی۔

اس بات کو سمجھا دینا ضرور ہے کہ پست پہاڑیون کے آفریدی وہ تھے جنسے ابھی حال ہی مین ہم لوگون نے عہد و پیمان کیا تھا اور اُنکے معمولی شیوہ سے یہی کھٹکا تھا کہ جسوقت وہ ہمارے خلاف فساد کرین کچھ بعید نہین۔ چیف کمشنر لکھتے ہین کہ "لیکن اس کارزار کے زمانہ مین مین کل دو گھنٹے تک موضع تورانہ مین بیٹھا رہا پہاڑی پر دونون طرف یہ مسلح آدمی تھے اور مین نے اپنے سپاہیون کو دیکھا کہ وہ گھاٹی سے گذر گئے اور ایک گولی بھی اُنپر کسی نے نہین چلائی۔ یہ لوگ ہمارے سپاہیون کے لیے پینے کا پانی لے آئے اور فی الواقع ہمارے ساتھ بہت اچھی طرح سے پیش آئے"۔ اس موقع پر چیف کمشنر کو اپنی تدبیرون مین بھی اُسیطرح کی کامیابی حاصل ہوئی جیسی بزور تیغ حاصل ہوئی تھی۔ گو یہ کارروائیان چھوٹی تھین لیکن مین نے اُنکا حال تفصیل وار اسوجہ سے بیان کیا ہے کہ ایک چشم دید گواہ نے مجھسے خود کہا کہ جان لارنس نے عجیب طرح کی خوشی اور سرگرمی سے ان کارروائیون کا منصوبہ باندھکر اُنکی تکمیل کی اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جب صاحب معدوح کبرسنی اور بیماری سے بالکل ناتوان ہوگئے تھے تو مین خود اُنکے منھ سے سُنا تھا کہ وہ اس کیفیت کو طفلانہ اشتیاق اور ظاہرا اُن چمکتی ہوئی آنکھون کے ساتھ جنکی بصارت قریب قریب جاتی رہی تھی اُس موقع کا حال بیان کرتے تھے جب بہ حیثیت چیف کمشنر اُنھون نے اپنے آرام و اطمینان کو یہان تک بالاے طاق کر دیا تھا کہ ایک روز خود گولیون کی بوچھار مین چلے گئے۔ مجھکو بیان کرنا چاہیے کہ ایسے مستحکم مقام کے برباد ہونیکا نتیجہ نہایت ہی عمدہ پیدا ہوا اور پھر پوری آفریدیون کے ملک سے کبھی کوئی دقت نہین پہونچی۔ فصل ۴۴

ہیکسن صاحب کے مارے جانے کے بعد ہی بڑی تیزدستی کے ساتھ لفٹنٹ گاڈبائی متعلقہ سپاہ گائڈس متعینہ مردان کے مار ڈالنے کا بھی قصد کیا گیا لیکن اس سنگدلی کے وقوع کے پیشتر وہ اضطراب جو ہیکسن صاحب کے قتل سے پیدا ہوا تھا خوش قسمتی سے کم ہوگیا تھا اور اس سے بڑھکر خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ جب یہ واقعہ ہوا تو چیف کمشنر پشاور ہی مین موجود تھے اور اب ممکن نہین تھا کہ اُنکے ہوتے ہوتے کوئی کھلبلی مچتی۔

پشاور ۲ دسمبر آٹھ بجے شب۔

میرے پیارے لارڈ۔ مین یہان آج داخل ہوا۔ اور بافسوس بیان کرتا ہون کہ دو بجے دن کے قریب ہوتی مردان سے جہان لفٹنٹ گاڈبائی رسالہ گائڈس کے ساتھ تعینات تھے آیا اور اُسنے یہ بیان کیا کہ آج صبح کو ایک شخص نے افسر مذکور کی پشت پر چھری مار کر انکو زخمی کر ڈالا اور اس شخص کو گائڈس کے لوگون نے اسیوقت ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ جو آدمی یہان خبر لایا ہے وہ ایک جمعدار اور بڑا ہوشیار شخص ہے اُسکا بیان ہے کہ بیچارے گاڈبائی لشکرگاہ کے وسط مین کھڑے ہوئے کچھ اونٹون کو بار کرا رہے تھے اتنے مین ایک مقام کے چند

جھوں

پتھرون کے نیچے سے ایک سانپ نکلا جسکے سر کو اُنھون نے ایک کر اپنے پانون سے کچل ڈالا جب وہ زمین پر جھکے ہوسے سانپ کو کچل رہے تھے تو ایک اپتہ قد آدمی جو دیکھنے مین سن دار معلوم ہوتا تھا اور جسکی طرف پیشتر کسی نے خیال نہین کیا تھا دوڑا ہوا آیا اور افسر مذکور کی پشت کو چھریون سے زخمی کر دیا۔ ظاہرا یہ کسی شخص کو نہین معلوم تھا کہ یہ کون آدمی تھا اور کہان سے آیا تھا۔

خوش قسمتی سے گاڈیائی ایک نوجوان افسر تھے اور آنکا جثہ نہایت قوی تھا اسی سے زخم اُنپر کچھ کارگر نہین ہوئے اور دس ہی دن کے عرصہ مین اُنکی ہلاکت کا خطرہ جاتا رہا۔

سرحدی قلعہ جات واقع شمال پشاور کے ملاحظہ کے بعد چیف کمشنر ۱۰ دسمبر کو اسغرض سے پشاور مین واپس آئے کہ اپنے خاندان مین تفرقہ عظیم پڑنیکے قبل اور چند روز اُسکے ساتھ بسر کر سکین اُنکو اپنے تین لڑکے (یعنی دو بڑے بیٹے جان اور ہنری اور اُنکی تیسری بیٹی الِس مارگرٹ) انگلستان کو بھیجنا پڑے۔ لیکن چونکہ اُنکی بڑی دو بیٹیون کو اُنکے بعض مہربان دوستون (یعنی مسٹر اور مسٹرس چارلس سانڈرس مقیم امرتسر) نے ازخود اپنے ساتھ لے جانیکا وعدہ کر لیا اسوجہ سے اُنکی روانگی کے چند روز بعد جان لارنس اور اُنکی زوجہ مع ایک طفل شیرخوار کے جو اُنکے پاس باقی رہگیا تھا خوشی کے ساتھ یہ تبادلہ عمل مین لاسکے اپنے ویرانہ مکان کو جو لاہور مین تھا اور جسمین کسیطرح کی دلچسپی نہین تھی چھوڑکر چند روز خیمہ مین رہنے کی کیفیتین دیکھین اور ملتان اور دیرہ جات کا دورہ کیا۔ ص۴۲۴

لاہور سے روانہ ہونے کے ساتھ ہی اڈورڈس صاحب کے نام اُنھون نے جو چٹھی لکھی تھی اُسکا کچھ خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے جس سے کچھ کچھ حال اس امر کا پایا جاتا ہے کہ اُنہین کام کرنے کی کسقدر قوت تھی اور یہ باتین سوانح عمری کے متعلق ایک لطف خاص رکھتی ہین۔ وہو ہذا۔

ہمارے افسرون کے لیے لازم ہے کہ وہ نوجوان جفاکش اور مستعد ہون اور عدیم الفرصتی اور پریشانی کا مقابلہ کر کے ہر ایکطرح کے کام کو انجام کرنیکی صلاحیت رکھتے ہون۔ مین یہ یقین نہین کر سکتا کہ خزانہ کے کام مین ایک افسر کا پورا وقت درکار ہے اگر مین ڈپٹی کمشنر ہوتا تو ضرور اس بات کو ثابت کر دیتا کہ اسمین نصف وقت بھی صرف نہین ہوتا ہے۔ یہ بات مین بے حجت و دلیل نہین بیان کرتا خزانہ کا کام چھ برس تک میرے سپرد رہا جسمین کوئی میرا معین و مددگار نہین تھا اور جو وقت اُسمین صرف ہوتا تھا وہ نہایت عزیز تھا۔ مثلاً جب مجھکو روپیہ گنوانا ہوتا تھا مین خزانہ کا کام کرنے لگتا تھا۔ اُدھر تو مین کانون سے رپورٹون اور مقدمات کو سنتا جاتا تھا اور ادھر آنکھ سے دیکھتا جاتا تھا کہ روپیہ گنا جا رہا ہے ایکطرف مین ہنڈیون پر دستخط کرتا اور چکین جاری کراتا تھا اور دوسری جانب شہادت سنتا جاتا تھا۔ حسابون کے دیکھنے بھالنے مین ہر روز آدھا گھنٹہ صرف ہوتا تھا اور دو ایک مہینہ کے بعد شاید دو دن کام اور کرنا پڑتا تھا۔

ملتان مین اگر اُنھون نے سپاہیانہ مذاق کے ساتھ اُن مقامون کو ملاحظہ کیا جو اگنیو اور اینڈرسن صاحب کے قتل اور اڈورڈس صاحب کی بہادرانہ کارروائیون اور اُس محاصرہ کیوجہ سے مشہور تھے جنمین ابتداءً بڑی تکلیف مگر آخر کو نہایت کامیابی حاصل کی تھی بعد اسکے ایک صحرائی اور جنگلی ملک سے جہان یہ دیکھکر اُنکو بہت تعجب اور غصہ معلوم ہوا کہ ابتک دزدی نقب زنی

اور سرقہ مویشی کے جرائم کا کثرت سے وہان ارتکاب ہوتا تھا ڈیرہ غازی خان مین پہونچے۔ یہان اُنھون نے اپنے عول کی لیڈیون (یعنی اُنکی زوجہ اور مسٹرس سینکفرسن جو اُنکے جناکس فوجی سکرٹری کی بی بی تھین) کو رخصت دیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر ایک چھوٹے خیمہ کے ساتھ دریاے مٹھن کوٹ یعنی سندھ کو روانہ ہوے۔ یہ دریا دکھن جانب اُنکے صوبہ کی آخری حد ہے اور یہان پر ایک اتنا بھاری دھارا پنجاب کے پانچون دریاؤن کا دریاے سندھ مین آکر گرتا ہے جسکی جسامت خاص دریاے سندھ سے بھی کچھ کم نہین ہے۔ یہان سے وہ پھر سرحدی تھانون اور قلعون سے گذرتے ہوے ڈیرہ غازی خان مین آگئے۔ ڈیرہ غازی خان مین ایک پہاڑی سردار فرقہ کھاترن نے جسکا نام حاجی خان تھا آکر اُنسے ملاقات کی "یہ ہماری سرحد کے پرے دور دراز مقام سے آیا تھا اور اسوقت تک کبھی کسی انگریز کو نہین دیکھا تھا" اُسنے قندہار کی کچھ چھٹیان جان لارنس کے روبرو پیش کرنے کو کہین (جنگ روس کے اعتبار سے یہ چٹھیان اُسوقت بہت ہی ضروری تھین) اور اُسنے آپ ہی آپ خوفناک اہل مری کے مقابلہ مین ہماری مہم کے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی

جان لارنس کی اس چٹھی کے جواب مین جسمین اس ملاقات کی کیفیت بالتفصیل بیان کی گئی تھی لارڈ ڈلہوسی نے لکھا کہ فرقہ کھاترن کے اس سردار مسمی حاجی خان سے شاید آپ کچھ کام نکال سکینگے۔ چونکہ اس شخص نے پیشتر کسی انگریز کو نہین دیکھا تھا تو ملکی مصلحت کے اعتبار سے بہت بہتر ہوا کہ آپ نے بطور نمونہ قوم فاتح اپنے تئین اُسکو دکھلا دیا۔ مجھکو اس بات مین کوئی شک نہین ہے کہ وہ میری طرح آپ کے یاد رکھنے کا خواہشمند رہیگا اور مین اپنی نسبت حال ہی مین ظاہر کرچکا ہون کہ آپ کو کسقدر یاد رکھنا چاہتا ہون کیونکہ مجھکو آپ سے اس امر کی عذر خواہی کرنا ہے کہ مسٹر چارلس سانڈرس نے آپ کی جو تصویر بدلی تھی اُسکا ایک عکس مین نے بھی اتروالیا ہے یہ تصویر بہت ہی مشابہ ہے اور مین بہت خوش ہون کہ وہ میرے پاس رہیگی مجھکو امید ہے کہ بلا اجازت آپکے مین نے جو یہ تصویر اتروائی ہے تو آپ اُسکو معاف کرینگے۔

لارڈ ڈلہوسی نے تجویز کیا تھا کہ فتح خان خٹک کو جو رسالہ گائڈس کا ایک رسالدار تھا اُسکی خدمتون کے صلہ مین ایک جاگیر دی جاتے۔ اس شخص نے ہماری طرف سے بڑے بڑے نمایان کام کیے تھے اور اب اس زمانہ مین بوری آفریدیون کی لڑائی مین ہماری عمدہ خدمت کی تھی لیکن ہڈسن صاحب کمانیر رسالہ گائڈس سے کچھ ناچاقی ہوگئی تھی اسوجہ سے وہ اپنی رجمنٹ کو چھوڑکر چلا آیا تھا جان لارنس اُسکی خدمتون کے معترف تھے لیکن جس طریقہ سے اُسکو وہ صلہ دیا جاتا تھا اُسمین اُنکو عذر تھا اور اُنھون نے اس شخص کا حال اسطور پر بیان کیا ہے جو بجنسہ اسی مقام پر نقل کرنیکے قابل ہے

مین صاف صاف اس امر سے اقرار کرتا ہون کہ فتح خان کو جاگیر دینے مین مجھکو خوف معلوم ہوتا ہے مین نے اس شخص کے بہت کچھ حالات دیکھے اور اُس سے زیادہ سنے ہین۔ اُسکی فوجی خدمتون کو مین تسلیم کرتا ہون اور اُسکی حیرت انگیز بہادری کا معترف ہون لیکن مین دیکھتا ہون کہ جسوقت اس شخص کا خون جوش مین آتا ہے تو وہ بہوت بنجاتا ہے اور یہ اکثر واقع ہوتا ہے ایسی حالت مین وہ اپنے قریب ترین اور عزیز ترین دوست یا اعزا کو ہلاک کر ڈالیگا خٹک فرقہ کے لوگون مین بہترون سے وہ عناد رکھتا ہے اور اُنپر گرفت ص ۴۲

اور رعب حاصل کرنے مین بیشک بے انتہا جھگڑے پیدا ہونگے۔ اگر ایسا شخص جاگیردار بنایا گیا تو کاشتکارون کو عاجز کر ڈالیگا یا کمال بے ضبطی کو بیدخل کر دیگا اور اپنے ہمسایون کی سرحد پر حملہ کریگا۔ اگر وہ اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا تو بلا تنے بے درمان ہو جائیگا۔ اگر اسکے دبانے کی کوشش کیجائیگی تو وہ اپنی عادت کے مطابق مخالفت کریگا لیکن اُس سے کچھ ہو نہ سکیگا۔

مین اقرار کرتا ہون کہ جب ایکمرتبہ اُسنے اپنے اصلی یا فرضی نقصانات کی حکایت بیان کرنا شروع کی اور اُسوقت مین نے دیکھا کہ اسکی آنکھین لال ہو گئی تھین اور اُسکا سارا جسم مارے غصہ کے کانپنے لگا تھا تو اُسوقت میرے دل مین یہی خیال گذرا تھا کہ وہ کوئی اختیار پائیگی حالت مین کیسا مہیب دشمن ہوگا۔ لمسڈن صاحب فتح خان کے بڑے دوست اور معین و مددگار تھے لیکن اُنکو بھی اُسکے ساتھ نباہنے مین دشواری معلوم ہوئی فتح خان نے اپنے افعال سے لمسڈن صاحب کی اس ناموری کو بہت نقصان پہونچایا۔

ص ۴۲۶ مین نے خود لمسڈن صاحب کے منھ سے ایک مرتبہ فتح خان کا ایک قصہ سنا تھا جسکو اس موقع پر بیان کرتا ہون۔ فتح خان اور اُسکے دونون بھائیون کے درمیان اکثر جھگڑا رہتا تھا اگرچہ اغیار کے مقابلہ مین وہ سب ایک ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اسیطرح کا جھگڑا ہوا تھا اسکی وجہ سے تینون بھائی بغیر تلوار لیے ہوئے آپسمین ملاقات نہین کرتے تھے حتی کہ ایک جگہ کھانا کھانے کی وقت بھی اپنے ہتیارون کو برہنہ کرکے رکھ لیتے تھے کہ بروقت ضرورت فوراً استعمال کر سکین۔ چھوٹے بھائی دونون ایک طرف تھے اور فتح خان دوسری طرف تین مہینے تک یہی کیفیت رہی تاآنکہ ایک روز سب سے چھوٹا بھائی دفعتاً کسی ضرورت کے لیے باہر گیا فتح خان نے موقع پاکر دوسرے بھائی پر حملہ کیا اور اُسکے سینے پکڑ کر اُسکا منھ جلتی ہوئی راکھ مین کھونس دیا اور جب تک اُسنے توبہ نہ کرلی اُسوقت تک اُسکا سر راکھ مین کھونسے رہا ...... فتح خان سالہا سال تک ایک مطلق العنان لوٹیرا رہا تھا اور اب اُسکو پھر اُس پیشہ کے اختیار کر لینے مین کوئی تامل نہین ہو سکتا تھا۔

کسی دیسی سردار کے ذریعہ سے کسی علاقہ کا انتظام کرنا نہایت اہم اور دشوار ہے اگر کوئی شخص یہ سمجھکر کہ وہ رحمدلی سے انتظام کریگا کسی علاقہ کو اُسپر چھوڑ دے تو اُس طریقہ سے ہرگز انتظام نہین ہو سکتا ہے۔ ہماری ماتحتی مین ایک سردار بہ نسبت اُسکے زیادہ نقصان کر سکتا ہے کہ اگر وہ خودسر یا کسی دیسی فرمانروا کے ماتحت ہو کیونکہ اُس صورت مین ایک بڑے درجہ تک اُسکو عوام الناس کے راضی رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہماری ماتحتی مین اس بات کی ضرورت نہین ہے۔ یہ مشکل سے کہا جا سکتا ہے کہ آیا ایک کمزور دیسی سردار سے زیادہ نقصان پہونچتا ہے یا زبردست سے اگر زبردست ہوا تو وہ خاص اپنے فائدہ کے لیے لوٹ مار کریگا تمام لوگ اُس سے نفرت کرنے لگینگے اور اُسکی بدنامی ہمارے ذمہ عائد ہوگی اگر کمزور ہوا تو اُسکے ساتھی لوٹ مار کرینگے اور لوگ اُس سے نفرت کرنے لگینگے اور ملک مین بدعملی ہو جائیگی۔ حقیقت حال کا دریافت کرنا بھی نہایت ہی مشکل ہے جو لوگ صاحب اختیار ہین وہ اصل امر کو چھپاتے ہین جن لوگون کے حق مین ظلم ہوتا ہے وہ مبالغہ کے ساتھ اپنی بیداد کو بیان کرتے ہین اور جو لوگ عمدہ اطلاع پہونچا سکتے ہین وہ دقتون اور خطرون سے چشم پوشی کرکے مداخلت کرنے مین سستی کرتے ہین۔

اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے کہ ایسی چٹھی کے لکھے جانے کے بعد پھر فتح خان کی جاگیر کا ذکر سننے مین نہین آیا۔ اُسنے جو خدمتین کی تھین اُنکا اعتراف دوسرے طریقہ سے کیا گیا جسمین عذر کم ہو سکتا تھا۔

اس کل زمانہ مین جان لارنس زیادہ تر ناموری اڈورڈس صاحب کے متعلق مشکلات مین پھنسے رہے جو رسالہ گائڈس کے

کمانیر تھے انھون نے اس بارے مین بیسیون چٹھیان لکھین جنمین سے چند منتخب چٹھیان اس مقام پر درج کیجاتی ہین اور انکو لوگ مذاق سے پڑھینگے - اس کل خط کتابت سے بہ ہیئت مجموعی نہایت یقین کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ جان لارنس نے ہاڈسن صاحب کے معاملہ مین نہایت تامل کیا اُنکے فنون سپہ گری اور مختلف لیاقتون کی بڑی قدر کی اُنکے عیبون سے نہایت چشم پوشی کی اور جہانتک اُنکا بس چل سکا ہاڈسن صاحب کے بارے مین کوئی بری بات گوارا نہین کی — ہاڈسن صاحب کے عیبون سے انھون نے بہت دیر کے بعد اور وہ بھی نہایت اکراہ سے یقین کیا مین تو کہتا ہون کہ ایسی باتون کے یقین کرنے مین انھون نے نہایت ہی سستی کی کیونکہ اُنکی برادرانہ خواہش یہی تھی کہ جس شخص کو اُنکے بھائی ہنری نے اپنے ابتدائی اور عمدہ ترین ایام مین اپنی سرپرستی مین لیا تھا اُسکے کفیل رہین - اس بات کو جو جان لارنس کے بہتیرے دوستون کو بہت اچھی طرح سے معلوم تھی جان لارنس نہین جانتے تھے کیونکہ سر ہنری نے خود مجھسے بیان کیا تھا کہ جب ہاڈسن صاحب اُنکے بھائی کے ساتھ کشمیر کے دورہ مین گئے تھے اور وہان کی تحویل اُنکے اختیار مین آئی تھی تو ص ۴۴
اُسوقت سے ہنری لارنس نے ہاڈسن صاحب کی وفاداری کا یقین کرنا چھوڑ دیا تھا یہ امر یقینی ہے کہ ہاڈسن صاحب مین بہت سی عمدہ اور دلفریب صفتین تھین اور یہ بھی سچ ہے کہ اُنکے اخلاقی اوصاف مین یکبارگی نہین بلکہ رفتہ رفتہ فرق آیا سچ ہے زوال آتے آتے بھی ایک زمانہ چاہیے -

یہ امر بھی بہت صحیح ہے کہ جب وہ پہلے پہل پنجاب مین ہنری لارنس کے دوست کے طور پر آئے تو ہنری لارنس کا ہر ایک دوست اور پنجاب مین کوئی شخص ایسا نہین تھا جو انکا دوست نہو اس بات کے لیے تیار تھا کہ انکا استقبال کرے انکو دوست رکھے اور انکو پسند کرلے - پس ہاڈسن صاحب کے مصنف سوانح عمری نے برادرانہ شفقت کے ساتھ جیسا خیال کیا ہے کہ اُنکے خلاف ہندوستان بھر مین عام سازش تھی ویسا تصور کرنا بالکل لغو ہے - اس سازش کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اسمین ہندوستان کے بعض بہترین اور لائق ترین افسر شامل تھے یہ وہ لوگ ہین جو ہنری لارنس کے نہایت عزیز ترین دوست تھے اور حقیقت حال سے ذرہ ذرہ واقف تھے یعنی خود ہاڈسن صاحب کی رجمنٹ کے افسر اور خود اُنکے اور دوسرے متصلہ ضلعون کے کمشنر اور ڈپٹی کمشنر - اس خیال پر سخت تعجب معلوم ہوتا ہے —

ہاڈسن صاحب کو رسالہ گائڈس کی کمان پر لارڈ ڈلہوسی نے مقرر کیا تھا اور جان لارنس کی منظوری سے یوسفزئی ضلع کا سول انتظام بھی اُنکے سپرد کیا گیا تھا - یہ وہ عہدہ تھا جسپر سب سے زیادہ انکا دانت لگا تھا اور فن سپہ گری کے متعلق انمین جو نمایان اوصاف تھے اُنکے دکھلانے کا بہترین موقع اسی عہدہ مین حاصل تھا پس اسمین کوئی شک نہین کہ ماہ ستمبر سنہ ۱۸۵۲ء مین جب انکو یہ کمان ملی تو نہ لارڈ ڈلہوسی اور نہ جان لارنس کو انکی طرف سے کوئی شک تھا - وہ اپنی خدمتون مین اچھی طرح مصروف بھی نہونے پائے تھے کہ ارباب فوج اور عمال ملک کیطرف سے اُنکے بیقاعدہ اور جابرانہ برتاؤ کی شکایتین آنے لگین اور مین دیکھتا ہون کہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۵۳ء کو جان لارنس نے کوربیٹ صاحب کے نام یہ چٹھی لکھی تھی —

مین یقین کرتا ہون کہ ہاڈسن صاحب کو رسالہ گائیڈس اور عام فوج کے لوگ بھی پسند نہین کرتے مین نہین جانتا کہ اسکا سبب کیا ہے یہ بات بھی نہین ہے کہ انکو قبل از وقت ترقی دی گئی ہو کیونکہ اگرچہ وہ ایک نوجوان سپاہی ہین مگر قریب قریب متوسط عمر کے ہین وہ اول درجہ کی لیاقت کے آدمی ہین اور انکی تعلیم بھی بہت اچھی ہوئی ہے۔ وہ ایک بہادر مستعد اور ہوشیار افسر ہین مگر اسپر بھی بہت کم لوگ انکو پسند کرتے ہین۔ یہ تو وہی معاملہ ہوا جو نامور ڈاکٹر فل کا ہوا تھا کہ نوجوان لیڈی انکو پسند نہین کرتی تھی مگر اسکا کچھ سبب نہین بتاتی تھی — ص ۴۲

اگر جان لارنس ان شکایتون کو سنتے تو بغیر انکا سبب رفع کیے ہوئے وہ کارروائی نکرتے جو انھون نے کی تھی۔ اور اب جس چٹھی کے چند جملے مین ذیل مین درج کرتا ہون وہ دوستانہ طرز تحریر کے خلاف معلوم ہوتے ہین —

۷۔ اگست ۱۸۵۳ء

رجمنٹ کے لوگون کا جو خیال علی العموم آپ کے بارے مین ہے اُسکے متعلق مین جو کچھ بیان کرون تو اُسکے بیان سے آپ ناراض نہون گے کیونکہ مین صرف آپکی بہبودی کے لیے یہ بیان کر رہا ہون۔ آپ یقین مانیے کہ نہ انگریزی نہ دیسی افسر آپسے اُسقدر راضی ہین جیسا کہ انکو ہونا چاہیے یہ بات پانچ چھ مختلف مقام سے میرے سننے مین آئی ہے لاہور مین مین نے بہت سے گروہون کو یہ ذکر کرتے سنا۔ مین نے براہ راست پشاور اور کلکتہ سے بھی یہ کیفیت سنی ہے ممکن ہے کہ اُن لوگون کے بھی قصور ہون اور قواعد کی پابندی جیسی انکو چاہیے ویسی نہوتی ہو لیکن ناگہانی تبادلون سے پرہیز کرنا لازم ہے لمسڈن صاحب کی ماتحتی مین اس سپاہ نے بڑا نام حاصل کیا تھا — اور مین کہہ سکتا ہون کہ قطع نظر اپنے اوصاف کے وہ اپنے عیوب کے لیے بھی ہر دل عزیز رہے اگر اچھے آدمی بُری راہ چلینگے تو لوگ آپکو الزام دینگے۔ مین نہین خیال کرتا کہ پٹھان لوگ نہایت ہی سخت قواعد کے متحمل ہو سکین گے اور جتنے عرصہ مین آپ چاہینگے اُستنے عرصہ مین قواعد کرنے لگین گے پس ان سب وجہون سے میری رائے ہے کہ مین اپنی اصلاحین رفتہ رفتہ اور ہوشیاری کے ساتھ عمل مین لاؤن اور اس طریقہ سے انکی عملدرآمد کرون کہ جہانتک ممکن ہو لوگون کو اُس سے کم رنج پہونچے —

جو کچھ مین نے لکھا ہے وہ خانگی طور سے صرف آپ کے سننے کے لیے لکھا ہے — مین چاہتا ہون کہ آپ مجھ سے صلاح لیتے رہین جو کچھ مین لکھون اُسکو دوہرا دوہرا کر نہ لکھیے کیونکہ اس سے اور بھی خرابی پیدا ہوتی ہے مین نے سنا ہے کہ آپ نے فتح خان کا القاب بطور فتح خان معزول کے استعمال کیا یہ بات ایسے شخص کے برہم ہونے کو کافی تھی — دوسرے اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کشیدگی اور بڑھتی جاتی تھی —

کیمپ ملتان ۲۔ فروری ۱۸۵۴ء

میرے پیارے ہاڈسن۔ سرکاری طور پر جبکہ آپ سے استفسار کیا جاتا ہے اُسکا آپ جواب کیون نہین دیتے اگر آپ چٹھیون کا جواب نہ دینگے تو اسکا نتیجہ آپ کے حق مین خراب ہوگا اسطرح پر کارروائی چل نہ سکے گی

مین سنتا ہون آپ کہتے ہین کہ مین دن رات کام کیا کرتا ہون لیکن یہ میرے ذہن مین نہین آتا کہ آخر وہ کون سا کام ہے آپ کے ایسے چالاک شخص کے لیے اس بات مین بہت کم دقت ہونا چاہیے تھی کہ مناسب وقت تک کام کی تکمیل ہو جائے کمانڈر سپاہ گائڈس کے حکم سے دیسی افسرون کی تقرری اور موقوفی کے بارے مین جو استفسار کیا گیا ہے مین چاہتا ہون کہ اسکا جواب ملے گورنمنٹ کے کسی استفسار کا مین اسوقت تک جواب نہین دیتا جب تک آپ اسکے بارے مین نہین لکھتے ہین —

ایک اور امر یہ ہے جسکے بارے مین ہڈسن صاحب نے مجھسے استفسار کیا ہے — یہ اشارہ میرے بھائی کے حسابات کشمیر کی طرف ہے — جو بات آپ سے پوچھی گئی ہے اگر آپ وہ بتا نہین سکتے تو ویسا کہ کیون نہین دیتے — اور اگر بتا سکتے ہین تو لکھ بھیجیے — ہر ہر مہینہ کی تاخیر سے انکا فیصلہ اور بھی دشوار ہوتا جاتا ہے .... — آپ قادر خان کو حوالات مین کسلیے رکھے ہوئے ہین باپ کے افعال سے اسکو کیا واسطہ — کیا وجہ ہے کہ قادر خان کے مقدمہ کی کمشنر کے اجلاس مین تحقیقات نہین ہوتی — ص ۲۹۴

اسکے بعد کی چٹھی کشش کو اور بھی زیادہ ثابت کرتی ہے —

ڈیرہ اسمٰعیل خان ۹ مارچ ۱۸۵۴ء

میرے پیارے ہڈسن — منسلکہ یادداشت کو پڑھیئے اور لکھیے کہ اسکے متعلق اطلاع دینے کا آپ کب تک ارادہ کرتے ہین — آپ کی سپاہ کے افسرون کی تقرری اور موقوفی کے بارے مین چھ مہینے ہوئے جب آپ سے استفسار کیا گیا تھا مطالبہ یادداشت کے بھیجنے مین اگر آپ نے اور تساہل کی تو مین کسیوجہ سے یہ خیال نہین کر سکتا کہ کام چل سکیگا — سرکاری طور پر یاد دلانے کے سوا مین نے ایک مرتبہ نج کی چٹھی بھی لکھی مگر اسکا کچھ جواب نہ ملا مین چاہتا ہون آپ اس امر کو بخوبی سمجھ جائین کہ اگر ہمکو ایک جگہ کام کرنا ہے (جسکی مین دل سے امید کرتا ہون کہ ایسا ہی ہوگا) تو آپ کو آمادہ رہنا چاہیے کہ جو بات پوچھی جائے اسکا آپ بروقت جواب دیجیے آپ کا یہ لکھنا کارگر نہین ہو سکتا کہ پس ماندہ کام سے فرصت نہین ملتی وقس علی ہذا — مین کہتا ہون کہ اگر آپ چاہین تو چٹھیون کے لکھنے کا آپ کو وقت مل سکتا ہے — پس مہربانی کرکے ہر امر کے وقت پر جواب دینے کو تیار رہیے — اس امر کے متعلق مین آپ کو یہ آخری مرتبہ لکھتا ہون —

مندرجہ ذیل اقتباس ایک لطف خاص رکھتا ہے کیونکہ اس زمانہ مین برادران لارنس کے درمیان جو چند چٹھیان آئین گئین انمین سے ایک چٹھی کا خلاصہ درج کرتا ہون —

مری ۱۶ مئی ۱۸۵۴ء

میرے پیارے ہنری — آپ کی چٹھی مورخہ ۲۴ اپریل ابھی میرے پاس پہونچی . . — مین رسالہ گائڈس کے کمانیر ہڈسن صاحب سے بہت تنگ آگیا ہون میری سمجھ مین نہین آتا کہ انکے ساتھ کیا برتاؤ کرون انکی بہادری اور قابلیت مین کوئی شبہ

نہین ہے۔ اُنکے ہاتھون سے جو اُنسے نہین بنتی ہے تو بہرحال اسکا ایک بہانہ مین بیان کر سکتا ہون کہ لمسڈن ایسے آدمی نے
بھی اپنے اکثر ہاتھون کو برباد کیا یا یہ کہ وہ بہرحال کسی اور گمانیٹر سے اچھے ہین ظاہر لمسڈن نے بھی حسابات مین بہت
ابتری ڈالدی اور ہاڈسن نے انکی درستی کی فکر نہ کی۔ وہ اپنے پٹھانون اور آفریدیون کے ایک بڑے حصہ کو نکالتے جاتے ہین
یا انکو نکال دیا ہے شاید یہ بات ان لوگون کے رکھنے سے بہتر ہے جو انکو ناپسند کر سکتے ہین۔ لیکن اب مین سنتا ہون کہ تمام
گورے انکو ناپسند کرتے ہین اور ممکن ہے کہ وہان دنگہ ہو جاے۔ کل گائیڈس کے ایک منشی سے اُنسے تکرار ہو گئی جسکا
نتیجہ یہ ہوا کہ اس شخص نے اُنکے منہ پر ایک تھپڑ مارا۔ مین ان سب باتون کو اس وجہ سے نہین بیان کرتا ہون کہ اس سے کوئی ض ۲۱
فائدہ ہے بلکہ اسلیے بیان کرتا ہون تاکہ آپ یہ نہ خیال کرین کہ مین نے اُنسے نفرت کی ہے۔ مین ایک قسم کے ناقابل بیان خیال
سے کہ وہ اس سپاہ کے لیے موزون نہین تھے اس امر کے خلاف تھا کہ انکو یہ کمان ملتی لیکن جب سے انکو کمان ملگئی جہانتک
ممکن ہوسکا مین نے اُنکے ساتھ نباہنے کی کوشش کی میرے نزدیک بذات خاص تو وہ ہمیشہ پسندیدہ اور نہایت خلیق معلوم
ہوئے لیکن اورون کے نزدیک مجھکو اُنکا حال کچھ اور پایا گیا کیونکہ مین ہنگامہ کا اندیشہ کرتا ہون —

لیکن اسکے تھوڑے ہی دنون کے بعد اُنکی رجمنٹ کتابات حساب کے متعلق اور بھی تکلیف دہ
مسائل پیش ہوئے۔ اس موقع پر انکی تفصیل لکھنا ناممکن ہے لیکن جان لارنس کی طول طویل چٹھیون کے
ایک طومار سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر بعض اوقات انکو کتب مذکور کے بدترین نتائج کی راہ دیکھنے مین
چارہ نہین ملا تو اس بات کی امید وہ ہمیشہ بآرزو کرتے رہے کہ انکا نتیجہ عمدہ ثابت ہو۔ مین اس موقع پر ایک
چٹھی کا خلاصہ نقل کرتا ہون "ایک سپاہی کی بارہ برس کی سوانح عمری" اس نام کی کتاب مین جان لارنس
پر جو تہمتین رکھی گئی تھین اُنکا کافی جواب اس چٹھی سے بہم پہونچ سکتا ہے —

۲۷ جون ۱۸۵۵ء

آپ کے معاملہ کی تجویز مین میرے سبب سے تاخیر نہین ہوئی اور نہ مین نے آپ کے چال وچلن کی نقصان رسانی
مین ذرا بھی کچھ کہا یا کیا۔ مین نے یہ چاہا ہے کہ آپ کا مقدمہ ایک ایسی عدالت کے ذریعہ سے تجویز کیا جاے
جسکے حاکم آپ ہی کے ہمجنس افسر ہون لیکن یہ مین صحیح صحیح کہسکتا ہون کہ بہ حیثیت شخص مین آپ کے چال وچلن کے
خلاف کوئی امر ثابت نہوگا جسکو مین بارہا بیان کر چکا ہون۔ مین یقین کرتا رہا اور اب تک یقین کرتا ہون کہ دراصل
آپ سے یہ قصور ہوے ہین کہ سبب خدا بخشی تساہلی اور عام بدانتظامی کے آپ مرتکب ہوے۔ ممکن ہے کہ
ایک افسر مجرم نہو مگر قابل سزا ہو۔ یہ ہوسکتا ہے کہ اُسنے کوئی بات بددیانتی کی نہ کی ہو اور اسپر بھی گائیڈس
ایسی سپاہ کی کمانیری کے قابل نہ سمجھا جاے . . . . مین نے یہ چٹھی آپ کے رقعہ کے جواب مین لکھی ہے
تاکہ میری خاموشی سے آپ اور کچھ نہ سمجھین۔ اگر مین نے کوئی ایسی بات اس چٹھی مین لکھی ہے جس سے آپ کو

رنج ہو تو اُسکا مجھکو بہت افسوس ہے اور آیندہ مین آپ کے حالات مقدمہ کے متعلق کچھ نہ لکھون گا۔ اگر آپ سمجھتے ہون کہ مزید تحقیقات سے آپ کے حق مین فائدہ متصور ہے تو میری راے ہے کہ آپ اس بارے مین کانڈر انچیف سے استصواب کرین ۔۔۔

تحقیقات کے لیے جو عدالت مقرر ہوئی تھی اُس نے شہادت پر بخوبی تمام غور کرنے کے بعد آخر مین ایسی راے دی جو ہاڈسن کے چال وچلن کے حق مین نامستحسن تھی اور کاغذات متعلقہ حسب ضابطہ فیصلہ کے لیے لارڈ ڈلہوسی کی خدمت مین روانہ کیے گئے لیکن قبل اسکے کہ لارڈ موصوف کو ان کاغذات پر غور کرنے کا موقع ملتا ہاڈسن صاحب ایک اور وقت مین مبتلا ہوگئے جس سے صورت معاملات اور بھی نازک ہوگئی۔ لیکن جیسا عوام الناس مین خیال کیا جاتا ہے ہاڈسن صاحب سے رسالہ گائیڈس کی کمان اُنکی بدچلنی کیوجہ سے نہین لے لی گئی اصل وجہ اُسکی یہ ہے کہ اُنھون نے ایک دولتمند دیسی سردار مسمی قادرخان کے ساتھ جسکا نام مندرجہ بالا چٹھیون مین آچکا ہے ظالمانہ اور جابرانہ برتاؤ کیا۔ لارڈ ڈلہوسی نے جنکے پاس اس مقدمہ کی رپورٹ بھیجی گئی تھی اُنکو اُنکی فوجی کمان اور سول اختیار سے بھی محروم کردیا۔ چنانچہ (۲۶ ستمبر ۱۸۵۵ء کو) وہ لکھتے ہین کہ لفٹنٹ ہاڈسن کا مقدمہ میرے روبرو حال مین پیش ہوا یہ مقدمہ بدترازبد ہے۔ اور مین نے نہایت افسوس کے ساتھ بہ مجبوری اُنکو رجمنٹ سابق کو منتقل کردیا کیونکہ وہ ایک بہادر سپاہی اور ایک لائق شخص ہین الخ۔ دربار ایسٹ انڈیا کمپنی واقع انگلستان نے اُنکے چال چلن پر اور بھی سخت نگاہ کرکے یہ حکم دیا کہ کسی حالت مین اُنکو کوئی اور کمان نہ ملنے پاے اسطور پر وہ پنجاب سے غائب ہی ہو گئے۔ لیکن غدر کے نازک زمانہ مین وہ پھر میدان مین آکر کھڑے ہوئے یہ ایسا وقت تھا جسمین اُنکی بعض بہترین صفات اور بعض بدترین اوصاف کے ظاہر ہونے کا گمان تھا ۔۔

ڈیرہ غازی خان مین یہ دیکھکر کہ وہان کی مالگزاری اراضی کے متعلق جسکا سرسری بندوبست حال مین وان کورٹ لینڈ صاحب ہردل عزیز ڈپٹی کمشنر مقام مذکور نے کیا تھا بعض باتون کی شکایتین پیدا ہوتی ہین چیف کمشنر نے خود اس معاملہ مین توجہ کی اور موجودہ جمعبندی مین تیرہ ہزار روپیہ اور بھی کم کردیے اور اسطور پر وہان کے لوگون کو خوش کر گئے۔ وہ لکھتے ہین کہ "فی الجملہ یہان کے لوگ بڑے خیرسگال معلوم ہوتے ہین انمین اور پشاور کے لوگون مین زمین آسمان کا فرق ہے الخ یہ نہایت انصافانہ تحقیق ہے اور جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا سندھی اور پنجابی سرحدی فرقون کے جھگڑے کی جڑ یہی ہے۔ کیونکہ جنوبی ڈیرہ جات کے لوگ اور اس سے بھی زیادہ وہ اشخاص جو ریگستان سندھ مین رہتے ہین بلوچی الاصل ہین وہ چال وچلن کے بہت سیدھے ہین اور خاص کرکے

اخلاقی طریقون سے آنکا انتظام ہوسکتا ہے - شمالی ڈیرہ جات کے فرقے اپنی اصل کے اعتبار سے پٹھان ہین یہ لوگ بے صبر خوفناک اور ناقابل تربیت ہین اور صرف اُسیکا لوہا مانتے ہین جو بزور تیغ آنکو دبائے رہتا ہے چیف کمشنر کی عام رائے ہمارے مقبوضات آنروے سندھ کے متعلق زیادہ موافق نہین تھی - کرنل جیکبسن کو وہ لکھتے ہین کہ —

مین اس سرحد کا دورہ کر رہا ہون ملک ویران اور رعایا مفلس اور صحرائی ہے لیکن عموماً لوگ تربیت پذیر اور چال چلن کے اچھے پائے جاتے ہین - صیغہ خزانہ کے فوائد کے اعتبار سے وہ اراضیات جو دریائے سندھ کی داہنی جانب واقع ہین رکھنے کے قابل نہین ہین لیکن پنجاب مین امن وامان قائم رکھنے کو ضرور ہے کہ دونون جانب ہمارا قبضہ رہے — اور بیرونی مداخلت کے لیے ایسا بندوبست ہو کہ مقابلہ مین ہم لوگ در رہین - کوہاٹ کے اطراف کے لوگ بمقابلہ باشندگان پشاور کم متعصب اور مخالف ہین - ڈیرہ جات کا کل ملک بالکل خراب ہے تا آنکہ وہ پہاڑون کا سلسلہ نہ آجائے اس خط کے دکن جانب کی زمین سخت چکنی مٹی کی ہے اور وہ ایسی سخت اور مسطح ہے جیسے ساکھو کی لکڑی کا تختہ ہوتا ہے - نباتات کا کہین نام نہین - پانی کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ زمین قابل زراعت نہین - مروت کا ملک بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے ہمکو بنون نہایت ہی خوش سواد معلوم ہوا قرب وجوار کے جنگلون مین آسکو باغ عدن کہنا چاہیے - اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے کہ اس باغ عدن اور اسکے متصلہ جنگل کا ڈپٹی کمشنر وہ رستم وقت تھا جس سے اُنکے چیف سال سابق مین برابر ایسی تیز خط کتابت کرتے رہے تھے —

صلح اور جنگ کے زمانہ مین جان نکلسن نے یہان جو کارروائیان کی تھین آنکی علامتین ہر طرف نمودار تھین اور جو وفادار رفیقہ اس چار مہینے کے طول طویل اور سخت سفر مین جسکا اسوقت خاتمہ ہو رہا تھا اُنکے ساتھ رہی تھی اُسکو ابتک یاد ہے کہ اُسکو اپنے شوہر اور شوہر کو اُسکی صحبت سے کیسی خوشی حاصل ہوئی — اور سفر انگلستان مین اپنی بڑی دو بیٹیون کی جسپر ہمارا محافظ نے آنکی خبرگیری کی تھی اب وہ ساری شفقت اُس سب سے چھوٹے بچے پر کرنے لگا جو اُسکے ساتھ تھا - کوہاٹ مین جہان کے شورا پشت باشندے گذشتہ فصل خزان کی فوجی کارروائیون سے کیفیدر صلح اور آشتی کے ساتھ رہتے آئے تھے جان لارنس کو یہ خبر پہونچی کہ اڈمنڈسٹون صاحب فنانشل کمشنر جنہون نے بقول جان لارنس اپنے تئین پنجاب مین ایک قلعہ کے برابر قوی ثابت کیا تھا لارڈ ڈلہوزی کے سکریٹری معاملات خارجہ مقرر ہوے اُنکی جگہ پر جان لارنس کے پیارے دوست ڈانلڈ میکلوڈ مقرر ہوئے - غالباً یہ اُنکے بڑے ہی پیارے دوست تھے اُنکی اس ترقی پر جان لارنس نے آنکو جو چٹھی لکھی وہ دونون آدمیون کے خصائل اور اُنکے باہمی تعلقات کو بخوبی ظاہر کرتا

صہ ۴۳

ا۔ اضلاع کی جنوبی حد جو حال کے نقشہ جات مین کوہستان تیغ بودین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے —

راولپنڈی ۱۵ اپریل ۱۸۵۲ء

میرے پیارے نیکلسن۔ مین آپکی چٹھی مورخہ ۱۱ اپریل کے پہونچنے اوراس بات کے دریافت ہونے سے کہ آپ لاہور مین چارج لینے کیواسطے آتے ہین بہت خوش ہوا مجھے یقین ہے کہ آپ ایک مشہور فینانشل کمشنر ہونگے اگر آپ صرف اس امر کا قصد مصمم کرینگے کہ جو امر ایک وقت طے ہوسکتا ہو اسمین تاخیر نہو اور جو کام سامنے آسکے وہ روز کا روز ہوتا جاوے تو اور کوئی ایسی بات نہین ہے جسکی خواہش کیجائیگی۔ مین سمجھتا ہون کہ تم دل کھول کر کام نہین کرتے ہو تم مثل گھوڑدوڑ کے اُس سوار کے ہو جو بجاے اُسکے کہ اشارہ کے ساتھ ہی بھاگے اُسوقت تک منتظر رہتا ہے کہ اور لوگ بخوبی اُسکے آگے نکل جائین اور اُسکے بعد وہ اپنا گھوڑا دوڑاوے یا شاید اُس سے بھی زیادہ اشبہ مثل یہ ہے کہ جب پورے ایک من کا بوجھ آپکی گردن پر ہوجاتا ہے تو آپ دوڑنے کا قصد کرتے ہین مہربانی کرکے آپ میری ان روکھی باتون کو معاف فرماینگے۔ آپ کا لحاظ اور پاس رکھنے والا مجھسے بڑھکر کوئی شخص نہوگا اور نہ آپکو شریک کار کرنے کی مجھسے زیادہ کسیکو خوشی ہوگی۔ مین دیکھتا ہون کہ آپکے سرکاری اعمال نامہ مین صرف ایک دھبہ ہے اور بطور ایک کاروباری دوست کے چاہتا ہون کہ آپ اُسکو مٹا ڈالین۔

یہ صاحب جنکو جان لارنس نے "ڈونگنیٹر" کا بہت ہی موزون خطاب دیا تھا گو کیسی ہی آمادگی ظاہر کیون نہ کرتے مگر اب اس سن مین وہ اپنے اصولون کو کسیطرح بدل نہین سکتے تھے لیکن اپنے رومی گروکی طرح جسکے وہ مقلد تھے اگر انھون نے "اپنی تاخیر" سے سلطنت کو بچالیا تو اس بات مین ضرور اعانت پہونچائی کہ اپنے استقلال دیانتداری اور شادمانی سے جو صرف اُنکی موجودگی (اُنکی موجودگی کو جان لارنس نہایت اعلی درجہ کی انسانی خوشی کا باعث سمجھتے رہے) سے ایک ایسے شخص کو حاصل ہوئی تھی جسنے قریب الوقوع ہنگامہ مین سب سے زیادہ سلطنت کے بچانے مین کوشش کی وہ مطلب بھی حاصل ہوگیا۔

راولپنڈی مین اڈورڈ تھارنٹن صاحب کمشنر نے سول اسٹیشن جہلم نے کچہریون اور چھاونیون کو ایک ہی مقام پر نزدیک نزدیک بنانے کی جو تجویز کی تھی اُسکو جان لارنس نے نہایت دلسوزی سے قبول کیا بعد اُسکے اپنی زوجہ اور بیٹی کو جو دونون کی دونون ڈیرہ جات کے اس کوچ مین خشکی و صعوبت آب و ہوا سے علیل ہوگئی تھین ساتھ لیے ہوئے مری کی نئی پہاڑی چھاونی کو روانہ ہوئے اس مقام پر وہ پہلے بھی گئے تھے لیکن وہان کا آخری مرتبہ کا سفر یہ البتہ نہین تھا کیونکہ اُن کے ڈاکٹرون کے حکم اور لارڈ ڈلہوزی کی تاکیدی تحریرون سے اگر اپنے نفع کے لیے نہین تو بہرحال بنظر فائدہ سرکار وہ مجبور ہوئے کہ فصل گرما کے زیادہ تر ایام اُسی مقام پر بسر کرین۔ اُنھون نے اپنے دوستون ڈاکٹرون اور گورنر جنرل کسیکی درخواست کو قبول نہین کیا اور یہ لازمی امر تھا کیونکہ ابتک وہ ہمیشہ اپنی اور

اپنے ماتحتون کی اس خواہش کو ہمیشہ روکتے آئے تھے کہ گرمی کے ایام مین اُن دلفریب پہاڑون پر جو اُنکی طرف سے لوگون کو فریفتہ کرکے اپنی طرف پکار رہے تھے چلے جائین - یہ ایک بڑی مشکل اور بے لطف تکرار تھی جسکو وہ اسوقت صرف اسوجہ سے متروک نہ کرسکے کہ اب امتداد ایام سے اُنکی حالت بدل گئی تھی - اور ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جس امر کو اُنھون نے اپنے لیے قبول کرلیا تھا اُس سے دوسرون کے لیے انکار کرنا اور بھی نامستحسن ہوتا - اُن کے ماتحتون نے اس بارے مین بوجہ اُنکو سخت مزاج تصور کیا لیکن بالعموم یہ لڑائی دونون طرف سے اچھے دلون کے ساتھ لڑی گئی اور کسی شخص نے اُنکے سرکاری جوش یا اُن کے خیالات کی صداقت پر اعتراض نہین کیا فی الواقع اُنکی خواہش ابتک یہ تھی کہ شدت کی گرمی کے زمانہ مین کبھی وہ پہاڑون سے میدانون کیطرف چلے جائین حالانکہ اُنھون نے ایسا جسوقت کیا اُنکی تندرستی کو نقصان ہوا اور بعض اوقات جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اُنکی جان پر بن گئی - ذیل مین منٹگمری صاحب کے نام کی ایک چٹھی نقل کی جاتی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ اسی امر مین اُنھون نے اپنا فرض سمجھکر اپنے ایک کمشنر سے جو دونون کا دوست تھا انکار کیا تھا -

مجھکو افسوس ہے ــــــ صاحب میرے انکار سے ناراض ہوگئے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے انکار ہی سے اصل مین ناراض ہوئے - جو کچھ ہو میرا اسمین اختیار نہین تھا مین نے جو کچھ کیا سرکاری فائدہ کے خیال سے کیا ایسے معاملات مین نہ میرا کوئی دوست اور نہ دشمن ہے یا بہرحال مین ہمیشہ اس کوشش مین رہتا ہون کہ میرا کوئی دوست دشمن نہو - چمبا کے معاملہ مین اگر مین نے اپنے خیالات کے خلاف عمل کیا تو صرف آپ کے لحاظ سے جب آپ کمشنر تھے تو مین نے راے دی تھی کہ علاقہ چمبا لاہور کی سلطنت مین شامل کیا جاے - اور مین خیال کرتا ہون کہ میرا وہ خیال صحیح تھا جس امر کے فائدہ سے تو مین اعتراف کرتا ہون جو اکثرون کو پہاڑ پر جانے سے ملتا ہے لیکن مین اس امر سے چشم پوشی نہین کرسکتا کہ سرکاری کام کے حق مین اُس سے کسقدر نقصان پہونچتا ہے - بطور قاعدہ کلیہ کمشنر لوگ جو پہاڑون پر جاتے ہین پوری فصل بھر وہان رہتے ہین وہ انگلی پکڑتے پکڑتے پہونچا پکڑ لیتے ہین اس بارے مین صرف ڈانلڈ صاحب نے راہ راست پر عمل کیا ہے -

ایک اور چٹھی آخر ترین تاریخ کی ہے جو یہان نقل کی جاتی ہے - یہ چٹھی اُنکے ایک ایسے دوست کے نام ہے جس سے وہ بہت الفت کرتے تھے مگر وہ اسی طرح اُنکو رنج پہونچایا کرتا تھا -

کیمپ گورگھپور ۲۲ نومبر ۱۸۵۸ء

میرے پیارے بارنس - مجھے افسوس ہے کہ آپ کے انگلستان جانے کے قبل مین آپ کو دیکھ نہ سکون گا معلوم نہین اب پھر ملاقات ہو یا نہ ہو - میرے نزدیک فی الحال آپ نے علاقہ این روے ستلج کی اچھی کمشنری کی

گمر اؤٹ ریم کے برابر نہین کی وہ بڑا بھاری کارگزاری آدمی ہے جیسے آپ کبھی نہو سکینگے۔ آپ کا خیال زیادہ تر اس امر پر رہتا ہے کہ کام جلد طے ہو جائے مگر نیک و بد نہین دیکھتے آپ جوڈیشل صیغہ کی نسبت مالی صیغہ کی طرف زیادہ جھکتے ہین۔ جوڈیشل صیغہ کے لیے زیادہ جلد بازی جیسی آپ مین ہے نہین درکار ہے تاہم ممکن تھا کہ کاٹون صاحب کو اور بھی خراب جج ملتا۔ اگر آپ پھر پیرسے یہان واپس آئینگے تو مین خوش ہونگا اور اگر آپ کو دوسری جگہ ترقی مل گئی تو مین راضی رہونگا۔

لیکن اگر کوہستان پر آپ کے لیے پانچ مہینے کا رہنا کافی نہین ہے تو جسوقت آگرہ مین گیارہ مہینے تک آپکو رہنا پڑیگا اسوقت کیا کیجیے گا۔ مجھکو یہ دیکھکر افسوس معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ پر جانے کے متعلق مین نے جو کارروائی کی ہے اس سے آپکو رنج پہونچا۔ لیکن مجھکو امید ہے کہ سرکاری فائدہ کے لحاظ سے مین جو کارروائی کرونگا اسکو آپ پسند کرینگے۔ مین نہین خیال کرتا کہ آپ پر جو کچھ فرض ہے اسکو انجام کرکے آپ زیادہ عرصہ تک ٹھہر سکین۔ مین نہین سمجھتا کہ اس زمانہ سے زیادہ عرصہ تک کسی شخص کو پہاڑ پر رہنا چاہیے۔ مین نہین دیکھ سکتا کہ آپ سات مہینے وہان گزارین اور کمشنران جہلم و علاقۂ این روے ستلج اسکے کہین بیشتر پہاڑیون سے چلے آتے ہین۔ یکم مئی کے بیشتر مین کبھی پہاڑ پر نہین گیا ہون اور اس سال کے سوا ہمیشہ آغاز اکتوبر مین چلا آیا ہون آپ اور آپ کے سوا دوسرے لوگ بھی خیال کرتے ہین کہ مین بڑا سخت کام کا لینے والا ہون شاید ایسا ہی ہو لیکن میرا منصب بھی اسیکا مقتضی ہے۔ ہر بات کو آسان سمجھکر چھوڑ دینے سے کچھ شدنی نہین ہے مین خیال کرتا ہون کہ کمشنران علاقۂ این روے ستلج و قسمت لاہور جسقدر کام اچھی طرح سے انجام کر سکتے ہین اس سے زیادہ انکو کام رہتا ہے مین گورنمنٹ سے دو مرتبہ اس امر کو بیان کر چکا ہون لیکن گورنمنٹ اسکو تسلیم نہین کرتی اور اسواسطے مجھکو لازم ہے کہ کوشش کرون اور جسطرح ہوسکے کام کو انجام کراؤن مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین فرش مخمل پر نہین سویا کرتا ہون اگر میرا بس چل سکتا تو مین کل ہی انگلستان کو چلا جاتا۔

وہ گفتگو مین اس مکتوب الیہ سے ظریفانہ مدح و ذم کے اختلاط سے جو انکی عادت سے تھا یہ کہا کرتے تھے کہ واہ آہا۔ بارنس صاحب تم تو بڑے چالاک شخص تھے ہم لوگ جس کام کو ایک گھنٹہ مین کر سکتے ہین تم اسکو اسی عمدگی سے آدھ گھنٹہ مین کر لیتے اور اگر تم اس بات کی کد نہ کرتے کہ مین اسکو پاؤ ہی گھنٹہ مین انجام کرونگا تو تم بہت ہی اچھی طرح اسکو انجام کرتے تھے۔ اپنے دوست کی قوت اور کمزوری کا اب اس سے زیادہ صفائی کے ساتھ اور کیا کوئی بیان کریگا۔ چیف کمشنر کا اپنا کام انکے تین کمرے والے مکان واقع مری مین جو انکی اور انکی زوجہ کی سادہ حاجتون کے لیے کافی تھے علی الاتصال ہوتا چلا جاتا تھا۔ ۳۰ رجون کو وہ لکھتے ہین کہ مین ہر وقت کام ہی مین مشغول رہتا ہون کسیوقت قلم میرے ہاتھ سے نہین چھوٹتا۔ طول طویل رپورٹون کا لکھنا واقعی تکلیف دہ ہے اور اب میری آنکھین ویسی نہین رہین جیسی پہلے تھین۔ مجھکو اندیشہ ہے کہ اگر بچا۔ ۔ ۔ تک میری زندگی

ص ۴۲۵

وفاکی تو مین اندھا ہو جاؤنگا۔ اسکے چند روز قبل ۲۷ مئی کو ایک چوتھا بیٹا (چارلس نیپئیر) پیدا ہوا اور چند ہی روز کے
ص ۴۳۶ بعد جب مان اس قابل ہو گئی کہ بچہ کو لیکر تنہا رہ سکے وہ لاہور کو روانہ ہو گئے۔ لیکن یہ اسطرح کی آزادی تھی جسکی بہت جلد انکو کچھ مکافات اٹھانا پڑی کیونکہ وہ بخار مین سخت مبتلا ہو گئے تھے جس سے انکی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ انکے طبی مشیر پہلے تو فصد کھولنے کے معمولی علاج سے کسیقدر خائف ہوئے لیکن جب انھون نے بہت اصرار کیا تو آخر کو ڈاکٹرون نے انکے بازو مین ایک رگ کھولدی۔ اس سے انکا مرض کسیقدر ہلکا ہو گیا لیکن ڈاکٹرون کے قطعی احکام اور اپنی بیحد کمزوری سے وہ متنبہ کیے گئے کہ جہانتک جلد ممکن ہو مری کو واپس چلے جائین۔ جب لارڈ ڈلہوزی نے اپنے نائب کے اس افاقہ کا حال سنا تو انھون نے بہت توجہ کی اور اسیطرح بارہا انھون نے پہاڑ جانے کے لیے صلاح دی جس سے میری آئندہ تحریرات کی تصدیق ہو گی

۷ ستمبر

مری مین جانے سے مجھکو امید ہے کہ آپ یکبارگی بخوبی تندرست ہو جائینگے۔ اب کے سال موسم گرما کے شروع ہونے کے بعد آپ ہرگز ہرگز پہاڑ سے نیچے نہ اتریگا۔ آپ چاہین کچھ کرین یا نکرین مگر اپنی تندرستی کو قائم رکھین۔

اور اسکے دو دن بعد وہ پھر لکھتے ہین کہ۔

مین صدق دل سے افسوس کرتا ہون کہ مین نے زیادہ تاکید کے ساتھ آپ سے اس بارے مین اصرار نہین کیا کہ گرمی کے موسم مین آپ مری کو چھوڑ کر لاہور چلے جائین۔ لیکن ادھر کچھ دنون سے آپکی طبیعت ایسی تندرست رہی کہ اسوقت میرے ذہن مین یہ نہین آیا کہ کچھ دنون کے لیے میدانی ملک مین جانے سے آپکو کچھ ضرر ہوگا اب پھر مین آپ کو انھین باتون کی ممانعت کرتا ہون جنکے بارے مین پچھلی چٹھی مین مین نے ممانعت کی تھی یعنی یہ کہ آپ اپنی بیماری کے بعد ہر ایک پہاڑی مقام پر آئندہ موسم گرما مین چلے جائینگے جو وہان کثرت سے ہین اور پھر اپنی تندرستی کو جسپر سرکار کا اسقدر فائدہ منحصر ہے خطرہ مین نہ لائینگے۔ اسوقت کے لیے مین اصرار کے ساتھ آپ سے کہتا ہون کہ جب تک آپکی تندرستی اور قوت پھر عود نہ کر آئے اسوقت تک اگر آپ سے ممکن ہو یا اقل درجہ جہانتک ممکن ہو سکے کامل آرام حاصل کیجیے۔ پنجاب رپورٹ یا اور کسی رپورٹ کا آپ کچھ خیال نہ کیجیے بلکہ خوب اپنا دل بہلائیے اور اپنی تئین کاہل بنا ڈالیے اور ان تدبیرون سے پھر اپنی طبیعت درست کر لیجیے۔

اس سیاحت لاہور کے زمانہ مین جان لارنس اس تبادلہ کے عمل مین لانے کے قابل ہو سکے جسکی عرصہ دراز سے انکو خواہش تھی کیونکہ اس زمانہ مین انکو اس کثرت کار اور پریشانی سے جو انپر بہر کر رہی تھی نجات رہی اور انکو ساتھی بھی ایسا مل گیا جسکا مستعد قلم اب بھی بہت کچھ کام کر چکا تھا اور آئندہ کئی برسون کے بعد انکے سکرٹری کی حیثیت سے انکے نہایت ہی مقرب لوگون مین آنے والا تھا جسطرح سے یہ باتین وقوع

ہین آئین وہ تشریح طلب ہین جب پہلے پہل بورڈ مقرر ہوا تو لارڈ ڈلہوسی نے ظاہرا ایک طور کی غلط فہمی سے
فلپ ملول کو وہاں کا انڈر سکریٹری مقرر کر دیا تھا یہ صاحب ایک ذی لیاقت اور تعلیم یافتہ آدمی تھے اور ہمیشہ صفحہ ۲۴۴
بڑا تو ہین عہدہ پاتے گئے لیکن جیسا کہ نتیجہ سے ظاہر ہوا انکی تعلیم اور صلاحیتین اس خاص عہدہ کے لیے
بالکل ناموزون نکلین۔ کرسچین صاحب جنکو بورڈ نے سکریٹری مقرر کیا تھا کچھ دنون کی ملازمت کے بعد ممالک
مغربی و شمالی کو چلے گئے۔ اور ایک مرتبہ پھر غلط فہمی کی جہت سے جو اور بھی لائق عفو نہین تھی لارڈ ڈلہوسی
نے ملول صاحب کو اس عہدہ پر مقرر کیا اسطور پر شل پنجاب کے اور عہدون کے جنکو بالکل بورڈ کے اختیار
پر چھوڑ دینا چاہیے تھا یہ بھی بلکہ شاید یہی ایک عہدہ تھا جسکے بھرنے مین بورڈ کو زبان ہلانے کی اجازت نہین دی گئی

ماہ جون ۱۸۵۱ء مین جیسا کہ مین ابھی بیان کر چکا ہون جان لارنس شملہ مین لارڈ ڈلہوسی کی ملاقات کو
آئے اور وہان رچرڈ ٹمپل سے بھی جو ایک نوجوان سویلین تھے ملے اور پلٹتے وقت جالندھر مین ٹھہر کر اُس
کام کو دیکھا بھالا جو صاحب موصوف نے بہ حیثیت افسر ضلع انجام دیا تھا اپنے دوستون سے بہ سبیل تذکرہ
انھون نے بیان کیا تھا کہ ”بس ایسے ہی شخص کو ہم اپنا سکریٹری مقرر کرنا چاہتے ہین۔ جو کچھ مین کہتا ہون
وہ اسکو سمجھ سکتا ہے اور اُسکو اول درجہ کے طریقہ سے ضبط تحریر مین لا سکتا ہے لیکن ہمارا کیا بس چل سکتا ہے
لارڈ ڈلہوسی نے ملول کو ہمیشہ کے لیے ہمپر مسلط کر دیا ہے“۔ اور اُسکے تھوڑے ہی دنون کے بعد خود
گورنر جنرل کے نام کے ایک مراسلہ مین اُس کام کی نسبت جسکو انھون نے دیکھا بھالا تھا اِس طور پر
اپنی راے ظاہر کرتے ہین ”نوعمر ٹمپل نے بندوبست جالندھر کا کام ابھی حال ہی مین ختم کیا ہے۔ اور اِس پندرہ
مہینے کے عرصہ مین جب تک وہان اُسکا قیام رہا اُسنے اول درجہ کی کارگزاری ہی نہین کی بلکہ اسقدر کام انجام دیا ہے
جو ملک کے اور کسی تین آدمیون سے انجام نہو سکتا۔ وہ پنجاب کا ایک نہایت ہی ترقی پذیر افسر ہے“۔

بدقسمتی سے اس ”نہایت ہی ترقی پذیر افسر پنجاب“ کو کچھ دنون کے بعد ٹامسن صاحب نے ممالک
مغربی و شمالی مین بلوا لیا۔ لیکن جان لارنس نے جب نہایت ہی اصرار کے ساتھ لکھا (اور اس امر کو مین اوپر
بیان کر چکا ہون[1]) کہ ایک نئے ملک مین مسن آدمی کی نسبت ٹمپل صاحب کے استعداد والے آدمی کی زیادہ
حاجت ہے تو ٹامسن صاحب انکی درخواست قبول کرنے پر راضی ہو گئے اور اُسکے بعد ہی ٹمپل صاحب دوآبہ چھنیا
کے عامل بندوبست مقرر کر دیے گئے۔ اپنے نئے عہدہ پر جاتے ہوے جنوری ۱۸۵۲ء مین جب وہ
لاہور سے گذرے تو انھون نے پہلے پہل ”جلیل القدر ارباب ثلثہ“ سے ملاقات کی اور اکثر ”ہیرا ڈ کے
آگے رقص کیا“۔ چنانچہ جو شخص بزمانہ آئندہ انکا اعلیٰ افسر ہونے والا تھا اُسنے ٹمپل صاحب کے اپنے

[1] دیکھو صفحہ ۲۵۳

ص ۴۲ پاس بار بار آنے کے بیان مین یہی الفاظ استعمال کیے تھے۔ انھون نے وہ آپ پنجاب مین اسیطرح کی محنت شاقہ کی جیسی جالندھر مین کی تھی اور جب لارڈ ڈلہوسی نے یہ راے دی کہ ایک رپورٹ اس امر کی تیار ہونی چاہیے جس سے ظاہر ہو کہ الحاق کیوقت سے ابتک پنجاب مین کیا ہوا تو ممبران بورڈ کا خیال خود بخود اُنکی طرف رجوع ہوگیا۔ یہ کام اصل مین ٹمپل صاحب کا تھا جنھون نے اسمین طبع آزمائی کی۔ لیکن اُنکی کوششون کے نتیجے ایسے ناکافی پیدا ہوے کہ لارڈ ڈلہوسی اور ممبران بورڈ کی عام رضامندی سے کام کرنے کا ایک دیوتا یعنی وہی نوعمر افسر بندوبست طلب کیا گیا۔ ٹمپل صاحب کو یہ اطلاع شام کو پہونچی اور اُسی رات کو وہ گھوڑے پر سوار ہوکر گوجرانوالہ سے لاہور کو پہونچ گئے یہ شہر باسی میل کا فاصلہ تھا راستہ مین بہت سے چڑھے ہوے دریاؤن کو عبور کرنا پڑا۔ اس طی الارض سے یہ معلوم ہوگیا کہ وہ کس خصلت کے آدمی تھے اور فقط یہی بات اُنکے آیندہ چیف کی خوشنودی کے لیے بخوبی تمام کافی تھی —

ٹمپل صاحب کا یہ کام نہایت ہی نازک اور دشوار تھا رپورٹ کے بعض بعض حصون کو تھرسبی اور بعض بعض حصون کو جان پہلے ہی لکھ چکے تھے اور لارڈ ڈلہوسی اور ہر سہ ممبران بورڈ کی مشورت لینا تھی اور سب کے سب یہی بات اُنکے ذہن نشین کرنا چاہتے تھے کہ یہ مشورت اسطرح سے لی جاے جسمین ذرا بھی صحت مین فرق نہ آنے پاے۔ بہرحال یہ کام اتمام کو پہونچا دیا گیا اور ایک ایسے طریقہ سے اُسکی تکمیل ہوئی کہ اُسکی اشاعت سے ہندوستان کی تاریخ مین ایک نیا زمانہ کھولدیا یا بہرحال یہ خیال خیر لوگون کو اس تاریخ سے پیدا ہوگا اُسکے اعتبار سے ایک نیا زمانہ نکلا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اُسکی اشاعت کے قبل ہندوستان یا انگلستان مین اور کبھی ایسی تحریر شائع نہین ہوئی تھی تو اس سے کچھ مضائقہ نہین ہے جو رپورٹین شائع ہوتی تھین وہ ایسی نہین تھین کہ اُنکو کوئی پڑھ سکتا یا سمجھ سکتا۔ اُنمین بیشمار ہندوستانی اور فارسی لفظین ملی ہوئی تھین اور بہیئت مجموعی اُنکی ایک مکروہ صورت معلوم ہوتی تھی۔ اسطور پر ٹمپل صاحب کی انشاپردازی نے اُنمین ایک جان ڈالدی اور اگر وہ اس کام مین ہاتھ نہ لگاتے تو بہت سی باتین جنکو لارنسون نے انجام کیا تھا ضبط تحریر مین نہ آتین یا بہرحال محکمہ گورنمنٹ کی الماریون کے خانے یا حدود پنجاب کے باہر اُن کا حال کسیکو نہ معلوم ہونے پاتا اور نہ اُنکا بلا فصل اثر اور مقامات پر پڑنے پاتا۔

ٹمپل صاحب نے سکرٹری کا کام تو انجام کیا مگر سکرٹری کے عہدہ پر ابتک مقرر نہین کیے گئے اور جب بورڈ موقوف ہوگیا اور اُسکے بدلے چیف کمشنری مقرر ہوئی تو بھی گورنر جنرل سکرٹری کے بدلنے سے انکار ہی کرتے گئے۔ جان لارنس نے کورٹنی صاحب اور لارڈ ڈلہوسی کو بہت کچھ لکھا کہ ص ۴۳ مجھے بہت سا غیر ضروری کام پڑا ہے اور ٹمپل صاحب کو اس مقام کی رزیڈنسی یا اور کوئی دوسرا عہدہ جو اُنکی لیاقت کے قابل ہو دیا جاے مگر کچھ اُسکا فائدہ نہین ہوا۔ بورڈ کے زمانہ مین انھون نے سکرٹری کے عہدہ سے متعلق اور خاص اپنے عہدہ کا کام بھی بہت سا انجام کیا تھا اور اب طرہ یہ ہوا کہ کالون صاحب نے ٹمپل صاحب کو

آگرہ مین ایک اعلی عہدہ دیدینے کو کہا تو اُس سے بھی احتمال پیدا ہوا کہ جان لارنس جس شخص کو اپنا سکریٹری مقرر کرنا چاہتے تھے وہ آخر کو ہمیشہ کے لیے پنجاب سے چلا جائے گا اُنھون نے اس بارے مین اپنی پہلی حکمت عملی تمام کردی - گورنمنٹ صاحب کو اُنھون نے لکھا کہ "ٹمپل کو مین عرصہ سے چاہتا ہون کہ ملون کی جگہ پر سکریٹری مقرر کرون بشرطیکہ ملون صاحب کو کوئی اچھی جگہ مل جائے - چونکہ مین یہ نہین کرسکتا اسواسطے مجھکو امید ہے کہ گورنر جنرل ٹمپل صاحب کو جانے دینگے کیونکہ کسی لائق شخص کی ترقی مین صرف اسوجہ سے کہ وہ کسی شخص کا مدنظر ہے مانع ہونا قباحت ہے" لیکن گورنر جنرل نے اجازت دینے سے انکار کیا - مگر جب اُسکے بعد ہی ملون صاحب قضا کر گئے (یہ ایسے شخص تھے جنکا جان لارنس کو ہمیشہ خیال رہا اور ہمیشہ نہایت تحمل اور شفقت سے اُنکے ساتھ پیش آئے) تو آخر کو ٹمپل صاحب کے لیے وہ عہدہ خالی ہوا جسکی وہ استعداد لیاقت رکھتے تھے -

ٹمپل صاحب اپنے اس کام پر ماہ جولائی ۱۸۵۴ء مین یعنی اُس سخت بخار کے تھوڑے ہی دنون بعد جسکو مین اوپر بیان کر آیا ہون پہونچے - پہلی ملاقات مین دونون کے درمیان جو باتین ہوئین اُنکو مین ایک بڑے مستند ذریعہ سے بیان کرسکتا ہون اور اُنسے دونون آدمیون کی خصلتین خوب ہی ظاہر ہوتی ہین ٹمپل صاحب نے یہ سیسل تذکرہ مجھسے بیان کیا ہے کہ "جان لارنس نہایت ہی علیل تھے اُنکے سر مین نہایت شدت کا درد تھا اور ایک تاریک کوٹھری مین لیٹے ہوئے تھے اور بہت ہی بیچین تھے - جب اُنھون نے سُنا کہ مین باہر والے کمرہ مین آکر بیٹھا ہوا ہون تو بے محابا یہ کہنے لگے کہ مین بہت ہی خوش ہوا کہ آپ آگئے اسوقت اُن چٹھیون کو دیکھ ڈالیے بعد اسکے کچھ نہین کہا - پھر کو وہ اور بھی اچھے ہوگئے اور اپنے کمرہ سے باہر نکلنے کے قابل ہوسکے مجھکو دیکھ کر کہنے لگے کہ آپ آخر کو اپنے مناسب عہدہ پر جو آئے تو اُس سے مجھکو بڑی خوشی حاصل ہوئی - مین آپکی راے سے بہت خوش ہون اور آپکی تحریر سے اور بھی زیادہ خوش ہون لیکن یاد رکھیے کہ حکمت عملی اور خیالات میرے ہی رہینگے آپ کے نہ رہینگے - آپ کا دن بھی آئیگا لیکن فی الحال میرے دن ہین ہر کتے کو اُسکا دن ضرور ملیگا - ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ میری آیندہ ترقیون کے متعلق بڑی دور تک اُنکے خیال کی اُس وقت رسائی ہوگئی تھی اور اب بھی ہے لیکن ایک امر کے اعتبار سے اُنکی باتین صادق آئین کیونکہ بعد کو مین اُنھین کے عہدون پر مامور رہتا آیا "

اور اس مقام پر شاید مین ایک چٹھی کو جو سر رچرڈ ٹمپل کی طرف سے مجھکو ملی ہے اور جسمین اُنکے نئے چیف کے بارے مین بعض بعض ابتدائی خیالات ظاہر کیے گئے ہین نہایت موزونیت کے ساتھ درج کرسکتا ہون - سر رچرڈ ٹمپل لکھتے ہین کہ - صفحہ ۴

آپکی درخواست کے مطابق مین اپنی یادداشت سے بعض باتین اس بارے مین بیان کرتا ہون کہ جان لارنس اپنے ہمنشینون کے ساتھ کسی طرح

باتین کیا کرتے تھے حالانکہ مجکو اپنے سفر ممالک کی جو باتین یاد ہین اُنکے قرار واقعی بیان کرنے کی اس مختصر چٹھی مین گنجایش نہین ہے

وسط جون ۱۸۶۴ء مین جارج بارلس نے مجکو جان لارنس کے روبرو جو اُسوقت مونٹ جینکو واقع وسط شملہ کے ایک خوبصورت مکان مین رہتے تھے ایک دن پیش کرایا آپ خیال کرسکتے ہین کہ جس شخص کی شہرت کا ایسا گہرا اثر سرکاری ملازمون کے دل پر پڑا تھا اور جسکی تحریک سے مین نے ہندوستان کے ایک نہایت ارام دہ مقام کی ملازمت چھوڑ کر ملک پنجاب مین جہان اُسوقت تک پختہ انتظام نہین ہوا تھا ایک نئے عہدہ کے کام پر روانہ ہوا تھا اُس سے پہلے پہل ملاقات کرنے مین مجکو کس قدر ذوق اور اشتیاق ہوگا - میرے دماغ مین اُسوقت جان لارنس کی یہ صورت گھٹی تھی کہ وہ ایک سخت مزاج آدمی ہین گفتگو اور صورت مین کس قدر روکھے بھوین بھاری مُنھ لمبا اور لب ایک دوسرے سے پیوستہ - باتین بہت کم کرتے ہین اور جو دو ایک باتین کرتے ہین وہ بالکل خشک اور کاروبار کی مجکو خیال ہوا کہ اُنکی باتین صرف سرکاری منصوبہ بندی یا ملکی دوراندیشی کی طرف راجع ہونگی اور بجز نفس مطلب کے اور کسی جانب روے سخن نہوگا لیکن جس وقت مجکو یہ معلوم ہوا کہ وہ شگفتہ ہین اور پیشانی چوڑی صورت بشاش اور مجلسی اور گفتگو مین زندہ دلی پائی جاتی ہے تو مجکو بڑا تعجب گذرا - کہان تو لب بند رہتے تھے اور کہان اب مین نے دیکھا کہ ہمیشہ مسکراتے اور ہنسنے مین کھلے رہتے ہین - بات چیت اس امر کی ہونے لگی کہ شملہ اور پنجاب کے درمیان کا ملک کیسا ہے اور موسم برسات جو اُسوقت شروع ہوا چاہتا تھا زراعت پر اُسکا کیا اثر پڑیگا اور رودۂ ستلج سے لیکر کوہ ہمالیہ کی بلندیون تک سفر کرنے مین کیا کیا واقعات پیش آتے ہین جنسے ظاہر ہو کہ ملک کی حالت کیا ہے اور رعایا کے اوضاع و اطوار کیا ہین - اُسوقت وہ زندہ دلی مین سرگرم تھے اور چاہتے تھے کہ مجکو بے تکلف کردین لیکن جسوقت اُنکا قیافہ بدلا اور راشت گفتگو مین اُنکی صورت متغیر ہوگئی تب البتہ مجکو اُنکے دماغ کی پوری قوت اور استحکام دریافت ہوا اور مین نے معلوم کیا کہ جب اُنکو کوئی تردد یا کسی بات کا مصمم قصد ہوتا ہے تو اُنکی پیشانی پر شکنین آجاتی ہین اُنھون نے میرے بندوبست کے کام کے متعلق دو ایک باتین پوچھکر آخر مین گفتگو کی صورت ہی بدل دی اور ایک تاریخ مقرر کی کہ اُس روز آپ اپنے کاغذات مجکو لاکر دکھلائیگا - اِسکے بعد پھر جب کئی مرتبہ مجھسے اُنسے ملاقات ہوئی اور بندوبست کے کام کا ذکر آیا تو اُنھون نے اس بات کو نہین ظاہر کیا کہ ضروری واقعات کو وہ بہت جلد گرفت کر لیتے تھے اور ملکی تحقیقات کی بڑی بڑی باتون کو دوراندیشی کے ساتھ اپنے تجربون سے ملا نہ لگتے تھے بلکہ ایک نوجوان افسر کو عموماً اتنے بڑے اعلی افسر سے جسقدر امید ہوسکتی ہے اُس سے کہین زیادہ تحمل اور توجہ ظاہر کی

اِسکے تھوڑے ہی دنون کے بعد اُنھون نے بیان کیا کہ گورنر جنرل (لارڈ ڈلھوسی) نے مجھسے چاہا ہے کہ مین گورنمنٹ ہوس مین اطمینان کے ساتھ آپکی دعوت کرون اور چونکہ اور کوئی مہمان اس موقع پر نہین تھے اسلیے مجکو اس بات کے دیکھنے کا خوب ہی موقع ملا کہ دونون مدبران اعظم علاقہ این روے ستلج کی جاگیرون کی بابت جسکا اُسوقت گورنمنٹ بندوبست کر رہی تھی کیسی بحث کرتے ہین -- لارڈ ڈلھوسی مین متانت اور ذکاوت کا انداز پایا جاتا ہے جو عموماً مدبران ملک مین

ص ۱۴۴

ہوا کرتا ہے — اور لارڈ لارنس مین بھی حالانکہ خودی تھی مگر وہ نہایت جوش اور زندہ دلی مین تھے اور بڑی سرگرمی سے وہ خیالات
ظاہر کرتے تھے جنکو لارڈ ڈلہوسی حرف حرف قبول نہین کرتے — کھانا کھانے کے بعد وہ پھر چوکی پر بیٹھکر گفتگو کرنے لگے — لارڈ لارنس
اپنے تجربون کو بیان کرتے تھے اور لارڈ ڈلہوسی بڑی توجہ سے انکو سنتے تھے اسوقت مین یہ سمجھتا تھا کہ لارڈ ڈلہوسی لارڈ لارنس کی کارگزار
تحریرات کو نہایت دلچسپ اور سلیس سمجھکر انکی تعریف کرتے ہین —

مین نہین جانتا کہ ایک سوانح نگار کے قبضہ مین جسقدر کاغذات آئے ہین انسے کہانتک اس رسائی ذہن بلند پروازی
جدت تشبیہات شیرین بیانی اور تازگی مضامین کا اظہار ہوتا ہے جو جان لارنس کی باتون سے اس وقت مترشح ہوتے تھے جب وہ
اپنے ہمیشہ کے کسی متقرب دوست سے گفتگو کیا کرتے تھے یہ صفتین اس وقت ضرور ظاہر ہوتی تھین جب وہ کام پر نہین ہوتے تھے
گو درحقیقت کام کرنے کے وقت وہ کیسے ہی سنجیدہ اور متین معلوم ہوتے ہون — وہ اکثر تمثیلات کا وہی مشہور طریقہ اختیار کرتے
تھے جسمین ملک کی کیفیتین انسان کے تراشے ہوئے استعارات سے بیان کیجاتین یا بالعکس اسکے انسان کی طبیعت اور
مزاج کا احوال عالم اسباب کی اشیا سے مثال دیکر بیان کیا جاتا ہے — گو ملکی کیفیتون کی نازک یا فطرت کی زیادہ تر لطیف
خوبیون مین انھون نے بہت کم ترقی کی تھی اور مشکل سے انکے قدردان تھے تاہم اگر وہ کسی صحرا یا جنگل کی نئی کیفیت دیکھتے تھے تو کچھ
نہ کچھ مصور کی سی ذکاوت اور شاعر کے سے خیالات ظاہر کر دیتے تھے۔ مین نے دریاے سندھ سے عبور کرنے پشاور گھاٹی باغ
درہ خیبر اور کوہاٹ کے پہاڑی ملک سے گذرنے اور دریاے ستلج کے سیلابون اور کوہ ہمالیہ مین بادل کے گرجنے کی کیفیتین
بیان کرتے ہوئے ایسے تاثیر پذیر اور دردناک فقرات سے سُنا ہے جو شاید ناہموار تو تھے مگر بہت کم لوگ انسے عمدہ فقرات مین
ان کیفیتون کو بیان کر سکتے ہین — وہ مشرق کے مشہور جانورون یعنی ہاتھی شیر ہرن بھینسا عقاب اور باز کا ذکر اشارتاً عجیب ص ۴۴
الفاظ سے کرتے تھے۔ ہندوستان کے کسان جن جانورون کو پالا کرتے ہین انسے یعنی گایون بیلون بھیڑون اور بکریون
بچپن سے انکو نہایت انس تھا — ہندوستان مین گھوڑون کی نسل کی ترقی دینے کے فن مین عام اس سے کہ گھوڑون کے
کھیتون یا گانون مین انکی پرورش کرنا ہوتی نہایت متحقق واقفیت رکھتے تھے اور جب کوئی شخص بچھڑون اور بچھیڑیون کے
متعلق ردوبدل اور انکی ساخت غذا تعلیم مزاج اور تربیت پذیری کے متعلق بحث کرتا تھا تو وہ بہت شوق سے سنتے تھے
اس بات کا بیان کرنا زائد از ضرورت معلوم ہوتا ہے کہ افسر بندوبست کا کام کرنے کے بعد انکو کسقدر اقسام زمین فصل پیدا
کرنے کی صنعت اور فصلون پر موسم کے اثر اور ہندوستانی کسانون کے عیب و ہنر سے بھی آگاہی ہوگئی تھی اور ہندوستان
مین آج تک جو انگریز آیا اس بارے مین کسی نے انسے بڑھکر واقفیت پیدا نہین کی — زراعتی کاروبار کے جاری ہونے کے
زمانہ مین جو کوئی شخص انکے ساتھ سوار ہو کر کھیتون کی طرف جاتا تھا اسکو وہ کچھ نہ کچھ تعلیم دیا کرتے تھے کہ اس بات کو دیکھنا چاہیے
اور یہ انکے پیشہ اعظم کی ایک شاخ تھی کہ ایک ہی نظر مین وہ ہر درجہ اور ہر طبقہ کے ہندوستانیون کی اصلی کیفیت دریافت
کر لیتے تھے — وہ اپنی کشادہ دلی سے غریب درجہ کے لوگون کی مفلسی اور تباہی کی علامتون کو سمجھ لیتے تھے اور اکثر اوقات

اُسکی شرح کرتے تھے۔ اُنکے ساتھ بڑے موضعون کے ناہموار راستون اور گلیون مین پھرنے اور وہان کے عیوب دیہہ اور مصلاحیتون اور آمدنی کے وسیلون کا حال سننے مین بڑی دلبستگی تھی انسانی چال چلن سے آگاہی حاصل کرنا اُنکی دوراندیشی کا خاص حصہ تھا اور یہ اُنکے بہترین فرائض سے تھا کہ وہ دیسیون کے مزاج سے اُسکی عملی صورت مین واقفیت حاصل کرتے رہتے تھے وہ ہندوستانیون کے ایسے خیالات سے جو اُنکے روزمرہ کے کاروبار سے تعلق رکھتے ہین بہت اچھی طرح سے واقف تھے گو جیساکہ عوام کہا کرتے ہین شاید بجید واقفیت نہ رکھتے ہون ان باتون کے متعلق اُسے گفتگو کرنے مین ایک نئے ہی رنگ کی رائین اور خیالات معلوم ہوتے تھے۔ اسمین شک نہین کہ فلاسفہ نظریات اور علم مابعد الطبیعت کے مطابق ہندوون کا جو کچھ خیال ہے اُسکی طرف اُنھون نے ظاہرا کچھ نہین کیا۔ اور مسلمانون کے علما اور پختہ مذہب لوگون کے حالات سے بہت اچھی طرح سے صحت کے ساتھ واقفیت رکھتے تھے اور اُن سب باتون کو پرزور عبارت مین لکھ سکتے تھے۔

ہرچند کہ وہ ہجو گویا تارک الدنیا نہ تھے لیکن ہر ایک بات کے متعلق اپنی خوش مزاجی سے ظرافت کے پہلو کو ضرور تلاش کر لیتے تھے۔ اُنکے قریب ترین دوست غالبًا یہی سمجھتے تھے کہ ہنسی مذاق کے وہ اسقدر شائق ہین جو شاید غیر لوگون کے خیال مین بھی نہ آسکے۔ لیکن اُنکا عمل بالکل اس مقولہ پر تھا کہ المزاح فی الکلام کالملح فی الطعام۔ جب وہ گھوڑے پر سوار ہوکر باہر نکلتے تھے یا اپنی کرسی پر محکمہ مین بیٹھے ہوتے تھے تو اُسوقت مذاق کو چھوڑ دیتے تھے لیکن کھانا کھاتے وقت یا کھانے کے بعد یا سیر کے وقت یا جب صرف اپنے سیکرٹری کے ساتھ ہوا کھانے نکلتے تھے تو اُنکے منہ سے کوئی ایسی بات نہین نکلتی تھی جو ظرافت سے شامل نہو۔ جب مین درمیان کے بہت سے گذشتہ برسون کو چھوڑکر اُس زمانہ کا خیال کرتا ہون جب ۱۸۵۱ء سے ۱۸۵۵ء تک مین برابر اُنکی صحبت مین رہا تو اُنکی شستہ و رفتہ گفتگو اور خاص طور کی ظرافت مجھکو مثل اُس روے خندان کے معلوم ہوئی جسکو شاعر نے سمندر کی وسعت اور حرکت کے بیان مین استعمال کیا ہے۔

اُنھون نے کالج مین اسقدر تعلیم نہ پائی تھی کہ اپنی تقریرون کو علما کے منتخب کلام سے زینت دیتے اور شیکسپیر کے سوا کسی دوسرے شاعر انگلستان کے کلام سے بھی عمومًا کسی مضمون کا حوالہ نہین دیتے تھے۔ لیکن شیکسپیر کے اقوال وہ اکثر بڑے موقع سے استعمال کرتے تھے اُنکی حجگت بازیان اکثر فارسی زبان کی ہوتی تھین کیونکہ اس زبان مین اُنھون نے واقفیت تامہ حاصل کی تھی اور عدالت اور سرکاری محکمون کی بھی یہی زبان تھی۔ غالبًا اس رنگین زبان کی عمدہ تشبیہات کے وہ کم قدردان تھے اور مروجہ واقعات اور عام معاملات کے متعلق جب وہ ان تشبیہات کو استعمال کرتے تھے تو اکثر لوگ ہنسنے لگتے تھے۔ اور بعض اوقات جب وہ فارسی سے انگریزی مین لفظی ترجمہ کرتے تھے تو لوگون کو ہنسا دیتے تھے۔ جب دیسیون سے ہندوستانی زبان مین وہ باتین کرتے تھے تو ضلع اور جگت کو کام مین لاتے تھے جس سے وہ لوگ بےساختہ ہنس پڑتے تھے حالانکہ اُنکی عادت ہے کہ اپنے اکابر کے روبرو وہ مسکراتے بھی نہین ہین۔ زیادہ سنجیدگی اور متانت کی تقریرون مین وہ متفرق قسم کی باتین اور مختلف مضامین کم استعمال کرتے تھے۔ ایسے موقعون پر جو کچھ وہ پڑھتے تھے وہ عمدہ ترین مضامین سے ہوتا تھا اور بخوبی تمام اُنکے دل مین ذہن نشین ہوتا تھا

وہ میکالے صاحب کی تاریخ انگلینڈ کے ابواب بڑے شوق سے پڑھا کرتے تھے ۔ بہرحال نپولین کے بعض معرکون اور پنینسولا کی لڑائیون سے بہت اچھی طرح واقف تھے ہنیبال کے حملہ اطالیہ اور سکندر کی تاخت ہندوستان پر اُنھون نے خاص توجہ کی تھی اُنکا میلان طبیعت یہ تھا کہ قدیم یا جدید تاریخ سے کسی ملکی یا فوجی معاملہ کو منتخب کر کے اپنے تجربے کے ذریعہ سے اُسکی جانچ کرتے تھے اور اس طور سے عملی طور پر اُسمین جرح و قدح کرتے تھے - اگر اسبات کا وقت اور موقع ہوتا تھا (اور یہ بات بہت کم پائی گئی) کہ وہ تاریخی حالات کے ایک طول طویل سلسلہ کو سمجھا اور نقشہ کو سامنے پھیلا کر دکھلا سکین تو حاضرین جلسہ دنگ ہوجاتے تھے کہ کس صفائی کے ساتھ وہ ملکی معاملات کو باہمدگر مقابلہ کرتے ہین اور آنکھ کے اشارے سے تبلادیتے ہین کہ جغرافیہ اور ملک کے اعتبار سے کن کن باتون کا کہان کہان اثر پڑیگا - علم سیاست مُدن مین اگرچہ اُنھون نے علمی یا اصطلاحی شعبون کو بہت کم سیکھا تھا مگر مہاجنی اور سرکاری معاملات خزانہ کے متعلق بڑی قابلیت ظاہر کرتے تھے اور جیسا کہ امید کیجا سکتی ہے اُن تمام باتون کی بھی مہارت ظاہر کرتے تھے جو لگان اور نوعیت اراضی علی الخصوص رعایا کے حق سے متعلق ہین - قصے اور کہانی کی کتابین اُنھون نے بہت زیادہ نہین دیکھی تھین - اُنھون نے اپنے تئین صرف عمدہ ترین اقسام کے بعض مورخون تک محدود رکھا تھا جنکی شہرت مسلم الثبوت تھی - مین نے خود ایک روز شام کو وائٹر اسکاٹ کے ناولون سے چند چیدہ مقامات سُناتے تھے - جب اُنکی عمر نے اور تجاوز کیا اور انجیل کے مقامات وہ کثرت سے دیکھنے لگے تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ضروری امور کے تذکرہ مین شاید بیساختہ انجیل کے فقرات اُنکی زبان سے نکل جاتے تھے -

بعض لوگون کو تعجب ہوگا کہ جب اُنہین گفتگو کرنے کی ایسی خلقی قوت خود موجود تھی تو تقریرون مین اُنکو زیادہ کامیابی کیون نہین حاصل ہوئی اور بار عام مین تقریر کرنے سے وہ کیون محترز رہتے تھے - اسکا سبب شاید یہ ہے کہ ابتدا سے ایام مین جب اُنکے زور آور ہونے کا زمانہ تھا اُنکو کسی جلسہ عام کے سامنے انگریزی زبان مین تقریر کرنے کا موقع نہین پڑا - درباروں اور سرکاری محکمون مین دیسیون کے درمیان مشرقی زبانون مین گفتگو کرنے کی اُنکو ضرورت رہتی تھی - آخری برسون مین جب اُنکو اپنے ہموطنون سے خطاب کرنے کی زیادہ حاجت اور ضرورت ہوئی تو وہ دماغی بیماریون مین ایسے مبتلا رہے جس سے تقریر کرنے کے قصد مین اُنکو شرم و حجاب معلوم ہوتا تھا - ۱۸۵۷ء کے موسم گرما مین اُنکو دوران سر کا عارضہ شدت سے ہوا جسکے دورہ کے زمانہ مین وہ مجھسے کہا کرتے تھے کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی راجپوت میرے دماغ مین سلاخین چبھو رہا ہے اسکے بعد وہ وقتاً فوقتاً مجھکو یقین دلاتے رہے کہ میرا سر ماؤف ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی ہوا کا جھونکا میرے دماغ مین زور کرتا چلا آتا ہے ،، - مگر اُنکی مستقل مزاجی کا ثبوت اس بات سے بخوبی پایا جاتا ہے کہ جس حالت مین اُنکے ملک کی خدمت انتہا مرتبہ کی دماغی مشقت اُنسے لینے کی مقتضی ہوئی تو انھین دماغی تکلیفون کی حالت مین وہ عمدہ سے عمدہ دور اندیشی کی باتین سوچ لیتے تھے - اس سے اکثر اُنکی طبیعت پژمردہ ہوجاتی تھی لیکن جب افاقہ ہوتا تھا تو گویا پھر بادل کھل جاتا تھا اور وہی ظرافت اور عشرت پھر ظہور پذیر ہوجاتی تھی -

چونکہ ابتدا ہی سے اُنکو عادت پڑی تھی اسوجہ سے نہایت وثوق کے ساتھ وہ عام جلسون کے سامنے دیسی زبان مین تقریر کرتے تھے - اور ایسے گورنر جنرل بہت کم گذرے ہین (بلکہ اصل تو یہ ہے کہ سواے اُنکے کوئی نہین ہوا) جنھون نے دیسی راجاؤن اور سردارون سے بھرے ہوئے درباروں مین بارہا ہندوستانی زبان مین طول طویل تقریرین کی ہین اُنکی زندگی کے آخری زمانہ مین مجکو اُنکی ملاقات کا شرف نہین حاصل ہوا لیکن میرا خیال یہی ہے کہ اُنگلستان کے عام جلسون مین اُنھون نے چاہے جو تقریر کی یا نہ کی ہو لیکن جو شخص اُنسے تقرب رکھتا تھا اور اُس سے اُنھون نے کبھی گفتگو کی ہے اُسپر ضرور اُنکی باتون کا پورا اثر پڑا ہوگا -

کام سے تھکے ہوے چیف کمشنر کو ٹمپل صاحب کے آنکے سکرٹری مقرر ہونے سے جو مدد پہونچی اُسکا نتیجہ فوراً ہی یہ ظاہر ہونے لگا وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اگر یہ میرے سکرٹری نہوتے تو مین بالکل ٹوٹ جاتا - جن صورتون مین پیشتر اُنکو ایک طومار کا طومار لکھنا یا پوری چٹھی کا (جب وہ چاہتے تھے کہ جیسا چاہیے ویسا کام ہو) تحریر کرنا پڑتا تھا اب بشمول اور منفقتی سرکاری افسرون کے وہ ایک سطرین گھسیٹ دیا کرتے تھے اور اس بات سے مطمئن ہوجاتے تھے کہ میرا سکرٹری میرا مطلب سمجھ جائیگا اور صحیح اور موزون عبارت مین پورا مضمون لکھ دیگا - ٹمپل صاحب کو کام کرنے سے جیسا شوق اور جیسی صلاحیت تھی بجنسہ جان لارنس کے مطابق تھی - دونون آدمی کامل اتفاق سے کام کرتے تھے اس اتفاق سے بعض اوقات ایسے امیدوار جو اپنے مقصودعہدون کی لیاقت نہین رکھتے تھے یا وہ ماتحت جو کسی نہ کسی وجہ سے اپنے چیف کے مورد عتاب ہوتے اور جنکا بغیر اصالتاً ملاقات کرنے کے اطمینان نہوتا ناراض اور غصہ ہوتے تھے - وہ خیال کرتے تھے کہ چیف کمشنر سے تو کام نکال لینا آسان تھا کیونکہ بعض اوقات سادہ بھی اپنے دشمنون کو تتر بتر کرنے یا ایسی ضرب کے لگانے مین جسکا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا نہایت ہی کمزور رحلہ آور ان کے ہاتھ سے جھک جاتا ہے یا سینگ مارنے سے معذور ہوجاتا ہے لیکن دو آدمیون پر غلبہ حاصل کرنا بڑی مشکل بات ہے جنمین ایک تو وہ قوی دست افسر ہے جو اپنے مزاج کا آدمی ہے اور دوسرے وہ زرد رو کہ وہ سکرٹری ہے جو وہان چپکا بیٹھا رہتا ہے مُنہ سے ایک بات بھی نہین کہتا بلکہ اپنے چیف کی تمام باتون اور خیالون کو سمجھتا اور اسکو پہلی انگریزی زبان مین لاتا جاتا ہے -

قریب قریب پہلی خدمت جو بحیثیت سکرٹری چیف کمشنر اُنکے سپرد ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ باتباع احکام گورنمنٹ ایک دوسری رپورٹ اس بات کی تیار کرین کہ گذشتہ دو سال کے عرصہ مین پنجاب مین کیا ترقی ہوئی - رپورٹ سابق کے مقابلہ مین تو فی الحقیقت یہ رپورٹ کوئی نئی بات بیشک نہین رکھتی تھی لیکن مضامین اور طرز بیان کے اعتبار سے بخوبی تمام اُسکا موزون تر تھی - مین سمجھتا ہون کہ اس باب کے خاتمہ پر اُسکا بیان کرنا نہایت موزون ہے اور اسلیے اُسکا چند ... ذیل مین درج کرتا ہون تاکہ اوسکو معلوم

ص ۴۴۵

ہوجاتے کہ مصنف کے طرز بیان کا نمونہ یہ ہے اور چیف کمشنر اور اُنکے ماتحتون نے اس جدید صوبہ مین جو ترقیان پیدا کردی تھین اُنکا مختصر صحیح حال یہ ہے - وھو ھذا

الغرض ایک طرف تو اگلے زمانہ کی حکومت اُمرا دفعتہً نہین بلکہ بتدریج اور ایک محفوظ طور پر معدوم ہوتی جاتی ہے اور دوسری جانب محنتی کسان زبردست رعایا ہوشیار تاجر اولوالعزم مہاجن نہایت ترقی کے ساتھ اقبال مند ہوتے جاتے ہین تاکہ اُس سرکار کے مستقل اور معتبر حامی ہوسکین جو اُنکی حفاظت کرتی ہے اور اُنکو دوست رکھتی ہے - تمام درجہ کے لوگون مین اس بات کا خیال زیادہ پایا جاتا ہے کہ اُنکی موروثی جائداد اور اُنکے مقررہ اصولون کا حق اُنکو تفویض کردیا جاوے اخلاق و معاشرت کے امور مین بھی اُنکو ترقی ہو بہت سے وحشیانہ دستورات کا استیصال ہوتا جاتا ہے اور اُنکی عورتون کی حالت زیادہ محفوظ اور معزز ہوتی جاتی ہے - تمام درجہ کے لوگون مین علم کی خواہش اور عملیات مین مشاقی حاصل کرنیکا شوق بڑھتا جاتا ہے - قطع نظر ان جماعتون کی ترکیب کے آمد و رفت اور آبپاشی کے متعلق بڑے بڑے سرکاری کامون کے جاری ہونے سے ملک کی ظاہری حالت عروج پذیر ہوتی جاتی ہے اور اگر قدیم زمانہ کی تاریخی عمارتین زوال پذیر ہوتی جاتی ہین تو ہر مقام پر عمدہ عمدہ چھاونیان اور سول اور فوجی صیغہ کے سرکاری مکانات عظمت و ساخت مین ایسے ایسے بنتے جاتے ہین کہ بالائی ہند کے کسی مقام پر اُنسے اچھی عمارتین نہونگی یہ تبدیلیان جسقدر شہرون مین ہو رہی ہین اُسی قدر دیہات مین ہوتی جاتی ہین - سڑکون کی کیفیت سابق کی نسبت تو کم خوشنما اور رونق دار معلوم ہوتی ہے لیکن نالیون کی درستی اور بازارون کی سڑکون پر کھرنجہ کرنے کے متعلق ایسی ایسی ترقیان عمل مین آئی ہین جن سے عام طور کے دیکھنے والے پر بھی ظاہر ہوجائیگا کہ اب مستقل آسایش اور صحت جسمانی اور صفائی کا زمانہ شروع ہوا - ص ۴۴۶

نظم و نسق کے متعلق پنجاب مین جو کارروائیان ہوئین وہ زیادہ تر قدیم تر صوبون کے تجربے کے مطابق تجویز کی گئین سرحد کا استحفاظ شاید سلطنت بھر مین سب سے زیادہ مشکل ہے - ملک پنجاب اپنے پولیس کی قوت اور زور سول انصاف کی آسانی اور صحت اور رینیو سپل انتظامات کی عام پسندی مین ہندوستان کے ہر صوبہ سے مقابلہ کرسکتا ہے - علاوہ برین ڈکیتون سے جہاد کرنا ٹھگی کا معدوم کردینا - دختر کشی کے خلاف کوشش کرنا مجرمون کی سراغ رسانی جیلخانون مین کفایت شعاری اور صفائی کا انتظام قیدیون کی محنت سے منفعت حاصل کرنا - مالی انتظام کی تکمیل - کھیتون کی مساحت پٹواریان دیہہ کی تعلیم - اندراج حقوق - ملکی پیشہ ورون کی جانچ - آبادی کی مردم شماری - ملکی نقشہ جات کی خانہ پری - سڑکون پلون اور غیر دشوار گزار مقامات پر پٹے ہوے راستون کا بنانا - نہرون کا کندہ کرانا - عام شاہراہون کا انتظام - کاروان سرایون اور گودامونکا کام ہونا - شفاخانون کا قائم رکھنا - تعلیم کی اشاعت - مویشیون کی نسل کی ترقی - درختون کا نصب کرانا - علم زراعت کی تحصیل - معدنیات کی تحقیقات - اور بالآخر خزانہ کی نگرانی - یہ سب باتین جو پنجاب مین پائی جاتی تھین ممکن ہے کہ پہلے اُنکی نظیرین باوقات و بہ مقامات مختلف کچھ ممالک مغربی و شمالی کچھ بنگال اور کچھ دوسرے احاطون مین بھی پائی گئی ہین

لیکن صاحب چیف کمشنر خیال کرتے ہین کہ ایسے بہت کم صوبے ہونگے جہان پانچ برس کے اس قلیل زمانہ مین اتنی مختلف باتون پر بمقابلہ پنجاب کے زیادہ خیال کیا گیا ہو۔ صاحب موصوف یہ امید نہین کرتے کہ جن کامون مین ہاتھ لگایا گیا ہے انمین پوری پوری کامیابی حاصل ہوگی لیکن اگر کسی وقت کسی بات مین کچھ ناکامی حاصل ہو تو اس سے بیدل نہونا چاہیے۔ جہان کہین ایسی ناکامی واقع ہوئی اسکے متعلق موجودہ رپورٹ مین قصداً دیانتداری سے مفصل حال لکھدیا گیا ہے۔ کسی کام کے شروع کرنے سے اسکا منصوبہ باندھنا اور اسکو درجہ تکمیل پر پہونچانے سے اسکا شروع کرنا زیادہ آسان ہے چیف کمشنر سے بڑھکر اس بات کا معترف کوئی شخص نہین ہوسکتا کہ پنجاب مین جن بہت سی باتون کی تکمیل کا قصد کیا گیا ہے انکے لیے نہایت ثابت قدمی اور استقلال کی ضرورت ہے۔

پس لارڈ ڈلہوسی نے جو معمولی باضابطہ فقرات مین اس رپورٹ سے اعتراف نہین کیا تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔ ۲۱ نومبر ۱۸۵۴ء کو وہ لکھتے ہین کہ۔

(پرائیوٹ)

میرے پیارے لارنس۔ آپ کی دوسری رپورٹ چھپ گئی اور مین نے اسکو ایک خلاصہ کے ساتھ ابھی شائع کیا ہے اور آپ اور آپ کے ماتحتین پنجاب نے جو جانفشانیان اور کارگزاریان کی تھین انکے بارے مین پورا انصاف (یہ کوئی آسان بات نہ تھی) کیا ہے اسمین شک نہین کہ جو معاملات گذرتے جاتے تھے انسے مین ناواقف نہین تھا لیکن تمام نتیجون کو بہیئت مجموعی دیکھنے اور یکے بعد دیگرے ہر سال جو ترقی و اصلاح ہوتی گئی اسکی مجموعی حالت پر خیال کرنے سے اور بھی تازگی اور تقویت حاصل ہوتی ہے۔ آپ سال بسال اپنی خدمتون کی ایک معزز یادگار قایم کرتے جاتے ہین اور مین نہایت ہی دلی گرمجوشی اور سچی طینت سے آپ کو مبارکباد دیتا ہون۔ مجکو امید ہے کہ دربار مہتمان سرکار کمپنی مثل رپورٹ سابق کے اس رپورٹ کے چھپوانے اور شایع کرانے کی طرف مائل ہوگا اور اسکا نتیجہ بہت عمدہ ظہور پذیر ہوگا۔

اے میرے ہمیشہ کے پیارے لارنس

آپکا نہایت ہی صادق دوست

ڈلہوسی

باب ہذا اور اسکے دونون مابعد ابواب مین مین نے زیادہ تر ملک پنجاب کی اس اخلاقی اور ملکی ترقی کی شہادتون پر تکیہ کرنا مناسب سمجھا جس سے سابق کے اقتباسات خاص کر کے متعلق ہین جان لارنس کے انتظام کے متعلق انکی ذاتی کیفیت پر زیادہ توجہ نہین کی۔ میرے نزدیک انھین آخری دو ابواب سے انکی اصلی کیفیت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ دو "پنجاب بورڈ کی کارگزاری" والے باب مین طوالت کے ساتھ مین نے ان اخلاقی اور ملکی تبادلون کا حال بیان کیا ہے جو لارنسون کی وجہ سے اس صوبہ مین ظہور پذیر

ہوے اور ان باتون کے متعلق مین ابھی بیان کر چکا ہون کہ چیف کمشنر کا کام نئی بات پیدا کرنے کی نسبت زیادہ تر
وسعت اور ترقی دینے کا تھا۔ لیکن اس مقام پر ناظرین کتاب ہذا کو ایک مرتبہ اس بات کا یاد دلانا اور مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ (خواہ جان لارنس دیہہ جات کی ترقی مین سرگرم رہے یا لاہور کی رزیڈنسی مین مقیم رہے یا اپنے تین کمرہ والے ص ۴۲۸
مکان واقع مری مین ٹھہرے خواہ سرکاری معاملات کے متعلق لارڈ ڈلہوزی سے خط کتابت کرتے رہے یا دیکھنے والون کے
نزدیک اپنے ماتحتون کے کسی نہ کسی جھگڑے کی تحقیقات مین مصروف رہے مگر ان تمام حالتون مین) انکی انگلی ہمیشہ
انکے صوبہ کی نبض پر رہی۔ اور وہ نبض کی حرکت کو پہچانتے جاتے تھے اور ہاتھ سے دبا دبا کر دیکھتے اور ہر ایک
حس و حرکت کو جو اندر ہوتی اپنے اختیار مین رکھتے تھے اور صلح اور آشتی کے ساتھ ترقی قائم کرنے کے امر اعظم مین
کبھی ایک دن بھی انکی طرف سے کوتاہی نہین ہوئی۔

باب چہاردہم ص ۴۲۹

انکے تعلقات اپنے افسر بالادست اور ماتحتون سے

۱۸۵۴ء لغایت ۱۸۵۶ء

صاحب چیف کمشنر پنجاب کو اپنی اس حکومت کے ابتدائی پندرہ مہینے کے زمانہ مین جو اس بات کا
موقع ملا تھا کہ ملک پنجاب کی صرف اندرونی ترقیون ہی کے بارے مین توجہ کر سکین اسمین آخری چند ماہ سے جنگ
کریمیا اور ان پیچیدگیون کے باعث سے جنکے شمالی مغربی سرحد مین پڑنے کا اندیشہ ہو سکتا تھا کسی قدر خلل پڑ گیا تھا
جان لارنس نے جیسا کہ انکی چٹھیون سے ہویدا ہے بڑے غور سے ان تدبیرون پر جنکی وجہ سے یہ لڑائی پیدا
ہوئی تھی اور انگلستان اور فرانس کی مداخلت پر لحاظ کیا تھا۔ اور جب لارڈ ڈلہوزی نے حکام انگلستان کے
ترددات کی پابندی کر کے کچھ ظرافت اور کچھ متانت کے ساتھ یہ حکم جان لارنس کو دیا کہ وہ درہ خیبر مین شاہزادہ
پنجکفٹ سے ہوشیار رہنا ہا تو اس انتباہ کی آواز بازگشت ہربرٹ اڈورڈس نے بلند کر کے سفارش کی کہ ہمکو
لازم ہے کہ فوراً امیر افغانستان کی شرطون کو قبول کر کے انسے دوستی کا عہدنامہ کر لین اور زر نقد اور سامان جنگ
انکے لیے مہیا کرین۔ جان لارنس کی چٹھیون کے چند اقتباسات جو اس مقام پر محول کیے جاتے ہین انسے ظاہر
ہوگا کہ اس ابتدائی زمانہ مین بھی جان لارنس اس سرحدی حکمت عملی کی جانب کسقدر راغب تھے جسکی صلاح
بایام مابعد وہ ہمیشہ دیتے رہے۔

بنام گورنر جنرل

۷ جنوری ۱۸۵۵ء

مین بڑے غور سے کابل کی طرف دیکھ رہا ہون - اگر جنگ جاری رہی تو روس ضرور اس ملک مین سازش کریگا لیکن جب تک روس ایرانی فوج افغانستان پر حملہ آور نہو اسوقت تک اس سازش سے کچھ شدنی نہین ہے تاہم یہ نہین معلوم ہے کہ کیا پانسہ پڑیگا - اگر اس طرح کا حملہ ہوا تو افغانستان اور کسی طرف ملکر مخالفت کریگا ہمکو درون کے اس جانب مستحکم ہو رہنا چاہیے پھر ہم

ص ۷۵ اُس سب کو جو کابل مین ہوتا رہیگا دیکھکر ہنستے رہینگے - مین اس پار کے ملک مین فوج اور نہ زر نقد برباد کرنا چاہتا ہون - اگر ایرانیون نے ترکون پر حملہ کیا تو جیسا چند برس اُس طرف لارڈ اکلینڈ بیان کر گئے ہین جزیرہ قاربی (الیساہی کچھ نام ہے) پر حملہ کرکے خلیج فارس مین دل لگی دیکھینگے - اور وہان سے آگے بڑھنے کی دھمکی دینگے -

اسکے بعد جو اقتباس محول کیا جاتا ہے وہ راقم مذکور کے بیان کیے ہوے واقعات کی نسبت تازہ ترحالات سے تعلق رکھتا ہے -

۴ر فروری ۱۸۵۶ء

گزشتہ ڈاک کے ذریعہ سے مجکو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پُرانے دوست ترک لوگ تباہ ہوے جاتے ہین - انگلستان کے حق مین یہ ایک بڑی بدنامی کی بات ہے - چونکہ ترکون کو ہماری دوستی کے سبب سے مخالفت کرنے کی زیادہ ہمت ہوئی اس سبب سے ایمانداری کے ساتھ کسی طرف شریک ہونے کے نسبت ہماری دوستی زیادہ مضر ہوگی - مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگ انگلستان کے لیے نکولاس والی بازی کھیل رہے ہین -

جس چٹھی مین انھون نے افغانستان سے دوستی پیدا کرنے کی تجویز پر جو اڈورڈس صاحب نے کی تھی اعتراضات لکھے تھے وہ بحیثیت اصلی سرسری نگاہ سے زیادہ غور کرکے پڑھنے کے قابل ہے -

کسی کی قریب بنون ۲۴ - مارچ ۱۸۵۶ء

پیارے لارڈ - اڈورڈس صاحب نے ۲۰ - مارچ کو حضور کے نام جو عرضی بھیجی تھی اُسکی ایک نقل مجھکو آج ملی - گزشتہ جنگ کے بعد دوست محمد خان کابلی کا جو برتاو رہا اُسکے بارے مین جو خیالات چٹھی مذکور مین ظاہر کیے گئے ہین اُن سے مجکو اتفاق نہین ہے . . . . . لیکن مجکو بخوبی تمام یقین ہے کہ امیر ہمسے اسوقت دوستانہ شرطین کرنے پر راضی ہین اگر انھون نے ہمسے دوستی کرلی تو اُنکی حالت بہت مضبوط ہو جائیگی اور اُنکے بیٹون کے لیے بھی اس بات کا موقع رہیگا کہ امیر کے مرنے کے بعد وہ اپنی سلطنت قائم رکھ سکین - اُنکو اس بات کا بھی موقع ملیگا کہ دوسرے مقامات کی طرف بغیر اسکے کہ اُنکا خیال بٹنے پاوے توجہ کرسکین - اسمین شک نہین کہ ایسے دوستانہ تعلقات ہمارے حق مین مفید ہونگے اور سرحد پر امن و امان قایم ہونے کے حق مین معین ہونگے لیکن وہ کچھ زیادہ ضروری نہین ہین - ہم ہر ایک بیرونی حملہ آور کے مقابلہ مین اپنی حفاظت کرسکتے ہین چونکہ ہمکو اطمینان ہے کہ انگلستان مین ایک عہدنامہ کی تکمیل ہوگی اسلیے ہم اس تدبیر کی تایید مین اس دلیل کو قوی پاتے ہین -

باایں ہمہ موجودہ صورت معاملات یورپ کے متعلق ایسی کوئی بات نہین پائی جاتی ہے جس سے ہمکو ایسی تدبیر کا اختیار

کرینگی ترغیب ہوسکے کہ امیر کی آسان شرطین قبول کر لی جائین مین نہین خیال کرتا کہ اس امر کی تعمیل مین کابل اور ہندوستان مین بھی ہمارے مرتبہ اور رعب کو نقصان نہ پہونچے تمام دور اندیش آدمی یہی کہینگے کہ یہ واقعی نہایت خوفناک نازک زمانہ ہوگا (روس بیشک ایک ہولناک دشمن ہوگا) جب مالکان مشرق یعنی انگریز فرانس اور ٹرکی کو اپنے پشت پناہ کے طور پر لیکر اس طریقہ سے کابل کے داہنے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ملائینگے۔ ہم چاہے اس امر سے اپنا اطمینان کرلین مگر دوسرے اشخاص کبھی اس سے مطمئن نہونگے کہ یہ طریقہ کمزوری پر دلالت نہین کرتا اور جسوقت اس کمزوری کا حال امیر کو معلوم ہوگا تو وہ ایسے ایسے دعوے کرینگے جنکو ہم قبول نہین کرسکتے۔ یورپ سے جو اخیر خبرین آئی ہین انسے مین سمجھتا ہون کہ روس ضرور خاموش ہوجائیگا جس حالت مین تمام یورپ اسکے خلاف اتفاق کریگا تو وہ ہرگز جنگ کرنیکا دعوی نہین کرسکتا۔ بالفرض اگر وہ لڑائی کرنے پر آمادہ ہوا تو اسکو یورپ مین پورا مصروف ہونا پڑیگا۔ وسط ایشیا مین سوا سے سازش کے اور وہ کچھ نہین کرسکتا۔ مگر میجر اڈورڈس خیال کرتے ہین کہ ایسی سازشون سے امیر مجبور ہوجائینگے کہ ہماری طرف رجوع کرین اس صورت مین اسوقت تک ہم کو انتظار کیون نہ کرنا چاہیے . . . ۔ ایک امر اور بھی قابل لحاظ ہے وہ یہ کہ دوست محمد ایک مسن شخص ہے جسکی تندرستی مین فرق آگیا ہے وہ اکثر سخت علالتون مین مبتلا رہتا ہے اور دو مرتبہ اسکے مرنے کی خبر آچکی ابھی ایک سال کا عرصہ نہین گذرا کہ کابل ہون کو اسکے زندہ ہونے کا اسوقت یقین ہوا۔ مین نہین سمجھتا کہ وہ زیادہ عرصہ تک زندہ رہیگا۔ عام (بلکہ مین کہ سکتا ہون کہ ایک زمانہ کی) رائے ہے کہ اسکے بیٹے کبھی اپنے تئین سنبھال نہ سکینگے۔ انکے آپس مین سخت عداوت ہے ہر ایک دوسرے کی گردن کاٹنے پر مستعد ہے ان لوگون کے درمیان لیاقت کا صرف ایک آدمی غلام حیدر ہے مگر وہ ہمت مین قاصر ہے ان لڑکون کا چچا سلطان محمد ایک بڑے زبردست فریق کا سرغنہ ہے جو ان لوگون کے خلاف ہے ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہے کہ آیندہ دو سال کے عرصہ مین یہ سب جلاوطن ہوجائینگے اور پشاور مین آکر ہماری پناہ مانگینگے۔

فوجدار خان ایک وضعدار اور لائق آدمی ہے اور ہم لوگون کا خیرخواہ ہے میرے نزدیک ایسا کوئی ہندوستانی نہین جسکو ہم اپنے خیالات اور مقاصد سے زیادہ اطمینان کے ساتھ آگاہ کرسکتے ہون۔ لیکن مین یہ سفارش کبھی نہ کرونگا کہ کسی دیسی شخص کو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے کوئی پیام دیکر بجانب کابل بھیجنا قرین مصلحت ہو۔ مین نہین خیال کرتا کہ کوئی انگریزی افسر حفاظت کے ساتھ وہان روانہ کیا جاسکتا ہو۔ امیر بیشک راست بازی سے پیش آئینگے لیکن ایسے بہت سے لوگ ہین جو خوشی سے سفارت کو دوست محمد خان کے بدنام کرنے کے لیے ہلاک کرڈالینگے۔

مین اس بات کو کسی طرح سے قرین مصلحت نہین سمجھتا کہ امیر کو کسی صورت مین مدد دی جاسے۔ ایشیائی لوگ اس طور کے برتاؤ کو نہین سمجھتے ہین۔ بلکہ اس سے انکا غرور اور بڑھجاتا ہے۔ وہ مختلف حیلون سے مزید مطالبہ کرتے جائینگے اور جسقدر ہم دیتے جائینگے اسیقدر انکی خواہش بڑھتی جائیگی۔ مسٹر جان مالکم کی سفارت ایران کے زمانہ مین ہمنے بہت سا روپیہ صرف کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا۔ قبضہ افغانستان کے زمانہ مین ہمنے اور بھی اسراف کے ساتھ اپنا روپیہ صرف کیا اور اسکے بھی نہ یہی نتیجے ہوتے۔

ص ۴۵۱

میری راے صرف یہ ہے کہ ہملوگ امیر کو ضمناً سمجھا دین کہ ہم گذشتہ باتون کو فراموش کرکے بشرط خواہش امیر اب اُنسے نئی دوستی پیدا کرنا چاہتے ہین اگر وہ اِن شرطون پر راضی ہون تو کوئی معزز ہندوستانی آدمی مثل فوجدار خان کے جلال آباد یا علی مسجد کو چلا جائیگا اور وہانسے امیر کے بیٹے کو پشاور مین لے آئیگا تاکہ اُسکے ساتھ اگر موقع ہوا تو حضور یا اور کوئی شخص جسکو حضور نامزد کرین عہدنامہ کی تکمیل کرلیگا۔

۴۵۲ ص

اڈورڈس صاحب کو بھی اُنھون نے اِسی طرح کا مضمون لکھا۔

مین نہین خیال کرتا کہ امیر کے ساتھ صلح کرنے مین ہماری سبقت کسی طور مناسب ہوسکے - یہ بات بغیر اِسکے کہ ہمارے رعب اور مرتبہ کو نقصان پہونچے کبھی نہین ہوسکتی اِس سے دوست محمد کا دل بڑھ جائیگا اور اُسکو نامعقول مطالبات کرنے کی ترغیب ہوگی میرے نزدیک یہ بھی مناسب نہین ہے کہ اُسکو روپیہ دیا جاے کیونکہ اُسوقت بیشک لوگ یہ کہنے لگینگے کہ ہم (یعنی انگریزون) نے امیر کو خراج دیا اور اُسوقت تقاضے کرتے ہی جائینگے - جب سر جان مالکم ایران کو گئے تھے تو وہان اور ہرات مین بھی اِس ملک کو ہمنے آزمایا تھا اُن دونون صورتون مین نتیجہ یہی ہوا کہ ہمنے روپیہ لٹایا اور بعد اسکے ہمپر قہقہہ اڑایا آپ یقین مانیے کہ اگر کابل مین درحقیقت خطرہ پیدا ہوا تو دوست محمد ہماری طرف چلیگا علی الخصوص ایسی حالت مین جب وہ ہمکو دوست پائیگا - مین پیشین گوئی کرسکتا ہون کہ دوست محمد زیادہ عرصہ تک زندہ نہین رہ سکیگا - اور یہ امر حفظ ماتقدم کی ایک دلیل زائد ہے اُسکے بیٹے یقیناً اپنے تئین سنبھال نہین سکینگے۔

لارڈ ڈلہوزی کا جواب مورخہ ۱۱ - اپریل بھی بہت ضروری ہے - ذیل مین اُسکا اقتباس مین درج کرتا ہون ۔

میرے پیارے لارنس - آپ کی کئی چٹھیان میرے پاس پہونچین - یہ بہت سچ ہے کہ کابلیون سے اگر عہدنامہ ہوا تو امیر اُسیوقت تک اُس کی پابندی کرینگے جب تک اُنکو ضرورت رہیگی - یہ بہت سچ ہے کہ افاغنہ بالطبع روسیون اور ایرانیون کے دشمن ہین - یہ بہت سچ ہے کہ ہمنے بہت سارا روپیہ ہرات مین صرف کیا اور اُسکا کچھ فائدہ نہوا - یہ بہت سچ ہے کہ اگر روسی افغانستان مین آجائین تو بھی ہم اُنکو ہندوستان مین آنے سے روک سکینگے - یہ سب باتین بہت سچ ہین مگر میرے رفیق و ہمدم آپ میری اِس بات کو یقین کرینگے کہ ہمکو پانچ دریاؤن کے باہر کی عام راے پر بھی خیال کرنا چاہیے اور (دنیا کے دوسرے حصون کی عام راے پر خیال کرکے) ہمارے لیے مقتضاے دانشمندی یہی معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کوشش اور کسی قدر نقصان بھی کرکے ایسے وقت مین جب دنیا کے معاملات کی یہ صورت ہے امیر سے ایک عام عہدنامہ کرلین -- آپنے جیسا بیان کیا ہے کہ جب تک خود دوست محمد کی طرف سے پیام صلح نہ آئے اُسوقت تک ہماری طرف سے کوئی تحریک صلح کی نہ کیجاے تو مین بنظر بوجوہات بالا آپ کی اس راے سے اتفاق نہین کرتا - بااینہمہ اِس مسئلہ پر بحث کرنا کچھ پر ضرور نہین ہے کیونکہ ناظر خیر اللہ کی تجویز سے جسکو اڈورڈس صاحب نے نیم سرکاری طور پر بذریعہ رپورٹ بھیجا ہے ظاہرا ہر طور پر یہی احتمال پیدا ہوتا ہے کہ دوست محمد کی طرف سے بعض خطوط ضرور آئینگے . . . . ہمارا

(دلیپ سنگھ) یہان ہین اور ۱۹ تاریخ یہان سے روانہ ہونگے اب وہ قد مین بہت کچھ بڑھ چلے ہین انگریزی خوب بولتے ہین وضع قطع بھی اچھی ہے اور مین سمجھتا ہون کہ اگر لوگون نے انکو خراب نہ کرڈالا تو وہ انگلستان مین ہماری ناموری کا باعث ہونگے -

آپ کا دوست صادق

ڈلہوسی

جان لارنس نے اس چٹھی کے جواب مین لکھا کہ "مجکو جو کچھ کابل کے مجوزہ عہد وپیمان کے متعلق کہنا تھا اسکو عرض کرچکا اور اب اپنا فرض سمجھا ہین اس بات کے لیے تیار ہون کہ دل وجان سے حضور کی راے پر عمل کرون لیکن دوست محمد کے پاس جو کچھ پیغامات بھیجے گئے تھے انکا انھون نے فوراً جواب نہین دیا - سچے ایشیائی آدمی کی طرح آپنے عجلت کو نازیبا اور خلاف مصلحت ملک سمجھا اور جان لارنس نے اپنے چیف اور اپنے ماتحت متعینہ پشاور کو جو دونون اس عہد وپیمان کی تکمیل کے بڑے خواہشمند تھے یقین دلادیا کہ اگر انکی طرف سے حد سے زیادہ خواہش ظاہر کیجائیگی تو جس مطلب کے لیے گئے ہین وہ فوت ہوجائیگا - اس زمانہ مین انھون نے جو چٹھیان (علی الخصوص وہ چٹھیان جو گورنر صاحب کے نام انھون نے) لکھی تھین وہ سب افغانون کے چال چلن کے پورے حالات سے مملو ہین - ص ۴۵۱

مورخہ ۶ مئی ۱۸۵۴ء

دوست محمد سے عہدنامہ کرنے کے بارے مین جو کچھ آپنے بیان کیا ہے اس سے انکار نہین ہوسکتا ہے یہ صرف پارلیمنٹ کی راے کی تبعیت ہے - مین صرف اس بات کی امید کرتا ہون کہ ہم لوگ کوئی سنگین نقصان نہونے دینگے ایسا کیا گیا تو بڑی بھاری غلطی ہوگی کلکتہ کے لوگ جو خیال کرتے ہین کہ اس کارروائی مین صرف ایک آدمی پشاور کا اختلاف راے کریگا تو یہ محض حماقت ہے نہ اس سے اختلاف ہوسکتا ہے اور نہ ہونا چاہیے - مین تمام افاغنہ اور انکی سکاریون پر ہنستا ہون بقول حاجی بابا وہ مین انکے اجداد کی داڑھی پر تھوکتا ہون لیکن مین زیادہ ضرور سمجھتا ہون کہ بعد صلح ہمکو انسے صلح کے قبل سے بھی زیادہ ہوشیار رہنا چاہیے جب کوئی افغان اپنے دشمن کو دھوکا دینے کی نیت اور کوشش کرتا ہے تو وہ وعدون اور قسمون سے بسم اللہ کرتا ہے - وہ اپنا خاندانی قرآن کھینچتا ہے اور اپنے صدق مقال پر حلف دیتا ہے - اگر امیر سے عہدنامہ ہوا تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب تک افاغنہ کو ہماری دوستی پر بھروسہ رہیگا اور جب تک امیر اس دوستی کے قائم رکھنے مین اپنا فائدہ سمجھینگے اسوقت تک سرحد پر امن وامان رہیگی سواے اسکے اور کچھ نہین ہوگا - کابل اور اسکے مضافات مین جتنے متعصب بدمعاش بستے ہین اپنی سازشون سے اصلا باز نہ آئینگے - اگر آپ آج کی تاریخ سے آیندہ ہمیشہ کے لیے امیر کا دس لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کردینگے اور اسکو معلوم ہوگا کہ ہمارے خلاف سازش کرنے مین اس سے زیادہ ملیگا تو وہ فوراً سازش کریگا - اگر اسکو کچھ تامل یا شبہہ ہوگا تو صرف اس بات کا ہوگا کہ اسکے لیے کس حکمت عملی کا اختیار کرنا زیادہ تر موزون ہے

افغان لوگ خلقی آزادہ مزاج اور متلون الطبع ہین - ملک مفلس اور زبردست ہے - اگر وہان کوئی غنیم جاکر رہے تو وہانکی تمام پیداوار کو کھاجاے اور ملک کے لوگون کو اپنا بدظن کرلیگا . . . . میری خاص راے یہ ہے کہ اس طرح کا کوئی حملہ موجودہ زمانہ مین نہوگا - لیکن اگر ایسا وقت آئے تو ہمارے لیے بہتر ہے کہ افغانون کو اپنی طرف سے لڑانے کے لیے روپیہ دینے کے بدلے اسی روپیہ کو اپنے مورچہ کے استحکام مین صرف کرین -

۴ - جون کو وہ لکھتے ہین کہ

مین کہہ سکتا ہون کہ امیر کے ساتھ عہدنامہ کرنے کے بارے مین میرے خیالات بالکل غلط ہین جس حالت مین کہ گورنر جنرل اور آپ (گورنمنٹ) اور اڈورڈس صاحب یہ سب کے سب مختلف الراے ہین تو ایسی حالت مین انکا مقابلہ کرنا سراسر حماقت ہے - مگر اس راے کے ظاہر کرنے سے مجھکو کوئی چارہ نہین ہے کہ اگر کبھی روسی ہرات تک پہونچ گئے تو ہمکو اپنے ہی داہنے ہاتھ سے لڑائیان لڑنا پڑینگی - یہ امر اچھی طرح سے میری سمجھ مین نہین آتا کہ افاغنہ اپنے فائدہ کے خیال سے ہمارے طرفدار کیون ہونے لگے - انکو ہم چاہین جس طرح کی نقدی مدد دین مگر وہ اس طرح سے اپنے ملک کی حفاظت نکرسکینگے کہ روسیون کو اس ملک کے تاخت وتاراج اور قبضہ کرنے سے باز رکھین گو اس بات کے ہوجانے کے بعد ممکن ہے کہ وہ بہت تکلیف دین - کابل پر بہ نسبت اس طرف کے ہرات کی جانب سے حملہ ہونے کا زیادہ موقع ہے لیکن ہم اگر چاہین توکل ہی دس ہزار سپاہی اور ایک اچھا کمانیر لیکر وہان پہونچ جائین اور قبضہ کرلین - یہ بات نہین ہے کہ مین ایسی تدبیر کی صلاح دیتا ہون کیونکہ وہ تو بالکل خلاف عقل ہوجائیگی بلکہ اگر ہم بیس لاکھ روپے سالانہ ایسے مجنونانہ کام مین صرف کرنا پسند کرینگے تو اسپر قابض رہ سکینگے - ص ۴۵۴

اسکے بعد ۱۸۵۴ء کے موسم برسات مین وہ امیر کی چٹھی جسکا عرصہ سے انتظار کیا جاتا تھا پہونچی - جو بقول لارڈ ڈلہوسئی "وہ نہایت ہی عاجزی اور شایستگی" سے شامل تھی - بعد اسکے ایک چٹھی ماہ جنوری مین وصول ہوئی اسمین امیر نے لکھا تھا کہ مین عہدنامہ کی گفتگو کے لیے اپنے کسی بیٹے کو جمرود بھیجونگا اور اس بات کی خاص استدعا کی تھی کہ جان لارنس نامے انگریز جسکا مین نے اسقدر ذکر سنا ہے وہ بذات خاص میری ملاقات اور بحیثیت وکیل انگلستان کارروائی کرے - جان لارنس کو یہ منظور تھا کہ اس معاملہ کی کل شائستگی جو ایسے عہدنامہ کی تکمیل سے پیدا ہونے کا احتمال رکھتی تھی جسکو وہ کمتعلم پسند نہین کرتے تھے انکے دوست کمشنر پشاور کو حاصل ہو جو اس تجویز کے بانی تھے اور اسکو حرف بحرف پسند کیا تھا لیکن جیسا کہ لارڈ ڈلہوسی نے بیان کیا تھا دوست محمد کی درخواست سے اب اس معاملہ مین لارڈ موصوف کے تجویز کرنے کا کوئی موقع نہین رہ گیا تھا انکو فوراً معاملہ فہمی کے لیے جانا پڑا اور اپنے علاقانہ بندوبست معاملات اور کامیابی کے ساتھ عہدنامہ کی تکمیل کرنے سے وہ اس امر کو ثابت کرسکے کہ یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ ملکی معاملہ فہمی مین فریب وتزویر بھی کرنا پڑے - اور جو

مدبر اپنے اندرونی خیالات چھپانے کے لیے الفاظ کو استعمال نہ کرے بلکہ ٹھیک ٹھیک بات کے بیان کرنے مین سچے
الفاظ زبان پر لاوے غالباً ٹیلی رانڈ یا سٹرنیک کی طرح اپنا اصل مطلب نکال لیگا (علی الخصوص مشرقیون کے معاملہ مین جو
ہمیشہ انگریزون کو دام فریب مین پھنسانا چاہتے ہین)۔

جان لارنس اپنی میم صاحبہ سمیت لاہور مین بڑا دن کرنے کے بعد پشاور کو روانہ ہوے اور پھر اڈورڈز
صاحب اور چیمبرلین نام کے دو صاحبون اور بہت سے اور ہمراہیون کو ساتھ لیکر بتاریخ ۱۹۔ مارچ جمرود کی طرف جو
ص۴۵۵ ہماری سلطنت کا آگے بڑھا ہوا تھانہ تھا اس غرض سے روانہ ہوے تاکہ وہان پہ ولیعہد امیر افغانستان کا بطرز مناسب
استقبال کرسکین۔ ۲۰۔ تاریخ بمقام چھاؤنی پشاور ایک دربار عام مین اُنسے ملاقات کی گئی اور ۲۲۔ تاریخ کی صبح سے
گفتگو شروع ہوئی۔

چونکہ لارڈ ڈلہوزی بمقام گیلی سخت علیل ہوگئے تھے اور بمجبوری اوٹاکمنڈ واقع کوہستان نیلگری مین چند مہینے
تک اُنکو قیام کرنا پڑا اسلیے اُنکی غیر حاضری مین چیف کمشنر نے اپنی کارروائیون کا مفصل حال جے۔ اِیے۔ ڈارن
پریسیڈنٹ کونسل کلکتہ کو لکھ بھیجا۔ ان تحریرات اور اُنکے سوا دوسرے ذریعون سے اس معاملہ کے متعلق جو چند ضروری
حالات اور واقعات مجکو بہم پہونچ سکے اُنکو اس مقام پر لکھنا مناسب ہے۔

غلام حیدر خان بیٹا اور قائم مقام اُس امیر اعظم کا جسکو ہم ایسا بُرا سمجھتے تھے بہت سی باتون کے اعتبار سے
ایک معزز شخص تھا۔ وہ نہایت سمجھ رکھتا تھا اور ایک افغانی سردار کو جیسا ہونا چاہیے اُسکے اعتبار سے وہ واقفکار
بھی خوب تھا۔ وہ خود سوچتا اور اپنی طرف سے خود گفتگو کرتا تھا اور اپنے رعب و داب سے اپنے ہمراہیون کو
روکے ہوے تھا طبیعت مین بشاش اور مزاج مین پسندیدہ تھا۔ وہ ایک عرصہ تک ہندوستان مین رہ چکا تھا
اور جب جنگ افغانستان کے زمانہ مین وہ قید رکھا گیا تھا تو اُسنے بہت سے انگریزی افسرون سے دوستی پیدا کرلی
تھی اور اکثر مقامات اور بہت سی چیزون کو جو اپنے سفر کے زمانہ مین اُسنے دیکھی تھین یاد کرکے فخر کرتا تھا۔ اُسنے
چیمبرلین نام کے دونون صاحبون کو پہچان لیا اور بطور احباب قدیم اُنکے ساتھ پیش آیا۔ وہ انگریزی بوٹ پہنے ہوئے
تھا انگریزی کاٹھی پہ سوار تھا علی الخصوص اُس انگریزی تلوار اور تمنچہ سے جو جان لارنس نے اُسکو دیا تھا بہت خوش
تھا وہ خراماں خراماں ہربرٹ اڈورڈس کی کوٹھی مین چلا آیا اور وہان کی تصویرین اور اسباب کو دیکھا اپنے سردارون سے
ہر ایک شے جو اُسکے پسند آئی اُسکو اشارہ کرکے بتایا اور اُسکی خوبیون کو بیان کیا۔ اُسنے باصرار تمام تلوار اور تمنچہ کے
بدلے جان لارنس کو ایک گھوڑا دیا جو اُسکو نہایت عزیز تھا (غالباً اُسنے دریافت کرلیا ہوگا کہ میرے مہربان کو
گھوڑے کا بہت شوق تھا) اور جب جان لارنس نے اُسکے واپس کرنے کی اجازت مانگی تو اُسنے جواب
دیا کہ اگر آپ گھوڑا واپس کرینگے تو مین اُسکو گولی مار دونگا۔ اُسکی جسمانی صفتون مین ایک صفت یہ تھی کہ وہ بھدا

بہت تھا جس سبب سے وہ گھوڑے پر سوار نہین ہوسکتا اور نہ کسی طرح کی محنت جسمانی برداشت کرسکتا تھا — جان لارنس بیان کرتے ہین کہ "اسکی آنکھین نہایت کمزور ہین اور چشمہ لگائے رہتا ہے شب کو نیند نہین آتی اور دو دو مہینے کے بعد ہمیشہ اسکی فصد کھولی جاتی ہے — جب ہم لوگون سے معاملہ کی گفتگو ہوتی تھی تو درمیان مین اُسنے بار بار پانی منگوا منگوا کر پیا — اسکی عمر صرف ۳۷ برس کی ہے — مگر یہان کے سول سرجن صاحب جنسے اسنے اپنا معالجہ کرایا تھا کہتے ہین کہ اسکی زندگی اس قابل بھی نہین ہے جسپر چھہ مہینے کا زرثمن دیا جاے وہ کسی نہ کسی دن سکتے کے عارضہ مین مرجائیگا اور زیادہ عرصہ تک تو وہ کسی حال مین نہین جی سکتا ہے —" بااینہمہ اُسنے اس بات پر بہت کچھہ اصرار کیا کہ میرا نام بحیثیت ولیعہد عہدنامہ مین درج کیا جاے اُسکے اس اصرار سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ بہت عرصہ تک زندہ رہیگا یا بیوقوفی سے یہ امید کرتا ہو کہ اگر انگریز لوگ میری ولیعہدی سے اقرار کرلینگے تو سلطنت کے بارے مین جو جدال و قتال یقیناً باپ کے مرنے کے بعد ہوگی اُسمین یہ اقرار کام آئیگا — الغرض اِس دس روز کے عرصے مین چیف کمشنر کو جس شخص سے سابقہ رہا اُسکی بعض بعض کیفیتین اِس طور کی تھین —

جان لارنس کی تجویز سے بندوبست یہ کیا گیا تھا کہ فریقین کے درمیان اصالتاً گفتگو ہو وکیلون سے کام نہ لیا جاے کیونکہ ان لوگون سے دقتین اور بھی بڑھ جائینگی جان لارنس کے ساتھہ اڈورڈس صاحب اور ولیعہد کے ساتھہ صرف تین چار معتمد سردار جا یا کرین اور گفتگو ایک مرتبہ افغانی کیمپ مین اور ایک مرتبہ کمشنر پشاور کی کوٹھی مین ہوا کرے — اس گفتگو کے متعلق مین چند نہایت دلچسپ فقرات جان لارنس کی چٹھیون سے نقل کرتا ہون —

چیف کمشنر نے آغاز گفتگو اس بیان سے کی کہ حضور گورنر جنرل کو سواے اسکے اور کچھہ خواہش نہین ہے کہ باہمی اتحاد کے متعلق ایک عہدنامہ کی تکمیل ہوجاے لیکن اگر دوست محمد کچھہ اور چاہتے ہین تو بہتر ہے کہ اُنکے فرزند اسکو بیان کرین —

ولیعہد نے جواب دیا کہ "ہم لوگ بہادر اور جنگجو ہین مگر بالکل مفلس ہین آپ سے معاہدہ کرنے مین روسی اور ایرانی ہمارے دشمن ہوجائینگے اور اسلیے ہمکو امید ہے کہ آپ بطور پنشن ہمکو کچھہ عنایت کرینگے — روپیہ ہو تو ہم ہر ایک شخص کا مقابلہ کرسکتے ہین بغیر روپیہ کے ہمسے کچھہ نہین ہوسکتا ہے ہرات ہمارا ہی ملک ہے مگر وہ ایران کے سرحد پر واقع ہے اور ایران کی شاہراہ ہے — اگر ایرانیون اور روسیون نے جیسا کہ سو بسوہ یقین ہے حملہ کیا تو اُسوقت آپ الگ کھڑے ہونگے اور یہ کہنے لگینگے کہ ہمسے کچھہ واسطہ نہین ہے —

چیف کمشنر نے جواب دیا کہ مجکو تو ابھی کوئی خطرہ معلوم نہین ہوتا ہے — ایران سے ہمنے ایک عہدنامہ کرلیا ہے جسمین وہ متنبہ کردیا گیا ہے کہ اپنی سلطنت اور ہندوستان کے درمیانی ملک پر حملہ نکرے اور روسیون کو

حص ۴۵

ابھی یورپ مین بہت کچھ کرنا باقی ہے اور یہ ممکن نہین کہ جس حالت مین ہم وہان لڑتے ہون تو آنکو افاغنہ پر حملہ کرنے دینگے - حیدر خان نے جواب دیا کہ "ایران روس کے متصل ہے وہ روس کو پسند نہین کرتا مگر روس سے ڈرتا البتہ ہے اور اسلیے روس جو کچھ کہیگا ایران اُسپر ضرور عمل کریگا - افاغنہ فضل خدا سے جیسے اسوقت متفق ہین اگر اُسی طرح متحد و متفق رہے تو اُنکو ایران سے بشرطیکہ روس اُسکا شریک نہو جاے کچھ ڈر نہین ہے - اگر روس کا قصد درحقیقت ہندوستان پر نہین ہے تو پھر وہ قندھار پر کیون حملہ کرتا ہے اُسنے آک مسجد پر کیون قبضہ کرلیا اور وہان اپنی فوج کی چھاونی کیون قایم کی"

چیف کمشنر نے جواب دیا کہ "ہم ساحل ایران پر اپنی مخالفت دکھلا کر ہمیشہ ایران کو روک سکتے ہین اور ہم نہین چاہتے کہ اس عہدنامہ مین ہرات کا کوئی ذکر کرکے بیوجہ اُسکو ناراض کردین -"

حیدر خان نے جواب دیا کہ "آپ کو ایران کا جسقدر خیال ہے اُسقدر ایران کو آپ کا نہین ہے اگر کہیے تو مین آپکو ایک عہدنامہ کی نقل دکھا دون جسکو اُسنے اسواسطے تجویز کیا ہے کہ جب آپ افغانستان کے ملک مین دست اندازی کرین تو وہ ہمسے اُس عہدنامہ کی باہمی تکمیل کرالے -"

چیف کمشنر نے جواب دیا کہ "یہ سب ایران کا زبانی جمع خرچ ہے -"

حیدر خان نے جواب دیا کہ "وہان زبانی جمع خرچ بھی ہے اور سرکشی بھی ہے - لیکن جس حالت مین ایران اور افغانستان برسون ہندوستان کو لوٹتے رہے تو کوئی امر عجیب نہین ہے اگر اس انقلاب زمانہ کو دیکھکر ایران کے دل مین یہ کھٹکتا ہو کہ اب وہی ہندوستان سال بسال خراسان کی طرف بڑھتا آتا ہے - مگر آپ یہ تو بتائیے کہ افغانستان آپ کس سے مراد لیتے ہین آیا موجودہ حدود کے مطابق یا اُسکی سابق حدود کے موافق -" یہ اشارہ واقعی پشاور کی طرف تھا جسکی نسبت اُسوقت اور بعد کو بھی جان لارنس یہی خیال کرتے رہے کہ اُسپر قبضہ رکھنا ہمارے دلائل مین ایک طرح کا ضعف پیدا کرتا ہے مگر اُنھون نے جو کچھ جواب دیا وہ صاف صاف دیا " موجودہ حدود افغانستان بیشک قایم رکھی جائینگی - ہماری خواہش یہ نہین ہے کہ ہم افغانستان مین مزاحمت کرین اور نہ ہم اپنے ملک مین افغانستان کو مزاحمت کرنے دینگے - اس عہدنامہ سے ہماری غرض صرف یہ ہے کہ آپس مین دوستی رہے تاکہ سرحدی اضلاع مین امن وامان قائم رہے اور تجارت اور زراعت مین ترقی ہو - اگر پشاور کی طرف سے اطمینان رہیگا تو آپ کے فرمانبردار کو زیادہ مالگذاری وصول ہوسکیگی اور وہ اپنے دشمنون کا زیادہ آسانی کے ساتھ مقابلہ کرسکیگا -

حیدر خان نے جواب دیا کہ "ہان ہمکو کسی دشمن سے بشرطیکہ روس اُسکی مدد نکرے کھٹکا نہین ہے اور بخارا سے تو ہمکو مشل آپکے ٹھیرے بڑے پرانے جھگڑون کی کسر نکالنا ہے - کیا شاہ بخارا نے اسٹوڈارٹ اور کانلی صاحب کے

نہین مار ڈالا ہے اور کیا میرے بعض بعض اقربا کو قتل نہین کر ڈالا ہے ہم ضرور اُسکو جا کر سزا دینگے - افغانونکو ترکمان سے وہ نسبت ہے جو بھیڑیے کو بھیڑ سے ہے ؎ ص ۴۵
اس موقع پر چیف کمشنر نے اپنے دوست کو اطمینان دلایا کہ افغانستان پر ہمارا کوئی قصد نہین ہے بلکہ صرف یہ خواہش ہے کہ وہ زبردست اور خودسر رہے اصل مین دونون سلطنتون کے مقاصد ایک ہین - ہم دونون ایک ہی کشتی پر ہین -
حیدر خان نے برجستہ یہ جواب دیا کہ "اچھا اگر ہم دونون ایک ہی کشتی پر ہین تو ساتھ ہی ڈوب جائینگے یا ساتھ ہی پیرتے رہینگے - آپ ہماری مدد کا وعدہ کرین ورنہ آپ کے جانشین کو معلوم بھی نہوگا کہ آپ نے کیا کہا تھا اور مشکل کے وقت وہ ہم سے علیحدہ ہو جائینگے ؎ الغرض پہلی ملاقات کا اسطور پر خاتمہ ہوا -
دوسرے روز پھر ہرات کے مسئلہ کا ذکر ہوا اور جان لارنس نے پھر اُن عہود و مواثیق کا جو ہمارے اور ایران کے درمیان عمل مین آئے تھے حوالہ دیا -
حیدر خان نے جواب دیا کہ "ہرات افغانستان کا دہنا ہاتھ ہے اور (چیف کمشنر پشاور کے زخمی ہاتھ کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ) دیکھیے اگر آپ کا یہ ہاتھ جاتا رہے تو کیا آپ کو صدمہ نہوگا - اسیطرح ہرات کے جانے کا ہمکو صدمہ ہوئیگا - اگر اُسپر کوئی حملہ کریگا تو ہمکو اُسکی مدد کے لیے جانا لازم ہے - اگر اس عہدنامہ سے ہمکو کوئی فائدہ دینا مقصود ہے تو ہرات کو اُسمین ضرور شامل کرنا چاہیے ؎
جان لارنس کو نہ تو اس بات کا اختیار تھا اور نہ خود آنکو منظور ہوا کہ اس بات کو مان لین کیونکہ اسمین بڑی بڑی پیچیدگیان تھین - لیکن اُنھون نے کہا کہ اڈمنڈسٹون صاحب کی چٹھی مین جو ہدایتین کی گئی ہین اُنہین سے بعض مضامین کا اقتباس کر کے مین آپکو لکھدونگا جنسے ظاہر ہو جائیگا کہ ہرات کے بارے مین ہماری خواہشین کیا ہین اور اسکے بعد حیدر خان نے بخوشی اس بات کو منظور کر لیا -
دوسرا قضیہ خاندانی اور سرکاری باتون کے خیال سے بھی چیف کمشنر کو بہت دلچسپ معلوم ہوا کیونکہ محمد خان جسکے بارے مین امیر نے استدعا کی تھی کہ سابق مین جو جاگیرین اُسکے پاس تھین واپس کر دی جائین وہی شخص تھا جسنے جارج لارنس کو ایسی حالتون مین سکھون کے حوالہ کر دیا تھا جنسے افاغنہ بھی اُسکو مورد الزام ٹھہراتے -
چیف کمشنر نے کہا کہ "محمد خان کو خود سکھون نے معزول کر دیا تھا اور جسوقت ہمنے لاہور کو فتح کیا تھا تو وہ آزاد آدمی کے طور پر نہین بلکہ قیدی کے طور پر رہتا تھا - میرے بھائی سر ہنری لارنس نے اُسکی نہایت عزت اور پاس و لحاظ کیا تھا اور اُسکو اجازت دی تھی کہ پشاور اور کوہاٹ مین جا کر پھر اپنی جاگیرات پر قابض ہو - وہان اُسنے میرے بڑے بھائی کرنل جارج لارنس کے خلاف سازش کی اور جب افسر مذکور اپنے اہل و عیال سمیت محمد خان کے کمال منت و آرزو ص ۴۵

کرنے سے کوہاٹ مین جاکر پناہ گزین ہوئے تو اُسنے انکو باغیون کے حوالہ کر دیا۔ اس موقع پر محمد خان نے
چیف کمشنر کے دونون ہاتھون کو پکڑ کر یہ صدا بلند کی کہ "اب براے خدا اُسکا نام نہ لیجیے۔ میرے عزیز کی دغابازی کا حال
جسنے میری تمام قوم کو بدنام کر دیا اب میرے بیان کرنے کو چھوڑ دیجیے کون شخص نہین جانتا کہ قزوینی لوگ آجتک خوک وینی
کہلاتے ہین کیونکہ اُنھون نے ایک خوک کو پناہ دی تھی جبکو اُنکے بادشاہ نے اُنکے خیمے تک تعاقب کرکے شکار کیا تھا"
ایک اور سردار نے پکار کے کہا کہ "سلطان محمد خان نے اپنی قوم کو جسطرح سے بدنام کیا ہے اُسکے واسطے کوئی افغان
ایسا نہین ہے جو اُسکو مکروہ نہ سمجھے مہمان نوازی افغانون کی خاص صفت ہے"۔

اسکے بعد حیدر خان نے اس ذکر کو چھوڑ دیا اور کہا کہ مین اب اپنے چچا کا ذکر نہ کرونگا۔ محمد خان نے امیر سے
نہایت ہی آرزومنت کی تھی اس سبب سے مین نے اس مسئلہ کو چھیڑا تھا۔ جسوقت دوسرے مسئلہ پر بحث ہونا شروع
ہوئی تو اسطرف کے سب لوگ ظاہرا بہت خوش ہوے کہ ایک امر قبیح کی گفتگو سے چھٹکارا ملا۔ حیدر خان نے ایک
مرتبہ پھر اس امر کا وعدہ لینا چاہا کہ جسوقت روسی افاغنہ پر حملہ کرین یا حملہ کرنے کی دھمکی دین تو فوج اور روپیہ سے مدد دے
لیکن چیف کمشنر نے اپنے استقلال کو کام مین لاکر پھر اشارتاً یہی کہا کہ اگر وہ لوگ کبھی ملک مین داخل ہوئے تو ممکن ہے
کہ انگریزون اور افغانون کے مابین نزاع ہو جائیگی۔ اور پھر اس باہمی سمجھوتہ کے بعد جلسہ برخاست ہوا کہ آیندہ ملاقات کے
وقت چیف کمشنر مباحثات کے مطابق عہدنامہ کا مسودہ تیار کرکے پیش کرینگے۔ یہ مسودہ جسوقت پیش کیا گیا تو اُسمین
تین شرطین تھین۔ ایک شرط کے ذریعہ سے امیر اس بات کے پابند کیے گئے تھے کہ "وہ سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کے
دوستون کے دوست اور دشمنون کے دشمن رہینگے" مگر انگریزون پر اسطرح کی کوئی بات واجب و لازم نہ کی۔ حیدر خان
نے اس ظاہری عذر کو پیش کیا کہ عہد و پیمان طرفین سے ہونا چاہیے۔ لیکن چیف کمشنر نے جواب دیا کہ دونون گورنمنٹون
کے درمیان فرق عظیم ہے ہمنے تو اس امر پر قناعت کی کہ اپنی موجودہ حالت پر قائم رہینگے اور آگے بڑھنے کی خواہش
نہ کرینگے اور امیر نے اپنے حریصانہ خیالات کو تسلیم کیا ہے ہمارے کوئی دشمن ایسے نہین ہین جنسے ہمکو خوف ہو اور امیر کو
احتمال ہے کہ وہ برابر لڑتے جھگڑتے رہینگے اور اگر ہمنے مثل افغانستان کے اپنے تئین پابند کیا تو اُسکی روسے یہی لازم
آئیگا کہ افغانستان کے معاملات مین دست اندازی کرتے رہین جو ہمکو اور افغانون کو بھی برا معلوم ہوگا۔ حیدر خان نے　ص ۴۶
جب دیکھا کہ چیف کمشنر اپنے ارادہ پر قائم ہین تو اُسنے ہماری خواہشون کو قبول کر لیا گو بظاہر یہ امر اُسکے خلاف گذرا
اسکے بعد وہ اپنے مشیرون سمیت (جسطرح ارباب جوری اپنے فیصلہ پر غور کرنے جاتے ہین) قریب کے کمرہ کو چلے
گئے اور ایک گھنٹہ کے بعد عہدنامہ کے مسودہ مین دو ایک خفیف مگر بھاری ترمیمین بناکر لے آئے۔ پھر یہ چاہا گیا کہ امیر
صرف امیر کابل کے لقب سے ملقب نہون بلکہ والی کابل اور افغانستان کے اُن تمام ملکون کے والی بھی کہلائین
جو اُنکے قبضے مین ہین (ایک سردار نے کہا کہ) "کیونکہ کابل صرف ایک شہر کا نام ہے اور افغانستان ایک

بڑا بھاری ملک ہے - ایک اعلیٰ فرمانروا کے لیے والی کا لقب موزون ہے ورنہ ایک امیر ایک والی کے ماتحت ہوتے ہین بالآخر اس امر پر بیشک رضامندی ظاہر کی گئی اور اسی طرح یہ امر بھی منظور کیا گیا کہ سردار مذکور اپنی طرف سے بھی عہدنامہ پر دستخط کرین - اب کام ختم ہوگیا اور سردار مذکور نے رخصت حاصل کی لیکن اس اثنا مین یورپ کی ڈاک بھی آگئی جس سے چیف کمشنر اس فتح کی بابت جو عمر پاشا نے روسیون پر بمقام یوپیٹوریا حاصل کی تھی ہزہائی نس کو مبارکباد دے سکے اور اس امر کو عہدنامہ کے متعلق عمدہ شگون سمجھکر لوگ بہت خوش ہوتے تھے -

۳۰ - کی صبح کو غلام حیدر کی خاص درخواست کے بموجب اُنکی یادگار مین انگریزی فوج کی قواعد ہوئی اور ۳۰ تاریخ کو سات بجے صبح کے عہدنامہ پر دستخط اور مہر ہوئی اور بعد اُسکے بھرے دربار مین وہ حوالے کیا گیا -

شرط اول

مابین آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی و ہزہائی نس امیر دوست محمد خان والی کابل و والی ممالک افغانستان جو فی الحال اُنکے قبضہ مین ہین و ورثاے امیر ممدوح ہمیشہ صلح اور دوستی رہیگی -

شرط دوم

آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی عہد کرتی ہے کہ جو ممالک فی الحال ہزہائی نس کے قبضہ مین ہین اُنکا کمپنی ممدوح خیال رکھیگی اور کبھی اُنمین دست اندازی نہ کریگی -

شرط سوم

ہزہائی نس امیر دوست محمد خان والی کابل و والی ممالک افغانستان جو فی الحال اُنکے قبضہ مین ہین اپنی جانب اور اپنے ورثا کی جانب سے بھی یہ عہد کرتے ہین کہ علاقجات آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کا خیال رکھینگے اور اُنمین کبھی مزاحمت نہ کرینگے - اور آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے دوستون کے دوست اور دشمنون کے دشمن رہینگے -

اس عہدنامہ کی تکمیل ہوئی آج بمقام پشاور تیرھوین مارچ سنہ ایک ہزار آٹھ سو پچپن مطابق گیارھوین رجب سنہ ایک ہزار دو سو اکہتر ہجری -

جان لارنس

چیف کمشنر پنجاب

غلام حیدر ولیعہد

بحیثیت قائم مقام امیر دوست محمد خان

واصالتاً منجانب خود بحیثیت ولیعہد

عالیجناب گورنر جنرل بہادر نے مقام اوٹاکمنڈ مین آج بتاریخ یکم مئی سنہ ایکہزار آٹھ سو پچپن اس عہدنامہ

کی تصدیق کی -

ڈلہوزی

جی - یف - اڈمنڈ سٹون

سکرٹری گورنمنٹ ہند ہمراہی گورنر جنرل

ماہ مارچ کی اخیر تاریخ کو غلام حیدر خان رخصت لیکر جانب افغانستان روانہ ہوا - ۴ر اپریل کو چیف کمشنر نے لارڈ ڈلہوزی کے نام یہ چٹھی لکھی تھی -

اس بات کے انتظار کرنے کے بعد کہ غلام حیدر خان بہ حفاظت برٹش علاقہ کے اُس پار نکل جائین آج شام کو مین پشاور سے روانہ ہوتا ہون - کل شب کو اڈورڈس صاحب دیکھ آئے کہ سردار مذکور کا خیمہ بفراغت درہ خیبر کے دہانہ پر نصب تھا - لفٹنٹ کرنل آج صبح کو اُسکے کنارے تک پہونچانے جائینگے - یہان آنے پر سردار مذکور کا بطور سے استقبال اور سلوک کیا گیا اُس سے وہ بہت خوش ہوئے اور بات ہی ایسی تھی جس سے وہ خوش ہوئے کیونکہ اگر وہ ہماری ملکہ کے بیٹے ہوتے تو اس سے زیادہ عمدگی کے ساتھ ہم اُنسے پیش نہ آسکتے - وہ ہمارے ہی اخراجات سے اصل مین یہان رہے بلکہ کچھ زائد ملتین کو بھی لیگئے - ہم نے اُنکو ایک بہت عمدہ قواعد دکھائی جسمین ہماری فوج علی الخصوص توپخانہ اور گورے پیادون نے اپنا کمال دکھایا گورون کی قواعد دیکھکر وہ بہت ہی متعجب ہوتے اسپنے ساتھیون سے کہنے لگے کہ " ا ہا ہا ہا ! دیکھو تو یہ کسطرح دہاوا کرتے ہین ! واقعی یہ جان جنگ ہین " اور اسمین شک نہین کہ حضور ملکہ معظمہ کی رجمنٹ نمبر ۲۴ بہت ہی عظیم الشان معلوم ہوتی تھی لوگ کہتے ہین کہ سردار مذکور اور اُنکے معتمد مشیر اس عہدنامہ سے بہت خوش ہوئے جو امیر کے حق مین لاکھ روپیہ کے برابر ہے کیونکہ اُسکے ذریعہ نہایت ہی خوفناک دشمنون کیطرف سے اطمینان ہوگیا اور اس بات کا موقع ملا کہ اندرونی ملک مین انتظام اور دوسرے مقامات کیطرف توجہ کرسکین - مین خیال کرتا ہون کہ تھوڑے ہی دنون مین وہ خیبریون وغیرہ کی تنخواہین کم کردینگے ان لوگون کو امیر سے چھبیس ہزار روپیہ سالانہ ملتا ہے . . . اصل مین افغانون کا دانت پشاور کے قبضہ پر ہے اس ملک کے نکل جانے پر وہ اکثر سخت افسوس ظاہر کرتے ہین اور جسوقت اس ملک کی خوبیون پر اُنھون نے آنکھ پھیلا کر نگاہ کی تو دنگ ہوگئے - اُنھون نے کہا ہمکو امید ہے کہ اپنی عمدہ خدمات سے کسی روز اُسکے مستحق ہوسکینگے - حیدر خان نے یہ خیال کرکے کہ اُسکی استدعا کرنا بیکار ہے بطور ایک عقلمند آدمی کے خاموشی اختیار کی . . . - ایک موقع پر اُنھون نے مجھ سے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے اس گھاٹی سے آٹھ لاکھ روپیہ وصول کیا کیونکہ سکھ لوگ اس سے چودہ لاکھ وصول کرتے تھے - مین نے کہا ہان یہ سچ ہے لیکن سکھون کا انتظام جابرانہ تھا اور ہم لوگون نے اُسیقدر وصول کیا جسقدر واجب اور لازم تھا -

سنہ ۵۶ء

جان لارنس خود اس عہدنامہ کے تکملہ کے بعد بہ نسبت اُسکے جو اُنھون نے سابق مین کیا تھا کوئی بڑا کام نہین سمجھے اور نہ اپنی کارگزاریون پر نازان تھے - تکمیل عہدنامہ کے بعد اُنھون نے نکلسن صاحب کی ایک

چٹھی مین لکھا تھا کہ وہ عہدنامہ پر دستخط ہو گئے اور اُسمین کوئی نقصان نہین ہے۔ بارک زیون نے بہت اور ہمنے تھوڑے وعدے کیے ہین۔ تاہم جیسا ہوتا آیا ہے اُنکو ہمسے زیادہ اور ہمکو اُنسے کم فائدہ ہوگا"۔ اور جب اُس سال اور تھوڑا زمانہ گذرنے کے بعد لارڈ ڈلہوسی نے اُنکو اس مضمون کی چٹھی لکھی کہ میرا قصد ہے کہ آپ کی کارگزاریون کے صلہ مین کسی خاص اعزاز کے لیے آپ کی سفارش کرون تو اُنھون نے گورنمنٹ صاحب کے نام کی ایک چٹھی مین اس امر کی نسبت یہ تحریر کیا "گورنر جنرل نے جن الفاظ سے میرے اعزاز کے بارے مین سفارش کرنے کے لیے مجھکو لکھا ہے اُس سے عمدہ تر کوئی بات نہوگی عہدنامہ کا تکمیل ہو جانا بیشک ایک عمدہ بات ہو گئی اور اسمین شک نہین کہ انگلستان مین اسپر بہت کچھ لحاظ کیا جائیگا لیکن مین سمجھتا ہون کہ اگر اس بارے مین میرا کوئی استحقاق ہے تو ان محنتون کی بابت ہے جنکو مین نے ایک سول منتظم کے طور پر انجام دیا ہے۔ اسبات کے بیان کرنے کی حاجت نہین معلوم ہوتی کہ گورنر جنرل کے نام کے تمام مراسلات مین اُنھون نے خاص زور اسبات پر دیا کہ تکمیل عہدنامہ کے متعلق اڈورڈس صاحب نے بڑی کارگزاری کی وہ اس معاملہ مین جبتک گفتگو ہوتی رہی اڈورڈس صاحب نے نہایت دلسوزی اور لیاقت سے مجھکو مدد دی اگر اُنھون نے مدد نہ دی ہوتی تو بیشک مجھکو اس کام مین بڑی مشکل ہوتی۔"

اب چیف کمشنر کو اسبات کے لیے بخوبی فراغت حاصل ہو گئی کہ اپنے انتظام کے معمولی کام پر معاودت کرین اور (جو امر اُنکو اپنے کام کی بہت سی مشکلون و پریشانیون مین بالتخصیص زیادہ بھلا معلوم ہوا ہوگا وہ یہ تھا کہ) پنجابی اسکول سلسلہ کے بہت سے پرانے لوگ جنکو ابتدا مین اُنکے بھائی ہنری اس ملک مین لے آئے تھے اور جو اُنکے معتقد پیرو تھے جب رخصت فرلو سے پھر ہندوستان کو واپس آئے تو اُنھون نے ہنری کے جانشین کی ماتحتی مین کام کرنے سے اغماض نہین کیا مثلاً اڈورڈ لیک جو علاقہ آنردی ستلج کو جہان اُنسے اور جان لارنس سے پہلے پہل شناسائی ہوئی تھی واپس آئے۔ یا رینل ٹیلر مقدمۃ الجیش معرکۂ لوکی جنھون نے بحیثیت ڈپٹی کمشنر کانگڑہ غدر کے زمانہ مین عمدہ خدمتین انجام کی تھین اور اسکے بعد سرحد کے کام پر واپس آئے جسمین ایک طریقہ سے اُنھون نے اپنا کمال ظاہر کیا تھا کہ پھر اسکے بعد سے ہمیشہ سوا اپنے اور کسیکو اپنا نظیر نہونے دیا۔ یا ہنری لمسڈن جنکو جان لارنس نے "بازیرو شاہ" کے لقب سے ملقب کیا ہے وہ دوسرے سال گائیڈس کی مشہور رجمنٹ کی کمان پر جسکو ابتدا مین اُنھین نے خود ہی بھرتی کیا تھا واپس آئے۔ انھین لوگون مین نیول چیمبرلین صاحب بھی تھے یہ وہ بہادر اور عالی دماغ سپاہی ہین جو ہاجسن صاحب کی جگہ سرحدی فوج کے کمانیر مقرر ہوے تھے جان لارنس اپنی اس خوشی اور مدحت سرائی کو جو اس آخر الذکر نیک فرجام تبادلہ سے پیدا ہوئی تھی اپنی کاروباری چٹھیون کے خشک مضمون مین بھی ظاہر کرتے تھے۔ اس خوشی اور تحسین کو ایسے الفاظ مین ظاہر کیا کہ اُنکی طول طویل اور شاندار ملازمت ہند کا جو زمانہ ابھی ختم ہوا تھا اُس سے بدرجۂ اتم اُسکی تصدیق ہو گئی جان لارنس خود نیول چیمبرلین کو لکھتے ہین کہ

فوج بنگالہ بھر مین ایسا ایک شخص بھی نہین ہے جسکو مین سپاہ پنجاب کی افسری پر بمقابلہ آپ کے زیادہ خوشی کے ساتھ دیکھ سکتا اور ایسے لوگ تو شاذ ہی ہونگے جنکا لحاظ و پاس مجکو بہ نسبت آپ کے زیادہ ہو ایک اور دوست سے وہ بیان کرتے ہین کہ ”شاید کوئی شخص یعنی ایک آدمی بھی ایسا نہوگا جسکی قدر و منزلت اُسکے ہمجنس سپاہی بہ نسبت اُسکے زیادہ کرتے ہون۔ اور لائق لوگ بھی جو کسی لارنس کے فرقہ سے بتخصیص منسوب نہین کیے جا سکتے (مثلاً جارج کیمبل جنھون نے بعد کو ہندوستان کے مختلف حصون مین ناموری حاصل کی اور جنکی نسبت اُنکے اس نئے افسر نے بھی یہ خیال پیدا کیا تھا کہ ”وہ ایک عجیب مستعد اور لایق آدمی ہین“ چنانچہ اس بارے مین آگے چلکر ذکر کیا جائیگا) اب پنجاب کو واپس آئے۔ پشاور کی قواعد دان سپاہ جسپر جان لارنس کو براہ راست کوئی اختیار نہین تھا اُس شخص کے اختیار مین آئی جسکو وہ عرصہ سے اس عہدہ پر لانے مین محنت کر رہے تھے یعنی بریگیڈیر سنڈنی کاٹن۔ یہ سرا پا سپاہی کا خمیر رکھتے تھے چنانچہ غدر کے زمانہ مین یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ گیا حالانکہ اُس زمانہ کے قبل اُنھون نے کبھی ایک گولی کی بھی آواز نہین سُنی تھی۔ جان لارنس گورنر جنرل کو لکھتے ہین کہ ”کاٹن صاحب بالاتفاق عام اُن چند بہترین سپاہیون مین سے ہین جو ایک عرصہ دراز تک ہمارے یہان تعینات رہے۔ اور پشاور در واقعی ایسا ہی مقام ہے جہان بہترین سپاہی کو بھیجنا چاہیے ہمین شک نہین کہ اس عہدہ کے لیے وہ اور یہ عہدہ اُنھین کے قابل ہے“۔ اس زمانہ کی چٹھیون مین ہمکو یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ اُنھون نے پہلے پہل ایک اعلیٰ درجہ کے سپاہی کا ذکر کیا ہے جسکو کچھ دنون کے بعد ایک خطرناک کام پر مقرر کرنے والے تھے۔ وہ کون تھا؟ لفٹنٹ ہڈسن کے چھوٹے بھائی جنکی نسبت جان لارنس لکھتے ہین کہ ”وہ ایک عمدہ نوجوان شخص ہے ہندوستانی فوج سے ایسے لوگ بہت کم تیار ہوئے ہین“۔ ص ۴۶۴

اس طور پر جان لارنس کو اپنے بھائی کی طرح بڑے بڑے لائق آدمیون کے ایک گروہ کے جمع کرنے مین کامیابی ہوئی۔ لیکن یہ امر بہت جلد اُنپر منکشف ہو گیا کہ ایسے آدمیون کا بہم پہونچانا آسان ہے مگر اُنکا کام دیکھنا بہت مشکل ہے ”مسلم الثبوت اطوار اور مستقل ارادون کے لوگ اگر کسی طور پر ”ایک ہی گاڑی مین برابر برابر جوتے جا سکتے ہین“ (یہ جان لارنس کی نہایت مرغوب تشبیہ ہے جو اکثر اُنکے استعمال مین رہتی تھی) تو اُنکے لیے ایک ایسا حاکم درکار ہے جو اُنسے اعلیٰ اختیار اور اُس سے زیادہ مستقل ارادہ اور اُس سے بھی زیادہ لیاقت ہی نہ رکھتا ہو بلکہ ایسا حاکم ہو جسمین انتہا سے زیادہ تحمل اور بُردباری اور دیانت اور امتیاز افعال کی صلاحیت پائی جاتی ہو۔ اب جان لارنس کی چٹھیون سے ظاہر ہے کہ برخلاف معمولی راے اور ظاہری مخالفت اور تُند کلامی اور بے تکلفی کے بھی وہ آخری دو صفتین نہایت افضلیت کے ساتھ اُنمین پائی جاتی تھین۔ کاہل یا نالایق یا حیلہ باز یا خود فراموش ماتحت کو وہ اپنے پاس پھٹکنے نہین دیتے تھے بلکہ جہانتک جلد ممکن ہوتا تھا کسی نکسی

ترکیب سے اُسکو دوسرے صوبے مین منتقل کراکے اپنے پاس سے نکال دیتے تھے لیکن اگر وہ کسی شخص کو دیکھتے تھے کہ اُسمین کچھ "مادہ" یا "ستگینت" یا "جوہر" ہے تو اُسکی اعانت اور اصلاح کرنے اور عہدے کے اندر (یعنی عہدہ پر) قائم رکھنے کے لئے ہر طرح سے کوشش کرتے تھے گو اور عیوب اُسمین کیسے ہی کیون نہ پائے جاتے ہون - سر رچرڈ ٹمپل نے بسبیل تذکرہ مجھ سے بیان کیا کہ جس جس شخص کا مجکو علم ہے اُن تمام لوگون مین مین نے کسیکو جان لارنس کا ایسا نہین پایا - وہ اس اصول کے معترف تھے کہ سرشت انسانی پھر وہی سرشت ہے جو نیکی بدی اور عیب و ہنر کی ایک معجون مرکب ہے - اگر کوئی شخص اُنکو بیجا تکلیف دیتا تھا تو اُسکی نسبت وہ یہی کہتے تھے کہ وہ کچھ یہ واہئین اُسمین تیزی آگئی ہے اور وہ منچلا ہوگیا ہے " - وہ خوب جانتے تھے کہ اگر کوئی مضبوط گھوڑا ہوگا اور لگام کھینچی رہیگی تو وہ آخر مین زیادہ اور اچھا کام دیگا اور اگر ناتوان گھوڑا ہوگا اور اپنے حال پر چھوڑ دیا جائیگا تو ممکن ہے کہ اپنا سر ڈال دے - اگر وہ کسی شخص کو چال چلن مین ناقص پاتے تھے تو اُس سے علحدہ ہوجاتے تھے - چال چلن کے آگے وہ اور اوصاف پر لحاظ نہین کرتے تھے - ہم بلا مبالغہ بیان کرتے ہین کہ عہدنامہ افغانستان کی تکمیل کے بعد اگر جان لارنس اور سب کامون کو چھوڑ کر صرف اسی بات مین مشغول رہتے کہ اُنکے ماتحت اُنکے ضبط مین رہین تو بھی پورے سال بھر اُنکو اس سے فرصت نہ ملتی لیکن اُنھون نے یہ کام بھی کیا اور اپنے معمولی کام کا نظم و نسق بھی کیا - اُنکے انتظامی کام مین ایک لحظہ بھی فرق نہین آیا - جان لارنس کی سوانح عمری چاہیے جس طرح کی لکھی جاوے لیکن اگر اُسمین پوری پوری چٹھیون کو نقل کرکے عام طور پر یہ بیان نہو کہ اس امر کے متعلق کیونکر کیا کیا مشکلین پڑین اور اُنھون نے کس طرح سے مقابلہ کرکے اُنکو مغلوب کیا تو وہ ضرور ناقص رہجائیگی - اگر یہ عذر کیا جاوے کہ اُنکے کام اور برتاؤ کے اس حصہ کا بیان بغیر اسکے ممکن نہین ہے کہ ذرا ذرا سی باتین نہایت بھاری باتون کے طور پر بیان کیجائین اور اُنکے بعض بہترین احباب کے عیوب ظاہر کیے جائین تو مین اُسکا یہ جواب دیتا ہون کہ گو یہ اختلافات کم حقیقت ہون مگر جس سرگرمی سے اُنھون نے ان باتون کو طے کیا اُسکے اعتبار سے ان باتون کو بے حقیقت سمجھنا مناسب نہین ہے - اور جو کوششین وہ بدعملون کے مطیع یا مخالفون کے متفق کرنے کے لیے عمل مین لائے وہ نامستحسن نہ تھین بلکہ اُنسے ثابت ہوتا ہے کہ نہایت موزون اور مناسب تھین اُنسے ظاہر ہوتا ہے کہ جان لارنس کی راے مین ایسے لوگ ایک "مادہ" یا "ستگینت" یا "جوہر" رکھتے تھے جسکے مقابلہ مین اور عیوب بمنزلہ اُن داغون کے تھے جو آفتاب مین دکھائی دیتے ہین - کبھی جان کوک کا مقدمہ پیش ہوا جو ایک گرم مزاج مگر عالیشان سپاہی تھے - کوہاٹ کے سول اور فوجی اختیارات اُنھین کے سپرد تھے جب اُنکو اپنی مرضی کے موافق کام کرنے کا موقع نہ ملا (مثلاً اُنھون نے ایک مخالف قوم کے درمیان ایک قلعہ بنوانا یا اُن پہاڑیون پر جو ہماری سرحد کے اُس پار ہیں تھے نعلبندی مقرر کرنا چاہا تھا) تو اُنھون نے اپنا کام کمشنر پشاور پر ڈالدیا اور چند مہینے کے بعد ایک مرتبہ جان لارنس کو یہ دھمکی دیتے تھے کہ مین اپنے عہدہ سے استعفا دیدونگا - کبھی رابرٹ نپیر اور انجنیرون کو

راہ پر لانا پڑا۔ جان لارنس نے تاکیدی احکام اور التجاؤن کے ذریعہ سے بھی چاہا کہ اُنکے اخراجات ایک حد تک محدود رہین اور اب خزانہ مین روپیہ کی کمی اور گورنمنٹ عالیہ کی ہدایتون کے بموجب وہ مجبور ہوے کہ کسی نہ کسی تدبیر سے اُن لوگون کو راہ پر لائین۔ کبھی ڈانلڈ میکلوڈ کے پس ماندہ کام کا معاملہ پیش ہوا کبھی اڈورڈس صاحب کی فوجی عدالت کا تصفیہ پیدا ہوا۔ کبھی پہاڑون پر جانے کی تکرار پیش ہوی جسکی نسبت جان لارنس کے نزدیک سواے اُنکے پیارے دوست ڈانلڈ کے اور سب لوگ یکسان مائل تھے اور کسی طرح کہنا نہین مانتے تھے۔ مثلاً نکلسن اور چیمبرلین صاحب کے معاملہ پر مین اسوقت بحث کرتا ہون۔ مسعود وزیریون نے ایک حملہ کیا اور ایک دیسی سردار ازمان خان جسکو نکلسن صاحب اپنا داہنا ہاتھ سمجھتے تھے) ہمارے سرحدی تھانون کے عقب مین مارا گیا۔ جہان کے محافظ ایکشن ایک سبب سے مدد کے پہونچانے مین قاصر رہے۔ نکلسن صاحب نے چیف کمشنر کو اُس فوج کے بارے مین جسکے افسر چیمبرلین صاحب تھے نہایت سخت الفاظ سے شکایت لکھی اور اُدھر چیمبرلین صاحب نے اُسی طرح کے الفاظ سے اُنکا کی تردید کی۔ اب ایک قیامت کی لڑائی شروع ہوگی جسکی مدافعت مین چیف کمشنر کو بہت سے ریم کاغذ اور بہت سا وقت عزیز صرف کرنا پڑا۔ گویہ مجادلہ دوہی آدمیونکا تھا لیکن ایک تیسر اشخص جو دونون مین صلح کرانا چاہتا تھا اُسکو بھی کئی وجہون سے معلوم ہونے لگا تھا کہ اِن دونون آدمیون کے صلح کرانے مین مجکو بھی ایک فریق جنگ بننا پڑیگا۔ اسمین شک نہین کہ اپنی کوششون سے اِس جھگڑے مین دونون طرف عتاب کا اپنے تئین سپر کیا۔ کبھی تو وہ سہولت کے ساتھ مگر صاف صاف الفاظ مین ہر ایک کو چشم نمائی کرتے تھے۔ کبھی سرکاری تعلقات کا اشارہ کرکے سمجھاتے تھے کہ زیادہ مخالفت نامناسب ہے۔ کبھی وہ نکلسن صاحب کو چیمبرلین صاحب کے حیرت انگیز اوصاف کی نسبت لکھتے تھے کہ یہ اُنکے خفیف عیوب سے بہت بڑھے ہوئے ہین اور کبھی اُسی طرح سے نکلسن صاحب کے معاملہ مین چیمبرلین صاحب کو لکھتے تھے۔ اور پھر ایکبار اپنی اسکاچ یا آئرش ظرافت کو کام مین لاکر اپنے مکتوب الیہ کے دل مین تھوڑی دیر کے لیے ایسے سنگین معاملہ کی تلخی کو بھی شربت مذاق سے کم کر دیتے تھے۔ خوش قسمتی سے رابرٹ منٹگمری ڈانلڈ میکلوڈ اور ہربرٹ اڈورڈس یہ چند قریبی دوست اُنکے ایسے تھے کہ اپنے دُکھ درد کا حال اُنسے بیان کر سکتے تھے حالانکہ اِس زمانہ مین ہربرٹ اڈورڈس صاحب اور کوک صاحب کے درمیان بھی نہایت چٹکی ہوئی تھی۔ اِن چٹھیون مین سے مین پہلے ایک چٹھی کا خلاصہ درج کرتا ہون جس سے کچھ کچھ معلوم ہو جایگا کہ نکلسن اور چیمبرلین صاحب کے درمیان کس طرح کی تکرار تھی اور جان لارنس نے اُسکی مدافعت مین کیا کوشش کی۔

بیچارے بوڑھے کوک کو تو مین چاہتا تھا کہ اگر میرا اختیار چلتا تو بریگیڈیر کا عہدہ اور کے۔ سی۔ بی۔ کا خطاب دیدیتا ...... اور چیمبرلین کو مین بافسوس دیکھتا ہون کہ اُسکو رنج پہونچا ہے مین نے دریافت کیا تو یہی بات پائی اور حتی الامکان کوشش کی کہ اُنکا رنج دور کر دون۔ وہ چاہتے تھے کہ مین نکلسن کو نگل جاؤن مگر یہ مجھسے نہین ہو سکتا۔ نکلسن کو آپ جانتے ہین کہ وہ کیا تند مزاج اور بےکہے کا آدمی ہے

زمان خان کے مرنے سے اسکو نہایت ہی قلق گذرا اور سرحدی تھانون کے رسالہ کی نسبت صاف صاف بلکہ حد سے زیادہ صفائی کے ساتھ اُسنے اپنے غصہ کا اظہار کیا اسمین خاصکر رسالہ والون کا قصور نہین تھا گویا سا اُنکا یہ قصور تصور کیا جاتا ہے کہ لوٹیرے اُنکے سامنے اور اُنکے تھانون کی طرف سے ہوتے ہوے نکلگئے اور دس میل تک چلے گئے - یہ امر اُنکے حق مین مضر ہے - مگر (ص ۴۴۶) اصل یہ ہے کہ تھانون کے دستے دیرہ جات مین کبھی کام نہین آسکے اور لوٹیرونکا بہت کم مقابلہ کرتے ہین اور میری یاد مین تو ابتک انھون نے لوٹیرون کو نہین مارا نکلسن نے جو کچھ بیان کیا اسکا دسوان حصہ بھی مین نے چیمبرلین سے نہین بیان کیا گو بظاہر اکثر باتین صحیح صحیح معلوم ہوتی تھین مین نے انکو لکھا ہے کہ اگر آپ کبھی کوئی شکایت لکھین تو اپنے قلم سے زیادہ احتیاط اور اعتدال سے کام لین - بیرونی تھانون پر جو دستے تعینات ہین وہ قرار واقعی طور پر سرحد کی حفاظت نہین کرتے ہین - نکلسن صاحب نے بس اسی امر کو بنا جرم قرار دیا ہے - اگر بیرونی تھانون کے دستے سرحد کی قرار واقعی حفاظت کرتے ہین تو اسکے ثابت کرنے مین بیشک چیمبرلین صاحب کو کوئی دقت نہونا چاہیے اور اگر نہین کرتے تو اس بات کو کیون نہ بیان کرنا چاہیے - نکلسن صاحب بیان کرتے ہین کہ اس طرح کی چار وارداتین متواتر گذر چکی ہین کہ لوٹیرے صاف بچکر نکلگئے -

اسکے بعد مین دو خلاصے اور نقل کرتا ہون ایک چیمبرلین صاحب کے نام کی اُس چٹھی کا جو نکلسن صاحب اور دوسرا نکلسن صاحب کے نام کی اس چٹھی کا جو چیمبرلین صاحب کی تائید مین تھی - اور ان دونون خلاصون سے معلوم ہوتا ہے کہ جان لارنس نے دونون آدمیون کے درمیان صلح کرانے مین کس قدر دانائی اور تحمل کو صرف کیا -

مری ۲۵ مئی ۱۸۵۵ء

میرے پیارے چیمبرلین صاحب میکفرسن نے آپ کی چٹھی مورخہ ۱۲ مئی کو میرے پاس بھیجدیا ہے جسمین آپکی رائین اور خیالات نکلسن صاحب کی ان تحریرات کے بارے مین درج ہین جو انھون نے اول رسالہ پنجاب کے دستے کے بارے مین معاملہ قتل زمان خان کے متعلق لکھی ہین - آپ یقین مانئے کہ آپکی چٹھی سے مجھے سخت صدمہ ہوا - تمام فوج بنگالہ مین ایسا کوئی شخص نہین ہے جسکو مین فوج پنجاب کی افسری پر آپ کے مقابلہ مین زیادہ خوشی سے دیکھ سکون - میری دلی خواہش یہ ہے کہ ان تمام معاملات مین جو آپکی کمان سے تعلق رکھتے ہون آپ کی رایون اور خیالات سے مشورت کرون مین بالکل یہی سمجھتا تھا کہ میری چٹھی مورخہ ۲ مئی (نیم سرکاری) سے آپ کا اطمینان ہو گیا ہوگا -

اگر مین ایسی باتین چاہتا ہون تو مجھے یقین ہے کہ ارباب فوج پنجاب اور بیوجہ الزام لگانے والون مین میرا نمبر سب کے بعد آئیگا - میری ملازمت کا سارا زمانہ انھین لوگون کے درمیان صرف ہوا اور میرے بعض احباب اُسی وردی کے ہین میری یہ خواہش نہین ہے کہ بیوجہ نکلسن کی تائید کرون اور مین صاف اقرار کرتا ہون کہ اُنکی آج کل کی تحریرات مین جو بیا

چاہیے ویسا دوستانہ طرز نہین پایا جاتا۔ مگر وہ نہایت دیانت دار اور راستباز شخص ہین اور مجھے یقین ہے کہ وہ منافقانہ خیالات نہ رکھتے ہونگے۔ وہ صرف یہ بات دیکھنا چاہتے ہین کہ سرحد محفوظ رہے۔ اسمین بیشک کوئی خلل نہین پڑ سکتا۔ سوائے اُس صورت کے جب اُس دستہ سپاہ کی کارروائیون مین جو تھانون مین تعینات ہے اس بات کے ظاہر ہونے سے کہ وہ کسی طرح قابل الزام ہے کچھ نکتہ چینی کیجاسکے اس خاص معاملہ کے متعلق جسمین زمان خان مارا گیا ان لوگون کو کسی طرح کی اطلاع نہین دیگئی تھی اور اس واسطے نکلسن صاحب کا الزام بخیال امر مذکور بیجا ہے۔ تاہم اس امر سے کہ وہ لوگ اس حملہ سے آگاہ نہین ہوئے اور مظلومون نے اُنکی اعانت نہین طلب کی نکلسن صاحب کے اُس قیاس کو کچھ کچھ تائید پہونچ سکتی ہے کہ اس سپاہ پر لوگون کا بھروسا نہ تھا۔ ص ۴۶۸

میرے نزدیک سوائے اسکے کہ اُنھون نے جو کچھ کیفیت لکھی تھی آپ کے پاس بھیجدیتا اور کسی امر کی حاجت نہین تھی۔ لیکن چونکہ بظاہر آپ ابتک خیال کرتے ہین کہ اس معاملہ مین انصاف نہین ہوا اسواسطے مین پوچھتا ہون کہ آخر انصاف کیونکر ہوتا فرض کیجیے کہ ہم اس مقدمہ کی تحقیقات کسی عدالت کے سپرد کرین اگر اُسوقت یہ ثابت ہو کہ نکلسن نے رسالہ پر تہمت لگائی یا بہرحال جسقدر کہنا جائز تھا اُس سے زیادہ کہا تو لازم آئیگا کہ وہ معافی مانگین۔ لیکن مجکو یقین ہے کہ وہ ایسے سچے آدمی نہین ہین جو معافی مانگین گے۔

آپ کے بارے مین مجھے معلوم ہے کہ وہ بڑی خوشی اور نہایت بھروسہ سے منتظر تھے کہ آپ پنجاب مین آئین اور کمان حاصل کرین۔ جب یہ بات مشہور بھی نہین ہوئی تھی کہ آپ کو اس برگیڈیری کا عہدہ ملیگا۔ یعنی کیمپ سے آپ کے روانہ ہونے کے بعد اُنھون نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اس کمان کے خالی ہونے پر آپ کا کیا منشا ہے۔ مین نے جواب دیا کہ گو آپ نے کبھی میری صلاح نہین پوچھی مگر مین نے از خود آپ سے کہا تھا کہ مین آپ کے اس کمان پر مقرر ہونے کی آرزو رکھتا ہون۔ اور مجکو اس بات کے باور کرنے کی وجہ تھی کہ گورنر جنرل بھی یہی نیت رکھتے تھے۔ نکلسن نے دیٹی اک پر جواب دیا کہ مجکو چیمبرلین کا ہرگز خیال نہین تھا اور اگر وہ امیدواری کرینگے تو مین اس عہدہ کا ہرگز ارادہ نہ کرونگا کیونکہ مجکو یقین ہے کہ میری نسبت وہ اس عہدہ کی زیادہ قابلیت رکھتے ہین۔ اب مین سمجھتا ہون کہ جس شخص کی تحریرات اور خیال آپکے بارے مین اس طرح کا ہو وہ آپ کی ماتحت فوج پر مشکل سے الزام لگانے کا مقصد رکھتا ہوگا۔

خاص اپنے متعلق مین ہر ایک بات کے لیے جو جائز اور صحیح ہو آمادہ ہون۔ آپ نے میکفرسن کو جس چٹھی مین لکھا تھا کہ جون کے مہینے مین میرا قصد مری کو جانیکا ہے مَ اسکو مین نے دیکھا آپ ضرور آئین۔ وہان اس معاملہ مین ہمارے آپکے باتین ہوانگی اور اُسوقت اگر ثابت ہوا کہ مین نے آپکے بارے مین ٹھیک کارروائی نہین کی ہے تو مین اُسکو تسلیم کرونگا۔ اگر آپ مجکو اسکا یقین نہین دلا سکتے تو ہربرٹ اڈورڈس ہم دونون کے درمیان فیصلہ کر دینگے۔

۲۶ مئی -

میرے پیارے نکلسن - مین اس خط کے ساتھ ایک چٹھی اڈورڈس صاحب کی اور دوسری چیمبرلین صاحب کی جو اڈورڈس صاحب کے نام ہے آپ کو روانہ کرتا ہون - اس آخری چٹھی مین اُس منحوس معاملہ کے متعلق جسمین بیچارے زمانخان کی جان گئی آپ کی تحریرات کا ذکر ہے -

چیمبرلین کو نہایت رنج ہے اور وہ صاف صاف بیان کر رہے ہین کہ اگر اس معاملہ مین معذرت نہ کی گئی تو مین استعفا دیدونگا - مین سمجھتا ہون کہ اس بارے مین اُنکی رائے کسی قدر خلاف عقل ہے تاہم اُنکے مستعفی ہونے سے سرکار کا بڑا نقصان ہوگا اور بڑی بدنامی آئیگی - اسلیے مین امید کرتا ہون کہ آپ اِسی طرح لکھ بھیجینگے اور اپنا افسوس ظاہر کرینگے - کہ راقم کو آخر مین یہی نتیجہ نکالنے کی ترغیب ہوئی کہ جو دستہ تھانہ پر تعینات تھا اُسکو اس معاملہ کی خبر ہوگئی تھی مین نے دو تین مرتبہ سرکاری طور پر آپ کو لکھا کہ مجکو اُن چار جلون کے صحیح واقعات اور تاریخین جنکا آپ نے زمان خان کے قتل کی رپورٹ مین ذکر کیا ہے لکھ بھیجیے اور اب پھر مین لکھتا ہون کہ ان باتون کے لکھنے مین توقف نہ کیجیے اور اس تحریر مین یہ بھی ظاہر کر دیجیے کہ اس غلطی کے واقع ہونے کا مجکو تاسف ہے -

۴۲۶ ص ایک مرتبہ جان لارنس نے خیال کیا کہ مجکو مخاصمین کے مابین صلح کرا دینے مین کامیابی حاصل ہوئی اور اس سے وہ اپنے دل مین بھی خوش ہوے اور اُن دونون کو بھی مبارکباد دی لیکن پھر نئے جوش کے ساتھ اُس طوفان نے خروج کیا اور اس معاملہ کی کلفت اور دوسری باتون کے رنج اور اپنے زانو کے درد سے بھی (جسکی وجہ سے کئی مہینون سے اُنکے ٹہلنے اور سیر کرنے مین معذوری رہتی تھی اور بیٹھا رہنا اکثا بہت تانگ کو سیدھے بل رکھے ہوے کرنا پڑتی تھی) بعض اوقات اُنکو نہایت ہی بیدلی ہوتی ہوگی - اس حالت مین آنھون نے اپنا مافی الضمیر اڈورڈس صاحب پہ اس طور پر ظاہر کیا -

۲۲ - جون ۱۸۵۵ء

مین دیکھونگا کہ قلعہ ایبٹ آباد کے بارے مین کیا کیا جا سکتا ہے لیکن نیپیئر صاحب نے اپنا دفتر اور اپنا کام قریب قریب ایک ناممکن العمل حالت مین کر دیا ہے - میری سمجھ مین نہین آتا کہ نیپیئر اور اُنکے دفتر اور کام کے بارے مین کیا کرون - گورنمنٹ نے دھمکی دی ہے کہ سواے اُن کامون کے جو نہایت ضروری ہون اور سب کام بند کر دیے جائین کیونکہ وہ اپنے تخمینجات کو داخل نہین کرتے ہین ایک مصیبت مجھ پر اور یہ پڑی ہے کہ نویل چیمبرلین پژمردہ ہو گئے ہین وہ تو نہ نکلسن صاحب کی چٹھی کو پسند کرتے ہین اور نہ میرا سمجھانا جائز رکھتے ہین - مین آپ سے صاف صاف بیان کرتا ہون کہ ہر ایک بات سے پریشانی ہی پریشانی ہوتی ہے اور اب میری خواہش بالکل یہی پیدا ہوتی ہے کہ اگر ممکن ہوتا تو مین قطع تعلق کرتا - گورنر جنرل کی نسبت کچھ میری سمجھ مین نہین آتا کہ کیا خیال کرون وہ بیچارے بہت ہی مضمحل معلوم ہوتے ہین وہ مجکو لکھتے ہین کہ وہ مین ایکسا ایسے کمرہ مین بھی

اس طرف سے اس طرف جانے مین معذور ہون جو مثل انٹا کھیلنے کی میز کے ہموار و مسطح ہو" جہان یہ سب مصیبتین تھین وہان سیم صاحبہ بھی بیمار ہوگئین۔ کل اُنکی حالت نہایت ہی متغیر ہوگئی تھی مگر آج کچھ افاقہ ہے۔ چیمبرلین صاحب کی چٹھی اس خط کے ساتھ منسلک کیجاتی ہے۔

کسیقدر اسی قسم کے خیالات سے کو دوسرے اشخاص اور دوسری دقتون کے بارے مین بتاریخ ۷ امئی منٹگمری صاحب کو وہ تحریر کرتے ہین کہ

اصل نقص خود ہمارے افسرون مین ہے۔ مین صرف اُنھین آلات کے ذریعہ سے کام کرسکتا ہون جو مجھکو گورنمنٹ دیگی۔ اُنکی تقسیم تو مین حتی الوسع اپنی ساری لیاقت صرف کر کے کرتا ہون لیکن مین لیاقت اور استقلال کو اُنمین حلول نہین کرسکتا جس طرح لوگ میرے اور آپ کے ملک مین یہ کہتے ہین کہ وہ شلجم سے خون نہین نکالسکتا" اسی طرح آپ یہ کہتے ہین کہ ـــــ سے مقام گوگیرہ مین کچھ نقصان نہین پہونچیگا۔ لیکن مین کہتا ہون کہ ڈیرہ غازی خان مین اس شخص کے رہنے کی نسبت گوگیرہ مین رہنے سے کم نقصان پہونچ سکتا ہے۔ کیا آپ مجھکو تبلائینگے کہ اُسکو کہان رکھون اور ملتان مین کسکو بھیجون مین افسرون کی تقسیم کے بارے مین نہایت ہی حیران ہون۔ لوگون کے مقاصد اور مراعات کا خیال کرنا اور پھر سرکار کے مقاصد کا بھی لحاظ رکھنا اُسی طرح کی ایک پہیلی ہے جسکو اسفنکس نے اڈیپیلس سے پوچھا تھا۔ مین چاہتا ہون کہ جو افسر اسوقت موجود ہین اُنکو آپ ایک جگہہ بیٹھکر جسطرح مناسب تصور کرسکین تقسیم کردین میرے پاس ماتحت افسر بہت کم ہین اور روز نکلتے جاتے ہین۔

لیکن جان لارنس اسوقت مین بھی جب یہ ستیزہ نہایت تاریکی کی حالت مین تھا اُسکو اپنی روشنی ظرافت سے منور کرسکے۔ مثلاً ۲ جولائی کو وہ اڈورڈس صاحب کے نام کی ایک چٹھی مین لکھتے ہین کہ

مین نکلسن صاحب کی چٹھی کو واپس کرتا ہون۔ میرے پاس چیمبرلین صاحب کی ایک سرکاری چٹھی آئی ہے جسمین اُنھون نے نکلسن صاحب کے چارون حملون پر بیس بیس سوال کیے ہین!۔ اب اگر کوئی بات نکلسن کو راہ راست پر لاسکتی ہے تو وہ یہی سوالات ہین۔ وہ ایک نہایت ہی بیڈھب قلعہ مین سے ایک قوم کو صاف کردینگے یا سرحد پر اگلے زمانہ کے مستقل مزاج" لوگون کی طرح گھوڑا اوڑا لیجائینگے لیکن ایک سوال کے لکھنے مین کم سے کم اُنکو ایک یا دو مہینے صرف ہونگے وہ قلم اور سیاہی کا کام" جیساکہ وہ خود لکھتے ہین وہ اُنکے حسب حال نہین ہے"

خود نکلسن صاحب کو بتاریخ یکم جولائی وہ لکھتے ہین کہ

مجھکو ایک طول طویل سرکاری چٹھی نکلسن صاحب کی بھیجی ہوئی پہونچی ہے جسمین اُنھون نے آپ کی رپورٹ کیے ہوے چار حملون کی بابت بیس جواب پوچھے ہین۔ اگر کسی امر سے آپ کا منھ بند ہوگا تو وہ یہی جوابات ہین کیونکہ مجھکو تو اکثر ایک جواب کا تلاش کرنا دشوار ہوجاتا ہے۔ بہرکیف اگر آپ اُن سب کا جواب بلاتوقف دے سکتے ہین تو

تو اس چٹھی کا جواب لکھتے وقت یہ بھی ظاہر کر دینگے کہ چیمبرلین صاحب کے رنجیدہ ہو جانے کا مجکو بڑا افسوس ہوا اور آپ یہ بھی بیان کر دینگے کہ فوج پر الزام لگانے کا میرا مقصود نہین ہے اور اگر آپ میری چٹھی کے جواب مین یہ عبارت لکھ دینگے تو مین بہت خوش ہونگا - ایسے معاملات مین چیمبرلین صاحب کو بڑا خیال رہتا ہے - تاہم وہ ایک عمدہ شخص ہین اور سپاہ کو انکی ذات سے بہت فائدہ پہونچیگا - اور اگر ناخوش ہو کر چلے گیے تو عام اس سے کہ اسکا سبب اصلی یا خیالی ہو مجکو انکا چلا جانا نہایت شاق گذریگا -

اسکے پانچ مہینے کے بعد چیمبرلین صاحب بالکل آمادہ تھے کہ ان باتون کو معاف کر دین اور بھلا دین لیکن جنگجو نکلسن صاحب اسی ضد پر قائم تھے اور ابتک انکو یہی یقین تھا کہ وہ میرے ناراض ہونے کا معقول سبب تھا لیکن جان لارنس صلح آمیزی کی ان علامتون سے جو چیمبرلین صاحب کے طریقے سے ظاہر ہوتی تہین کام نکالنے مین قاصر نہین رہے -

کیمپ قریب گجرانوالہ - ۲ دسمبر ۱۸۵۵ء

میرے پیارے نکلسن - . . . - آپکے اور چیمبرلین کے درمیان جو کشیدگی پیدا ہو گئی ہے اس سے مین نہایت بیزار ہون اور میری دلی خواہش یہی ہے کہ انکے اور آپکے میل ہو جاے - ایسے دو سپاہیون کے درمیان نقیض نہ رہنا چاہیے - تھانون کے قاعدہ کے متعلق آپکی تحریرات پر انھون نے جو گرفت کی تھی میرے نزدیک یہ انکی غلطی ہے اور مین نے سرکاری اور رنج کے طور پر بھی انکے مقابلہ مین آپکے خیالات کی تائید کی - بااینہمہ یہ کوئی وجہ نہین ہے کہ چونکہ ہماری دلیلون سے انکی دلجمعی نہین ہوئی اور ہمارے پیدا کیے ہوے نتیجون سے انھون نے اتفاق نہین کیا لہذا انکے اور آپکے درمیان اب کبھی دوستی نہو - سرکاری خدمت کو نقصان پہونچنے کی کیا وجہ ہے - اور وہ خدمت قرار واقعی اسوقت تک انجام نہین ہو سکتی جب تک انکے اور آپکے درمیان ملاپ نہو جاے - چیمبرلین صاحب اس مضمون کے متعلق میرے نام کی آخری چٹھی مین لکھتے ہین کہ وہ مین نے اس مسئلہ کو کبھی ذاتی نہین خیال کیا اور بلکہ آپکو آخری چٹھی لکھنے کے بعد سرکاری طور پر بھی اسکا مباحثہ رفع کر دیا - اگر میری راے صحیح ہے تو وہ میری جانب سرد مہری سے خیال کرتے ہین لیکن مین بخوشی اس عزت اور توقیر سے انکا استقبال کرنے کو موجود ہون جو مین ہمیشہ انکی نسبت کرتا رہا - انکو صرف اسقدر کرنا چاہیے کہ میری جانب اتنی دور تک آجائین کہ میرے ہاتھ ان تک پہونچ سکین اور اگر وہ اتنی دور آجائین تو دونون ہاتھ بڑھا کر مین انسے بغلگیر ہو جاؤن - اس امر مین مجکو دو چند خوشی حاصل ہوگی کیونکہ اسمین گورنمنٹ کا فائدہ ہوگا جسکے وہ اور مین دونون شخص ملازم ہین ،، - مین سمجھتا ہون کہ چیمبرلین صاحب کے یہ خیالات قابل قدر ہین اور مجکو امید ہے کہ آپ بھی اسی طرح کا برتاؤ کرکے پیشتر کی باتون کو اگر معاف نہین کر سکتے تو ضرور معاف کر دینگے - چیمبرلین صاحب ایک بڑے معقول آدمی ہین اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہماری فوج مین انکے ایسے زیادہ لوگ نہین ہین - یہ سب سے کون

پاک ہے جسطرح ہم مین ہمارے عیب ہین اسی طرح انمین کے عیوب ہین - لیکن انکے عمدہ اوصاف انکے عیوب سے کہین بڑھے ہوے ہین - جو کچھ مین نے لکھا ہے اسپر مہربانی کر کے غور فرمایئے کیونکہ مجھسے بڑھکر آپکا دوست اور سچا خیرخواہ کوئی نہوگا

اب صرف اسقدر اور بیان کرنا باقی رہا کہ ثابت قدم صلح کار کو ایک مدت دراز کے بعد اپنی محنتون کا ثمرہ حاصل ہوا - کیونکہ اُسنے چیمبرلین اور نکلسن صاحب کو ایک دوسرے کا گاڑھا دوست بنا دیا اور انکو پنجاب مین روکے رکھا تا آنکہ آزمایش کا دن آپہونچا اور اسوقت انکو یکے بعد دیگرے دہلی کی طرف روانہ کیا جہان انکو غازیون کے کام کرنا تھے - اور جسوقت نکلسن صاحب موت کا زخم کھا کر زخمی ہوے اور اپنے بستر مرگ پہ پڑے تھے تو انکی ہولناک مصیبتون کے آخری دس ایام مین نیول چیمبرلین صاحب ہی بھائی سے زیادہ انکی تیمارداری اور خبرگیری مین مصروف رہے تھے - پس جن طول طویل تکرارون کی وجہ سے جان لارنس پنجاب مین ایسے دو شخصون کو اس طرح کے کام پنجاب اور بیرون پنجاب کے باہر انجام کرنے کے لیے روک سکے اُنپر خیال کرنے سے ہر حالت مین انکو فخر اور اطمینان ہوا ہوگا اور اس اعتبار سے شاید انکے بارے مین میرا یہ طول طویل بیان نامناسب نہین ہوا -

اس بحث کے خاتمہ پر مین مناسب سمجھتا ہون کہ جان لارنس کی دو ایک چٹھیان جو کہ گوکٹ کے نام کی جو چیمبرلین اور اڈورڈس صاحب سے دوہری لڑائی لڑ رہے تھے اور دو ایک چٹھیان نیپیر صاحب کے نام کی بھی محول کرون - یہ آخری قسم کی چٹھیان انجنیرون کی مشکلات کے بارے مین ہین جو اسوقت نہایت نازک حد کو پہونچ گئی تھین - ان چٹھیون کا ماحصل انھین کی عبارتون سے بخوبی سمجھ مین آجائیگا -

مری ۱۲ - جولائی -

میرے پیارے گوکٹ - آپکی چٹھی مورخہ ۹ ماہ حال اور اسکے ساتھ کے کاغذات کو پڑھکر مجھے تاسف ہوا - ص ۴۷۴
کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ ان مباحثات کا نتیجہ یہی ہوگا کہ آپ ہمارے ہاتھ سے جاتے رہینگے - مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہر ایک بات مین اپنی ہی کرینگے یا قطع تعلق کر دینگے - ایسی حالت مین مجکو یہ خیال کر کے کہ آپ میرے نزدیک ہمارے عمدہ ترین اشخاص سے ایک شخص اور فوج پنجاب بلکہ اصل تو یہ ہے کہ عام حکومت پنجاب کی عزت ناموری اور قوت کے ایک منبع ہین اسبات پر ایک صدمہ روحی ہوتا ہے کہ آپ یہ راہ اختیار کر رہے ہین - اگر بریگیڈیر آپ ہی ہوتے تو بیشک آپکو اپنی ہی کرنے اور اپنے ہی خیالات اور حکمت عملی کے مطابق کاربند ہونے پر اصرار ہوتا - اور جب یہ بات ہے تو بیشک آپکو اس امر کے تسلیم کرنے کو تیار ہونا چاہیے کہ چیمبرلین صاحب اپنے خیالات کے مطابق عمل کرینگے -

اس فساد کی جڑ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ آپکے مقابلہ مین ایک کم عمر سپاہی ہین - اگر آغاز عمر مین آپکو اختیار کے وہی موقعے حاصل ہوتے جو انکو حاصل ہوے تو بیشک آپ انھین کے برابر نمودار اور کامیاب ہوتے لیکن آپکے

نصیب مین یہ نہ تھا - مین نہین خیال کرتا کہ سپاہ پنجاب مین داخل ہونے کے بعد سے آپ کو فی الواقع شکایت کی بہت وجہین ملین - آپکو یکبارگی ایک عمدہ کمان ملگئی اور اُسکے تھوڑے سے ہی دنون بعد آپ کو ایک ضلع سپرد ہو گیا حالانکہ آپ نے کسی طرح کی تعلیم نہین پائی تھی اس سے آپ کی کچھ وجہ معیشت بھی بڑھ گئی اور اختیار و عزت مین تو بہت کچھ ترقی ہو گئی - اب اسوقت ۸۰۰ میل کی سرحد کے آپ اکیلے افسر ہین جسکو سیول اور فوجی دونون اختیارات حاصل ہین -

ہندوستان مین کوئی شخص عام اس سے کہ کوئی منصب کیون نہ رکھتا ہو ہمیشہ اپنی منمانی راہ نہین اختیار کر سکتا ہے - مین یقیناً اپنی منمانی راہ اختیار نہین کر سکتا - مجکو برابر ایک نہ ایک بات مین سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے - کسی بات کو چھوڑ دیتا ہون کسی مین اپنے خیالات کی ترمیم کرتا ہون - میرا زیادہ تر وقت اس کوشش مین صرف ہوتا ہے کہ لوگون کو متفق رکھون اور عمدہ اشخاص کو جھگڑنے نہ دون - ممکن ہے کہ چیمبرلین صاحب مین عیوب ہون لیکن مجکو تو کوئی اور شاید ایک بھی ایسا شخص نہین معلوم ہے جو ایسے عام طور پر اپنے ہمجنس افسرون مین اسقدر باوقار سمجھا جاتا ہو - مین سمجھتا ہون کہ سپاہ پنجاب کے عہدہ برگیڈیری پر اُنکے انتخاب کو عام طور پہ ہر شخص نے نہایت موزون تصور کیا - . . . -

اگر آپ میری نصیحت (اور وہ نصیحت ایک سچے دوست کی ایسی ہے) مانین تو اس معاملہ کو گورنمنٹ کی تجویز پر چھوڑ دین اور چپکے بیٹھکر دیکھین کہ یہ جنگ کرائیا کیا نتیجہ پیدا کرتی ہے - مین ابتک آپ کو اس حیثیت سے دیکھ سکتا ہون کہ آپ ایک برگیڈیر ہین جو ایران اور جا بجا مین روسی بٹالین کو توپون سے اُڑا رہے ہین - اگر آپ نے شیخی مین آکر اپنا عہدہ چھوڑ دیا تو آپکی ناموری اور آیندہ امیدون کو ضرور نقصان پہونچیگا -

تعمیرات سرکاری کے بارے مین صاف صاف یہ ہے کہ ہلوگون نے بڑی تیز قدمی کی اور خزانہ خالی کر ڈالا - علاوہ برین عامل افسر اپنا کام کرتے جاتے ہین ہمارے پاس کوئی حساب یا تخمینہ یا رپورٹ نہین بھیجتے - مختصر یہ ہے کہ اُنھون نے اپنی ناتھ تو ڑا ڈالی ہے اور شتر بے مہار کی طرح جدھر چاہتے ہین چلے جاتے ہین - اب اُنکے انتظام سے رکھنے اور خالی خزانہ کی کمی پوری کرنے مین تقیض پیدا ہو گی - مین نے عزم بالجزم کیا ہے کہ ہوس آف کامنس کے طریقہ پر عمل کرونگا اور جبتک میری خواہشون اور رایون کی تعمیل نہوگی اُسوقت تک دانہ بند معطل رکھونگا -

لیکن صلح کرانے کی اُن کوششون مین ابتداً ویسی کامیابی نہین حاصل ہوئی جیسی نکلسن اور چیمبرلین والے معاملہ کے متعلق اُنکی کوششون مین کامیابی حاصل ہوئی تھی اور وہ پھر لکھتے ہین -

مری - ۲۶ - جولائی ۱۸۵۵ء

میرے پیارے کوکن - میرے سامنے آپکی دو چٹھیان جو دو دو ہاتھ کی لمبی ہین جو اب لکھنے کو رکھی ہوئی ہین اور وقت مطلق نہین ہے کیونکہ جہانتک میری آنکھین گوارا کر سکتی ہین یا جہانتک مجھ مین طاقت ہے اُس سے زیادہ لکھنے پڑھنے کا کام میرے پاس رکھا ہوا ہے - خطا معاف آپ معاملات کو مبالغہ آمیز اور ناانصافانہ نگاہ سے دیکھتے ہین - آپ ہی بتایئے کہ

جب کوئی شخص یہ کہے کہ مین اپنی مرضی کے مطابق عمل کرونگا ورنہ استعفا دیدونگا تو کیونکر کام چل سکتا ہے - مگر آپ اکثر اسی دُھن مین اپنا راگ گاتے ہین آپ کا جہان دل چاہے جاہیے - لیکن یاد رکھیے کہ آپ اپنی ہی راہ ہمیشہ اختیار نہ کرنے پاییے گا اگر آپ وطن چلے جائینگے اور وہان شادی کرینگے اور بڑھاپے مین الاؤ کے پاس جا کر بیٹھینگے تو کیا آپ سمجھتے ہین کہ اُسوقت ہمیشہ اپنی ہی راہ اختیار کر سکینگے - ارے بھائی ہر حالت اور ہر موقع پر آپ میری اس بات کا یقین رکھیے گا کہ

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن

کہ جاہا سپر باید انداختن

لیکن مجکو نقص یہ دریافت ہوتا ہے کہ آپ اپنی طبیعت پر قادر نہین ہین بلکہ ہمیشہ ہر مرتبہ کے اختلاف راے مین اپنا استعفا داخل کر دیا یہ کہنے لگتے ہین کہ مین چلا جاؤنگا - یہ ایک اس طرح کا طریقہ ہے جس سے ہر آدمی کو یہی ترغیب ہوگی کہ آپ کو رو کے - یعنی کسی سے کہلوانا ٹھہرا کہ وہ نہین ،، بریگیڈیر اور کمشنر اپنے عہدون پر اسلیے مقرر کیے جاتے ہین کہ افسران کمان اور مجسٹریٹون کو اپنے ضبط مین رکھین اور بغیر اس بات کے خیال کرنے کے کہ وہ دغا باز یا احمق ہین اُنکی راے سے اختلاف کرین - پس اگر ہر ہر بات مین اسی طرح کا اختلاف پیدا کیا جاے تو کوئی گورنمنٹ چل نہین سکتی - اگر آپ کے بعض ماتحت بھی آپ کے ساتھ کرین تو آپ اُنسے کیا کہینگے -

اُڈورڈس اور چیمبرلین کے بارے مین یہ ہے کہ گو ہمیشہ میری راے اُنکی راے سے متفق نہین ہوا کرتی ہے لیکن مین سمجھتا ہون کہ اُنکے ایسے دو شخصون کا اُنسے بہتر دستیاب ہونا مشکل ہے - دیکھیے آپ ہی کیسے بے کہے کے آدمی ہین - اگر اڈورڈس صاحب چست و چالاک ہوتے تو آپ اُنکو جانور خیال کرتے چونکہ وہ ایک ملنسار آدمی ہین اس سبب سے چاپلوس ہو گیے - اچھا تو اب آپ کی نسبت سواے اسکے لوگ اور کیا کہینگے کہ تاوقتیکہ آپ اپنی راہ پر چلنے نہ پائینگے دو خودراے اور بے کہے کے ،، آدمی بنے رہینگے -

آپ خیال تو کیجیے کہ معاملہ ،، کوتل ،، کے متعلق آپ نے مجکو کس جھگڑے مین پھنسا دیا - مین یہ بات آپ کے رنجیدہ کرنے کے لیے نہین کہتا ہون لیکن انجام جو اُس معاملہ کا ہوا اگر وہی انجام نہوا ہوتا تو مجکو بھی اپنا استعفا داخل کرنا پڑتا پس آپ چاہتے ہین کہ جنگ کیجاے اور آخر مین صلح ہو - یہ کام عمل مین آئے اُس کام مین ترمیم ہو - لیکن یہ سب آپ ہی کی مرضی مطابق عمل مین آے - اسمین شک نہین کہ کبھی کبھی آپ کی راے صحیح ہوتی ہے - لیکن ہمیشہ ایسا نہین ہوتا - کیونکہ گو آپ عموماً راستبازی اور انصاف سے خیال کرتے ہین مگر آپ کوتاہ بین حد سے زیادہ ہین آپ تصور کرتے ہین کہ تمام عالم کوہاٹ ہی کے اندر رکھون ہے -

چیمبرلین صاحب سے جو آپ نے کہا کہ مین اپنی راے کو قائم رکھونگا ورنہ مین استعفا دیدونگا تو اُسکے معنی یہ ہوے کہ اُنہین اور آپ مین اُس بات کے کہنے ہی کے وقت سے سروری کی تکرار پیدا ہو گئی میرا جو شخص بالادست حاکم ہوتا اُس سے میل الیسی

بات بس آخری ہی نوبت پر کہتا ہین حجت دلیل کرتا سوال وجواب کرتا لیکن استعفا نہ دیتا۔ استعفا دینے کی دہمکی ایک آخری امر ہے جسمین پھر کسی بحث کی گنجایش نہین ہے۔ مین خیال کرتا ہون اور ظاہر آپ بہی اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ آپ اکثر اپنے خیالات اور خواہشون پر بہت زور دیکر اُنکی بابت اصرار کرتے ہین آپکے قول کے بیان اور آپکی رایون کے ظاہر کرنیکے بعد اب اُنکے اعادہ کی ضرورت نہین معلوم ہوتی — آپ اس معاملہ کی نسبت اگر کوئی اور راے نہین قائم کرسکتے تو پھر اپنی راے آپ اپنے پاس کیون نہین رکہتے۔ آپ خود رائی اور ضد کے ساتھ دوسرون پر اپنی راے کا زور کیون ڈالتے ہین۔ آپکے اصل اوصاف کو اس عیب نے غارت کر رکہا ہے۔ . . . مین نے اپنے خیالات آزادی اور صفائی کے ساتھ آپ کو لکہے ہین اور یہ مین نے سوچ سمجھکر کیا ہے کہ آپ نے اُسکی درخواست کی تھی —

اس بات کا بیان کرنا لطافت سے خالی نہین ہے کہ چیف کمشنر کی بیحد ثابت قدمی اور استقلال سے اس معاملہ مین بہی صلح ہوگئی اور کوک صاحب پنجاب مین ٹہرے رہے تا آنکہ اپنی شاندار رجمنٹ کی سرکردگی سے دہلی کو بہیجے گئے۔ یہان اُنکو اپنی اعلیٰ درجہ کی فوجی قابلیتون کے دکہانے کو بڑا بہاری میدان ملا اور رفتہ رفتہ اپنی بیشمار خدمتون کے صلہ مین سی۔ بی کا خطاب حاصل کیا۔ یہ خطاب اُنکو ۱۸۵۸ء مین حاصل ہوا مگر جان لارنس نہایت ہی خوش ہوتے اگر یہ خطاب اُنکو ۱۸۵۵ء کے عین شورش کے زمانہ مین ملا ہوتا —

اسی زمانہ کے قریب جیسا کہ مین بیان کرآیا ہون انجنیرون کا قصہ پیش ہوا۔ جان لارنس ۲۵ جون کو لکہتے ہین کہ وہ صیغۂ تعمیرات سرکاری ابہی سے اسقدر تکلیف اور پریشانی مجھکو دے رہا ہے کہ اُسکو چہوڑکر پنجاب کے تمام باقیماندہ کامون کے انجام کرنے مین مجھکو اسوقت تکلیف اور پریشانی نہین ہوتی ہے۔ چیف انجنیر باوصف صدہا اعلیٰ اور اشرف خوبیون کے کوئی کاروباری آدمی نہین ہین۔ اُن صدہا اشرف صفتون کی قدردانی اور اُن نمودار کامون کی وجہ سے جو نپیر صاحب نے آزادانہ اختیار پانے کی حالت مین انجام کئے تھے جان لارنس ابتک درگذر کرتے آئے سواے سوال وجواب یا اُنکی ناتجربہ کارانہ کارروائیون پر افسوس کرنے کے اور کچھ نہین کیا۔ لیکن اب ڈارن صاحب کے پاس سے جو لارڈ ڈلہوزی کی غیر حاضری مین کونسل کے پریسیڈنٹ رہے تھے ایک چٹھی باظہار تاسف خلوص نمرا نہ جو آئی تو اس معاملہ مین کوئی چارہ نہین رہگیا کیونکہ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ صیغۂ تعمیرات سرکاری مین فی الفور بے انتہا تخفیف کی اشد ضرورت ہے جان لارنس جیسا کہ ذیل کی چٹھی سے ظاہر ہوگا پہلے ہی ایک نرمی کے ساتھ صورت معاملات کو نپیر صاحب پر ظاہر کرچکے تھے —

راولپنڈی ۱۵۔ اپریل ۱۸۵۵ء

ص ۴۷۵ میرے پیارے نپیر۔ آپکے محکمہ کی نسبت اس روز جو ذکر ہوا تھا اسپر مین بہت کچھ غور وفکر کرتا رہا۔ وہ ایک ایسا امر ہے جسپر لوگون سے

مین نہایت تردد کے ساتھ خیال کرتا آتا ہون جس طور پر معاملات رہتے آئے ہین اُسکو مین پسند نہین کرتا اور مین نے چاہا ہے کہ اب رفتہ رفتہ مگر قطعی طور پر اُس طریقہ کو بدل دون - اسکے لیے مین نے قصد کیا ہے کہ نئے کامون مین جو ہر امر کے اعتبار سے ضروری ہون ایک پہلے ﷺ سچ کس دون اور جن صورتون مین کام ضروری معلوم ہوتا ہو لیکن اخراجات کے بارے مین شک ہو تو انکے بارے مین تخمینے اور کیفیتین طلب کرون - مین دیکھتا ہون کہ یہ طریقہ آپ کو حیران اور پریشان کرتا ہے اور اُسکے باعث آپ ہی کے قول کے مطابق "آپ کو اپنا خون جگر کھانا پڑتا ہے" پیشتر آپ کو اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے کا بہت موقع مل چکا ہے جیسا کہ آپ نے خود بیان کیا ہے اور آپکو اجازت رہی کہ جو چاہین سو کرین - اب ہر ایک معاملہ مین آپ سے بازپرس ہوتی ہے -

مجکو اس موقع پر بیان کرنا چاہیے کہ مین ہمیشہ اس قاعدے کے خلاف رہا اور بورڈ کے زمانہ مین اُسکے تدارک کی فکر اور اس امر کی کوشش کرتا رہا کہ حسابات ٹھیک وقت پر پیش ہوتے رہین - مین نے دیکھا کہ میری کوششین بے سود ہین کیونکہ انکا نتیجہ صرف یہ ہوا کہ میرے اور نیپئر کے مابین تکرار ہوگئی - اور اس لحاظ سے مین نے اس بات کو ترک کردیا -

مین نہین سمجھتا کہ آپ مجھسے بڑھکر اپنا کوئی سچا دوست رکھتے ہون شاید میرے بھائی بھی مجھسے زیادہ آپ کے دوست نہونگے ایسا کوئی شخص نہین ہے جو مجھسے زیادہ آپ کا دلی خیرخواہ ہو یا جسکو آپ پر کسی مصیبت کے نازل ہونے کی حالت مین زیادہ رنج ہو - لیکن سرکاری معاملات کے متعلق اصول اور تجربہ دونون سے جہانتک مین دیکھتا ہون دستور اور قاعدہ ضروری ہے مین دیکھتا ہون کہ ان باتون سے لاپروائی کرنے پر بھی پنجاب مین بہت کچھ کیا گیا ہے لیکن مجکو یہ بھی یقین ہے کہ اگر اُس دستور اور قاعدہ کی پابندی کیجاتی تو اُسی قدر کام کمتر خرچ مین انجام پاتا - بہرحال گورنمنٹ نے آپ کے محکمہ کی ہدایت کے لیے ایک باضابطہ مجموعہ قوانین منضبط کیا ہے اور ہم پابند اس امر کے ہین کہ یا تو اسکے احکام کی تعمیل کرین یا اگر اسمین کوئی نقص معلوم ہو تو اسکو ظاہر کرکے اُسکی ترمیم کرائین - ہملوگون کو یہ نہین لازم ہے کہ اسکو منسوخ کردین - اگر مین کبھی آپ سے کوئی ایسا نقشہ یا کیفیت طلب کرون جو ضروری نہو یا جس سے مجکو کوئی سروکار نہو تو آپ صرف اس امر کو ظاہر کردیجیے تاکہ اسکا علاج کیا جائے -

جان لارنس نے لارڈ ڈلہوسی کے نام جو چٹھیان بھیجی تھین اُنسے بھی کوئی علامت اس بات کی نہین پائی جاتی کہ وہ نیپئر کی طرف سے کچھ رنج رکھتے ہون - جان لارنس ہمیشہ عالی ہمت رہے -

ـــــــــہ یہ لفظ بجنسہ انگریزی کتاب مین سچ ہے جو ترجمہ ... ۱۲ - مترجم

کودمری - ۲۶ - اگست ۱۸۵۵ء -

میرے پیارے لارڈ حضور کی چٹھی مورخہ ۱۴ جولائی کے جواب لکھنے مین میری طرف سے تاخیر ہوئی - اسکی وجہ یہ ہے کہ مین نے اس امید مین کچھ انتظار کیا کہ اگزیکیوٹو ٹوڈ یپارٹمنٹ کے متعلق اپنے اطمینان کے مطابق مفصل حالات لکھنے کے قابل

ہو سکون - پسماندہ کام کے طے کرنے اور معاملات کی درستی کرنے کے متعلق ادھر دو مہینہ کے عرصہ مین بہت کچھ کارروائی ہوئی - مجھسے نیپیر صاحب سے کئی مرتبہ دیر دیر تک باتین رہین اور اُنھون نے وعدہ کیا ہے کہ جو کچھ آپ کی خواہش ہوگی اُسی کے مطابق مین عمل کرونگا - جو صورت اب معاملات کی ہوگئی ہے اُس سے بیشک نیپیر صاحب ناراض ہین اور اُنکو اس بات سے تسکین کرانا ص ۴۷۱
کہ کس امر کی اصلاح ضروری ہے کوئی آسان بات نہین ہے - وہ ہمہ تن اس بات پر آمادہ ہین کہ جو کام جاری ہین وہ بدستور قائم رکھے جائین اور نئے نئے کام نکالے جائین - لیکن وہ تفصیلات اور ہر قسم کے حسابات کو ناپسند کرتے ہین اور اُنکے دل مین یہ خیال نہین آتا کہ اُنکے ماتحتون مین سے کوئی شخص مورد الزام ہوگا - اصل تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اُنکے کسی ماتحت پر کوئی الزام لگاتے تو وہ اُس ماتحت کی طرف سے جوابدہی کرنے پر آمادہ ہوجاتے تھے - اُن مین جیسا چاہیے کفایت شعاری کا بھی خیال نہین ہے جیسا کہ کل شب کو اُنھون نے خود سادگی سے بیان کر دیا تھا اُنکو یہ خیال نہین ہے کہ وہ حد سے زیادہ جلدی کر سکینگے - لیکن وہ تصور کرتے ہین کہ گورنمنٹ کو یقین ہو جائیگا کہ کافی روپیہ کے خرچ نہ ہونے کے سبب سے کام ابھی کافی طور کا نہین ہوا -

حضور مطمئن رہین کہ جہانتک معاملات کی درستی میرے امکان مین ہے وہانتک مین اُنکو ایک مناسب بنیاد پر قائم کرونگا اور اگر ممکن ہوا تو اس بات کا مین اس طور سے بندوبست کرونگا کہ نیپیر سے جنکا ہمکو خود بڑا خیال ہے کچھ بگڑنے نہ پاوے - وہ ہر قسم کے تخمینون سے نفرت کلی رکھتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ تخمینے وہ انجینیرون کے پھنسانے کے جال ہین سوا اسکے اور کچھ بھی نہین ہین "

مندرجہ ذیل چٹھی سے گو نیپیر صاحب کی رنجش کا حال بہت کچھ ظاہر ہوتا ہے تاہم یہ پایا جاتا ہے کہ دونون آدمی قابل تعریف تھے -

کوہ مری - ۲۸ - اگست ۱۸۵۵ء

میرے پیارے نیپیر - کل کا رقعہ پہونچنے کے پیشتر ہی میرا ارادہ تھا کہ ہفتہ کو میرے آپ کے جو باتین ہوئی تھین اُنکے بارے مین کچھ آپ کو تحریر کرون لیکن مجھکو بیشمار کاغذات دیکھنا تھے -

پہلے مجھکو یہ بیان کرنا چاہیے کہ مین بالکل اُس خیال کا شریک ہون جو آپ رکھتے ہین اور مجھے یقین کامل ہے کہ آپ میری رایون کے خلاف کارروائی کرنا نہین چاہتے - ہمنے آپ نے مختلف مکتبون مین تعلیم پائی ہے ہمارے آپ کے خیالات بھی مختلف ہین اور ابتک ہمارے آپ کے درمیان کبھی یکجائی بھی نہین رہی اِن سب باتون کی وجہ سے فرائض منصبی اور ذمہ داریون کے متعلق ہماری اور آپ کی رائین بھی مختلف ہین - میری ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ پنجاب مین آپکے محکمہ کو مین اپنے ضبط مین رکھون جسکی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ ضرورت اس بات کی مقتضی ہے مگر زیادہ تر اس وجہ سے کہ مجھپر فرض ہی ہے لیکن یہ حقیقت مین مجھکو نہین معلوم ہوا کہ اس بات کا کس طور پر بندوبست کرون جسمین آپکو کوئی بھاری صدمہ نہ پہونچے

پہلے تو مین نے اس امید اور اس بھروسہ پر معاملات کو انھین کے حال پر چھوڑ دیا کہ خود بخود انکی اصلاح ہوتی رہیگی اور جس قطعی طور پر مجھکو کارروائی کرنا چاہیے شاید اس طور پر مین نے کارروائی نہین کی۔

ایک مدت دراز تک معاملات بالکل آپ کی نگرانی پر چھوڑ دیے گیے مجھکو یہ معلوم ہوا کہ حسابات پس ماندہ پڑے ہوے ہین لیکن یہ نہین معلوم ہوا کہ اسقدر کام بلا اختیار جائز عمل مین آرہے ہین جیسا کہ بعد کو منکشف ہوا۔۔ اگر میرے پاس آپکی فہرستین کارگزاریون کی رپورٹین اور اسی طرح کے دوسرے نقشہ جات معمولی وقت پر برابر پہونچتے رہتے تو مجھکو مداخلت کرنے کی ضرورت جلدتر معلوم ہوجایا کرتی۔

آپ کے کاغذات جب اول اول پہونچے تھے تو اسوقت بھی مین نے انکے مطابق عمل کرنا پسند نہین کیا۔ کیونکہ انسے مجھکو یہ نہین معلوم ہوا کہ کس قسم کے کامون کے لیے روپیہ درکار ہے اور کن کی بابت منظوری ہوئی اور کن کی بابت نہین ہوئی ہے ۔۔۔ آپکے محکمہ کا مجھکو جو اختیار حاصل ہے اگر مین اسکی تعمیل نکرون تو یہ میرے لیے ایک اور بھی لغو بات ہے ۔ مین ص ۴۷۶
اس اختیار کو بالکل خود مختارانہ اور بیباکانہ طور پر کرسکتا ہون لیکن میری راے یہ نہین ہے ۔ مین نے آپ سے دوستانہ خیالات قائم رکھ کے صرف بنظر مصلحت وقت اس بات کی کوشش کی ہے کہ آپ سے آپکے محکمہ کے معاملات کو درست کراؤن اگر وہ انقلابات کلاب کے چھیڑ کنے سے وقوع مین نہین آتے ہین تو کوئی اصلاح بھی بغیر اسکے عمل مین نہین آتی کہ بہ زور الفاظ اظہار مطلب کیا جاے اور ماتحت حکام پر قطعی مگر دوستانہ طور پر ظاہر کیا جاے کہ ایک شخص کی خواہشون کے مطابق تعمیل ہو

آپ کہتے ہین کہ تمھارے حکم سے جو سرکاری چٹھیان روانہ ہوتی ہین انکے بالکل خلاف تم بیان کرجاتے ہو۔ شاید یہ بیان بہت کچھ صحیح ہو لیکن حقیقت یہ ہے کہ چونکہ مین فطرتاً تندخو ہون اسلیے جہانتک ہوسکتا ہے مین حتی الامکان اپنے کلام مین بہت احتیاط رکھتا ہون۔ پھر چونکہ مین یہ بھی چاہتا ہون کہ آپ کے دل کو رنج نہ پہونچے اور آپ نے جس شائستگی اور ملنساریکا شیوہ میرے بارے مین اختیار کرکے اسکا بیجا اثر مجھ پر پیدا کیا ہے اسکے اعتبار سے مجھکو یہ خیال کرنے کی ترغیب ہوئی ہے کہ آپکے محکمہ کے متعلق دراصل جسقدر عیوب کا (میرے نزدیک) مجھکو خیال پیدا ہوا اُنسے بہت کم مین نے سختی ظاہر کی۔۔۔۔

اگر اس چٹھی مین کوئی ایسی بات مین نے بیان کی ہو جس سے آپکو رنج پہونچے تو مجھے معاف کیجیگا۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ یہ دوستانہ طور پر مین نے بیان کیا ہے۔

ذیل مین اُس مراسلہ کا اقتباس درج کیا جاتا ہے جسکو لارڈ کیننگ نے غدر کے فرو ہوجانے کے کچھ دن بعد سر چارلس وُڈ کے نام تحریر کیا تھا۔ اس تحریر سے مندرجہ بالا خط کتابت کی نہایت دلچسپ تشریح پیدا ہوتی ہے حالانکہ اسکے مضامین کچھ بقصد قائل اُس تشریح کے متعلق نہین بیان ہوے ہین کیونکہ یہ تحریر وقوع واقعہ کے بعد کی ہے۔

خیمہ گاہ ہوشیارپور واقع سڑک لاہور و پشاور۔

۳۰- مارچ سنہ ۱۸۶۱ء

حال مین پشاور کو جاتے اور وہان سے آتے ہوئے اُس سڑک کے مسئلہ پر جو سرحدی چھاونی مذکورہ بالا کو لاہور سے گئی ہے فی الحقیقت میرا خیال بہت رجوع رہا۔ یہ سڑک جیسا کہ آپ آگاہ ہین الحاق پنجاب کے بعد ہی بننا شروع ہوئی تھی۔ ابتدا مین جو اندازی تخمینے کیے گئے تھے اُنکے بالکل ناکافی ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کام کیبارگی شروع کر دیا گیا اور اِس بات کا پورا پورا اندازہ نہین کیا گیا تھا کہ اُسمین کیا کیا دشواریان لاحق ہونگی۔ کئی برس تک بے قید اخراجات کے ساتھ یہ کام جاری رہا لیکن ساتھ ہی اسکے ایسی مستعدی اور قابلیت کے ساتھ اُسکی کاربردائی ہوتی رہی جو سٹر رابرٹ کی تدبیرات مین بالتخصیص پائی جاتی تھی۔ . . . ـــ اس سڑک پر سفر کرنے سے قبل میرا خیال تھا کہ اُسکی تعمیر مین کسی قدر لاپروائی کی گئی ہے لیکن بذات خاص اُسکے ملاحظہ کے بعد میرے اُس خیال مین ایک بڑے درجہ تک ترمیم ہو گئی ہے۔

سنہ ۱۸۵۱ء اور سنہ ۱۸۵۲ء کے مابین جس جستی کے ساتھ یہ کام ایک ایسے ملک مین شروع ہو کر جاری رہا جہان ہوشیار مزدورون کا بالکل قحط اور گاڑیون وغیرہ کا نام نہین تھا اُسکے لحاظ سے خرچ کثیر درکار تھا۔ پھر جس پیمانہ اور جس استحکام کے ساتھ سڑک کے کنارے بنائے گئے اور نشیب و فراز کی رعایت اعلیٰ درجہ کے حسب حساب سے (فیصدی ۳) رکھی گئی اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہانتک ہم اس کام کی تکمیل کے متعلق اخراجات کا منظور کرنا قرین مصلحت سمجھتے اُس سے کہین زیادہ خرچ مین یہ کام تکمیل پائیگا۔ اب ہمکو اُسکے اخراجات کا بہت اچھی طرح سے اندازہ معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ یہ معلوم ہو گیا کہ کام کسقدر کرنا پڑیگا کتنے دنون مین اُسکی تکمیل ہوگی اور سرمایہ کے نہونے سے کام مین اگر خلل پڑیگا تو اُسکا ہرجہ کس قدر برداشت کرنا پڑیگا۔ لیکن اِس امر سے چشم پوشی نہ کرنے کی حالت مین بھی مجکو اِس امر سے اعتراف کرنا چاہیے کہ ایسے وقت مین بھی گورنمنٹ کا میلان طبع چندان خرچ کے تخمینے پر نہین ہے بلکہ زیادہ تر اُسمین ہمت دلانے کا ہے۔ اور جہان مین اس بات کا متمنی ہون کہ اب پھر کبھی بغیر مناسب تخمینا کیے ہوئے اس قسم کے کام یکدم سے جاری ہونے پائین وہان بعض بعض اشخاص کے اِس عقیدہ سے بھی مین چشم پوشی نہین کرتا کہ مسٹر رابرٹ نیپیر کی صلاح اور عام ہدایت سے جو اِس عالیشان کام مین محنت پیشہ اشخاص کو ایک بڑے درجہ تک ترقی کرنے کا موقع ملا اور اِس کام اور پنجاب کے ایسے ہی دوسرے بھاری کامون مین جو روپیہ صرف ہوا اُس سے اقل درجہ ہندوستان کی سب سے زیادہ جوانمرد قوم پر برٹش حکومت کے زور اور فائدہ رسانی کے خیالات بخوبی مرتسم ہو گئے اور خدا کی مہربانی سے اِس امر مین معین ہوئے کہ پنجاب مین امن و امان اور خیر خواہی قائم رہے اور اُسکے ذریعے ہندوستان کی سلطنت ہاتھ سے نکلجانے کے بعد پھر حاصل ہو جائے۔

مین نے نہایت (شاید میری اِس کتاب کے پڑھنے والون مین سے بعض لوگ خیال کرینگے کہ ضرورت سے زیادہ) طوالت کے ساتھ اِس بات کا بیان کیا کہ جان لارنس نے اپنی گاڑی کے گھوڑون سے یکجا رہنے مین کیا کیا کوششین کین اور انہین کہانتک کامیابی (جن آدمیون کے ساتھ جان لارنس کو سابقہ تھا اُنکا

خیال کرکے یہ کامیابی بڑی بھاری بات معلوم ہوتی ہے) حاصل ہوئی اِن باتون کے بیان کرنے کی جو مین پیشتر تحریر کرچکا ہون۔ جان لارنس اور انکا کام صرف انہین کوششون کے لیے مشہور ہے۔ اس بات کے بیان کرنے کی حاجت نہین ہے کہ اسکے چند سال کے بعد غدر شروع ہونے کے زمانہ مین (اگر اسی طرح کی کوششین نہ کی گئی ہوتین تو) معلوم نہین کیا کیفیت گذرتی۔ اگر یہ کوششین نہوئی ہوتین تو بالعوض اسکے کہ پنجاب مین ایسے افسر ہوتے جو اپنے کام اپنی رعایا اور اپنے افسران اعلیٰ سے قرار واقعی واقف ہوتے وہان ایسے لوگ افسر ہوتے جو کسی کے حال سے مطلق واقف نہوتے (اور یہ کوئی انکا قصور نہوتا) اور اسوقت یہ کل صوبہ ہماری مستحکم مدد ہونے کے بدلے ہماری پریشانی کا اصل باعث ہوتا۔ پنجاب مین نکلسن اور چیمبرلین اور کوک اور نیپیر (اور اسی طرح کے ایک مجمع کثیر) ایسے لوگون کے رہنے کی گنجائش اور موقع ملا تو اسکی وجہ صرف انہین چٹھیون سے جنکو مین نے اس طوالت کے ساتھ محول کیا ہے ظاہر ہوگی۔ یہ چٹھیان سب چیف کمشنر ہی کے نام کی ہین سوا اسکے اور کسی کے نام کی نہین ہین۔

ص ۴۴۷

جس طریقہ سے جان لارنس نے اپنے ماتحتون کے ساتھ برتاو کیا اسکی نسبت انکا یہ طریقہ بھی کچھ کمتر قابل لحاظ نہین ہے کہ انھون نے کسی مقام پر اپنے اصول سے ذرا بھی انحراف نہین کیا اور نہ کبھی اپنے خیالات پر پردہ ڈالنے والے الفاظ استعمال کیے اور اس التزام کے ساتھ بھی وہ برابر اس عالی دماغ شخص کے اتفاق مین کام کرتے رہے جو گورنمنٹ کا سب سے اعلیٰ افسر تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیونکر اس کام کے قابل ہوسکے۔ اس سوال کا جواب کچھ آسان نہین ہے اور کوئی جواب اسوقت تک شافی بھی نہین ہوسکتا ہے جب تک اسقدر غور و تعمق کے ساتھ جو مین پیشتر سے کرتا آیا ہون ایک ایسے گورنر جنرل کے حالات پر لحاظ کیا جاے جو ہندوستان کے نہایت ہی با اقتدار گورنر جنرلون سے ایک گورنر جنرل ہوگیا ہے۔

باوصف ان بڑی بڑی خوبیون کے جنکی نسبت امید ہے کہ وہ سوانح عمری کے ذریعہ سے بطور کافی نمایان ہوئی ہونگی (بلکہ انہین کے باعث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ) لارڈ ڈلہوسی مین بعض بعض عیوب بھی تھے جو انہین خوبیون کے برابر ظاہر ہوسکتے ہین۔ وہ متکبر اور حریص اور جابر تھے۔ وہ کسی شخص کو جو انکی نافرمانی یا مایوسی کا باعث ہوتا یا جو انکے اختیار مین دست اندازی کرنے کا میلان ظاہر کرتا پامال کر دیتے تھے ایسی حالتون مین انسے تحمل ممکن نہ تھا۔ جان لارنس جب کبھی غیر مناسب وقت پر اپنی آزادی کے اظہار سے چونکائے جاتے تھے تو وہ بڑی رنگین بیانی کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ "لارڈ ڈلہوسی نے اپنا پاؤن ٹیک دیا" ایک اور بات وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ "لارڈ ڈلہوسی میری درخواست کے جواب مین خسروانہ صیغہ نفی کو

استعمال کیا - جان پیٹر گرینٹ نے جو لارڈ موصوف کے لایق ترین ماتحتون سے تھے کہا تھا کہ ”لارڈ صاحب ایک مرحبانی ہین ،، کوئی خاص شخص یا مجمع اشخاص کانٹون پر لات چلانے کی حالت مین جسقدر زیادہ مرحبانیت رکھتا ہے اسی قدر زور سے اسکے پانون مین وہ کانٹے چبھتے ہین - انکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ بورڈ ون کمشنرون اور چیف کمشنرون سے تو انکو کسی طرح کی ہمدردی نہ تھی مگر حقیر ڈپٹی کلکٹرون کو وہ بچا دیتے تھے اور آسانی سے انکو چھوڑ دیتے تھے - جس طرح پہ وہ اوائل گورنر جنرلی پر لارڈ گف ہنری لارنس اور ہنری لارنس کے مستحکم طبع ماتحتون کے ساتھ پیش آئے اسکی کیفیت مین سابق کے ابواب مین بیان کر چکا ہون - ان حالتون مین انھون نے جیشم نمائی کی جو چٹھیان تحریر کین وہ فولاد سے زیادہ صاف اور صیقل کی ہوئی تھین پس اگر انمین کوئی بات لایق تعریف تھی تو پسند کرنے کے قابل (میرے نزدیک) ہرگز نہین تھی - علی الخصوص ایک صفت سے تو وہ بہت کم متصف تھے اور یہ صفت ایسی ہے کہ کوئی شخص چاہے جیسا لایق ہو انسان کی فرمانروائی کا بار قرار واقعی نہ اٹھا سکیگا سو وہ یہ ہے کہ انمین خیالات سے ہمدردی کرنے کی صلاحیت نہین تھی مین یہان اس اخلاقی کیفیت محسوسات کا ذکر نہین کرتا جو کم و بیش عام بنی آدم مین پائی جاتی ہے جسکی وجہ سے دنیا کے آدمی خوشی کرنے والون کے ساتھ خوشی کرنے اور رونے والون کے ساتھ رونے لگتے ہین اور وہ کیفیت ایسی ہے کہ اگر کوئی آدمی پتلے ڈھانچہ کا ہو تو وہ اپنے کسی بلند خیال ماتحت پر کوئی تکلیف مجبوری پہونچانے کے وقت اسی کیفیت کی وجہ سے اوّل درجہ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ گویا وہی تکلیف دوسرے اشخاص خود اسی کو پہونچا رہے ہین - کیونکہ لارڈ ڈلہوسی مین اس کیفیت کی کمی ہرگز نہین تھی - چونکہ وہ سپاہی تھے (کیونکہ انکے باپ ہندوستان کے کمانڈر انچیف رہ چکے تھے) اسواسطے جب انھون نے سنا کہ نمبر ۱ ڈرینگون رجمنٹ مقام چلیان والا مین بھاگ گئی تو انکی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے - جس وقت سر فریڈرک ہیلیڈی ان حالات کو جو ملتان مین اگینیو اور اینڈرسن صاحب کے مارے جانے کے متعلق انکے پاس پہونچے تھے بیان کرنے لگے تو لارڈ ڈلہوسی انکو سنکر روتے جاتے تھے اور پھر جب اسی معتمد ماتحت کو انکی پیاری بی بی (جسکو وہ نہایت ہی عزیز رکھتا تھا اور جو ساحل انگلستان کے سامنے پہونچتے ہی سمندر کی بیماری سے ہلاک ہو گئی تھی) کے مرنے کے بعد پہلے پہل انھون نے دیکھا تو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے - جب لیڈی ڈلہوسی کے مرنے کی خبر اول اول انکو پہونچی تو اس رنج مین وہ کئی ہفتہ تک گورنمنٹ ہوس سے باہر نہین نکلے اور سوا اس شخص کے جسکی ملاقات نہایت ضرور تھی اور ہر ایک شخص کی ملاقات سے انکار کیا لیکن گورنمنٹ کے تمام کام ایمانداری اور ہمدردی کے ساتھ بذریعہ تحریر انجام کرتے رہے جیسا کہ وہ ہمیشہ کیا کرتے تھے ہنری لارنس کے نام اس تردد کے زمانہ مین جب انکے بھائی اور بھاوج کو سکھون نے قید کر لیا تھا جو چٹھیان روانہ کین وہ پوری دلسوزی اور سچی ہمدردی سے خبر دیتی ہین اور جان لارنس کے نام جو چٹھیان انھون نے روانہ کی تھین انسے ابتدا سے انتہا تک یہی

لے صفت مہربانی بالطف ۱۲

۴۸۱ ص

بات ظاہر ہوتی ہے کہ لارڈ ڈلہوسی کو نہایت الفت اور محبت کے ساتھ ہنری لارنس اور اُنکی زوجہ کا خیال تھا۔ اُنکے پرسنل اسٹاف مین بھی ایسا کوئی ممبر نہ تھا جو ایسی باتون کو نہ بیان کرسکتا جنسے ظاہر ہوتا کہ لارڈ موصوف کو اُن دونون فیملیون کا کسقدر خیال تھا۔ انمین سے اکثر لوگ آنکے معتقد تھے اور اپنے کثرت کار کے زمانہ مین جو دو ایک باتین وہ کہتے یا دو ایک لفظین ایسے افسرون کی کارگزاری کے اعتراف مین لکھتے تھے جنکو ایسے فاصلہ دراز پر لارڈ صاحب کے اِس خاص اعتراف کی کوئی امید نہین تھی وہ عمر بھر اُن لوگون کو یاد دیا اُنکی الماریون مین عمر بھر رکھی رہین پس جو کچھ مین بیان کرونگا اُسمین ایسی کوئی بات نہین ہے جس سے ظاہر ہو کہ اُنکے دل مین سچی مہربانی یا وہ بات جو عموماً ہمدردی کہلاتی ہے نہین ہے۔

لارڈ ڈلہوسی کے جو عیوب مجھکو معلوم ہوے وہ زیادہ تر اُسی قسم کی ہمدردی سے متعلق ہین جو نہایت وسعت رکھتی ہے اور شاذونادر دیکھنے مین آتی ہے وہ جسقدر اخلاقی قوت سے تعلق رکھتی ہے اُسی قدر دماغی قوت سے بھی تعلق رکھتی ہے اور وہ خاصکر تیزی قوت متصرفہ پر منحصر ہے۔ لارڈ ڈلہوسی اپنی چٹھیون کے اعتبار سے جو صدہا میرے سامنے رکھی ہوئی ہین میرے نزدیک اس قابلیت سے معرا تھے کہ کافی طور پر اپنے محکومون کی دلی کیفیتون اور حقوق اور اولوالعزمیون اور خیالات سے ہمدردی کرسکتے اور اسواسطے وہ اس امر کے سمجھنے سے معذور تھے کہ باشندگان ہندوستان (جیسا کہ انمین سے اکثرون نے کیا) ہمارے ارادون کی عام فیضرسانی اور ہماری حکومت کے یقینی فائدون کو تسلیم کرنے کے بعد بھی ٹھنڈی سانسین لے لیکر اُن گذشتہ ایام کے یاد کرنے پر مائل تھے اگر انپر ظلم کیا جاتا تھا یا وہ لوٹے اور مارے جاتے تھے تو خود اپنی قوم اپنی بولی اور اپنے ہی فرقہ کے لوگون کے ہاتھ سے اُن سب باتون کو برداشت کرتے تھے۔ پھر جیسا کہ مجھپر ظاہر ہوتا ہے وہ بہیئت مجموعی اِس بات کو اپنے دل مین سوچنے سے معذور رہے کہ الحاق کی جس حکمت عملی کا اُنھون نے علانیہ اقرار اور سلطنت مین جائز خواہ ناجائز طور پر جو بیشمار اضافے کیے تھے (یہ اضافے بھی مثل الحاق کے مصلحت وقت کے اعتبار سے مجبوری اُنھون نے کیے تھے یا یہ کہو کہ یہ مصلحت وقت خواہ مخواہ اُنھون نے پیدا کرلی تھی) اُنکا اثر ہندوستانیون کے دل پر بہیئت مجموعی کیا پڑا ہوگا۔ علی الخصوص ایک اِس امر مین مجھکو شبہہ ہے کہ اُنھون نے اپنے دل مین یہ خیال کیا ہو کہ تبنیت کے مقدس حق مین خلل پہونچا کر رعایا کے مذہبی خیالات اور قدیم الایام کے دستورات مین دست اندازی کرنا ایک ایسا امر ہے جسپر روشن دماغ فرمانروا کو نہایت ہی غور و فکر کرنا لازم ہے۔ گو اُنکی چٹھیان سب کی سب بڑی فصیح و بلیغ اور لطیف ہین لیکن کبھی مین بھی کوئی ایسا فقرہ نہین ہے جسپر پڑھنے والا ٹھہر جاے اور ٹھہر کر مثل خطوط مٹکاف صاحب یا اُوٹرم صاحب یا ہنری یا جان لارنس کے جو فصاحت و بلاغت مین اُنسے کمتر ہین کسی مقام پر انگلی رکھکر یہ کہے کہ دیکھو اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس شخص کا کل ہندوستان پر حکمرانی کرنے کا خاص دعوی اسوجہ سے تھا کہ وہ اُس کلی طور پر رعایا کی خواہشونکو ص ۴۸۱

سمجھتا تھا۔ پس اگر ہندوستان کے گورنر جنرلون مین لارڈ ڈلہوزی سے بڑھکر کوئی گورنر جنرل لائق یا ذی سطوت یا پائدار نہین گذرا ہے تو میرے نزدیک یہ بات بھی ہے کہ دلیسیون سے ہمدردی کرنے اور ان لوگون مین ہردل عزیز رہنے کے اعتبار سے اُنسے بڑھے ہوے گورنر جنرل بہت سے گذرے ہین۔

با ایں ہمہ وہ ہر ایک امر کے اعتبار سے ایک ذی سطوت شخص تھے۔ اُنمین جو کچھ عیوب تھے وہ چھوٹے آدمیونکے نہین بلکہ خاص الخاص بڑے شخصون کے تھے۔ انکا جسم اور قد تو چھوٹا یعنی قریب قریب اسکے تھا کہ کسی کو اسکی جانب خیال بھی نہین ہوتا لیکن دل البتہ وہ بہت بھاری رکھتے تھے بقول شاعر

چھوٹے سے سینہ مین لیے تھے وہ بڑا بھاری دل

ص ۴۸۲ گو انکی تندرستی بہت ضعف کی حالت مین تھی اسپر بھی وہ قوی سے قوی آدمی کی نسبت بھی زیادہ کام کرتے تھے۔ گو وہ ایک جسمانی عارضہ مین مبتلا تھے جسکی وجہ سے زیادہ صعوبت کی حالت مین انکو اکثر اپنے کپڑے اوتار کر اپنے کمرہ کے اندر مقید ہوکر بیٹھنا پڑتا تھا اور اس کمرہ مین بھی جو ”انکا کھانے کی میز کے برابر سطح تھا“ وہ چلنے پھرنے سے معذور تھے تاہم وہ ہندوستان کو اس کنارے سے اس کنارے تک طے کر آئے۔ ہر شے کو اپنی آنکھون سے دیکھ آتے اور اپنی آٹھ برس کی مدت فرمانروائی مین جس مدت تک قریب قریب کوئی گورنر جنرل اس منصب پر نہ رہا ہوگا ایسے عہدہ کی ہر ایک خدمت کو جو صاحب منصب کو سردار پر سردار دیگر سرداری چڑھا دیتا ہے ”یعنی درجہ اعلی پر پہونچاکر ہلاک کر ڈالتا ہے کمال عمدگی تیزدستی درستی اور نمود کے ساتھ اسطور پر انجام کیا کہ بہت کم گورنر جنرل ان باتون مین انکے برابر کہے جا سکتے ہین۔ صرف صوبہ پنجاب کے متعلق انکو اسقدر کام رہتا تھا کہ کسی معمولی لائق آدمی کو اپنی ساری کوششین اُسی کے انجام مین مصروف رکھنا پڑتین۔ جسوقت ہم انکی چٹھیات موسومہ برادران لارنس کو پڑھتے اور اس جامع اور مانع رای پر جو پنجاب کے الحاق کے متعلق (جہان تمام لائق لوگ بھرے ہوے تھے اور ہر ایک نے اپنے اپنے وقت مین کارنمایان کیا) ہر ہر واقعہ اور ہر ہر کیفیت پر وہ دے سکے خیال کرتے ہین تو ہمکو بہت مشکل سے یقین ہوتا ہے کہ انکی کل خدمات کے مقابلہ مین پنجاب کا کام صرف ایک جزو قلیل تھا اور وہ آٹھ برس کی مدت مین کچھ زمانہ تک اور بھی پانچ چھ صوبون کے صریحًا جواب دہ رہے جنکو انھون نے شامل سلطنت کیا تھا اور ان کاموں کے علاوہ انکی خاص دشوار خدمتین تھین جو ابتدا سے انکے سپرد ہوئی تھین اور جنھون نے خود انکے قول کے مطابق اسقدر بار انپر ڈال دیا تھا جو انکے بڑے سے بڑے شائقین مین سے بھی کسی پر نہ پڑا ہوگا۔ الغرض اگر وہ آسمان سے بھیجے ہوے فرمانروا نہین تھے تو اسمین کوئی شک نہین کہ وہ فرمانروائی کے لیے خلق ہوے تھے۔ اگر وہ حریص تھے تو انکی حرص مثل قیصر روم کی حرص کے تھی۔ انمین خودغرضی کی باتین بہت کم اور کمینہ پن کی باتین مطلق نہین تھین انکا ریشہ ریشہ بادشاہی کرنے کے لیے بنا تھا۔ وہ اپنے دل مین سمجھتے تھے کہ مین فرمانروائی کر سکتا ہون اور کروڑون

آدمی جو انکے زیر حکومت سپرد کیے گئے تھے اُنکی بہبودی کے حق مین بہتر یہی ہوا کہ لارڈ موصوف ایسا سمجھتے تھے۔

اور ادھر جان لارنس بھی بالکل اسی طرح کے حاکمانہ مزاج اور اپنی دُھن کے آدمی تھے جیسے لارڈ ڈلہوزی تھے۔ پس ایسے لوگون مین جنکی نسبت ہم اس بات کی امید کرین کہ وہ لارڈ ڈلہوزی کی ماتحتی عمدگی کے ساتھ نباہ سکے ہونگے جان لارنس آخری شخص تھے۔ لیکن شاید ہم بہت اچھی طرح سے اس بات کو دیکھ سکتے ہین کہ جان لارنس نے اُنکی ماتحتی اسی طرح نباہ دی۔

پنجاب جو جان لارنس کے زیر حفاظت تھا لارڈ ڈلہوزی کا نہایت محبوب صوبہ تھا۔ جان لارنس اُسکے چیف کمشنر تو ہو سکتے تھے مگر یہ بات بھولنے والے وہ کب تھے کہ مین اُسکا خود مختار فرمانروا نہین ہون۔ اگر اُنھون نے کبھی اس بات کو بھلا دیا اور اگر اپنی جوابدہی سے اُنھون نے ایک دوست کو پنجاب کی مقدس حدود کے اندر کام کرنے کے لیے طلب کیا یا اُن حدود کے باہر ایک سرحدی جھگڑے مین بلا سابق منظوری گورنر جنرل اپنے تئین پھنسایا تو اُنسے بھی جواب طلب کیا گیا اور اُنکو بھی معلوم ہوا کہ لارڈ ڈلہوزی کس جبروت کے آدمی ہین۔ لیکن اس موقع پر اُنھون نے اعلیٰ اختیار کی تبعیت اور خیر خواہی کے خیال سے عمل کیا۔ سرکاری فرائض کا خیال اُنکو اس درجہ تھا جو سوا اسے پائنیر کے چیلہ کے اور کسی شخص مین نہین پایا جا سکتا لیکن جس شخص کو عوام الناس سے اسطرح کی ہمدردی ہو اور جو ایسا حاکمانہ مزاج رکھتا ہو اُسمین مشکل سے ایسے خیال کے پائے جانے کی امید ہو سکتی ہے۔ اپنے چیف کی بعض اوقات کی چشم نمائیون کو اگر اُنھون نے گوارا کر لیا تو اُسی سرکاری فرلضیہ کے خیال سے گوارا کیا۔ اگر یہ چشم نمائیان اور کسی مقام سے کیجاتین تو وہ اپنے حملہ آور سے خم ٹھونک کر لڑنے پر مستعد ہو جاتے۔ لیکن لارڈ ڈلہوزی بھی ایک بڑے عالی ہمت شخص تھے اور اُنسے بعید تھا کہ اپنے ماتحتون کو آزادی کے ساتھ اپنے اپنے خیالات ظاہر کرنے کی خواہش نہ کرتے۔ جان لارنس یہ بات ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ لارڈ ڈلہوزی نے پنجاب مین ایسی کوئی کارروائی یا تقرری ایسی نہین کی اور کوئی کلمہ ایسا نہین بیان کیا جسکی بابت جان لارنس نے اُسکے ناپسند کرنے کی حالت مین اپنی بہادرانہ صاف دلی کے ساتھ گرفت یا تردید نکی ہو۔ اور اُسکے بعد اگر اُنکو اپنے چیف کے خیالات بدلنے مین کامیابی نہین ہوتی تھی تو وہ اُن خیالات کے قبول کرنیکا اپنی تئین مجاز ہی نہ سمجھتے تھے بلکہ اُنپر عمل کرنے کا اپنی تئین پابند جانتے تھے۔ اور لارڈ ڈلہوزی سے جو اُنھون نے نباہا تو اُسکی وجہ یہی تھی کہ اُنمین مخالفت کے ساتھ اطاعت اور خیر خواہی اور رضاجوئی کے ساتھ تقریر کی بے تکلفی اور بیباکی پائی جاتی تھی جو اُنکی دوسری بڑی صفتون کے ساتھ مین ملکر لارڈ ڈلہوزی سے ٹھیک ٹھیک مطابق ہو جاتی تھی۔ اور اُسکی وجہ سے اس طرح کے دو اپنے اپنے دھن کے آدمی (اگر مین نے اُنکی خاصیتون اور تحریرات کو صحیح صحیح سمجھا ہے تو بیشک وہ ایسے ہی تھے) ایک ہی احاطہ کے اندر اسطور سے رہ سکے کہ ایک شخص دوسرے کا قدردان رہا اور کبھی کسی نے ایسی کوئی بات نہین ہونے دی جس سے خطرناک قسم کی مخالفت دونون کے درمیان ظہور پذیر ہوتی۔

حصہ ۴۸

لارڈ ڈلہوزی مین جان لارنس کی طرف سے اُنکی قدر و منزلت اور خوبی کے خیالات پہلے ہی سے پیدا ہونے لگے تھے اور اب اُنکو اسقدر ترقی ہوتی گئی کہ دونون مین بھائیون کی ایسی الفت اور محبت پیدا ہوگئی تھی حکمت عملی مین دونون آدمیون کے درمیان عام طور کا اتفاق تھا لیکن اس بات کے لیے اتفاق بھی بخوبی تمام پایا جاتا تھا کہ اُنکے باہمی مراسلات مین مذاق اور لطف اور شوخی پیدا ہوسکے۔ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ دونون کی کل مراسلت مین صرف ایکمرتبہ جان لارنس نے ایک ایسی بات پر زیادہ زور ڈالا جو اُنکے چیف نے اُنسے کہی تھی۔ جان لارنس نے ایک عہدہ پر ایک سویلین کے مقرر ہونے کی بابت نہایت شد و مد سے اعتراض کیا تھا کیونکہ اُنکے نزدیک یہ شخص اس عہدہ کے قابل نہین تھا اور گورنر جنرل نے ظرافتاً اُنکو جواب مین لکھا کہ "جان تم خوب سمجھتے ہوگے کہ تم بڑے نفرت کرنے والے آدمی ہو" ظاہر ہے کہ اس جملہ کے معنون مین غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے اور جان لارنس نے اپنے بھولے پن سے یہ خیال کرکے کہ لارڈ ڈلہوزی کا اس لفظ سے مطلب کچھ اور ہے بڑی گرمجوشی سے اُنکو جواب لکھا اور اُس الزام کی تردید کی۔ اُنکی چٹھی نہایت ہی خاص طریقہ کی ہے اور لارڈ ڈلہوزی کا جواب بھی اسی طرح کا ہے۔

صفحہ ۴۴

۲۱ - اپریل ۱۸۵۵ع

میرے پیارے لارڈ . . . . ۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ حضور کو اس بات کے خیال کرنے کی وجہ پائی گئی کہ مین بڑا نفرت کرنے والا ہون اگر مین اپنے افعال کا کوئی تمیز کرنے والا خیال کیا جاسکتا ہون تو مین یہی کہونگا کہ وہ بات نہین ہے۔ میرے نزدیک دنیا مین ایسا کوئی شخص نہین ہے جسکی نسبت مجھے وہ خیال ہو۔ یہان اور دوسرے مقامات پر ایسے بہت سرکاری افسر ہین جنکے بارے مین مین ایک حقیر راے رکھتا ہون۔ پنجاب مین ایسے بہت سے افسر ہین جنکی نسبت رپورٹ کرنا مین نے اپنا فرض تصور کیا۔ لیکن میرے علم مین ایسا کوئی شخص نہین ہے جسکو مین ذاتی نقصان پہونچانا چاہتا ہون۔ ہر ایک سرکاری افسر جسکو مین نے نالائق خیال کیا وہ مجھسے بیشک نفرت کرتا ہے اور یہ بھی سمجھتا ہے کہ مین اُس سے نفرت کرتا ہون۔ یہ بالکل لازمی امر ہے۔ مجکو معلوم ہے کہ مین قوی اور قطعی راے رکھتا ہون اور جب موقع آیا تو مین نے بلا قید اُنکے بیان کرنے مین کوئی تامل نہین کیا۔ لیکن اس بات کو مین اپنا فرض اور اپنی حیثیت کی ضرورت سمجھتا رہا کہ اگر مجکو اپنے انتظام مین کامیابی پیدا کرنا ہے تو اُسی پہ عمل کرنا چاہیے۔ اِن صورتون مین نہ تو مین نے اُس شخص کو بری رکھا جو میرے پسند کا تھا اور نہ اُس شخص کو چھوڑا جسکی نسبت میرا یہ خیال نہین تھا اور ترقی کے بارے مین سفارش کرنے کے لیے میری دلی خواہش یہی رہی کہ بے لوث رہون۔

لارڈ ڈلہوزی نے یہ جواب لکھا۔

۱۴ - مئی ۱۸۵۵ع

میرے پیارے لارنس . . . ۔ ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ مین نے جو کچھ لکھا اُس سے آپکو رنج ہوا اور آپ نے اپنے یقین مین ـــــ کے بارے مین بیان کیا ہے کہ آپ سے کوئی غیر واجبی امر نہین سرزد ہوا اور آپ کسی شخص کی نسبت

ایسا برتاؤ نہین کر سکتے ہین۔

اگر آپ مہربانی کر کے میری چٹھی مورخہ ۱۲۔ مارچ کو نکال کر دیکھیے تو آپ کو معلوم ہو جاے کہ مین نے آپکی بے انصافی کا ہرگز اور نہ اس خاص امر مین کوئی ذکر کیا ہے۔ برخلاف اسکے مین نے صراحتًا بیان کیا ہے کہ ”مجھکو اس بات کے تصور کرنے کی کوئی وجہ نہین پائی جاتی کہ آپنے اُس شخص کے حق مین ناانصافی کی ہے“

آپ تصور کرتے ہین کہ مین نے یہ کہا کہ آپنے ــــ سے نفرت کی یا آنکہ وہ آپ بڑے نفرت کرنے والے ہین۔ ان امور کی نسبت اسے میرے دوست مین بات نہین بدل سکتا۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۸۴۹ء مین اُس شخص کی تقرری کی نسبت آپ نے کن وجہون پر مخالفت کی تھی اور اُسکے بارے مین اپنا کیا خیال ظاہر کیا۔

اپنے عام طریقہ کے مطابق آپ تسلیم کرتے ہین کہ آپ کی رائین تندی اور قطعی ہین جنکے بلاقید بیان کرنے مین آپ کبھی تامل نہین کرتے۔ یہ بہت ٹھیک ہے اور مین نے اور میرے نزدیک ڈاکٹر جانسن نے جو آپ کو ”ایک بہت بڑا نفرت کرنے والا“ کہا تو اسکی وجہ یہی تھی کہ ہلوگون نے اُن قطعی مخالفانہ رایون کو بحال اور برقرار رکھا۔ لیکن یہ کہنا کہ آپ ”وہ بڑے نفرت کرنے والے“ ہین اس بات پر محمول نہین ہو سکتا کہ آپ بلکہ کش یا نامنصف ہین چنانچہ اسی طرح سے اگر یہ کہا جاے (جیسا کہ مین کہہ سکتا ہون) کہ آپ ایک بڑے پکے دوست ہین تو اُسکا مطلب یہ نہوگا کہ آپ کوئی غیر واجبی رعایت یا طرفداری کرتے ہین۔

لیکن لارڈ ڈلہوسی کا طول طویل زمانہ ملازمت مع اپنی صلح و جنگ کی محمود کارروائیون آپنی بے نظیر ”اخلاقی اور ملکی ترقی“ اپنی ریلون اور تار برقیون اور اپنی فتح مندیون اور طاقتون کے اب قریب اختتام پہونچا جاتا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ ملازمت کے ختم ہونے کے بعد سے مین اُسکے ایک لائق ترین لفٹننٹ کو کچھ خوشی اور کچھ رنج کے ساتھ ایک چٹھی کے ذریعہ سے لارڈ موصوف نے یاد دلایا کہ ہم دونون کے درمیان اب قریب مفارقت ہونے والی ہے۔

اوٹاکمنڈ ۱۸۵۵ء

میرے پیارے جان آپ کا عہدنامہ کل پہونچا اور مین اسکے آپسے بیان کرنے مین تاخیر نہین کرتا ہون کہ مین اُسکی تمام و کمال کارروائی کو بہت بڑی شکرگذاری کے ساتھ دیکھتا آیا اور اسی طرح اس بات کی بھی شکرگذاری بلاتاخیر ظاہر کرتا ہون کہ آپنے کامیابی کے ساتھ اس عہدنامہ کی تکمیل کر کے مجھکو مرہون منت کیا۔ مین خیال کرتا ہون کہ ہندوستان اور انگلستان دونون ملکون مین یہ عہدنامہ نہایت ہی گران قدر تصور کیا جائیگا اور اس وجہ سے وہ میرے نظم و نسق کی عزت افزائی کا باعث ہوگا۔ مین نے اپنی رائین اور خیالات پر زور اور سچی عبارت مین ظاہر کیے ہین اور مین امید کرتا ہون کہ آپ اور آپ کے شریک خیال کرینگے کہ گورنمنٹ درحقیقت آپکی کوششون کی قدردانی کرتی ہے اور اُسنے یہی چاہا ہے کہ آپ کی خدمتون کے ساتھ پورا انصاف کیا جاے۔

پس اسطور پر اراکین سلطنت کی خوشنودی کا زائدہ استحقاق اور میری ذاتی شکوری کی وجہ جو پیدا کی ہے اسکے اعتبار سے مناسب یہی ہے کہ ایک امر کی بابت مین آپ سے فوراً استفسار کرون کیونکہ میری ملازمت کا زمانہ عنقریب ختم ہونے والا ہے اور اس صورت مین اس امر کے متعلق زیادہ تاخیر کرنے کا اب موقع نہین رہا—

آپ نے ہندوستان مین ایسی بھاری خدمتین انجام دی ہین جنسے آپ کو اس امر کے یقین کرنے مین قاصر یا کسی طرح مشتبہ نہ رہنا چاہیے کہ مین بذات خاص اپنا فرض اور عین خوشی سمجھتا ہون کہ سلطنت کی طرف سے آپ کی قابلیتون کے صلہ مین کوئی مناسب اعزاز دلواؤن—

جو امر آپ سے مجکو پوچھنا ہے وہ یہ ہے کہ یہ اعزاز کس شکل مین آپ کو سب سے زیادہ پسند ہوگا آیا آپ بیرنٹ بننا چاہتے ہین یا دو نایٹ گرانڈ آف دی باتھ ،، کا خطاب لینا چاہتے ہین — اعزاز اول اسوجہ سے بالاتر ہے کہ وہ موروثی ہے لیکن بہت سے لوگ معترض ہونگے کہ جب تک اس اعزاز کے ساتھ بشمار دولت بھی شامل نہو اسوقت تک اس سے کچھ فائدہ نہین ہے—

ص ۴۸۵

ان دونون مین آپ چاہین جسکو ترجیح دین مین اپنے نہایت سچے دل سے اپنا فرض سمجھون اور اسی بات کی کوشش کرونگا کہ ہندوستان سے جانے کے پیشتر وہ آپ کو حاصل ہو جاوے — یہ تو آپ کو بہت اچھی طرح سے معلوم ہے کہ مین دونون مین کسی کے دلوانے کا ذمہ نہین کرسکتا ہون لیکن آپ کو اپنے اس عزم بالجزم سے یقین دلا سکتا ہون کہ آپ کی خواہشون کی تکمیل کے لیے مین زمین اور آسمان کو ایک کر دونگا اور مین سمجھتا ہون کہ آپ کے دعوون اور میری درخواستون سے اراکین سلطنت بمشکل انکار کر سکینگے—

میرے پیارے جان مجکو سمجھنا اپنا ہمیشہ کا سچا دوست

ڈلہوزی

اس بارے مین ایک چٹھی جو جان لارنس نے لارڈ ڈلہوزی کی چٹھی کا جواب بھیجا (اور جو وہ بہت اچھی طرح سے اپنے دل مین تجویز کر چکے تھے کہ کیا جواب دینا چاہیے) دینے کے پیشتر اپنے جانی دوست ہربرٹ اڈورڈس کو تحریر کی تھی سوانح عمری کے مذاق سے خالی نہین ہے اس واسطے وہ ذیل مین درج کیجاتی ہے—

مقام کوہ مری ۲۴ مئی ۱۸۵۵ء

میرے پیارے اڈورڈس — آج صبح کو میرے پاس گورنر جنرل کی ایک چٹھی پہونچی ہے جسکو مین اس اپنے خط کے ساتھ محول کرتا ہون — مجکو امید ہے کہ جب انھون نے میرے شکریہ کے لیے استفسار کیا ہے تو وہ میرے شریک ،، کو وہ فروگذاشت نہ کرینگے — مین کہہ سکتا ہون کہ حال مین جس خدمت کی تکمیل ہوئی ہے اسکے صلہ کا استحقاق اگر زیادہ نہین تو میرے برابر فی الواقع رکھتے ہین—

باانیہمہ آپ کو اس چٹھی کے لکھنے سے میرا اصل منشا یہ ہے کہ لارڈ ڈلہوسی کی چٹھی کا جواب لکھنے مین آپ کی کیا راے ہے کسی قسم کا اعزاز حاصل کرنے مین میری اصل خوشی وہی ہے جسمین میری پیاری بی بی خوش ہون گو مین یہ بھی نہین چاہتا کہ سرکاری ملازمت سے کنارہ کشی کر کے چلا جاؤن اور میری خدمتون کا کچھ اعتراف نہو۔ سوال یہ ہے کہ آیا مین بیرونٹ کا اعزاز قبول کرون یا کے۔سی۔بی۔ کا میری بی بی اول ہی اعزاز کو افضل سمجھتی ہین گو اسمین شک نہین کہ جسکو مین پسند کرونگا اُس سے بھی وہ خوش رہینگی مین اُن وجہون سے جنکو گورنر جنرل نے بیان کیا ہے خطاب کے۔سی۔بی۔ کو ترجیح دیتا ہون میرے پاس کوئی ایسی دولت نہین ہے جو اپنے بیٹے کے لیے چھوڑ جاؤن اور مین فرض سمجھتا ہون کہ جو کچھ ہو اپنے تمام بیٹون کے مابین تقسیم کر جاؤن۔اب دیکھنا چاہیے کہ ایک مفلس (اور مین کہہ سکتا ہون کہ ایک تہی دست) بیرونٹ بننا نہ بننے سے بہتر ہے۔۔اس اعزاز سے کوششون کو کچھ تقویت ہوسکتی ہے مگر وہ کچھ ٹھیک نہین ہے۔مجھکو تو یہ اندیشہ ہے کہ اُس سے دوسرونکا منہ دیکھنے کی ترغیب ہوگی اپنی ذات سے کوئی کامیابی نہ حاصل ہوگی۔ مہربانی کر کے اس بارے مین بذریعہ ڈاک واپسی اپنی راے سے مجھے مطلع کیجیے۔

اس چٹھی کے خاتمہ پر مجھکو اسقدر اور بیان کرنا ہے کہ آپ کو پشاور کا کمشنر مقرر کرنے کے لیے مین نے جو جدوجہد کی تو مثل اُس لنگڑے کاریگر کے ہے جسکا ذکر ”میڈ اف پرتھہ“ مین کیا گیا ہے یہ کوشش گویا مین نے اپنے ہی لیے کی۔

لارڈ ڈلہوسی کو بھی اُنھون نے اُسی طرح کی چٹھی لکھی اور گورنر جنرل نے پھر ایک مرتبہ اسکا جواب یہ لکھا

۲۶ جون ۱۸۵۵ء

آپ کی چٹھی مورخہ یکم ماہ حال کل مجھکو وصول ہوئی مین پھر آپکو یقین دلاتا ہون کہ ہندوستان سے جانے کے قبل آپکو خطاب کے۔سی۔بی۔ کے دلوانے مین اپنے امکان بھر کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا مین ناممکن سمجھتا ہون کہ مجھکو اس قصد مین ناکامی حاصل ہو کیونکہ آپ سے بڑھکر کسی شخص نے واجبی طور پر اسکا استحقاق نہ پیدا کیا ہوگا۔

آپنے جو اس خطاب کو بیرونٹ ہونے پر ترجیح دی تو میرے نزدیک بڑی عقلمندی کی۔انگلستان سے جو چٹھیان میرے نام آئی ہین اُمنسے کچھ حال اس بات کا ظاہر نہین ہوتا کہ میرے بعد کون میرا جانشین ہوگا اصل تو یہ ہے کہ میرے انگلستان کے دوستون کو خود ہی نہین معلوم ہے اور موجودہ گورنمنٹ اپنی اس کمزوری کی حالت مین بہت اندیشہ کر رہی ہے کہ کس کو منتخب کرے۔

میرا پاے چوبین کچھ دنون سے بہت روبراہ ہے۔کیسے آپ کا پانون کیونکر چلتا ہے۔

آپ کا دوست صادق

ڈلہوسی

اس چٹھی کے لکھے جانے کے بعد ہی لارڈ ڈلہوسی کے جانشین کا نام ہندوستان کے لوگون پر ظاہر ہوگیا اور یہ ایک ایسے شخص کا نام ہے جسکو انگلش لوگ شکر گزاری اور اعزاز کے ساتھ زبان پر لاتے رہینگے۔لیکن

اُسکی صلاحیتین لارڈ ڈلہوزی کی صلاحیتون سے بالکل مختلف طور کی تھین اور اِس بات کا صحیح صحیح اندازہ کہ لارڈ ڈلہوزی کے چلے جانے سے گو اُنکا جانشین کیسا ہی افضل کیون نہو ہندوستان کے حق مین بدرجہ غایت مضر ہوگا لارڈ ڈلہوزی کے لفٹنٹ خاص کے سوا اور کوئی شخص نہین کرسکتا تھا -

کوہ مری ۲۰ - اگست ۱۸۵۵ء

میرے پیارے لارڈ - مجھے یہ سُنکے خوشی حاصل ہوئی کہ حضور کے نزدیک ہملوگ لارڈ کیننگ کو پسند کرینگے اور مجکو امید ہے کہ وہ ہملوگون سے رضامند رہینگے - تاہم مجکو یہ لکھنا لازم ہے کہ حضور کے جانے سے نہایت ہی نقصان ہوگا -

حضور کی وجہ سے ہندوستان کے عام انتظام کو ایک جوش اور حرکت ہوگئی تھی اور تمام محکمون مین ایک طور کی قوت پیدا ہوگئی تھی جس سے وہ تمام بدنامیان جو گورنمنٹ سابق پہ عائد تھین بالکل رفع ہوجاتین صرف اس بات کی کسر تھی کہ جو انتظامات کیے گیے تھے اُنکی تکمیل ہوجاتی -

خاص میرے لیے تو بڑا بھاری تبادلہ ظاہر ہوگا - مین مشکل سے یہ امید کرسکتا ہون کہ مجکو ایسا مہربان شفیق اور دوست ملیگا - جب کوئی شخص زیادہ عمر کو پہونچتا جاتا ہے تو وہ قریب قریب یہی چاہتا ہے کہ نئے تعلقات نہ پیدا ہون سرکاری تعلقات کی بھی یہی کیفیت ہے - نظم و نسق کے لیے زور طبیعت اور صوابدید راے دونون مطلوب ہین اس اعلیٰ افسر کو اپنے ہم وطنون کے اور بڑے گروہ کو اپنے اختیار مین رکھنا پڑتا ہے یہ لوگ مختلف اصولون کے پابند اور مختلف مکتبون کے تعلیم پاتے ہوئے ہوتے ہین - اس اعلیٰ افسر کو اپنے خاص برتاؤ کے سوا اور کسی طرح سے سطوت اور قوت کم حاصل ہوتی ہے - وہ چاہے جو کچھ کرے لیکن اسکو زیادہ تر اسی بات پر بھروسہ رکھنا چاہیے کہ دور والے آدمی اُسکے افعال کی نسبت کیا راے رکھتے ہین -

حضور کو تو اپنے وطن جانے مین غالبًا زیادہ خوشی ہوگی لیکن جو رفیق آپ یہان چھوڑے جاتے ہین (اور اُن مین مین صادق ترین رفقا سے اپنے تئین شمار کرتا ہون) اُنکو حضور کے جانے سے واقعی نہایت افسوس ہوگا

جان لارنس اور اعلیٰ افسر گورنمنٹ ہند کے باہمی تعلقات مین عنقریب جو تبادلہ ہونے والا تھا اُسکا خیال جان لارنس کو لارڈ ڈلہوزی کی مندرجہ ذیل چٹھی سے اور بھی بڑھ گیا - اور اس چٹھی مین لارڈ ڈلہوزی نے جان لارنس کو لکھا تھا کہ آپ کلکتہ مین آکر مجھ سے رخصتی ملاقات بھی کرلیجیے اور میرے ساتھ چلکر میرے جانشین سے تعرف حاصل کیجیے -

کوہ نیلگری ۲۶ - ستمبر ۱۸۵۵ء

اب اسوقت تک تو آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ امر صحیح نہین ہے کہ لارڈ کیننگ فی الفور یہان چلے آتے ہین وہ ایسے وقت آئینگے جب مجکو یہان سے جانا منظور ہے میرا جانا یکم فروری یا یکم مارچ اور غالبًا اسی آخری تاریخ تک ہوگا -

مجکو ذرا بھی اس بات کا شبہہ نہین ہے کہ آپکے اس ضروری عہدہ کے متعلق وہ آپ کا پورا اعتماد اور آپکی دلی اعانت نہ کرینگے میرے آپ کے ذاتی شناسائی ہونے اور باہمی راہ و رسم بڑھنے کے بعد جو برتاؤ میرے اور آپ کے درمیان مین رہا بجنسہ اسی طرح کا برتاؤ تو اب بیشک نہین ہو سکتا لیکن بہت جلد یہ بات پیدا ہو جائیگی - اور اسکا موقع بہت جلد پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ میری خوشی یہ ہے کہ اگر آپ کو موقع مل سکے تو چند روز کے لیے کلکتہ چلے آئے مجھسے رخصتی ملاقات کر لیجیے اور میری روانگی کے قبل بذات خاص لارڈ کیننگ سے تعرف حاصل کر لیجیے مجکو یہ بھی امید ہے کہ مین اسوقت تک آپکو خطاب کے - سی - بی - دے سکون -

اس قسم کے انتظام سے واقعی مجکو بڑی خوشی ہوگی اور مجکو یقین ہے کہ آیندہ کے اعتبار سے سرکاری معاملات کو بھی فائدہ پہونچیگا - مجکو اور آپ کو بہت اچھی طرح سے معلوم ہو گیا ہے کہ ذاتی ملاقات کا ہونا کتنی عمدہ بات ہے -

میری اپنی کیفیت یہ ہے کہ مین اسکاٹ لینڈ کو واپس جانے کا منتظر بیٹھا ہوا ہون ایک زمانہ مین وہان جانے کا میرا خیال کچھ اور تھا اور اب اور ہی کچھ ہے - اگر مین ہندوستان سے جانے کی خواہش کر رہا ہون تو اسکی اصل وجہ یہی ہے کہ اب میری حالت ایسی نہین رہی جو اس طرح سے ہندوستان کا کام انجام کر سکون جیسا مجکو کرنا چاہیے مین سمجھتا ہون کہ اگر مجھ مین زور و توانائی ہوتی تو اسکے لیے بہت کچھ کر سکتا اور مجھے اس ملک کا اور اپنا بھی خیال کر کے افسوس معلوم ہوتا ہے کہ مین اس موقع کو چھوڑے دیتا ہون -

ہندوستان کے جن جن لوگون سے مین جدا ہو رہا ہون انمین اے میرے پیارے جان کوئی شخص ایسا نہین ہے جسکی مفارقت کا آپ سے بڑھکر مجکو دلی افسوس ہو - اور مجکو امید ہے کہ ہم لوگون کی دوستی اب بھی قایم رہیگی گو دونون کے درمیان بڑا فصل پڑ جائیگا - ادھر کچھ دنون سے میری طبیعت درست نہین رہی اور اب باقی تین مہینے کلکتہ مین رہنا اور ستم ہے لیکن مجکو امید ہے کہ آخر نومبر تک وہان پہونچ جاؤنگا -

آپ کا صادق دوست

ڈلہوسی

جان لارنس کا عرصہ سے جو ارادہ تھا کہ کشمیر کو جائینگے اور وہ کئی مرتبہ فسخ ہو گیا اسکی نسبت اس اثنا مین انکو امید ہوئی کہ موسم برسات تک انکا وہ ارادہ پورا ہو جائیگا - لیکن وہ ارادہ ایک مرتبہ پھر اس وجہ سے فسخ ہو گیا کہ انکی بی بی سخت علیل ہو گئین اور ہر طرح سے انکو یہی آثار معلوم ہوے کہ انکی بی بی کو انگلستان جانا پڑیگا - چنانچہ انھون نے لکھا ہے کہ وہ میری بی بی نہایت علیل ہین اور ڈاکٹر لوگ کہتے ہین کہ انکو اسی سال وطن جانا چاہیے - اس سے مین نہایت حیران ہو رہا ہون اور مین نہین چاہتا کہ وہ چند دنون کے لیے بھی مجھسے جدا ہون کیونکہ ہمکو نہایت ہی جلد یہ مفارقت برداشت کرنا پڑیگی . . . . مین کچھ خیال نکرتا اور

صفحہ ۴۱۹

خود بھی چلا جاتا لیکن مین سات لڑکون کے ساتھ وہان جا کر اوقات بسری نہین کر سکتا۔ بعض اوقات مین خیال کرتا ہون کہ انکو کشمیر لیے جاؤن اور پھر مجکو یہ خیال ہوتا ہے کہ وہان جانے کا ارادہ ملتوی رکھون اور یہین (مری) ٹھہرا رہون تا آنکہ موسم سرما آوے اور مین اُنکو لیکر سیدا لی ملک مین جا سکون"۔ خوش قسمتی سے اُنکی زوجہ نے وطن جانے سے انکار کیا اور وطن جانے کا خیال کچھ دنون کے لیے ٹل گیا۔ ماہ نومبر مین جان لارنس اپنی بی بی سمیت حسب معمول پھر موسم سرما کا دورہ کرنے نکلے اور خیمہ کا رہنا اختیار کیا لیکن خیمون مین دن کی گرمی اور رات کی سردی اُنکی بی بی پر اسقدر موثر ہوئی کہ وہ اُسکو برداشت نہ کر سکین۔ لاہور جاتے ہوے وہ ایسی علیل ہوگئین کہ مجبور ہوکر ایک چھوٹے سے پولیس کے تھانہ مین جو راستہ پر تھا (کیونکہ سواے اسکے اور کوئی سایہ دار جگہ نہین مل سکی) قریب قریب بیس روز تک اُنکو ٹھہرنا پڑا جسمین سے دس روز گنگھر اور دس روز کے قریب گجرانولہ مین صرف ہوے ڈاکٹرون نے پھر اصرار کیا کہ اُنکو انگلستان واپس جانا چاہیے اور اُنکی علالت کے زمانہ مین اُنکے وطن جانے کا سب بندوبست کر دیا۔ لیکن جب اُنکو کچھ افاقہ ہوا تو پھر اُنھون نے ناراضی ظاہر کی اور کہا کہ اگر مین اپنے شوہر کے ساتھ ہندوستان مین نہین بسر کر سکتی ہون تو انگلستان مین اُنکے بغیر اور بھی نہ بسر کر سکونگی اور اِس بارے مین اُنکو پھر ایک مرتبہ کامیابی حاصل ہوئی یہ کامیابی اُنکے اور اُنکے شوہر کے خیال سے بھی بڑی خوش نصیبی کی بات تھی۔ اگر وہ اپنے ارادہ پر ثابت قدم نہ رہتین تو اُس بڑے شور انگیز زمانہ یعنی بلوۂ ہندوستان مین ایک نہایت ہی وفادار بی بی اپنے میان سے دور رہتی۔ جان لارنس کی کارگذاریون کا حال تو بہت کچھ اُنکے سننے مین آتا کیونکہ انگلستان اور ہندوستان دونون ملکون مین اُنکی شہرت کا ڈنکا بج رہا تھا لیکن اِن سب باتون کو فقط سُن سکتین دیکھ نہ سکتین۔ میان بی بی کے درمیان تیس میل فاصلہ کے بدلے جو بوقت ضرورت رات بھر مین طے ہوسکتا تھا سات ہزار میل کا سمندر حائل رہتا۔ اسوقت مین جب جان لارنس کی پر ماجرا زندگی کا زمانہ ختم ہوگیا ہے یہ کہنے کو رہ جاتا کہ اُن دونون خوش دل میان بی بیون کی متحدہ مسرت کے زمانہ مین دو برس کے تفرقہ کا داغ رہ گیا اور وہ زمانہ ایسا تھا جس مین ایک دوسرے کو نہایت تقویت دے سکتا تھا اور اُس خطرناک زمانہ مین ساتھ دیکر اُس سے نجات پانے کے وقت ایک دوسرے کی خوشی کو دوچند کر سکتا تھا۔

ض ۴۹ جان لارنس کم و بیش مہینہ بھر لاہور مین ٹھہرے رہے اور یکم فروری ۱۸۵۶ء کو (یعنی جسوقت اُنکی بی بی نقل و حرکت کرنے کے قابل ہوسکین اُسی وقت) لارڈ ڈلہوزی سے آخری ملاقات کرنے کے لیے کلکتہ کو راہی ہوے۔ اپنے دونون چھوٹے لڑکون کو اُنھون نے لاہور مین مسٹر و مسز منٹگمری کے پاس جو جان لارنس کے حد سے زیادہ محنتی خوبی سکرٹری کی بی بی تھین چھوڑ کر پوری تعطیل صرف کرنے کے لیے روانہ ہوے۔ رخصت فرلو سے واپس آئے ہوے اُنکو چودہ مہینے گذرے تھے۔ اور اِس مدت کے اندر یہ پہلی تعطیل تھی جو اُنھون نے

اپنے لیے جائز رکھی تھی اور یہ تعطیل بھی ظاہرا اُنھون نے اپنی طبیعت پر بہت جبر کرکے لی - اڈورڈوس صاحب کی چٹھی مین اُنھون نے لکھا تھا کہ "مجکو اسوقت جاتے ہوے نہایت ہی افسوس معلوم ہوتا ہے" - اور اس چٹھی سے اُنکی بعض اور مشکلون کا حال بھی منکشف ہوتا ہے جو اُنپر پڑنے والی معلوم ہوتی تھین - چنانچہ وہ لکھتے ہین کہ -

مجکو یہ امید نہین ہے کہ اس سفر مین زیادہ عیش وآرام حاصل ہو اور جسوقت پلٹ کے آونگا اسوقت تک پس ماندہ کام اسقدر جمع ہوجائیگا جسکو طے کرتے کرتے ناک مین دم آجائیگا - خطابون کے بارے مین اب تک کوئی شافی جواب نہین آیا اور مجکو "کشتہ شدہ بلی" کی طرح واپس آنا پڑیگا - . . . . نکلسن کے بارے مین مین اس بات کی مدد نہ دونگا کہ وہ پنجاب کو چھوڑ دین حالانکہ مین اُنکے جانے مین مخالفت بھی نکرونگا - اُنھون نے میرا دل بہت دُکھایا - آپ سے اگر وہ کچھ کشیدگی ظاہر کرین تو آپ بھی لیا ہی کر سکتے ہین - ذرا دیکھیے تو سہی کل آپ نے ایک آدمی کو صرف اس بات پر گولی مار دی کہ وہ تلوار کھینچے ہوے اُنکی طرف چلا آتا تھا . . . . . ہان اودھ ایک بڑے کام کی جگہ ہے اور اگرچہ مین جانتا ہون کہ اُوٹرم صاحب ایک اچھے آدمی ہین لیکن مین نہین دیکھ سکتا کہ وہ کیونکر مناسب طور پر کام انجام کر سکینگے - مین سنتا ہون کہ ــ اُسکے کمشنر مقرر ہونے والے ہین - وہ ایک لائق آدمی ہین لیکن اُنکو کہنا چاہیے کہ اس عہدہ کے قابل نہین ہین - بہرحال ناچار ازین قصہ - مجھے صرف اس بات کا خیال ہے کہ وہان والے میرے یہان کے عمدہ آدمیون کو طلب نکرینگے - تاہم مین بہت سے ایسے آدمیون کو دے سکتا ہون جو بہت مستعد اور محنتی ہین -

یہان اس بات کا بھی بیان کرنا بے محل نہوگا کہ سال ماقبل مین جب لارڈ ڈلہوسی بمقام اوٹاکمنڈ بیمار پڑے تھے تو اُسی زمانہ مین اودھ کا مسئلہ نازک حالت پر پہونچا تھا اور لارڈ ڈلہوسی نے اسی مقام پر اپنے پیپرز اور یادداشت تیار کی تھی جسکا عنوان یہ تھا کہ "وہ یادداشت بنظر سہولیت اُن اشخاص کے جنکو اودھ کے آیندہ معاملات کے متعلق فیصلہ کرنا پڑیگا" اور اسکے ساتھ وہ وجہ ثبوت مرتب کیا تھا جو گورنمنٹ اودھ کی بدنامیون کی تردید کے لیے جمع ہوا تھا اور بعد اسکے لارڈ موصوف نے صلاح دی تھی کہ یہ ملک شامل سلطنت کرلیا جاے یا اسی طرح کا اور کوئی انتظام ہو - یہ ایک ایسا کاغذ ہے جس سے (باوصف بے حد جسمانی تکلیف راقم کے) دماغی اختلال یا کمزوری کی کوئی علامت نہین ظاہر ہوتی ہے علاوہ برین وہ ایک ایسا کاغذ ہے جسپر ایک بے لوث شخص یقین کریگا کیونکہ اسکی بنیاد شہادت اور شہادت کے سوا دیسی خاندانون کے بڑے حامیون اور ایسے لوگون کی سفارشون پر قائم تھی جو حقیقت حال سے ذرہ ذرہ واقف تھے جیسے کرنل سلیمن جنرل لو اور مسٹر جیکسن - اوٹرم - اور کورٹ آف ڈائرکٹرس بورڈ آف کنٹرول اور جلسہ وزراے انگلستان نے جسکے ایک ممبر مسٹر گلیڈاسٹون بھی تھے بعد غور کامل اُسپر عبارت ظہری ثبت کی تھی -

اس تجویز اور اُسکے جواز کے مفصل حالات درج کرنے کی اس سوانح عمری مین جا نہین ہے - لیکن

ص ۴۹۱

اسقدر بیان کر دینا لازم ہے کہ حکام انگلستان نے جو سخت ترین طریقہ اختیار کیا تھا اُسکو بھی جان لارنس نے بالکل پسند کیا یعنی یہ کہ ملک ضبط کر لیا جائے اور گدی موقوف ہو مثل الحاق پنجاب اور مین خیال کرتا ہون کہ برخلاف اور صورتون کے جب لارڈ ڈلہوسی نے دوسرے ملکون کو شامل سلطنت کیا تھا یہ کارروائی شرایط عہدنامہ ہی کی رو سے لازم نہین تھی بلکہ صوبہ کی رعایا سے جنسے جو ذمہ داری کی تھی اُسکی رو سے ہم پر فرض ہی تھا یعنی ہمپر یہ بات فرض تھی کہ وہان کی رعایا کو اُس خودمختارانہ سلطنت سے محفوظ رکھین جو کمزور اور ظالمانہ اور مسرفانہ تھی اور یہ سلطنت ایسی تھی کہ صرف ہماری ہی اعانت سے بچ گئی ورنہ جیسا مشرق کا دستور ہے یا تو بلوہ واقع ہوتا یا گدی نشین مار ڈالا جاتا - نوین جنوری کو جان لارنس نے اپنے دوست کورٹنی صاحب کو لکھا تھا کہ "مین خیال کرتا ہون کہ لکھنؤ کی بابت احکام آ گئے ہین اور مجکو امید ہے کہ وہ ملک شامل سلطنت ہو جائیگا - سوا اِسکے اور کوئی کارروائی کرنے مین غلطی ہے - قوالون حجامون اور اسی قسم کے اور لوگون کے سوا اور تمام لوگ اس کارروائی سے خوش ہونگے کاشکے میری عمر پینتالیس ۴۵ برس کے عوض پینتیس ۳۵ برس کی ہوتی اور یہ انتظام مجکو کرنا پڑتا - دو برس کے اندر وہان کا انتظام پنجاب کے برابر ہو جاتا - وہان کا انتظام یہان کی نسبت زیادہ سہل ہے کیونکہ وہان کوئی خطرناک سرحد نہین ہے" -

جان لارنس ۱۷ - فروری ۱۸۵۶ء کو کلکتہ پہونچے اور وہان پہونچکر ظاہرا اُنکی پہلی خواہش یہ ہوئی کہ پھر اپنا کام درست کر ڈالین - اپنے پیچھے جو کام وہ چھوڑ گئے تھے اور جو اُنکی غیر حاضری کے زمانہ مین منٹگمری صاحب پر پڑا تھا (منٹگمری صاحب خود بھی بے شمار کام رکھتے تھے اور میکلیوڈ صاحب کمشنر مال کا کام حسب معمول پس ماندہ پڑا تھا) ظاہرا وہ چارون طرف سے اُنکو گھیرے ہوے تھا لارڈ ڈلہوسی اتبک بارک پور مین تھے اسواسطے جان لارنس سپنسس ہوٹل مین مقیم ہوے - اسوقت کلکتہ کی بہار کا زمانہ شباب پر تھا - اور زرق برق پوشاکین متواتر جماعتین اور سابق گورنر جنرل کی روانگی اور نئے گورنر جنرل کی آمد کے متعلق گورنمنٹ ہوس مین شاہی ضیافتون اور تقریبون کا ہونا یہ سب کیفیتین بہیئت مجموعی چیف کمشنر پنجاب اور اُنکی بی بی کی نگاہون مین جو سادی طور کی زندگی بسر کرنے والے معمولی عیش و تفریح سے حظ اُٹھانے والے اور ہمہ تن کام مین مشغول ہونے والے اور اُس سے کسیوقت سر نہ اُٹھانے والے تھے عجیب حیرت انگیز اختلاف پیدا کرتی تھین

ص ۴۹۲　اپنے پہونچنے کے دوسرے روز اُنھون نے منٹگمری صاحب کو یہ چٹھی لکھی تھی -

مین یہان کل بسواری ریل پہونچا (اُسوقت تک صرف بردوان تک جو کلکتہ سے ستر میل ہے ریل کی سڑک تیار ہوئی تھی) ہملوگ بہت خوش ہین کہ سفر ختم ہو گیا - میری بی بی تندرست اور بشاش ہین مگر بہت خستہ ہو گئین - دیکھیے کب لاہور کو واپس آتی ہین - عورت کے لیے یہ سفر بہت سخت ہے اور ایک مہینہ کے بعد اور بھی سخت ہو جائیگا -

شیر گھاٹی مین مُنجھہ ما ئرٹن اور آپ کے چھوٹے بیٹے ہنری سے ملاقات ہوئی دونون آدمی تندرست معلوم ہوتے تھے مائرٹن دو ایک دن بردوان مین رہنے والے تھے لیکن وہ چوبیسوین کو جہاز روانہ ہونے کے قبل کوشش کرکے ہنری سے ملاقات کرینگے - آپ یقین مانئے کہ اِس شہر مین جسکو بابل کہنا چاہیئے کسی شخص کا تلاش کرنا دل لگی نہین ہے مین آج صبح کو مختلف لوگون کی تلاش مین جنھون نے یہان سکونت اختیار کی ہے گھومتا رہا لیکن کچھ حاصل نہوا . . . . . - گورنر جنرل سے ابتک ملاقات نہین ہوئی - وہ بارک پور مین ہین اور اُنکی طبیعت اچھی نہین ہے لیکن جیسا لوگون نے ظاہر کیا ہے ویسے علیل بھی نہین ہین - افسوس ہے کہ وہ سترھوین ماہ آیندہ تک ہندوستان سے روانہ نہ ہونگے - یہ ہر طرح سے ایک بڑی وقت کی بات ہے -

لارڈ ڈلہوسی نے اپنے لفٹننٹ خاص کے پہونچنے پر بارک پور سے ایک نہایت دوستانہ چٹھی لکھکر اُنکا خیر مقدم کیا ہندوستان مین جان لارنس کے نام کی یہ آخری چٹھی تھی جو اُنھون نے لکھی تھی اور اسکے بعد کی چٹھیون مین بھی عموماً یہ چٹھی قریب قریب آخری تھی -

میرے پیارے پیر بدل جوان - آپ کی چٹھی ابھی پہونچی اور چونکہ مین کل شام کو کلکتہ مین پہونچونگا اس لیے مین آپکو یہان آنے کی تکلیف نہ دونگا بلکہ آپ سے نہایت بڑی خوشی کے ساتھہ منگل کے دن دوپہر کو ملاقات کرونگا - میرے جان لارنس میری تندرستی کا حال یہ ہے کہ مین ہر ایک امر کے اعتبار سے رینگنے والا کیڑا ہو رہا ہون -

مورخہ - روز یکشنبہ وقت شام - آپکا دوامی دوست صادق

ڈلہوسی

جان لارنس نے اِس دو ہفتہ کے دلچسپ زمانہ مین جو چٹھیان لکھین بدقسمتی سے وہ کانوبار ہی کے متعلق تھین اور اُن چٹھیون اور چند ایسے لوگون کے ساتھہ بات چیت کرنے سے جو اِس زمانہ مین زندہ باقی رہ گئے ہین اور اُسوقت کے واقعات سے واقفیت رکھتے ہین ایسی کوئی بات دریافت نکر سکا جو اس مقام پر لکھنے کے قابل ہو - روزنامچون اور خانگی چٹھیون کا کچھ پتا نہین لگتا اور اس لیے مجبوراً سوانح عمری ہذا کے اور مقامات کی نسبت اِس مقام پر زیادہ تر یہی کہنا پڑتا ہے کہ کاشکے کوئی اور شخص اُس زمانہ مین موجود ہوتا اور جن لوگون نے اپنی باہمی شرکت سے ایسے ایسے کارنمایان اور دلیری کی باتین کی تھین اور جو ہر طرح سے یاد رکھنے کے قابل ہین اُنکی نسبت کچھ تحریر کرجاتا - اُس رخصتی کیفیت کے متعلق جب لارڈ ڈلہوسی اپنے مُردنی چھاتے ہوے چہرے کے ساتھہ لارڈ کیننگ کے استقبال کو گورنمنٹ ہوس کے زینون پر بڑھنے والے تھے ایک دلچسپ واقعہ مین دوسرے مقام پر لکھنے کے لیے اُٹھا رکھتا ہون کیونکہ اُسکا بیان اُس موقع پر زیادہ تر موزون ہوگا -

ص ۴۹۳

لارڈ ڈلہوسی کی نہایت مایوسی کے ساتھہ انگلستان سے ایسے وقت گزٹ نہین پہونچا کہ لارڈ موصوف

نائیٹ کمانڈر آف دی باتھ کا خطاب جان لارنس کو دینے اور جان لارنس اُس خطاب کو لارڈ موصوف کے ہاتھ سے لینے مین خاص مسرت حاصل کر سکتے - لیکن اگر اسوجہ سے جان لارنس کو کچھ رنج ہوا ہوگا تو وہ دوا ور غیر مترقبہ واقعون کے وقوع سے اقل درجہ کچھ کچھ جاتا رہا ہوگا -

لارڈ ڈلہوسی نے جو یادداشت اس امر کی سفارش مین لکھی تھی کہ ملک پنجاب مین لفٹنٹ گورنری قائم کیجائے اور بطور امر لازمی وہان کے چیف کمشنر ملک مذکور کے لفٹنٹ گورنر مقرر کیے جائین وہ اسی زمانہ مین لکھی گئی تھی - دوسرا امر یہ تھا کہ یہان جان لارنس سے (لاہور کی غمناک مفارقت کے بعد پہلی اور پچھلی مرتبہ) اُنکے بھائی ہنری سے ملاقات ہوئی اور تین دن کے عرصہ مین خوب باتین چیتین ہوئین - جان لارنس اڈورڈس صاحب کو لکھتے ہین کہ وہ کلکتہ مین تین دن تک میرے اور ہنری کے یکجائی رہی - مین نے اس سے بہتر حالت مین اُنکو کبھی نہین دیکھا تھا - اُنکی داڑھی سابق سے لمبی اور سفید تو زیادہ ہوگئی ہے مگر وہ خود زیادہ قوی اور بشاش معلوم ہوتے ہین - وہ بالکل وطن جانے کی آرزو مین تھے اور کچھ کچھ خواہش یہ بھی رکھتے تھے کہ اُسی وقت چلے جائین لیکن جے پور کے ایک معاملہ کی وجہ سے اُنکو رکنا پڑا - مین خیال کرتا ہون کہ آیندہ سال وہ ضرور جاینگے گورنر جنرل نے جو یادداشت اس بارے مین لکھی تھی کہ پنجاب کی چیف کمشنری بدلکر اُسکی جگہ لفٹنٹ گورنری قائم کیجاے وہ تاریخ اور سوانح عمری دونون کے اعتبار سے قابل لحاظ ہے -

کلکتہ ۲۵ - فروری ۱۸۵۶ء

۱ - اودھ مین برٹش عملداری کے قائم ہونے کے متعلق جو کارروائیان ہوئی ہین اُنکی تکمیل کی لحاظ سے مجھپر لازم آتا ہے کہ اپنا کچھ عقیدہ اُس ضرورت کے مطابق منضبط بہ تحریر کر جاؤن جو اس بات کے لحاظ سے پیدا ہوتی ہے کہ گورنمنٹ ہند کو اپنے موجود بار اور کثرت کار سے جسکی حد درجہ اعتدال سے بے انتہا بڑھ گئی ہے چھٹکارا ملے -

۲ - آٹھ برس پیشتر جب مین نے ہندوستان کی حکومت اختیار کی تھی تو ہر چہار طرف یہی پکار تھی کہ یہ عہدہ نہایت ہی مشقت اور جوابدہی سے شامل ہے - اب اس بات کا اندازہ کرنا کچھ دشوار نہین ہے کہ جسوقت گورنمنٹ ہند کے فرائض ۱۸۴۸ء کی نسبت بے حد بڑھ گئے ہین تو اُنکے ساتھ وہ جوابدہی اور مشقت کسقدر بڑھ گئی ہوگی -

ص ۴۹۴ ۳ - انتظام سلطنت پنجاب اور انتظام صوبہ پیگو و اسٹریٹس سٹلمنٹس و صوبہ جات تناسرم و ناگپور و اضلاع مفوضہ حیدر آباد الغرض ان سب باتون کا بار ۱۸۴۸ء کے بعد گورنمنٹ پر پڑ گیا - اب ان نئی خدمتون مین انتظام سلطنت اودھ کی درستی اور ہدایت کا بھی مشکل کام شامل ہوگیا ہے پس ۱۸۴۸ء سے لیکر اسوقت تک بہت سے سابق کے صوبون اور جدید علاقون کی براہ راست حکومت کرنے کا بار گورنر جنرل باجلاس کونسل پر عائد ہوگیا - ان سب ملکون کی سرکاری مالگزاری چالیس لاکھ پونڈ سے کم نہوگی -

۴ - ان سب باتون کے سوا اندرونی انتظام کے تبادلون اور اصلاحون کی وجہ سے بہت سے نئے بار گورنمنٹ عالیہ پر پڑ گئے
ہندوستان بھر کے کل ڈاکخانون کی نگرانی اسوقت آخری درجہ مین گورنمنٹ عالیہ کے ذمہ نہین ہے - اسی طرح ہندوستان کی
تمام تار برقی کا انتظام بھی گورنمنٹ کے سپرد ہے - ہندوستان کی ریلون کے متعلق معاملات کی خاص نگرانی گورنر جنرل باجلاس
کونسل کے ذمہ عائد کی گئی ہے اور صیغہ تعمیرات سرکاری کے سیکرٹریٹ کا محکمہ جس مین تمام سلطنت کی تعمیر وغیرہ کی نگرانی شامل ہے -
وہ بھی براہ راست گورنر جنرل باجلاس کونسل کے زیر اختیار کر دیا گیا ہے -

۵ - تمام محکمون مین کام کرنے کا میدان بڑھتا جاتا ہے لیکن جب اسمین سات سلطنتون اور صوبون کے معاملات
اور بیشمار محکمون کی نگرانی (اور انمین سے ہر ایک محکمہ کل سلطنت پر حاوی ہے) بھی شامل کر دیجایگی تو کوئی تعجب نہین ہے کہ اسقدر
بار انسان کے اٹھائے نہ اٹھ سکے -

۶ - یہ سچ ہے کہ گورنمنٹ ہند کا کام ایک لفٹننٹ گورنر کے سپرد ہے لیکن اس تدبیر مین صرف گورنر جنرل کو
سبکدوشی حاصل ہے گورنمنٹ عالیہ اور ممبرن کے لیے وہی بات بصورت بین بھی باقی رہتی ہے اور ادھر لیجسلیٹو کونسل نے انکی محنتون کو
اور بڑھا دیا ہے اور اسمین بڑا وقت صرف ہوتا ہے -

۷ - یہ خرابی علی الاتصال اور بہ عجلت بڑھتی ہی گئی کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ فروری ۱۸۵۵ء سے روزمرہ کے کاروبار
مین نہایت زیادتی ہوگئی ہے -

۸ - مین نے کبھی مدد کی استدعا نہین کی اور اگر گورنمنٹ کا اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا تو کبھی الیسا نکرتا - لیکن چونکہ
میرا اسوقت کا فعل شائد غلط نہ سمجھا جائیگا اور نہ اس بات پر محمول ہوگا کہ مین اپنے تئین بچانا چاہتا ہون اسواسطے مین بلا تامل
اپنا یہ عقیدہ ظاہر کرتا ہون کہ اگر اودھ کی سلطنت کا کام گورنمنٹ کے لیے اور بڑھا دیا گیا تو یہ کبھی ممکن نہ ہو سکیگا کہ گورنر جنرل
باجلاس کونسل ان تمام خدمتون کو جو اب گورنمنٹ عالیہ پر پڑینگی انجام کر سکے -

۹ - چارہ کار کا کوئی طریقہ تلاش کرنا ازبس ضروری ہے - ص ۴۹۵

۱۰ - گذشتہ کچھ دنون سے گورنمنٹ ہند نے نئے صوبون کے انتظام کا کام براہ راست جو اپنے
ہاتھ مین لیا ہے اسکو عوام مین بہت معقول قرار دیا ہے - لیکن یہ خدمت ایسی ہے جو گورنمنٹ ہند کی
نوعیت سے مختلف ہے جسکا مناسب کام یہ نہین ہے کہ وہ خود لوکل گورنمنٹ ہو جاے
بلکہ یہ ہے کہ وہ دوسری گورنمنٹون کی نگرانی رکھے - پس رفتہ رفتہ اور جو جو نئے صوبے علحدہ اپنا
کام چلانے کے لائق ہوتے جائین اسی طرح سے ایسے صوبون کے انتظام کا صریح اختیار گورنمنٹ
کو چھوڑ دینا چاہیے -

۱۱ - پس مین گورنر جنرل باجلاس کونسل کی مخلصی کے لیے جو طریقہ تجویز کر رہا ہون اسکی تعمیل اسی اصول کے

تاخیر دینے سے ہوسکتی ہے بشرطیکہ میرے معزز شرکا اُس اصول کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کرین۔

۱۲۔ پنجاب قریب قریب سات برس کے عرصہ سے گورنر جنرل باجلاس کونسل کے زیرانتظام ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ اب وہ اس حالت مین ہے کہ اُسکی ایک علحدہ گورنمنٹ کردیجاے۔ میری تجویز یہ ہے کہ قانون شاہی کے اختیار کی روسے پنجاب مین لفٹننٹ گورنری قائم کردیجاے اور مسٹر جان لارنس یعنی وہی لائق اور نامی آدمی جو ابتدا سے اُسکی گورنمنٹ مین شریک رہے لفٹننٹ گورنر پنجاب مقرر ہون۔

۱۳۔ میرے نزدیک اس بات کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ کسی صوبہ مین صرف اسکے صوبہ غیر آئین ہونے سے لفٹننٹ گورنری نہ قائم ہو۔

۱۴۔ اگر خیال کیاجاے کہ پنجاب بذات خاص اسقدر چھوٹا ملک ہے جسمین لفٹننٹ گورنری کی گنجایش نہین ہے تو اُس صورت مین میری تجویز یہ ہے کہ لفٹننٹ گورنری مین صوبہ سندھ بھی شامل کردیا جائیگا۔ سندھ کے شامل ہوجانے سے صرف مالی ہی اختیار کو وسعت نہوگی بلکہ ملکی اختیار بھی بہت بڑھ جائیگا۔۔۔۔

۱۸۔ بہرحال مین بہت زور کے ساتھ یہ صلاح دیتا ہون کہ اب پنجاب مین مع سندھ یا بلا شمول سندھ لفٹننٹ گورنری قائم کردیجاے۔

۱۹۔ لفٹننٹ گورنری کا قائم ہونا کورٹ آف ڈایرکٹرس پر منحصر ہے۔ اگر اُس معزز دربار نے اُسجگہ کا قائم ہونا منظور کرلیا تو اُسکے منصب دار کی نامزدگی میرے جانشین پر منحصر ہوگی۔ اور مجھکو بخوبی تمام یقین ہے کہ میرے جانشین کی تجویز اور ترغیب یکسان طور پر یہی ہوگی کہ عہدۂ مذکور کے لیئے اس شخص کو منتخب کرے جسکو ایک زمانہ تعریف وتحسین کے ساتھ فوراً پسند کریگا یعنی جان لارنس کو۔

دستخط۔ لارڈ ڈلہوسی

ص ۴۹۶ گورنر جنرل کی تجویز کو ممبران کونسل نے جسمین جنرل لو جان پیٹر گرنیٹ اور بارنس پیکاک ایسے ہر طرح کے نامی گرامی لوگ شامل تھے وہ تحسین کے ساتھ قبول کیا اُن سب سے افضل شخص (جو بعد کو سر پیٹر گرنیٹ اور گورنر ہوے) کی یادداشت کے چند فقرات اس مقام پر قابل درج ہین۔

مجھکو ہر ایک امر کے اعتبار سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آخری چارٹر ایکٹ کے وضع کرنے والون نے جو وقت کی پیشین گوئی کی تھی وہ وقت اب آگیا ہے اور علاقہ واقع سواحل دریاے سندھ کی ایک جداگانہ گورنمنٹ ایک لفٹننٹ گورنر کی ماتحتی مین فوراً قائم کردینا چاہیے۔ اسکو ہندوستان کا ہر ایک شخص ایک عمدہ بات تصور کریگا کہ اس تبادلہ سے ہندوستان کے ایک نہایت لائق اور کامیاب منتظم کے عہدہ مین ترقی ہوگی جسکا وہ مستحق ہے۔۔۔۔ مین یقین کرتا ہون کہ سندھ

حق مین بالتخصیص یہ بات مفید ہوگی کہ وہ صوبہ پنجاب مین شامل کر دیا جاے - اسکی وجہ چاہے جو کچھ ہو لیکن یہ امر یقینی ہے کہ موجودہ انتظام مین اُدھر تو سِول اور فوجی محکمون کا خرچ زیادہ رہا اور اودھر ملک مذکور یعنی سندھ مین بہ نسبت اور کسی نو مفتوح صوبہ کے جو ہندوستان کے اسطرف واقع ہے خاطر خواہ نتیجہ کم پیدا ہوگا - مجکو اس بات پر غور کرنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ ملک سندھ کی یہ حالت (اور اگر ہم نقشہ جات مالگزاری پر لحاظ کرین تو ہم کہ سکتے ہین کہ یہ یا) حالت قدرتی اور ناگزیر علتون سے پیدا ہوئی پس خرابی کی علت کے لیے ہمکو طریقۂ انتظام پر نظر کرنا چاہیے اگر ملک سندھ پنجاب مین ملادیا گیا تو اُسکے مالی انتظام کا طریقہ ویسا ہی ہو جائیگا جسکی وجہ سے اسوقت ممالک مغربی اور شمالی گلزار ہو رہا ہے اور وہی کیفیت پنجاب کی بھی ہے پس کوئی وجہ نہین ہے کہ سندھ مین بھی وہی نتیجہ پیدا ہو -

مسٹر بارنس پیکاک نے جو ایک اعلیٰ درجہ کے مقنن تھے اپنی راے زیادہ احتیاط مگر اُسی قدر زور کے ساتھ ظاہر کی -

مین اس راے سے متفق ہون کہ پنجاب مین لفٹنٹ گورنری قائم کر دیجاے اور میرے نزدیک نہایت ضرور ہے کہ سندھ بھی اُسکے ساتھ ایک گورنمنٹ کے ماتحت کر دیا جاے - مین تہ دل سے اُس سفارش مین شریک ہوتا ہون جو مسٹر جان لارنس کے لیے کی گئی ہے -

لارڈ کیننگ فروری ۱۸۵۶ء کے آخری روز کلکتہ مین داخل ہوے اور لارڈ ڈلہوسی نے اُن زینوپر اُنکا استقبال کیا جہان بہتیرے بادشاہ بنے اور بگڑ گیے اور ایک نہایت ہی دلچسپ اور لطیف تقریب کے ذریعہ سے وہ اپنے پہونچنے کے ۵ منٹ کے اندر ہی (جیسا کہ اُنھون نے اپنے ایک دوست کو لکھا تھا) وہ ہندوستان کے گورنر جنرل ہوگئے - ایک ہفتہ تک گورنمنٹ ہوس مین یہان آنے اور یہان سے جانے والے فرمانروا ایک جگہ متوقف رہے اور صلاح و مشورہ مین اس سرگرمی کے ساتھ اور راتنی اتنی دیر تک مصروف رہے کہ لارڈ کیننگ کو جیسا کہ اُنھون نے ولایت کی ایک چٹھی مین لکھا تھا وہ اس کل زمانہ مین ایک مرتبہ کے سوا کھڑکی کے جھانکنے کی مہلت نہین ملی ،، جس شخص نے اس سوانح عمری کے صفحات کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا ہے اُسکے ذہن مین کچھ خیال اس بات کا پیدا ہو جائیگا کہ ایک کو کسقدر بیان کرنا اور دوسرے کو کسقدر سننا اور یاد رکھنا تھا - اور اس بات کا پورا پورا خیال شاید اُن چند لوگون کے سوا اور کسی کے ذہن مین نہین پیدا ہو سکتا ہے جو خود گورنر جنرلی کے عہدہ پر ممتاز ہوے اُسکے بار سے پست نہین ہوے اور بعد کو اُسپر خیال کرنے کے لیے زندہ باقی رہگئے -

دونون گورنر جنرلون کی گفتگو کے زمانہ مین جان لارنس نے جیسا کہ لارڈ ڈلہوسی کو منظور تھا اپنے نئے چیف سے بہت اچھی طرح ملاقاتین کین اور اُنکے اوپر اپنا اثر پیدا کیا جسکی قوت اُس چند روزہ یکجائی کے

زمانہ مین اسقدر نہ معلوم ہوئی ہوگی جسقدر اس سخت آزمایش کے زمانہ مین معلوم ہوئی جب ملک بھر مین طوفان پھیل گیا اور اسوقت جان لارنس شمالی اور شمال مغرب ہندوستان کے قریب قریب ویسے ہی اصل گورنر جنرل ہو گئے جیسے لارڈ کیننگ مشرقی اور جنوب کے گورنر تھے-

۶- مارچ کو لارڈ ڈلہوزی بسواری ریل کلکتہ سے روانہ ہوئے - انکی روانگی کے وقت انگریزون اور ہندوستانیون کا ایک مجمع کثیر مجتمع تھا اور ان مین سے ایک شخص بھی اس فرمانروا کی عزت و توقیر مین قاصر نہین رہا جسنے سلطنت کے بڑھانے اسکے وسایل کو ترقی دینے اور اسکی عام رعایا کی حالت کو عروج پر پہونچانے مین اسقدر کوشش کی تھی اور جس نے ایسی بیباکی اور اپنی خالص ایمانداری سے کام کیا تھا اور اب محنتون سے چور ہوکر وطن جاتا تھا - ان لوگون مین جو جہاز تک لارڈ ڈلہوزی کے ساتھ گئے تھے "جان لارنس" بیشک سب مین زیادہ معزز تھے اور جن لوگونکو لارڈ موصوف اپنے پیچھے چھوڑے جاتے تھے ان سب سے جان لارنس ہی کا افسوس انکو زیادہ تھا - وہ اب تک صرف "جان لارنس" تھے کیونکہ گزٹ اگرچہ ہندوستان کو روانہ ہوچکا تھا لیکن لارڈ ڈلہوزی کو کلکتہ مین لیسے وقت نہ پہونچ سکا کہ وہ اسکو دیکھ سکتے اور انکو یہ گزٹ لنکا مین ملا - اسمین سر ولیم سلیمن اور سر جیمس آؤٹرم اور سر جان لارنس کا بھی نام تھا اور چیف کمشنر ابھی لاہور مین پہونچنے بھی نہ پائے ہونگے کہ انکے اس اعزاز کی خبر کے ساتھ جو اب انجام کار انکو دیا گیا تھا لارڈ ڈلہوزی کی مبارکبادی چٹھی بھی انکو پہونچی - یہ چٹھی سمندر مین جہاز ص ۴۹۸
پر سے لارڈ موصوف نے لکھی تھی-

جہاز فیروز مقام سمندر ۲۰- مارچ ۱۸۵۶ء

میرے پیارے لارنس - لنکا مین ولایت کی جو خبرین آئین انسے مجکو معلوم ہوا کہ آخر کو آپکا نام خطاب کے - سی بی - کے ساتھ مندرج گزٹ ہوگیا - آپ تصور کیجیے کہ آپکی لیاقتون اور کارگزاریون کے اعتراف سے مجکو کسقدر خوشی حاصل ہوئی ہوگی لیکن اسپر بھی مجکو تحریراً اپنی خوشی ظاہر کرنا چاہیے اور اس خوشی کو مین تہ دل سے ظاہر کرتا ہون - اس سے بڑھکر کسی شخص نے اس اعزاز کا استحقاق نہ پیدا کیا ہوگا اور آپکے تمام عزیزون اور دوستون مین کوئی شخص ایسا نہوگا جسکو آپکی یہ عزت افزائی دیکھ کر مجھسے زیادہ خوشی حاصل ہوئی ہو براہ مہربانی میری طرف سے لیڈی لارنس کو میری دلی مبارکباد دیجیے اور تہ دل سے میری دعا کہیے

اس روز گھاٹ پر آپ سے رخصت ہونے کے وقت میری حالت بہت ابتر تھی - اور مین اچھی طرح سے آپکو رخصت نکر سکا لیکن جن لوگون کو مین اپنے پیچھے چھوڑے جاتا ہون انمین سے کسی کی دوستی میرے نزدیک گرانقدر نہین ہے اور نہ کسی کی کارگزاریون کا مین آپسے زیادہ معترف ہون میرے پیارے جان خدا آپکو خوش رکھے - حسب الوعدہ مجکو خطوط لکھتے رہیے گا اور مجکو اسوقت اور ہمیشہ سمجھتے رہیےگا کہ مین ہون -

آپکا دوست صادق - ڈلہوزی

بنام سر ہنری لارنس کے۔سی۔بی

اس طور پر جان لارنس کی زندگی کا ایک بڑا زمانہ آیا اور گذر بھی گیا۔ وہ اب اپنے زمانہ ملازمت کے ایسے مقام پر پہونچے تھے جو ہمارے بعض مدبرین ہندوستان کے اطمینان قلب کے حق مین جیسا کہ اُنکے بھائی ہنری کے حق مین ثابت ہوا ہے اسقدر مضر نکلا۔ یہ وہ وقت تھا جب اُنکو اپنے پورے اختیار اور تجربہ کے ساتھ حتی الامکان نہایت عمدگی یا بہرحال ضرورت کے مطابق اپنے تئین مالک سے نباہنا تھا یہ تبادلہ عمدہ سے عمدہ حالتون مین بھی ہمیشہ نہایت سخت ثابت ہوا ہے کیونکہ بے کید گفتگو پوری ہمدردی اور بے تکلفانہ دوستی کے بعد اوّل درجہ ایک اجنبیت متانت اور مجبوری کا زمانہ آنے والا تھا جس طرح سے اُنھون نے اس آزمایش اور اس سے بھی بڑی بڑی آزمایشون کا امتحان کیا اُسکی کیفیت آیندہ بیان کیجائیگی۔ لیکن اُنکے ایام ملازمت کے اس نازک زمانہ مین قبل اسکے کہ قریب الوقوع طوفان کے سنسناہٹ کی پہلی آواز ہندوستان مین سنی جاتی اور ایسے وقت جب اُنکے صوبہ مین ہر طرح سے امن و امان اور ترقی تھی یہ باب شاید خاتمہ پر نہایت ہی موزون ہوگا۔

باب پانزدہم ص ۴۹۹

جان لارنس اور افغانستان۔ طوفان غدر کی سنسناہٹ

۱۸۵۶ء لغایت ۱۸۵۷ء

لارڈ ڈلہوسی کی روانگی اور اس بلوہ عظیم کے شروع ہونے کے مابین جس سے چیف کمشنر پنجاب مبدل بحاکم خود مختار ہوگیا ایک سال سے کچھ زائد عرصہ گذرا ہوگا۔ اور میرا قصد ہے کہ اس باب مین جو اب مین اُنکے صلح آمیز ایام حکومت کے متعلق لکھ سکتا ہون جہانتک ضرورت یا گنجایش ہے سر جان لارنس اور دوست محمد کی باہمی ملاقات مقام پشاور کا ذکر کرون جس سے ایام غدر مین افغانون کو ہمارے ساتھ اور سر جان لارنس کو اس زمانہ کے بعد عمر بھر افغانستان کے ساتھ برتاؤ رکھنے مین مدد پہونچی۔ میرا یہ بھی قصد ہے کہ جا بجا بعض ایسی چٹھیون کے خلاصے درج کرتا جاؤن جنسے اُنکے نظم ونسق اُنکے برتاؤ اور اُنکی رایون کے ایسے حالات لوگون پر عیان ہوجائین جو ابتک کافی طور پر زور دیکر بیان نہین کیے گئے یا جنکو اس مناقشہ عظیم سے کوئی تعلق ہے جو اب عنقریب ظہور پذیر ہونے والا تھا مگر لوگ اُس سے قریب قریب بے خبر تھے۔

مین ابھی بیان کر چکا ہون کہ تبدیلی حکام کی وجہ سے ایسے شخص پر جو سر جان لارنس کی ایسی بھاری لیاقت مسلم خیالات اور وسیع تجربہ رکھتا ہو کیا مصیبت پڑتی ہے سال ماقبل مین اُنھون نے لارڈ ڈلہوسی کو لکھا تھا کہ "مجھے امید ہے کہ یہ امر صحیح نہوگا کہ لارڈ کیننگ یکبارگی چلے آئینگے اور جس طرح

لوگ کہہ رہے ہین اُسقدر جلد ہمکو حضور کے جانے کا صدمہ اُٹھانا پڑیگا مجھکو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ اس ملک سے حضور کے چلے جانے کا مجھکو کمال قلق گذریگا گو مجھے یقین ہے کہ اسمین آپکا ذاتی فائدہ اور آسایش متصور ہے جس عہدہ پر مین ہون اُس عہدہ کے منصب دار کے لیے لازم ہے کہ گورنر جنرل اُسپر ذاتی بھروسہ رکھتے ہون اور مین مشکل سے یہ امید کر سکتا ہون کہ جیسا خوش نصیب مین حضور کے زمانہ مین رہا ویسا آپکے جانشین کے زمانہ مین رہ سکون اگر ایسا ہو تو مین بہت جلد انگلستان مین حضور کی قدمبوسی حاصل کرونگا اور امید ہے کہ اُسوقت تک حضور کی تندرستی اور اعزاز مین بہت کچھ ترقی ہو جاے،، لارڈ ڈلہوسی اور اُنکے جانشین کے اہین جیسا وہ عالی دماغ اور لائق شخصون کے درمیان ہونا چاہیے نہایت ہی اختلاف تھا لیکن جان لارنس نے جو کلکتہ مین گورنر جنرل سے ملاقات کی اور اُسکے بعد لارڈ کیننگ نے تپاک اور محبت سے اُنکو چٹھیان لکھین تو اس سے اُنکو بڑی خوشی ہوئی اور آیندہ کے لیے اطمینان حاصل ہوا پہلی چٹھی مین اُنھون نے بڑی گرمجوشی سے اُنکے خطاب حاصل کرنے کی مبارکباد دی اور صرف اس بات کا افسوس ظاہر کیا کہ خود لارڈ کیننگ اُنکو یہ خطاب تفویض نہ کر سکے۔ لارڈ ڈلہوسی کے چلے جانے کے چند ہی مہینے بعد جان لارنس نے اُنکو لکھا کہ وہ لارڈ کیننگ سے مین بہت خوش ہون حضور نے جیسا کہا تھا مین نے اُنکو ویسا ہی پایا وہ رحم دل خلیق اور سمجھ دار اور ساتھ ہی اُسکے تیز دست اور لائق حاکم ہین مجھے امید ہے کہ جب تک مین یہان ہون اُسوقت تک لارڈ ممدوح ہندوستان مین رہین اور ایکمرتبہ پنجاب کو بھی آکر ملاحظہ کرین۔

لارڈ کیننگ کو ابھی اپنے عہدۂ جلیلہ کے معمولی کامون سے واقفیت حاصل کرنے کا وقت بھی نہ ملنے پایا تھا کہ یکایک جنگ ایران کے آثار اُنکے پیش نظر ہوئے اور یہ امر اُنکی طبیعت کو نہایت ہی ناگوار گذرا۔ دستور کے مطابق مہتمان ایسٹ انڈیا کمپنی نے اُنکی روانگی کے قبل انگلستان مین اُنکی دعوت کی اور اس دعوت مین اُنھون نے جو تقریر کی اُس سے دنیا کے لوگون پر ظاہر ہو گیا کہ جس طرح اُنکی شریف صورت صفائی کے سانچہ مین ڈھلی ہوئی تھی اُسی طرح اُنکی ذاتی کیفیت اور حکمت عملی بھی سنجیدہ اور محقق تھی یہ صاف ظاہر ہے کہ وہ فوجی ناموری کے خواہان نہین تھے اور یہ بھی اُنھون نے انکسار اور بہادری کے ساتھ بیان کر دیا تھا کہ جو وسیع ذمہ داریان گورنر جنرل کے عہدہ سے متعلق ہین اُنمین مین کوئی اضافہ نہین چاہتا اسلیے جنگ ایران اُنکی پیدا کی ہوئی نہین تھی بلکہ اُسکی ابتدا وہ حماقت محض ہے جسکی وجہ سے اول جنگ افغانستان کی ذلتین اور مصیبتین حاصل ہوئی تھین۔ وہ جوش و خروش جو ابتدا مین پیدا ہوا تھا گذر چکا تھا اور انگلستان یا ہندوستان مین ایسے بہت کم لوگ تھے جو یہ نہ سمجھتے ہون کہ ایک آزاد اور کشیدہ خاطر قوم پر اپنی طبیعت سے پسند کر کے جو ہمنے ایک خودمختار فرمانروا کو مسلط کرنا چاہا تو یہ ایک بڑی فاش غلطی اور سنگین جرم کیا۔ ابتدا تو بُری ہی تھی لیکن بعد کو جب اُن غلطیون کا حال معلوم ہو گیا تو بھی طیش و غضب مین پھر اُسکا اعادہ کیا گیا جس امر مین ہمکو کابل مین ناکامی حاصل ہوئی تھی اُسکے لیے ایک طور پر ہمنے ہرات پر کوشش کی

یہ مقام ہماری سلطنت ہندوستان سے کوئی دو سو میل کے فاصلے پر واقع ہے ایک امر کے اعتبار سے تو یہ دانشمندی ص ۵۰۱
کی تھی ہمارا قصد چندان یہ نہ تھا کہ ہرات کے تخت پر کسی خاص شخص کو بٹھائین بلکہ زیادہ تر یہ ارادہ تھا کہ بعض لوگون کو اسپر
قابض ہونے سے باز رکھین چونکہ ہرات افغانستان اور ایران کے درمیان واقع ہے اسلیے ہمارا قصد یہ ہوا کہ جہانتک
اختیار چل سکے دونون مین سے کسی کے پاس نہ رہ سکے ہلوگون کو خیال یہ ہوا کہ ملک ہرات فرقہ بارکزئی کے لوگونکے
قبضہ مین نہ رہنے پائے کیونکہ ہمنے دوست محمد کو اسقدر نقصان پہونچایا تھا جس سے امید نہین رہی تھی کہ وہ خواہ مخواہ
کو ہمارے اختیار کے بڑھنے کی خواہش کریگا ہم یہ بھی نہین چاہتے تھے کہ ہرات ایران کے قبضہ مین رہے کیونکہ یہ بجا ہر
سمجھا اُن لوگون پر جو حالات سے واقف ہین نہ اسوقت کھلا تھا اور نہ اب کھلا ہے کہ ایران روسیون کا کٹھ پتلا ہے
اور اگر ایرانیون نے ہرات پر قبضہ کر لیا تو ایران نہین بلکہ روس چڑھائی کریگا اور یہ چڑھائی ہندوستان پر نہین (یہ تحقیقات
جغرافیہ زمانہ حال کے لیے اٹھا رکھی گئی تھی) بلکہ افغانستان پر ہوگی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب ۱۸۵۳ء مین ایران کی
طرف سے ہرات پر حملہ ہوا تو ہماری طرف سے سخت مخالفت ہوئی اور شاہ سے وعدہ لیا گیا کہ وہ ہرات کو آزاد رہنے دینگے
لیکن اسکے بعد جنگ کریمیا واقع ہوئی اور چونکہ شاہ کو انگریزون کی نسبت جنھون نے سباسٹوپول پر قبضہ کیا تھا روسیون
کا زیادہ خیال ہوا کیونکہ انھون نے خیوا اور قرص پر قبضہ کر لیا تھا اور اب پھر ہرات کی جانب دندان طمع تیز کرنے لگے
تھے دونون ملکون کے درمیان معاملہ فہمی کے تعلقات منقطع ہوگئے تھے اور دوست محمد نے پھر اپنے مشترک دشمن کے
خلاف ہماری مدد چاہی تھی گورنمنٹ انگلستان نے یہ معاملہ اپنے ہاتھ مین لیا اور ۱۱- جولائی ۱۸۵۶ء کو اتمام حجت کے
لیے ایران کو لکھا کہ اگر ہرات پر حملہ کیا گیا تو انگلستان سے جھگڑا خریدنا پڑیگا۔

ایران کے متعلق جو نامدوح اور رنج کثیر پیدا کرنے والی کارروائیون کے یہ آثار ظاہر ہوئے وہ
لارڈ کیننگ اور مسٹر جان لارنس دونون کو ناگوار گذرے اور انکو یہ تجویز ہرگز پسند نہین آتی تھی کہ افغانستان سے
نیا عہدنامہ کیا جاے اور جدید پیچیدگیان پیدا کیجائین دونون کا خیال یہ تھا کہ اگر لڑائی ہو تو بہتر ہے جسمین افاغنہ
ہمارے دشمن نہون بلکہ دوست ہون اور اگر افاغنہ سامان رسد اور بندوقین لیکر خوش ہوجائین تو جس بات کا
ہمکو سب سے بڑھ کر خطرہ ہے وہ ٹل جاے یعنی یہ کہ انگریزی فوج افغانستان سے ہوکر گذر جاے اور افغانستان کے
ملکی معاملات مین جدید مداخلت پیدا ہوجاے۔ ہماری طرف کی کارروائی کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ بحری قوت
کا خلیج فارس مین کچھ اظہار کیا جاے اور ایک قلیل انگریزی سپاہ ساحل پر اوتاری جاے اور باقی جو کچھ ہے ص ۵۰۲
وہ افغانستان کی طرف سے ہرات پر فوج کشی کرنے مین پورا ہوجائیگا۔

چنانچہ لارڈ کیننگ نہایت ثابت قدمی کے ساتھ کام مین مصروف ہوے جان لارنس کو
لکھا کہ اس مہم کے لیے پنجاب کی غیر تو اعددان سپاہ سے کسقدر لوگ آپ بہم پہونچا سکتے ہین انکو تحریر کیا کہ آپ اپنی رائے

اپنے عام خیالات سے آگاہ کرین اور مہم کے اعلیٰ کمانیر کی تقرری کے بارے مین جو ایک بڑا نازک مسئلہ تھا اُنسے صلاح پوچھی - ایک چٹھی کے جواب مین جان لارنس نے لکھا تھا کہ

۲۸ - جولائی ۱۸۵۶ء - (نہایت رازکی چٹھی)

پیارے حضرت - آپ نے ۱۷ - اپریل کی چٹھی مین مہم ایران کی کمان کے لیے کسی لایق کمانیر کی تقرری کے بارے مین لکھا ہے کہ یہ معاملہ نہایت ضروری ہے اور اسمین شک نہین کہ یہ مسئلہ جسقدر بھاری بیان کیا جائے اسمین کوئی مبالغہ نہین ہو سکتا آپ بہت صحیح فرماتے ہین کہ اس مہم کے کمانیر کو ملکی اور فوجی معاملات مین بھی ازبس لائق اور صاحب قوت ہونا چاہیے مین اس خیال سے بالکل اتفاق راے کرتا ہون لیکن ایسا شخص کہان میسر آئیگا - اگر آپ کوئی ایسا شخص رکھتے ہون یا آپ کی نگاہ مین اگر کوئی شخص اسطرح کا پایا جاتا ہو تو اس سے مجھے آگاہ فرمایے . . . . - مین التجا کرتا ہون کہ اس بارے مین آپ اپنے نہایت مخفی خیالات سے مجھکو اطلاع بخشینگے -

جن دو آدمیون کی نسبت لارڈ کیننگ نے لکھا تھا کہ وہ ضرورتون کو پورا کر سکینگے اُنمین سے ایک سر اِنچ سومرسیٹ اور دوسرے جنرل لیس کاٹن تھے جان لارنس نے اسکے جواب مین جو لکھا وہ اُنکی خاصیت کا اسقدر اظہار اور اُنکے دل و دماغ کی صفتون کو اسقدر ثابت اور لاہور مین دونون بھائیون کے جدا ہونے کی پردرد کیفیت اس عمدگی کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ مین اُسکو حرف حرف اس مقام پہ درج کرتا ہون -

مقام مری ۹ - اگست ۱۸۵۶ء

حضور عالی - حضور کے مکتوبات مورخہ ۲۸ - جولائی پہونچے حضور ملکہ معظمہ اور سرکار کمپنی کی ملازمت مین جو افسر ہین اُنکی فہرست کو بغور مین نے معائنہ کیا اور اس مہم ایران کی کمان کے لیے میرے نزدیک وہی لوگ لائق ہین جنکے نام فہرست منسلکہ مین درج کیے گیے ہین مین نے اپنے خیال کے مطابق چند الفاظ مین ہر ایک افسر کی قابلیت کا حال درج کر دیا ہے - مجھکو سر اِنچ سومرسیٹ کا حال زیادہ معلوم نہین ہے لیکن جو افسر مہم کیپ پر گیے تھے اُنکے بیان سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ صاحب موصوف سے یہ کام انجام ہو سکیگا - بریگیڈیر سڈنی کاٹن میرے نزدیک ہندوستان بھر مین بہترین افسر ہین وہ ایک بڑے تجربہ کار افسر ہین اپنے پیشہ سے اُنکو کمال ذوق ہے اور انتظامی لیاقت بھی بہت کچھ رکھتے ہین - جن افسرون کے نام مینے فہرست مین درج کیے ہین اُنمین ایک کو مستثنٰی کر کے لیس کاٹن صاحب شاید سب سے اچھے ہین لیکن وہ ایسے افسر نہین ہین جنکو پولیٹکل اختیار دیکر کچھ فائدہ کی امید کیجا سکے جس شخص کو مین اس مہم کے لیے نامزد کرنا چاہتا ہون وہ میرے اپنے بھائی ہنری ہین - مین حضور کو یقین دلا سکتا ہون کہ اسمین مین اُنکی کچھ ذرا بھی رعایت نہین کرتا وہ بہت کچھ کام کر چکے ہین - وہ برھما کی پہلی لڑائی افغانستان کی دوسری لڑائی اور ستلج کے دونون معرکے جھیل چکے ہین وہ ایسے افسر نہین ہین جنکو ہر صیغہ کے حالات سے واقفیت حاصل ہو ہان اپنے خاص صیغہ ملازمت (توپخانہ) سے خوب آگاہ ہین اور فرد عات کے سیکھنے کا

ص ۵۰۳

انکو چندان شوق نہین ہے لیکن برخلاف اسکے اُنمین بڑی ذاتی لیاقت اور کمال رعب پایا جاتا ہے اپنے ماتحت افسرون مین نہایت
عزیز رہتے ہین اور ملکی اور انتظامی معاملات مین بڑی قابلیت رکھتے ہین وہ قوی الجثہ اور قوی الدماغ بھی ہین اور پنجاب یا
شاید بالائی ہندوستان مین فوج بنگالہ کا کوئی عمدہ سپاہی ایسا نہوگا جو اُنکی ماتحتی مین خوشی سے جانا منظور نکرے اگر وہ کمانیر انچیف
یس کانُن اُنکے ماتحت کمانیر مقرر ہون تو انتظام بہت ٹھیک اور بہت کامل ہوجائیگا اگر میرے بھائی پر کوئی سانحہ گذرا تو اُسوقت تک
کائن صاحب اِن معاملات سے جنمین فی الحال وہ خام ہین ہوشیار ہو رہینگے - کائن صاحب صیغۂ فوج کے متعلق تمام فروعات سے
خوب آگاہ ہین اور اپنی ساری محنت اور خیال اپنے سپاہیون کی بہبودی مین صرف کرتے ہین - لیکن جو قابلیت اور بلند خیالی
میرے بھائی مین پائی جاتی ہے وہ انمین نہین ہے - ایران ایسے ملک پر حملہ کرنے مین صرف لڑائی ہی کا سامان نہین کرنا چاہیے
بلکہ مشرقی قومون اور سردارون سے برتاؤ کرنے کا بھی بندوبست ہونا ضرور ہے - جناب والا میری اس تحریر سے کچھ اور
خیال نکرینگے اگر مین اپنی طبیعت سے آگاہ ہون تو ایسے برتاؤ کو مین کبھی گوارا نکرونگا - مین یقین کرتا ہون کہ میرے اور میرے بھائی
مین ایک بڑی سچی اور مستحکم دوستی ہے لیکن سرکاری معاملات کے متعلق میرے اُنکے اکثر نا اتفاقی رہی اور بعض اوقات تو وہ
یہانتک بڑھی کہ میرے اُنکے درمیان بیگانگی ہوگئی - جو کچھ مین نے بیان کیا ہے یہ سب بنظر فائدہ سرکار ہے اور حضور میرے
بیانات کو اپنے گرد و پیش کے افسرون کے بیانات سے قرار واقعی مقابلہ کرلینگے -

ایسے مضامین لکھنے کی شاذ ہی لوگون کو جرأت اور یکسوئی ہوتی ہے گویا اُنکی پوری تصویر کھینچی گئی ہے -
غلط بیانی سے اُنکو نفرت کلی تھی لیکن اس بزدلی سے وہ اور بھی نفرت کرتے تھے کہ امر واجب کو اس خیال سے نہ بیان
ص ۵۰ کرتے کہ مبادا وہ دروغ بیانی پر محمول ہو - ایک اور موقع پر جب لارڈ کیننگ کو انھون نے لکھا تھا کہ اگر فلان
طریقے سے کارروائی کیجائیگی تو جو بیضابطگیان پنجاب کے محکمۂ تعمیرات مین ہوئی ہین وہ اودھ مین ہونے پائینگی انھون نے
مندرجہ ذیل عبارت تحریر کی تھی -

جس طرح حضور نے مجھ سے چاہا اُسی طرح مین نے بھی نہایت صفائی اور آزادی کے ساتھ حضور کو لکھا تھا - اگر ترک
ادب نہو تو مین اتنی التجا اور بھی کرون کہ ان تحریرون کو حضور صرف اپنے ہی ملاحظہ کے لیے موقوف رکھینگے - اگر ایسا ہو تو مین ہمیشہ
سرکاری ملازمون اور سرکاری معاملات کے متعلق زیادہ آزادی کے ساتھ لکھا کرون - لیکن حضور اس بات سے مطمئن رہین کہ
سوا سچ امر کے مین اور کچھ نہ بیان کرونگا میرے خیالات سرکاری معاملات مین اسقدر محو رہتے ہین جس سے مین کہہ سکتا ہون کہ میرا
کوئی ایسا دوست نہین ہے جسکی نسبت ان باتون سے چشم پوشی کرکے کوئی برتاؤ کرنا چاہون - میرے بہترین دوست وہی افسر
ہین جنکی نسبت سرکاری تعلقات کا خیال کرکے مین بہترین راے رکھتا ہون -

اسمین شک نہین کہ اس آخری بیان مین جو بہت وسعت رکھتا ہے بعض صورتین مستثنیٰ بھی ہین مگر وہ مستثنیات
بھی بمنزلہ قواعد کلیہ کے پائے گئے - اور اُنھون نے اپنے بارے مین عام طور پر جو خود بیان کیا ہے اُس سے

سر جارج کیمبل کی بعض یاد داشتین جو مجھکو دستیاب ہوئین مطابقت کرتی ہین گو صاحب موصوف نے جان لارنس
کی ماتحتی مین تعلیم نہین پائی تھی لیکن جان لارنس ہی کی طلبی سے اسوقت وہ انکی ماتحتی مین بطور کمشنر علاقہ اینر پرے ستلج
کام کرتے تھے۔ ایک چٹھی مین جو اسوقت میرے سامنے رکھی ہوئی ہے جان لارنس لکھتے ہین کہ کیمبل ایک ثابت قدم
شخص تھا اور اگر وہ چاہے تو مین اسکے لیے پنجاب مین بلانے کی سفارش کر سکتا ہون اور سر جارج کیمبل اپنے سابق
چیف کی نسبت اسطور پر لکھتے ہین۔

جان لارنس کے اوصاف اور انکے حسن انتظام سے مجکو اسوقت آگاہی ہوئی جسوقت مین علاقہ این روی ستلج
مین مقرر ہوا اس زمانہ مین وہ فی الحقیقت ہر اعتبار سے عنفوان شباب پر تھے گو میرا مزاج کچھ ایسا پر جوش نہین تھا اور اس زمانہ مین
چیف کمشنر کا ذاتی مقلد نہین تھا لیکن تو بھی اس زمانہ مین انکی بڑی قدر کرنے لگا تھا چونکہ وہ سرکاری ملازمت مین از حد سر گرم رہتے
تھے اپنا کام نہایت جانفشانی اور قابلیت سے انجام کرتے تھے اور اپنی مستعدی اور جانفشانی دوسرون مین بھی پیدا کرنا چاہتے تھے اسوجہ
سے مجھپر انکا بڑا اثر پڑا اور میرے دماغ اور سمجھ مین بھی بڑی صفائی آگئی جسقدر کام وہ انجام کر ڈالتے تھے اسکا خیال کرکے ایک حیرت
معلوم ہوتی ہے وہ صرف اپنے ہی حصہ کا کام انجام نہین کرتے تھے بلکہ دوسرون اور خاصکر اپنے پیارے دوست ڈانلڈ میکلیوڈ کا کام بھی
کر دیتے تھے جو بڑے ہر دل عزیز اور میرے نزدیک ہوشیار بھی تھے لیکن انکے دفتر مین کام ہمیشہ باقی پڑا رہتا تھا۔ سر جان قاعدے صفحہ ۵۰۵
کے بڑے پابند تھے اور جس طرح وہ اپنے تئین محنت سے نہین بچاتے تھے اسی طرح دوسرون کو بھی نہین بچانے دیتے تھے کاہلی کے
وہ دشمن تھے اور ہر قسم کی بدعنوانیون کو بھی وہ مکروہ سمجھتے تھے اسمین شک نہین کہ ان سب باتون کو وہ ایک ایسے درجہ تک
استعمال کرتے تھے جس سے کسی قدر انکی سختی معلوم ہوتی تھی لیکن مین اپنی ذات سے انکے اصولون کو بہت پسند کرتا تھا گو انسے
کسی قدر مجکو دقت بھی ہوتی تھی۔ جب مین رخصت فرلو سے واپس آیا تو انھون نے مہربانی سے مجکو کام دینا چاہا لیکن جیسا کہ میرا
خیال تھا اسکے مطابق میرے جائز دعوی سے کچھ کم تنخواہ کی جگہ دینا چاہی زیادہ تنخواہ کی جگہ اسوقت دینے کو کہی جب انکو معلوم ہوا
کہ ممالک مغربی و شمالی مین مجکو بہتر جگہین ملتی ہین۔ اسپر بھی مجکو معلوم ہوا کہ جس طرح وہ گھوڑا خریدنے کا معاملہ کیا کرتے تھے اسی
طرح سرکاری معاملات مین بھی مجھ سے یہ سودا کر رہے ہین اسی طرح ایکمرتبہ اور جب مین اپنی عملداری کے پہاڑی حصے کے دورہ پر جانیوالا
تھا تو انھون نے اس بارے مین اپنی ناراضی ظاہر کی تھی کیونکہ وہ پہاڑون پر زیادہ جانا پسند نہین بلکہ ناپسند کرتے تھے لیکن جب مین نے
ثابت کر دیا کہ مین صرف کوہستان کو گیا تھا اور آپنے کچھ اور خیال کیا تو انھون نے میرے عذرات کو جو مین نے بہت زور دیکر
لکھے تھے قبول کر لیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ انکو صرف سرکاری مقاصد کا خیال تھا لیکن اصل یہ ہے کہ گو مین انکے ساتھ بخوبی
نباہ سکا انپر کوئی ذاتی دعوی نہین رکھتا تھا اور انکی کارروائی کے اصول کو سمجھتا تھا کہ اس زمانہ مین اور بعد اسکے بھی ایسے بہت
سے لوگ علی الخصوص جنکو انسے زیادہ تقرب تھا اور انپر بڑے بڑے دعوی رکھتے تھے پائے گئے جو انکی راے سے متفق نہین
تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ وہ ان لوگون کے مقاصد پر چندان لحاظ نہین کرتے تھے اصل یہ ہے کہ قرار واقعی طور پر چند آدمیون کی

سرگروہی کرنے کے لیے کسی قدر یہ بات ضرور ہے کہ ملازمون کا کشادہ دلی کے ساتھ لحاظ رکھا جاے - لارڈ لارنس نے یہ نہین کیا - اسمین شک نہین کہ وہ بالکل برسر صواب تھے لیکن آخر مین انکو اس بات سے کسی قدر محرومی حاصل ہوئی کہ لوگ کسی بڑے آدمی کی شہرت مین ترقی کرنے کے لیے جو ذاتی جوشش اور ولولہ ظاہر کرتے ہین وہ نہین ظاہر ہوا -

سر جارج کیمبل نے جو کچھ اس عمدگی کے ساتھ لکھا ہے دراصل اسکے صحیح ہونے مین کوئی شک نہین ہے جو چھپیان میرے سامنے رکھی ہوئی ہین انسے بخوبی تمام اس امر کی تصدیق ہوتی ہے لیکن جو نتیجے اس سے اخذ کیے جا سکتے ہین وہ میرے نزدیک جیسا کہ سر جارج کیمبل بھی سب کے پہلے تسلیم کرینگے کسیقدر تفسیر اور ترمیم کے محتاج ہین سب کے پہلے تو مجھے یہ بیان کرنا چاہیے ہے
ص ۵۰۶ کہ وہ جو شخص اپنے دوستون کی کبھی تیج نکرے انکے عیوب کے ظاہر کرنے مین اگر کیسی ہی عمدگی کے ساتھ انسے نباہ سکے قاصر نہ رہے لوگون کے پس پشت چاہے جسقدر تعریف کرے مگر انکے برو ایک کلمہ بھی نہ بیان کرے اگر ذرا سا کام بھی باقی رہ جاے تو یہ سمجھے کہ کچھ بھی نہین ہوا ہے جو شخص سرکاری فرائض کا اپنے اور دوسرون کے لیے بھی انجام کرنا ایک لابدی امر سمجھے اور اسپر بھی ایسا بندوبست کرے کہ منٹگمری اڈمنڈ سٹون اڈورڈس میکلیوڈ ٹیمپل تھارنٹن نارمن نیچر بالک بیسٹ براون چیمبرلین لمسڈن برینڈرتھ میکناب وغیرہ وغیرہ (اسمین ان لوگونکا ذکر نہین ہے جو انکی گورنر جنرلی کی حیثیت یا نج کی ملاقات کے وقت مثل اینڈوک میور انچیسن سیٹن کار براوران اسٹریچی کے انکے گرد جمع رہتے تھے) ایسے اشخاص کو جو سرکار کے خیرخواہ اور اکثر صورتون مین اس شخص سے اور اپسمین بھی اختلاف رکھتے تھے جمع کر رکھے وہ حقیقت مین ایسے شخص سے عظمت قوت بذات خاص حکومت کرنے کی قابلیت اور لوگون پہ بادشاہی کرنے کی لیاقت مین کہین بڑھا ہوا ہے جو زیادہ ہردل عزیز کہلاتا ہے اور ان صفتون کے ذریعہ سے اپنے گرد دوستون کو جمع کرتا ہے اور انسے ایک ایسی اعانت لیتا ہے جو بذات خاص اس شخص مین نہین پائی جاتی پس جان لارنس مین اس شخص اول کی صفتین پائی جاتی تھین -

انکو ہردل عزیز ہونا کچھ ناپسند نہ تھا اس صفت سے نہ وہ نفرت کرتے تھے اور نہ اسکی کوشش کرتے تھے - اپنے دوست کلن سے انھون نے ایکمرتبہ بیان کیا تھا وہ ہردل عزیز ہونے کی خواہش جسقدر مجھکو کم ہے اسقدر کم شاید کسیکو ہوگی لیکن ہردلعزیز ہونا اور لوگونکو ناراض رکھنا یہ کمزوری کی دلیلین ہین اور ایسا کوئی شخص نہین ہے جو انکو ایمانداری کے ساتھ حاصل کر سکتا ہو اور اسپر بھی انکے حاصل کرنے سے احتراز کرے" ایک دوسرے موقع پر وہ بیان کرتے ہین کہ "اگر صرف نام کے لیے ہردلعزیز ہونے کی جستجو کیجاے تو اس سے کچھ فائدہ نہین ہے ہندوستان مین یہ امر ہر جگہ سے بڑھکر دشوار ہے کہ آدمی اپنا کام بھی کرے اور گروہ خلائق کو خوش بھی رکھے" چونکہ انمین زیادہ ہردلعزیز ہونے کی صفتین کم تھین اسلیے بعض اوقات بیشک انکے نہایت دلی دوستون اور ماتحتون کو رنج پہونچا لیکن باستثناے چند ان سب لوگون نے انھین کی جانب کشش کی اور اپنے چیف اور سرغنہ کے خیرخواہ تو سب کے سب رہے - انکے جانی دوست معدودے چند تھے - اپنے منتخب دوستون سے ایک دوست سے جب وہ اپنے آخری ایام ملازمت کے لیے ہندوستان کو جاتے تھے انھون نے کہا تھا
۵۱۰ ص کہ "مین زیادہ دوستون کی پروا نہین کرتا لیکن جو چند دوست مین رکھتا ہون انمین سے ایک آپ بھی ہین" لیکن یہ معدودے

ص ۵۰۷

چند اور اُنکے بہتیرے دوست بھی خوب جانتے تھے کہ اُنکا یہ روکھاپن صرف ظاہری تھا۔ چنانچہ اُنکے ایک دوست نے مجھسے بیان کیا تھا کہ "اُنمین بجز کوٹ کے ریچھ کی کوئی بات اور نہین تھی"۔ ایک دوسرے دوست سے اُنھون نے کہا تھا کہ اُنکا روکھاپن مثل نیوفونڈلینڈ بلکہ سینٹ برنارڈ کُتے کے تھا۔

کام کرنیکی اُنکو جسقدر خواہش رہتی تھی اُسکی نسبت مبالغہ کے ساتھ بیان کرنا مشکل ہے اُنکی یہ خواہش کبھی پوری ہی نہین ہوتی تھی۔ یہ قوت اُنمین اسقدر پائی جاتی تھی کہ اُنکے ماتحت لوگ جو جسمانی قوت اور مستعدی مین اُنسے کم تھے اُنکو کام کرنیکا دیو کہا کرتے تھے اور اُنکا یہ کہنا بہت واجبی تھا لیکن اب اُنپر بھی محنت کرنیکا اثر پیدا ہونے لگا تھا۔ اُنکے طبی مشیر بھی صلاح دینے لگے کہ آپ معمول سے ایک مہینہ پیشتر کوہ مری کو چلے جائین اور اس سے بھی اُنکو بہت کم فائدہ پہونچا۔ اپنے ایک دوست کو وہ لکھتے ہین کہ "مین بہت علیل رہا اور اپنے کام کے سوا اور کچھ نکرسکا اور وہ بھی بہت جدوجہد کرنیسے انجام ہوا۔ میرے جگر مین کچھ خلل آگیا ہے"۔ ایک دوسرے دوست کو لکھتے ہین کہ "مین کام کرنے سے قریب قریب معذور ہوگیا اور میری طبیعت اچھی نہین ہے۔ مجھکو روزمرہ دس گیارہ گھنٹے کام کرنا پڑتا ہے اور اسپر بھی انجن کی رفتار کے برابر تیزی کرنا پڑتی ہے۔ اگر میرے سات لڑکے نہوتے تو مین کب کا قطع تعلق کرچکا ہوتا۔ ایک عاقل کیا ہی خوب کہ گیا ہے کہ جبتک جسم مین روح موجود ہے اسوقت تک دنیا بھر کا جھگڑا اور جھنجھٹ رہیگا"۔ ناتوان آدمی کو دیکھکر لوگ کہتے ہین کہ یہ کام اُسکے لیے کافی ہے گر اُنکو بعض اوقات اپنے حال پر نہایت افسوس ہوتا تھا وہ کہا کرتے تھے کہ "لوگ مجھکو جوان قوی الجثہ کہتے ہین لیکن مین ہان ناتوان ہون جبکہ مین گذشتہ دو سال کے حال پر خیال کرتا ہون اور یہ دیکھتا ہون کہ سرکاری کامون کی درستی مین بہت کم کام ہوا تو مارے شرم کے اپنی گردن نہوڑا لیتا ہون میری اصل تسلی صرف اس بات سے ہوجاتی ہے کہ شاید اس سے زیادہ کام کرنا میرے امکان مین نہین تھا"۔ اس زمانہ مین علی العموم جو یہ غوغا مچا تھا کہ افسران پنجاب پر حد سے زیادہ کام پڑتا ہے اس سے اُنکو بڑا غصہ تھا چنانچہ [illegible] صاحب کو وہ لکھتے ہین کہ "کثرت کار کی فی الحال جو صدا بلند ہوئی ہے وہ ہول ہی نہین بلکہ مہلک ہے اگر اُسکو تسلیم کیا گیا تو نتیجہ یہی ہوگا کہ افسرون کی تعداد بڑھا دیجائیگی اور تنخواہ کم کردیجائیگی مین اپنے بعض آدمیونکے لیے جو کثرت کار کے شاکی ہین یہی تجویز کرونگا کہ وہ اپنی تنخواہ سے نائب مقرر کرین لیکن اصل مین یہی عشرہ ہے جس سے فی الحال غوغا بلند ہوا"۔ ایک اور موقع پر جب اُنکی شکایت کی گئی تھی کہ اُنھون نے ایک افسر کو جو بالکل نالائق تھا چھڑا دیا وہ لکھتے ہین کہ "اخبار والونکی عادت پڑگئی ہے کہ وہ میری نسبت یہی لکھا کرتے ہین کہ مین اپنے ماتحتون پر سختی اور ظلم کیا کرتا ہون لیکن جس حالت مین سول فوجی اور غیر متعلقہ افسر چار پانچ سو کے قریب میری ماتحتی مین کام کرتے ہین تو یہ ممکن نہین ہے کہ مین اپنا کام بھی کرون اور کسیکو رنج بھی نہ پہونچنے پاے لیکن مین کہتا ہون کہ جس شخص کو دعوی ہو وہ میرے سامنے آئے اور میری سرکاری خط و کتابت مین سختی کی ہے یا ایسے کلمات بھی استعمال کیے ہین جو حسب مقتضاء وقت قرار واقعی جائز نہ تھے اُنکو پیش کرے۔ آپ لوگ شکایت کبھی نہ [illegible] سمجھینگے کہ اس قسم کے ملک پر دو بھائی اور میان"۔ کیکر حکومت اور دوست شفقت [illegible] پھیر کر انتظام ہوسکتا ہے دہلی مین [illegible] اشخاص نے [illegible] کام کیا تھا اُنسے پوچھا جاے کہ مین نے اُنکے ساتھ کیا سلوک کیا"۔ ایسے وقت مین دہلی مین اُنھون نے جو کچھ کیا تھا اُسکا حوالہ دینا بہت مناسب تھا کیونکہ اکثر [illegible] نے جو دہلی کے ڈپٹی کمشنر [illegible] تھے اور اب علاقہ ساگر اور نربدا کے کمشنر تھے حال ہی مین [illegible] کیا [illegible]

ص ۵۰۸

لکھا تھا کہ مجھے امید ہے کہ آپ پنجاب مین اپنے ماتحت کام کرنیکے لیئے مجھکو طلب کرینگے اور جان لارنس نے فی الفور انکی درخواست لارڈ کیننگ کے حضور مین بھیجدی تھی اور اُنکے لیے ایک جگہ کی سفارش کی تھی۔

اسمین شک نہین کہ انکی تندرستی کی ایسی ردی حالت مین اُنکے عہدہ کی مشکلات کا اثر اُنپر بہت زیادہ پڑا ہوگا۔ ۱۵ اکتوبر ۱۸۵۶ء کو وہ لکھتے ہین کہ دو مین کثرت کار اور طول طویل رپورٹونکے باعث تنگ آگیا ہون ایک نہ ایک پریشانی ہر وقت رہتی ہے ان پریشانیون مین سب سے بڑھکر نکلسن صاحب کی مطلق العنانی اور خود رائی تھی گو انکے جیسے ہر طرح سے نیک خیال رکھتے تھے مگر وہ اپنا راگ الگ ہی گایا کرتے تھے۔

یعنی جان لارنس [illegible]

یہ بات نہ تھی کہ جان نکلسن کی تشفی کا سامان مہیا نہین تھا وہ ہر وقت لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اور ہنری لارنس یا ہربرٹ اڈورڈس انکے نزدیک وہ خود بھی مثل لڑکے کے تھے ہنری لارنس یا ہربرٹ اڈورڈس جو چاہتے وہ اُنکے ساتھ کر سکتے تھے نکلسن صاحب ضابطہ کی داب کو برداشت نہین کرتے تھے وہ اسقدر ضدی مغرور اور سرکش تھے کہ کسی قاعدے کے وہ پابند نہین ہوتے تھے قواعد گویا انکے ہاتھ سے شکست ہونے کے لیئے موزون ہوے تھے انکا ہمجنس افسر جو اُنکو شاہنشاہ روس کہا کرتے تھے تو کچھ بیجا نہین تھا اور دیسی لوگ جیسا کہ مین بعد کو لکھونگا انکو دیوتا کی طرح پوجنے پر موجود تھے یہ امر بھی حق بجانب تھا سرحد پر وہ جان لارنس کے ماتحت بھی آزادی کے ساتھ جو چاہتے سو کرتے۔ بہتیرے کام انھون نے ایسے کیے کہ اگر ہندوستان کے اور حصون مین کرتے تو بلوہ عام ہوجاتا یا وہ نوکری سے چھوڑا دیے جاتے اور انمین سے کوئی بات بے وجہ نہ ٹھہرتی۔ کرنل آرمسٹرانگ نے جو اسوقت پشاور مین اسسٹنٹ کمشنر تھے مجھسے بیان کیا ہے کہ ایک روز نکلسن صاحب فقط ایک اردلی لیے ہوے ایک گانون سے ہوکر نکلے اثنا راہ مین ایک مسجد پڑی اور انھون نے دیکھا کہ مسجد سے نکلکر ایک ملا نے انکو سلام نہین کیا بلکہ نفرت یا ص ۵۰۹ حقارت سے دیکھا جب وہ گھر پر پہونچے تو انھون نے اپنی اردلی کو حکم دیا کہ ملا کو پکڑ لاؤ اور جب ملا پکڑا آیا تو اُسکی داڑھی منڈوا ڈالی وہ ہمیشہ کام مین شتابی کرتے تھے ایک روز مقام بنون مین اپنے باغ کے پھاٹک پر دو انگریز اور چند ہندوستانیون کے ساتھ کھڑے ہوے تھے اتنے مین ایک شخص تلوار لیے ہوے اُنکے پاس چلا آیا اور اُنکے چہرے کی طرف گھور کر پوچھا کہ ان لوگون مین نکلسن کون ہے نکلسن صاحب اُسکے ارادہ کو سمجھ گئے اور ایک سنتری کے ہاتھ سے جو اُنکے قریب آگیا تھا بندوق چھینکر اُسکے سامنے کر دی اور کہا کہ تلوار رکھدے نہین تو ابھی گولی ماردونگا۔ وہ آدمی تلوار لیکر اُنکی طرف جھپٹا اور نکلسن نے جو کہا تھا وہی کیا مقتول کے گلے مین ایک حمائل پڑی ہوئی تھی اور لوگ کہتے تھے کہ جب اُسکے اوراق کھولے گئے تو معلوم ہوا کہ گولی نے جو حمائل سے گذرتی ہوئی مقتول کے دل مین گھس گئی تھی حمایل کے اس صفحہ کو توڑ دیا تھا جسمین لکھا ہوا تھا کہ جو لوگ کافرون کو قتل کرنے مین مارے جاینگے انکو جنت ملیگی۔ نکلسن صاحب نے جس پھرتی اور بیباکی سے یہ کام کیا تھا اسیطرح چیف کمشنر کو اُسکی رپورٹ بھی کر دی اور وہ یہ ہے

جناب من - مین ادب کے ساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ مین نے ابھی ابھی ایک آدمی کو جو مجھے مارنے کے لیے آیا تھا گولی سے مار ڈالا۔

آپ کا تابعدار خادم — جان نکلسن۔

ایک مرتبہ کچھ ناراض ہوکر نکلسن نے ارادہ کیا کہ مین کریمیا کو جاؤنگا لیکن اُنکے چیف نے کچھ حکومت اور کچھ مذاق کی راہ سے اُنکے اس قصد پر اعتراض کیا۔ جان لارنس نے اُنکو لکھا کہ مجھے امید ہے کہ لارڈ ڈالہوزی آپ کو جنگ کریمیا مین

کام ہندوستان آپ جیسے سمجھ لوگون کے ساتھ زیادہ کام نکلسکتا ہے مجھکو امید ہے کہ اِس صاحب (نیک مزاج گرکسی قدر کمزور کمشنر لیہ)
کرامیا کے بشاپ یا کمانڈر انچیف کردیے جائینگے اور اُنکا عہدہ آپ ہی کو ملیگا - وہ ہمیشہ یہان رہنے کا ارادہ نہین کرسکتے کرامیا مین
معاملات کی جو شکل ہے مجھکو وہ قابل افسوس معلوم ہوتی ہے اور قطع نظر اس بات کے کہ مین آپ کو اپنے ہی پاس رکھنا چاہون آپکے
لحاظ سے بھی مجھکو اس بات سے بڑا رنج ہوگا کہ آپ کرامیا جائین - یہان تو مشہور ہے کہ لارڈ ہارڈنگ مستعفی ہونگے اور ڈیوک آف کیمبرج
انگلستان کے کمانڈر انچیف مقرر ہونگے - کرامیا کا خطرہ تو اسطور پر گذر گیا لیکن ایک اور خطرہ اس سے بھی بڑھکر پیدا ہوا سر جان
لارنس نے نہایت دوستانہ الفاظ سے جو یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ چیمبرلین صاحب کے ساتھ اپنے پرانے دشمنون یعنی مسعود وزیریون سن ۱۸۵۶ء
پر جاکر چڑھائی کرین تو اس سے ایک اور طوفان پیدا ہو گیا - اور نکلسن صاحب نے اپنے چیف اور اُسی طرح چیمبرلین صاحب
سے بھی ناراض ہوکر اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ مین پنجاب کو یکقلم چھوڑ دونگا - لارنس صاحب نے نہایت افسوس کے ساتھ اڈورڈس
صاحب کو لکھا کہ "مین پنجاب کے چھوڑنے مین اُنکی ہرگز مدد نہین کرسکتا لیکن اس بات مین مین اُنکا مانع بھی نہین ہوسکتا -"
مگر جب نکلسن صاحب کی طرف سے اور بھی شدومد کی چٹھیان آئے لگین تو آخر کو لارنس صاحب نے مجبور ہوکر لارڈ کیننگ کو لکھا
کہ میرا سر کش نائب بہر تور کو بدل دیا جاے جہان وہ میرے بھائی ہنری کے ماتحت رہیگا لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی اور جان
لارنس کی اجازت سے فصل گرما تک کشمیر کی سرد آب وہوا مین رہنے اور ایران اور جنگ ایران کی طرف جو وہان ہورہی تھی نگاہ
طمع دیکھنے کے بعد نکلسن نے خود اپنی خوشی سے پشاور کی ڈپٹی کمشنری قبول کرلی اور ہندوستان اور پنجاب کی خوش قسمتی سے
اُسوقت جب غدر شروع ہوا تو وہ پشاور ہی مین موجود تھے - جان لارنس نے کثرت کار اور پریشانیون سے عاجز آکر (اُنمین
سے بعض باتین ایسی تھین جو نکلسن صاحب کی وجہ سے رفع ہوسکتی تھین) ہت صحیح لکھا تھا کہ "مجھکو یہان جسقدر کام کرنا پڑتا ہے
وہ میری قوت سے کہین زیادہ ہے مجکو رات دن چکی کی طرح پسنا پڑتا ہے ایام خشک سالی مین زراعت کی آبپاشی کے لیے
بوڑھے بیل پر کثرت سے پانی کھینچنے مین جو صعوبت پڑتی ہے وہ بھی میری صعوبتون سے زیادہ نہوگی - کوئی نہ کوئی جھگڑا یا
ذاتی قضیہ نکلتا ہی رہتا ہے اور مین اُسی کا ہو جاتا ہون سرکاری کام سب بند ہو جاتا ہے - اگر آپ ... کو پنجاب مین واپس
بھیجدین تو وہ دونون چیفون کے بدمعاش ملازمون کی بخوبی سرکوبی کردیگا -" جان لارنس کے اطمینان قلب کے ساتھ
اس سال انسانی نیرنگیون سے قدرتی حوادث نے کچھ کم عداوت نہین کی - پنجاب کے مختلف حصون علی الخصوص لاہور اور
فیروزپور مین وباے ہیضہ نے شدت سے خروج کیا - بخار بھی ہر جگہ موجود تھا اور طوفان اور سیلاب کثرت سے آئے جنمین جان و مال
کا سخت نقصان ہوا - ضلع لیہ کا ایک بڑا حصہ تباہ ہوگیا اور ڈیرہ غازی خان کا آدھا ضلع بالکل غارت ہوگیا - مزید بران مہتمان
ایسٹ انڈیا کمپنی نے جنکو اس بات سے مطلق آگاہی نہ تھی کہ پردہ کے پیچھے کیا ہورہا ہے اور جان لارنس نے خرابیون کے انسداد
مین کیا کیا تدبیرین کین اور اُنمین اسقدر کدکی کہ نپیر ایسے شخص سے جنکی وہ بڑی قدر کرتے تھے اُنسے بگڑ گئی اور پھر اس بات کا سخت
الزام رکھا کہ سول انجنیرون کو اُنھون نے اسقدر جلد رخصت کردیا - اور سب سے بڑھکر خرابی کی یہ بات ہے کہ ادھر تو اُنکی تندرستی نے بالکل سن ۱۸۵۷ء

جواب دیا اور کام کی کثرت ہوئی اور اُدھر اسکے سیکرٹری ٹمپل صاحب جنکو اپنے چیف کے برابر کام کرنے کا شوق تھا رخصت فرلو لیکر انگلستان کو چلے گئے اور پنجاب میں ایسا کوئی شخص نہیں چھوڑ گئے جو انکی جگہ کام کر سکتا۔ ٹمپل صاحب کے جانے میں چند ہی روز باقی رہگئے تھے جب یہاں آن آفیش نے اڈورڈس صاحب کو لکھا تھا کہ وہ ٹمپل بذات واحد کئی آدمیوں کا کام کر سکتا ہے اور میرے خواہ کسی شخص کے ساتھ اتحاد رہ کی محنت کر سکتا ہے" اس قسم پر ٹمپل صاحب کی شکر گذاری ظاہر کرتے ہیں انھوں نے اعتراض نہیں کیا... ستمبر ۱۸۵۵ء کی وداعی چٹھی میں وہ لکھتے ہیں کہ گذشتہ چھ مہینے کے اندر جو خدمتیں آپ نے کیں انکی فہرست میرے سامنے رکھی ہے یہ فہرست ہی ایک طومار کا طومار ہے تعجب معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کیونکر اتنے کام انجام کیا... میں آپکو خیرباد کہتا ہوں خدا کرے آپکو ہمیشہ کامیابی حاصل ہو اگر مناسب سمجھیے تو امید ہے کہ آپ پھر واپس آئینگا لیکن بہرحال مجھے یہ کہنا لازم ہے کہ تمکو جسقدر امید تھی اس سے بڑھکر آپ لائق سکریٹری نکلے اور آپکی ذات سے مجکو ہر طرح کی خوشی حاصل ہوئی۔ کالکتہ سے اور اسکے بعد ولایت میں پہونچکر وہان سے بھی مجکو چٹھی لکھیے گا۔"

اپنے دوستوں کی چٹھیوں میں بعض اوقات انھوں نے چاہے جن دقتوں اور مایوسیوں کو بیان کیا ہو اور پریشانی کے وقت چاہے جو کلمات لکھے ہوں مگر یہ ہرگز خیال نکرنا چاہیے کہ وہ کبھی بیدل ہوے یا اپنی کوششیں چھوڑ دیں یا اپنے صوبہ کی آیندہ بہبودی سے انکو کبھی مایوسی حاصل ہوئی۔ بعض اوقات تو ایسا ہوا ہے کہ ایک ہی روز ایک دوست کو انھوں نے یاس کے کلمات اور دوسرے کو کچھ اور ہی مضمون لکھا ہے۔ مثلاً اپنے دوست کوٹ نے کو وہ لکھتے ہیں کہ یہاں کے حالات کسی نکسی طرح بدستور سابق چلے جاتے ہیں دس گھنٹے روز میز پر بیٹھکر کام کرتا ہوں اور شام کو گردن تھوڑا لیے ہوے شکستہ دل گھر پہ چلا جاتا ہوں۔ پنجاب روز بروز شادابی حاصل کرتا جاتا ہے اور اگر خدا نے چاہا تو جبتک میرے ہاتھ میں عنان حکومت ہے اسی طرح ترقی ہوتی رہیگی۔ جہانتک میرا قابو چلسکتا ہے کسی طرح کی ابتری نہ واقع ہونے دونگا" اور لارڈ ڈلہوسی کو لکھتے ہیں کہ "ظاہرا ہمارے یہاں ہر طرح ترقی ہے سرحد پر خاموشی ہے اور چاروں طرف اصلاحیں عمل میں آرہی ہیں میں نے اور ٹمپل صاحب نے ملکر پنجاب کی ایک تیسری رپورٹ تیار کی ہے یہاں سے روانہ ہوچکی اور وقت مناسب پر بیشک آپکے ملاحظہ سے گذریگی مجھے امید ہے کہ حضور ایک جلد اپنے لیے رکھ لینگے اور انڈیا ہاؤس کے لیے تو بہت سی جلدیں چاہیے ہونگی۔" پھر لارڈ کیننگ کو لکھتے ہیں کہ حضور نے میرے انتظام پنجاب کے متعلق جو شفقت آمیز کلمات ارشاد فرمایے انکا میں شکریہ ادا کرتا ہوں جب تک میرا یہاں قیام ہے امید ہے کہ انتظام میں کوئی خلل نہ آئیگا اور جہانتک میرا قابو چلسکتا ہے کوئی خلل نہ آنے دونگا لیکن اسکی ترقی صرف کام کرنے والے افسروں کی ذات پر منحصر ہے اگر افسر عامل لائق تجربہ کار اور مستعد نہوں تو عمدہ قوانین اور عمدہ قواعد فوراً بے اثر ہوجاتے ہیں" ص ۲۱۱

لیکن اب میں ایران کی جنگ اور افغانستان کی مجوزہ دوستی کا حال بیان کرتا ہوں۔

۱۸۵۵ء کے عہدنامہ کے بعد دوست محمد نے قندھار پر قبضہ کر لیا اور فتح خان خٹک نے جسکو ہمنے تصدیق صلحنامہ کے متعلق خاص سفارت پر وہاں بھیجا تھا واپس آکر فرمانرواے افغانستان اور

اور اُن مشکلات کے بارے مین جو اُسکو وہان لاحق ہوئی تھین سخت حال بیان کیا کہ دوست محمد کی عمر قریب ستر برس کے ہے داڑھی بالکل سپید ہے جسپر وہ خضاب کرتا ہے صورت سے بیماری ظاہر ہوتی ہے باہر بہت کم نکلتا ہے اور جب نکلتا ہے تو ہاتھی کی سواری ہوتی ہے "افغانستان مین یہ ایک بڑا عیب تصور کیا جاتا ہے کیونکہ وہ ملک شہسواری کے لیے مشہور ہے" ہر شخص علی الخصوص اُسکے کثیر التعداد بیٹے اُسکی موت مانگ رہے ہین ادھر وہ مرا اور اُدھر اُسکی لاش ہی پر جنگ و جدل ہونے لگے گی اُن بھائیون مین سخت عداوت تھی لیکن اپنے باپ کے دباو سے وہ ایک دوسرے کی گردن پر تلوار نہ پھیر سکے گو دوست محمد ضعیف ہے لیکن اُسکی نیت تھی کہ وہ بذات خاص ہرات پر فوج کشی کرے۔ اُسکا سامان فراہم نہو سکا آدمیون کی اُسکو حاجت نہین جو اُسکے پاس کثرت سے موجود ہین بلکہ اُسکو روپیہ کی خواہش ہے کیونکہ روپیہ اُسکے پاس مطلق نہین ہے اُسکی فوج بھوکون مر رہی ہے اور اسلیے شہر کے باشندون اور گانون کے کسانون کو لوٹنے پر مجبور ہے۔ فتح خان نے یہی کلمات کہے تھے کہ قندھار بمنزلہ ایک باجرہ کے کھیت کے ہے اور باشندگان شہر جو مکانون کی چھتون پر رہتے ہین مثل اُن لوگون کے ہین جو مچانون پر بیٹھ کر ہاکا کرتے اور چڑیون کو اڑاتے ہین اس زمانہ مین امیر کو کوئی برا نہین کہتا اُسنے "بھائی" اور "میان" کہکر ہر شخص کو اپنا دوست بنا لیا ہے جسکا اثر روپیہ سے زیادہ پیدا ہوتا ہے وہ قندھار مین آیا اور اپنے ایک دوست کو لکھا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنے باپ کی قبر جو وہان سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ایک خشک ٹیلہ کی زمین مین واقع ہے دیکھ آؤن تاکہ مین بھی اپنی لاش باپ ہی کی لاش کے قریب دفن کراؤن۔ الغرض اُسکی حالت اور ظاہری آثار تو یہ تھے مگر لوگ اُسپر بھی یہ کہتے تھے (ص ۱۴۳) کہ وہ اپنی فوج لیکر ہرات پر چڑھائی کریگا اور ہم لوگون کا ارادہ تھا اُسکو ہتھیار اور روپیہ دین۔ جان لارنس نے بہت صحیح کہا تھا کہ اُسکو ہتھیار اور روپیہ دینا کنوئین مین پھینکنا ہے۔

لیکن دوست محمد مین ابتک بھی کچھ کچھ جان باقی تھی اور غلام حیدر خان کو (جسکی نسبت دو برس پیشتر جان لارنس نے کہا تھا کہ اُسکا جینا چھ مہینے بھی محال ہے) نولطفہ صوبہ قندھار کا گورنر مقرر کرکے ۱۴ ستمبر کو وہ شہر سے روانہ ہوا اور اپنی فاقہ کش فوج کو کابل مین لے آیا اور اڈورڈس صاحب کو سرکاری حکام سے ملاقات کرنے کے لیے کہلا بھیجا اڈورڈس صاحب کی راے جیسا کہ اُنکے حالات سے قیاس کیا جا سکتا ہے یہی تھی کہ ملاقات کی جاے جان لارنس کی راے اسکے خلاف تھی۔

مجھکو تو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ امیر کی ملاقات مین سواے اسکے کہ کچھ خرچ کرنا پڑیگا اور کچھ فائدہ نہین ہے ایسی حالت مین میری راے نہین ہے کہ ملاقات کی جاے۔ اگر امیر ملاقات کے لیے آئے اور اُنکا مطلب حاصل نہوا تو بالیقین وہ ہمسے ناراض ہو کر جائینگے اگر ہمنے اُنکو پیش پیش لا کر روپیہ دیدیا تو بھی ہمکو اس بات سے کوئی اطمینان اور مضبوطی نہین ہو سکتی کہ وہ ہرات کے معاملہ مین ہاتھ نہ ڈالینگے۔ جیسا لوگ روسیون کے بارے مین کہتے ہین اُسیطرح اُنکے معاملہ مین بھی کافی ضمانت درکار ہے

... خیال کر لیجیے کہ کرنل جیکب نے کس اطمینان سے گورنمنٹ کو لکھا ہے کہ افغانستان سے تمام تعلقات میرے حوالہ کر دیجیے۔ جہانتک مجھکو اپنی ذات خاص سے تعلق ہے وہانتک مجھکو کسیطرح کا افسوس نہوگا۔

لارڈ کیننگ کی بھی راے تھی کہ امیر سے ملاقات کی جاے لیکن سر جان لارنس کی راے سے تمام تر اتفاق کرکے انھون نے بھی یہی کہا کہ افغانون سے جسقدر کم تعلق رکھا جاے اُسیقدر بہتر ہے اور سر جان لارنس کو چونکہ اس بات کی پروا نہین تھی کہ جو امر اُنکے نزدیک سراسر مستحسن نہو اُس سے کسیطرح کی تعریف حاصل کرین اسلیے انھون نے کشادہ دلی سے اڈورڈس صاحب کو جواب دیا کہ جب تک امیر خود کسی مقام پر آنے کے لیے نہین اُسوقت تک میری راے یہی ہے کہ اس بارے مین خاموشی اختیار کی جاے اور یہ معاملات اُنھین پر چھوڑ دیے جائین لیکن اڈورڈس صاحب بھی مثل اپنے چیف کے کشادہ دل تھے۔ جان لارنس نے لارڈ کیننگ کو لکھا کہ "مین نے اس بات کی تجویز اڈورڈس صاحب پر چھوڑ دی کہ آیا مجھکو وہان جانا یا نجانا چاہیے اور انھون نے نہایت عاوہمتی سے جواب دیا کہ تمھارا آنا بہتر ہے" بنابران ۱۶ نومبر کو جیسا کہ انھون نے اپنے دوست منٹگمری کو لکھا تھا "ایک جنگلی بط کے شکار کے لیے راولپنڈی کیطرف روانہ ہوے اُنکا قصد تھا کہ خوشحال گڈھ کے راستہ دریاے سندھ مین ہوکر کوہاٹ مین جائین اور وہان اس امر کے دریافت ہونے تک منتظر رہین کہ آیا امیر وادی خرم مین جو وہان سے سو میل آگے ہے ملاقات کرنا تجویز کرینگے یا پشاور مین۔ ص ۱۴۸

جب وہ وہان انتظار کر رہے تھے تو جس خبر کی عرصے سے راہ دیکھی جاتی تھی اور جس سے اُسوقت بھی کسیقدر وحشت پیدا ہوئی اُس سے اطلاع ملی یعنی یہ کہ ہرات پر ایرانیون نے قبضہ کر لیا اور اڈورڈس صاحب نے عین انتشار مین جان لارنس کو ایک یادداشت لکھی کہ آپ اسکو گورنمنٹ کے پاس بھیجدیجیے اور کابل و قندھار کیطرف فوراً انگریزی فوج روانہ کیجیے۔ ما بعد زمانہ مین یا اپنے اطمینان کے وقت اڈورڈس صاحب کو بھی معلوم ہوا ہوگا کہ اُنکی یہ تجویز نہایت خوفناک تھی لیکن اُنکی چیف نے بڑا کام کیا کیونکہ اُنکے چیف نے اُسکی تردید کرکے صاف صاف لکھا کہ افغانستان کے بارے مین یہ حکمت عملی خلاف مصلحت ہے اور گو وہ خاص خاص حالات معاملہ پر مبنی تھی مگر اسپر بھی وہ عمر بھر اسی راے کے مؤید رہے اور اچھی بری جسطرح کی خبر آئی اسکو سنکر اپنی اسی راے پر قائم رہے۔

جس تاریخ کو اڈورڈس صاحب کی تجویز جان لارنس کے پاس پہونچی اُسی دن یعنی ۲۵ نومبر کو انھون نے یہ جواب لکھا۔

مین نہین سمجھتا کہ گورنمنٹ کوئی فوج افغانستان کو روانہ کریگی میری راے مین تو یہ کارروائی غلط معلوم ہوتی ہے اگر ہرات کے اس حملہ مین روس در پردہ شریک نہین ہے تو جن باتون کا آپکو خوف ہے وہ ظہور مین نہ آئینگی لیکن اگر یہ معاملہ

روس ہی کا پیدا کیا ہوا ہے (اور مجھے یقین کامل ہے کہ روس ہی کی اشتعالک ہے) تو میری راے مین ہندوستان کے لیے یہ لڑائی کوہ سلیمان کے اِس پار نہ کہ اُسطرف لڑنا ہوگی - افغانستان کے بچانے مین اگر اُس طریقہ سے جو آپ نے اپنی یادداشت مین لکھا ہے ہمکو روپیہ صرف کرنا پڑا تو ہندوستان مین ہمارا کچھ بس نہ چل سکیگا قندھار مین ایک مختصر فوج بغیر بھاری توپون اور سامان رسد کے بھیجنا سراسر بیعقلی معلوم ہوتی ہے اگر ایران نے قندھار پر چڑھائی کی تو اُسطرح کے بریگیڈ سے یقیناً ناکامی حاصل ہوگی کیونکہ قندھار مین قلعہ بندی کا سامان بالکل بے حقیقت ہے - ہمکو لارڈ ڈالہوزی کی یہ بات کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ اگر ہم کسی غنیم کے مقابلہ پر صف آرا ہون تو ہمکو بطور اصل فریق کے نہ کہ مددگار بنکر جانا چاہیے کیونکہ لڑائی کا سارا بار ہمارے ہی اوپر پڑیگا اگر ہم بریگیڈیر چمبرلین صاحب کو چار ہزار آدمیون کے ساتھ آج قندھار پر بھیجدین تو نتیجہ یہ ہوگا کہ آخر مین ہمکو بیس ہزار آدمی کمزور اور نالائق جرنیلون کی سرکردگی سے بھیجنا ہونگے - اگر ہمنے افغانستان مین لڑائی چھیڑدی تو ہمارا خزانہ تباہ ہوجائیگا اور اگر لڑائی کا نتیجہ کچھ اور پیدا ہوا تو بھی افغان لوگ ہمکو ہمارے دشمنون کے ہاتھ بیچنے لگینگے وہ پہلے منحرف ہوکر غنیم سے ملجائینگے برخلاف اسکے اگر روس و ایران کی فوج نے شریک ہوکر باہم چڑھائی کی اور درہ بولان یا خیبر کے سوا نہ پہنچے مقابلہ ہوا اور اُنکو ہزیمت حاصل ہوئی تو جوا فاغنہ اُنکے شریک ہونگے وہ اسطرح کی دغابازی اُنکے ساتھ کرینگے -

دوسرے روز انھون نے ایک اور بھی پرمعنی چٹھی اپنی حکمت عملی کے اظہار مین لارڈ کیننگ کے نام لکھی جسکو مین قریب قریب تمام و کمال ذیل مین درج کرتا ہون حال کے واقعات اور افغانستان مین تازہ معاملات کے واقع ہونے کے احتمال سے وہ چٹھی ایسی ضروری معلوم ہوتی ہے جسکی تعریف مین مبالغہ کرنا مشکل ہے - صفحہ ۵۱۵

مقام کوہاٹ ۲۴ نومبر ۱۸۵۶ء

مین چٹھی ہذا کے ساتھ نہایت ادب سے لفٹنٹ کرنل اڈورڈس کی ایک یادداشت جو کل میرے پاس پہونچی منسلک کرتا ہون - یادداشت مذکور اس بارے مین ہے کہ اگر ہرات پر ایرانیون کا قبضہ ہوگیا تو صاحب موصوف کی راے کے مطابق اس بارے مین کیا تدبیر کرنا چاہیے - اس بات کے بیان کرنے کی ہمکو حاجت نہین معلوم ہوتی کہ صاحب موصوف کے ان خیالات سے مین اتفاق نہین کرسکتا اس مسئلہ پر جہان تک میری عقل رسائی کرسکتی ہے نہایت ذہن لڑا کر مین نے بارہا غور و فکر کی ہے جو حالات مجھکو دستیاب ہوسکے اُن سب کو مین نے مطالعہ کیا اور باوقات مختلف عمدہ ترین افسران فوج سے اس امر پر بحث کی اور آخر مین بلا اختلاف میری یہی راے قرار پائی کہ وسط ایشیا کے معاملات مین فوج کشی کرکے دخل دینا سراسر غلطی ہے کل مین نے اڈورڈس صاحب کو عجلت مین جو ایک چٹھی لکھی تھی اُسکی نقل اپنی اس عرضی کے ساتھ منسلک کرتا ہون - بادی النظر مین اُنکی تدبیرون کے خلاف جو اعتراضات میرے دل مین گذرے وہ مین نے اُسمین درج کردیے ہین -

ہرات کے بارے مین مین یقین کرتا ہون کہ اسوقت وہ ایک نہایت مستحکم مقام ہے اگر میری یادداشت غلط نہین ہے تو میجر ساندرس صاحب متعلقہ انجنیران بنگال نے جو مہاراج پور مین مارے گئے تھے مقام مذکور کو دیکھا تھا اور اُنکے ادرستوفی

تیجر ڈیوی آرسنی ٹاڈ کے زیر اہتمام وہان کی قلعہ بندی مین زر کثیر خرچ کیا گیا لیکن اس بارے مین لفٹننٹ کرنل جیمس ایبٹ جو فی الحال علیحدہ مین ہین حضور کو پورے حالات سے مطلع کرینگے ۔ مجھکو تو ہر طرحسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہماری فوج کے پہونچتے پہونچتے روس اسقدر انجینیرون اور توپخانہ کے لوگون کو اپنی خواہش اور ضرورت کے مطابق بخوبی تمام فراہم کرے گا اور یہ افسر مع اس مدد کے جو ایران کی دولت کی قسم سے روس کو دے سکتا ہے ہماری تمام تدبیرون کو جو اُسکے مقابلہ مین ہندوستان سے کیجائینگی شکست کر دینگے میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اگر اسیطرح کا کوئی قصد کیا گیا تو اُسکا انجام یہی نہوگا کہ لکھو کھا روپیہ برباد ہو بلکہ بالیقین تباہی بھی واقع ہوگی ۔ مین تسلیم کرتا ہون کہ افاغنہ کے مقاصد فی الحال ہماری اغراض کے مطابق ہین لیکن یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ یہی حالت ہمیشہ قائم رہے اگر اس مناقشہ مین ہمکو کامیابی حاصل ہوئی تو بیشک افاغنہ ہمارے دوست رہینگے لیکن اگر قضیہ اسکے بالعکس ہوا تو پھر اُنکو مصلحت اسی مین معلوم ہوگی کہ طرف ثانی سے ملجائین ۔ اگر ہمنے کوئی فوج افغانستان کو بھیجی تو اُسکے لیے ہر قسم کے اتفاقات کی تیاری کر لینا چاہیے کہ جو کوئی سامنے آئے اُسکا مقابلہ کیا جاسکے اور خود اپنے ذریعہ اور وسیلہ پر پورا بھروسہ کیا جاسکے اور ہرات تو ہماری سرحد اور اس مقام سے جہانسے بطور کافی مدد پہونچ سکتی ہو صدہا میل دور ہے ۔

مجھکو ابتک میرے بھائی کرنل جارج لارنس صاحب کے دلچسپ بیانات یاد ہین کہ درہ بولان سے کیونکر کوچ کیا گیا تھا اور قندھار مین کسطرح داخلہ ہوا اُنھون نے مجھکو یقین دلایا کہ سپاہ بھر مین صرف پانچسو گھوڑے ایسے رہگئے تھے جو اپنے سوارون کو لے چلنے کے قابل تھے اور یہ سوار ایسے تھے کہ نصف میل تک بھی اپنے گھوڑون کو تیز نہین دوڑا سکتے ہین توپخانہ کے گھوڑون کی کیفیت اس سے بھی بدتر ہے اور قطع نظر ان سب باتون کے اُس فوج کی قوت بھی کیا تھی شاہ شجاع کی تمام سپاہ ملا کر میرے نزدیک بارہ ہزار آدمی سے زیادہ نہین تھے ۔ ص ۱۱۵

یہ بہت صحیح ہے کہ اُس زمانہ کے حالات اس زمانہ کے حالات سے بدرجہا مختلف ہین سندھ اور پنجاب ہمارے قبضہ مین ہے ہم افاغنہ کی حمایت کو جاتے ہین لڑنے نہین جاتے ہین باایںہمہ ہمکو خیال کرنا چاہیے کہ سندھ اور بولان کے راستہ بھر مین اور وہان سے قندھار اور پھر غزنین تک کسی نے ایک گولی بھی نہین چلائی اور نہ کسیطرح کی مخالفت کی گئی اسکے سوا فی الحال اور کوئی پیشین گوئی نہین کی جا سکتی ۔

کابل اور وہ ملک جو ہندوستان اور ہرات کے مابین واقع ہین اس قابل نہین معلوم ہوتے کہ بڑی فوج کی پرورش کر سکین مجھکو یقین ہے کہ اگر اُن ملکون سے رسد لی جائیگی تو لوگ پریشان ہونگے اور کم و بیش ہماری مخالفت کرینگے ۔ پنجاب کے بھی بعض بعض حصون مین تین ہزار سے لیکر چار ہزار سپاہ کے لیے ایک مقام مین سامان رسد کا بہم پہونچنا مشکل ہے ۱۸۵۰ء مین جب مین براہ دریاے سندھ لارڈ ڈلہوزی کے ساتھ راولپنڈی سے کالاباغ کو گیا تو ہم سب لوگون کو نہایت خطرہ تھا کہ کہین فاقہ کشی کی نوبت نہ آئے کیونکہ وہان تین چار دن تک ٹھہرنا پڑا ۔ ہمکو اپنے کھانے پینے اور مویشیون کے چارہ کی چیزین پچاس پچاس بلکہ ساٹھ ساٹھ میل کے فاصلہ سے منگوانا پڑین ۔

افاغنہ حرص اور تعصب کے لیے ضرب المثل ہو رہے ہین اور اُنکے فرمانروا صرف نام کے لیے حکومت رکھتے ہین اگر وہ چاہین تو بھی سامان رسد پہونچانے کا قطعی اقرار نہین کر سکتے اور کمسریٹ کے کارپردازا ور ٹھیکہ دار اگر وہان گئے تو نتیجہ نہایت خراب ہوگا قندھار کی حفاظت کے لیے غیر قواعددان سپاہ روانہ کرنیکی تدبیر مین کم خواہ زیادہ خطرہ متصور ہو لیکن میری راے اُسکے بھی خلاف ہے اگر امیر اپنی لڑائیان خاص اپنی سرزمین مین نہین لڑ سکتے تو ہمارے واسطے اُسکا قصد کرنا بے سود ہے ایرانیون کو قندھار پر قبضہ کرنے مین چاہے کچھ دنون تک کامیابی رہے لیکن اسمین غالباً آیندہ کے لیے خطرہ متصور ہے۔ اگر افاغنہ کسی سے سازش کرنے پر کبھی مائل ہو سکتے ہین تو ایسے حملہ آور سے نجات حاصل کرنے کے لیے ضرور اتفاق کرینگے۔ اسمین شک نہین کہ افغان لوگ باوصف اپنے ملک کی قدرتی قوت اور سپاہیانہ صورت کے اصل مین اس وجہ سے کمزور ہین کہ باہم گر اُن مین جھگڑا رہا کرتا ہے اور ملک کے لوگ طامع اور بیوفا ہین چنانچہ اسیوجہ سے مین نے لارڈ ڈلہوسی کو لکھا تھا (یہ حوالہ مین اپنی یادداشت سے دیتا ہون) کہ مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی خوفناک حملہ آور ہرات تک اگر ہندوستان کی طرف حرکت کریگا تو وہ کبھی اُسکا مقابلہ نہ کر سکینگے۔

اگر ہم نے قندھار کو کوئی فوج روانہ کی تو اُسکے لیے ملک پر قبضہ کرنا ضرور ہوگا اُسوقت افغانستان ہندوستان کی جنگاہ ہوجائیگا ص۱۵
اور ہم کو اپنی حالت سنبھالنے کے لیے جو خرچ اُٹھانا پڑیگا اُس سے ہندوستان کا دیوالہ نکل جائیگا اور اگر نتیجہ کچھ اور ہوا تو ہم کو خالی خزانہ اور بیدل فوج کے ساتھ پلٹنا پڑیگا اور اُدھر برخلاف اُسکے اگر افغانستان کو چھوڑ دیا اور کوہ سلیمان کے اس جانب اپنے وسائل کو فراہم کیا تو ہم اپنے حملہ آور سے ایسی حالت مین مقابلہ کر سکینگے جب وہ بالکل خستہ اور پریشان ہوگا۔ اُسکا توپخانہ ضعیف ہوگا اور اُسکے وسائل دورون سے گذرتے ہوئے دور رہجاینگے۔ ایسی حالت مین شکست یقینی ہے اور اگر شکست ہوئی تو اسمین سراسر تباہی رکھی ہوئی ہے جو روپیہ ہمکو ہرات کے محاصرہ کرنے اور افغانستان کی لڑائیان لڑنے مین صرف کرنا پڑیگا اُس سے ہمارے گورون کی فوج ہندوستان مین دوچند ہوجائیگی ہماری اکثر ضروری ریلون کی تکمیل ہو جائیگی اور پنجاب کے دریا جہازون کے نیچے چھپ جائینگے مجھے یقین ہے کہ جنگ کابل مین ابتدا سے انتہا تک بارہ ملین پونڈ صرف ہوا ہوگا اور اگر ہم نے روس اور ایران کی مشترک قوت کے مقابلہ مین وسط ایشیا پر چڑھائی کی تو اسمین جو نقصان ہوگا اُسکی کوئی حد و حساب بمقابلہ اُسکے نہین ہے۔ مجھے یہ بھی بیان کرنا چاہیے (یہ امر ایسے بھاری مسئلہ کے سامنے اگرچہ چندان ضرور نہین ہے) کہ ہم مشکل سے کوئی ایسی سپاہ (یعنی فوج پنجاب کا ایک حصہ) دے سکتے ہین جسکی قندھار بھیجنے کی تجویز کی جاتی ہے وہ سب سے زیادہ اُن خدمتون کے لیے موزون ہے جسکے لیے تعینات کی گئی ہے اُسکے سپاہی اور افسر ہمارے ہندوستان بھر کی فوج مین چیدہ و منتخب ہین۔ سات برس کی محنت کے بعد اب وہ اس حالت مین پہونچی ہے۔ کوہستانی جرگون کا مطیع کرنا تو درکنار ابھی تک اُنکی تنبیہ بھی نہین ہوئی اور جس فوج کو کرنل اڈورڈس نے بیان کیا ہے کہ وہ اس بات کے لیے کارآمد ہو سکتی ہے اُسکو ہم مشکل سے دے سکتے ہین ہمارے اس حصہ ہندوستان مین ایسی بندوقین بھی نہین ہین جو ہم اُنکو دینگے اور قواعددان دیسی سپاہیون کو سول خدمتون پر مقرر کرنے مین نہایت زحمت و پریشانی متصور ہے مین نے حضور کو جو اطلاع دی تھی وہ ابھی تک مجھکو فراموش نہین ہوئی ایران مین کام کرنے کے لیے مین پنجاب کی فوج دو ہزار سے زیادہ نہین

ہوسکتا ہون لیکن اسقدر لوگ بھی بڑی مشکل سے چھپے جا سکتے ہین اور اگر قریب قریب اسکے دو چند آدمی لیے گئے تو سوائے اسکے
کہ ہم ایک حلقہ کے اندر ہمیشہ کے لیے اپنے تئین بند کرکے بچا یا کرین اور کچھ نہوسکیگا اور اس طریقہ مین بالکل کمزوری متصور ہے
اور کچھ فائدہ نہین ہوسکتا۔

مین کل درۂ کوہاٹ مین جاؤنگا اور امید ہے کہ ۲۹-کی صبح کو پشاور مین پہونچ جاؤن۔

جان لارنس نے اس شدومد کے ساتھ اپنے جو خیالات ظاہر کیے انسے لارڈ کیننگ نے بالکل اتفاق
کیا اور آخر کو جان لارنس نے یہ سنکر کہ دوست محمد وادی خرم مین نہین بلکہ درہ کوہاٹ مین ملاقات کرنا چاہتا ہے
درہ کوہاٹ سے گذر گیا اور ۲۹ تاریخ پشاور مین پہونچے یہان کچھ عرصہ کے بعد راولپنڈی سے اگر انکی میم صاحب
بھی ملین - دوست محمد نے مثل سچے ایشیائی لوگون کے اپنی نقل و حرکت مین سستی اور شکوہ ظاہر کیا اور جب ص ۱۱۵
ایک مہینہ اور گذر گیا تب یہ خبر آئی کہ وہ درۂ خیبر کے اس کنارہ تک پہونچے ہین - چیف کمشنر پنجاب کمشنر پشاور
جنرل سڈنی کاٹن جو فوج پشاور کے کمانیر تھے اور ہربرٹ ایڈورڈس جو سپاہ گائیڈ کے کمانیر تھے فوراً روانہ ہوئے
انکے ساتھ تین ہزار سپاہی ہر قسم کے اور تھے اور یہ سب سامان اسلیے کیا گیا کہ جب وقت فرمانروائے افغانستان
ہندوستان کی سرحد پر قدم رکھے تو اسکے استقبال کے لیے ہر طرح کی تیاری ہو رہی ہے لیکن امیر نے افغان ہونیکی
وجہ سے اپنی قوم کی عادت کے مطابق فریب کا اندیشہ کرکے یہ التجا کی کہ پہلے سر جان لارنس افغانون کے علاقہ
مین آکر مجھسے ملاقات کرین سر جان اسپر رضامند ہوگئے اور انگریزی نوروز ۱۸۵۶ع کی صبح کو دوست محمد کے دو بیٹے
جنگلی صورت سوارون کے ایک غول سمیت برٹش کیمپ مین اس بات کے لیے حاضر ہوئے کہ جان لارنس
کو اپنی حفاظت مین لیجا کر امیر کے پاس پہونچا دین - انگریزی ملاقاتیون کے لیے یہ سفر معمولی دلچسپی کا نہوگا کیونکہ جو
لوگ وہان موجود تھے انکو پہلے ہی پہل (حالانکہ انہین سے اکثر لوگ سالہا سال سے گھاٹی کے موہانہ ہی پر رہتے آئے
تھے) اس ہولناک گھاٹی پر نگاہ کرنے کا اتفاق ہوا ہوگا اسکے تیرہ و تار غار اسی قابل تھے جنپر مشہور شاعر ڈینٹی کا یہ
مصرعہ بطور کتبہ کے لکھا جاتا ہے -

"قدم رکھے وہ اندر زندگی سے ہاتھ جو دھوتے "

فی الواقع ذاتی حفاظت کے متعلق یہ بڑی احتیاط کی جگہ تھی اور گورنمنٹ نے تاکیدی حکم دیدیا تھا کہ کوئی انگریز
گو وہ تحقیقات کا کیسا ہی شائق اور کیسا ہی اولوالعزم کیون نہو ان وحشتناک خیبریون کے علاقہ مین قدم نرکھے جو
فاقہ کشی سے نیمجان رہتے اور لومڑیون کیطرح زمین کے اندر غارون مین بسر کرتے تھے انسان کے ہاتھ سے
ابتک کبھی وہ مطیع نہین ہوئے تھے ہر ایک فاتح جو انکے غارون سے ہوکر نکلا اس سے انھون نے نعلبندی
وصول کرلی اور رات کو حملے کرکے گذشتہ چند سال کے اندر انگریزی رعایا کے بہتیرے آدمی ہلاک کر ڈالے

اور ہندوستانیون کی صدہا گاڑیان اور بکریان سپاہ متعینہ پشاور کے سامنے سے گذرکر چلے گئے ۔ پس جسوقت قلیل
جماعت اس ممنوع علاقہ کے اندر اور کئی میل تک درہ مین جہان کہ ہر ایک گوشہ اور گوشے مین ایک ایک افغانی
قدر انداز بخوبی چھپ سکتا تھا گئی ہوگی تو اُسکو نئی نئی باتون کے دیکھنے کا ذوق وشوق ہی نہوگا بلکہ کچھ اور ہی خیال ہوگا
جان لارنس کو خوب معلوم تھا کہ مین نے اپنے اوپر کیا جوکھم لی ہے اور اس لیے وہ سنڈفی کا ئن صاحب ص ۵۱۹
سے (جنکے ذریعہ سے مین اکثر باتین اس داستان کے متعلق لکھ چکا ہون) کہہ گئے کہ آپ اپنی سپاہ کو حکم دیدینگے کہ اگر درہ
کے اندر سے بندوق کی کوئی آواز آئے تو وہ فوراً چلے آئینگے اور مدد کے لیے پہونچینگے ۔ یہ ایک اسطرح کا حکم تھا کہ جسکے
بعد کو گذرا اگر اُسکے موافق حکم کی تعمیل کی جاتی تو کل گروہ کی جان جاتی کیونکہ جسوقت یہ لوگ امیر کے خیمہ مین داخل ہوئے
تو جو بھاری توپین امیر کے خیمہ کے سامنے لگائی گئی تھین اُنکے ذریعہ سے سلامی سر ہوئی اُسکے بعد نشیبی پہاڑیون پر
افغانی سپاہ کے بندوقچیون نے سلامی کی باڑھ ماری اور اُسکے بعد کوہستانیون نے جو کئی میل تک درہ کے دونون طرف
صف بستہ کھڑے تھے سلامی سر کی یہانتک کہ کل درہ خیبر توپون اور بندوقون کی آواز سے گونج اُٹھا اور اسکی آواز باز گشت
سے بہت اچھی طرح اس بات کا دھوکا ہوسکتا تھا کہ آپسمین کچھ فساد ہوگیا ۔ اگر اُس افسر نے جو برٹش سپاہ کی کمان پر
پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا اُس حکم کی جو اُسکو دیا گیا تھا تعمیل کی ہوتی اور عجلت کے ساتھ درہ کے اندر گھس گیا ہوتا تو جیسا
سنڈفی کائن صاحب دلیل کرتے ہین اسمین کوئی شک نہین کہ افاغنہ اس فریب کو جسکا اُنکو اندیشہ تھا دیکھنے یا دیکھنے
کا بہانہ کرنیکے بعد اُن بے بس فرنگیون پر ٹوٹ پڑتے اور ایک ایک آدمی کا کام تمام کردیتے لیکن صاحب موصوف
نے یہ خیال کرکے کہ آوازین ایک قرینہ کے ساتھ آتی ہین یہی نتیجہ نکالا کہ یہ سلامی کی آوازین ہین اور عقلمندی سے
اپنی جگہ پر کھڑے رہے جو خطرہ تھا وہ جاتا رہا اسکے بعد ایک بڑا بھاری دربار منعقد یعنی بقول چیف کمشنر ''عجیب کترون
اور بدمعاشون کا ایک ایسا گروہ مجتمع ہوا جسکے دیکھنے کا پیشتر مجھکو کبھی اتفاق نہین ہوا تھا'' سعادت خان سردار فرقہ
مہمند جو ہمارا جانی دشمن تھا ان سب مین سر برآوردہ تھا لیکن مسٹر جان لارنس کی استدعا سے دوست محمد نے حکم دیا کہ
دربار سے چلا جائے ۔ اسکے دو روز کے بعد دوست محمد جسکی داڑھی سپید اور چہرہ مقدس تھا (کیونکہ اب اُسنے خضاب
لگانے کی پروا نہین کی) اور اونٹ کی کھال کا لباس پہنے ہوئے تھا انگریزی علاقہ مین داخل ہوا سات ہزار انگریزی
سپاہ جو اعزاز کے لیے صف بستہ ایک میل تک کرکے دور و یہ کھڑی کی گئی تھی اُس سے گذرکر جمرود مین آیا اور وہان
اپنا خیمہ نصب کرایا اور اس مقام پر ۵ر جنوری کو مجلس شوریٰ کا کام شروع ہوا ۔
امیر کے پیچھے اُنکے لڑکے بیٹھے اور بائین جانب اُنکے نہایت معتمد سردار کھڑے ہوئے ۔ اور وہ خود دولت
کے ساتھ اپنے تعلقات ایران کو بیان کرنے لگے اور نہایت پر درد طور سے بیان کیا کہ انگریزون سے دوستی
کرنے مین شاہ ہمارے دشمن ہوگئے اور اُس سے اب ہرات نکل گیا بعد اسکے امیر نے سوال کیا کہ مجھکو

کیا کرنا چاہیے - آپ لوگ جو کچھ حکم دیں مین اسکی تعمیل کیواسطے موجود ہون اور اللہ و پیغمبر کو شاہد کرتا ہون کہ آیندہ سے
چاہیے تمام عالم پھر جائے مگر مین آپ لوگون کا دوست رہونگا - چیف کمشنر کی اس اول ملاقات مین زیادہ تر یہ ص ۵۵
خواہش تھی کہ امیر کے خیالات معلوم ہون اپنی باتین بیان کرنے کی انکو چندان خواہش نہین تھی اور جب اصل معاملہ
کی گفتگو آئی تب دوست محمد نے کمال فصاحت صرف کر کے ظاہر کیا کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ ہرات کو حاصل
کیا جائے - اور اگر انگلش لوگ خلیج فارس مین ایک بھاری بحری قوت دکھا کر مجھکو مدد دین اور دوسرے طریقہ سے
بھی میری اعانت کرین تو مین دریاے جیحون پر تمام جنوبی ملکون سے ایک فوج جمع کر کے اپنے دشمنون کو عین معرکہ
مین نیچا دکھاؤن ہرات کی شہر پناہ کو مسمار کر دون برجیان توڑ ڈالون اور بزور شمشیر اسپر قبضہ کر لون -

یہان تک گفتگو کی نوبت آئی تھی کہ اتنے مین ایک سوار دوڑا ہوا سر جان لارنس کے پاس آیا اور لارڈ کیننگ
نے کلکتہ سے تار پر جو ایک خبر بھیجی تھی اسکو لا کر پہونچایا اس خبر کے ذریعہ سے جان لارنس کو اطلاع دی گئی تھی
کہ عنقریب پچاس ہزار کی ایک سپاہ کمک کے لیے خلیج فارس کو روانہ کی جائیگی اور ایران سے جو عہدنامہ کیا جائے
اسمین ایک شرط یہ ہوگی کہ وہ افغانستان پر کسیطرح کا دعوی باطل نکرے اور ہرات سے اپنی فوج واپس طلب کر لے
تار برقی کے آخر مین یہ پرمعنی الفاظ درج تھے کہ "اس خبر سے اگر کوئی کام نکل سکتا ہو تو آپ اسکو استعمال مین لا سکتے
ہین" - اور جان لارنس نے اسکے پہلے حصہ سے اسیوقت کام لیا لیکن دوسرا حصہ جو زیادہ ضروری تھا وہ آیندہ
موقع پر دوسرے روز کام مین لانے کے واسطے اٹھا رکھا گیا - اس اثنا مین انھون نے امیر سے اس بات کی کیفیت
طلب کی کہ انکے اختیار مین کیا کیا وسائل ہین - امیر نے اسکے جواب مین کہا کہ یہ بڑا مشکل معاملہ ہے اور اسپر غور کرنے کے
لیے ایک پورا دن درکار ہے - اسلیے جلسہ برخاست ہوا -

اسکے دو روز کے بعد ۷ جنوری کو پھر جلسہ منعقد ہوا اور اس مرتبہ چیف کمشنر کے خیمہ مین اسکا انعقاد ہوا -
امیر کے بیان سے ظاہر ہوا کہ ۴۰۰۰ سپاہی اور ۱۸ توپین انکے اختیار مین ہین اور انھون نے کہا کہ میرے نزدیک
مہم ہرات کے خیال سے اسکی تعداد بڑھا کر ۵۰۰۰ سپاہی اور ۲۰ توپین کر دینا لازم ہوگا - "لیکن اگر آپ کہیے تو یہ تعداد
زیادہ یا کم کر دیجائے آپ انگریز لوگ ایران کے حالات سے بخوبی واقف ہین" چیف کمشنر نے یہ بیان کرنا شروع کیا تھا
کہ یہ بڑی بھاری مہم ہے اور اسکے ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ افغانون کی باہمی نااتفاقی سے اٹک کشمیر اور پشاور کا ملک علحدہ
ہو گیا اتنے مین سردارون مین سے ایک حافظ جی نے یہ متمردانہ سوال کیا کہ "کیا آپ کا ارادہ یہ بھی ہے کہ افغانستان
کو کوئی انگریزی افسر روانہ کیجیے" سر جان نے جواب دیا کہ "اگر آپ کی مہم ہرات مین مدد کرنے کے لیے ہم نے روپیہ
ص ۵۶ اور دوسرا سامان بہم پہونچایا تو ہم اپنے افسرون کو اس بات کے دیکھنے کے لیے ضرور روانہ کرینگے کہ وہ سب چیزین
مناسب کامون مین صرف کیجاتی ہین لیکن ان افسرون کو کسیطرح کا اختیار یا حکومت نہ دیجائیگی" - پھر اس وقت کے

لیے وہ معاملہ ملتوی ہو رہا اور دوسرے روز امیر کے بیٹے اپنی فوج کے متعلق اور تفصیلی حالات لے آئے جن سے یہ امر صاف ہویدا ہوگیا کہ اگر مہم ہرات مین ایک برس کا زمانہ گذرا تو اُسکے واسطے ترسٹھ لاکھ روپیہ پچاس ضرب توپون اور آٹھ ہزار سپاہیون کے ہتیارون کی علاوہ بیشمار سامان جنگ کے ضرورت ہوگی۔ یہ ایک بڑی بھاری درخواست تھی چنانچہ اُسپر خیال کرکے جان لارنس آخر کو یہ پوچھنے پر مائل ہوئے کہ اگر بالکل اپنی حفاظت کرنے کی حکمت عملی ایران کے معاملہ مین اختیار کی جائے تو اُسکے لیے کن کن باتون کی حاجت ہوگی سردارون مین سے ایک شخص نے جواب دیا کہ "ایرانیون اور افغانون کے درمیان جو جھگڑا ہے وہ صرف اسی عالم کا نہین ہے بلکہ دوسرے عالم کا بھی ہے کیونکہ سنیون اور شیعون مین کبھی اتحاد نہین ہوسکتا ہے لیکن اس امر پر خیال کیا جائیگا اور اگر آپ لوگون نے پسند کیا تو افاغنہ اپنی خواہشون اور معمولی دستور کے خلاف صرف اپنی حفاظت کرنے ہی کی کارروائی پر قائم رہینگے اس صورت مین چار ہزار سپاہیون کے ہتیار اور سامان جنگ مع اسقدر روپیہ کے جو آٹھ ہزار سے زائد پیادون کی پرورش کو کافی ہوسکے بس اسیقدر آپ سے طلب کیا جائیگا"۔ ان شرطون اور اس حکمت عملی کو چیف کمشنر نے پسند کیا اور گورنمنٹ ہند کو اُسکے بارے مین خبر دیکے سفارش کی۔ لارڈ کیننگ نے جواب مین اپنی رضامندی ظاہر کی بعد اُسکے جان لارنس نے دوست محمد کو صلاح دی کہ مہم ہرات سے دست بردار ہون اور چار ہزار بندوقین اور ایک لاکھ روپیہ ماہوار کا وظیفہ اسوقت تک دینے کو کہا جبتک لڑائی قائم رہے یا گورنمنٹ اپنی خوشی سے دیتی رہے وظیفہ کی ایک شرط ایسی تھی جس سے بڑا اشتباہ پیدا ہوا یعنی یہ کہ برٹش افسرون کو کابل بھیجنے کا حق دیا جائے اور وہ وہان جاکر اس بات کو دیکھین کہ وظیفہ مذکور مناسب کامون مین لگایا جاتا ہے۔ امیر نے "ایک نہایت ہی صاف اور قطعی طور سے" کہا کہ "مین اس قسم کے سمجھوتہ پر صرف اس غرض سے راضی ہوا ہون کہ ہم لوگون کی مشترک مدد سے ہرات پر پھر قبضہ حاصل کرنے کا قصد کیا جاتا ہے۔ دوسرے روز جب عہدنامہ کی مجوزہ شرطون پر بحث ہو رہی تھی تو سردارون نے امیر سے وہی ذکر چھیڑ کر پھر نئے عذرات پیش کیے۔ وہ یہ حجت کرتے تھے کہ انگریزی افسرون کا کابل مین جانا چندان امیر کے نزدیک قابل اعتراض نہین ہے زیادہ تر وہان کی رعایا معترض ہوگی اُسکے قومی اور مذہبی خیالات کو اشتعال ہوگا جسوقت وہ انگریزون کو دارالسلطنت مین دیکھینگے تو یہی کہینگے کہ شاہ شجاع کا قدیم زمانہ پھر آگیا انھون نے کہا کہ ایک ہندوستانی وکیل کابل مین مقرر کر دیجیے اور اگر انگریزی افسرون کے بھیجنے مین گورنمنٹ کو اصرار ہے تو وہ قندھار کو روانہ کیے جائین جہان بلحاظ جنگ اُنسے زیادہ کام نکلیگا اور رعایا کے حق مین ضرر بھی کم پہونچیگا۔ افاغنہ اور انگریزون کے درمیان رفتہ رفتہ ضرور دوستی ہو جائیگی "ہمکو بہت دور تک نہین چلنا چاہیے"۔ حصہ ۲۳

یہ ایک نہایت عاقلانہ نصیحت تھی اور عقلمندی کے ساتھ سُنی بھی گئی ورنہ جو حادثہ جانگاہ ۱۸۷۸ء مین ہوا ہے وہ ۱۸۵۷ء ہی مین وقوع پذیر ہو جاتا۔ برادران لمنڈن کا وہی نتیجہ ہوتا جو کیونگنری اور اُنکے تابعین کا ہوا ہے

جہان غدر کی شورش تھی وہان جنگ افغانستان کا بھی جھگڑا پیدا ہوجاتا اور پنجاب مین جو کچھ سامان تھا وہ علی الاتصال دہلی مین جمع ہونے کے بدلے پشاور ہی مین جمع ہوتا۔ کیا ہندوستان ایسے طوفان کو فرو کرسکتا۔

اسمین شک نہین کہ عارضی طور پر افسرون کے کابل بھیجنے کے قانونی حق پر اصرار کیا گیا لیکن یہ خاطر جمعی کردیگئی تھی کہ فی الحال اسکی تعمیل نہ کی جائیگی اور یہ بھی ظاہر تھا کہ اگر چیف کمشنر کا کہنا چل سکتا تو کبھی اس حق کی تعمیل ہی کیجاتی اس امر کے اظہار کو کہ جب کبھی ایران سے عہدنامہ ہوگا تو افاغنہ علیحدہ نہین چھوڑ دیے جائینگے بلکہ اس عہدنامہ مین شامل کیے جائینگے جان لارنس نے آخر وقت تک موقوف رکھا تا آنکہ سردارون نے خود صاف صاف وہی سوال کیا وہ اُنکے جواب سے خوش ہوے مگر کسی نہ کسی وجہ سے اس بات کو پوچھنا بھول گئے کہ وہ وعدہ بھی عہدنامہ مین مدرج کیا جائےگا سر جان لارنس اپنی خاص عادت کے موافق لارڈ کیننگ کو لکھتے ہین کہ "لیکن مین خیال کرتا ہون کہ مین نے جن باتون کا زبانی یقین دلایا ہے اُنکی بابت گورنمنٹ کو بطور ایک تحریری شرط کے ذمہ دار ہونا پڑیگا"۔

۲۶ جنوری کو چار بجے عہدنامہ کی شرطون پر امیر کے خیمہ مین مہر و دستخط ہوگئے چیف کمشنر پنجاب اور کمشنر پشاور اور ڈپٹی کمشنر ایک فریق اور امیر اُنکا بیٹا سردار اعظم خان اُنکے بھائی اور بہت سے اور سردار طرف ثانی کیطرف سے موجود تھے امیر نے باواز بلند کہا کہ "وہ اب مین برٹش گورنمنٹ کے ساتھ دوستی کرچکا اور چاہے جو کچھ ہو دم واپسین تک مین اُسپر قائم رہونگا" اور یہ امیر نے جو کہا تھا اُسکو حرف حرف پورا کیا۔ چیف کمشنر نے عمدہ عمدہ تحائف سردارون کو تقسیم کیے اور امیر کیطرف سے چند گھوڑے دکلاء انگلستان کو دیے گئے جو کسی کام کے نہ تھے۔ افاغنہ نہایت مطمئن ہوکر اپنے وطن کو واپس گئے لیکن سر جان لارنس کو اُسقدر خوشی نہین ہوئی کیونکہ گو عہدنامہ کی تکمیل ہوگئی تھی اور نہایت معقول طور پر اُسکے خطرات کم کرنے کی تدبیر کردی گئی تھی اور اُسکے علاوہ گورنر جنرل نے بھی تہ دل سے شکرگزاری ظاہر کی تھی لیکن اُنکو رہکر یہی خیال ہوتا تھا کہ جس ایک لاکھ روپیہ ماہ بماہ امیر کو دینے کا وعدہ کیا گیا ہے اگر وہ خاص اپنے ملک کی تقویت دینے یا پنجاب کے بڑے بڑے سرکاری کامون کی تکمیل کرنے مین جو اُسوقت تک بھی روپیہ کے نہونے سے معطل پڑے تھے صرف کیا جاتا تو کیا اسمین اُس سے زیادہ فائدہ نہوتا۔

سر جان لارنس کو اپنے بزرگ سیرت مہمان کے اعتماد سے چندان دلجمعی نہین ہوئی تھی اور لارڈ کیننگ کے نام کے چٹھی مین ایک واقعہ اُنھون نے ایسا عمدہ بیان کیا ہے جو اس مقام پر قابل درج ہے۔

۲۸ جنوری ۱۸۵۷ء بمقام پشاور۔

امیر کے بارے مین یہ راے دینا نہایت دشوار ہے کہ اُنکے اصل منصوبے اور خیالات کیا ہین مین مقر ہون کہ اُنھون نے جو کچھ بیان کیا اُسپر مجھکو کسیطرح کا اعتماد نہین ہے اُسوقت وہ اپنی غرض سے ہماری طرف متوجہ ہوتے لیکن یہ یقین نہین ہے کہ اپنے مطلب کے گزر جانے کے بعد ایک دن بھی وہ ہمارے دوست رہینگے اُنکو ہمارا مطلق نہین ہے اُنھون نے بطور

ہدیہ کے دس گھوڑے اور دو خچر مجھکو بھیجے جو بالکل مردہ اور بیجان تھے ۔ اُن سب کی قیمت ہزار روپیہ سے بھی زیادہ نہین لگی حالانکہ مین نے اُنکی بہت کچھ تعریف و توصیف کی تھی ۔

ایک روز امیر کی صحبت مین کرنل اڈورڈس اور مین نے بڑی دلگی دیکھی ۔ جب ہمارا سرکاری مباحثہ طے ہو گیا تو مین نے کہا مین چاہتا ہون کہ چند منٹ امیر سے تنہائی مین ملاقات کرون امیر اُنکے سردار اور اہل دربار چلے گئے ۔ مین نے اُنسے کہا کہ گذشتہ جنگ کے زمانہ مین مہاراجہ گلاب سنگھ کی جو چٹھیان آپکے پاس آئی ہون اگر آپ اُنکو مجھے دکھا دین تو مین سمجھون کہ واقعی آپکو ہم لوگون کی دوستی کا بڑا خیال ہے ۔ مین نے اُنسے کہا کہ یہ امر نہایت مشہور ہے کہ امیر اور مہاراجہ کے مابین عہد و پیمان کی گفتگو ہوئی تھی بلکہ معاہدہ بھی عمل مین آیا تھا لیکن مہاراجہ اُسپر قائم نہین رہے اسلیے اگر آپ اُس امر کو ظاہر کر دین تو آپ کی بات مین کچھ فرق نہین آسکتا اور اسمین شک نہین کہ اگر آپ اصل واقعہ کا حال مجھسے بیان کر دینگے تو ہمارے آپکے درمیان دوستی کو اور استحکام ہو جائیگا مجھکو اسمین شک نہین ہے کہ یہ سب باتین وقوع مین آئی تھین ۔ لڑائی کے ختم ہو جانے کے بعد سردار چتر سنگھ اور راجہ شیر سنگھ نے بھی مجھسے سب حال کہدیا تھا اور یہ بات تو مشہور عام ہے کہ امیر نے علانیہ مہاراجہ کی بیوفائی کی شکایت کی ہے ۔ ہر چند مین نے مبالغہ کیا لیکن امیر قطعًا انکار کرتے گئے کہ اس قسم کی کوئی بات وقوع مین نہین آئی ہے ۔ جب مین نے اس بارے مین حد سے زیادہ اصرار کیا تو امیر نے چلا کر کہا کہ ”مین حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت یوشع حضرت عیسیٰ اور اگر اُنکے سوا اور انبیا ہون تو اُنکی بھی قسم کھا کر کہتا ہون کہ میرے پاس اس قسم کا کوئی کاغذ نہین ہے اور میرے اور مہاراجہ کے درمیان کبھی کوئی عہد و پیمان نہین ہوا تھا“ جب مین نے امیر سے کہا کہ مین آپکے بیان پر اعتبار نہین کر سکتا تو اُنکو کسیطرح ناراضی نہین ہوئی بلکہ ظاہر مین معلوم ہوا کہ کچھ مایوسی ہوئی ۔ اُنکے بیٹے سردار اعظم خان نے جو اس موقع پر موجود تھا کہا کہ اگر کوئی کاغذ کہین پایا گیا تو مین اُسکی تلاش مین رہونگا اور جب برآمد ہوگا تو وہ ضرور پیش کیا جائیگا ۔ پھر اُسنے کہا کہ مین نہین جانتا کہ امیر کے پاس کوئی کاغذ تھا مگر غالبًا سلطان محمد خان کے پاس کچھ کاغذات تھے جب اعظم خان نے مجھسے پوچھا کہ کیا آپ امیر کی باتون پر یقین نہین کرتے ہین اور مینے جواب دیا کہ نہین تو وہ قہقہہ مار کر ہنسنے لگا اور مجھے خوب یقین ہے کہ سابق کی نسبت اُسکو ہماری عقلمندیون کا زیادہ خیال ہوا ۔

ہرات کے مقابلہ مین اس طرف سے کبھی ہم کے جانے کی نسبت حضور نے جو کچھ بیان فرمایا اُسکو سُنکر مجھے نہایت خوشی حاصل ہوئی میرے نزدیک یہ رائے سراسر عقلمندی پر دال ہے ۔ مین خیال کرتا ہون کہ یہ امر کسی وجہ سے عمل مین نہ لایا جائیگا ۔ اسمین جو کچھ خرچ ہو جائیگا اُسکا نقصان برسون تک پورا نہوگا ہماری فوج ایسی مہم کے لیے موزون نہین ہے اگر اپنے ملک سے اتنے فاصلہ بعید پر کوئی ناشدنی امر ظہور مین آیا تو اُسکا نتیجہ نہایت ہی بُرا ہوگا اور اگر کامیابی حاصل ہوئی اور ہرات پر پھر قبضہ ہو گیا تو بھی اس بات کی کوئی حفاظت نہین ہے کہ آئندہ دو چار سال کے عرصہ مین پھر اُسپر غنیم قبضہ نکریگا ۔ یہ تو اپنی اپنی رائے ہے کہ ہرات پر دشمن کے قبضہ کر لینے سے ہندوستانیون کے دل پر کیا اثر پیدا ہوگا ۔ مین تو یہ خیال نہین کرتا کہ وہ لوگ اس بارے مین تکلیف کرینگے مین یقین کرتا ہون کہ مجھکو ہندوستانیون اور اُنکی رایون سے مثل اکثر برٹش افسرون کے واقفیت حاصل ہے اور جب

ص ۵۲۴

زمانہ مین مین دہلی مین جو مسلمانون کا صدر مقام ہے مقیم تھا تو ہرات کا پہلا محاصرہ ۱۸۳۷ع مین ہوا تھا ۔ اور میرے نزدیک نہ تو اُس زمانہ مین اور نہ اسوقت تک ہندوستانیون کو اس معاملہ مین کچھ توجہ ہوئی تھی ۔ ۱۸۳۹ع مین جب افغانستان پر چڑھائی کرنے کی تجویز پیش ہوئی تو اسوقت ایک دلیل اُسکے خلاف یہ کی گئی کہ بالائی ہندوستان مین عوام کے خیالات ہماری حکومت کے خلاف ہین مین نے بذاتِ خود کبھی یہ علامت نہین دیکھی اور اسکا بہترین ثبوت یہ ہے کہ بڑی بڑی تباہیون کے بعد بھی ایسی کوئی علامت ظاہر نہین ہوئی ۔ مین یقین کرتا ہون کہ جو آدمی اسوقت زندہ ہین اُنمین سے تو کوئی شخص ہندوستان مین روسی فوج کو نہین دیکھ سکتا اور کسیطرح کی ایشیائی فوج بمقابلہ ہماری سپاہ کے کھلے میدان مین ٹھہر نہین سکتی ۔ میدان مین ہمارے مقابلہ کے لیے جو شخص آئے اُسکو لازم ہے کہ ولایتی سپاہیون کی ایک فوج عظیم اور بھاری توپخانہ رکھتا ہو اور ان سب کا انتظام درست ہو ۔ وسط ایشیا مین جو ملک واقع ہین اُنمین بلکہ دریاے جیحون اور سندھ کے درمیانی ملکون سے بھی کوئی فوج عجلت کے ساتھ بغیر اسکے گذر نہین سکتی کہ انجام کو بالکل بیدل ہو جاے اگر قلیل فوج چڑھائی کریگی تو شکست پائیگی اور اگر کثیر فوج بتدریج آنے کا قصد کریگی تو اُسکو غذا کا سامان بہم نہ پہونچ سکیگا ۔ افغانستان مین اسقدر غلہ نہین پیدا ہوتا کہ غیر ملک کی کسی بھاری فوج کے لیے کافی ہو سکے اُس سے تو خاص وہین کی آبادی بمشکل پرورش پاتی ہے پھر ایسی فوج کے لیے وہان باربرداری کا سامان کافی طور سے مہیا نہین ہو سکتا نہ تو وہان چھکڑے ہین اور نہ ایسی سڑکین ہین جنپر چھکڑے چل سکین چند نہرین جو ملک مین پائی جاتی ہین اُنسے باربرداری کا کافی سامان بہم نہین پہونچ سکتا ۔ چنانچہ سردار اعظم خان نے باتون باتون خود اس امر کو بیان کیا تھا . . . . . معاف فرمایئے گا مین نے یہ چٹھی بڑی عجلت مین لکھی ہے کل مین لاہور کو روانہ ہونگا اور اسوقت مجھکو اسقدر کام کرنا ہے جسکا بآسانی مین بندوبست نہین کر سکتا ۔ ص ۲۵

یہ بات نہین ہے کہ سر جان لارنس اور دوست محمد کے درمیان جسکے عیوب آپنر اس وضاحت کے ساتھ ظاہر ہو گئے تھے اچھی طرح ملاقات نہوئی ہو ۔ دوست محمد جیسا ذی رتبہ شخص تھا ویسا ہوشیار بھی تھا اور سب سے بہتر بات یہ ہے کہ مثل اکثر ایشیائیون کے قصہ گوئی مین اُسکو بڑا ملکہ تھا ۔ وہ رات رات بھر چیف کمشنر سے دلچسپ قصے بیان کیا کرتا اور چیف کمشنر بھی جیسا کہ مین بخوبی ثابت کر چکا ہون قصہ گوئی مین کچھ اُس سے کم نہین تھے اور وہ بھی امیر کے ہر ہر قصہ کے جواب مین دوسری حکایت بیان کیا کرتے تھے ۔ دوست محمد اپنی مفلسی کا حال بیان کرنے کا بڑا شائق تھا اور اس بات کی شکایت کرتا رہا کہ گو مین بہت احتیاط کرتا ہون مگر اُسپر بھی میرا خرچ آمدنی سے بڑھ جاتا ہے سر جان نے پوچھا کہ ”تو پھر آپ کی بسر کیونکر ہوتی ہے“ دوست محمد نے اپنا چہرہ نہایت متین بناکر جواب دیا کہ مین ہر سال مہاجنون سے قرض لیتا ہون جو علی العموم ایرانی ہوتے ہین وہ سمجھتے ہین کہ جسوقت مین مرا تو میرے بیٹے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے لگینگے ملک بھر مین بدعملی ہو جائیگی اور اُنکو اپنے روپیہ سے ہاتھ دھونا پڑیگا ۔ اسلیے جسوقت وہ تقاضا کرتے ہین تو مین اُن سب کو بلا کر جمع کرتا ہون اور اُنکو اپنا چہرہ دکھا کر کہتا ہون کہ مین روپیہ کے تردد مین ہلاک ہوا جاتا ہون وہ دیکھتے ہین کہ قرض کا معاف کر دینا بہتر ہے اور مجھکو کچھ دنون کے لیے اور زندہ چھوڑ دیتے ہین اُسوقت

ہم لوگون مین از سرِ نو تازگی پیدا ہو جاتی ہے ''۔

برٹش افسرون کی سفارت افغانستان جسکے متعلق مجلس شوریٰ مین اسقدر بحث رہی تھی امیر کی خواہش سے ص ۴۶
۲۴ مارچ آئندہ تک نہین روانہ کی گئی جو افسر اس خطرناک اور خالی از منفعت کام کے لیے منتخب کیے گئے تھے اُن مین
ہیری لمسڈن جنکا نام پیشتر اسی سوانح عمری مین اکثر جگہ آچکا ہے اور اُنکے چھوٹے بھائی پیٹر لمسڈن تھے پیٹر لمسڈن
کی نسبت چیف کمشنر نے بیان کیا ہے کہ ''وہ ایک بڑے معقول نوجوان اور نہایت ہر دلعزیز اعلیٰ درجہ کے شہسوار
اور مساح خوشمزاج اور زیرک اور ہوشیار ہین ''۔ لیکن پیٹر لمسڈن علیل ہو گئے اور سر جان لارنس نے یہ خیال کر کے
کہ علیل آدمی کو اتنے فاصلہ پر جہان کوئی ڈاکٹری مدد نہین پہونچ سکتی بھیجنا مناسب نہین ہے لفٹنٹ ہنری نارمن
کو جو ایک نوجوان ہونہار افسر اور اسوقت بہ حیثیت اسسٹنٹ اجیٹن جنرل میرٹھ مین تعینات تھے تار دیا کہ آپ فوراً
چلے آئین لیکن چونکہ تجویز یہ ہوئی کہ مہم کے ساتھ ایسے ڈاکٹر کو بھیجنا چاہیے جسکی دواؤن کے بکس سے قندھار مین
سفارت اور کسی امر کی نسبت زیادہ عزیز ہو اسلیے اسمین دشواری لاحق ہوئی اور نارمن صاحب دہلی کیواسطے رکھ
لیے گئے۔ آخر کو معلوم ہوا کہ قندھار کی نسبت دہلی ہی مین اُنکے رہنے سے زیادہ فائدہ ہوا ڈاکٹر بلو جنکا نام اسوقت
اُنکی تحریرات متعلقہ ایران و افغانستان کی وجہ سے بہت مشہور ہو گیا ہے سفارت کے ساتھ جانے کے لیے
منتخب کیے گئے اصل منشا سفارت یہ تھا کہ امیر کا جو وظیفہ مقرر کیا گیا تھا اُسکو امیر اور کامون مین صرف یا برباد کرنے
پائین لیکن ممبران سفارت کو جو ہدایتین کی گئین اُنمین ایک امر یہ بھی ذہن نشین کر دیا گیا کہ ''انگریزی سلطنت ہندوستان
کے حق مین اُنکی بہترین خدمت یہی ہے کہ جن جن لوگون سے اُنکو ملاقات کا سابقہ پڑے اُن سب کی وہ تسلی کر دین
کہ ہم کو فوج افغانستان کی مرضی کے خلاف مسلح خواہ غیر مسلح ایک آدمی کے بھی سرحد پار بھیجنے کی خواہش نہین ہے
ہماری سفارت فقط عارضی اور ایک خاص مقصد کے لیے وہان رہیگی اور لڑائی کے موقوف ہوتے ہی چلی جائیگی
ہماری خواہش صرف اسقدر ہے کہ افاغنہ ہمیشہ آزاد اور خود مختار رہین اور جسطرف سے کوئی پیشقدمی کیجائے اُسکو
روکین فقط اس امر کے لیے ہماری طرف سے مدد دی گئی ہے اور اُسکے بدلے مین ہم صرف اسقدر چاہتے ہین
کہ وہ ہماری خالص نیتون پر اعتماد رکھین ''۔

لوگون کو یاد ہوگا کہ جب جنگ ایران کے آثار پہلے پہل ظاہر ہوئے تو سر جان لارنس نے یہ خیال کر کے
کہ جو شخص اعلیٰ کمان کے لیے منتخب کیا جائے اسمین ملکی اور فوجی معاملات کی لیاقتون کا ہونا ازبس ضروری ہے
بڑے شد و مد سے اس عہدہ کے لیے اپنے بھائی کی سفارش کی تھی دوسری چٹھی مین لکھا تھا کہ اگر وہ نہون تو جنرل انگلس ص ۴۷
اور اگر وہ بھی نہون تو کرنل جیکب مقرر کیے جائین کیونکہ اُنھون نے خیال کیا کہ کرنل جیکب نے سندھ مین ملکی اور فوجی
دونون طرح کے معاملات مین تجربہ حاصل کیا ہے اور گو اُنمین ''تندمزاجی اور خودنمائی'' کے عیوب پائے جاتے ہین

مگر وہ اس عہدہ کے لیے بخوبی موزون ہین۔ لیکن بعد کو یہ معلوم ہوا کہ اس عہدہ کی تقرری کا اختیار لارڈ ڈلہوزی کو نہین بلکہ گورنمنٹ انگلستان کو ہے اور جس زمانہ مین لارڈ کیننگ اور سر جان لارنس اس مسئلہ پر بحث کر رہے تھے تو گورنمنٹ انگلستان اس شخص کو منتخب کر چکی تھی جسکا نام سر جان نے دوسرے نمبر پر لکھا تھا۔ اڈورڈ صاحب ظاہرا اپنی عرصہ دراز کی مشقتون اور بڑے بڑے کامون کی محنتون سے چور ہوکر ماہ مئی مین انگلستان کو چلے گئے تھے۔ لیکن بوڑھے جنگی گھوڑے کیطرح جو دور سے لڑائی کی بو سونگھ لیتا ہے ہتیارون کی جھنکار سنکر انمین تازہ قوت پیدا ہوگئی اور نئے سال (۱۸۵۷ء) کے آغاز مین وہ نہایت مستعدی کے ساتھ اپنی سپاہ کا دوسرا حصہ بمبئی سے جنگ ایران پر روانہ کرنے مین مصروف تھے۔

لیکن تھوڑے ہی دنون کے بعد لارڈ کیننگ نے ہنری لارنس کو ایک ایسا عہدہ دینے کے لیے کہا جو شاید مہم ایران کی کمان سے بھی انکے لیے زیادہ موزون تھا۔ وہ چار برس سے راجپوتانہ کے زوال رسیدہ رجواڑون مین اپنا زور و ہمت پیدا کرنے کی کوشش کرتے اور انکی تمردشعاری اور خفیہ مخالفت پر سر راہین بھرتے آئے تھے اور یہ خبر کہ انکو نو ملحقہ صوبہ اودھ کی چیف کمشنری دی گئی اور انھون نے قبول کر لیا جان لارنس کو آغاز فروری مین جب وہ لاہور سے پشاور کو واپس آتے تھے پہونچی۔ یہ عہدہ انکے لیے نہایت موزون معلوم ہوا جسمین وہ بلا دخل و مزاحمت ہندوستانیون کو ولیسی سلطنت سے انگریزی سلطنت مین لانے کے متعلق اپنی فیاضانہ تجویزون کو جو پنجاب مین انکی خواہش کے مطابق عمل مین نہین آنے پائی تھین بخوبی تمام تعمیل کرنے کا موقع پاسکتے تھے یہان نہ تو کوئی بورڈ مقرر ہونے والی تھی اور نہ بھائی بھائی مین عداوتون کا موقع تھا وہ بقول خود "پانچ چھ عارضون مین مبتلا تھے" لیکن انگلستان جانیکا قصد انھون نے فوراً فسخ کر دیا۔ سر جیمس اڈورڈ کیطرح انمین تازہ تندرستی اور قوت دفعتاً پیدا ہوگئی اور لارڈ کیننگ سے پہلے یہ شرط کر کے کہ جو جگہ مین خالی کرتا ہون اسپر میرے بڑے بھائی جارج مقرر کیے جائین وہ یکبارگی راجپوتانہ سے روانہ ہوگئے۔

لیکن اس سفر مین جو آخری ثابت ہوا انکی میم صاحب جو سفر کرتے کرتے چور ہوگئی تھین انکے ساتھ نہین گئین وہ ایسی رفیقہ تھین کہ جسوقت پنجاب سے کوچ کرنے لگین تو اپنے شوہر کیطرح انکو بھی مفارقت کا کمال صدمہ ہوا اور اب ہندوستانی افسرون کی کثرت کار اور پریشانیون اولوالعزمیون اور مایوسیون سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کرکے انھون نے کوہ آبو پر رہنا اختیار کر لیا تھا۔ یہ تو مجھکو دریافت نہو سکا کہ آیا ہنری لارنس نے جنکو سول انتظام کے متعلق اپنی ناتجربہ کاریون کا حال خوب معلوم تھا اپنے بھائی کو اس نئے عہدہ پر کام کرنے کے لیے انسے کچھ صلاح پوچھی ہو یا جان نے خود اس بات کا اندیشہ کرکے کہ انکے دستورات کی خرابیون سے بورڈ مین رہنا انکو عذاب ہوگیا اور عجب نہین اگر اب اودھ کی چیف کمشنری پر تنہا رہنے کی حالت مین اور بھی برے نتیجے پیدا ہون بے پوچھے

یہ قصد کیا ہو کہ مین اپنی غلطی کا حصہ پورا کرون — لیکن اس قسم کی باتون سے بھری ہوئی چٹھی کا ایک طول طویل اقتباس میرے ہاتھ آگیا ہے اور اسکو مین ایک مرتبہ اس امر کے ثبوت مین پھر یہان درج کرتا ہون کہ دونون بھائیون مین جہان باہمی اختلافات تھے وہان برادرانہ خیالات بھی پائے جاتے تھے چنانچہ جو کچھ اس چٹھی مین بیان کیا اور جو کچھ چھوڑ دیا گیا اس سے یہ باتین بخوبی پیدا ہوتی ہین —

۱۸ فروری ۱۸۵۷ء

۰۰۰۰ اب سرکاری معاملات کے متعلق مین یہ کہنا چاہتا ہون کہ جہانتک ممکن ہو آپ بلا اشد ضرورت کے ڈپٹی کمشنر وغیرہ یا ضلع کے افسرون کے نام کوئی حکم نہ بھیجیے جب ایسا کرنا ہو تو اسکی ایک نقل جوڈیشل کمشنر یا فینانشل کمشنر کے نام بھیجی حالت ہو روانہ کیجیے — اگر آپ ایسا کرینگے تو وہ آپ کے ساتھ عمدہ طور سے کام کرنے پر آمادہ رہینگے — ماتحت رہنے والے آدمیون کا مزاج بہت دشوار امر ہے اگر آپ ایسی کارروائی کرنے دینگے جسمین وہ اپنے اوپر کے خاص افسرون کو بھولنے لگینگے تو پھر انکے دماغون مین ہوا سما جائیگی اور معاملات پیچیدہ ہوجائینگے ماتحت افسرون سے جو چاہیے وہ باتین کیجیے اور اسطور پر اپنے عام خیالات آپ ظاہر کیجیے لیکن احکام معمولی قاعدہ کے مطابق جاری کیجیے اگر آپ براہ راست اپنے ماتحتون کے نام حکم جاری کرینگے تو یہ آپ کے دوستون کو بھی ناگوار گذریگا پھر اگر آپکے پاس درخواستین آتی ہین اور آپ یہ چاہتے ہین کہ زیادہ وقت نہ صرف ہونے پائے اور نقصان بھی نہ ہو تو معاملات کو براہ راست لوکل افسرون کے سپرد کیجیے — لیکن اگر آپ ایسا کیجیے تو انسے کہہ دیجیے کہ اپنے اعلیٰ افسرون کے ذریعہ سے جواب لکھین مثلاً اگر کوئی شخص کہے تمہارے گانون کی جمع سنگین تشخیص کی گئی ہے یا اسی قبیل سے کوئی بات اور ظاہر کرے تو آپ اُسکی درخواست کو ڈپٹی کمشنر ضلع کے پاس کیفیت لکھنے کو بھیجدیجیے وہ اُسکو کمشنر کے پاس بھیجیگا اور بعد اسکے کمشنر اپنی رائے لکھکر اسکو روانہ کریگا البتہ کچھ تاخیر ضرور ہوگی لیکن اسطور پر جو کام ہوگا وہ قطعی ہوگا — میری یہ بھی عادت ہے کہ مین ایسی درخواستون کو بہت کم قبول کرتا ہون ہر ہندوستانی یہی چاہتا ہے کہ سب سے اوپر کے زینہ پر چڑھ جائے اور حقیقت حال بہت کچھ جانچنے اور پڑتال لینے کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور اسطور پر بھی ہمیشہ مفصل حال نہین کھلتا جب کوئی آدمی مجھکو درخواست بھیجتا ہے تو سب کے پہلے مین اس سے یہ پوچھتا ہون کہ تم ڈپٹی کمشنر کے پاس بھی گئے تھے اگر وہ کہتا ہے کہ "ہان" مگر اسپر بھی اسکا اطمینان نہین ہوتا تو مین پھر پوچھتا ہون کہ کمشنر کے پاس گئے تھے اور یہ سوال بھی اسیطرح حل ہو جاتا ہے تو مین آخری حکم کی نقل طلب کرتا ہون اگر وہ نقل نہین لاتا ہے تو مین اس سے کہدیتا ہون کہ عدالت مناسب کے ذریعہ سے چارہ جوئی کرے لیکن اگر مین دیکھتا ہون کہ کوئی بے انصافی ہوئی ہے تو اسکے لیے کیفیت طلب کرتا ہون —

چیف کمشنر کو براہ راست زیادہ اختیار نہین ہوتا لیکن ماتحت حکام کے توسط سے اسکا بہت کچھ زور پڑتا ہے مثلاً وہ عدالت کے فیصلون کو مسترد نہین کرسکتا لیکن انکی جواز یا صحت پر اعتراض کرسکتا ہے وہ یہ حکم دے سکتا ہے کہ از سرنو انپر غور کیا جائے اور اگر اس سے انکار کیا جائے (یہ بات کبھی نہین ہوتی) تو وہ گورنمنٹ کو لکھتا ہے انتظامی معاملات مین اسکو بڑا اختیار ہوتا ہے

عام انتظام کے متعلق علی العموم اُسکی راے قطعی ہوا کرتی ہے یہ بات آسانی سے نہین کہی جاسکتی ہے کہ کن کن باتون مین مشکلین اور دقتین واقع ہونگی - آپ چاہین جو کچھ کرین دقتین ضرور پیدا ہونگی - ایک سب سے بڑا قاعدہ ظاہرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہانتک ممکن ہو فیصلہ کرنے کے قبل طرفین کے حالات سے آگاہی ہوجاوے گورنمنٹ سے بھی بہت کچھ خط کتابت اور استصواب راے کرنا پڑتا ہے غور کرنے اور خلاصہ لکھنے کا کافی وقت نہین مل سکتا ہے انتظامی کام اسقدر ہوا کرتے ہین جسمین دن بھر صرف ہوجاتا ہے -

جب سے آپ تشریف لیگئے یہان کا کام بہت بڑھگیا مین اکثر پریشان ہوہوگیا حالانکہ طعام چاشت کے قبل (درمیان مین دس منٹ اُسمین بھی صرف ہوتے ہین) اور اُسوقت سے چراغ جلے تک بلکہ اصل تو یہ ہے کہ جب آنکھون سے کچھ دکھائی نہین دیتا اُسوقت تک بیٹھا ہوا کام کرتا رہتا ہون - مین نہ کبھی کوئی تعطیل دیتا ہون اور نہ کبھی درمیان مین ایک گھنٹہ کے لیئے اُٹھتا ہون - محکمہ تعمیرات کی جہت سے میرا کام بہت بڑھ گیا ہے فی الحال اُسمین میرا نصف وقت صرف ہوتا ہے - مین نے کوشش کی کہ جہانتک ممکن ہو رفتہ رفتہ سب باتون کو درست کرلون اور پھر جو ضرور ہون وہ کام کرون مگر اُسمین مجھکو بڑی ناکامی ہوئی - انجنیر لوگ تو میری مداخلت پر حملہ کرتے ہین اور گورنمنٹ اور دربار مہتمان ایسٹ انڈیا کمپنی اس بات پر معترض ہے کہ مین نے معاملات کا انتظام نہین کیا خرچ سب سے زیادہ ہوا اور اُسکا نتیجہ یہ ہے کہ ہم چارون طرف سے بے قابو اور مجبور ہورہے ہین اور چونکہ ضرورت کیوقت بھی بغیر معمولی ضوابط کی تعمیل کیے ہوئے ہم کوئی کام نہین کرسکتے اور نہ کوئی رقم خرچ کرسکتے ہین اسلیے ہزار روپیہ کی منظوری کے واسطے بھی جو سابق کے بجٹ مین درج نہین ہوتی گورنمنٹ کو رپورٹ کرنا پڑتی ہے -

اور کوئی بات میرے ذہن مین ایسی نہین آتی جو قابل ذکر ہو آپ کے کام کرنے کا طریقہ البتہ اس قابل ہے جسکے بارے مین کچھ بیان کیا جاتے سول انتظام کے متعلق ایک بڑا گر یہ ہے کہ کام کبھی باقی نہ رہنے پائے اگر آپ اسکا خیال رکھینگے تو گاڑی ہمیشہ چلتی رہیگی اور آپ حتی الامکان کوشش کرینگے کہ ہر روز کا کام اُسیدن تمام ہوجائے - آپ چاہے سال بھر مین وہ کام ختم کریجیے لیکن جو طریقہ مین نے بیان کیا ہے اُسمین بڑا فائدہ متصور ہے خود آپکے محکمہ کے لوگ اُسوقت تک کبھی اپنا کام انجام نہ کرسکینگے جب تک بہتے دریا کے پانی کیطرح وہ آگے نکلتا نہ جائیگا - اور ماتحت صیغون کی کارگزاری کے لیے یہ امر اور بھی مقدم ہے قبل اسکے کہ کوئی کام یا انتظام شروع ہو آپ خود اُسمین کوشش کرکے احکام صادر کیجیے اگر یہ نہ ممکن ہو تو جہانتک ہوسکے دوسرون کی باتون کو قبول کیجیے گو وہ بالکل آپ کی راے کے خلاف ہون -

ہمکو دوست محمد کے ساتھ بڑی پریشانیان اُٹھانا پڑین وہ ضعیف و ناتوان معلوم ہوتا ہے لیکن اصل مین بڑا تندرست ہے . . . - اُسکے سپاہی بھی بڑے موٹے تازے ہین لیکن قواعد بالکل نہین جانتے ہین اور ہتیار اور وردیان بھی بالکل واہیات ہین - اُنکی تنخواہ اسقدر ہے جس سے اُنکا پیٹ بھی نہین بھرتا ہے فاقہ کشی کرتے ہین مین نے حضور ملکہ معظمہ کی رجمنٹ نمبر ۸ کی مزیدار دیان تین سو روپیہ کو خرید کین اور سردار اعظم کو دیدین جس سے وہ نہایت خوش ہوئے - افاغنہ سمجھتے ہین کہ ساری قوت انھین چیزون کی ہوتی ہے -

اس زمانہ مین لارڈ کیننگ کے نام اُنھون نے جو ایک چٹھی لکھی تھی اور جسمین یہ استدعا کی تھی کہ انجنیرون کا ایک افسر اُنکے دفتر مین بطور سکریٹری محکمہ تعمیرات کے مقرر کیا جاے اُس سے کچھ اور ثبوت اس بات کا پیدا ہوتا ہے کہ چیف کمشنر کی حیثیت مین اُنکا کام کسقدر بڑھگیا ہے کام کیا تھا گویا سیسیفس کا پتھر تھا جو اُنکو ہمیشہ ڈھکیل کر پہاڑ پر چڑھانا پڑتا تھا۔ اصل یہ ہے کہ جسقدر زیادہ سرگرمی سے وہ اور اُنکے ماتحت اس غرض سے کام کرتے تھے کہ اُنکی ضرورتین رفع ہو جاتین اُسیقدر اُنکا کام بڑھتا جاتا تھا اور حق بات تو یہ ہے کہ اُن کے حق مین یہی بہتر ہوا۔ جان لارنس لکھتے ہین کہ

اس قسم کے افسر سے مجھکو بڑی مدد پہونچیگی جب سے مین چیف کمشنر پنجاب ہوا میرا کام ڈیوڑھا ہو گیا تین سال کے عرصہ مین میرے دفتر مین جو چٹھیان آئی ہین اُنکی سالانہ تعداد آٹھ ہزار ایک سو چالیس سے دس ہزار پانچ سو دو اور جو دفتر سے روانہ ہوئین اُنکی نو ہزار ترانوے سے تیرہ ہزار نو سو چونسٹھ تک پہونچگئی ان مین مراسلات اور نیم سرکاری چٹھیان شامل نہین ہین۔ ۱۸۵۶ء مین مین نے معافی کے پندرہ سو مقدمے فیصل کیے یہ کام ایسا تھا جسکے لیے بنگال یا ممالک مغربی و شمالی مین جہان اسیطرح کی تحقیقاتین ہوتی تھین کم سے کم دو کمشنرون کا وقت صرف ہوتا میرا قلم کسیوقت میرے ہاتھ سے نہین چھوٹتا مجھکو کوئی تنکا نہین کرنا ہے جب تک کام ہو سکتا ہے اسوقت تک کیے جاؤنگا لیکن اگر کوئی ایسا انتظام کیا جاے جسمین کچھ آسانی ہو تو اُسکو مین بڑی خوشی سے قبول کرلون۔ اور ایک امر جو مین نے تجویز کیا ہے اُسمین یہ بات متصور ہے اگر وہ عمل مین آیا تو میری ذات سے زیادہ کام نکل سکیگا کیونکہ مجھکو اس بات کا وقت ملیگا کہ غور و فکر کرون اور بہت سی ضروری تدبیرین جو میرے ذہن مین ہین اُنکو منضبط کرون اس انتظام مین گورنمنٹ کا ایک روپیہ بھی صرف نہوگا۔

فروری اور مارچ ۱۸۵۷ء کا زمانہ جان لارنس نے اپنے صوبے کے شمالی اور شمال مغربی حصون یعنی راولپنڈی شاہپور جھنگ اور فتح پور گوگیرا کے انتظامی کامون مین صرف کیا اور ۲۷ مارچ کو لاہور مین پہونچے بدقسمتی سے اس زمانہ کے متعلق اُنکے چھ ہفتون کی خط کتابت کا کہین پتا نہ لگا اُنکے دوستون کی یادداشت سے بھی یہ نقصان پورا نہو سکا۔ اُنکی تندرستی مین فرق آگیا تھا درد اعصاب شدت سے تھا اور ایک مرتبہ اُنپر اسقدر ڈاکٹرون نے زور ڈالا کہ وہ کچھ دنون کے لیے انگلستان جانیکا قصد کرنے لگے اور منٹگمری صاحب کو جنکو وہ چاہتے تھے کہ میرے قائم مقام ہون اپنے عہدہ پر قائم کرنے کے لیے لکھا۔

ہمکو دوسرے وسیلون سے اب یہ بات بخوبی تمام معلوم ہو گئی ہے کہ اس نازک زمانہ مین مسلمانون اور ہندوون کے درمیان بھی بازارون اور چھاونیون مین کیا کھچڑی پک رہی تھی ہمکو معلوم ہے کہ وہ آتش فساد جسکا لارڈ کیننگ نے انگلستان سے روانہ ہوتے وقت ذکر کیا تھا مشتعل ہو چکی تھی اور حکام کو معلوم خواہ نہ معلوم ہو مگر اُسکے شعلے چارون طرف لپکتے جاتے تھے۔ جان لارنس کو بذات خاص اس طوفان کے برپا ہونے کا خیال ابھی بہت کم ہوا تھا چنانچہ اسکا ثبوت یہ ہے کہ وہ پھر ایک مرتبہ کشمیر جانے کا قصد کر رہے تھے اور اپنے اس قصد سے وہ اسوقت

باز آنے جب گورنر جنرل نے انکو جواب مین لکھا کہ شاید آنکے پنجاب ہی مین رہنے کی زیادہ تر ضرورت ہوگی ۔

یہ بات بہت صحیح ہے کہ خلفشار کی کچھ علامتین نئے سال کے آغاز ہی سے قرب و جوار کلکتہ مین ظاہر ہونے لگی تھین اور اسی زمانہ مین انبالہ اور ہزارہا میل کے فاصلہ پر کوہ ہمالیہ کے کنارے اور خود جان لارنس کی عملداری کے اندر عیاں ہونے لگی تھین ممالک مغربی کے گانون گانون اور ضلع ضلع مین چپاتیان پھرنے لگی تھین انکا حال کسیکو معلوم نہین تھا صں ۳۲۵ اور نہ کسی کی سمجھ مین آیا کہ انکا مطلب کیا ہے ۔ وہ گویا اشتہار جہاد تھین جو جامع مسجد دہلی مین برٹش حکام کی آنکھون کے سامنے دیا گیا تھا ۔ ہر ہر شخص کی زبان پر یہ پیشین گوئیان جاری تھین کہ فرنگیون پر عنقریب آفت آنے والی ہے اور اسمین کسیکا کچھ نقصان نہین ہوا ۔ چھاونیون مین بارہا مفسدون نے آگ لگا دی یہ گویا اس زیادہ خوفناک آتش فساد کی خارجی اور حسی علامتین تھین جو سپاہیون کے دل مین شعلہ افگن ہو رہی تھین بالآخر انفیلڈ بندوق کی جگہ براؤن بس اور معمولی کارتوس کے بدلے چربی دار کارتوس کے جاری ہونے سے ہماری بدقسمتی خواہ ہمارے قصور نے ان تمام مہمل اور بے بنیاد وسوسون کو پھر ابھار دیا جو ہندوستانی خاندانون کے معدوم ہو جانے اور دیسی ریاستون کے شامل سلطنت کیے جانے تعلقہ دارون اور جاگیردارون کے علاقجات ضبط ہونے "آتشی انجنون" اور روشنی کے ستونون" الغرض ہر ایک تدبیر سے جو "اخلاقی اور ملکی اصلاح" ہندوستان کے لیے کم و بیش ہر ہر مقام پر کی گئی تھی ہمارے تنگم سیر جاہل اور شکی ہندوستانی سپاہیون مین خطور کرنے لگے تھے ۔

کارتوسون مین چونکہ چربی لگی تھی اسوجہ سے ہندوون نے یہ خیال کیا کہ انکی مقدس گائے اور مسلمانون نے یہ تصور کیا کہ انکے نجس جانور خوک کی یہ چربی ہے اور اسوجہ سے ان لوگون مین ہول ہوگیا ۔ کیونکہ انکو اس بات کا ایک اور ثبوت ملگیا کہ گویا گورنمنٹ دونون فرقون کے مقدس خیالات اور مقدس جاعتون کو براہ عداوت معدوم کرنا چاہتی ہے ۔ انسان جسوقت ہول کھا جاتا ہے تو اوسکو کچھ نہین سوجھتی ہے اسکی خود بخود ترقی ہوتی ہے اور اسکے روکنے کا جو علاج کیا جاتا ہے اس سے اس مرض کی اور زیادتی ہوتی ہے اسوقت کا فساد رفع کرنے کے لیے جو اشتہارات جاری کیے گئے اور عذر و معذرت کی گئی اس سے آخر مین لوگون کا خوف اور زیادہ ہوا ۔ جسطرح کوئی نیک مزاج جنرل ایک دوسرے جنرل کے بعد سپاہیون کو تسلی دیتا ہے کہ تمھارا خوف بیجا ہے اور اس سے وہ اور زیادہ خائف ہوتے ہین اسیطرح ان لوگون نے بھی خیال کیا کہ فی الواقع ہماری دہشت بجا ہے چنانچہ دمدم اور بارکپور سے جو دارالسلطنت ہندوستان کے قریب واقع ہین یہ دہشت کے خیالات آگرہ تک جو ممالک مغربی و شمالی صں ۳۲۵ کا صدر مقام ہے اور وہانسے میرٹھ کو جو ہندوستان بھر مین سب سے بڑی فوجی چھاونی ہے اور ہر قسم کے ولایتی سپاہیون کا سب سے بڑا قیامگاہ ہے اور بعد اسکے دہلی کو جو خاندان مغلیہ کی دارالسلطنت ہے اور جہان مغلیہ بادشاہ کے زوال رسیدہ قائم مقام اپنی سلطنت اور زندگی کی آخری بندین جھوم رہے تھے اور بعد اسکے اسطرح انبالہ تک پہونچگئے یہ حکم ص ۳۲۵

وہ ہے جہان بندوق چلانیکی تعلیم ہوتی ہے (یعنی اس مہلک فن کی جس سے اگر سپاہیون کو دشمنون کا مارنا سکھایا گیا تو یہ تعلیم بھی ضرور ہوئی کہ

کس نیاموخت علم تیر از من ‌ ‌ ‌ ‌ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد

اُن اطلاعون سزاون ترمیمون توجیہون اور انکارون سے جو نہایت عجلت اور ہراس مین یکے بعد دیگرے کیے گئے کوئی فائدہ نہوا۔ ہندوستانی پیادون کی رجمنٹ نمبر ۱۹ جسنے ماہ فروری مین بمقام برہانپور غدر کیا تھا وہ توڑ دی گئی۔ چونتیسوین پلٹن کے جس متعصب پانڈے نے بارکپور مین ایک انگریزی افسر کو مارا تھا اسکو پھانسی دیگئی اور وہ سات کمپنیان جو قاتل کے اس فعل کو خاموشی کے ساتھ دیکھتی رہی تھین گو انھون نے اسکے اس فعل مین ہمدردی نہین کی تھی موقوف کر دی گئین۔ لیکن اسکا بھی کچھ فائدہ نہوا۔ کارتوسون کی چربی جسکی بابت یہ فساد ہوا تھا تحقیقات کر کے دکھائی گئی کہ اسمین کچھ ضرر نہین ہے اور آیندہ سے سپاہی لوگ اپنی خوشی سے جو روغن چاہینگے وہ اسمین لگا لینگے اور کارتوسون کو وہ مُنھ سے نہ توڑین بلکہ ہاتھ سے چاک کرین اُس نجس شے کو اپنی زبان سے نہ چکھین صرف ہاتھ سے چھوئین مگر یہ باتین بھی سودمند نہوئین دہشت زدہ سپاہی چلا چلا کر یہی کہتے تھے کہ نہ تو ہم اسکو چھوئینگے نہ چکھینگے اور نہ ہاتھوں مین لینگے"، اُن لوگون کی ناقص عقل مین یہ آیا کہ گورنمنٹ ایک طور پر اس بات کو موقوف کر کے دوسرے طور پر جبر ہمارے واسطے مقرر کریگی۔ وہ یقین کرنے لگے کہ اگر کارتوسون کو ہاتھ سے چھونے کی ممانعت کر دی گئی ہے تو وہ انھین نجس جانورون کی ہڈیان پیس پیس کر انکے کھانے کے آٹے مین ملا دینگے اور آیندہ سے ہم لوگ ذات باہر ہو جاینگے (اور اصل مین تو اُنکے زیادہ خوش قسمت ساتھی جو انفیلڈ بندوق سے اعزاز حاصل کرنے کے قابل خیال نہین کیے گئے انکو ابھی سے ایسا سمجھنے لگے تھے) اور دنیا اور عاقبت مین بھی بدنام رہینگے۔

اصل۵۷ لارڈ ڈلہوسی کی رخصتی دعوت کی اسپیچون کا جو رسالہ شائع ہوا تھا اُسکے ان الفاظ کو کہ "ہندوستانی سپاہیون کی کوئی حالت ہرگز قابل اصلاح نہین ہے" اُنکے جانشین نے کس کراہت کے ساتھ اُسوقت خیال کیا ہوگا جب وہ اس بات سے واقف ہوے ہون گے کہ کل فوج بنگالہ کے باغی ہو جانیکا احتمال ہی نہین ہے بلکہ وہ ضرور اور در اصل باغی ہو جائیگی واقعی بہت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ لارڈ ڈلہوسی نے ایک ہی برس پیشتر کیونکر ایسا فقرہ استعمال کیا اور اُس سے بڑھکر تعجب کی بات یہ ہے کہ اس طرح کی دہشت فی الواقع اس عجلت کے ساتھ دور دور تک جیسا کہ مین نے بیان کیا پھیل گئی اور لوگون کے دلون سے نکالے نہ نکلی مگر اسپر بھی اُن لوگون کو جو ہندوستان کی حفاظت کے ذمہ دار تھے اندیشہ نہوا لیکن جو کچھ ہونا تھا ہی ہوئی۔ ہماری فوج ہندوستان کی عام حالت برٹش سپاہ کی تخفیف اور معمولی حفاظتون سے غفلت کرنیکے متعلق جمل تنبیہین سر چارلس نیپیر سر ہنری لارنس سر جیمس آؤٹرم اور سر جان لارنس کی تحریرات مین بھی دریافت ہو سکتی ہین لیکن فوجی خواہ سول صیغہ کے کسی انگریزی عہدہ دار ہندوستان نے ظاہرا یہ نہین تصور کیا تھا کہ فی الواقع اسقدر جلد فساد برپا ہو جائے گا۔ جسوقت غدر شروع ہو گیا تو سب کے سب یکسان طور پر متحیر رہ گئے۔

انبالہ مین جان لارنس کی عملداری کے اندر جو کچھ گذرا وہ دوسرے مقامات کے واقعات کا ایک نمونہ ہے
انبالہ مین دیسی پیادون کی رجمنٹ نمبر ۳۶ کا ایک حصہ تھا یہ رجمنٹ جنرل انسن کمانڈر انچیف کی حفاظت پر جو اس زمانہ مین پنجاب کا دورہ کر رہے تھے تعینات تھی جب وہ شملہ کو جاتے ہوئے انبالہ مین پہونچے تو اس سپاہ کے غیر کمیشن یافتہ افسر اپنے ساتھیون سے صاحب سلامت کرنے گئے ان لوگون نے ترچھی آنکھون سے انکو دیکھا حقہ پانی کچھ نہ دیا اصل تو یہ ہے کہ انکو ذات باہر تصور کیا اور وہ لوگ شکستہ دل ہو کر اپنے یہان واپس چلے آئے انکا قصہ جنگل کی آگ کی طرح انبالہ کے اور سپاہیون تک پہونچگیا اور کپتان مارٹینو نے بھی جو بڑی ہمدردی سے بندوق چلانے کی تعلیم کرتے تھے سنا انکو اس سے کچھ تعجب نہین ہوا اور انھون نے لکھا کہ "ہم نہین کہہ سکتے کہ غدر یہان یا وہان برپا ہوگا ص ۳۰۵
کیونکہ ہم سب لوگون کی متفق رائے یہی ہے کہ وہ ہر مقام پر ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے ہر مقام پر غدر برپا ہونے کی صحت سے بالاتفاق تمام لوگون نے اقرار نہین کیا اور جس شخص نے سب سے کم اسکے آثار دیکھے وہ کمانڈر انچیف تھے انھون نے فوج کے لوگون سے مہربانی کے کلمات کہے انسے بیان کیا کہ کارتوسون کے بارے مین ہم لوگ غلطیون مین پڑے ہین اور شاید کچھ دنون تک اس بات کے یقین دلانے مین انکو کامیابی بھی حاصل ہوئی کہ واقعی یہ ہم لوگون کی غلطی ہے لیکن ادب کے ساتھ کہا کہ اگر ایک شخص ان قصون کو باور نہین کرتا ہے تو اسکے بدلے دس ہزار آدمی دل سے یقین کرتے ہین۔ اگر وہ حکم دیتے تو یہ لوگ ممنوع کارتوس کے چھونے ہی پر نہین بلکہ اسکے اوڑانے پر بھی راضی ہو جاتے لیکن انھون نے التجا کی کہ ہم کو اس بات مین دین و دنیا سے بیکار نہ کیجیگا۔ کمانڈر انچیف نے غور کرنے کے لیے مہلت لی اور چٹھی کے ذریعہ سے گورنر جنرل سے مشورہ کیا یہ دونون باتین بیشک صحیح تھین اور ان اعلی حکام نے بیشک اس بات کو پسند کیا جسمین انکو خطرہ کم معلوم ہوا سپاہیون کو کارتوس استعمال کرنے کے لیے دیے گئے اور کمانڈر انچیف نے یہان تک مبالغہ کیا کہ جن لوگون نے اپنے ساتھیون کو ذات باہر ہونے کا طعنہ دیا تھا انھین کی چشم نمائی نہین کی (اور یہ امر انکے لیے مناسب تھا) بلکہ جن بدنصیب افسرون نے اس کام سے سہل انکاری کی تھی انکو بھی الزام دیا۔

سپاہیون نے حکم کی تعمیل تو کی لیکن اس دن کی شب کو چھاونی کے تمام حصون مین دو چند قوت کے ساتھ جو آتش فساد دوبارہ مشتعل ہوئی اس سے بخوبی تمام ظاہر ہو گیا کہ ان لوگون کے دل مین کیا تھا۔ اسپر بھی کمانڈر انچیف ظاہرا یہ یقین کر کے کہ انھون نے طوفان کو فرو کر دیا ہے اپنے موسم گرما کی سرد قیامگاہ واقع شملہ کو چلے گئے جس حالت مین کمانڈر انچیف کو جو ہر روز سپاہیون کے درمیان جاتے آتے رہتے اور انکی خیر خواہی اور وفاداری کے صریحا جوابدہ تھے کسی خوفناک حملہ کا خطرہ نہ معلوم ہوا تو ہم مشکل سے اس بات پر تعجب کر سکتے ہین کہ چیف کمشنر پنجاب کو جو فوج سے صرف ایک واسطہ بعید رکھتے تھے اور جنکو صرف وہی بات معلوم ہو سکتی تھی جو انکو بتائی جاتی اور جو ان سپاہیون کے سوا خاکسا اپنا کام انجام کرنے کے لیے کثرت سے رکھتے تھے اسکا خطرہ کم معلوم ہوا ہو یا اقل درجہ اسکے بھاری یا ضروری ہونیکا

خیال اُنکے دل مین کم پیدا ہوا ہو۔

مسٹر جان لارنس تندرست نہین تھے۔ لاہور مین جس زمانہ تک اُنکا ٹھہرنا صحت کے حق مین مضر نہین خیال کیا جا سکتا تھا اُس سے زیادہ ایام گذر چکے تھے اور مری کو جاتے ہوے وہ اپنے بھائی رچرڈ کے ساتھ سیالکوٹ کی طرف جونئی بندوقین استعمال کرنے کی تعلیمگاہ مقرر کیا گیا تھا اس غرض سے چلے گئے تاکہ بذات خاص ہندوستانی سپاہیون کے دل کی کیفیت دریافت کرین اور یہ بات دیکھ آئین کہ اُن لوگون نے رفل کے چلانے مین کہانتک مشق بہم پہونچائی ہے۔ اس کا نتیجہ نہایت ہی قابل اطمینان پیدا ہوا اور اُنھون نے جو کچھ دیکھا تھا اُن سب باتون کی نسبت اپنی راے ایک چٹھی مورخہ ۴ مئی کے ذریعہ سے جو اُس مقام سے تحریر کی گئی تھی لارڈ کیننگ کو لکھ بھیجی۔ جسوقت ہم اس بات کو یاد کرتے ہین کہ اُس چٹھی کے بعد دوسری چٹھی لکھنے کے پیشتر اُسی مقام مین غدر برپا ہو چکا تھا تو ہمکو اُس اول چٹھی کے مضامین پر خیال کرکے نہایت صدمہ معلوم ہوتا ہے۔ اُنھون نے لکھا تھا کہ تعلیمگاہ یعنی اسکول مین اکثر سپاہی پلٹنون کے حصے ایسے ہین جنمین سے سبکو نئے طریقہ کے مطابق تعلیم دیجاتی ہے۔ بعض لوگ ہندوؤن کا ہتھیار اور بعض لوگ گولی چلانا سیکھتے ہین اور بظاہر سب کے سب اُس ہتھیار سے خوش معلوم ہوتے ہین جسکے ذریعہ سے سو گز کے فاصلہ کی نسبت اب ہزار گز کے فاصلے سے وہ اپنے دشمن کو ہلاک کر سکینگے اور جو اُنکی کوہستانی لڑائیون کے لیے بالتخصیص موزون ہے۔ ~~جس روز اُنھون نے یہ چٹھی لکھی تھی اُسی~~ کے دوسرے دن صبح کو وہ بریگیڈیر کے ساتھ چاندماری کی سیر کرنے گئے اور قواعدوان پیدل سپاہ کو چپ چاپ مشق کرتے ہوے اُنھون نے ملاحظہ کیا افسرون سے بھی اُنھون نے خاص خاص باتین پوچھین اور اُن سب نے یکزبان ہوکر یہی بیان کیا کہ سپاہیون کی طرف سے کوئی کھٹکا نہین ہے۔ خود اُنکے دل مین بھی خیال پیدا ہوا تھا کہ کسی شخص کی طرف سے کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے اور مشق کے ختم ہو جانے کے بعد اُنھون نے چھ چادرین بریگیڈیر کو اس غرض سے دی تھین کہ وہ بازی کے انعام کے طور پر تقسیم کر دی جائین۔ ابھی اُن بازیون کے نشانے ختم بھی نہونے پائے تھے کہ اُن چادرون کے سوا جنکو صاحب چیف کمشنر نے اس مہربانی سے دیا تھا اور انعامات پانے کے خیال سے وہ دوسرے نشانے لگانے لگے۔

جان لارنس سیالکوٹ سے راولپنڈی کو روانہ ہوئے۔ وہان سے وہ مری کو جایا ہی چاہتے تھے کہ اتنے مین ۱۲ مئی کو دہلی سے وہ پُرخطر تاربرقی آگئی جسنے دفعتًا تمام پنجاب مین کھلبلی مچادی اور جان لارنس کے گرمی مین رہنے کے مقام کو بدل دیا۔ اُس تاربرقی کی عبارت یہ تھی۔ "ہندوستانی سپاہی میرٹ سے یہان پہونچگئے اور ہر ایک شے کو خاک سیاہ کیے ڈالتے ہین مسٹر ٹاڈ مارے گئے اور ہمنے سنا ہے کہ بہت سے دوسرے انگریز بھی کام آئے" یا چاہو اُسی عبارت کو اسطرح سے سمجھو کہ ہندوستان کا بلوہ شروع ہو گیا اور دہلی یعنی شاہنشاہان مغلیہ کا پاے تخت اور کل ہندوستان کی دارالسلطنت پر باغیون کا قبضہ ہو گیا فقط

خاتمہ جلد اول